صحیح احادیث کی روشنی میں

صحیح سیرتِ رسول ﷺ

سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر محدثانہ اسلوب کی حامل اردو زبان کی پہلی کاوش

تالیف

الشیخ دکتور محمد صویانی حفظہ اللہ

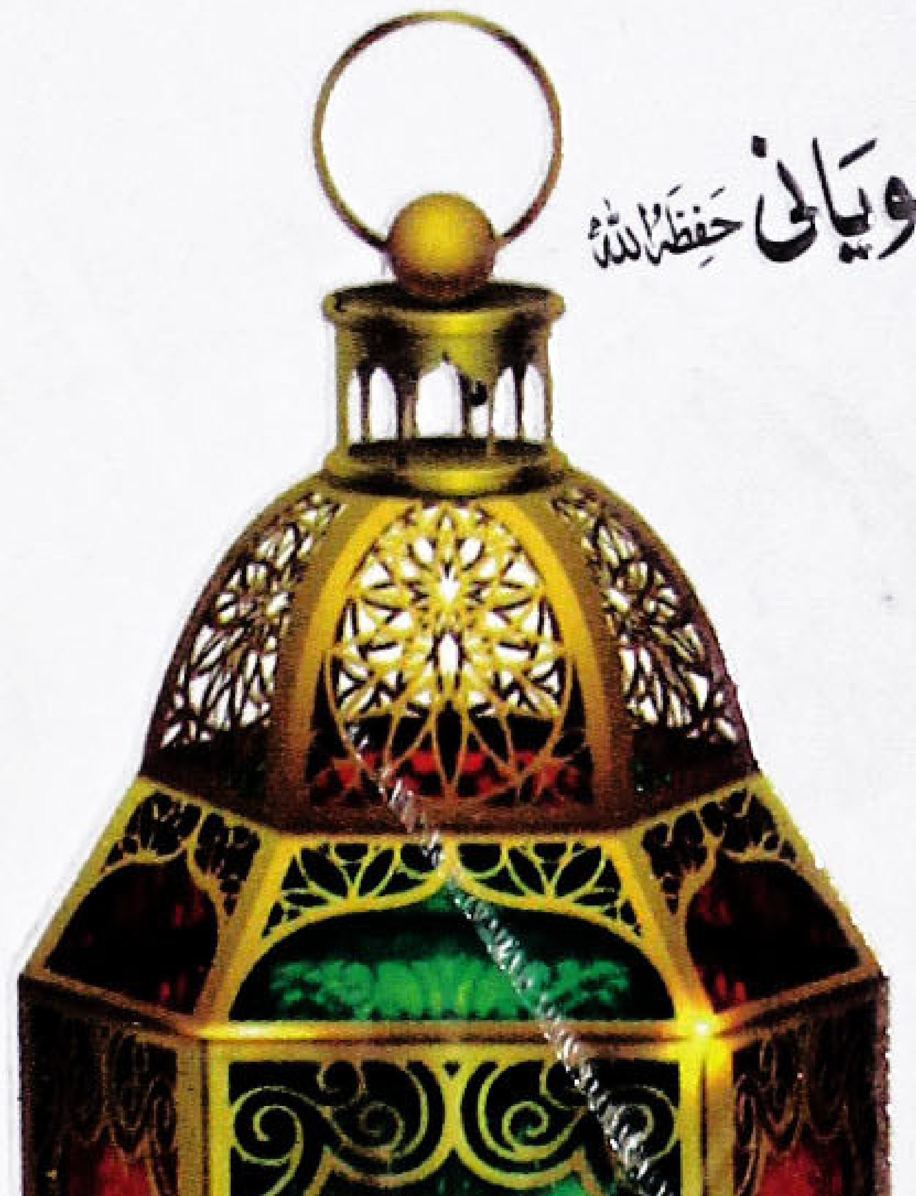

ترجمہ

شیخ الحدیث حافظ محمد عباس انجم گوندلوی حفظہ اللہ

نظرثانی واضافہ

استاذ الحدیث ابو الحسن عبد المنان راسخ حفظہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
ور حسابم را تو بینی ناگزیر
از نگاہِ مصطفےٰ پنہاں بگیر

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

Marfat.com

صرف صحیح احادیث کی روشنی میں

صحیح سیرتِ رسول ﷺ

سیرۃ النبی ﷺ کے موضوع پر محدثانہ اسلوب کی حامل اردو زبان کی پہلی کاوش

تالیف

الشیخ دکتور محمد صویانی حفظہ اللہ

ترجمہ
شیخ الحدیث حافظ محمد عباس انجم گوندلوی حفظہ اللہ

نظر ثانی و اضافہ
استاذ الحدیث ابو الحسن عبد المنان راسخ حفظہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ

DATA ENTERED

Marfat.com

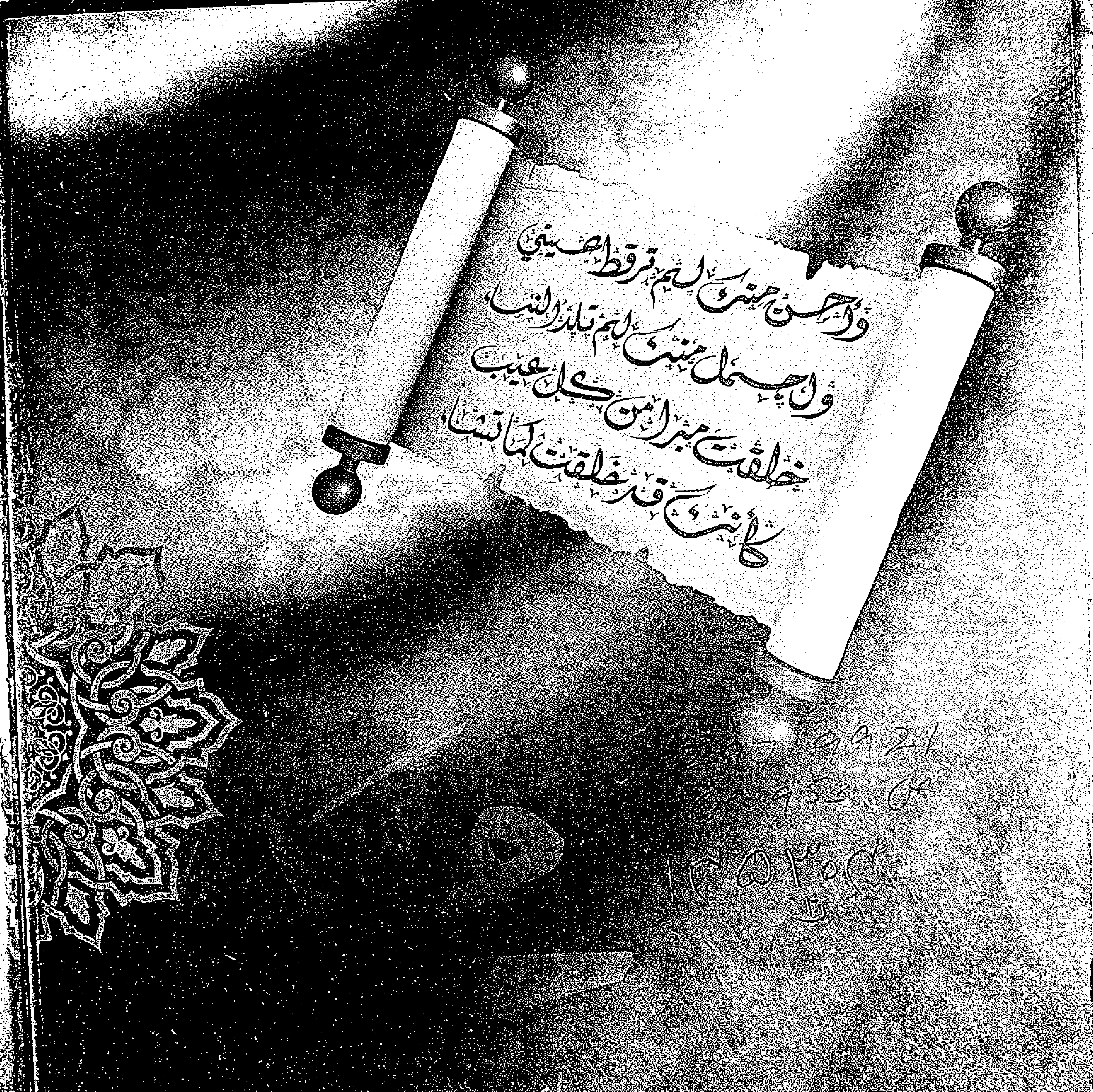

اہتمام طباعت
ابوبکر قدوسی

مارچ ۲۰۱۶ء میں محبوب پریس سے چھپوا کر شائع کی گئی۔

Marfat.com

عرض ناشر

الحمد للہ مکتبہ قدوسیہ کے زیر اہتمام ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے بارے میں پہلے بھی کئی کتب شائع ہو چکی ہیں۔

مدت سے دل میں جاگزیں خواہش پوری ہوئی اور صحیح سیرت رسول ﷺ زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ سیرت النبی ﷺ کے ہر ہر پہلو پر دنیا میں کام ہوا ہے اور مسلسل ہو رہا ہے۔ ضرورت تھی کہ اس پر صحیح احادیث سے بھی اخذ کردہ ایک عمدہ کتاب مرتب کی جائے۔ اس کمی کو کماحقہ ڈاکٹر محمد صویانی نے پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ڈاکٹر محمد صویانی، جو سعودی عرب کے معروف صحافی اور عالم دین ہیں، کی اس کتاب کے ترجمے کا خیال محترم عبدالمنان راسخ کے ذہن رسا میں آیا اور انھوں نے یہ کتاب مولانا محمد عباس انجم کے حوالے کی۔ اور خود بھی اس کی تحقیق و تنقیح میں شریک ہو گئے، بلکہ بعد میں اس پر کافی محنت کر کے اس کو عمدہ معیار پر پہنچا دیا۔ ابتدائی صفحات کی ڈیزائننگ بھائی عثمان قدوسی نے بہت ذوق وشوق سے کی اور اس شوق کا نتیجہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالی سے دُعا ہے کہ وہ کتاب کے مصنف، مترجمین اور ناشر کے لیے اسے صدقہ جاریہ بنا دے اور روزِ حساب سیّد الکونین ﷺ کی شفاعت کا ذریعہ بنا دے۔ آمین یا رب العالمین

ابوبکر قدوسی

Marfat.com

جس گھر میں رسول رحمت ﷺ کی اس جہاں میں آمد ہوئی وہاں موجود لائبریری، موجودہ توسیع میں یہ بھی حرم کا حصہ بن گئی۔

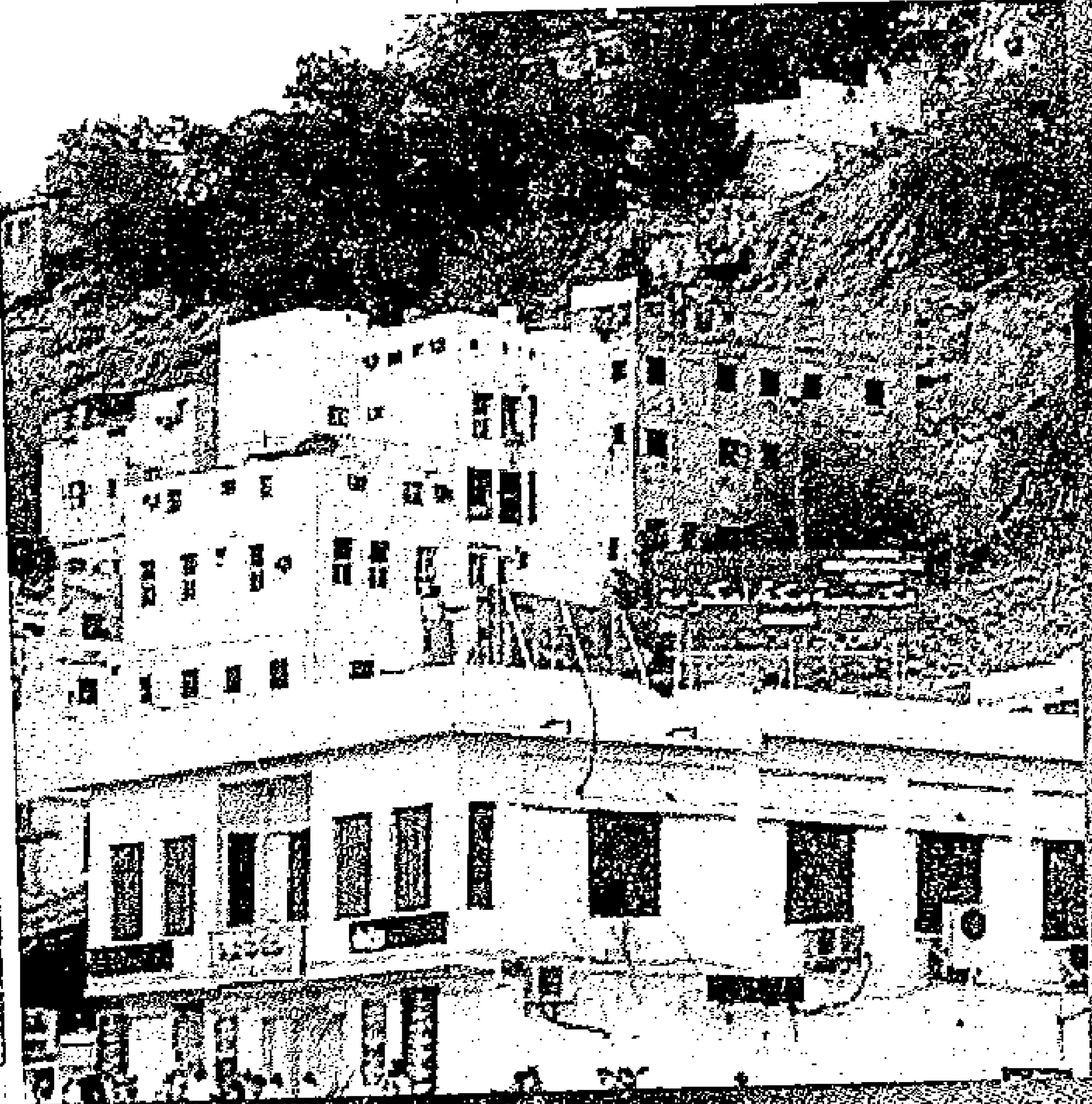

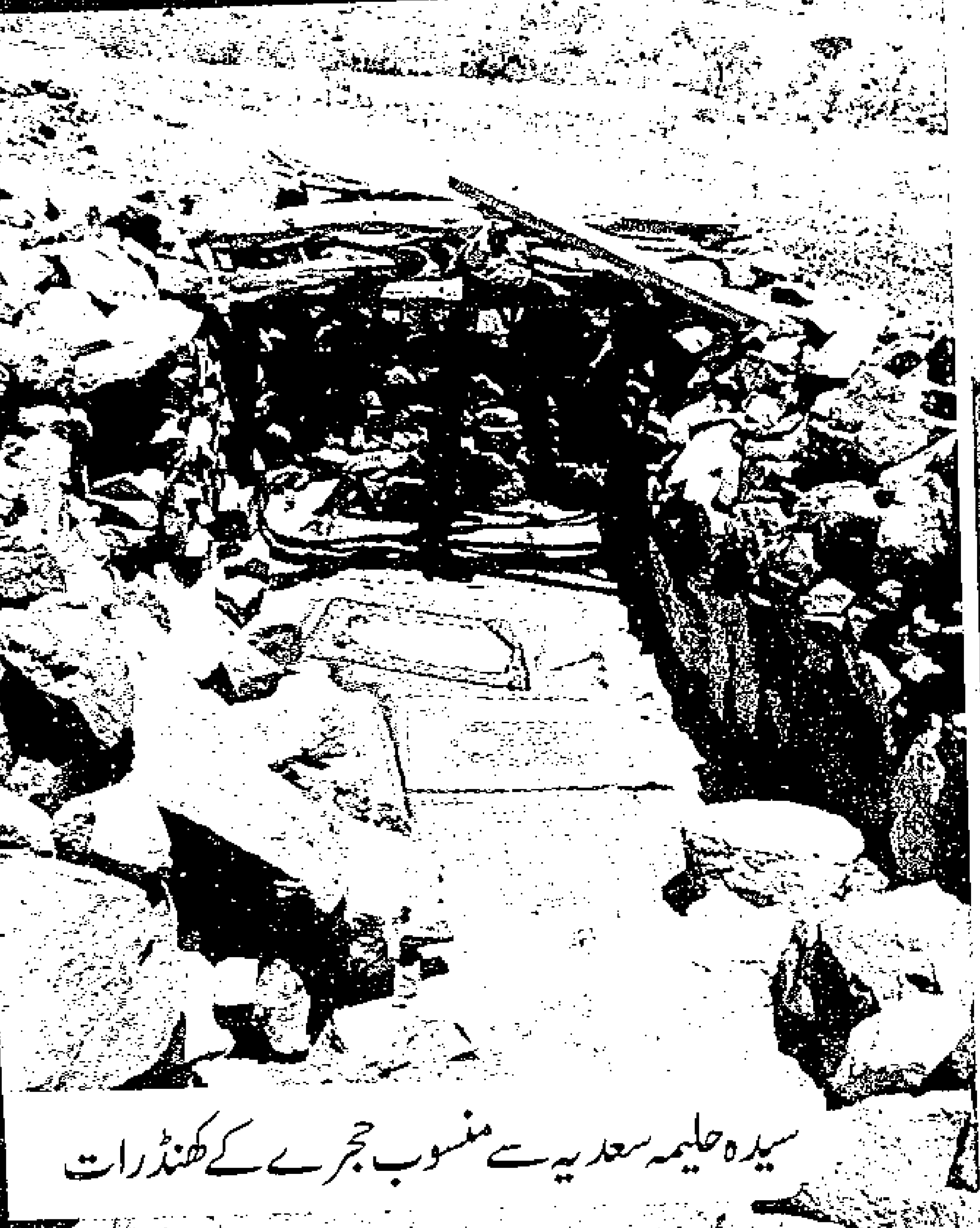

سیدہ حلیمہ سعدیہ سے منسوب حجرے کے کھنڈرات

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا

نبی کریم ﷺ پر پہلی وحی غار حرا میں نازل ہوئی۔

Marfat.com

سفر ہجرت میں کفار مکہ سے چھپنے کے لیے نبی کریم ﷺ
اوران کے ساتھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غار ثور میں پناہ گزین ہوئے۔

کعبہ مشرفہ کی توسیع کے دوران ایک گھر کے کھنڈرات برآمد ہوئے،
بعض لوگوں کا خیال ہے یہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا گھر ہے۔

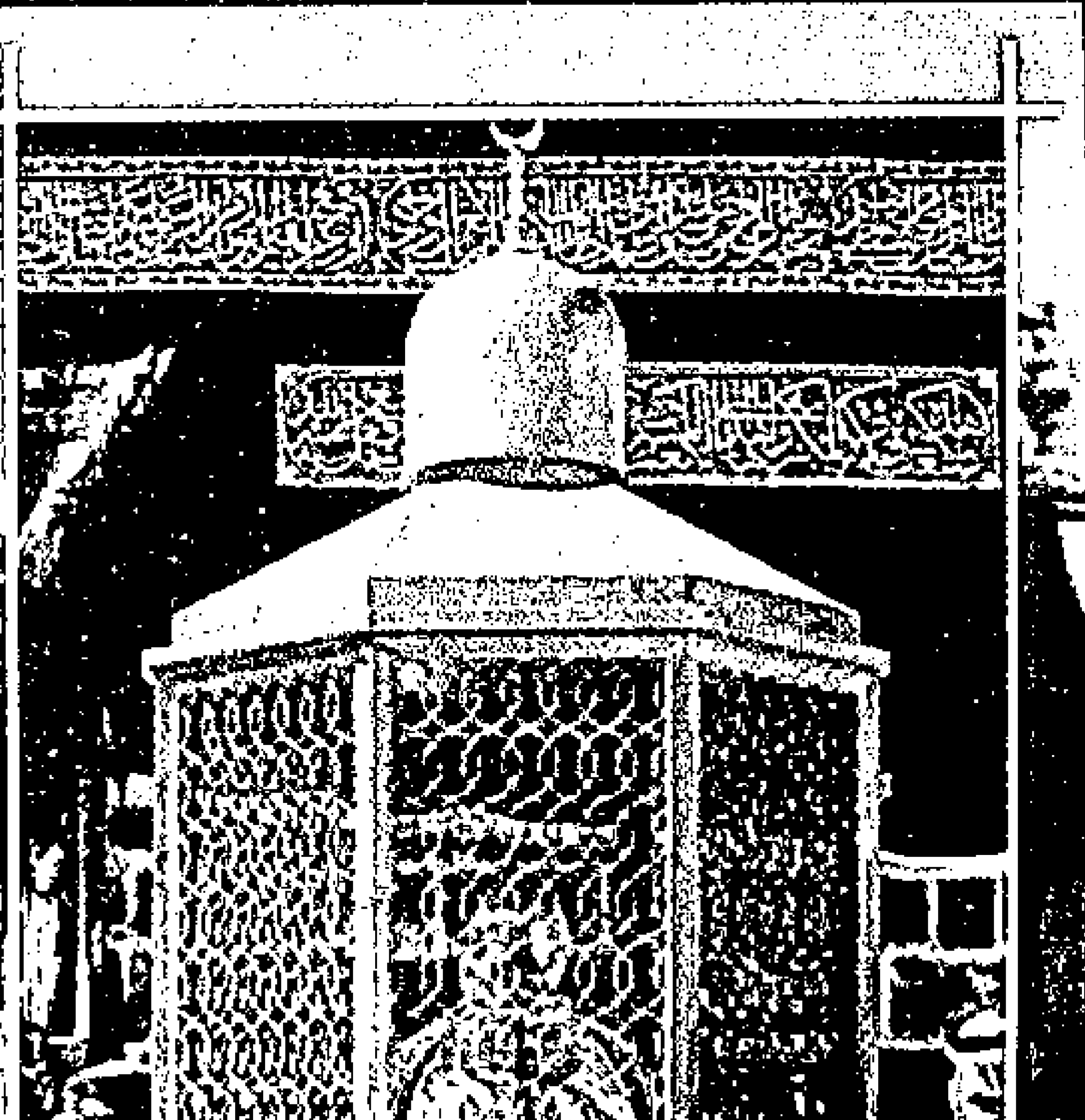

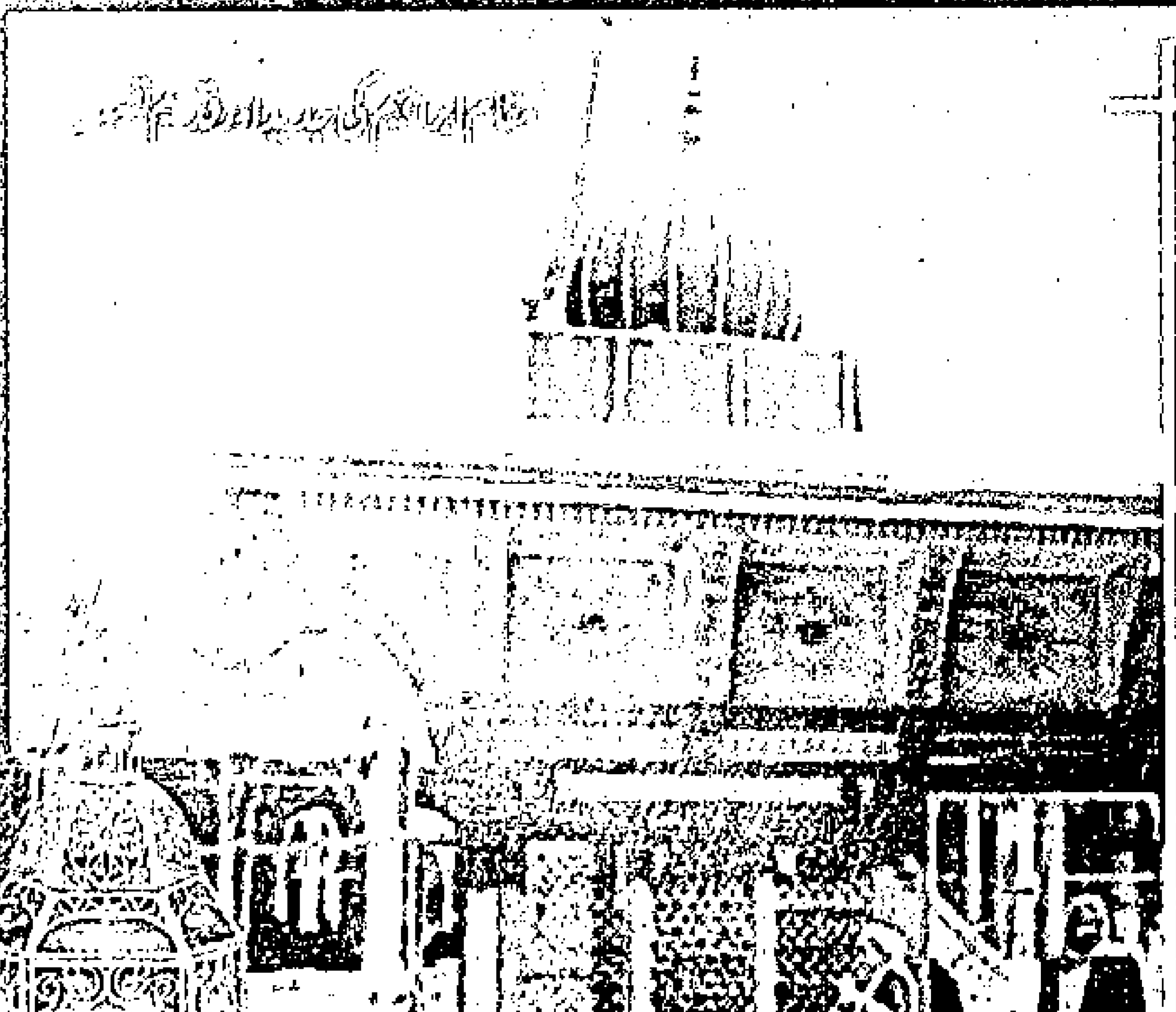

ابوالانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم جہاں ثبت ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کو محفوظ کر دیا۔

Marfat.com

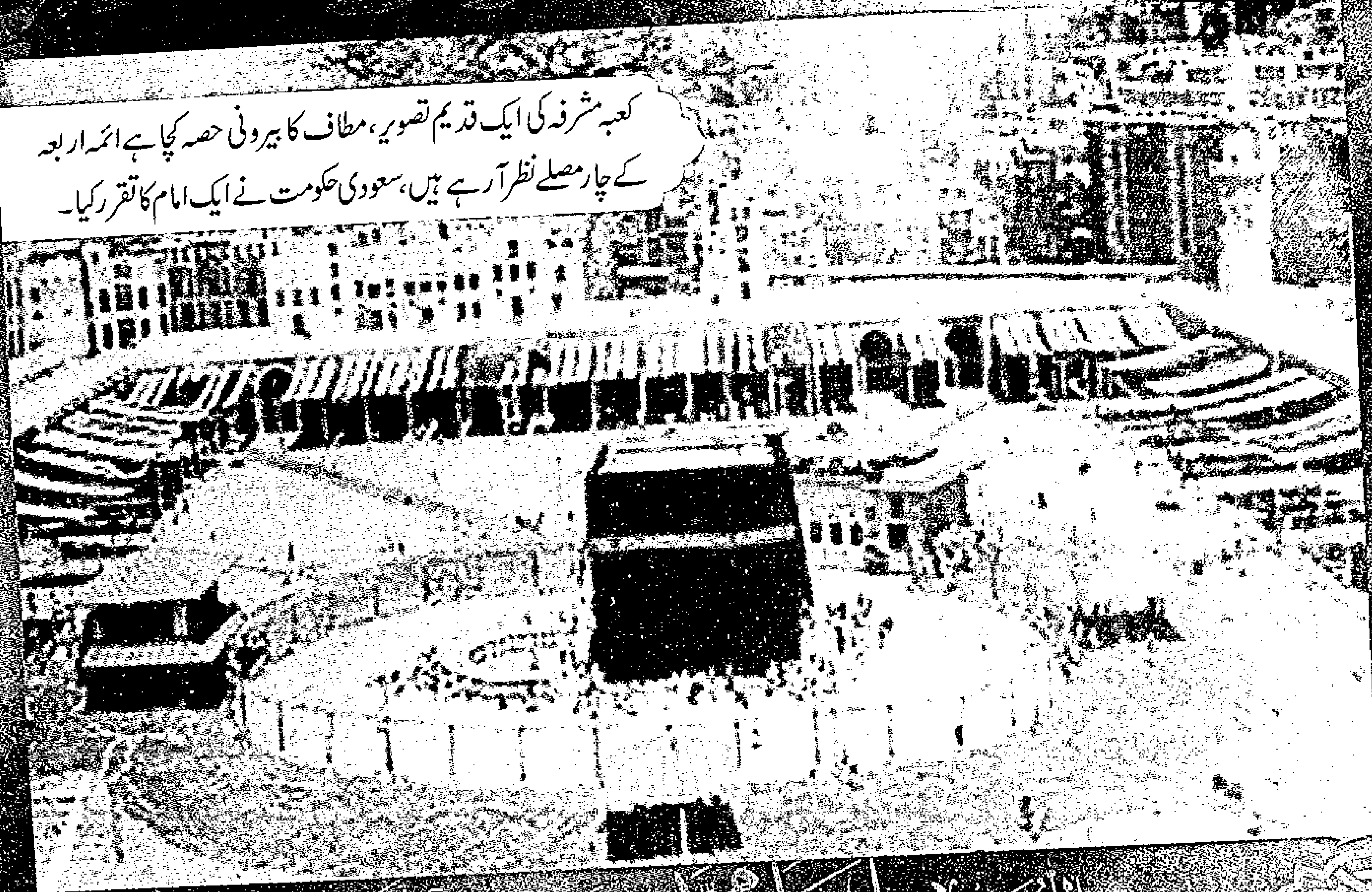

کعبہ مشرفہ کی ایک قدیم تصویر، مطاف کا بیرونی حصہ کچا ہے ائمہ اربعہ کے چار مصلے نظر آ رہے ہیں، سعودی حکومت نے ایک امام کا تقرر کیا۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد

جمرات کا ایک قدیم منظر

چاہ زمزم کی قدیم اور جدید تصویر

Marfat.com

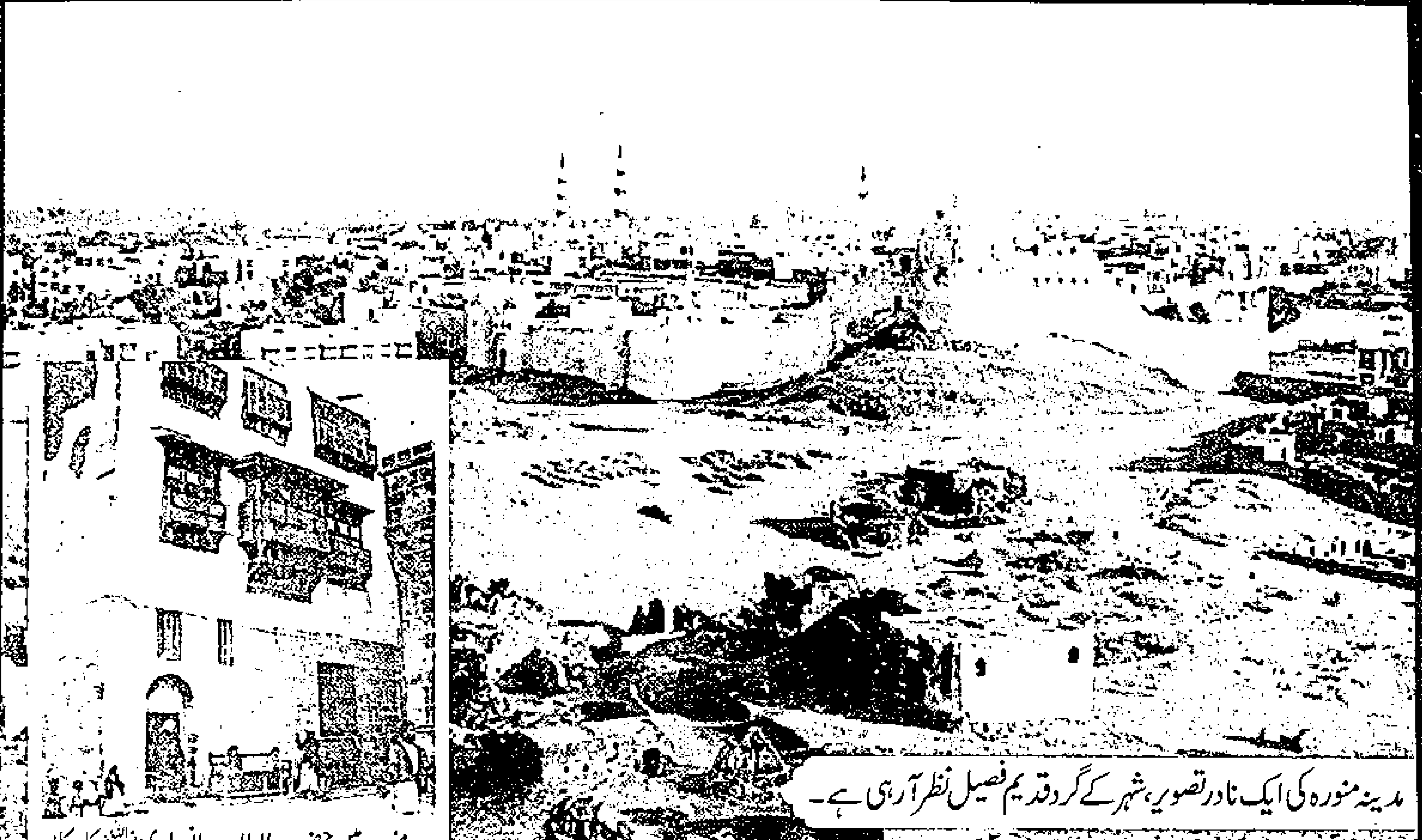

مدینہ منورہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان

مدینہ منورہ کی ایک نادر تصویر، شہر کے گرد قدیم فصیل نظر آ رہی ہے۔

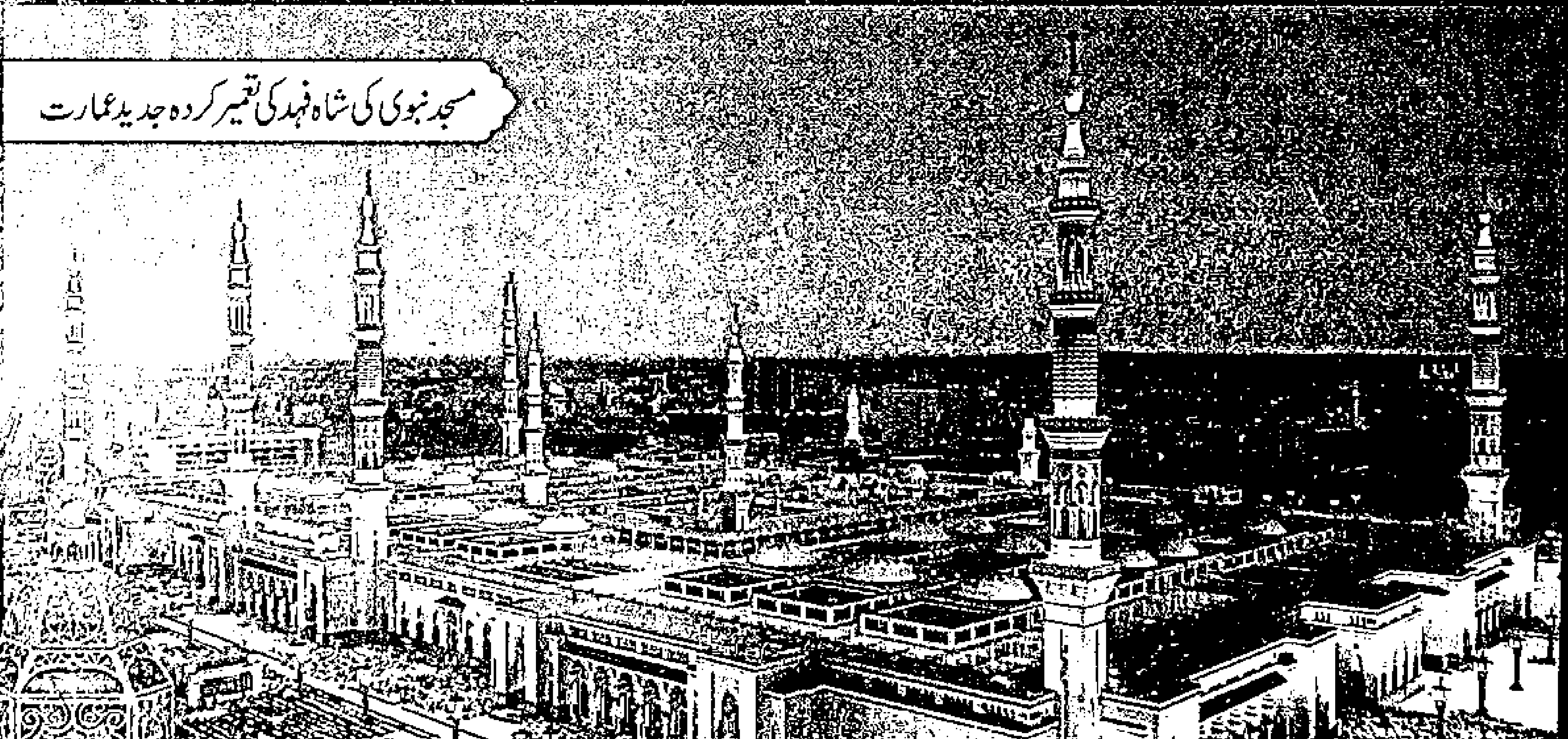

مسجد نبوی کی شاہ فہد کی تعمیر کردہ جدید عمارت

Marfat.com

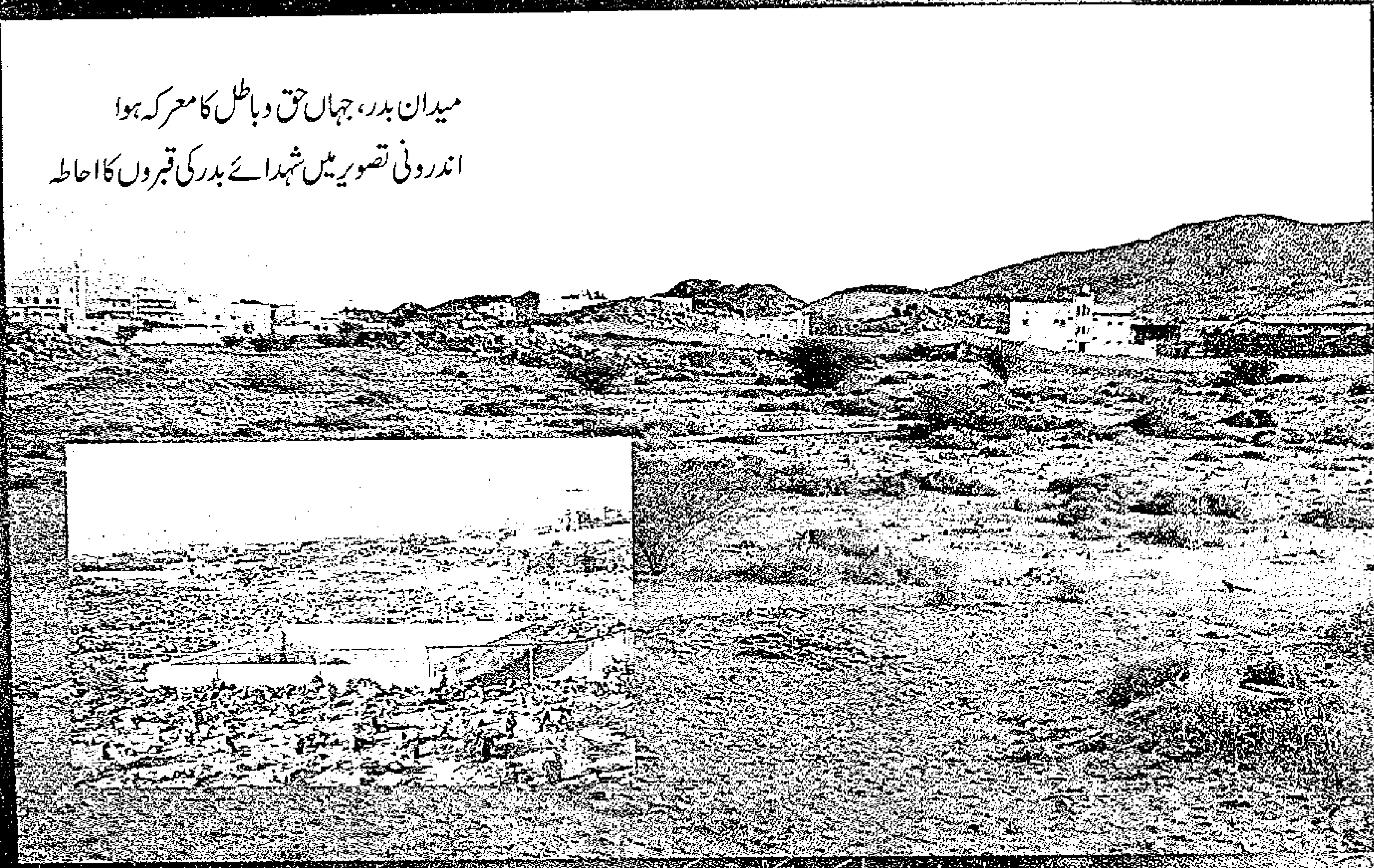

میدان بدر، جہاں حق و باطل کا معرکہ ہوا
اندرونی تصویر میں شہدائے بدر کی قبروں کا احاطہ

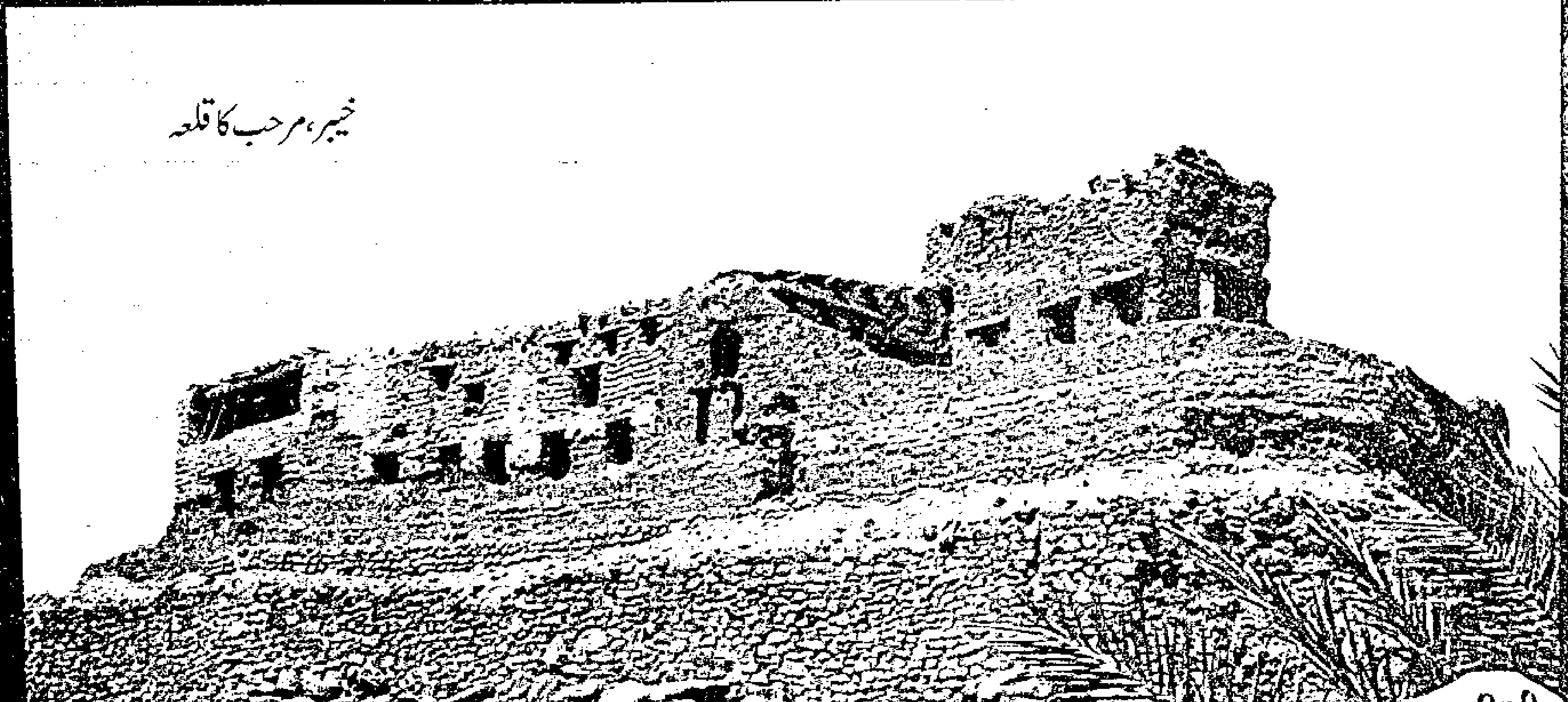

خیبر، مرحب کا قلعہ

Marfat.com

جبل احد، جس کے دامن میں آج بھی شہدا کے خون کی خوشبو رچی ہے

كما صليت على ابراهيم و على آل ابراهيم

تبوک کی پہاڑی اہل اسلام کی جرأت کی یادگار

Marfat.com

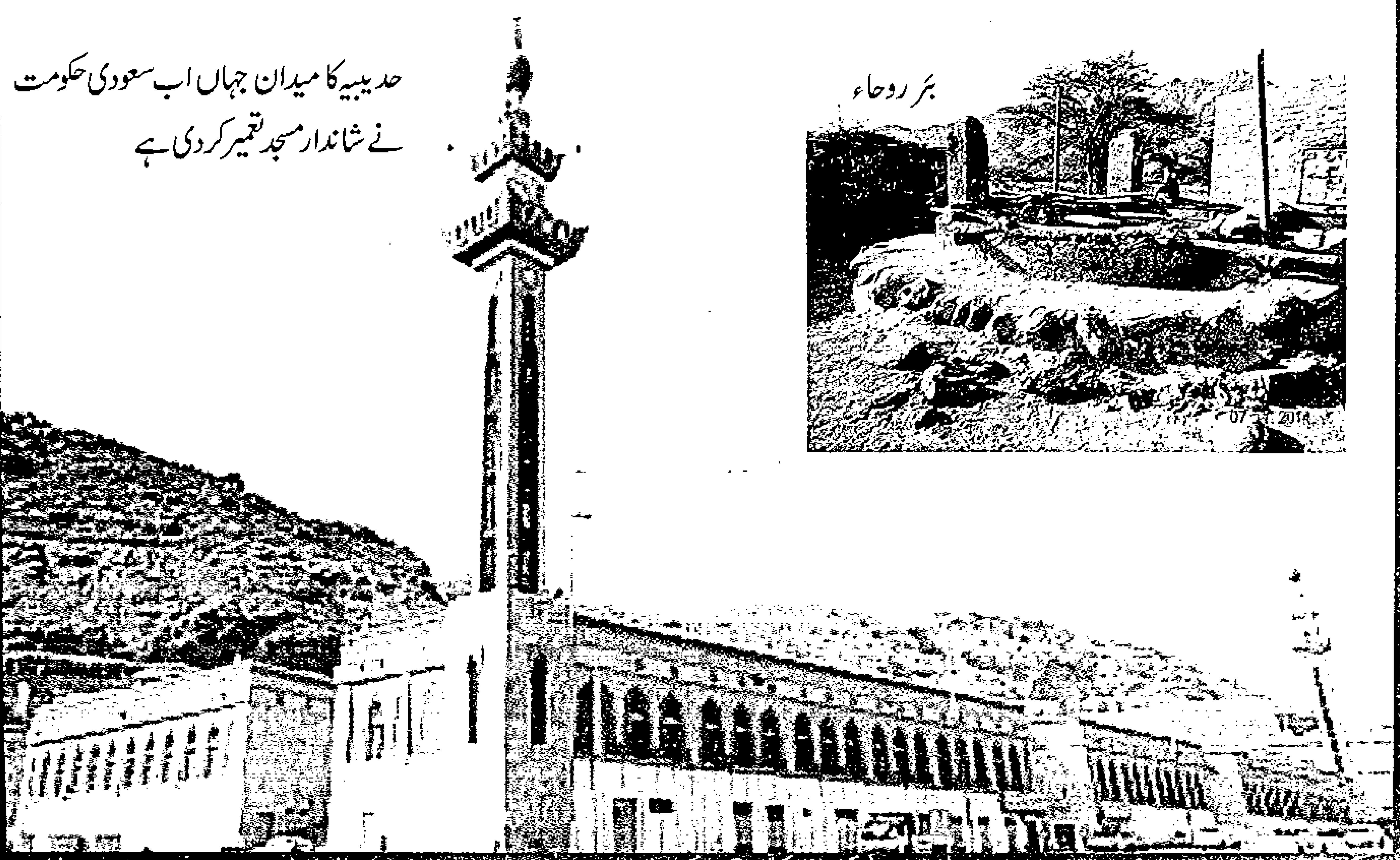

حدیبیہ کا میدان جہاں اب سعودی حکومت
نے شاندار مسجد تعمیر کر دی ہے

بئر روحاء

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد

طائف کی وہ پہاڑی جہاں رسول کریم ﷺ پر پتھر برسائے گئے، اس
کے قریب مسجد عداس جہاں وہ باغ تھا جس میں رسول اللہ ﷺ نے
پناہ لی تھی

Marfat.com

جنت البقیع کا موجودہ منظر

کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم

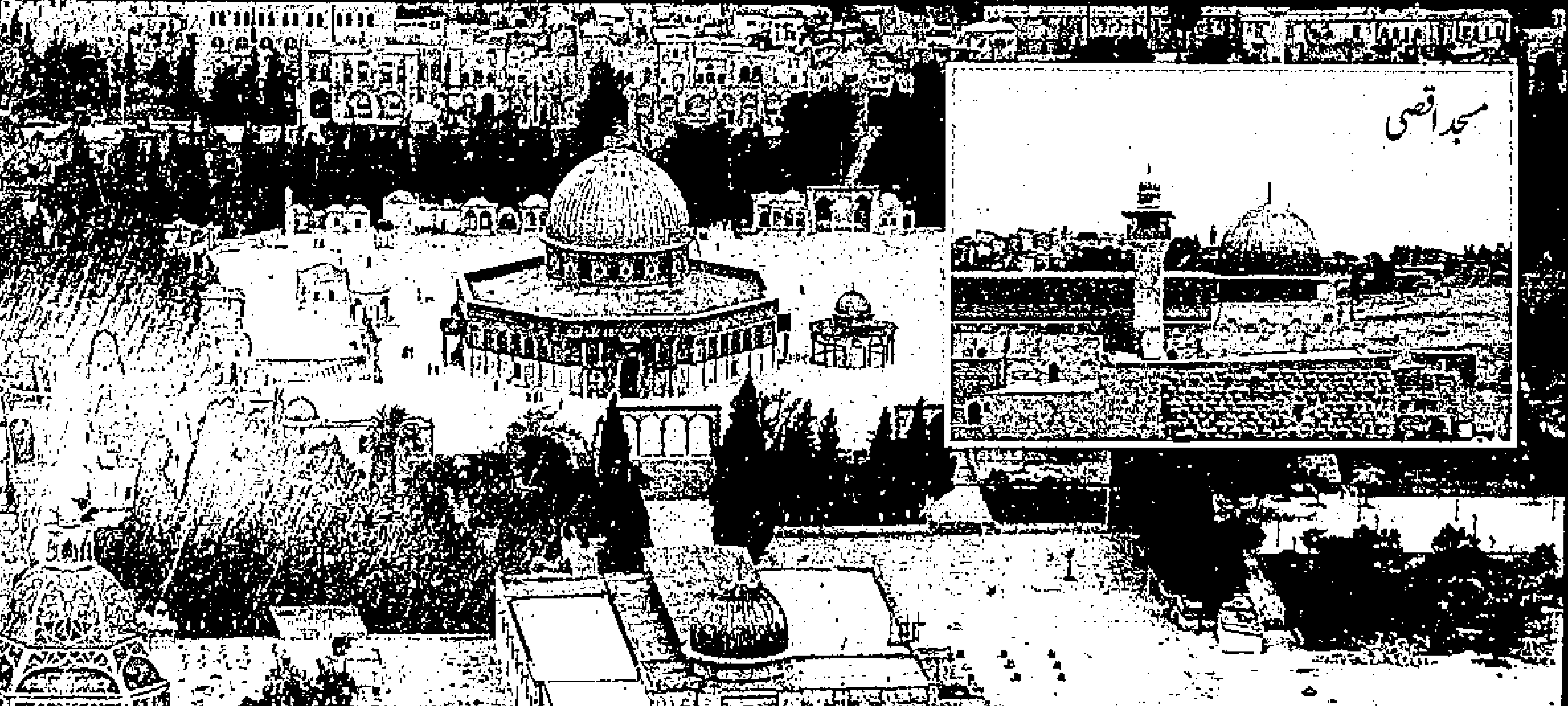

مسجد اقصیٰ

مسجد اقصیٰ اور اس کے پہلو میں قبۃ الصخراء جہاں نبی آخر صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی۔

Marfat.com

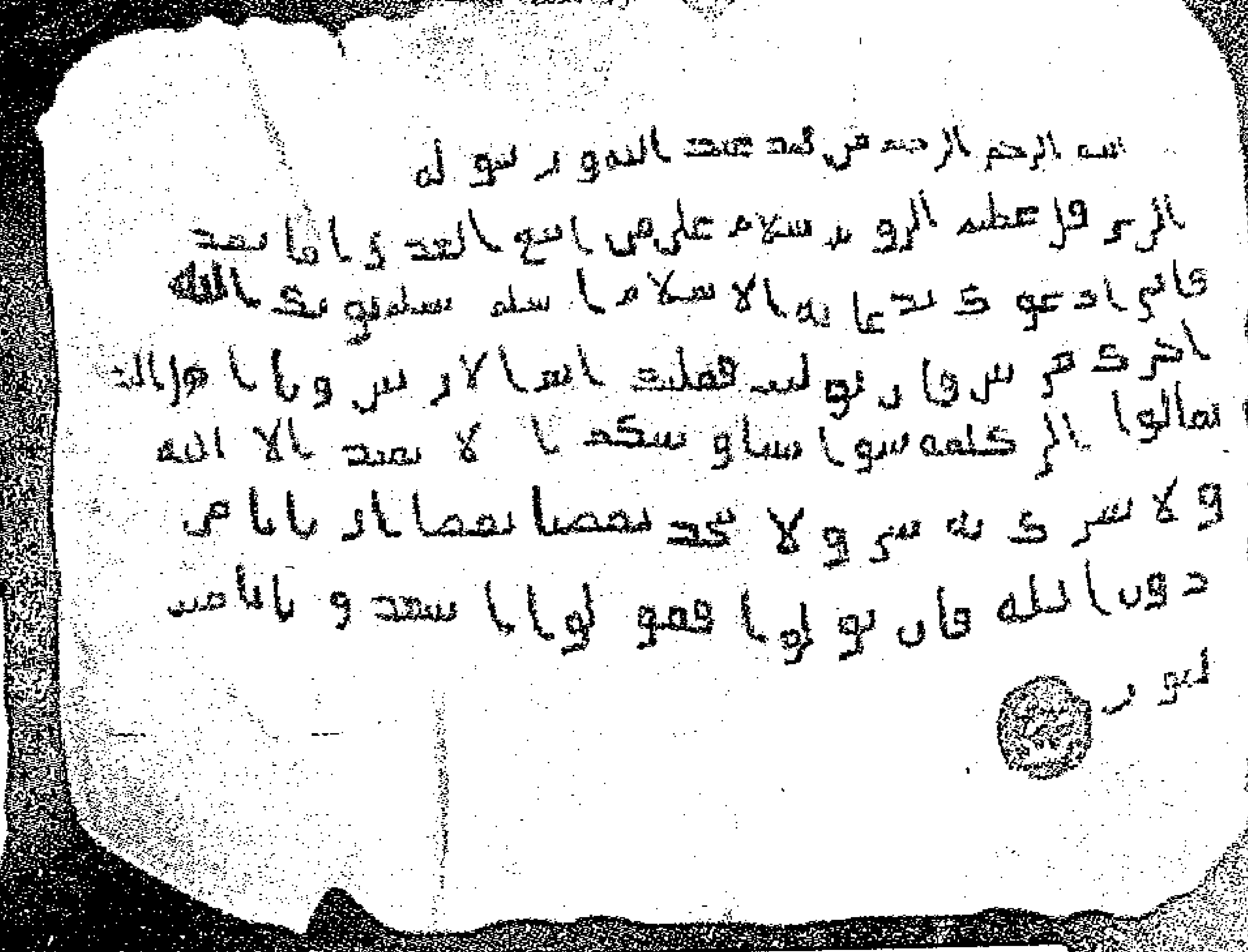

روم کے شاہ ہرقل کے نام تاجدار مدینہ ﷺ کا خط

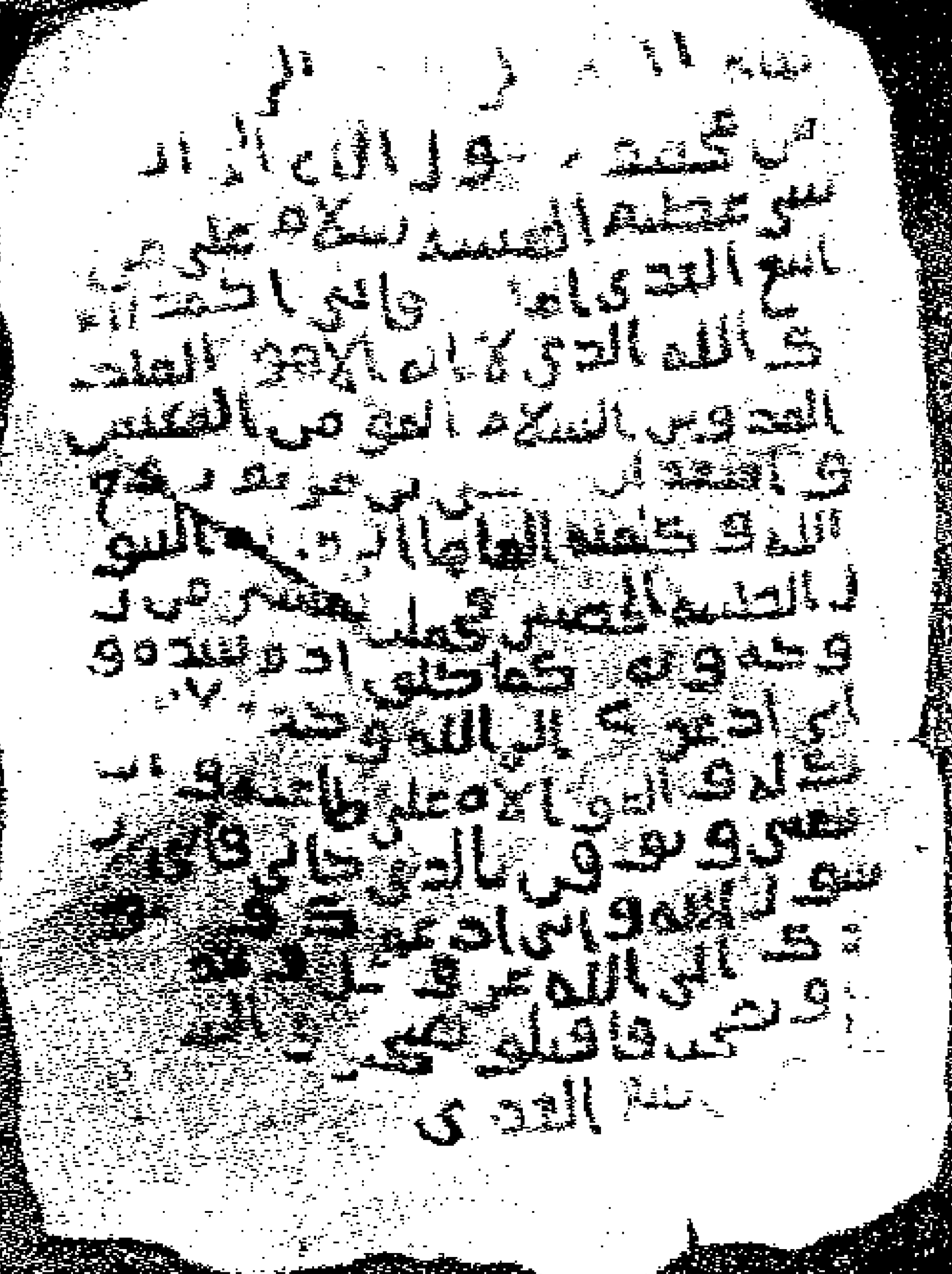

شاہ نجاشی کے نام خط

اللّٰہم صل علی محمد و علی آل محمد

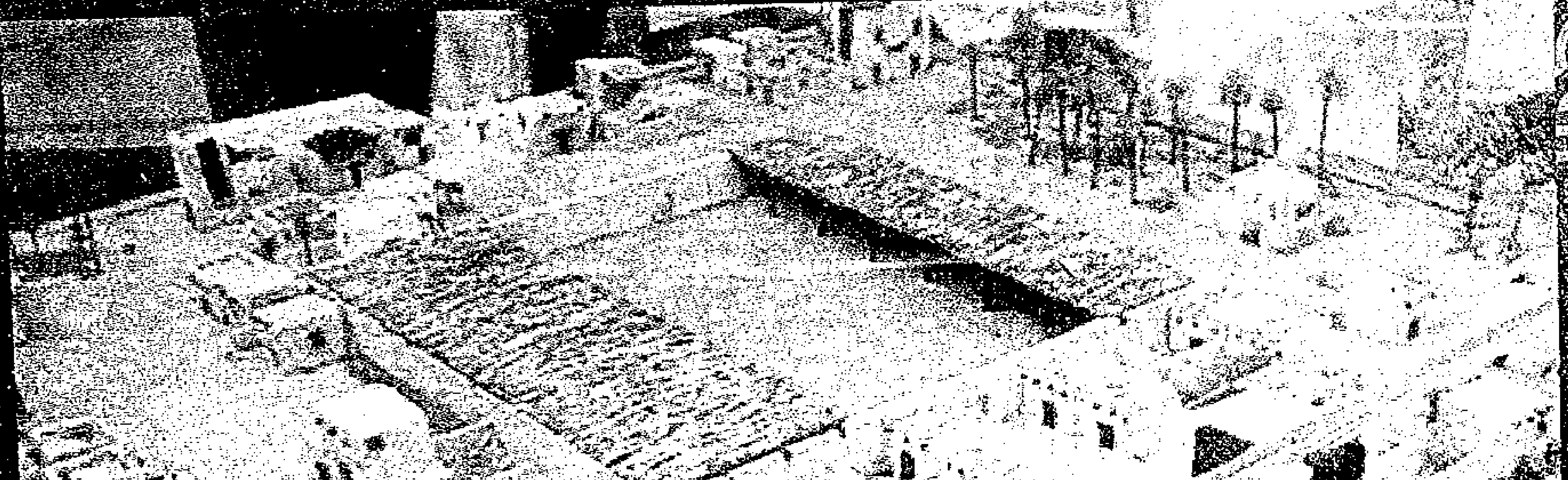

سعودی حکومت کا تیار کردہ عہد نبوی میں مسجد نبوی کا ایک تصوراتی خاکہ

الله
رسول
محمد

Marfat.com

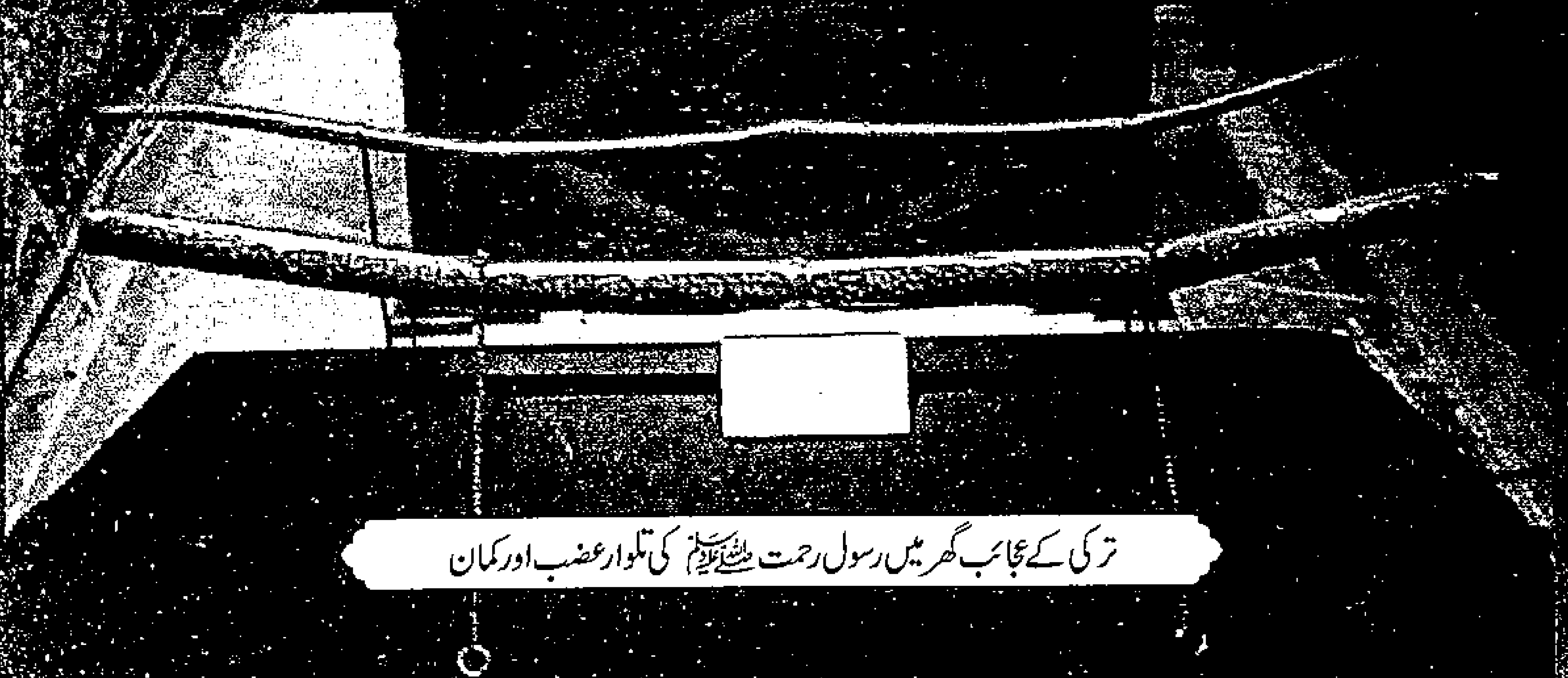

ترکی کے عجائب گھر میں رسول رحمت ﷺ کی تلوار عضب اور کمان

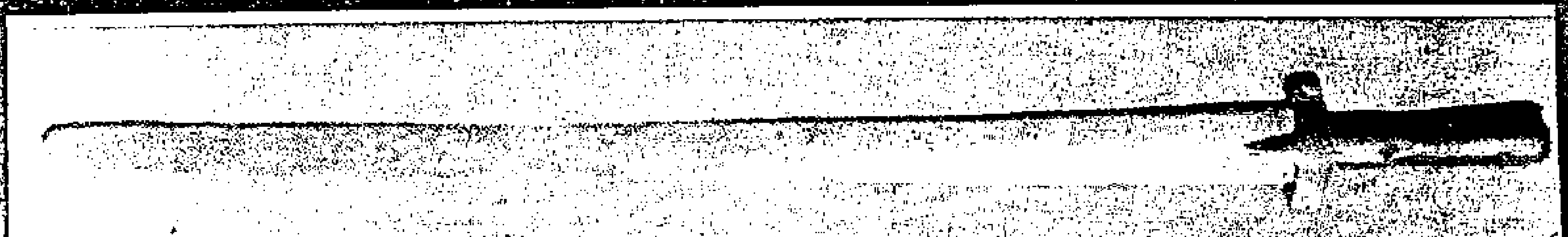

خلفائے راشدین کی تلواریں، جن کو بعد میں ترکوں نے جواہرات سے مرصع کر دیا

Marfat.com

مسجد قبلتین کی جدید اور قدیم تعمیر

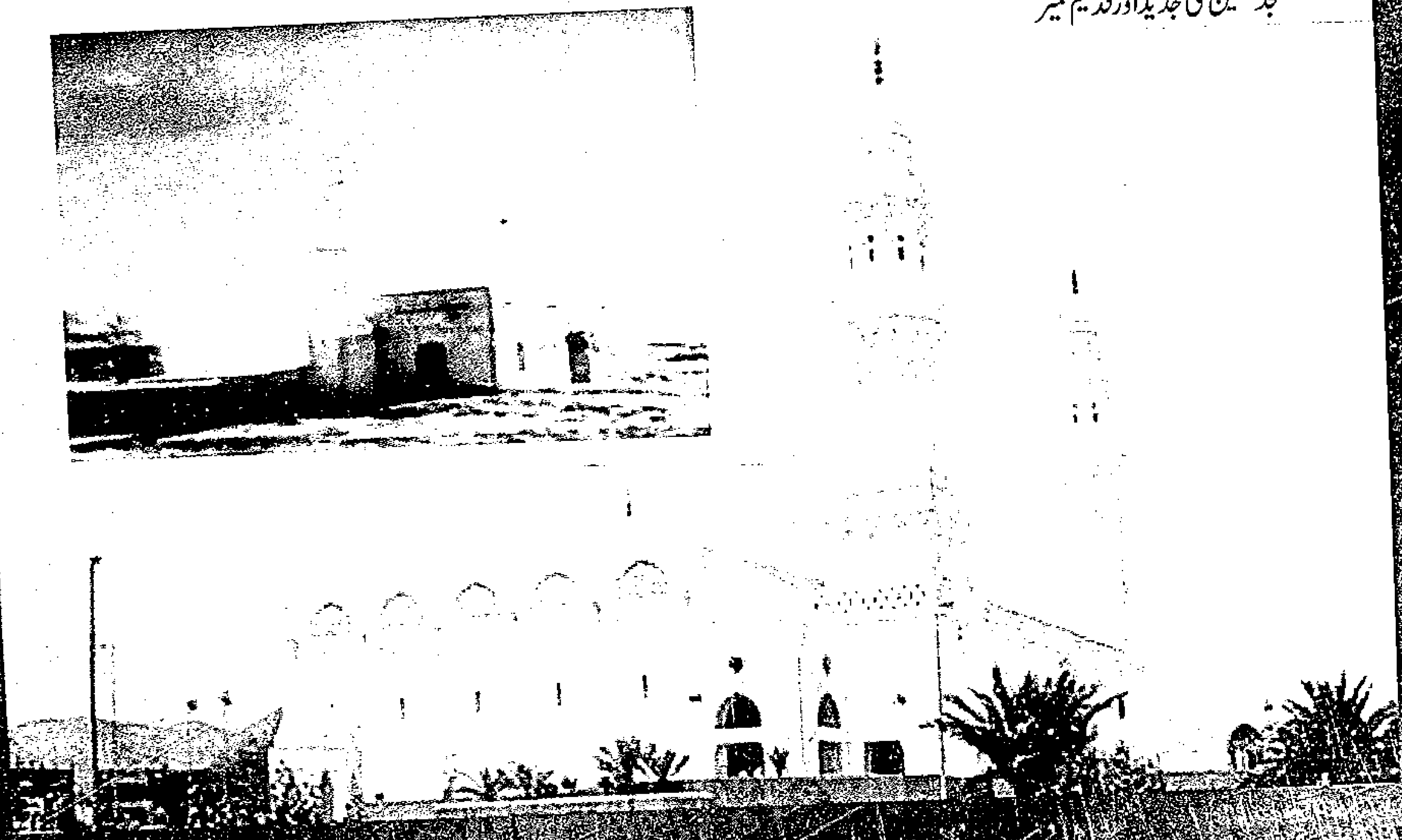

ہجرت کے سفر میں نبی رحمت ﷺ کا مدینہ سے پہلے پڑاؤ، قبا
مسجد قباء کی ایک قدیم تصویر اور جدید سعودی تعمیر

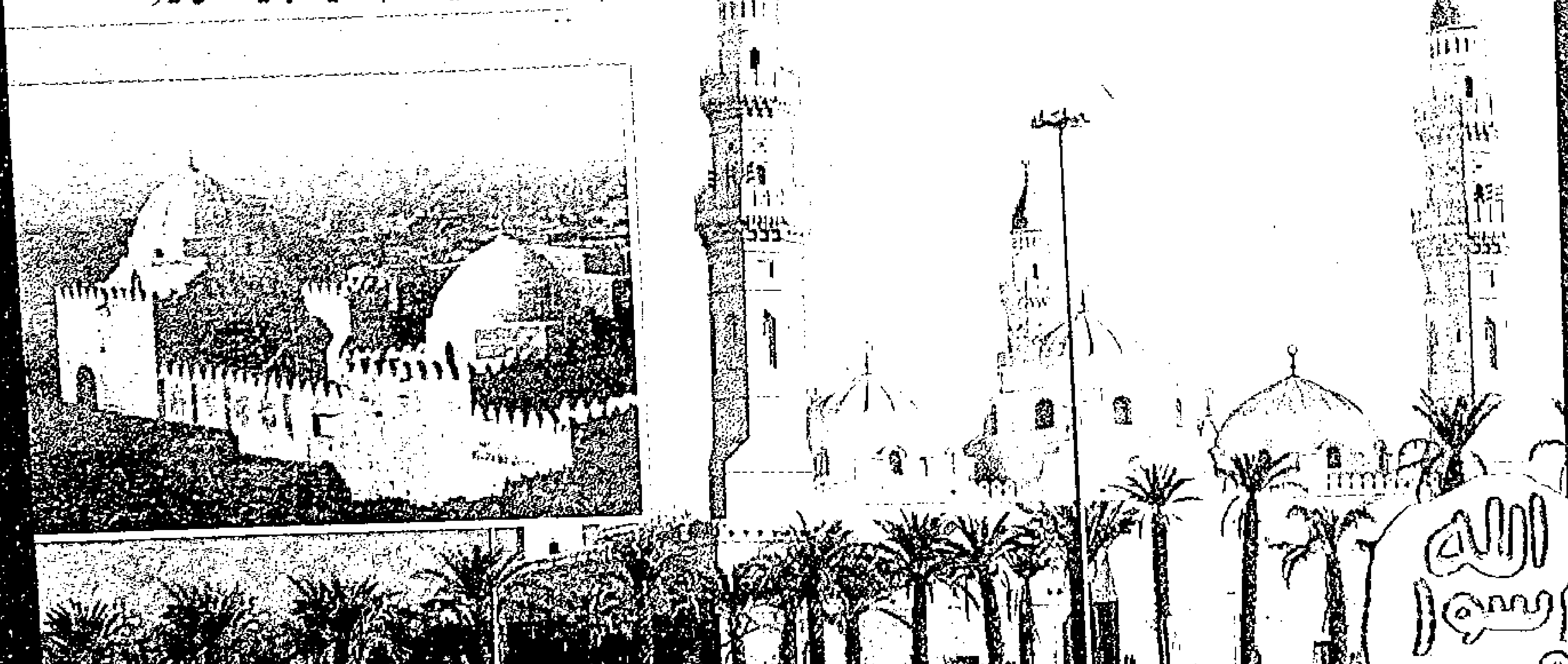

Marfat.com

فہرست مضامین

❋	گزارشاتِ راسخ	25
❋	مقدمہ	30
❋	رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت	35
❋	رسول اللہ ﷺ کی رضاعت	37
❋	رسول اللہ ﷺ کے اسمائے گرامی	38
❋	شقِ صدر کا واقعہ	38
❋	رسول اللہ ﷺ اپنے دادا عبدالمطلب کی نگرانی میں	41
❋	رسول اللہ ﷺ اپنے چچا ابو طالب کی نگرانی میں	42
❋	رسول اللہ ﷺ کا حسن و جمال	43
❋	رسول اللہ ﷺ اور بکریاں چرانا	44
❋	قومی کارناموں میں شرکت	44
❋	رسول اللہ ﷺ کا پیشہ تجارت اختیار کرنا	45
❋	سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح	46
❋	سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح	47
❋	تعمیر کعبہ میں رسول اللہ ﷺ کا کردار	51
❋	قومی اعتقادات سے علیحدگی	56
❋	نبوت کی مبادیات	60
❋	(غرباء) یعنی دورِ جاہلیت کے موحد	61

Marfat.com

٭	وحی کا نزول	66
٭	وحی کے وقفے کا بیان	73
٭	وحی کے بعد آسمانوں کی حفاظت	74
٭	سب سے پہلے اسلام لانے والے	77
٭	چند سبقت لیجانے والوں کے اسمائے گرامی	90
٭	ایاس بن معاذ رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا	92
٭	علانیہ دعوت کا آغاز	93
٭	معجزۂ قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت	100
٭	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معجزات کا مطالبہ	104
٭	کوہِ صفا سونے میں تبدیل کرنے کا مطالبہ	105
٭	ابتلاء کا دور	106
٭	سیدنا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ	130
٭	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ	137
٭	ہجرتِ حبشہ	142
٭	قبائل میں دعوتِ اسلام کا پرچار	157
٭	اوس اور خزرج سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات	169
٭	پہلی بیعتِ عقبہ	173
٭	عقبہ ثانیہ کی تاریخ ساز ملاقات	176
٭	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق مخالفوں کی علمی تحقیق	181
٭	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی سازش	195
٭	بائیکاٹ	196
٭	سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل اور ان کی وفات کا بیان	197

Marfat.com

❋	ابوطالب کی وفات کا سانحہ	200
❋	واقعۂ اسراء ومعراج	202
❋	معراج سے واپسی اور قریش کی تکذیب	217
❋	آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنوں کی ملاقات	219
❋	ہجرتِ مدینہ منوّرہ	220
❋	سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور عیاش بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی ہجرت	221
❋	سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور اُنکے خاوند کی ہجرت کا بیان	224
❋	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کا بیان	226
❋	غار کے بعد کے حالات اور ابو معبد سے ملاقات	235
❋	امّ معبد سے ملاقات	237
❋	امّ معبد کی روایات کی سندوں اور اہم مباحث کی تحقیق	243
❋	ہجرت کی راہ کی نشاندہی	247
❋	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں مکّہ کا مقام ومرتبہ	248
❋	یثرب نام کی تبدیلی	249
❋	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینے میں آمد اور مساجد کی تعمیر	249
❋	منبر نبوی کب بنایا گیا......؟	261
❋	سیدنا ابوایوّب انصاری رضی اللہ عنہ کے آنگن میں نزول	264
❋	یہودی بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منتظر تھے	266
❋	سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی مدینہ منوّرہ آمد کا باعث	272
❋	سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کاشانۂ نبوت میں	279
❋	جب بُت پرستی نے منافقت کا رُوپ دھار لیا	280
❋	مدینہ منوّرہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہلا جمعہ	282

Marfat.com

٭	ہجرتِ اسلامی کے بعد سب سے پہلے بچے کی ولادت	283
٭	مہاجرین وانصار کے درمیان محبّت واخوّت کا پیمان	284
٭	عاشورہ کے روزہ کا آغاز	287
٭	اذان کا آغاز	287
٭	جب قریش نے انصار کو دھمکی دی	290
٭	لڑائی کی اجازت	292
٭	نبی ﷺ کی حراست ونگہبانی کا سامان	293
٭	آپ ﷺ کی قریش کے طاغوتوں کو دھمکی	294
٭	فوجی مہمّات کا آغاز	296
٭	تحویل قبلہ کا معاملہ اور یہودیوں کا موقف	299
٭	صُفّہ اور اصحابِ صُفّہ کا تذکرہ	301
٭	عاتکہ کا مرعوب کُن خواب	309
٭	غزوۂ بدر	313
٭	بدر میں فرشتوں کی حاضری	337
٭	بدر کے قیدیوں کا تذکرہ	338
٭	نبی ﷺ کی شجاعت کا تذکرہ	343
٭	شہدائے بدر کی شان	345
٭	معرکۂ بدر میں شریک صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا شرف وفضل	345
٭	معرکہ بدر میں مشرکوں کے مقتولوں کا عبرتناک انجام	346
٭	مالِ غنیمت کی تقسیم کا معاملہ	347
٭	سیّدنا عثمان اور سیّدنا اسامہ رضی اللہ عنہما کے شریکِ بدر نہ ہونے کی وجہ	350
٭	میثاقِ مدینہ کی تحریر	351

Marfat.com

❋	بنونضیر اور بنوقریظہ کی خیانت	356
❋	غزوہ بنونضیر	257
❋	قریش کی یہودیوں کو دھمکی	360
❋	سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح	361
❋	غزوۂ احد کا بیان	362
❋	احد میں معرکہ آرائی	378
❋	عامر بن امیہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تذکرہ	400
❋	سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تذکرہ	400
❋	احد میں منافقوں کا کردار	401
❋	درّہ میں کھڑے ہونیوالے تیراندازوں کے قائد کا تعارف	402
❋	حنظلہ رضی اللہ عنہ غسیل الملائکہ کا تذکرہ	406
❋	جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رُخ تاباں خون سے رنگین ہوا	407
❋	سرزمین احد میں دھنسنے کا عبرتناک واقعہ	408
❋	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کی افواہ	408
❋	سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کا جواب	410
❋	زمین پر چلتا شہید	411
❋	معرکہ احد کے بعد ایک ایمان افزاء دعا	412
❋	معرکہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رقّت آمیز تمنّا	414
❋	جب مشرک بھاگ گئے	415
❋	شہدائے احد کا فقید المثال استقبال	416
❋	شہداءِ اُحد کے بدنوں کی حفاظت	417
❋	احد کے شاہسواروں کا تذکرہ	418

Marfat.com

☼	سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت کا تذکرہ	418
☼	عُرینہ اور عکل کے مجرموں کا بیان	421
☼	خالد نبیح کا انجام	422
☼	عامر بن طفیل کا واقعہ	424
☼	رجیع کا دلخراش سانحہ	425
☼	70 قراء رضوان اللہ علیہم اجمعین سے غدّاری کا المیہ	428
☼	سیّدنا مرثد بن ابو مرثد رضی اللہ عنہ کی مہمات	429
☼	تیروں کے کھلاڑی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں	430
☼	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیّدہ امّ سلمہ سے شادی	431
☼	غزوۂ ذات الرقاع	433
☼	غزوۂ جلیبیب کا تذکرہ	436
☼	دوسرا غزوۂ بدر	438
☼	سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح اور پردہ کا حکم	439
☼	غزوۂ بنو مصطلق اور سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح	441
☼	افک (سیّدہ رضی اللہ عنہا پر بہتان کا) دلفگار واقعہ	444
☼	غزوۂ سیف البحر کا بیان	452
☼	بنو نضیر اور بنو قینقاع اور بنو قریظہ کی جلاوطنی کا بیان	453
☼	غزوۂ خندق اور غزوۂ بنو قریظہ کا تذکرہ	455
☼	سلام بن ابی الحقیق کے قتل کا واقعہ	484
☼	سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا	486
☼	سیّدہ امّ حبیبہ بنت ابو سفیان کی شادی	486
☼	صلح حدیبیہ کا تاریخ ساز معاہدہ اور ذی قرد کا واقعہ	487

۱۲۵۲۰۲

Marfat.com

غزوۂ خیبر	521
غزوۂ فزارہ	548
چالیس آدمیوں کا فوجی دستہ اور پانی کا معجزہ	548
انصار کے ایک فوجی دستے کا عبرتناک واقعہ	550
علقمہ بن مجزز کا واقعہ	551
سریۂ حرقات	552
وہ بارہ 12 شہداء جن کی آمد پر جنّت جھوم گئی	553
جب سیّدنا خالد بن ولید اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما مسلمان ہوئے	554
نجاشی کی المناک موت کا تذکرہ	556
مُہر والی انگوٹھی کب تیار ہوئی؟	557
فرمانرواؤں کے نام خطوط	558
غزوۂ مُوتہ	564
غزوۂ ذات السلاسل	575
ثمامہ بن اثال حنفی والا حیرت انگیز واقعہ	583
فتح مکہ کے اہم واقعات	587
غزوۂ حنین کا بیان	615
غزوۂ اوطاس	628
طائف کا محاصرہ	635
غزوۂ بنو جذیمہ	637
غزوۂ تبوک اور بادشاہوں کے نام خطوط	640
سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات	673
وفود کا سال	673

Marfat.com

❋	وفد عبد القیس کی آمد	676
❋	بنو تمیم اور یمن کے وفد کی آمد	678
❋	یمن کے حالات کی مزید وضاحت	681
❋	یمامہ کے وفد کی آمد	683
❋	وفد نجران کی آمد	685
❋	عدی بن حاتم کی آمد	685
❋	مزینہ کے وفد کی آمد	688
❋	سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حج	692
❋	خالد بن ولید اور علی رضی اللہ عنہما کی یمن روانگی	695
❋	ابن صیاد کا واقعہ	697
❋	عبد اللہ بن ابی ابن سلول کی موت کا تذکرہ	698
❋	حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات	700
❋	نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حج	702
❋	حج کے میقات کی حد بندی	704
❋	حج میں شرط کا معاملہ	705
❋	حج کی اقسام	705
❋	لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی تیاری	711
❋	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری کا آغاز	711
❋	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات کا بیان	720

Marfat.com

گزارشاتِ راسخ

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِیْنَ

اس کائنات کے خالق، مالک اور قابض اللہ تعالیٰ ہیں اور وہ حد درجہ رحیم و کریم ہیں، انھوں نے اشرف المخلوقات انسان کو پیدا کرنے کے بعد شتر بے مہار نہیں چھوڑا، بلکہ ہزاروں نعمتوں سے مالا مال کرتے ہوئے ہدایت جیسی عظیم الشان نعمت کا بھی اہتمام فرمایا ہے، نورِ فطرت کے ساتھ ساتھ اللہ تبارک تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کیا اور بالآخر ہمیشہ کے لیے ختم نبوت کا تاج، امام المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر پہنا دیا۔ کیونکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی شان و مقام اور کردار کے لحاظ سے پوری انسانیت میں سب سے زیادہ نمایاں ہیں۔

اس عظمت کا اعتراف دنیا کے ہر اہل نظر نے کیا ہے، آپ حیران ہوتے ہوئے خوشی بھی محسوس کریں گے کہ امریکہ سے ایک کتاب چھپی ہے، جس کا نام "One Hundred" ہے۔ اس کتاب میں ساری انسانی تاریخ کی ایک سو ایسی شخصیات کا تذکرہ ہے جنھوں نے، تاریخ پر سب سے زیادہ اثرات ڈالے۔ کتاب کا مصنف نسلی طور پر عیسائی اور تعلیمی طور پر سائنس دان ہے۔ مگر اپنی فہرست میں اس نے نمبر ایک پر نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام رکھا ہے اور نہ نیوٹن کا۔ اس کے نزدیک وہ شخصیت کہ جس کو عظیم الشان کردار اور اپنے غیر معمولی کارناموں کی وجہ سے نمبر ایک پر رکھا جائے وہ صرف اور صرف امام المرسلین، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ مصنف کا کہنا ہے کہ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانی تاریخ پر جو اثرات ڈالے وہ کسی بھی دوسری شخصیت، خواہ مذہبی ہو یا غیر مذہبی، نے نہیں ڈالے۔

Marfat.com

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تاریخ کی وہ منفرد شخصیت ہیں کہ جو ہر پہلو سے انتہائی حد تک کامیاب رہی۔ مذہبی سطح پر بھی اور دنیوی سطح پر بھی چشمِ فلک نے بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا کوئی دوسرا شخص نہیں دیکھا جس نے دنیا میں ہمہ جہت کامیابی حاصل کی ہو۔ ایک انگریز مورخ ٹامس کارلائل اور مائیکل ہارٹ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انسانی تاریخ کا سب سے بڑا عظیم انسان قرار دیا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جس طرح کوئی شخص اپنی نگاہ کو اوپر اٹھائے تو اس کو ہر طرف آسمان ہی چھایا ہوا نظر آتا ہے، اسی طرح انسانی تاریخ اور انسانی زندگی میں جس طرف بھی نگاہ دوڑائی جائے تو ہمارے پیرومرشد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاکیزہ اور مبارک اثرات ہر طرف نمایاں نظر آتے ہیں۔

اور یاد رہے......! وہ ساری بہترین قدریں اور کامیابی کے تمام اعلیٰ اصول جن کو آج انسانی زندگی میں اہمیت دی جاتی ہے وہ سب کے سب آپ کے لائے ہوئے مبارک انقلاب اور مثالی کردار کے براہِ راست یا بالواسطہ نتائج کا ثمر ہیں، آپ غور فرمائیں......!

☆......مذہبی اداروں میں شخصیت پرستی کی بجائے، اللہ کی عبادت کا درس کس نے دیا......؟

☆......اعتقادیات کو توہمات کی بجائے حق کی بنیاد کس نے عطا کی......؟

☆......سائنس میں فطرت کی پرستش کی جگہ فطرت کو مسخر کرنے کا سبق کس نے دیا......؟

☆......سیاسیات میں نسلی شہنشاہیت کی جگہ اسلامی خلافت کا راستہ کس نے دکھلایا......؟

☆......علم کی دنیا میں قیاس آرائی کی جگہ حقیقت کی بنیاد کس نے ڈالی......؟

☆......ماحول معاشرے اور سماج میں ظلم کی جگہ عدل کے اصول کس نے فراہم کیے......؟

☆......عورتوں کو ذلّت ورسوائی کے دھانے سے اٹھا کر عظمت کے میناروں پر کس نے کھڑا کیا......؟

☆......غرض کہ ہر شر کو ہمیشہ کے لیے دفن کر کے خیر کی تمام راہوں کو ہموار کس نے کیا......؟

ان جیسے درجنوں سوالوں کا صرف اور صرف ایک ہی جواب ہے کہ انسانیت کو یہ تمام خزانے آخرالزماں پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی دیئے۔

آج بھی اگر کسی شخص کو اعلیٰ آداب، عمدہ اخلاق، شفاف عقائد، صحیح عبادات، اعلیٰ اوصاف، دل کی پاکیزگی، روح کی نفاست، جہاد سے محبّت اور شہادت کا پاکیزہ جذبہ چاہیے تو وہ پوری گہرائی سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرتِ طیبہ میں ملک کے حکمران سے لے کر محلے کے ریڑھی بان تک ہر شخص کے لیے مکمل رہنمائی اور روشنی موجود ہے، کامیاب اور بہترین مثالی زندگی گزارنے کے تمام راز آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت

Marfat.com

میں پنہاں ہیں۔اسی لیے قرآن مجید نے بھی روشن الفاظ میں یہی بیان فرمایا ہے کہ ''لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ'' ''تمھارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔'' ''وان تطیعوہ تھتدوا'' ''اور اگر تم پیغمبر کی مکمل اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے''

اس وقت ہمارے ہر طرف ایمانی کمزوری، روحانیت کا فقدان، فکری بے راہ روی، دلی اضطراب، ذہنی انتشار اور اخلاقی گراوٹ صرف اور صرف اس لیے ہے کہ ہمارے معاشرے کے چھوٹے اور بڑے سیرت کے طالب علم نہیں رہے۔

آج ہم نہایت افسوس سے اس حقیقت کو بیان کر رہے ہیں کہ سیاسی لوگ تو درکنار بڑے بڑے مذہبی حضرات بھی سیرت سے رہنمائی لے کر خود کی اور قوم کی تربیت نہیں کرتے، بلکہ مفادات کا نقشہ پہلے مرتب ہوتا ہے، پھر سیرت طیبہ کو اپنے موقف کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی جاتی ہے، بلکہ اب تو ظلم کی انتہا یہ ہے کہ وہ سیرتِ طیبہ جس کا اصل مقصد ہی بدعات وخرافات کا خاتمہ تھا، اب اسی سے استدلال کر کے شرک و بدعات اور خرافات کی تعلیم دی جاتی ہے۔

جبکہ سیرت سے فیض پانے کے لیے پہلی شرط ہی یہی ہے کہ سیرتِ طیبہ کا مطالعہ صاف ذہن ہو کر کیا جائے، مسلکی تعصب اور ذاتی مفاد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سیرت کا طالب علم بنا جائے، اپنی کتابِ زندگی کو سیرتِ طیبہ پر پیش کیا جائے، پھر جہاں جہاں جو جو خرابی نظر آئے اللہ کی رحمت اور سعادت سمجھ کر اپنی اصلاح کی جائے، اسی میں دین و دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیرتِ طیبہ سے کما حقہ نور حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس حقیقت میں تو کوئی شک وشبہ نہیں کہ سیرت طیبہ کے مقدس موضوع پر ہزاروں کتابیں موجود ہیں اور ایک تحقیق کے مطابق اب تک آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرتِ طیبہ پر مختلف زبانوں میں لکھی جانے والی کتب کی تعداد تیرہ ہزار سے زائد ہے۔ ہر کتاب میں کوئی نہ کوئی نمایاں خوبی ضرور ہے، لیکن جو کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے اس کی سب سے بڑی امتیازی شان یہ ہے کہ اس میں مؤلف نے اپنی طرف سے ایک لفظ بھی شامل نہیں کیا، بلکہ بڑی خوش اسلوبی سے صرف اور صرف صحیح احادیث کا ایسا عظیم الشان مجموعہ تیار کر دیا ہے جو کہ دنیا کے ہر مسلمان کے لیے نہایت قابل اطمینان اور فائدہ مند ہیں۔

قلم وقرطاس اور بالخصوص سیرت کے ماہر عالم دین استاذ دکتور محمد صویانی حفظہ اللہ نے شب و روز کی بیس سالہ محنت کے بعد سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع پر جو دل نشیں گلدستہ تیار کیا ہے اس میں صرف اور صرف صحیح احادیث ہیں۔استاذ صویانی حفظہ اللہ نے کئی ایک ضعیف احادیث کو بھی متابعات اور شواہد کی وجہ سے حسن قرار دیتے ہوئے اپنی

Marfat.com

کتاب میں شامل کیا ہے اور یاد رہے......! حسن لغیرہ مقبول احادیث کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔ چند سالوں سے حسن لغیرہ کے متعلق ہمارے بعض اہل تحقیق کے ہاں انتہائی سخت رویہ اختیار کیا گیا ہے۔ان کے نزدیک ضعیف جمع ضعیف کی بھی مطلق طور پر کوئی حیثیت نہیں ہے، حالانکہ متقدمین اور متاخرین ائمہ محدثین کی کثیر تعداد نے حسن لغیرہ کو حجت قرار دیا ہے اور اسے مقبول احادیث کی قسم کے طور پر تحریر کیا ہے۔

دکتور صویانی حفظہ اللہ نے صرف قابل قبول احادیث کو ہی جمع کیا ہے، بے بنیاد، من گھڑت اور غیر ثابت روایات کو اپنی کتاب میں بالکل بھی جگہ نہیں دی، بلکہ آپ نہایت عرق ریزی کے ساتھ سند پر بحث کرتے ہیں اور پوری احتیاط کے ساتھ سندوں کا باہم تقابلی جائزہ لینے کے بعد نہایت سوچ وبچار اور احتیاط سے تصحیح وتحسین کا حکم لگاتے ہیں اور حدیث کے معاملے میں ہر عالم کو ہی نہایت محتاط ہونا چاہیے، ہمارے لیے نہایت صدمے کی بات ہے کہ بعض اہل علم ابھی بالکل ابتدا میں ہوتے ہیں، صحیح اسلوب سے ترجمہ کرنا اور عبارت کو سمجھنا بھی نہیں آتا، ان کے پاس فن کی پختگی ہوتی ہے، نہ تحقیق کا تجربہ اور نہ ہی کسی ثقہ محقق نقاد کے تربیت یافتہ ہوتے ہیں، صرف انٹرنیٹ اور شاملہ کے ذریعے محقق دوراں بنتے ہیں اور پھر وہ جس طرح حدیث جیسے اہم ترین علم کو بازیچۂ اطفال بناتے ہیں......الامان والحفیظ۔

آج کل تو بعض محققین نے محدثین اور بالخصوص امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام البانی رحمۃ اللہ علیہ پر تنقید کرنا اور ان کی صحیح کردہ روایات کو ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ضعیف قرار دینا اپنی سستی شہرت کا معیار بنا رکھا ہے۔انا للہ وانا الیہ راجعون

چند دن قبل مجھے ایک حضرت صاحب کا فون آیا، جو خود میں بہت بڑے محقق ہیں اور علم حدیث سے نا آشنا لوگ بھی ان کو علم اسمائے رجال کا ماہر سمجھتے ہیں......وہ اپنی تحقیقی صلاحیت کا جادو بیان کرتے ہوئے فرمانے لگے: میں ایک گھنٹے میں دس احادیث پر صحت وسقم کا حکم لگالیتا ہوں......

آپ دیانتداری سے بتائیں جو شخص ایک گھنٹے میں دس احادیث پر صحت وسقم کا حکم لگائے گا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین کا کیا حشر کرے گا......؟ یقین مانیے، اس وقت تحقیق کے نام پر بھی بڑے بڑے فتنے رونما ہو رہے ہیں، انکارِ حدیث کا فتنہ تو تھا ہی، لیکن اب تحقیق کے نام پر بھی وہی کچھ ہو رہا ہے۔

ہمارے کبار محدثین بڑی عاجزی کے ساتھ کسی بھی حدیث کی تحقیق پر دن رات محنت کرتے ہوئے بڑی عاجزی کے ساتھ اپنی رائے پیش فرمایا کرتے تھے، لیکن اب ظلم در ظلم یہ ہے کہ اپنی ناقص تحقیق کو زبردستی دوسروں پر ٹھونسا اور مسلّط کیا جاتا ہے۔

ہم بڑی معذرت اور احترام سے شائقینِ مطالعہ کی خدمت میں عرض کریں گے کہ بعض نوخیز محققین حضرات

Marfat.com

کی تحقیقات سے فائدہ اٹھائیں، لیکن ان کی کسی بات کو حرفِ آخر نہ سمجھیں......ان میں سے اکثریت علم سے کوری ہے......حدیث کی صحت اور اس کے ضعف کو دیکھنے کے لیے متقدمین اور متاخرین ائمہ کرام پر اعتماد کریں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہِ اعتدال نصیب کرے۔آمین! [1]

استاذ صویانی ﷾ کی عمر تقریباً ساٹھ سال سے زائد ہے، آپ کی ساری زندگی سیرت کے مطالعہ میں گزری ہے۔آپ نے بڑی ذمہ داری سے حدیث کی سینکڑوں کتابوں سے سیرت کے مقدس عنوان کے لیے چند صحیح احادیث کا انتخاب کیا ہے، ہر حدیث موتی کا درجہ رکھتی ہے اور بلا شبہ ہر حدیث کو موتیوں کی لڑی کی طرح ہار میں پرو دیا گیا ہے۔اور ہم یہ بات پوری بصیرت اور ذمہ داری سے کہہ سکتے ہیں کہ اردو زبان میں محدثانہ طرز پر سیرت النبی ﷺ کے عناوین پر مشتمل یہ پہلی کاوش ہے، جسے پڑھنے سے یوں محسوس ہوتا ہے گویا کہ کسی حدیث کی کتاب کے متن کا مطالعہ کیا جا رہا ہے۔سادہ لفظوں میں آپ اس کتاب کو حدیث کی سیرت کی کتاب کہہ سکتے ہیں۔

مولف ﷾ نے نہایت لگن اور محنت سے سیرتِ طیبہ کے تمام گوشوں پر روشنی ڈالی ہے اور کتاب میں جامعیت اس حد تک ہے کہ سیرت کا کوئی پہلو بھی تشنہ نہیں رہا ہے۔

یاد رہے......! یہ ربع صدی کا ثمر ہے، یعنی کہ فاضل مؤلف نے بیس سال کی شب و روز کی محنت سے اس کو مرتب کیا ہے اور ہم نے کم و بیش چار سال کے عرصہ میں اس کے ترجمہ کے تمام مراحل کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے طے کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ مولف، مترجم، کمپوزر، معاون، ناشر اور دیگر مساعدین کی اس عظیم الشان کوشش کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو ہم سب کے لیے صدقہ جاریہ بنا دے۔

یہاں یہ بات بھی نہایت شکر کے ساتھ قابل ذکر ہے کہ اس کتاب کو اردو میں منتقل کرنے سے لے کر آپ کے ہاتھوں کی زینت بننے تک سب سے نمایاں کردار نہایت محترم شخصیت، عزت مآب چوہدری مصباح الدین ضیغم ﷾ کا ہے۔اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی عمر میں برکت فرماتے ہوئے ان کو دین و دنیا اور آخرت کے سب خزانے عطا فرمائے، نسل میں تا قیامت خدمت دین کا جذبہ زندہ رکھے اور ان کے والدین کو جنّت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

والسلام

عبدالمنان راسخ

ادارہ کتاب و حکمت فیصل آباد

---

[1] ہمارے کثیر اور کبار علماء کرام کے تجربے کے مطابق مجدد ملت، امام ناصر الدین البانی ﷫ کی تحقیقات نہایت معتدل اور حد درجہ نافع ہیں، انسان ہونے کے ناتے ان کی ہر رائے حرفِ آخر تو نہیں سمجھی جاتی، البتہ ان کی فنی بصیرت اور فقاہت کے پیشِ نظر اکثر مشائخ عظام ان کے معتقد ہیں۔
دکتور صویانی ﷾ بھی امام البانی ﷫ کی طرح متابعات و شواہد اور قرائن کی موجودگی میں حدیث کو صحت کے درجہ پر ہی رکھتے ہیں اور یہی درست فکر ہے۔

Marfat.com

مقدمہ

أَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ

میمونی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت ہی عمدہ بات نقل کی ہے وہ نقد و جرح کے ماہر ہیں، فرماتے ہیں:
میں نے محدث العصر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ایک تحقیقی تجزیہ کیا تھا۔ تین قسم کی کتابوں میں اصول مدِ نظر نہیں رکھے جاتے۔

1...... مغازی: یعنی جن کتابوں میں جنگوں اور دنیا میں رونما ہونے والی معرکہ آرائیوں کا تذکرہ ہو۔
2...... ملاحم: یعنی وہ کتابیں جن میں خونریز حادثات اور جنگی خون آشام واقعات قلمبند کیے جاتے ہیں۔
3...... تفسیر: یعنی قرآن پاک کی تفسیر میں ہر رطب و یابس اور غلط و صحیح جمع کر دیا جاتا ہے۔ [1]

یہ تاثرات علم حدیث کے ماہر و نقاد اور حدیث کی پر پیچ وادی کے نشیب و فراز کے رہبر فرزانہ نے بیان کیے ہیں جو کہ بہت بڑے امام ہیں، جن کا اسم گرامی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

آپ کے اس اہم اعلان نے نقد و جرح کے ایسے مرحلہ کی عقدہ کشائی فرمائی ہے جس سے پہلی امتیں ناآشنا تھیں۔ یہ خوبی صرف اس امت کے لوگوں کو ہی حاصل ہے کہ ہر ایک صحیح اور غلط کو کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ ہر امت اپنے تاریخی سرمایہ پر نازاں ہے۔ خواہ اس کا تاریخی سرمایہ جھوٹ کا پلندہ ہو یا قصہ و کہانی کا خودساختہ ملغوبہ۔ مگر قومیں اس سرمایہ پر فخر کرتی ہیں۔

امتوں کی وہ تاریخ جو بے بسی کی دبیز تہوں میں دبی ہے۔ اسے اس تاریخی تاریکی سے کریدا جائے تو اس ظلمت کدہ سے ایک نئی تاریخ سامنے آتی ہے۔ جس پر حیات انسانی کا دارومدار ہے اور جو تنہا خوشگوار روشنیوں سے ہمکنار کرتی ہے اور خالی دامن کو مالا مال کرتی ہے اور شاندار تاریخ پر پڑنے والے گرد و غبار کی سیاہی کو دھو ڈالتی ہے۔ وہ

[1] البرہان فی علوم القرآن: 156/2

Marfat.com

تاریخ اسلام ہے اور یہی نبی ﷺ کی سیرت کی تاریخ ہے۔ آپ ﷺ کی روشن سیرت و کردار کا یہی ذخیرہ ہے اسی روشن تاریخی دائرہ کے گرد گردش کرنے سے تاریکیاں چھٹ گئی تھیں اور قرآن پاک کی نورانیت نے اس دور کو جگمگا رکھا تھا اور چار چاند لگا دیئے تھے۔

نبی اکرم ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد پھر تاریخ میں سکڑاؤ پیدا ہونے لگا اور اس اسلامی روشنی سے دور ہونے کی وجہ سے سند پر اعتماد میں نرمی پیدا ہونے لگی۔ جس کی بنا پر امام احمد رحمۃ اللہ نے مذکورہ بات کہی۔ تاہم اس کے باوجود تاریخ اسلام کی سند کا دائرہ قائم رہا، فضا کی لہروں پر نمایاں طور پر نظر آتا رہا اگرچہ یہ دائرہ تاریخ کی پنہائیوں میں گم ہو چکا تھا لیکن اسلام کو یہ شرف حاصل ہے اس لیے اس نے اس کو زندہ رکھا۔

سند کی بدولت ہم نبی ﷺ کی داڑھی مبارک کے سفید بالوں کی تعداد اور ان تمام کھانوں کو بھی جانتے ہیں جو نبی ﷺ نے تناول فرمائے۔

جب کہ دوسرے بڑے سے بڑے رئیس اور بادشاہ کے متعلق اگرچہ وہ کل ہی فوت ہوا ہو ہمیں اس کی اہم باتوں کا بھی علم نہیں ہوتا۔ چھوٹی چھوٹی باتیں تو درکنار رہیں ہمیں تو یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ اس کی پائیدار زندگی کیا گل کھلاتی رہی۔ مگر نبی کریم ﷺ کی ہر ادا اس سند کی بدولت محفوظ ہے۔ اس قرآن پاک کا یہ حیرت انگیز معجزہ ہے کہ اس نے اس طویل مدت سے لے کر آج تک اور آئندہ کے لیے بھی سند کا نور عطا کیا ہے جس کے عکس سے نبی ﷺ کی سیرت کا ہر پہلو اجاگر ہوا ہے اور نبی کریم ﷺ کی تاریخ میں اس چیز کی کمی نہیں، لیکن وہ سرمایہ جس کا ذکر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ نے کیا ہے کہ مغازی کی کتابوں میں مرویات کے زیادہ تر حصہ کی اصل نہیں ہے۔ اگر ہم ایک ایسی امت ہوتے جو تاریخ کی محتاج ہوتی ہے، تو پھر حضرت امام یہ نہ کہتے، یہ انہوں نے اسی لیے کہا ہے کہ ہمارے پاس صرف تاریخ ہی نہیں بلکہ ہمارے پاس نقد و جرح کا قابل اعتماد نظام بھی ہے۔

آپ جانتے ہیں جو امت نقد و جرح کا اہتمام علم کے جمع کرنے سے بھی زیادہ کرتی ہے وہ اپنے ماضی کو یاد رکھتی ہے اور اپنے حال کا احترام کرتی ہے اور جو امت ہر رطب و یابس کو جمع کرتی ہے وہ نہ تو کوئی ماضی کی پروا کرتی ہے اور نہ ہی حاضر کا احترام کرتی ہے یہ دونوں برابر نہیں، یہ یگانۂ روزگار شرف صرف تنہا ہماری امت کو ہی حاصل ہے کہ یہ سند سے کام لیتی ہے۔

امام صاحب کے فرمان کا مطلب ہے کہ ان مرویات میں سے اکثر کی سندیں ضعیف ہیں۔ یہ مقصد نہیں کہ

Marfat.com

ساری ضعیف ہیں اور مغازی کی کتب میں موجود مرویات کی جستجو کرنے والا یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ کتابیں صحیح روایات کی قلیل تعداد پر مشتمل ہیں، یہ قلیل تعداد درجہ میں صحاح سنن اور مسند کتابوں میں مروی روایت کے برابر ہیں۔ ان عظیم کتابوں نے سیَر و مغازی کی روایات بیان کرنے کا جو اہتمام کیا ہے۔ اس سے سیر و مغازی کے علوم کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

اہل یورپ نے تو یہ وطیرہ بنا رکھا ہے اور ان کے مفکروں نے جھوٹی روایات اور سیرت کے بارے میں ضعیف روایات کا سہارا لے کر ہمارے نبی ﷺ اور آپ ﷺ کی رسالت میں طعن و تشنیع کی ہے اور انہیں ہماری تاریخ کے سینہ میں کانٹے کی طرح پیوست کر دیا ہے اور علمائے کرام اور دین کے داعیوں کو تشویش ناک صورت حال سے دوچار کر رکھا ہے اور ان ضعیف روایات کے ذریعے اسلام کی خوشنما تصویر کو وہ داغدار کرتے رہتے ہیں اور آپ ﷺ کی سیرت کے ہر پہلو پر حرف گیری کرتے ہیں جب کہ ہماری تاریخ وحی کے ساتھ وابستہ ہے اور نبی ﷺ کے ساتھ اس کے سوتے ملتے ہیں، اس لیے ہم نے اس کو بیان کرنے میں اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت کے احکام بیان کرنے والی احادیث کو مکمل طور پر موضوع اور ضعیف روایات سے صاف رکھا جائے کیونکہ ضعیف اور جھوٹی روایات آپ ﷺ کی سیرت میں بیان کرنا، آفتاب کو گرہن زدہ کرنے والی بات ہے۔

اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے اس کتاب ''سیرت الرسول ﷺ صحیح احادیث کی روشنی میں'' کو ضعیف احادیث سے چھانٹ کر تیار کیا ہے۔ اگر ہم ضعیف روایات بھی ملا دیتے تو اس لحاظ سے بہت خوشی ہوتی کہ ایک بڑی جسامت والی کتاب تحریر ہوئی ہے۔

ہم نے اس کی جسامت اور حجم کا خیال نہیں کیا۔ ہم نے اس کی صحت روایات کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے، اگرچہ اس کا حجم بہ نسبت دیگر سیرت پر تحریر شدہ کتابوں سے چھوٹا ہے اس پر ہمیں کوئی پریشانی نہیں مگر ہم نے سیرت کے بارے میں صرف صحیح اور قابل قبول روایات پر انحصار کیا ہے۔

اور نبی ﷺ کے مکی دور کو ادبی اسلوب پر مربوط بیان کیا ہے تاکہ ضعیف روایات کی بھرمار کرنے سے جو کمی واقع ہوئی ہے اس کا سد باب ہو سکے اور تشنگی نہ رہے۔

دوسری اہم وجہ یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے مکی دور کا مرحلہ ایک اولین عملی دور تھا جس پر عقیدہ کے شجر پر بہار نے جڑ پکڑی تھی، دیگر امور شریعت کی قانون سازی تو مدینہ منورہ میں تب ہوئی جب دولت اسلامی کا قیام ہوا تھا، اس لیے مکی دور کے لیے ہم نے ادبی ربط قائم رکھا ہے۔ مدنی دور پر نہیں رکھا اس کی بنیاد بھی مکی دور پر ہی ہے۔

Marfat.com

اگر چہ ادب وانشاء کے ملحوظ رکھنے کی وجہ اور اسکا ربط وتعلق صرف ادب وانشاء کے دلدادہ لوگوں کو متوجہ کرنا ہوتا ہے مگر ہمارے پیش نظر یہ نہ تھا۔ہم نے اسلوب ادبی کی دور کی اہمیت کی وجہ سے اختیار کیا ہے۔ یہ کتاب صحیح احادیث سے سیرت نبویہ کا ثبوت جو ہم ہدیۂ قارئین کرر ہے ہیں اور دوسری کتاب سیرت جو صحیح احادیث میں وارد ہے کو پیش کیا ہے اس کے بعد صحیح سیرۃ ابن اسحق، صحیح سیرۃ ابن ہشام، صحیح سیرۃ ابن سعد، صحیح سیرۃ طبری اور صحیح سیرۃ ابن کثیر بھی قارئین کرام کے رُوبرو کرنے کا ارادہ کرر ہے ہیں۔ان شاءاللہ!

ان کتابوں کے انتخاب کا سبب یہ ہے کہ ان میں سندوں کا سرمایہ موجود ہے جن کی بدولت یہ اہمیت کی حامل ہیں۔اور یہ کتابیں اس فن سیرت کا اہم ستون ہیں اور بعد والے ان کے محتاج ہیں۔

ہم نے ابن حزم اور ابن حبان وغیرھما نے جو سیرت کے بارے میں لکھا ہے اس سے کنارہ کشی اختیار کی ہے ایسا ہم نے سندوں کی وجہ سے کیا ہے کیونکہ انہوں نے جو لکھا ہے اس کی سند نہیں ان کی تحریر سند کی محتاج ہے جبکہ ہماری اوپر ذکر کردہ کتابوں میں ان کے مؤلفین نے سندوں کا اہتمام کیا ہے۔

ہم اپنے اس منصوبے کا اختتام اللہ کے فضل وکرم اور اس کی عنایت کردہ قوت وطاقت سے سیرت سے متعلقہ احادیث کے انسائیکلو پیڈیا سے کریں گے، کیونکہ سیرت کی کتابوں میں ہولناک مقدار میں صحیح اور ضعیف روایات درج کردی گئی ہیں۔اس کے پیش نظر آپ یہ سمجھیں ہم نے فہرست دینے کا خیال کیا ہے کہ لوگ صحیح صحیح سیرت کے پہلوؤں سے آگاہ ہوسکیں کہ یہ سیرت کے اتھاہ سمندر سے ایک قطرہ ہے جو تشنگانِ سیرت کی سیرابی کی نذر کیا جارہا ہے۔

یہ کتاب ''سیرۃ النبی'' تخریج کے لحاظ سے دو حصوں میں تقسیم ہے:

① ...... صرف بخاری اور مسلم کی تخریج ہوگی یا صرف بخاری یا صرف مسلم کا حوالہ ہوگا۔

② ......بخاری اور مسلم کے علاوہ جو بھی باسند روایات ہوں گی خواہ وہ حدیث کی سنن کی کتابوں میں ہوں یا مستدرک، مسند اور معجم کتابوں میں ہوں ہم ان کا حوالہ دیں گے۔ان کے علاوہ سیرت کی کتابوں سے بھی حوالہ جات ہوں گے۔اس تخریج کا انداز یہ ہوگا کہ ہم اس حوالہ کا درجہ بتائیں گے تاکہ جو اس روایت کا حکم دیکھنا چاہتا ہو وہ دیکھ لے اور جو مزید معلومات کا خواستگار ہو کہ یہ متن کس مؤلف کا ہے اس کی بھی وضاحت کردیں گے،اس کی سند یا متن پر یا دونوں پر نقد وجرح بتادیں گے تاکہ جو صحت حدیث پر اطمینان کا طلبگار ہو وہ پختہ ذہن ہو کر پڑھ سکے۔

آخر میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں التجا ہے کہ وہ ہمیں اپنی کریم ذات کے لیے اخلاص کی دولت سے نوازے اور اسے ہمارے لیے روزِ جزا میں نفع بخش بنادے۔وہ سننے والا اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔

Marfat.com

اور اس ذاتِ کبریاء کے سامنے دست بدعا ہیں کہ وہ ہمارے نفسانی اسراف و تقصیر کو معاف کر دے، وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اگر اس کتاب میں کوئی خوبی اور راستی ہے تو اللہ کی توفیق سے ہے۔ اوّل و آخر ستائش اور شکر کے لائق اسی اکیلے کی ذاتِ بے ہمتا ہے۔

اور اگر ہم نے کسی خطا و لغزش کا ارتکاب کیا ہے تو اس کے ذمہ دار ہم ہیں اور یہ شیطان کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ کی ذاتِ گرامی ہر نقص سے مبرّا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر کا سوال کرتے ہیں وہ عفو و درگزر کو بہت پسند کرتا ہے۔

(محمد صویانی)

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت

✿ سیدنا حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے روزہ کے متعلق سوال ہوا کہ اس کی کیا حیثیت ہے......؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدتُّ فِيْهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهِ [1]

''یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت باسعادت ہوئی اور یہی وہ بابرکت دن ہے جس میں مجھ پر نبوت نازل ہوئی۔''

✿ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب اہلِ خیبر کی لڑائی سے فارغ ہوئے اور مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو مہاجروں کو انصار نے جو پھلوں کے عطیات دیئے ہوئے تھے وہ مہاجروں نے انہیں لوٹا دیئے تو

فَرَدَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِلَى أُمِّيْ عِذَاقَهَا

''رسول اللہ ﷺ نے میری والدہ کو اس کا کھجور کا دیا ہوا عطیہ واپس کر دیا۔''

وأَعْطَى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أُمَّ أَيْمَنَ مَكَانَهُنَّ مِنْ حَآئِطِهِ [2]

''اور رسول اللہ ﷺ نے سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کو ان عطیات کی جگہ اپنے باغ میں سے عطیہ دیا۔''

✿ قیس بن مخرمہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں اور رسول اکرم ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے تھے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قباث بن اشیم رضی اللہ عنہ سے پوچھا جو کہ بنو یعمر بن لیث میں سے تھے۔ آپ

---

[1] مسلم: 1162

[2] مسلم: 1771

علمی نکات: ام ایمن رضی اللہ عنہا حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں یہ عبداللہ بن عبدالمطلب آپ ﷺ کے والد ماجد کی لونڈی تھیں اور یہ حبشہ سے تھیں۔ جب سیدہ آمنہ نے آپ ﷺ کو جنم دیا تو ام ایمن نے آپ ﷺ کی پرورش کی۔ آپ ﷺ کی پیدائش سے چھ ماہ پہلے آپ ﷺ کے والد نے وفات پائی تھی۔ جب رسول اکرم ﷺ بڑے ہوئے تو ام ایمن کو آزاد کر دیا اور ان کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ ام ایمن رسول اکرم ﷺ کی وفات کے پانچ ماہ بعد فوت ہوئیں۔

یاد رہے: مذکورہ وضاحت ابن شہاب زہری رحمہ اللہ نے کی ہے۔ یہ تابعی کا قول ہے، متصل حدیث نہیں ہے۔

Marfat.com

بڑے ہیں یا رسول اکرم ﷺ بڑے ہیں......؟ انہوں نے کہا:

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَكْبَرُ مِنِّيْ وَأَنَا أَقْدَمُ مِنْهُ فِي الْمِيْلَادِ

''ولادت میری پہلے ہوئی لیکن رسول اللہ ﷺ شان میں مجھ سے بڑے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے، آپ ﷺ کی ولادت کے وقت میری ماں نے مجھے گود لیا اور وہاں گئیں جہاں ہاتھیوں کا واقعہ رونما ہوا تھا۔ میں نے ہاتھیوں کی تبدیل شدہ لید دیکھی جو سبز ہو چکی تھی۔ [1]

عبدالملک بن مروان بیان کرتے ہیں کہ میں نے قباث بن اشیم کنانی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم بڑے ہو یا رسول اللہ ﷺ بڑے ہیں......؟

انہوں نے کہا: رسول اکرم ﷺ مجھ سے بڑے ہیں لیکن عمر میں مَیں بڑا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے تھے اور عام الفیل سے چالیس برس کے بعد آپ ﷺ کو اعزازِ نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ [2]

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ابرہہ کے لشکر کے ہاتھیوں کی فیل بانی کرنے والے دو آدمیوں کو بچشمِ خود دیکھا ہے کہ وہ دونوں اندھے اور اپاہج ہو چکے تھے مکہ میں بھیک مانگتے پھرتے تھے۔ [3]

---

[1] **حسن:** ترمذی: 3619، حاکم: 3/516، طبرانی کبیر: 18/342، آحاد ومثانی (شیبانی): 1/407

تحقیق الحدیث: یہ حدیث ابن اسحق نے اپنے شیخ مطلب سے سنی ہے جیسا کہ حاکم نے بیان کیا ہے مُطلب کی ثقاہت بتانے کی ضرورت ہے۔ صرف ابن حبان نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ تاہم حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے مطلب بن عبداللہ مقبول ہے۔ الغرض دیگر روایات کی تائید کی وجہ سے یہ روایت حسن درجہ کی ہے۔ [تقریب: 534] [یاد رہے امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو اپنی تحقیق کے مطابق ضعیف قرار دیا ہے]

[2] **حسن:** حاکم: 3/724، معجم کبیر طبرانی: 19/37

تحقیق الحدیث: اس سند میں زبیر بن موسیٰ راوی کی وجہ سے معمولی ضعف تھا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زبیر بن موسیٰ سے ابن جریج ثوری اور بڑے بڑے اور قدیم یعنی پرانے علما نے حدیث بیان کی ہے اور ابن حبان نے اسے ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔ [تہذیب: 3/276] ثابت ہوا یہ معمولی کمزوری پہلی حدیث کی تائید سے دور ہو جاتی ہے، لہٰذا یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔

فائدہ: ان تمام احادیث کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ چشم دید شہادتیں ہیں کہ آپ ﷺ عام الفیل ہی میں پیدا ہوئے تھے۔

[3] **صحیح:** سیرت ابن ھشام۔۔ 42

تحقیق الحدیث: عبداللہ بن ابوبکر بن حزم انصاری مدنی ثقہ تابعی ہیں اور عمرہ بنت عبدالرحمن بھی ثقہ تابعیہ ہیں۔ یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کثرت سے روایات بیان کرتی ہیں۔ [تقریب التہذیب: 297] یاد رہے: عام الفیل سے مراد وہ سال ہے جب ابرہہ حبشی کافر سپہ سالار نے بیت اللہ مسمار کرنے کے لیے حملہ کیا تھا اور اسے (یعنی ابرہہ کو) تباہ کیا گیا، تو یہ سال عام الفیل کے نام سے موسوم ہوا۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعت

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا:

: اے اللہ کے رسول! میری بہن سے نکاح کر لیں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَوَ تُحِبِّيْنَ ذَالِكَ

''کیا تم یہ پسند کرتی ہو کہ میں تمہاری بہن سے نکاح کروں......؟''

میں نے کہا: جی! میں چاہتی ہوں۔ کیونکہ اس شرف نکاح سے میں تنہا ہی سرفراز نہیں رہنا چاہتی، میں چاہتی ہوں کہ اس کارِ خیر میں میری پیاری اور نیک بہن بھی شریک ہو جائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ ذَالِكَ لَا يَحِلُّ لِيْ

''یہ نکاح میرے لیے حلال نہیں (کیونکہ دو بہنوں کو ایک نکاح میں رکھنا جائز نہیں)

سیدہ نے کہا: ہمیں کسی نے بتایا ہے کہ آپ ابوسلمہ کی بیٹی سے نکاح کر رہے ہیں۔

فرمایا: ام سلمہ کی بیٹی کی بات کرتی ہو......؟ کہا: اسی کی بات کرتی ہوں۔

فرمایا: ایک تو وہ میری بیوی ام سلمہ کی بیٹی ہے جو اب میری گود پالک ہے، اس لیے حلال نہیں، اور یہ وجہ نہ بھی ہوتی تو وہ میری رضاعی بھتیجی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا ہم دونوں آپس میں رضاعی بھائی ہیں اس لیے بھی یہ میرے لیے حلال نہیں۔

فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ [1]

''اپنی بیٹیاں اور بہنیں میرے سامنے نکاح کے لیے پیش نہ کیا کرو۔''

---

[1] بخاری: 5101

تحقیق الحدیث: حضرت عروہ کہتے ہیں کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی، لیکن یاد رہے ابولہب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشی میں لونڈی کو آزاد کیا نہ ہی سوموار والے دن کیا، یہ بات کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ بخاری شریف میں تو میلاد اور سوموار والے دن کا نام ونشان تک نہیں۔ میلاد اور سوموار والے دن کا ذکر امام سہیلی نے اپنی کتاب ''روض الانف'' میں کیا ہے یہ اضافہ صحیح ثابت نہیں ہے، بلکہ معتبر روایات سے ثابت ہے کہ ابولہب لعنتی نے اپنی لونڈی ثویبہ کو اس وقت آزاد کیا تھا جب آپ ہجرت کر کے مدینے گئے۔ اسی طرح یہ کافر کا خواب ہے، غیر مسلم کا خواب دین میں حجت نہیں ہے اور روایت بھی منقطع مردود ہے کہ ابولہب کو انگلی سے پانی ملتا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں قرآن پاک دو ٹوک الفاظ میں کہتا ہے: تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ قرآن پاک نے بالخصوص ابولہب کے دونوں ہاتھوں کی تباہی کی تذکرہ کیا ہے تو تباہ شدہ ہاتھوں میں جہنم کی آگ میں رہ کر پانی کیسے مل سکتا ہے......؟ بیان کردہ ضعیف روایت قرآن پاک کے واضح مفہوم کے سراسر خلاف ہے۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی

سیدنا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
سُمِّیْتُ اَحْمَدَ ''میرا نام احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھا گیا'' [1]

سیدنا حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں ''محمد'' ہوں اور ''احمد'' ہوں اور میں ''ماحی'' ہوں، جس کے ذریعے کفر مٹایا جائے گا اور میں ''حاشر'' ہوں، جس کے بعد لوگوں کو اٹھایا جائے گا اور میں ''عاقب'' ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں ''مُقَفِّیْ'' ہوں سب کے بعد آنے والا۔ [2]

شقِ صدر کا واقعہ

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام آئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کے ساتھ مل کر کھیل رہے تھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑ کر لٹایا، فَشَقَّ عَنْ قَلْبِہٖ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ اطہر کی جگہ سے سینہ چاک کیا اور دل کو باہر نکالا اور اس سے خون کا لوتھڑا نکالا اور فرمایا:
ھَذَا حَظُّ الشَّیْطَانِ مِنْکَ ''یہ جو لوتھڑا نکالا گیا ہے یہ شیطان کا حصہ تھا۔'' اسے دور کر دیا گیا ہے۔

پھر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو سونے کے تھال میں آبِ زم زم سے دھویا پھر سینہ کی چاک شدہ جگہ پر رکھ کر اس کو سی دیا اور بچے بھاگ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی امی کے پاس آئے اور کہا:

اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ ''کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید کر دئے گئے ہیں''

جب وہ لڑکے جو ماں سے کہنے گئے تھے اور گھر والے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ زرد تھا

---

[1] **حسن:** طبقات ابن سعد: 1/104۔
تحقیق الحدیث: اس میں عبداللہ بن محمد بن عقیل ہاشمی صدوق (سچا) ہے تاہم اس میں لِیْن (معمولی ضعف) ہے۔ یہ آخر عمر میں متغیر ہو گیا تھا۔ یہ بخاری اور مسلم کے راویوں میں سے ہے۔ [تقریب التہذیب: 321، اس کے شیخ ابن علی کبیر تابعی اور ثقہ ہیں: 2/192] زہیر نے شام میں اپنے حافظہ سے احادیث بیان کی ہیں، یہ حسن درجے کی ہیں۔ تاہم اگر شام میں بیان کریں تو ان میں یہ غلطی کرتے تھے۔ لیکن یہ اوپر مذکور روایت شامی نہیں یہ بصری روایت ہے۔ یہ روایت ثابت ہے۔ [تہذیب التہذیب: 3/348 اور ابو عامر، عبدالملک بن عمرو قیسی بھی ثقہ ہے۔ تہذیب: 6/409] ثابت ہوا جو معمولی کمزوری تھی وہ دور ہوئی یہ سند حسن درجہ کی ہے۔

[2] صحیح مسلم: 2355 کتاب الفضائل، باب فی اسمائہ۔

یاد رہے......! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ابوقاسم اور دیگر صفاتی نام ''بشیر، نذیر، شاہد، مزمل، مدثر، نبی الرحمہ اور نبی التوبہ وغیرہ بھی قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔

Marfat.com

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک میں میں نے سلائی کا نشان خود دیکھا تھا۔ (1)

عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا۔ اے اللہ کے رسول! آپ کی ابتدائی صورت کیا تھی......؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بنوسعد بن بکر سے میری پرورش کرنے والی میری رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں میں موجود تھا، میں اور ان کا بیٹا ہم اپنے جانوروں کو لے کر باہر گئے نیز ہم نے توشہ ساتھ نہ لیا تھا میں نے کہا:

يَا أَخِيْ إِذْهَبْ فَأْتِنَا بِزَادٍ مِّنْ عِنْدِ اُمِّنَا

''بھائی! آپ جائیں اور امی کے پاس سے خورد ونوش کا سامان لے آئیں۔''

میرا وہ رضاعی بھائی کھانے کا سامان لینے چلا گیا اور میں جانوروں کے پاس ہی ٹھہرا رہا، اسی دوران

فَأَقْبَلَ طَيْرَانِ أَبْيَضَانِ كَأَنَّهُمَا نَسْرَانِ

''گدھ کی مانند دو سفید پرندے آئے''

ان میں سے ایک نے ساتھ والے سے کہا: أَهُوَ هُوَ ؟ ''کیا وہ یہی ہے؟'' اس نے کہا: ہاں وہی ہے۔ وہ دونوں آگے بڑھے اور جلدی سے مجھے پکڑ لیا اور گُدّی کے بل لٹا دیا اور میرا پیٹ چاک کیا۔ ثُمَّ اسْتَخْرَجَا قَلْبِيْ ''پھر دونوں نے میرا دل باہر نکالا'' اور اسے چیرا، اس سے دو سیاہ لوتھڑے نکالے۔ یزید بن عبد ربہ راوی نے جو حدیث کا حصہ بیان کیا اس میں یہ ہے کہ ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: إِئْتِنِيْ بِمَآءِ الثَّلْجِ ''برف والا پانی لاؤ'' وہ لایا اور دونوں نے میرا پیٹ دھویا اور پھر ایک نے دوسرے سے کہا: إِئْتِنِيْ بِمَآءِ بَرْدٍ ''اولوں والا پانی لاؤ'' وہ لایا تو اس کے ساتھ میرا دل دھویا۔

پھر کہا: إِئْتِنِيْ بِالسَّكِيْنَةِ ''سکینت اور اطمینان لاؤ'' وہ لایا اور اسے میرے دل میں بھر دیا، پھر ان میں سے ایک نے ساتھی سے کہا: اسے سی دو! اس نے سی دیا اور حیوہ راوی نے بتایا کہ اس نے حکم دیا ختم نبوت کی مُہر لگا دو تو اس نے مجھ پر ختم نبوت کی مہر لگا دی۔

اب ان میں سے ایک نے ساتھی سے کہا: اسے ایک پلڑے میں رکھو اور اس کی امت میں سے ہزار افراد ایک پلڑے میں کردو اور وزن کرو۔ اس نے ایسا ہی کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

(1) مسلم: 162

Marfat.com

فَإِذَا أَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْأَلْفِ فَوْقِيْ أُشْفِقُ أَنْ يَخِرَّ عَلَيَّ بَعْضُهُمْ

''میں نے دیکھا کہ میرا پلڑا نیچے ہے اور ہزار والا میرے اوپر ہے مجھے اندیشہ ہوا کہ میرے اوپر ہی نہ گر پڑیں۔'' (وہ پلڑا اتنا اوپر اٹھ گیا)

اس نے کہا یہ تو ہزار ہیں لَوْ أَنَّ أُمَّتَهُ وُزِنَتْ بِهِ لَمَالَ بِهِمْ اگر اس کی ساری امت بھی اس کے ساتھ وزن کرو گے تو یہ بھاری رہے گا۔

اس کے بعد وہ دونوں چلے گئے اور مجھے وہیں چھوڑ دیا، میں سخت خوفزدہ تھا میں اپنی رضاعی امی کے پاس گیا اور جو ہوا تھا سب کچھ اسے بتا دیا۔ یہ سب سن کر وہ بہت زیادہ پریشان ہوئیں۔ انہیں یہ خطرہ لاحق ہوا کہ مجھے کوئی جناتی کسر ہے اور آسیب ہو گیا ہے۔

کہا: بیٹا! اللہ تجھے اپنی پناہ میں رکھے۔ انہوں نے اونٹ پر پالان باندھا اور مجھے سوار کیا اور میری والدہ کے پاس پہنچا دیا اور میری والدہ سے کہا:

بہن! أَدَّيْتُ أَمَانَتِيْ وَ ذِمَّتِيْ ''میں نے آپ کی امانت آپ تک پوری ذمہ داری سے پہنچا دی ہے''

اور ساتھ وہ حالات بھی بتا دیئے جو میرے ساتھ گزرے تھے، لیکن میری والدہ اس سے مرعوب نہ ہوئیں اس نے بتایا کہ میں نے دیکھا تھا کہ

خَرَجَ مِنِّيْ نُوْرٌ أَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ [1]

''مجھ سے ایک روشنی نکلی جس سے شام کے محلات جگمگا اٹھے۔''

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: جب آپ کے پاس خبر آئی تو آپ کو کیسے پتہ چلا کہ آپ ﷺ نبی ہیں؟ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ابوذر......!

أَتَانِيْ مَلَكَانِ وَأَنَا بِبَعْضِ بَطْحَاءِ مَكَّةَ

---

[1] **حسن لغیرہ:** حاکم: 673/2، احمد: 17648، دارمی: 1/20، طبرانی: 2/198۔

تحقیق الحدیث: بقیہ راوی نے بحیر سے بیان کی ہے بحیر نے خالد بن معدان سے بیان کی ہے۔ خالد کہتے ہیں ہم سے عبدالرحمن بن عمرو سلمی نے عتبہ بن عبد سلمی سے بیان کی ہے تو اس میں بقیہ راوی مدلس ہے (گڈمڈ کرتا ہے) لیکن یہ اعتراض اس سند میں نہیں کیونکہ بقیہ نے اپنی اسناد سے سماع (سننے) کے صیغہ سے بیان کیا ہے۔ یہ تدلیس (گڈمڈ) کا اعتراض باقی نہ رہا۔ ایک نقص اور تھا کہ عبدالرحمن سلمی نامعلوم ہے یہ بھی دور ہو جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے متابعت میں (راوی کی دوسرے راوی نے تائید کی ہو) تو یہ مقبول ہے۔ [تقریب التہذیب: 1/493] البتہ حدیث متعدد سابقات (تائیدات) سے حسن ہے۔ [یاد رہے امسند احمد کے محققین کرام نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے]

Marfat.com

''میرے پاس دو فرشتے تشریف لائے جبکہ میں مکہ کی وادی میں تھا۔''

ان میں سے ایک تو زمین میں اتر گیا اور دوسرا آسمان اور زمین کے درمیان تھا۔ ان میں سے ایک دوسرے سے کہتا ہے: کیا یہی ہے وہ......؟ اس نے کہا: ہاں! یہی ہے۔ ایک نے کہا: فَزِنْهُ بِرَجُلٍ ''ایک آدمی کے ساتھ اس کا وزن کرو'' اس نے کیا تو فَوَزَنْتُهُ ''میں بھاری ہوا۔''

پھر اس نے کہا: دس آدمیوں سے وزن کرو۔ میرا دس آدمیوں سے وزن کیا گیا فَرَجَحْتُهُمْ ''تو میں ان پر بھی بھاری تھا۔'' اس نے کہا: سو آدمیوں سے کرو تو جب میرا وزن کیا گیا تو ان پر بھی بھاری تھا۔ اس نے کہا: زِنْهُ بِالْأَلْفِ ''ایک ہزار آدمیوں سے وزن کرو۔'' میرا وزن کیا گیا تو میں غالب آیا۔ مجھے یوں دکھائی دے رہا تھا ان کی میزان کا پلڑا اتنا ہلکا ہے گویا کہ وہ اوپر سے بکھر کر نیچے گر پڑیں گے۔ اب ان فرشتوں میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہتا ہے:

لَوْ وَزَنْتَهُ بِأُمَّتِهِ لَرَجَحَهَا ''اگر تم ان کا وزن ان کی ساری امت کے ساتھ بھی کرو گے تو یہ بھاری ہوں گے۔'' [1]

رسول اللہ ﷺ اپنے دادا عبدالمطلب کی نگرانی میں

کندیر بن سعید اپنے باپ سعید سے بیان کرتے ہیں:

حَجَجْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَهُوَ يَرْجُزُ

''کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں حج کیا تو میں نے ایک آدمی کو دیکھا وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور ساتھ یہ شعر گنگنا رہا ہے۔''

رَبِّ رُدَّ إِلَيَّ رَاكِبِيْ مُحَمَّدًا.... رُدَّهُ رَبِّ إِلَيَّ وَاصْطَنِعْ عِنْدِيْ يَدًا

''اے میرے رب! میرے سوار محمد ﷺ کو لوٹا دے، اے میرے رب اسے میرے پاس لوٹا دے اور مجھ پر احسان کر۔''

---

[1] حسن: بزار: 437/9، تاریخ طبری: 534/1، دارمی: 21/1

تحقیق الحدیث: اس کی سندیں ابوداود طیالسی سے مروی ہیں۔ ان کے دو مقام پر اعتراض ہے:

① ...... عمر بن عبداللہ بن عروہ ہے یہ اگرچہ بخاری اور مسلم کے راویوں میں سے ہے مگر اس کو قابل اعتماد راوی سے ثقہ قرار نہیں دیا گیا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے علمائے کرام کے اقوال کے بعد خلاصہ یہ بیان کیا ہے کہ متابعت کے وقت مقبول ہے۔

②...... اس کا شاگرد جعفر بن عبداللہ بن عثمان بن حمید قرشی ہے اسے جعفر حمیدی کے نام سے پکارا جاتا ہے اس پر تنقید کی گئی ہے۔ ابن ابوحاتم پوری سند کے ساتھ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں: جَعْفَرٌ ثِقَةٌ ''جعفر حمیدی ثقہ ہے۔'' [جرح والتعدیل: 482/2 تو کم از کم یہ حسن درجہ کی حدیث ہے]

Marfat.com

لوٹا دے مولا! یہ تیرا میرے اوپر بڑا احسان ہوگا۔"

سعید کہتے ہیں: میں نے کہا: یہ کون ہے یہ جو شعر پڑھ رہا ہے.....؟ لوگوں نے بتایا یہ عبدالمطلب بن ہاشم ہے، یعنی آپ ﷺ کے دادا ہیں۔ ان کے اونٹ کہیں چلے گئے تھے ان کی طلب و جستجو میں انہوں نے اپنے بیٹے (پوتے) محمد ﷺ کو بھیجا ہے وہ ابھی تک آئے نہیں اس وجہ سے یہ دردنا کی کا شکار ہیں۔ بات یہ ہے کہ انہیں جس کام کے لیے بھی بھیجتے ہیں وہ کامیاب ہوتے ہیں۔ سعید کہتے ہیں: میں وہیں رہا حتی کہ نبی کریم ﷺ آ گئے اور اونٹ بھی ساتھ لے آئے جن کی جستجو میں گئے تھے۔ عبدالمطلب نے آپ ﷺ سے کہا: يَا بُنَيَّ لَقَدْ حَزِنْتُ عَلَيْكَ حُزْنًا لَّا تُفَارِقُنِيْ أَبَدًا [1] "پیارے بیٹے! جب تک تم آئے نہیں تمہاری اس جدائی پر میں غم واندوہ میں ڈوبا رہا ہوں۔" تمہیں دیکھ کر قرار آیا ہے، مجھ سے کبھی جدا نہ ہونا۔

رسول اللہ ﷺ اپنے چچا ابوطالب کی نگرانی میں

سیدنا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطالب نے شام کی طرف سفر کیا۔

وَخَرَجَ مَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ أَشْيَاخٌ مِّنْ قُرَيْشٍ

"تو ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ اور قریش کے کچھ بڑے لوگ بھی گئے تھے۔"

یہ ایک راہب کے قریب ہوئے تو سواریوں سے اترے اور ان کے کجاوے اتارنے لگے۔ فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ الرَّاهِبُ "وہ راہب باہر آیا" اور ان سے ملاقات کی، حالانکہ وہ اس سے پہلے بھی اس کے پاس سے گزرتے تھے وہ اپنے عبادت خانہ سے نکل کر انہیں کبھی نہ ملتا تھا اور نہ ہی ان کی طرف توجہ دیتا تھا۔ ابھی یہ عرب اپنی سواریوں سے کجاوے اتار ہی رہے تھے کہ وہ راہب ان کے درمیان آیا اور رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا:

هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ هٰذَا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ.

"یہ کائنات کے سردار ہیں یہ رب کائنات کے پیغمبر ہوں گے، انہیں اللہ تعالیٰ رحمت عالم بنا کر بھیجیں گے۔"

---

[1] **حسن:** حاکم: 659/2، ابویعلی: 54/3، بیہقی فی الدلائل: 21/2، کامل ابن عدی: 67/2

تحقیق الحدیث: اس کی سند یہ ہے: خالد بن عبداللہ عن داود بن ابی ہند، عباس بن عبدالرحمن عن کندیر۔ کندیر اور عباس ہاشمی کی جہالت کی بنا پر یہ سند ضعیف ہے یہ سند مستور (چھپی ہوئی ہے اس کی صحت ثابت نہیں) [الجرح والتعدیل: 6/211، تہذیب التہذیب: 2/397]

دوسری سند جو بیہقی اور ابن عدی نے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ بہز بن حکیم اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں اور پھر اپنے دادا حیدہ بن معاویہ سے بیان کرتے ہیں کہ حیدہ کہتے ہیں میں دورِ جاہلیت میں عمرہ کرنے گیا پھر اوپر اونٹوں والا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ یہ سند حسن اور مشہور ہے اور پہلی سند اس کے لیے تائید بھی بن گئی، لہٰذا یہ حدیث حسن ہے۔

Marfat.com

قریش کے بزرگوں نے کہا: تم کیسے جانتے ہو کہ یہ پیغمبر ہوں گے؟ اس نے کہا: جب تم گھاٹی پر چڑھے ہوئے تھے تو

لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَلَا حَجَرٌ إِلَّا خَرَّ سَاجِدًا وَلَا يَسْجُدُ إِلَّا لِنَبِيٍّ [1]

''ہر درخت اور پتھر ان کے سامنے سجدہ ریز تھا یہ سجدہ صرف نبی کے لیے ہی کرتے ہیں اس لیے میں نے پیش گوئی کی ہے کہ یہ نبی ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ کا حسن و جمال

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ بہت زیادہ لمبے تھے، نہ بہت زیادہ چھوٹے قد کے تھے، آپ کا رنگ بہت زیادہ سفید تھا نہ ہی بہت زیادہ گندمی، آپ کے بال نہ بہت زیادہ گنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے اکڑے ہوئے، آپ کے سر اور داڑھی میں بیس سے زیادہ بال سفید نہ تھے اور میں نے آپ کے جسم مبارک سے اچھی خوشبو نہ عنبر میں محسوس کی نہ کستوری میں نہ کسی دوسری جیز میں۔ [2]

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کشادہ چہرے والے تھے اور آپ کی آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے، آپ کی ایڑھیوں پر گوشت کم تھا اور آپ کی پشت پر کبوتری کے انڈے جیسی مہر تھی۔ [3]

حضرت ابو جحیفہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ باہر نکلے تو میں نے آپ کی سفید چمکدار پنڈلیاں دیکھیں۔ [4]

سیدنا عبداللہ بن مالک اسدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو ہاتھ پیٹ سے الگ رکھتے تھے حتی کہ ہم آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھتے۔ [5]

---

[1] **سندہ قوی:** ترمذی: 3620، حاکم: 672/2 (یہ علم نہیں ابو موسی رضی اللہ عنہ نے کس سے سنا ہے۔ یہ صحابی ہیں یہ بات نقصان دہ نہیں۔ یہ قراد سے روایت ہے جس کا نام عبدالرحمن بن غزوان ہے۔ یہ ثقہ ہے۔ متوفی: 494ھ۔ ان کا شیخ بھی حسن الحدیث اور مسلم کے راویوں سے ہے۔ (تہذیب التہذیب: 384/2، ابو بکر تابعی ہیں ثقہ ہیں: 400/2 لہٰذا یہ سند قوی ہوئی۔

فائدہ: اس واقعہ سے یہ دلیل نہیں لی جا سکتی کہ نیک بندوں کو سجدہ جائز ہے، کیونکہ یہ درختوں نے آپ کی تعظیم کی ہے۔ نبوت کے بعد آپ نے خود کو سجدہ کرنے سے منع کیا تھا اور ویسے بھی مسلمہ اصول ہے کہ معجزات اور کرامات بطورِ اصول اور دلیل پیش نہیں کی جا سکتیں، کیونکہ معجزہ اور کرامت نبی اور ولی کے اختیار میں نہیں ہوتا اس میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خاص قدرت اور شان کار فرما ہوتی ہے۔ آج اگر کوئی آگ میں چھلانگ لگانے کا کہے اور دلیل پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معجزہ پیش کرے تو ہم اس کی دلیل کو نہیں مانیں گے یا دریا میں کودنے کا کہے اور دلیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ پیش کرے تو کوئی بھی اس کی دلیل کو اہمیت نہیں دے گا یا آپ یوں سمجھ لیں کہ اگر کوئی کنواری لڑکی حمل لے آئے اور بطورِ دلیل مائی مریم علیہا السلام کو پیش کرے تو ہم اس کو تسلیم نہیں کریں گے لہٰذا معجزات اور کرامات سے انبیاء و اولیا کا مختارِ کل، عالم الغیب یا مشکل کشا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

[2] **سندہ صحیح:** صحیح البخاری: 3547، المناقب، صحیح مسلم: 2347، الفضائل۔ (جامع الترمذی: 3623

[3] **سندہ صحیح:** جامع الترمذی: 3644 صحیح مسلم: 2344 فضائل،

[4] صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب صفۃ النبی

[5] صحیح البخاری: المناقب 807,390

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بکریاں چرانا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ ''اللہ کے ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: آپ نے بھی چرائی ہیں......؟

فرمایا: ہاں......! كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيْطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ [1]

''میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط کے عوض چرایا کرتا تھا۔'' (قیراط جو کے وزن برابر ایک سکہ تھا)

قومی کارناموں میں شرکت

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں اپنے چچاؤں کے ساتھ حلف الفضول میں حاضر تھا جبکہ میں ابھی لڑکپن میں تھا۔ (جس کا نام مطیبین کا معاہدہ ہے، یعنی اچھے لوگوں کا معاہدہ) [2]

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

مَا شَهِدْتُ مِنْ حِلْفِ قُرَيْشٍ إِلَّا حِلْفَ الْمُطَيَّبِيْنَ [3]

---

[1] بخاری: 2262

[2] **سندہ قوی:** احمد: 1655، ابن حبان: 10/216، ابو یعلی: 2/156، بیہقی فی الکبریٰ: 6/366

تحقیق الحدیث: یہ روایت عبدالرحمن بن اسحاق نے زہری سے بیان کی ہے۔ انہوں نے محمد بن جبیر بن مطعم سے، محمد بن جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل تابعی ہیں، ثقہ ہیں اور علم الانساب کے ماہر ہیں۔ (تقریب التہذیب: 471، ان کا شاگرد بھی معروف امام ہے اور عبدالرحمن بن اسحاق مدنی صدوق ہے یہ مسلم کے راویوں میں سے ہے۔ تقریب: 1/472، اس بنا پر اس کی سند قوی ہے۔

[3] **حسن:** بیہقی، سنن کبریٰ: 6/366۔

تحقیق الحدیث: صرف اس میں لفظ (مَا) ضعیف ہے، دوسری حدیث حسن ہے۔ معلیٰ بن مہدی میں معمولی تنقید ہے اس کی کنیت ابو یعلی ہے یہ بصری تھا موصل میں رہائش پذیر تھا۔ ابو عوانہ اور شریک سے حدیث بیان کرتا ہے اور اس سے ابو معلی اور ایک جماعت نے حدیث بیان کی ہے۔ ابو حاتم نے کہا ہے کبھی منکر روایات لے آتا ہے تاہم یہ سچا اور بہترین عبادت گزار تھا 235ھ میں فوت ہوا۔ [لسان المیزان: 6/65] عقیلی نے کہا: یہ جھوٹ بولتا ہے، ابن حبان نے اسے ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے اور عمر بن سلمہ راوی حسن الحدیث ہے بشرطیکہ یہ کسی کی روایت کی مخالفت نہ کرے۔ یہاں اس نے مخالفت کی ہے۔ اس کا والد ثقہ تابعی ہے: 2/430، بہر صورت (ما) اور الا کے لفظ کے بغیر یہ حدیث حسن ہے۔

Marfat.com

''میں قریش کے کسی معاہدہ میں حاضر نہیں ہوا۔ صرف مطیبین کے معاہدہ میں موجود تھا'' یہ مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ پیارا ہے۔

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا حَلْفَ فِي الْإِسْلَامِ ''اسلام میں کوئی معاہدہ نہیں''

وَكُلُّ حَلْفٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمْ يَزِدْهُ الْإِسْلَامُ إِلَّا شِدَّةً

''اور جو بھی اچھا معاہدہ جاہلیت میں تھا اسلام اس میں اور مضبوطی پیدا کرتا ہے۔'' دار الندوہ میں جو معاہدہ طے پایا تھا اسے توڑنے کے لیے مجھے اگرچہ سرخ اونٹ بھی دیئے جائیں تو یہ توڑنا مجھے اچھا نہیں لگتا۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیشہ تجارت اختیار کرنا

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ شَرِيْكَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

''میں جاہلیت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریکِ تجارت تھا۔''

جب ہم مدینہ منورہ میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے کہا:

أَتَعْرِفُنِيْ ''کیا تم مجھے پہچانتے ہو......؟'' میں نے کہا: جی ہاں......! میں پہچانتا ہوں۔ آپ تو میرے شریکِ تجارت تھے۔ فَنِعْمَ الشَّرِيْكُ ''آپ بہت ہی اچھے شریک تھے، نہ کبھی آپ نے بے

---

[1] **صحیح:** تفسیر طبری: 55/5

تحقیق الحدیث: ایک تو یہ سند ہے جس سے یہ حدیث یہاں بیان ہوئی ہے، اسے انہوں نے دوسری سند سے بھی بیان کیا ہے، کہتے ہیں ہمیں ابوکریب، مصعب بن مقدام سے وہ اسرائیل بن یونس سے وہ، محمد بن عبدالرحمن سے وہ مولیٰ آل طلحہ سے وہ عکرمہ سے وہ اسے ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ یہ بھی قوی ہے طبری والی سند میں سماک بن حرب بن اوس بن خالد ذہلی البکری کوفی ہے جس کی کنیت ابومغیرہ ہے یہ صدوق (سچا تو ہے) یہ عکرمہ سے جب روایت کرتا ہے تو وہ مضطرب ہوتی ہے یہ آخری عمر میں بدل گیا تھا۔ حافظہ متاثر ہوا تھا، اسے تلقین کی جاتی تھی [تقریب: 255] لیکن دوسری سند سے اس کی تائید ہوئی ہے۔ مسلم کے ثقہ راویوں میں سے ایک راوی نے اس کی تائید کی ہے: 184/2۔ ایک راوی جو اسرائیل بن یونس بن ابواسحق ہے سبیعی ہمدانی ہے جس کی کنیت ابویوسف ہے اس پر بلا دلیل ہی تنقید کی گئی ہے یہ ثقہ ہے۔ [تقریب: 104] اور مصعب راوی حسن الحدیث ہے مسلم کے راویوں میں سے ہے: 252/2۔ ابوکریب کا نام محمد بن علاء ہے یہ حافظ اور ثقہ ہے: 197/2 تو یہ دونوں سندوں سے عکرمہ سے صحیح ثابت ہے۔

Marfat.com

جا تکرار اور نہ ہی تو تکار کی۔ ①

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا کہ ان کے باپ ان کے بارے رغبت رکھتے تھے کہ ان کی کہیں شادی کریں، سیدہ رضی اللہ عنہا نے کھانا تیار کیا اور شراب بھی مہیا کی، اپنے والد اور قریش کی ایک جماعت کو دعوت دی انہوں نے کھانا کھایا اور شراب نوشی کی حتی کہ وہ ہوش حواس کھو بیٹھے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے باپ سے کہا:

---

① **سندہ قوی:** الصمت لابن ابی دنیا:107، فی الغیبۃ والنمیمۃ:20، معجم الطبرانی اوسط:1/267، ابوداود:4836، ابن ماجہ:2287 مسند احمد:15500 طبرانی کبیر:67/140، سنن بیہقی:6/78۔

تحقیق الحدیث: راوی احمد بن جمیل المروزی۔ اس کی کنیت ابو یوسف ہے۔ بغداد میں اترا تھا، یہ ابن مبارک سے اور معتمر بن سلیمان اور ابونمیلہ سے بیان کرتا ہے۔ اور اس سے یعقوب بن شیبہ اور عباس دوری اور ابن ابی دنیا اور ابویعلیٰ نے بیان کیا ہے۔

ابراہیم جنید کہتے ہیں: کہ ابن معین نے کہا ہے اس نے، یعنی احمد بن جمیل نے ابن مبارک سے حدیث کو سنا ہے جبکہ ابھی یہ بچہ ہی تھا۔ عبدالخالق بن منصور کہتا ہے کہ ابن معین نے اسے ثقہ کہا ہے۔ یہ کہتے ہیں یعقوب بن شیبہ صدوق ہے، لیکن زیادہ ضبط والا نہ تھا۔ اسے عبداللہ بن احمد نے بھی ثقہ قرار دیا ہے اور ابن حبان نے بھی اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ [لسان المیزان:1/147]

② ...... اس کے شیخ عبداللہ بن مبارک مروزی جو بنو حنظلہ کے مولیٰ ہیں۔ ثقہ، ثبت، فقیہ اور جیّد عالم ہیں اور مجاہد ہیں ان میں خیر کی تمام خصلتیں موجود ہیں۔ [تقریب:320]

③ ...... راوی مسعودی ہے اس کا مشہور نسب یہ ہے: عبدالرحمن بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود الکوفی المسعودی۔ صدوق (سچا ہے) وفات سے پہلے مختلط ہو گئے تھے۔ ان کے متعلق ضابطہ یہ ہے کہ جس نے بھی ان سے بغداد میں حدیث سنی ہے وہ اختلاط کے بعد والی ہے۔ [تقریب:1/344] عبداللہ اپنے والد امام احمد سے بیان کرتے ہیں کہ وکیع نے پرانے وقت سے، یعنی اختلاط سے پہلے مسعودی سے حدیث سنی تھی اور ابونعیم نے بھی ان سے اختلاط سے پہلے حدیث سنی تھی۔ مسعودی کو اختلاط بغداد میں لاحق ہوا تھا جس نے ان سے کوفہ و بصرہ میں سنا ہے ان کا سماع اچھا ہے۔ ابن نمیر نے کہا: مسعودی ثقہ تھے۔ آخر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔ ان سے ابن مہدی اور یزید بن ہارون نے خلط شدہ احادیث سنی ہیں۔ جو شیوخ نے ان سے احادیث بیان کی ہیں وہ درست ہیں۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: اس کے بعد مجھے یہ بات حاصل ہوئی کہ مسعودی یہ عبدالملک بن معن بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود الہذلی ہے۔ کنیت ابوعبیدہ مسعودی ہے۔ یہ ثقہ ہے۔ [تقریب:365] اس سے سند درجۂ صحت تک پہنچ جاتی ہے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ مسعودی نے تنہا روایت نہیں کی۔ منصور بن ابو اسود نے ان کی متابعت و تائید کی ہے۔ اور منصور بن ابو اسود لیثی کوفی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے باپ کا نام حازم تھا یہ منصور صدوق ہے۔ اس پر شیعیت کی تہمت ہے اور ابوعبیدہ نے بھی اس کی متابعت کی ہے۔ [الغیبۃ والنمیمۃ:20، طبرانی اوسط:1/267، الاحاد والمثانی:2/33] ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ مجاہد نے اپنے مولیٰ سائب سے نہیں سنا اور اوپر درج شدہ کتابوں والوں نے اس سند سے بیان کیا ہے: ابراہیم بن مہاجر عن مجاہد عن قائد السائب عن السائب، لیکن اس اعتراض کو غلط قرار دیا گیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابراہیم بن مہاجر بن جابر بجلی کوفی صدوق ہے اور حافظہ میں نرم ہے۔ [تقریب:94] ان تائیدات کی وجہ سے اس کی سند قوی ہے۔

Marfat.com

أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَخْطُبُنِيْ فَزَوِّجْنِيْ إِيَّاهُ فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ

''کہ محمد بن عبداللہ نے پیغامِ نکاح بھیجا ہے، میرا ان سے نکاح کر دو تو انہوں نے آپ ﷺ سے ان کا نکاح کر دیا''

تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے باپ کو خلعت زیب بدن کرایا اور بہترین جوڑا پہنایا ۔عرب اس موقع پر اپنے باپوں کو فخریہ لباس پہنایا کرتے تھے۔ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ سَكَرُهُ ''جب ان کے باپ کا نشہ اترا تو دیکھا کہ اسے خلوق رنگ سے رنگا گیا ہے اور جوڑا زیب تن ہے تو کہا: مَا شَأْنِيْ ؟ ''میں یہ کیوں پہنایا گیا ہوں......؟''

سیدہ رضی اللہ عنہا نے کہا: زَوَّجْتَنِيْ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِاللهِ ''آپ نے محمد بن عبداللہ کے ساتھ میرا نکاح کر دیا ہے۔'' وہ بضد گئے، کہا: أَنَا أُزَوِّجُ يَتِيْمَ أَبِي طَالِبٍ؟ ''یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں ابوطالب کے یتیم بھتیجے سے تجھے بیاہ دوں......؟ مجھے میری عمر کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا۔

سیدہ رضی اللہ عنہا نے کہا: أَمَا تَسْتَحْيِ تُرِيْدُ أَنْ تُسَفِّهَ نَفْسَكَ عِنْدَ قُرَيْشٍ ؟

''(ابا جان) کچھ خیال کریں آپ کو اس بات کا کوئی احساس نہیں کہ خود کو قریش کے ہاں کم عقل قرار دینا چاہتے ہیں؟''

جب آپ لوگوں سے کہیں گے کہ جب میں نے خدیجہ کا نکاح کیا تھا میں اس وقت نشے میں تھا تو آپ کی عزت خاک میں مل جائے گی، اس طرح باپ کو سمجھایا کہ وہ اس نکاح پر رضا مند ہو گئے۔ [1]

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

ابوسلمہ اور یحییٰ رحمہما اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی اہلیہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ ﷺ سے کہا: يَارَسُوْلَ اللهِ أَلَا تُزَوِّجُ ؟

---

[1] **سندہ جید علی شرط مسلم** : طبرانی کبیر:12/186، سنن بیہقی:7/129، مسند احمد:2849

تحقیق الحدیث: یہ سند ہے حماد عن عمار بن ابوعمار، عمار بن ابوعمار، یہ مولیٰ بنو ہاشم ہے۔کنیت ابوعمر یا یہ ابوعبداللہ ہے، صدوق ہے کبھی خطا کرتا ہے یہ مسلم کا روی ہے۔[تقریب:408] اس کا شاگرد حماد بھی مسلم کے راویوں میں سے ہے:1/197 تو یہ سند شرط مسلم پر ہے۔[مسلم:2353] [مسند احمد کے محققین نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔] لیکن یاد رہے! ہمارے فاضل مولف کی تحقیق معتدل اور درست ہے۔

☆... بظاہر سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا طریقہ نکاح قابل اعتراض نظر آتا ہے، وجہ یہ ہے کہ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس باپ کی رضامندی کا اور کوئی طریقہ نہ تھا، باپ کافر تھا، چاہتا تھا کہ عرب کے کسی رئیس زادے سے میری بیٹی کا نکاح ہو، جس سے بہت زیادہ مال ومتاع ملنے کی امید ہو۔ دوسرا یہ ہے کہ اس وقت شراب حرام نہ تھی۔ اب تو شریعت نے ہر نشہ آور چیز حرام کر دی ہے اور پھر اب نکاح میں ولی کی شرط ہے جو کہ مسلمان باپ ہے۔ ادھر ایک طرف نبی ﷺ کی رضا تھی، دوسری طرف باپ تھا۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی رضا ہی کافی تھی۔ سیّدہ کی دانائی تھی انھوں نے دونوں رضائیں حاصل کر لیں۔

Marfat.com

''اے اللہ کے رسول......! آپ شادی کیوں نہیں کرتے......؟

فرمایا: کس سے کروں......؟ کہتی ہیں: إِنْ شِئْتَ بِكْرًا وَإِنْ شِئْتَ ثَيِّبًا ''اگر آپ چاہیں دوشیزہ سے کرلیں اور اگر چاہیں تو شوہر دیدہ بھی موجود ہے۔''

فرمایا: فَمَنِ الْبِكْرُ؟ ''دوشیزہ کون ہے......؟ کہا: پوری مخلوق میں سے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب شخص صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، ان کی لختِ جگر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

فرمایا: وَمَنِ الثَّيِّبُ ؟ ''شوہر دیدہ کون ہے......؟'' کہا: سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا ہیں، یہ آپ کے ساتھ ایمان لائی ہیں اور جو آپ حکم دیتے ہیں اس کی اطاعت کرنے والی ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: فَاذْهَبِيْ فَاذْكُرِيْهِمَا عَلَيَّ ''جاؤ! اور ان سے میری طرف سے پوچھو۔

خولہ، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر جاتی ہیں اور کہتی ہیں: اے ام رومان! اللہ نے تمہارے گھر میں خیر و برکت کی برکھا برسادی ہے۔ انہوں نے کہا: کیا ہوا......؟

یہ کہنے لگیں: أَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَخْطُبُ عَلَيْهِ عَائِشَةَ

''مجھے رسول اکرم ﷺ نے عائشہ سے نکاح کرنے کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔''

انہوں نے کہا: إِنْتَظِرِيْ أَبَابَكْرٍ حَتَّى يَأْتِيَ '' ابوبکر کے آنے کا انتظار کیجیے!

کچھ دیر بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے، خولہ نے کہا: تمہارے لیے اللہ نے خیر و برکت کا خود ہی انتظام کردیا ہے۔ کہا: کیا ہوا......؟ کہنے لگیں: مجھے رسول اکرم ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔ انہوں نے جواب میں کہا:

وَهَلْ تَصْلُحُ لَهُ إِنَّمَا هِيَ ابْنَةُ أَخِيْهِ .؟

''آپ ﷺ سے پوچھ لو......! کیا ان کا رشتہ آپ سے درست ہے یہ آپ کی بھتیجی ہیں......؟

آپ ﷺ نے خولہ سے کہا: ابوبکر سے کہو:

أَنَا أَخُوْكَ وَأَنْتَ أَخِيْ فِي الْإِسْلَامِ وَابْنَتُكَ تَصْلُحُ لِيْ

''میں آپ کا بھائی ہوں اور آپ بھی میرے اسلامی بھائی ہیں، تاہم یہ رشتہ میرے لیے جائز ہے۔''

خولہ واپس آئیں اور نبی ﷺ کا یہ پیغام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تک پہنچایا کہ آپ کہتے ہیں یہ رشتہ جائز ہے

Marfat.com

یہ سن کر جناب صدیق رضی اللہ عنہ نے خولہ سے کہا: میرا انتظار کرو اور خود باہر چلے گئے۔ ام رومان نے بتایا کہ مطعم بن عدی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ کا ذکر اپنے بیٹے کے لیے کیا تھا اور حضرت ابوبکر نے جب بھی وعدہ کیا وہ کبھی اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے تھے۔ اس کی پاسداری کے لیے جناب ابوبکر مطعم بن عدی کے پاس گئے تھے جب آپ گئے تو مطعم کی بیوی ام فتی بھی اس کے پاس بیٹھی تھی۔ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے معذرت کی تو وہ کہنے لگی: ابوقحافہ! جس کے دین پر چل رہے ہو، اب بیٹی کے رشتہ کے لیے اسے ہمارے درمیان ڈال رہے ہو......؟ اب اس نے پیغام نکاح بھیجا ہے تو ہم سے معذرت کرنے آ گئے ہو......؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مطعم بن عدی سے کہا: بہرصورت یہ تمہاری بیوی جو مرضی کہتی جائے۔ جو میں کہتا ہوں یہ ہے کہ رشتہ کی معذرت ہے۔ اس کے بعد ابوبکر مطعم بن عدی کے پاس سے نکلے۔

وَقَدْ أَذْهَبَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ مَا كَانَ فِيْ نَفْسِهِ مِنْ عِدَتِهِ الَّتِيْ وَعَدَهُ تو اب اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں جو ابن عدی والے رشتہ کے وعدہ کا بوجھ تھا وہ اتار دیا۔ واپس گھر تشریف لائے تو خولہ سے کہا:

أُدْعِيْ لِيْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ "رسول اکرم ﷺ کو بلا کر میرے پاس لاؤ" انہوں نے بلایا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ سے نکاح کر دیا۔ اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ برس تھی۔

اس کے بعد خولہ، سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور یہ بشارت سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے سراپا خیر و برکت مہیا کر دیا ہے انہوں نے کہا: کیا ہوا......؟

کہا: آپ ﷺ نے میرے ذریعے آپ کو پیغامِ نکاح بھیجا ہے۔ انہوں نے خولہ سے کہا: میں چاہتی ہوں کہ اس کا ذکر میرے والد سے بھی کرو۔ وہ بہت بوڑھے تھے اتنے عمر رسیدہ تھے کہ حج پر نہ جا سکے تھے۔

یہ خولہ ان کے پاس گئیں اور جاہلیت والا جو اندازِ سلام تھا وہ اختیار کرتے ہوئے سلام کہا: تو انہوں نے کہا: مَنْ هٰذِهِ ؟ "یہ کون ہے......؟" کہا: میں خولہ بنت حکیم ہوں۔ کہا: فَمَا شَأْنُكِ ؟ "کیسے آئی ہو......؟"

کہا: مجھے محمد بن عبداللہ (ﷺ) نے سودہ سے نکاح کرنے کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ چمک اٹھے کہا: كُفْؤٌ كَرِيْمٌ یہ تو عزت والا جوڑ ہے۔ تاہم خولہ تمہاری سہیلی سودہ کیا کہتی ہے......؟

کہا: وہ تو پسند کرتی ہے۔

کہا: أُدْعُهَا لِيْ "اسے میرے پاس لاؤ" خولہ کہتی ہیں: میں سودہ کو بلا لائی۔ تو سودہ کے باپ نے کہا:

أَيْ بُنَيَّةُ إِنَّ هٰذِهِ تَزْعُمُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ قَدْ أَرْسَلَ

Marfat.com

يَخْطُبُكِ وَهُوَ كُفْؤٌ كَرِيْمٌ

''بیٹی......! یہ خولہ کہہ رہی ہے تجھے محمد بن عبداللہ نے پیغامِ نکاح بھیجا ہے میرے خیال میں یہ بہت ہی خوب ہمسری کا رشتہ ہے'' اگر تم چاہتی ہو تو میں ان سے تمہارا نکاح کر دوں......؟ سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جی ابا جان کر دیں......!

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے والد نے سیدہ خولہ سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا لاؤ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آتے ہیں تو سودہ کے والد نے ان کا نکاح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر دیا۔

اب حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا بھائی عبد بن زمعہ حج سے واپس آیا تو نکاح کا سن کر سر پر خاک ڈالنے لگا مگر بعد میں جب یہ زیورِ اسلام سے آراستہ ہوا تو قسم اٹھا کر کہنے لگا: سودہ بنت زمعہ کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کا سن کر جو میں سر پر خاک ڈالنے لگا تھا یہ زندگی میں میری سب سے بڑی حماقت تھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تفصیل بیان کرتی ہیں۔ جب ہم نے مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت کی تو مدینہ میں ہم بنو حارث بن خزرج قبیلہ میں مقام سنخ میں رہنے لگے، تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔

فَدَخَلَ بَيْتَنَا وَاجْتَمَعَ اِلَيْهِ رِجَالٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَنِسَاءٌ

ہمارے گھر میں جلوہ افروز ہوئے تو انصار کے مرد و خواتین بھی اکٹھے ہو کر ہمارے گھر آ گئے۔ میں کھجور کے دو درختوں کے درمیان لگے ہوئے جھولے پر جھولا جھول رہی تھی، میری امی آتی ہیں اور مجھے جھولے سے اتارتی ہیں میں نے کندھے تک بال رکھے ہوئے تھے۔ امی جان نے مجھے کنگھی کی اور مانگ نکالی اور میرا چہرہ پانی سے دھویا اور مجھے چلا کر لاتی ہیں حتیٰ کہ مجھے دروازہ کے قریب کھڑا کر دیا۔ میری سانس چڑھی ہوئی تھی۔ حَتّٰى سَكَنَ مِنْ نَّفْسِىْ ''یہاں تک کہ میری سانس پرسکون ہوئی'' تو مجھے اندر کمرہ میں داخل کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چارپائی پر حسن آراء ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد انصار کے مرد و خواتین بیٹھے ہیں مجھے والدہ محترمہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں بٹھا دیا اور کہا:

هٰؤُلَآءِ أَهْلُكِ فَبَارَكَ اللّٰهُ لَكِ فِيْهِمْ وَبَارَكَ لَهُمْ فِيْكِ

''یہ تیرے خاوند ہیں، اللہ تجھے ان کے لیے مبارک بنا دے اور انہیں تیرے لیے مبارک کر دے۔''

مرد و خواتین سب مبارکباد کے لیے ٹوٹ پڑے اور اس کے بعد وہ باہر چلے گئے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے گھر ہی میں پہلی رات بسر کی۔ ہمارے ولیمہ پر نہ تو اونٹ ذبح ہوئے، نہ ہی گائے، نہ ہی بکری۔

Marfat.com

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے ایک پیالہ بھیجا وہ بھی ان کی عادت تھی وہ کچھ کھانے کے لیے بھیجتے تھے۔ جب بھی آپ اپنی کسی بیوی کے ہاں چکر لگاتے وہ پیالہ بھیج دیا کرتے تھے۔ بس وہی ہمارا ولیمہ تھا جب میری رخصتی ہوئی تو میں اس وقت (9) برس کی تھی۔ [1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عائشہ! میں نے خواب میں تمہیں دیکھا کہ فرشتہ ایک ریشم کے کپڑے کے ٹکڑے میں لپیٹ کر لایا ہے اور کہا:

هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكَ الثَّوْبَ فَإِذَا هِيَ أَنْتِ

''یہ آپ کی بیوی ہے، جب میں نے تیرے چہرے سے گھونگھٹ اٹھایا تو وہ تم ہی تھیں۔''

میں نے اسی وقت کہہ دیا تھا اگر یہ خواب اللہ کے ہاں سے ہے تو یقیناً ایسا ہی ہوگا کہ یہ میری بیوی ہوں گی۔ [2]

تعمیر کعبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کردار

سیدنا ابوطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جاہلیت میں کعبہ کی عمارت کچی مٹی کے پتھروں سے تعمیر کی گئی تھی یہ صرف اتنی بلند تھی کہ اس کی دیواریں آدمی کی گردن کے مساوی تھیں اور اس پر چھت بھی نہ تھی۔ اس کے اوپر چادر ڈال دی جاتی اور اسے نیچے لٹکا دیا جاتا اور حجر اسود اس کی دیوار پر نمایاں طور پر رکھا گیا تھا جس طرح اب کعبہ مربع صورت میں ہے اسی کی مانند اس وقت دو ارکان پر تھا۔

سرزمین روم سے ایک کشتی آئی۔ جب وہ جدّہ کے قریب آئی تو وہ ٹوٹ گئی۔ قریش جدہ پہنچے تاکہ اس کی

---

[1] **حسن:** حاکم: 181/2، بیہقی: 129/7، طبرانی کبیر: 23/23، الآحاد والمثانی: 389/5

تحقیق الحدیث: سند کی وضاحت محمد بن عمرو حدثنا یحییٰ، عن عائشہ۔ یہ سند حسن ہے۔ بظاہر یہ مرسل تابعی تک ہے لیکن یہ متصل بھی آتی ہے۔ یہ درج ذیل ثقہ راویوں سے مروی ہے۔ یحییٰ بن سعید، عبداللہ بن ادریس، یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی ہے۔ عائشہ کے علاوہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔ حدیث کا سیاق ہی اتصال سند پر دلالت کرتا ہے۔ اس حدیث کے درجۂ صحت پر ہونے کے باوجود اسے حسن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں محمد بن عمرو بن علقمہ حسن الحدیث ہے اس کی وجہ سے یہ حدیث حسن ہے۔

[2] بخاری: 5125، مسلم: 2438

Marfat.com

لکڑی خریدیں۔ جب وہاں گئے تو انہیں وہاں ایک رومی ملا جو کشتی کے قریب تھا۔ انہوں نے لکڑی خرید کر اس رومی کو دی۔ کیونکہ وہ رومی بڑھئی کا کام کرتا تھا۔ اصل میں وہ کشتی حبشہ جانا چاہتی تھی وہ وہاں حادثہ کا شکار ہو کر شکست و ریخت سے دو چار ہو گئی۔ قریش وہ لکڑی اور رومی کو جو کہ نجاری کا کام کرتا تھا مکہ لے آئے۔ قریش نے کہا:

نَبْنِيْ بِهٰذَا الْخَشَبِ بَيْتَ رَبِّنَا

''ہم اس لکڑی سے اپنے رب کا گھر تعمیر کریں گے۔''

اب انہوں نے بیت اللہ کو گرانے کا ارادہ کیا تو

إِذَا هُمْ بِحَيَّةٍ عَلَى سُوْرِ الْبَيْتِ مِثْلُ قِطْعَةِ الْجَائِزِ

''انہوں نے دیکھا کہ بیت اللہ کی دیوار پر ایک سانپ ہے جو لکڑی کی مانند ہے جس کی کمر سیاہ تھی اور پیٹ کی جگہ سفید تھی۔''

جب بھی کوئی بیت اللہ کے قریب آتا تاکہ اسے گرائے اور پتھر پکڑے تو وہ منہ کھولے اس پر حملہ آور ہو جاتا۔ قریش جمع ہوئے اور حرم کے قریب اللہ کے سامنے گڑگڑائے، عرض پرداز ہوئے۔

رَبَّنَا لَمْ نُرَعْ أَرَدْنَا تَشْرِيْفَ بَيْتِكَ وَتَرْتِيْبَهُ

''اے ہمارے رب! ہم کیوں خوفزدہ کیے جاتے ہیں، ہم تو تیرے گھر کو عزت دینے اور ترتیب دینے کے لیے اسے گرانے لگے ہیں'' اگر تو راضی ہے تو درست ہے اگر نہیں تو تو جو چاہے کرے۔

فَسَمِعُوْا خُوَارًا فِي السَّمَاءِ قریش نے آسمان سے ایک گائے کی آواز کی مانند آواز سنی۔ تو ایک گدھ سے بڑا پرندہ آیا، جس کی کمر سیاہ تھی اور پیٹ اور ٹانگیں بھی سفید تھیں۔ اس نے سانپ کی گدی پر اپنے پنجے گاڑ دیئے اور اسے اٹھا کر لے گیا اور اس سانپ کی دم جو بہت لمبی تھی اسے گھسیٹتا جاتا تھا اور وہ پرندہ اس سانپ کو اجیاد کی جانب لے گیا۔

اب قریش نے بیت اللہ کو گرا دیا اور وادی سے پتھر لے کر اس کی تعمیر شروع کر دی، قریش کندھوں پر خود پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے ہیں۔ انہوں نے کعبہ کی دیواریں (20) ہاتھ اونچائی تک پہنچا دیں۔

اسی دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اجیاد محلہ کی طرف سے پتھر اٹھا کر لا رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر ایک چادر تھی وہ تنگ کر رہی تھی، یعنی تہبند رکاوٹ بن رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کندھے پر رکھ لیا جس سے ستر کھل گیا کیونکہ دوسری چادر چھوٹی ہونے کی وجہ سے ستر نہ ڈھانپ سکی۔

Marfat.com

فَنُوْدِیَ یَا مُحَمَّدُ خَمِّرْ عَوْرَتَكَ ''آواز آئی: اے محمد! اپنی شرمگاہ ڈھانپ لو۔''

کعبہ کی تعمیر اور آپ ﷺ پر وحی نازل ہونے کے درمیان پانچ سال کا وقفہ تھا، یعنی نبوت ملنے سے پانچ برس پہلے کعبہ تعمیر ہوا تھا اور ہجرت کے وقت مکہ سے روانہ ہونے اور تعمیر کعبہ کے درمیان تقریباً پندرہ برس کا وقفہ بنتا ہے۔ [1]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ قریش کے ہمراہ پتھر ڈھو رہے تھے تاکہ کعبہ تعمیر ہو۔ آپ ﷺ پر تہبند تھا، آپ ﷺ سے آپ ﷺ کے چچا عباس نے کہا:

یَابْنَ أَخِيْ لَوْحَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَ عَلَى مَنْكِبَيْكَ دُوْنَ الْحِجَارَةِ

''بھتیجے! تہبند کھول کر کندھے پر رکھ لو تاکہ کندھے محفوظ رہیں، پتھر اثر نہ کریں۔''

آپ ﷺ نے کھول کر اسے کندھے پر ڈال لیا، ابھی ڈالا ہی تھا تو آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی اس کے بعد آپ ﷺ کو کبھی عریاں نہ دیکھا گیا۔ [2]

سیدنا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب قریش نے بیت اللہ کی تعمیر شروع کی تو ہم بیت اللہ میں پتھر ڈھو ڈھو کر لاتے تھے۔ دوسرے آدمی ایک ایک پتھر لاتے تھے یہ دو دو پتھر لاتے تھے اور خواتین گچ لاتی تھیں۔ میں اور میرا بھتیجا (ﷺ) بھی پتھر لا رہے تھے۔ ہم اپنے کپڑے پتھروں کے نیچے رکھتے تھے، جب ہم لوگوں میں آتے تو تہبند باندھ لیتے۔ میں چل رہا تھا

وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُدَّامِيْ لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ

''اور محمد میرے آگے تھے، ان کے اوپر کچھ نہ تھا، یعنی انہوں نے ازار کھولا ہوا تھا''

فَتَاَخَّرَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْبَطَحَ عَلَى وَجْهِهِ

''محمد ﷺ پیچھے ہٹ گئے اور منہ کے بل گر گئے۔'' میں نے پتھر پھینک دیے اور دوڑتا ہوا آپ کی

---

[1] **سنده صحيح:** عبدالرزاق: 102/5، اسحٰق بن راہویہ کی سند سے روایت کیا ہے: 993/3۔

تحقيق الحديث: اس سند میں ایک چھوٹا سا اشکال پیدا ہوتا ہے کہ ابوطفیل بچے صحابی ہیں جو یہ واقعہ بتاتے ہیں، اس کا حل یہ ہے کہ یہ کوئی اعتراض والی بات نہیں۔ صحابی عادل ہیں۔ اور عبداللہ بن خثیم ثقہ اور حجت ہے۔ [التہذیب: 5/314] اور اس کا شاگرد چوٹی کا محدث اور ثقہ ہے۔ [2/266]

[2] بخاری: 364، مسلم: 340

Marfat.com

طرف گیا۔ وَهُوَ يَنْظُرُ إِلَى شَيْءٍ فَوْقَهُ اور آپ اوپر کی طرف کسی چیز کی طرف دیکھ رہے تھے۔

میں نے کہا: مَاشَأْنُكَ ''بیٹا کیا معاملہ ہے......؟

اٹھے اور اپنا تہبند لیا اور باندھا۔ اور کہا: نُهِيتُ أَنْ أَمْشِيَ عُرْيَانًا ''مجھے برہنہ چلنے سے منع کیا گیا ہے''

میں نے کہا: یہ بات لوگوں کو نہ بتانا یہ میں نے اس اندیشہ سے کہا تھا کہ لوگ کہیں آپ کو اس وجہ سے دیوانہ نہ کہہ دیں۔ ①

خالد بن عرعرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں ایک حویلی نما چبوترے میں گیا میں نے تقریباً 30 یا 40 آدمی وہاں بیٹھے ہوئے دیکھے، میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ میرے سوا وہ سب کو جانتے تھے بعد میں میرا تعارف بھی ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: کوئی ہے جو خود بھی اور یہاں بیٹھنے والوں کو بھی نفع دے اور مستفید ہو۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیت اللہ تعمیر کرنے کا واقعہ سنایا، فرمایا: بیت اللہ پر عرصہ بیت گیا تھا پھر یہ منہدم ہو گیا تو اسے بنو عمالقہ نے گرا کر تعمیر کیا، پھر عرصہ گزر گیا یہ گر گیا تو اسے جرہم نے تعمیر کیا پھر یہ گر گیا۔

فَبَنَتْهُ قُرَيْشٌ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ شَابٌ

''تو اسے قریش نے تعمیر کیا۔ جب انہوں نے تعمیر کیا اس وقت رسول اکرم ﷺ جوان رعنا تھے۔''

---

① **حسن:** بزار:124/4،۔الآحاد والمثانی:271/1۔

تحقیق الحدیث: عثمان بن سعید بن عمرو۔ یہ ثقہ اور صالح تھے، ان شاء اللہ، عبدالرحمن بن عبداللہ رازی اور عمرو بن ابی قیس نے بھی یہ بیان کی ہے۔ اس سند میں ضعف ہے۔ جبکہ بزار نے کہا ہے یہ حدیث اس سند کے ساتھ عباس سے صرف عمرو بن ابوقیس بیان کرتا ہے۔ یہ مستقیم الحدیث ہے اہل علم کی ایک جماعت نے اس سے بیان کیا ہے۔ اور یہی روایت سماک اور عکرمہ، ابن عباس کی سند سے بھی ہے۔ اسے عمرو بن ابوقیس اور قیس بن ربیع نے بیان کیا ہے۔ قیس والی سند یہ ہے احمد بن عبدہ، حسین بن حسن، قیس، سماک، عکرمہ، ابن عباس۔

عمرو بن ابوقیس رازی ازرق کے بارے میں بزار کی یہ بات درست ہے کہ یہ حسن الحدیث ہے بشرطیکہ اس کی مخالفت نہ ہو۔ [تقریب:426] یہ کوفی ہے رے میں اترا تھا، صدوق ہے کچھ اوہام کا شکار ہو جاتا ہے یہاں اس کی مخالفت نہیں ہوئی بلکہ اس کی متابعت ہوئی ہے۔ باقی رہے قیس بن ربیع اسدی، ان کی کنیت ابومحمد ہے۔ کوفی ہیں صدوق تھے بڑی عمر میں حافظہ متغیر ہو گیا تھا ان کے بیٹے نے بعض وہ باتیں داخل کر دی ہیں جو انہوں نے بیان نہ کی تھیں۔ [تقریب:457] تو اس میں علت نہیں علت اس کے شیخ میں ہے۔ سماک کا تعارف یہ ہے کہ سماک بن حرب بن اوس بن خالد ذھلی۔ ابومغیرہ کوفی، صدوق ہے عکرمہ سے یہ مضطرب بیان کرتا ہے اسی وجہ سے یہاں عکرمہ سے اس کی روایت معلول ہے، لیکن اس حدیث کی سند میں شدید ضعف نہیں۔ بخاری و مسلم کی پہلی دو روایات کی وجہ سے یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔

Marfat.com

یہ تعمیر ہو گیا تو حجرِ اسود رکھنے کی باری آئی تو اس میں جھگڑا پیدا ہو گیا، اب انہوں نے یہ کہا کہ جو سب سے پہلے آئے وہ ہمارا قاضی ہوگا۔

فَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَوَّلَ مَنْ خَرَجَ عَلَيْهِمْ

''چنانچہ سب سے پہلے جو نمودار ہوئے وہ محمد ﷺ تھے۔''

تو آپ ﷺ نے ان کے درمیان یہ فیصلہ کیا

أَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ مِرْطٍ ثُمَّ تَرْفَعُهُ جَمِيْعُ الْقَبَائِلِ كُلُّهُمْ

''کہ حجرِ اسود ایک چادر میں رکھیں اور اسے سارے قبائل اٹھائیں یوں یہ تنازعہ طے پا گیا۔''

بیہقی نے اسے ایک دوسری سند سے بھی روایت کیا ہے۔ [1]

مجاہد نے اپنے مولیٰ سے بیان کیا ہے وہ بتاتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے جاہلیت میں کعبہ کی تعمیر میں حصہ لیا۔ یہ کہتے ہیں:

وَلِيَ حَجَرٌ أَنَا نَحَتُّهُ بِيَدِيْ أَعْبُدُهُ مِنْ دُوْنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

''میں نے اپنے ہاتھ سے پتھر کا بت تراش رکھا تھا میں اللہ کے علاوہ اس کی عبادت کیا کرتا تھا۔''

میں اس کے لیے نذر کے طور پر تازہ گاڑھا دودھ لے کر آتا تھا میں خود پر اسے ترجیح دیتا تھا۔ اس کی نیاز دیتا تھا خود نہ پیتا تھا، وہ دودھ اس بت پر ڈال دیتا، کتا آتا، اسے چاٹ لیتا اور پھر پاؤں اٹھا کر اس پر پیشاب کر جاتا یہ تو میری جاہلیت کی داستان ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے کعبہ کی تعمیر کی حتی کہ حجرِ اسود کے ٹھکانے تک پہنچ گئے اور حجرِ اسود پتھروں کے درمیان ایک پتھر تھا جو آدمی کے سر کی مانند نظر آتا تھا یہ اتنا صاف تھا کہ اس سے آدمی کا چہرہ دکھائی دیتا تھا۔ قریش کا ایک قبیلہ کہنے لگا: نَحْنُ نَضَعُهُ ''یہ ہم رکھیں گے'' دوسرے کہنے لگے: ہم رکھیں گے۔ انہوں نے کہا: لڑنے کی ضرورت نہیں اِجْعَلُوْا بَيْنَكُمْ حَكَمًا ''اپنے درمیان کسی کو حاکم مقرر کر لو۔ کہنے لگے: أَوَّلُ رَجُلٍ يَّطْلُعُ

---

[1] **سندہ قوی:** بیہقی شعب الایمان: 436/3، حاکم: 629/1،

تحقیق الحدیث: خالد بن عرعرہ ثقہ تابعی ہے۔ عجلی نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ [معرفۃ الثقات: 1/330]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ثقہ تابعی ہیں اور کوفی ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سماک سے حدیث بیان کرتے ہیں، صدوق ہیں۔ عکرمہ سے ان کی روایت میں اضطراب ہے لیکن یہ روایت ان میں سے نہیں جو وہ عکرمہ سے بیان کرتے ہیں۔ [1/332]

اور سلام بن سلیم ثقہ اور پختہ ہیں حماد بھی ثقہ اور امام ہیں۔ [1/342]

Marfat.com

مِنَ الْفَجِّ ” گلی سے جو آدمی سب سے پہلے نمودار ہو گا وہ ہمارا حاکم ہو گا۔ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے جو سب سے پہلے تھے سب بیک آواز پکار اٹھے أَتَاكُمُ الْأَمِينُ ہماری خوبیٔ قسمت! کہ امین شخص ہماری لڑائی کا فیصلہ کرے گا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے حجرِ اسود ایک کپڑے میں رکھا۔

ثُمَّ دَعَا بُطُوْنَهُمْ فَأَخَذُوْا بِنَوَاحِيْهِ مَعَهُ فَوَضَعَهُ هُوَ ﷺ

”پھر ہر قبیلے کی شاخ کو آپ ﷺ نے بلایا اور کہا: اس کپڑے کے ہر کونے سے پکڑو اور آپ ﷺ نے ساتھ ہی پکڑا تھا جب بلندی تک کپڑا پہنچا تو آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے حجرِ اسود کو موجودہ مقام پر رکھ دیا۔“ (1)

قومی اعتقادات سے علیحدگی

سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک بات تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور میں ان کے پیچھے سوار تھا۔ [ایک بت کے پاس سے گزرے، ہم نے ایک بکری ذبح کی جو بت کے نام کی تھی] (2) اور اسے تنور میں رکھا حتی کہ وہ پختہ ہو گئی تو اسے ہم نے باہر نکالا اور دستر خوان پہ رکھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ سخت گرمی کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ سواری پر چلتے ہوئے آئے، مجھے پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔ جب ہم وادی کے بالائی علاقہ میں تھے اس میں آپ کی ملاقات زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو آپس میں دونوں نے جاہلیت کے انداز پر سلام کہا۔

رسول اکرم ﷺ نے ان سے کہا: مَالِيْ أَرَى قَوْمَكَ قَدْ شَنِفُوْكَ ”کیا بات ہے کہ میں نے محسوس کیا ہے آپ کی قوم آپ سے اظہارِ نفرت کرتی ہے؟ انہوں نے کہا: واللہ! اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ان سے ہیجان انگیز بات کی ہے لیکن میری رائے میں یہ گمراہ ہیں میں درست ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ

فَخَرَجْتُ أَبْتَغِيْ هَذَا الدِّيْنَ

”میں اس دین کی جستجو میں نکلا“ حتی کہ میں یثرب کے یہودی علماء کے پاس آیا۔ میں نے انہیں اس حال میں پایا کہ وہ عبادت تو اللہ کی کرتے تھے لیکن ساتھ شرک بھی کرتے تھے۔ میں نے کہا: یہ وہ دین

---

(1) **سندہ قوی:** مسند احمد: 15504

تحقیق الحدیث: ھلال بن خباب صغیر تابعی ہیں یہ ثقہ ہیں۔ [2/323] اور ابوزید ثابت بن یزید احول ثقہ، ثبت ہیں یہ شیخین کے راوی ہیں۔ [1/118] احمد کے شیخ عبدالصمد بن عبدالوارث بھی صدوق ہیں۔ شیخین کے راویوں میں سے ہے۔ 1/507، لہٰذا یہ سند قوی ہے۔

(2) یاد رہے! اس بکری کو بت کے نام پر رسول اللہ ﷺ نے ذبح کیا نہ ہی ذبح کرنے والوں میں شامل تھے، یہ دوسرے لوگوں کا عمل ہے۔ نبوت سے قبل آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بتوں سے براءت اور بیزاری پر احادیث صحیحہ موجود ہیں۔ انبیاء و رسل علیہم السلام اعلانِ نبوت سے قبل بھی اللہ کی مکمل نگرانی میں ہوتے ہیں۔

Marfat.com

نہیں جسے میں تلاش کر رہا ہوں، پھر میں ایلہ کے یہودی علماء کے پاس آیا۔

فَوَجَدتُّهُمْ يَعْبُدُوْنَ اللهَ وَلَا يُشْرِكُوْنَ بِهِ

''تو میں نے انہیں پایا کہ وہ اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتے۔''

میں نے کہا: یہ بھی وہ دین نہیں جس کا میں متلاشی ہوں۔ مجھ سے ایک شام کے یہودی عالم نے کہا:

إنَّكَ تَسْأَلُ عَنْ دِيْنٍ مَا نَعْلَمُ أَحَدًا يَعْبُدُ اللهَ بِهِ إِلَّا شَيْخًا بِالْجَزِيْرَةِ

''تم جس دین کی تلاش میں ہو ہماری معلومات کے مطابق اس کی عبادت جزیرہ میں ایک شیخ کرتا ہے۔''

میں اس کے پاس آیا میں نے اسے بتایا کہ میں دین کے لیے تمہارے پاس آیا ہوں، اس نے کہا: جیسا کہ تم نے دیکھ لیا ہے کہ سب ضلالت میں گرفتار ہیں۔ جس دین کے متعلق تم پوچھتے ہو وہ اللہ کا دین ہے، وہ فرشتوں کا دین ہے۔ تمہاری سرزمین میں ایک نبی ظہور پذیر ہونے والا ہے وہ اس دین کی دعوت دے گا۔

إِرْجِعْ وَصَدِّقْهُ وَاتَّبِعْهُ وَآمِنْ بِمَاجَآءَ بِهِ

''واپس چلے جاؤ، اس کی تصدیق کرنا اور اس کی اتباع کرنا اور جو وہ لے کر آیا ہے اس کے ساتھ ایمان لانا۔''

میں واپس لوٹا ابھی تک تو کوئی بہتری نہیں پائی۔ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے وہ اونٹ بٹھا دیا، پھر ہم اس دسترخوان کی طرف آئے جس پر بھنا گوشت تھا۔ [فرمایا: مَا هٰذِهٖ؟ یہ کیا ہے......؟

فَقُلْنَا: ہم نے کہا: شَاةٌ ذَبَحْنَاهَا لِنُصُبِ كَذَا وَكَذَا ''یہ اس بکری کا گوشت بھنا ہوا ہے جسے ہم نے فلاں بت کے لیے ذبح کیا تھا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: إِنِّيْ لَا آكُلُ مَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اللهِ

''میں وہ چیز نہیں کھاتا جسے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا گیا ہو۔''

زید بن حارثہ کہتے ہیں: پیتل کے دو بت تھے، جنہیں اساف اور نائلہ کہا جاتا تھا جب مشرک طواف کرتے تو انہیں چومتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا، میں بھی ساتھ طواف کر رہا تھا جب میں بت کے قریب سے گزرا تو میں نے اسے ہاتھ لگایا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: لَا تَمُسَّهُ ''اسے ہاتھ نہ لگاؤ'' زید کہتے ہیں: بچہ ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے روکنے کے باوجود میں نے دل میں کہا میں اسے ضرور ہاتھ لگاؤں گا۔ بھلا دیکھتا ہوں یہ کیا کرتا ہے، میں نے اسے چھوا، تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: أَلَمْ تُنْهَ ''میں نے

Marfat.com

تمہیں روکا ہے تم باز کیوں نہیں آتے......؟ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

فَوَالَّذِيْ أَكْرَمَهُ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ مَا اسْتَلَمْتُ صَنَمًا حَتَّى أَكْرَمَهُ اللّٰهُ بِالَّذِيْ أَكْرَمَهُ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ

''اس ذات کی قسم......! جس نے آپ کو عزت دی اور آپ پر کتاب نازل کی ہے میں نے کبھی کسی بت کو ہاتھ تک نہیں لگایا حتی کہ اللہ نے آپ کو شرفِ نبوت سے نوازا اور کتاب ہدایت کو نازل کر دیا۔''

اور ہم یہ بھی بتاتے چلیں حضرت زید بن عمرو بن نفیل نبی ﷺ کی بعثت و نبوت سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے۔ان کے متعلق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ

''یہ زید بن عمر روزِ قیامت تنہا ہی امت بن کر آئیں گے'' [1]

سیدنا حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو اس وقت دیکھا تھا جب آپ ﷺ پر ابھی وحی نازل نہ ہوئی تھی۔

وَإِنَّهُ لَوَاقِفٌ عَلَى بَعِيْرٍ لَّهُ بِعَرَفَاتٍ مَعَ النَّاسِ

''آپ ﷺ اپنے اونٹ پر لوگوں کے ساتھ عرفات میں کھڑے تھے۔''

آپ ﷺ اپنی قوم کے ساتھ تھے اور انہی کے ساتھ عرفات سے واپس آئے تھے۔ یہ سب کچھ اللہ کی توفیق سے ہوا تھا کہ آپ ﷺ کو بعد میں نبوت ملی۔ اللہ آپ ﷺ پر بے شمار سلام بھیجے۔ [2]

سیدنا حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا۔ جاہلیت والے

---

[1] **سندہ جید:** حاکم: 3/238، صرف قوسین کے درمیان الفاظ ضعیف ہیں (نسائی فی فضائل الصحابہ: 1/26، سنن کبریٰ: 5/54]
تحقیق الحدیث: ابو اسامہ، محمد بن عمرو، ابو سلمہ، یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب، اسامہ بن زید عن ابیہ، محمد بن عمرو بن علقمہ حسن الحدیث ہے۔ بشرطیکہ اس کی مخالفت وارد نہ ہوئی ہو۔ قوسین کے درمیان عبارت کے منکر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ صحیح احادیث کے خلاف ہے۔ جو بھی جاہلیت کے مظاہر قبل از نبوت کے بارے میں صحیح احادیث ہیں یہ ان کے خلاف ہے۔ (بخاری عنوان (الغرباء) تاہم یہ سند جیّد ہے۔

[2] **سندہ صحیح:** سیرت نبوی: 2/27۔ احمد 16757، ابن خزیمہ: 4/353، طبرانی: 2/136، بیہقی فی الدلائل: 1/318
تحقیق الحدیث: ابن اسحق، عبد اللہ بن ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاری، عثمان بن ابو سلیمان بن جبیر بن مطعم عن عمہ۔ نافع بن جبیر بن مطعم عن ابیہ۔ عبد اللہ بن ابو بکر مدنی قاضی ثقہ تابعی ہیں [تقریب: 297] ان کا شیخ عثمان بن ابو سلیمان... القرشی النوفلی المکی ثقہ ہے۔ [تقریب: 384] اور نافع بن جبیر... نوفلی۔ ابو محمد یا ابو عبد اللہ المدنی ثقہ تابعی ہیں، فاضل ہیں [تقریب: 558] لہٰذا یہ سند صحیح ہے۔

Marfat.com

جو کرتے تھے میں نے کبھی اس کا ارادہ تک نہیں کیا۔ صرف دو رات ایسا ارادہ کیا تھا اس سے بھی اللہ نے مجھے بچا لیا تھا۔ ہم اپنی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ مکے کے نوجوان رات کو یہی کام کرتے تھے۔ ایک رات میں نے اپنے ساتھی سے کہا:

تُبصِرُلِیْ غَنَمِیْ حَتّٰی أَدْخُلَ مَکَّةَ فَأُسْمِرَ فِیْهَا کَمَا یُسْمِرُ الْفِتْیَانُ

''میری بکریوں کو دیکھنا، میں مکہ میں جاتا ہوں تاکہ میں بھی وہاں رات کو جوانوں کی طرح افسانہ گوئی کروں۔''

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

فَدَخَلْتُ حَتّٰی إِذَا جِئْتُ أَوَّلَ دَارٍ مِّنْ دُوْرِ مَکَّةَ

''میں جب مکہ کی سب سے پہلی آبادی میں داخل ہوا تو میں نے بانسریوں اور دفوں کی آواز سنی۔

میں نے کہا: مَا هٰذَا ......؟ یہ کیا ہے؟

مجھے بتایا گیا فلاں مرد اور عورت کی شادی ہے، تو میں بھی بیٹھ گیا کہ یہ منظر دیکھوں۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی أُذُنِیْ فَوَاللّٰهِ ! مَا أَیْقَظَنِیْ إِلَّا مَسُّ الشَّمْسِ

''تو اللہ عزوجل نے مجھ پر ایسی نیند طاری کی کہ مجھے آفتاب کی کرنوں نے ہی بیدار کیا۔''

میں ساتھی کے پاس گیا تو اس نے کہا: مَا فَعَلْتَ......؟

محمد (ﷺ) تو نے کیا کیا......؟

میں نے کہا: کچھ نہیں کیا۔ پھر اسے میں نے رات سو جانے والا قصہ سنایا۔ [1]

سیدنا حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے کبھی وہ کام کیا ہے جو اہلِ جاہلیت کیا کرتے تھے......؟

آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں......! دو مرتبہ جاہلیت کے کام کا وعدہ کیا مگر اللہ نے بچا لیا۔

أَمَّا أَحَدُهُمَا فَغَلَبَتْنِیْ عَیْنِیْ وَأَمَّا الْآخَرُ فَشَغَلَتْنِیْ عَنْهُ سَامِرُ الْقَوْمِ

---

[1] **حسن بمابعدہ:** سیرت ابن اسحٰق: 2/56، حاکم: 4/273، ابن حبان: 14/169، بیہقی: 1/315، ابونعیم: 146

تحقیق الحدیث: ابن قیس کی وجہ سے اس کی سند میں ضعف ہے۔ اگرچہ یہ بخاری اور مسلم کے راویوں میں سے ہے۔ مگر اس کی معتبر انداز پر توثیق نہیں ہوئی۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے متابعت کی صورت میں مقبول قرار دیا ہے [179] تاہم بعد والی حدیث کی وجہ سے یہ حدیث حسن ہے۔

Marfat.com

''ایک مرتبہ تو مجھ پر نیند چھا گئی اور دوسری مرتبہ مجھے اس سے افسانہ گو نے الجھا لیا۔'' [1]

نبوت کی مبادیات

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ [2]

''میں مکہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو میری بعثت سے پہلے مجھ پر سلام کہا کرتا تھا، میں اسے اب تک پہچانتا ہوں۔''

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

إِنِّي أَرَى ضَوْءًا أَوْ أَسْمَعُ صَوْتًا وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَكُوْنَ بِي جَنَنٌ

''بلاشبہ میں روشنی دیکھتا ہوں یا آواز سنتا ہوں مجھے ڈر ہے کہیں مجھے جنوں کا عارضہ نہ لاحق ہو گیا ہو؟''

سیدہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے عبداللہ کے لختِ جگر ......! اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ کبھی ایسا نہ ہونے دے گا، پھر آپ ﷺ کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس آئیں اور آپ ﷺ نے جو دیکھا تھا سیدہ نے اس کا ورقہ سے ذکر کیا۔ ورقہ نے کہا: اگر یہ برخوردار درست کہہ رہا ہے تو یہ جن وغیرہ کا معاملہ نہیں! یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا۔

---

[1] **سندہ ضعیف وھو حسن بما قبلہ** : طبرانی: 138/2۔ طبرانی اوسط: 319/7، تاریخ بغداد: 10/ 280

تحقیق الحدیث: اسحٰق بن ابراہیم شاذان، سعد بن صلت، یہ سند ضعیف ہے کیونکہ سعد بن صلت کی توثیق نہیں کی گئی۔ اس کا پورا نسب یہ ہے صلت بن صلت بن برد بن اسلم۔ یہ جریر بن عبداللہ بجلی کا مولیٰ ہے۔

اعمش، ثوری، مسعر، مطرف بن طریف، اسماعیل بن ابوخالد، جعفر بن محمد، عمرو بن قیس ملائی، یحییٰ بن سعید انصاری، ہشام بن عروہ، عبیداللہ بن عمر عمری، ابان بن تغلب، معروف بن خربوذ محمد بن عمرو بن علقمہ، ابوطیبہ جرجانی سے روایت کرتا ہے۔

اس سے محمد بن عبداللہ انصاری، یحییٰ جمانی اور اس کا نواسہ اسحٰق بن ابراہیم جو شاذان فارسی کے نام سے معروف ہے جو فارس کا قاضی بھی تھا، یہ سب بیان کرتے ہیں اور زیاد بجلی بھی بیان کرتا ہے۔ زیاد میں جہالت ہے۔ [الجرح والتعدیل: 86/4]

ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسحٰق بن ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن عمر زید نہشلی جو شاذان فارسی کے نام سے معروف ہے جو کہ سعد بن صلت قاضی فارس ہے۔ یہ اپنے نانا سے روایت کرتا ہے۔ ابوداؤد طیالسی اور اسود بن عامر سے روایت کرتا ہے۔ اس نے میرے باپ اور میری طرف حدیث لکھی تھی یہ صدوق ہے تاہم سند تو ضعیف ہے پہلی حدیث کی وجہ سے یہ حدیث بھی حسن ہے۔ [الجرح والتعدیل: 211/2]

[2] مسلم: 2277

Marfat.com

فَإِنْ بُعِثَ وَأَنَا حَيٌّ فَسَأُعَزِّزُهُ وَأَنْصُرُهُ وَأُوْمِنُ بِهِ [1]

''اگر یہ نبی بن کر مبعوث ہوئے اور میں زندہ ہوا تو آپ کا دست و بازو بن کر ساتھ دینے کا اعزاز پاؤں گا اور نصرت و حمایت کروں گا اور ایمان لاؤں گا''

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ

''رسول اللہ ﷺ پر وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا تھا''

آپ ﷺ جو بھی خواب دیکھتے وہ صبح کے تڑکے کی مانند پورا ہو جاتا اور اس کی تعبیر نمایاں ہو جاتی، پھر آپ ﷺ کو خلوت گزینی اچھی لگنے لگی۔ آپ ﷺ غارِ حرا میں خلوت اختیار کرتے اور کئی کئی راتیں وہاں مصروفِ عبادت رہتے۔ گھر تشریف نہ لاتے اور سامان خورونوش ساتھ ہی لے جاتے تھے۔ جب سامان ختم ہو جاتا تو آپ ﷺ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور ضرورت کے مطابق سامان خورونوش لے جاتے اور واپس غار میں چلے جاتے۔ حَتّٰى جَآءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءَ ''حتی کہ غارِ حرا میں آپ ﷺ پر وحی کا آغاز ہوا۔[2]

(غرباء) یعنی دورِ جاہلیت کے موحد

جن میں سے زید بن عمرو بن نفیل نمایاں ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ حضرت زید بن عمرو بن نفیل سے بلدح مقام کے پست علاقے میں ملے۔ بلدح پتھریلی جگہ کو کہتے ہیں۔ یہ ملاقات آپ ﷺ پر وحی نازل ہونے سے پہلے ہوئی تھی۔

---

[1] **سند صحیح**: مسند احمد: 2845، طبرانی کبیر: 12/186، 23/15، طبقات ابن سعد: 6/195

تحقیق الحدیث: جن راویوں نے اسے باسند متصل بیان کیا ہے وہ یہ ہیں۔ یحیٰی بن عباد، عفان، ابو کامل، حسن بن موسیٰ۔ عفان نے اس حدیث کو مرسل اور متصل بیان کیا ہے اور عفان ثقہ اور ثبت ہے۔ کبھی وہم کا شکار ہو جاتا ہے ہو سکتا ہے یہ ارسال و اتصال بھی اس کے وہم کی وجہ سے ہی ہو اور آخری عمر میں اس کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔ [تہذیب: 2/25] ابو کامل کا نام مظفر بن مدرک تھا۔ یہ ثقہ ہے: 2/255۔ اور حسن بن موسیٰ بھی ثقہ ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ [1/171] اور یحیٰی بن عباد صدوق ہے اور بخاری اور مسلم کا راوی ہے: 2/350، ثابت ہوا یہ سند صحیح ہے۔

[2] بخاری: 3، مسلم: 160

Marfat.com

فَقُدِّمَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُفْرَةٌ فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا

''نبی اکرم ﷺ کے روبرو ایک دسترخوان پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے وہ کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔''

اور حضرت زید بن عمرو نے بھی کہا: إِنِّي لَسْتُ آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُونَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ

''میں بھی وہ چیز نہیں کھاتا جو تم اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو۔''

میں تو صرف وہ کھاتا ہوں جس پر اللہ کا نام ذکر کیا جائے۔ زید بن عمرو قریش کے ذبح کردہ جانوروں پر تنقید کیا کرتے تھے یہ کہا کرتے تھے:

أَلشَّاةُ خَلَقَهَا اللهُ وَأَنْزَلَ لَهَا مِنَ السَّمَآءِ الْمَآءَ وَأَنْبَتَ لَهَا مِنَ الْأَرْضِ

''ایک بکری کو اللہ نے پیدا کیا اور اس کے لیے آسمان سے بارانِ رحمت برسائی اور زمین میں انگوریاں پیدا کیں جن سے اس نے پرورش پائی۔''

ثُمَّ تَذْبَحُوْنَهَا عَلَى غَيْرِ اسْمِ اللهِ ''پھر تم اسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہو؟''

یہ اللہ کا انکار ہے اور حضرت زید اسے بہت بڑا گناہ قرار دیتے تھے۔ [1]

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا وہ کعبہ سے ٹیک لگائے کھڑے تھے اور گروہِ قریش کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

واللهِ...! مَا مِنْكُمْ عَلَى دِيْنِ إِبْرَاهِيْمَ غَيْرِي

''واللہ! تم میں سے میرے سوا ایک بھی دین ابراہیم پر کاربند نہیں''

آپ زندہ درگور کی جانے والی بچیوں کو زندہ درگور ہونے سے بچایا کرتے تھے۔ جب کوئی آدمی اپنی بیٹی کو زندہ درگور کرنے لگتا، آپ رضی اللہ عنہ اس سے کہتے: لَا تَقْتُلْهَا أَنَا أَكْفِيْكَهَا مُؤْنَتَهَا

''اسے نہ مارو، میں اس کی کفالت کروں گا، اس سے وہ بچی لے لیتے جب وہ جوان ہوتی تو اس کے باپ سے کہتے:

إِنْ شِئْتَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكَ وَإِنْ شِئْتَ كَفَيْتُكَ مُؤْنَتَهَا [2]

''اگر تو چاہتا ہے تو میں اسے تجھے دے دیتا ہوں اگر تو چاہتا ہے تو میں اس کی پرورش کرتا رہتا ہوں۔

---

[1] بخاری: 3826

[2] بخاری: 3826

Marfat.com

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حضرت زید بن عمرو بن نفیل شام کی طرف نکل گئے۔ دین کی جستجو میں گئے تھے کہ جس کی وہ اتباع کر سکیں، وہاں یہ ایک یہودی عالم سے ملے اس سے ان کے دین کے بارے پوچھا اور کہا: مجھے اپنے دین کی خبر دو شاید میں تمہارے دین کے سامنے سر تسلیم خم کر دوں۔ اس نے بتایا:

لَا تَكُوْنَ عَلَى دِيْنِنَا حَتَّى تَأْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِنْ غَضَبِ اللهِ

''ہمارے دین پر اس وقت تک تم نہیں چل سکتے جب تک تم اللہ کے غضب کا کچھ حصہ حاصل نہ کر لو۔''

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں غضب الٰہی سے تو بچنے کے لیے در بدر سرگرداں ہوں۔ میں تو غضب الٰہی کا ایک ذرّہ تک برداشت نہیں کر سکتا۔ میں یہ دین اختیار نہیں کر سکتا جس میں غضب الٰہی سے دوچار ہونا پڑے۔ مجھے کوئی اور دین بتاؤ......؟ اس نے کہا: یہ دین پھر دین حنیف ہی ہے۔ حضرت زید کہتے ہیں: میں نے کہا: یہ حنیف کیا ہے؟ اس نے کہا: دِيْنُ إِبْرَاهِيْمَ ''وہ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے۔'' نہ تو وہ یہودی تھے نہ عیسائی تھے اور وہ صرف ایک اللہ ہی کی عبادت کرتے تھے۔ اب زید وہاں سے نکلے اور ایک عیسائی عالم سے ملاقات کی۔ اس نے بھی ان سے یہودی عالم کی مانند ہی کہا کہ ہمارے دین میں داخل ہو کر لعنت الٰہی سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی لعنت سے بچاؤ کے لیے تو میں اتنی بھاگ دوڑ کر رہا ہوں۔ مجھ میں غضب و لعنت اٹھانے کا یارا نہیں۔ مجھے کوئی اور دین بتاؤ۔ اس نے بھی یہودی کی مانند دینِ حنیف کی تعریف کی۔ جب دونوں سے حضرت زید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف کا تعارف سنا تو باہر آ گئے اور کھلے میدان میں ہاتھ اٹھا لیے اور کہا:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُشْهِدُ أَنِّيْ عَلَى دِيْنِ إِبْرَاهِيْمَ [1]

''اے میرے اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں دینِ ابراہیم پر کاربند ہوں۔''

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن عمرو بن نفیل جاہلیت میں بھی ایک اللہ کی بندگی کیا کرتے تھے۔ یہ ایک یہودی کے پاس گئے اور اس سے کہا: أُحِبُّ أَنْ تُدْخِلَنِيْ مَعَكَ فِيْ دِيْنِكَ ''میں چاہتا ہوں تم مجھے بھی اپنے دین میں داخل کر لو۔ اس نے کہا: میں تمہیں اپنے دین میں اس وقت تک داخل نہیں کر سکتا جب تک تم غضبِ الٰہی سے دوچار نہ ہو جاؤ۔

انہوں نے کہا: مِنْ غَضَبِ اللهِ أَفِرُّ ''میں غضبِ الٰہی سے راہِ فرار کے لیے تو دوڑ دھوپ کر رہا

[1] بخاری: 3827

Marfat.com

ہوں۔اب وہ عیسائی کے پاس گئے اس سے بھی یہی کہا۔اس نے بھی تقریباً یہی جواب دیا اور ضلالت اختیار کرنے کا کہا،فرمایا: مِنَ الضَّلَالَةِ أَفِرّ ''میں ضلالت سے بھاگنے کے لیے تو زور لگا رہا ہوں۔

اس عیسائی نے کہا: میں تمہیں ایک دین بتاتا ہوں جس کی اتباع سے تم ہدایت سے ہمکنار ہو سکتے ہو۔انہوں نے کہا: أَيُّ دِيْنٍ هُوَ ''وہ کون سا دین ہے......؟ اس نے کہا: وہ دین ابراہیم ہے۔انہوں نے دعا کی:

''اے میرے اللہ! میں تجھے گواہ بنا کر کہتا ہوں میں دین ابراہیم پر ہوں'' عَلَيْهِ اَحْيىٰ وَعَلَيْهِ أَمُوْتُ ''میرا جینا مرنا اسی پر ہے۔ان کے لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا:

هُوَ أُمَّةٌ وَّحْدَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

''وہ روز قیامت اکیلے ہی امت ہوں گے'' [1]

سیدنا عبدالرحمن بن زید بن خطاب رحمہما اللہ بیان کرتے ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل کہتے ہیں میں نے نصرانیت اور یہودیت کو سونگھا تو میں نے انہیں مکروہ پایا۔میں شام میں تھا اور ارد گرد میں بھی پھرا ہوں۔وہاں میں ایک راہب کے پاس اس کے گرجا میں گیا۔میں اس کے پاس ٹھہرا اور اپنی قوم سے غربت اور صحرا نوردی کی اس سے وجہ بیان کی کہ میں راہِ حق کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہوں اور میں نے صاف صاف بتا دیا کہ مجھے صنم پرستی اور یہودیت اور نصرانیت سے سخت نفرت ہے۔اس نے حضرت زید سے کہا:

أَرَاكَ تُرِيْدُ دِيْنَ إِبْرَاهِيْمَ يَا أَخَا أَهْلِ مَكَّةَ

''میرا خیال ہے تم دین ابراہیم کے طلبگار ہو اے مکی بھائی......!

تم وہ دین طلب کر رہے ہو جو تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے۔آج اسے لوگ چھوڑ چکے ہیں وہ یکطرفہ تھے۔نہ وہ یہودی تھے، نہ عیسائی۔

كَانَ يُصَلِّيْ وَيَسْجُدُ إِلَى هَذَا الْبَيْتِ الَّذِيْ بِبِلَادِكَ فَالْحَقْ بِبَلَدِكَ

''وہ اس گھر کی جانب نماز پڑھتے اور سجدہ ریز ہوتے تھے جو تمہارے شہر میں ہے تم بھی اپنے اس شہر میں چلے جاؤ''

---

[1] **سندہ حسن بما قبلہ** ۔البدایہ والنہایہ:239/2۔

تحقیق الحدیث: یہ سند ضعیف ہے۔اس میں عمرو بن عطیہ عوفی ضعیف ہے۔یہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔اس سے حسن بن عبداللہ بن حرب مصیصی نے بیان کیا ہے۔عبدالرحمن بتاتے ہیں میں نے ابوزرعہ سے عمرو بن عطیہ کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے کہا: یہ قوی نہیں۔[الجرح والتعدیل:250/6، تاہم ماقبل والی حدیث کی وجہ سے یہ حسن حدیث ہے۔

Marfat.com

تمہارے شہر میں اور تمہاری قوم سے ایک نبی مبعوث ہوگا۔

يَأْتِيْ بِدِيْنِ إِبْرَاهِيْمَ بِالْحَنِيْفِيَّةِ وَهُوَ أَكْرَمُ الْخَلْقِ عَلَى اللهِ (1)

''وہ دین ابراہیم لے کر آئے گا اور یکطرفہ دین لائے گا اور وہ پیغمبر ساری کائنات سے زیادہ اللہ کے ہاں معزز ہوگا۔''

نفیل بن ہاشم اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ زید بن عمرو اور ورقہ بن نوفل دونوں دین کی تلاش میں نکلے اور ایک راہب کے پاس گئے جو موصل میں تھا۔ اس نے زید بن عمرو سے پوچھا: اے اونٹ کے سوار تم کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا: حضرت ابراہیم کے تعمیر کردہ گھر بیت اللہ سے آیا ہوں۔

اس نے کہا: کیا تلاش کرنے آئے ہو......؟ کہا: میں دین کی جستجو میں نکلا ہوں۔ اس نے کہا:

إِرْجِعْ فَإِنَّهُ يُوْشِكُ أَنْ يَّظْهَرَ الَّذِيْ تَطْلُبُ فِيْ أَرْضِكَ

''واپس چلے جاؤ! جس دین کی طلب وجستجو میں تم نکلے ہو وہ تمہاری ہی سرزمین میں نمودار ہوگا۔''

اس کے بعد ورقہ بن نوفل نے تو عیسائیت اپنالی۔ زید نے کہا: میں نے بھی عیسائیت پر خود کو پیش کیا، لیکن وہ میری ہمنوا نہ ہو سکی۔ انہوں نے یہ کہتے ہوئے عیسائیت سے واپسی اختیار کر لی۔

لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ حَقًّا حَقًّا ''میں تو حق کی آواز پر لبیک کہتا ہوں۔

میں تو اس کی بندگی کرتا ہوں میں تو نیکی کی سیڑھی چڑھنا چاہتا ہوں اور اسی کی تلاش میں ہوں۔ میں اس سے اترنا نہیں چاہتا۔ سب سے بہتر وہ مہاجر ہے جو یہ کہے کہ میں اس چیز کے ساتھ ایمان لایا ہوں جس کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایمان لائے ہیں۔ اے میرے اللہ......! جو بھی تیرے سوا معبود بنایا گیا ہے میں اسے نہیں مانتا تو مجھے جیسی بھی تکلیف دے میں برداشت کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ ان کا بیٹا سعید نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا:

---

(1) **حسن**: طبقات ابن سعد: 1/162،

تحقیق الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔ عبدالرحمن اور زید کے درمیان انقطاع ہے۔ اور اسماعیل کا تعارف یہ ہے کہ اسماعیل بن مجالد بن سعید ہمدانی۔ ابوعمر کنیت ہے کوفی ہے، بغداد میں رہتا تھا، صدوق ہے، خطا کرتا تھا یہ بخاری کے راویوں میں سے ہے۔ [تقریب: 109] اس کے والد میں بھی معمولی ضعف ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ مجالد بن سعید قوی نہیں۔ آخری عمر میں اس کا حافظہ بدل گیا تھا۔ یہ مسلم کے راویوں میں سے ہے۔ [تقریب: 520] تاہم یہ حدیث پہلی حدیث کی تائید کی بنا پر حسن ہے۔

Marfat.com

اے اللہ کے رسول......! میرے والد محترم کو تو آپ جانتے ہیں اور آپ تک ان کی اطلاع بھی پہنچی ہے، لہٰذا ان کے لیے دعائے مغفرت کیجیے گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

نَعَمْ..! فَإِنَّهُ يَكُونُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أُمَّةً وَحْدَهُ

''ہاں وہ روزِ قیامت تنہا ہی امت ہوں گے''

اس کے ساتھ یہ واقعہ ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ کے پاس زید بن حارثہ بھی تھے۔ آپ اور زید بن حارثہ ایک دسترخوان پر کھانا کھا رہے تھے۔ انہوں نے زید بن عمرو کو بھی کھانے کی دعوت دی۔ تو زید بن عمرو نے کہا:

يَابْنَ أَخِيْ إِنَّا لَا نَأْكُلُ مِمَّا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ

''(نبی ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا:) بھتیجے! ہم وہ چیز نہیں کھاتے جو بتوں کے نام پر ذبح کی گئی ہو۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: درست ہے، ہم بھی نہیں کھاتے۔ یہ زید کے مؤحد ہونے کی نشانی ہے۔ [1]

وحی کا نزول

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ پر وحی کا آغاز نیند میں اچھے خوابوں سے ہوا تھا۔ آپ ﷺ جو بھی خواب دیکھتے وہ صبح کے تڑکے کی مانند حقیقت بن کر نمودار ہوتا۔ آپ ﷺ کو خلوت میں رہنا پسند تھا اور آپ ﷺ کئی کئی رات دن غارِ حرا میں تنہا رہ کر مصروف عبادت رہتے تھے، گھر نہ آتے تھے۔

---

[1] **حسن:** ابوداود طیالسی:22، طبرانی:151/1، المختارہ:309/3، الاستیعاب:617/2، ابونعیم فی الدلائل:80/1

تحقیق الحدیث: یہ مسعودی سے مروی ہے اس کی سند میں ضعف ہے۔ اس کے ضعف کی وجہ نفیل کی جہالت ہے۔ اس کا نسب یہ ہے نفیل بن ہشام بن سعید بن زید قرشی عدوی عن ابیہ عن جدہ۔ اس سے مسعودی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ بخاری نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ اس سے وکیع نے بیان کیا ہے۔ ابن معین کہتے ہیں: میں اسے نہیں جانتا [تعجیل المنفعہ :424]

ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے اس سے مدنی راویوں نے بیان کیا ہے یہ ہشام بن عروہ کا راوی تھا۔ ابن حبان نے اس پر سکوت کیا ہے، یعنی نہ تنقید کی ہے نہ ہی توثیق۔ [ثقات ابن حبان:548/7، الجرح والتعدیل:510/8]

مسعودی کا نام عبدالرحمن بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود کوفی مسعودی ہے صدوق ہے موت سے پہلے اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ اس بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ جو اس نے حدیث کا سماع بغداد میں کیا ہے وہ اختلاط کے بعد کا ہے۔ اس سے احتیاط کی جائے۔ [تقریب:344] بہر صورت اس میں ضعف تو ہے لیکن اس سے پہلے والی حدیث کی وجہ سے حسن ہے۔

Marfat.com

اتنے دنوں کا سامان خورونوش ساتھ لے جاتے تھے، پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور سامان لے جاتے۔

حَتّٰى جَآءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءَ حتی کہ غارِ حرا میں آپ کے پاس حق آجاتا ہے۔

آپ کے پاس اچانک وحی آئی، فرشتہ آیا اور کہا: پڑھو......! آپ ﷺ نے فرمایا: مَا أَنَا بِقَارِئٍ ''میں پڑھا ہوا نہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: فرشتے نے مجھے دبایا، یہاں تک کہ مجھے کافی دقت محسوس ہوئی، پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھو......! میں نے کہا: میں پڑھا ہوا نہیں......! پھر مجھے دوبارہ بھینچا حتی کہ مجھے کافی مشقت ہوئی اور مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھو! میں نے کہا: میں پڑھا نہیں......! پھر مجھے تیسری بار دبایا اور مجھے چھوڑ دیا اور کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝

''پڑھو اپنے اس رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا، اس نے انسان کو لوتھڑے سے پیدا کیا، پڑھ تیرا رب عزت والا ہے۔''

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ گھر لوٹ آئے اور لرزہ براندام تھے اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ ''مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے چادر اوڑھا دو''

انہوں نے چادر ڈال دی حتی کہ خوف کے بادل چھٹ گئے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے سارا واقعہ کہہ سنایا اور فرمایا: لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ ''مجھے اپنی جان کا اندیشہ پیدا ہو گیا''

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا ''ہرگز نہیں! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا۔''

إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ

''وجہ یہ ہے کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، تھکے ماندے کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور محتاج کو کما کر دیتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں اور آفات پر مصیبت زدگان سے تعاون کرتے ہیں۔''

اس کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو ساتھ لے کر جناب ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ کے پاس جاتی ہیں جو کہ سیدہ کے چچا کے بیٹے تھے۔ یہ وہ آدمی تھے جو جاہلیت میں عیسائیت پر کاربند ہو چکے تھے اور یہ

Marfat.com

عبرانی میں کتاب لکھا کرتے تھے اور انجیل کو بھی عبرانی زبان میں لکھتے تھے۔ یہ اندھے ہو چکے تھے اور بہت بوڑھے تھے۔ سیدہ نے ان سے کہا: يَابْنَ عَمِّ إِسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيْكَ ؟ ''اے میرے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے سے سنو کیا کہتے ہیں۔'' [1]

آپ سے ورقہ نے کہا: بھتیجے کیا دیکھا ہے......؟ رسول اکرم ﷺ نے جو غارِ حرا میں دیکھا تھا وہ بتا دیا۔

آپ سے ورقہ نے کہا:

هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِیْ نَزَّلَ اللّٰهُ عَلٰی مُوْسٰی

''یہ تو وہی ناموس ہے جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔''

کاش! میں اس وقت جوان ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو ملک بدر کرے گی میں اس وقت بقید حیات ہوتا۔

رسول اکرم ﷺ یہ حیرت انگیز بات سن کر فرمانے لگے: ''کیا یہ مجھے نکال دیں گے......؟'' انہوں نے کہا: ہاں! جو آپ لے کر ظہور پذیر ہوئے ہیں وہ جو بھی لے کر آیا ہے اس سے معاندانہ طرزِ عمل ہی اختیار کیا گیا ہے۔

اگر مجھے وہ مدت نصیب ہو جب آپ اس سنگین صورتِ حال سے دوچار ہوں گے تو میں آپ کی زبردست حمایت کرتا۔ اس کے بعد کچھ دیر ہی گزری تھی کہ ورقہ وفات پا گئے اور وحی میں بھی وقفہ آ گیا۔ [2]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب نبی کریم ﷺ نبوت سے نوازے گئے تو آپ کی عمر شریف 40 برس کی تھی۔

فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشَرَةَ سَنَةً يُوْحٰى إِلَيْهِ

''آپ مکہ مکرمہ میں 13 برس ٹھہرے رہے کہ آپ پر وحی نازل ہوتی رہی۔''

پھر مکہ سے ہجرت کا حکم ملا تو ہجرت کے بعد مدینہ میں آپ 10 برس تک رہے اور وفات کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک 63 برس تھی۔ [3]

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کیا ہے۔ آپ ﷺ میانہ قد تھے۔ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ ''نہ تو زیادہ دراز قد تھے نہ ہی پست قد تھے''

---

[1] آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے برادری کے طور پر بھتیجا کہا تھا وگرنہ نسبی طور پر آپ بھتیجے نہیں تھے۔

[2] بخاری: 3، مسلم: 160

[3] بخاری: 3902، مسلم: 2351

Marfat.com

أَزْهَرَ اللَّوْنِ ''رنگت چمکدار تھی'' نہ ہی بہت زیادہ سفید رنگت تھی کہ پھیکی نظر آئے اور نہ ہی گندمی رنگ تھا کہ سیاہی مائل ہو۔ آپ کے بال نہ گھرے گھنے تھے نہ ہی زیادہ کشادہ تھے کہ زیادہ فاصلے پر ہوں آپ ﷺ پر مردانگی نمایاں تھی۔

أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِيْنَ ''آپ ﷺ کی عمر مبارک 40 برس تھی جب آپ پر وحی نازل ہوئی۔ مکہ میں آپ 13 برس تک رہے، آپ ﷺ پر وحی اترتی رہی اور دس برس مدینہ منورہ میں رہے۔

وَقُبِضَ وَلَيْسَ فِيْ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ

''اور آپ ﷺ نے جب وفات پائی تو آپ ﷺ کے سر میں اور داڑھی میں 20 بال بھی سفید نہ تھے۔''

ربیعہ کہتے ہیں میں نے وہ بال دیکھے تھے سرخ تھے وہ خوشبو کی وجہ سے سرخی مائل تھے۔ آپ ﷺ رنگ نہ لگاتے تھے۔ [1]

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے عبید بن عمیر سے کہا:

اے عبید! ہمیں بتاؤ رسول اکرم ﷺ کی نبوت کا آغاز کب سے ہوا تھا اور کب جبریل علیہ السلام آنا شروع ہوئے تھے......؟ عبید نے عبداللہ بن زبیر کو یہ بات بتائی اور میرے سمیت سب لوگوں نے سنی۔ کہا:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ يُجَاوِرُ فِيْ حِرَاءَ مِنْ كُلِّ سَنَةٍ شَهْرًا

''رسول اکرم ﷺ غار حرا میں ہر سال میں ایک ماہ اعتکاف بیٹھتے تھے۔''

جاہلیت میں قریش اسی طرح عبادت کیا کرتے تھے۔ ابو طالب نے اپنے شعر میں یہی اشارہ کیا ہے:

وَثَوْرًا وَّ مَنْ أَرْسٰى ثَبِيْرًا مَكَانَهٗ

وَرَاقٍ لِيَرْقٰى فِيْ حِرَاءَ وَنَازِلُ

''اور ثور کو یعنی بیل نما فرشتہ کو اس نے بنایا اور ثبیر پہاڑ کو اس کی جگہ پر گاڑ دیا اور کوئی حراء میں چڑھنے والا ہے اور کوئی اترنے والا ہے (یعنی کوئی عبادت کے لیے چڑھ رہا ہے اور کوئی حرا سے اتر رہا ہے۔)''

جب آپ ﷺ غار حرا میں ہوتے تو جو مسکین آپ ﷺ کے پاس آتا آپ ﷺ اسے کھانا کھلاتے تھے اور رسول اکرم ﷺ جب اپنا ماہانہ اعتکاف پورا کر لیتے تو گھر میں آنے سے پہلے کعبہ میں آتے، اس

---

[1] بخاری: 3547، مسلم: 2347

Marfat.com

کا سات مرتبہ طواف کرتے پھر گھر جاتے۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت و بعثت سے سرفراز کرنے کا ارادہ کیا تو ماہِ رمضان تھا۔ رسول اکرم ﷺ حراء کی جانب گئے کہ وہاں ماہانہ اعتکاف پورا کریں تو آپ ﷺ کی اہلیہ بھی ساتھ تھی۔

جب وہ مبارک رات آئی جس میں اللہ نے آپ ﷺ کو اعزازِ رسالت سے نوازا اور اپنے بندوں پر رحمت کی روحانی برکھا برسائی۔ تو جبریل علیہ السلام اللہ کے حکم کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس آئے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب جبریل علیہ السلام آئے وَأَنَا نَائِمٌ بِنَمْطٍ مِّنْ دِيْبَاجٍ فِيْهِ كِتَابٌ ''میں سویا ہوا تھا جبریل ایک دیباج کی چادر لے کر آئے اس میں ایک کتاب تھی اور فرمایا: إِقْرَءْ ''پڑھو!'' میں نے کہا: مَا أَقْرَءُ؟ ''میں کیا پڑھوں......؟

فَغَتَّنِيْ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ الْمَوْتُ ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ

''انہوں نے مجھے بھینچا یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ موت واقع ہو جائے گی، پھر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔''

اور کہا: پڑھو! میں نے کہا: کیا پڑھوں؟ یہ میں اس لیے کہہ رہا تھا کہ جو انہوں نے مجھے بھینچا تھا دوبارہ نہ ایسا کریں۔ کہا: تم پڑھو......! ''اپنے اس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا اور اس نے انسان کو سکھایا جو یہ نہ جانتا تھا۔''

میں نے پڑھا تو جبریل چلے گئے۔ وَهَبَبْتُ مِنْ نَّوْمِيْ وَ كَأَنَّمَا كُتِبَ فِيْ قَلْبِيْ كِتَابًا

''تو میں اپنی نیند سے بیدار ہو چکا تھا اور کتاب تو گویا میری لوحِ قلب پر تحریر ہوگئی۔''

شاعر اور مجنون مجھے روئے زمین پر ہر شئے سے زیادہ ناپسند تھے۔ میں انہیں دیکھنا گوارا نہ کرتا تھا۔ میں شاعر اور مجنون سے خود کو اتنا دور رکھتا تھا کہ قریش کبھی بھی مجھ سے ان کی بات نہ کر سکیں۔ وحی کے بعد میں نے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر خود کو نیچے گرانے کا ارادہ کیا تھا کہ خود کو مار کر میں راحت پاؤں۔

میں اس ارادہ سے نکلا کہ خود کو نیچے گراؤں۔ میں پہاڑ کے وسط میں پہنچا تو میں نے آسمان سے ایک آواز سنی یہ کہا جا رہا تھا: يَا مُحَمَّدُ! أَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ وَ أَنَا جِبْرِيْلُ ''اے محمد ﷺ! آپ اللہ کے رسول ہیں! اور میں جبریل ہوں۔ فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ إِلَى السَّمَآءِ ''میں نے آسمان کی جانب سر اٹھایا تو جبریل علیہ السلام آدمی کی صورت میں قدم جمائے آسمان کے افق پر جلوہ گر ہیں۔ اور پھر یہ کہہ رہے ہیں: يَا مُحَمَّدُ! أَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ وَ أَنَا جِبْرِيْلُ ''اے محمد ﷺ! آپ اللہ کے رسول ہیں! اور میں جبریل ہوں۔ یہ سن کر

فَوَقَفْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهِ وَشَغَلَنِيْ ذَالِكَ عَمَّا أَرَدْتُّ . فَمَا أَتَقَدَّمُ وَمَا أَتَأَخَّرُ

Marfat.com

''میں ٹھہر گیا، انہیں دیکھنے لگا اور اس وجہ سے میں خود کو نیچے گرانے کے ارادہ سے بے خبر ہو گیا، میں نہ آگے قدم اٹھاتا نہ پیچھے اٹھاتا، پس وہیں رک گیا۔''

میں نے ان سے نظر ہٹا کر آسمان کے ہر کنارے پر نظر دوڑائی تو ہر گوشۂ آسمان میں وہی چھائے تھے۔''

میں اسی سکتہ کی حالت میں سرگرداں کھڑا رہا، آگے پیچھے نہ ہو رہا تھا، حتیٰ کہ سیدہ خدیجہ ؓ نے میری تلاش میں آدمی بھیجے، مکہ کی سرزمین کونہ بہ کونہ اور ہر گلی میں انہوں نے مجھے ڈھونڈا اور جہاں میں کھڑا تھا وہاں کھڑا ہی رہا وہ مجھے نہ پا سکے، ناکام لوٹ آئے۔ جبریل بھی چلے گئے میں بھی اپنے گھر لوٹ آیا۔

جب میں گھر پہنچا تو میں اہلیہ کے نزدیک تر ہو کر بیٹھ گیا۔ سیدہ نے کہا: اے ابو قاسم......! آپ کہاں تھے؟ میں نے تو سارے مکے میں آپ کی تلاش میں لوگ بھیجے تھے وہ ناکام لوٹ آئے۔

میں نے کہا: میں شاعر اور مجنون سے دور رہتا ہوں۔ انہوں نے کہا:

ابو قاسم......! اللہ آپ کو اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اللہ آپ کو ایسی کسی بری صورت حال سے دو چار نہ کرے۔ میں جانتی ہوں:

مِنْ صِدْقِ حَدِيْثِكَ وَعَظِيْمِ أَمَانَتِكَ وَحُسْنِ خُلُقِكَ وَصِلَةِ رَحِمِكَ

''آپ بات سچی کرتے ہیں، آپ کی امانت شہرۂ آفاق ہے، اُس کی عظمت کے ڈنکے بج رہے ہیں، آپ حسنِ اخلاق کے پیکر ہیں اور صلہ رحمی میں یگانۂ روزگار ہیں۔''

لہٰذا آپ فکر مند نہ ہوں۔ اے میرے شوہر نامدار......! اے ابن عم! کیا دیکھا ہے؟ میں نے جو دیکھا تھا سیدہ خدیجہ کو بتایا۔ انہوں نے کہا: اے میرے ابن عم! خوش ہو جایئے اور مضبوط رہیے......!

فَوَالَّذِیْ نَفْسُ خَدِيْجَةَ بِيَدِهِ إِنِّیْ لَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ نَبِیَّ هَذِهِ الْأُمَّةِ

''کہنے لگیں: مجھے قسم ہے اس ذات کی خدیجہ کی جان جس کے ہاتھ میں ہے! میں امید رکھتی ہوں کہ آپ اس امت کے نبی ہوں گے۔''

اس کے بعد سیدہ اٹھیں، چادر لی اور ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جو سیدہ کے چچا کے بیٹے تھے۔ ورقہ نے عیسائیت اختیار کر لی تھی اور کتاب پڑھے ہوئے تھے۔ اہل تورات اور اہل انجیل سے علم کی سماعت کی تھی۔ انہوں نے ورقہ کو وہ بات بتائی جو رسول اکرم ﷺ نے بتائی تھی جو آپ نے دیکھا تھا وہ سنا دیا۔ ورقہ نے کہا:

Marfat.com

قُدُّوْسٌ قُدُّوْسٌ ”بہت پاکیزہ ہے، بہت پاکیزہ ہے“

خدیجہ! جو تم نے بتایا ہے اگر یہ درست ہے تو ورقہ کو اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں ورقہ کی جان ہے یہ تو ناموسِ اکبر ہے جو ان کے پاس آیا ہے۔ ناموس سے مراد جبریل فرشتہ تھا جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا۔

یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امت کے نبی ہیں، ان سے کہہ دو ثابت قدم رہیں۔ سیدہ اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس واپس گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شدتِ غم میں یہ کہہ کر کمی کی کہ ورقہ نے یہ بشارت دی ہے۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غارِ حرا کا اعتکاف پورا کر لیا تو حسبِ عادت پہلے کعبہ میں آئے اور اس کا طواف کیا۔ وہاں ورقہ بن نوفل کے ساتھ آپ کی ملاقات ہوئی وہ بھی طواف کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا:

يَا ابْنَ أَخِيْ أَخْبِرْنِيْ بِمَا رَأَيْتَ أَوْ سَمِعْتَ

”بھتیجے جو آپ نے دیکھا یا سنا ہے وہ مجھے بتاؤ“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو دیکھا تھا وہ ورقہ کو بتا دیا۔ تو انہوں نے کہا:

”میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں! آپ اس امت کے نبی ہیں، آپ کے پاس وہی فرشتہ آیا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا۔“

آپ کی تکذیب کی جائے گی، آپ کو اذیت دی جائے گی اور آپ کو جلاوطن کیا جائے گا اور آپ سے لڑائی ہوگی۔ اگر میں وہ وقت پاؤں تو میں اللہ کے دین کی مدد کروں گا، میں کس طرح اس کے دین کی نصرت وحمایت پر کمربستہ ہوں گا یہ وہی جانتا ہے۔

اس کے بعد اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے درمیان بوسہ لیا اور پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر تشریف لے آئے۔ ورقہ کی اس تسلی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں اور مضبوطی آئی اور جو غم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بوجھ بنا ہوا تھا اس میں تخفیف ہوئی۔ (1)

یحییٰ کہتے ہیں: میں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا سب سے پہلے قرآن میں سے کس حصہ کا نزول ہوا تھا؟

---

(1) **سندہ صحیح وفی بعض الفاظہ نکارۃ:** سیرت ابن اسحٰق، تاریخ طبری: 1/532، سندہ صحیح۔ وہب بن کیسان ثقہ تابعی ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے: 2/339۔ لکن فی بعض الفاظہ مخالف لماھو اصح منہ

فائدہ: صحیح تر یہی ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ورقہ کے پاس آپ کو لے کر گئی تھیں، چونکہ صحیح البخاری میں ہے یہ بھی ممکن ہے دورانِ طواف بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ورقہ کی ملاقات ہوگئی ہو۔ باقی نزول وحی کے بعد آپ کی حالت وکیفیت فطرتی تھی، ایک اچھا اور سچا انسان جب اچانک ایسے معاملات دیکھتا تو طبیعت بہت بوجھل ہوتی جیسے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوئی اور آپ دلاسہ کے بعد سنبھلے۔

Marfat.com

انہوں نے کہا: یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ کا نزول ہوا تھا، میں نے کہا: مجھے بتایا گیا ہے۔ ''اقرا باسم'' نازل ہوا تھا۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سوال کیا قرآن میں سے سب سے اول کیا چیز نازل ہوئی تھی تو انہوں نے ''المدثر'' بتائی تھی میں نے بھی کہا تھا کہ مجھے تو بتایا گیا ہے کہ ''اقرا'' پہلے ہے تو انہوں نے کہا: میں وہ بات بتاؤں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جَاوَرْتُ فِيْ حِرَاءَ میں نے حراء میں اعتکاف کیا۔ فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِيْ جب میں نے اپنا اعتکاف پورا کرلیا تو میں غار سے نیچے اترا اور وادی کے اندر پہنچ گیا تو مجھے آواز دی گئی:

فَنَظَرْتُ أَمَامِيْ وَخَلْفِيْ وَعَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ

''میں نے سامنے دیکھا، پیچھے دیکھا، دائیں دیکھا، بائیں دیکھا''

یکا یک وہ آواز دینے والا آسمان اور زمین کے درمیان ایک تخت پر براجمان نظر آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور میں نے کہا: دَثِّرُوْنِيْ ''مجھے چادر اوڑھا دو'' اور صُبُّوْا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا ''مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالو! آپ نے فرمایا، پھر میرے اوپر یہ آیات نازل ہوئیں۔

يَاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿١﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ﴿٢﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿٣﴾ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿٤﴾ [1]

''اے چادر اوڑھنے والے، کھڑا ہو اور ڈرا۔ اور اپنے رب کی کبریائی بیان کر اور اپنا لباس پاک کر۔''

وحی کے وقفے کا بیان

سیدنا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی کے وقفے کا ذکر کیا، فرمایا: میں چل رہا تھا کہ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو

فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَاءَنِيْ بِحِرَاءٍ جَالِسًا عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

[1] المدثر: 4-1، بخاری: 4922، مسلم: 161

فائدہ: یاد رہے! دیگر صحیح روایات کی روشنی کے مطابق بھی پہلے اقراء ہی نازل ہوئی ہے، اس کے بعد پہلی وحی سورہ مدثر کی ہے۔

Marfat.com

''وہی فرشتہ جو میرے پاس غارِ حرا میں آیا تھا وہ آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا تھا''

میں اس سے سخت مرعوب ہوا اور واپس لوٹ آیا اور میں نے گھر آ کر کہا:

''مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے چادر اوڑھا دو'' انہوں نے چادر ڈال دی تو پھر سورت مدثر کی پہلی چار آیات نازل ہوئیں اور الرُّجْزَ سے مراد بت ہیں۔ اس کے بعد پے در پے وحی آنے لگی۔ ❶

سیدنا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے ہیں:
جب وحی اترنے میں وقفہ ہوا تو میں ایک دفعہ چل رہا تھا کہ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی، میں نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو وہی فرشتہ جو غارِ حرا میں میرے پاس آیا تھا وہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔ میں اتنا سخت مرعوب ہوا کہ خوف سے زمین کی جانب جھک گیا، پھر میں اپنے گھر آیا اور کہا: مجھے چادر دے دو! مجھے چادر اوڑھا دو۔ تو اللہ تعالیٰ نے وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ تک آیات نازل کیں۔ ❷

وحی کے بعد آسمانوں کی حفاظت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابھی تک نہ تو جنوں کو قرآن سنایا تھا نہ ہی انہیں دیکھا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں کے ایک گروہ کے ہمراہ عکاظ کے بازار کا قصد کیے جا رہے تھے۔

وَقَدْحِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِيْنِ وَبَيْنَ خَبْرِ السَّمَآءِ وَاُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ

''آسمان کی خبروں اور شیاطین کے درمیان رکاوٹ پڑ گئی تھی اور ان پر شعلے چھوڑے جا رہے تھے''

چنانچہ شیطان اپنی قوم کی جانب پلٹے، قوم والے پوچھتے ہیں تمہیں کیا بنی؟ یہ بتاتے ہیں: ہمارے اور آسمانی خبر کے درمیان رکاوٹ پڑ گئی ہے اور ہم پر شعلے چھوڑے جا رہے ہیں وہ کہنے لگے: ہو نہ ہو کوئی بڑی بات ہوئی ہے۔ زمین کے شرق و غرب میں گردش کر کے دیکھو ہمارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان کیا چیز حائل ہوئی ہے۔

وہ گئے اور زمین کے شرق و غرب میں گردش کی ان میں سے ایک گروہ کا گزر تہامہ کی طرف ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عکاظ کے بازار کا قصد کیے بطن نخلہ میں تھے۔ وہاں آپ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نمازِ فجر پڑھا رہے

❶ بخاری: 4، مسلم: 161

❷ بخاری: 4926، مسلم: 161

Marfat.com

تھے۔جنوں نے جب قرآن سنا تو بغور متوجہ ہو کر اسے سماعت کیا تو اپنے دوسرے جنوں سے کہنے لگے: یہی قرآن ہے جو ہمارے اور آسمانوں کی خبروں کے درمیان حائل ہوا ہے۔اب یہ نبی ﷺ سے قرآن سن کر اور آپ سے ملاقات کے بعد اپنی قوم کے پاس لوٹے اور کہا:

''اے ہماری قوم......! ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو رشد و ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے، لہٰذا ہم اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔''

اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے نبی حضرت محمد ﷺ پر یہ حصہ نازل فرمایا:

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ [1]

''کہہ دو......! میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کے ایک گروہ نے اسے بغور سنا ہے۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جن آسمان کی جانب چڑھ جاتے تھے اور وحی سنتے تھے جب وہ ایک کلمہ سن لیتے تو اس میں نو کلمات کا اضافہ کرتے۔وہ ایک کلمہ تو حق ہوتا جو اضافہ ہوتا تھا وہ باقی کلمات باطل ہوتے تھے۔

فَلَمَّا بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُنِعُوْا مَقَاعِدَهُمْ

''جب رسول اکرم ﷺ مبعوث ہوئے تو جنوں کو انکے مقامات اور نشستگاہوں سے روک دیا گیا۔''

انہوں نے اس بات کا ذکر ابلیس سے کیا کیوں کہ اس سے پہلے کبھی ستارے نہیں گرتے تھے ان سے ابلیس نے کہا:

مَا هٰذَا إِلَّا مِنْ أَمْرٍ قَدْ حَدَثَ فِي الْاَرْضِ

یہ صورتِ حال تب ہے زمین میں کوئی اہم حادثہ رونما ہوا ہے اس نے اپنے لشکر بھیجے تو انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو دو پہاڑوں کے درمیان کھڑے ہوئے نماز پڑھتے پایا، آپ مکہ میں تھے۔

جنوں نے یہ خبر ابلیس کو جا کر بتائی تو اس نے کہا: یہی وہ اہم واقعہ ہے جو زمین میں رونما ہوا ہے۔ [2]

---

[1] سورۂ جن: 1، مسلم: 449، بخاری: 4921

[2] **سندہ صحیح:** ترمذی: 3324۔تاہم سیدنا ابن عباس اس حادثہ کے دس برس بعد پیدا ہوئے تھے۔طبرانی: 12/46، سندہ صحیح

تحقیق الحدیث: محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان ضبی مولیٰ فریابی۔یہ ساحل شام پر قیساریہ میں اترا تھا۔ثقہ فاضل ہے۔ایک قول ہے کہ سفیان سے حدیث بیان کرنے میں خطا کرتا ہے اس کے باوجود جو بخاری و مسلم کا راوی عبدالرزاق ہے یہ اس پر مقدم ہے۔[تقریب: 515، بقیہ سند بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔صحیح بخاری: 5/2320]

Marfat.com

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والدِ محترم جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جب بھی کسی چیز کے متعلق یہ کہتے ہوئے سنا اس بارے میں میرا خیال یہ ہے تو ویسا ہی ہوتا تھا۔

ایک دفعہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے ان کے قریب سے ایک صاحبِ جمال آدمی گزرا تو یہ کہنے لگے: اگر میرا گمان خطا نہیں کرتا تو یہ جاہلیت میں اپنے دین پر تھا یا کاہن تھا۔ اسے بلایا گیا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے خیال کا اظہار اس کے سامنے کیا تو اس نے کہا: آپ جیسا مسلمان مجھے کبھی نہیں ملا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھے قسم دے کر کہتا ہوں مجھے سچ بتانا تو جاہلیت میں کاہن تھا؟ مجھے اس دور کی عجیب ترین بات بتاؤ جو تمہارے جن نے تمہیں بتائی تھی۔ اس نے کہا:

بَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا فِي السُّوْقِ جَاءَتْنِيْ فِيْهَا الْفَزَعُ

"ایک دفعہ میں بازار میں تھا میرا جن میرے پاس آیا وہ گھبراہٹ کا شکار تھا"

اور کہنے لگا: تجھے پتہ نہیں کہ جن ناامیدی اور مایوسی کا شکار ہو گئے ہیں وہ سرنگوں ہو گئے ہیں اور وہ اونٹنیوں اور کجاووں پر بیٹھ کر جانے والے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ سچ کہتا ہے۔ میں ان کے معبودوں کے پاس تھا کہ ایک آدمی ایک بچھڑا لایا اس نے اسے ذبح کیا۔ اس میں سے پکارنے والے نے اتنا زیادہ چلا کر کہا، میں نے اتنی کرخت آواز آج تک نہیں سنی۔ وہ کہتا تھا۔ اے جلیح ......!

أَمْرٌ نَّجِيْحٌ رَجُلٌ فَصِيْحٌ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ

"نجات والا معاملہ ہے اور فصیح آدمی لے کر آیا ہے جو یہ کہتا ہے نہیں کوئی معبود مگر تو ہی"

یہ سن کر لوگ لپک پڑے۔ میں نے کہا: میں تو اپنی اسی جگہ پر ہی رہوں گا جب تک مجھے اس کا خفیہ سرا نہ ملے گا میں نہ ٹلوں گا۔ پھر جلیح کو مخاطب کر کے پکارا گیا اور کہا گیا: فصیح آدمی آیا ہے اور لا الہ الا اللہ کہتا ہے میں اٹھا تھوڑی ہی دیر ٹھہرا کہ لوگ کہنے لگے: هٰذَا نَبِيٌّ؟ "یہ نبی ﷺ ظہور پذیر ہو گئے" [1]

سیدنا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے رسول اکرم ﷺ کے متعلق ہمیں اطلاع اس طرح ہوئی تھی کہ ایک عورت کا جن تھا، وہ اس کے پاس پرندے کی صورت میں آیا اور ایک تنے پر بیٹھ گیا۔

[1] بخاری: 3866

Marfat.com

اس عورت نے اس سے کہا: أَلَا تَنْزِلُ فَنُخْبِرُكَ وَتُخْبِرُنَا

''تو نیچے کیوں نہیں اترتا کہ ایک دوسرے سے خبروں کا تبادلہ کریں''

اس جن نے کہا: إِنَّهُ قَدْ خَرَجَ رَجُلٌ بِمَكَّةَ حَرَّمَ عَلَيْنَا الزِّنَا وَمَنَعَ مِنَ الْقَرَارِ [1]

''مکہ میں ایک آدمی نمودار ہوا ہے اس نے ہمارے اوپر زنا حرام قرار دے دیا ہے اور ایک جگہ ٹھہرے رہنے سے منع کیا ہے۔''

سب سے پہلے اسلام لانے والے

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے اول اسلام لائی تھیں کیونکہ وحی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے ان سے ہی ملاقات کی تھی اور غارِ حراء کی وحی کی ان سے ہی بات کی تھی اور انہوں نے اسے سب سے پہلے قبول کیا تھا۔

خصوصاً جب ورقہ بن نوفل سے ملاقات کروائی تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تاکید کی تھی اس سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ایمان اور مضبوط ہوا تھا۔ درست بات تو یہی ہے کہ سب سے پہلے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی اسلام کی راہرو ہیں۔ تاہم بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی آراء اس کے خلاف بھی ہیں جو درج ذیل احادیث میں بیان ہوں گی۔ یہ ان کے علم کے مطابق ان کا بیان ہے۔ جس نے جس کو مقدم جانا اسے پہلے مسلمان قرار دے دیا ہے۔ تاہم سب سے پہلے اسلام لانے والی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی بنتی ہیں۔

یہ بات تو مشہور ہے کہ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متبنیٰ قرار دیا تھا اور ان کی پرورش کی اور ان کی شادی کی۔

سیدنا جبلہ بن حارثہ جو کہ حضرت زید رضی اللہ عنہما کے بھائی ہیں یہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے کہا:

يَارَسُوْلَ اللهِ ! إِبْعَثْ مَعِيْ أَخِيْ زَيْدًا قَالَ هُوَ ذَا

---

[1] **سندہ حسن:** طبقات ابن سعد: 167/1، الخطیب: 451/10

تحقیق الحدیث: عبیداللہ بن عمرو، ابوالمیح ،عبیداللہ بن محمد بن عقیل (یہ سند حسن ہے) کیونکہ عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابوطالب ہاشمی، ابو محمد مدنی، ان کی والدہ زینب بنت علی ہے۔ یہ راوی صدوق ہے۔ اس کی حدیث میں لین ہے۔ ایک قول ہے یہ آخری عمر میں متغیر ہو گیا تھا۔ [تقریب:321] جب اس کی مخالفت نہ ہو تو اس کی حدیث حسن ہوتی ہے یہ اوہام کا شکار تھا اس میں زنا کی حرمت کا ذکر اس کے اسی وہم پر دلالت کرتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ حرمت زنا تو ہجرت کے بعد نازل ہوئی ہے۔

Marfat.com

''اے اللہ کے رسول! ﷺ میرے ساتھ میرے بھائی زید کو جانے کی اجازت دیجیے......! آپ ﷺ نے فرمایا: وہ زید یہ بیٹھا ہے اس سے پوچھ لو''

اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو میں اسے نہ روکوں گا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا:

يَارَسُوْلَ اللهِ ! وَاللهِ لَا أَخْتَارُ عَلَيْكَ أَحَدًا

''اے اللہ کے رسول! واللہ! میں آپ ہی کا انتخاب کرتا ہوں۔ آپ پر کسی اور کو ترجیح دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔''

جبلہ کہتے ہیں: میں نے بعد میں جانا کہ رَأْيُ أَخِيْ أَفْضَلُ مِنْ رَأْيِيْ [1]

''کہ آپ کا انتخاب کرنے والی میرے بھائی کی رائے میری رائے سے افضل تھی۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو زید بن محمد ہی کہا کرتے تھے حتی کہ قرآن پاک میں یہ آیت نازل ہوئی:

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ [2]

''انہیں ان کے باپوں کے ناموں سے پکارو! اللہ کے نزدیک یہ زیادہ انصاف والی بات ہے۔''

پھر ہم انہیں زید بن حارثہ کہنے لگے۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی تھی۔ راوی عمرو بن مرہ کہتے ہیں اس کا ذکر میں نے ابراہیم سے کیا تو انہوں نے اسے غلط قرار دیا اور کہا: سب سے پہلے آپ ﷺ کے ساتھ نماز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھی تھی۔ [3]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

---

[1] **سندہ صحیح:** ترمذی: 3815، حاکم: 237/3، طبرانی: 286/2، یہ سند بھی صحیح ہے۔

تحقیق الحدیث: یہ ہے کہ علی بن مسہر، اسماعیل بن ابوخالد، ابوعمرو شیبانی سند کے راوی ہیں جو جبلہ تک پہنچتی ہے۔ ابوعمر ثقہ ہے اور مخضرم ہے (جاہلیت اور اسلام کا دور دیکھا ہے) اس کا نام سعد بن ایاس ہے، ابوعمر کنیت ہے، شیبانی کوفی ہے یہ صحاح ستہ کے راویوں میں سے ہے۔ [تقریب التہذیب: 230] اور اسماعیل بن ابوخالد احمسی، مولیٰ بجلی ہے۔ ثقہ ثبت ہے [تقریب: 107]

[2] الاحزاب: 5، مسلم: 2425

[3] **سند قوی:** مسند احمد: 19303، سنن بیہقی: 206/6، نسائی کبریٰ: 43/5 اور خصائص للنسائی، طبرانی: 290/2، سند قوی۔

تحقیق الحدیث: یہ شعبہ عن عمرو بن مرہ ہے۔ ابوحمزہ جو انصار میں سے ہے یہ زید بن ارقم سے بیان کرتا ہے۔ عمرو بن مرہ جمعی ثقہ عابد ہے: 2/74] ابوحمزہ کا نام طلحہ بن یزید ایلی ہے۔ نسائی نے اس کی توثیق کی ہے۔ یہ بخاری کے راویوں میں سے ہے۔ [تہذیب: 5/29]

Marfat.com

أَوَّلُ مَنْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ خَدِيْجَةَ عَلِيٌّ

''نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی ہے وہ سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ ہیں۔''

کہیں نماز پڑھنے کی بجائے کہتے ہیں سیدہ کے اسلام لانے کے بعد سب سے پہلے جو اسلام لائے وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔ ❶

۞ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ اور ان کے چچا کے بیٹے سیدنا نعیم رضی اللہ عنہ اور میں بھی، یعنی بریدہ انکے ساتھ تھے۔ ہم رسول اکرم ﷺ کی جستجو میں نکلے۔ آپ ﷺ اس وقت غار میں چھپ کر تبلیغ کر رہے تھے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا:

يَا مُحَمَّدُ أَتَيْنَاكَ نَسْمَعُ مَا تَقُوْلُ وَإِلَى مَا تَدْعُوْا

''اے محمد! ہم آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ جو آپ کہتے ہیں وہ سنیں اور آپ کی دعوت کیا ہے یہ پوچھنے آئے ہیں......؟''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میری دعوت یہ ہے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا پیغمبر ہوں''

سیدنا ابوذر یہ سنتے ہی ایمان لے آئے اور اس کے بھائی بھی اور میں بھی دولت ایمان سے مالا مال ہوا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو آپ نے کسی کام بھیجا ہوا تھا۔ وہ آئے، سوموار کو آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور منگل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ ❷

---

❶ **سندہ حسن:** مسند احمد: 3061، طیالسی: 1/360

تحقیق الحدیث: اس کے راوی یہ ہیں۔ ابوعوانہ، ابوبلج، عمرو بن میمون، ابن عباس۔ اس میں ''اول من صلی'' سب سے اول نماز پڑھنے کے ہی الفاظ ہیں۔ [سند حسن ہے۔ ابوبلج کا نام یحییٰ بن سلیم واسطی کوفی ہے۔ یہ حسن الحدیث ہے بشرطیکہ اس کی مخالفت نہ ہو [تقریب التہذیب: 265] صدوق ہے کبھی خطا کرتا ہے۔ [تہذیب: 12/47] باقی راوی سب ثقہ ہیں۔ اس لحاظ سے یہ حدیث حسن ہے۔

❷ **سندہ قوی:** حاکم: 3/121، مگر متن میں ضعف و نکارت ہے۔

تحقیق الحدیث: عبداللہ بن بریدہ ثقہ تابعی ہیں: 1/403، ان کا شاگرد بھی ثقہ ہے: 2/381۔ یونس بن بکیر بن واصل شیبانی، کنیت ابوبکر الجمال کوفی صدوق ہے۔ خطا کا ارتکاب کرتا ہے [تقریب: 613] اس متن میں اس کی خطا ہی در آئی ہے۔ احمد بن عبدالجبار بن محمد عطاردی، ابوعمر کنیت، کوفی ضعیف ہے۔ سیرت کا سماع صحیح ہے۔ [تقریب: 81] اور حاکم کا شیخ معروف امام ہے۔ لیکن متن میں اس سے نکارت سرزد ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منگل کو نماز پڑھی تھی۔ یہ منکر بات ہے کیونکہ صحیح روایات میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نبوت کے دوسرے دن نماز نہ پڑھی تھی۔ صحیح احادیث میں جو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا واقعہ آیا ہے یہ اس کے خلاف ہے اس میں دوسرے دن نماز پڑھنے کا ذکر نہیں۔ [تقریب]

Marfat.com

سیدنا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَا أَوَّلُ مَنْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ [1]

''میں نے سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ مَنْ أَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ ''سب سے پہلے کون ایمان لایا تھا......؟'' توانہوں نے بتایا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مزید کہا: تم نے سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار نہیں سنے۔

إِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِّنْ أَخِيْ ثِقَةٍ
فَاذْكُرْ أَخَاكَ أَبَابَكْرٍ بِمَا فَعَلَا

''اگر تم کسی قابلِ اعتماد بھائی کی دردنا کی اور گریہ زاری کا تذکرہ کرو تو اپنے عظیم بھائی سیدنا ابوبکر کے کارناموں کو یاد کرلیا کرو''

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ أَوْ فَاهَا وَأَعْدَلُهَا
بَعْدَ النَّبِيِّ وَ أَوْلَاهَا بِمَا حَمَلَا

''یہ نبی کریم ﷺ اور انبیاء کے بعد سب سے زیادہ بہتر اور وعدہ میں باوفا اور سب سے بڑھ کر عدل کرنے والے تھے

---

[1] **سندہ قوی:** کتاب خیثمہ: 129۔

تحقیق الحدیث: بدل بن محبر ثقہ اور ثبت ہے مگر یہ جو روایت زائدہ سے کرتا ہے وہ درست نہیں، یہ روایت اس سے نہیں: 1/94] اس کا شیخ امیر المومنین فی الحدیث ہے اور سعید بن ایاس جریری صغیر تابعی ہے اور ثقہ ہے، بخاری اور مسلم کے راویوں میں سے ہے۔ [تقریب: 233] اس کا شیخ ابونضرۃ ہے اس کا نام منذر بن مالک ہے۔ ابونضرہ اس کی کنیت ہے۔ عبدی نسبت ہے۔ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے اور دیگر قدیم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیان کیا ہے۔ [جامع التحصیل: 1/287] یہ مرسل ہے [تہذیب] اس نے ابن عباس، ابوہریرہ، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ یہ ثقہ ہے: 2/275] ابوقلابہ کا اسم گرامی عبدالملک بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالملک بن مسلم رقاشی الضریر ہے۔ یہ جب شام کے علاقے سے علیحدہ ہو کر عراق گیا تو حافظے کی خرابی کا شکار ہو گیا تھا۔ [تہذیب التہذیب: 6/371] ابن خزیمہ کہتا ہے: ابوقلابہ قاضی نے اختلاط سے پہلے بصرہ میں بیان کیا تھا اور پھر یہ بغداد چلا گیا تھا۔ مسلمہ بن قاسم کہتا ہے میں نے ابن اعرابی سے سناوہ کہتا ہے:

ابوقلابہ شعبہ کی احادیث لکھواتا تھا۔ اس سے بڑھ کر حافظ حدیث میں نے نہیں دیکھا۔ یہ ثقہ تھا اس نے سامرا اور بغداد میں بھی حدیث سنائی۔ اسے حدیث میں سے کچھ بھی بھولتا نہ تھا۔ بعض اہل حدیث نے اس کی حدیث پر اعتراض کیا۔ زید ھروی عن شعبہ عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ھریرہ نبی اکرم ﷺ۔ اتنی زیادہ نماز پڑھی کہ آپ ﷺ کے مبارک قدم سوج گئے۔

ابن اعرابی کہتا ہے: ہمارے پاس عبدالعزیز بن معاویہ۔ ابوخالد اموی شام سے آیا ہے۔ اس نے ابوزید سے بیان کیا جیسا کہ ابوقلابہ نے بیان کیا تھا یہ بھی اسے احادیث پڑھایا کرتا تھا۔ مسلمہ کہتا ہے: یہ حدیث کی ندی تھا۔ متقن اور ثقہ تھا۔ شعبہ کی احادیث کا حافظ تھا۔ یہ احادیث اسے ایسے یاد تھیں، جیسے کوئی سورت یاد ہوتی ہے۔ یہاں اس کی حدیث شامی راوی خیثمہ بن سلیمان بیان کرتا ہے۔ رحمہم اللہ۔

Marfat.com

اور نبی کریم ﷺ کا سب سے زیادہ بوجھ بانٹنے والے تھے۔"

وَالتَّالِيْ الثَّانِيْ الْمَحْمُوْدُ مَشْهَدُهُ
وَ أَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

"آپ ﷺ کے بعد دوسرے نمبر پر ہیں ان کا مقام ومرتبہ لائق تعریف ہے اور یہ سب لوگوں میں سے پیغمبر ﷺ کی تصدیق کرنے میں اوّل درجہ پر ہیں۔

عَاشَ حَمِيْدًا لأَمْرِ اللهِ مُتَّبِعًا
بِهَدْيِ صَاحِبِهِ الْمَاضِيْ وَمَا انْتَقَلَا

"انہوں نے لائق تحسین وتعریف زندگی گزاری ہے وہ حکم الٰہی کے متبع ہیں اپنے ساتھی کی سیرت پر چلنے والے ہیں اور نہ ہی وہ آپ کو چھوڑ کر کہیں منتقل ہوئے۔

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے نمودار ہوتے ہیں۔ حتی کہ گھٹنے برہنہ ہو گئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

أَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامِرٌ
"یہ تمہارا ساتھی غم سے لبریز آرہا ہے"

یہ آتے ہیں اور سلام کہتے ہیں اور کہا: میرے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ تو تکار ہوئی۔ میں نے جلد بازی میں ان پر سختی کی پھر نادم ہوا۔ میں نے ان سے معافی چاہی انہوں نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ میں آپ کی جانب آ گیا ہوں۔ کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ

حسن: بیہقی:369/6، حاکم:64/3، ابن ابی شیبہ:14/7، بیہقی:369/6، ابن ابی عاصم:112/1

تحقیق الحدیث: مجالد، شعبی، ابن عباس۔ یہ ایک دوسری سند ہے اس میں یہ الفاظ ہیں:

أَوَّلُ مَنْ صَلَّى أَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ مَثَّلَ بِقَوْلِ حَسَّانَ

کہ سب سے پہلے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔ پھر حسان رضی اللہ عنہ کے قول کے ساتھ مثال دی ہے۔ پہلی سند ضعیف ہے۔ مالک بن مغول کے شیخ میں جہالت ہے۔ تاہم یہ دوسری سند کے ساتھ مضبوط ہو جاتی ہے۔ اگرچہ مجالد بن سعید بن عمیر ھمدانی جس کی کنیت ابو عمرو کوفی ہے۔ اس میں معمولی ضعف ہے پھر بھی یہ سند قوی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لَيْسَ بِالْقَوِيِّ۔ "یہ قوی نہیں" آخری عمر میں متغیر ہو گیا تھا۔ یہ مسلم کا راوی ہے۔ [تقریب:520] اس حدیث کا درجہ حسن ہے۔

Marfat.com

''اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے۔''

یہ دعا آپ نے تین مرتبہ فرمائی۔ اتنی دیر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ پشیمان ہوئے کہ میں نے اصرار کرکے اور معافی دینے کا انکار کر کے غلط کیا ہے۔ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پر حاضر ہوئے اور پوچھا: أَثَمَّ أَبُوْبَكْرٍ ''کیا ابوبکر گھر پر ہیں؟'' انہوں نے کہا: نہیں! تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آجاتے ہیں اور سلام کہتے ہیں:

فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَعَّرُ

''تب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور بدلنا شروع ہوگیا۔''

یہ دیکھ کر سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ مرعوب ہوکر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور کہا:

يَارَسُوْلَ اللهِ أَنَا كُنْتُ أَظْلَمُ

''اے اللہ کے رسول! میں نے ہی زیادتی کی ہے۔''

یہ بات سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ دہرائی۔ تاہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللهَ بَعَثَنِيْ إِلَيْكُمْ

''اللہ تعالیٰ نے مجھے تمھاری طرف مبعوث کیا''

تو تم نے مجھے جھٹلایا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: صَدَقَ اے اللہ کے مبعوث نبی آپ سراپا صداقت ہیں اور انہوں نے اپنے مال و جان کو میری غمگساری پر نچھاور کر دیا۔

فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْا لِيْ صَاحِبِيْ ؟ ''کیا تم میرے جانثار ساتھی کو میری وجہ سے چھوڑ نہیں سکتے؟ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ دہرائی۔ اس کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اذیت سے دوچار نہیں کیا گیا۔ (1)

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ اس وقت کی بات ہے جب کسی کے جواب میں بول رہے تھے۔ أَلَسْتُ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ ''کیا میں وہ نہیں ہوں جو سب سے پہلے اسلام لانے سے

---

(1) بخاری: 3661

Marfat.com

شرف یاب ہوا'' اور بھی اپنی اولیات کا شمار کرایا۔ ①

سیدنا حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دورِ جاہلیت میں ہی قوم کی ضلالت کا ذہن رکھتا تھا کہ یہ لوگ گمراہی کے کام کر رہے ہیں، یہ فضول عقائد ہیں جن پر یہ کاربند ہیں یہ بتوں کو پوجتے ہیں۔ میں اسی وہم وگمان میں غلطاں تھا کہ میں نے سن لیا کہ مکہ میں ایک آدمی نمودار ہوا ہے جو اچھی باتیں بتاتا ہے۔ میں اپنی سواری پر بیٹھا اور میں اس کے پاس حاضر ہوا تو پتہ چلا کہ وہ تو رسول کریم ﷺ ہیں۔ ان کی قوم چونکہ ان کے خلاف بدحواس ہو کر پریشان کرنے کی جرأت کر رہی تھی اس لیے آپ ﷺ چھپ کر دعوت دے رہے تھے۔ میں نے حیلہ وبہانہ سے آپ ﷺ تک رسائی حاصل کی اور میں نے سوال کیا۔ مَا أَنْتَ؟ آپ کیا ہیں......؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: أَنَا نَبِيٌّ ''میں نبی ہوں''

میں نے کہا: وَمَا نَبِيٌّ ؟ ''نبی کیا ہوتا ہے......؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: أَرْسَلَنِيَ اللهُ ''مجھے اللہ نے بھیجا ہے۔''

عبسہ نے کہا: وَبِأَيِّ شَيْءٍ أَرْسَلَكَ ؟ ''اللہ نے آپ کو کیا چیز دے کر بھیجا ہے......؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَرْسَلَنِيْ بِصِلَةِ الْأَرْحَامِ وَكَسْرِ الْأَوْثَانِ وَأَنْ يُوَحَّدَ اللهُ لَا يُشْرَكُ بِهِ شَيْءٌ

''مجھے اللہ نے صلہ رحمی کرنے اور بت شکنی کے لیے بھیجا ہے اور اللہ کی وحدانیت کے غلبہ کے لیے اور اس لیے کہ کوئی چیز شریک نہ ٹھہرائی جائے۔''

عبسہ نے کہا: اس دعوتِ خیر پر آپ کا کون ساتھ دے رہا ہے......؟

رسول اکرم ﷺ نے کہا: ایک آزاد مرد اور ایک غلام۔ اس وقت آپ ﷺ پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ایمان لائے تھے۔

---

① **سنده صحيح، لكنه معلول۔** ترمذی: 3667، ابن حبان: 15/279، ضحاک: 1/76، ضیاء فی المختارہ: 1/102، البزار: 1/94 یہ سند صحیح ہے لیکن اسے ترمذی، ابن ابی حاتم، دارقطنی نے معلول قرار دیا ہے۔ علل دارقطنی: 1/234

تحقيق الحديث: جریری اسے ابونضرہ سے بیان کرتا ہے اس میں اختلاف ہوا ہے۔ اسے عقبہ بن خالد اور یعقوب حضرمی نے، شعبہ اس سے جریری اس نے ابونضرہ۔ ابوسعید سے، اسے بیان کیا ہے۔ اسے ابومحمد بن صاعد اور یزداد بن عبدالرحمن نے ابوسعید اشج سے اور عقبہ بن خالد سے بیان کیا ہے۔ ابوسہل بن زیاد کہتا ہے عبدالرحمن بن خراش نے حسین جرجرائی سے اس نے یعقوب حضرمی سے ان سب نے شعبہ تک متصل بیان کیا ہے۔ جرجرائی اور یعقوب کے علاوہ دوسرے راوی شعبہ سے مرسل بیان کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ابن علیہ اور ابن مبارک اور متعدد راویوں نے اسے سعید سے مرسل بیان کیا ہے اور یہی صحیح ہے۔

Marfat.com

عبسہ نے کہا: إِنِّیْ مُتَّبِعُكَ ''میں آپ کے تابع فرمان ہوتا ہوں۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذَالِكَ يَوْمَكَ هٰذَا أَلَا تَرَى حَالِيْ وَحَالُ النَّاسِ وَلٰكِنِ ارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ فَإِذَا سَمِعْتَ بِيْ قَدْ ظَهَرْتُ فَأْتِنِيْ

''آج تم یہ کہہ رہے ہو میں آپ کی اتباع کا اقرار کرتا ہوں اس کا یہاں اب اظہار ممکن نہیں، میری حالت دیکھتے ہو! کہ ان لوگوں نے کتنی سنگین صورت حال سے دوچار کر رکھا ہے، لہٰذا ابھی آپ اپنے گھر چلے جاؤ جب آپ یہ سن لیں کہ میں غالب آ رہا ہوں پھر میرے پاس آ جانا''

عبسہ کہتے ہیں: اس کے بعد میں گھر چلا گیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ میں آمد کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق لوگوں سے حالات دریافت کرتا رہا اور خبروں کی جستجو رکھی۔

اسی دوران اہلِ یثرب (مدینہ) میں سے چند افراد سے میری ملاقات ہوئی، میں نے ان سے کہا:

مَا فَعَلَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ

''وہ آدمی جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں آیا تھا اس کا کیا بنا......؟

انہوں نے کہا: أَلنَّاسُ إِلَيْهِ سِرَاعٌ ''لوگ تو اس کی طرف بہت تیز رفتاری سے آ رہے ہیں'' قوم نے اسے قتل کرنا چاہا مگر وہ ایسا نہ کر سکی۔

عبسہ کہتے ہیں: میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس داخل ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول......! کیا آپ نے مجھے پہچان لیا ہے......؟ فرمایا: ہاں......! تم وہی ہو جو مجھے مکہ میں ملے تھے۔

میں نے کہا: جی! وہی ہوں۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول......! مجھے وہ کچھ بتایئے جس سے میں ناآشنا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے۔ اور خصوصاً مجھے نماز کے متعلق آگاہ کیجیے......!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

''صبح کی نماز پڑھو، پھر نماز سے رک جاؤ حتیٰ کہ آفتاب طلوع ہو جائے'' اور بلند ہو کر اوپر والی سطح پر آ جائے۔

Marfat.com

وجہ یہ ہے یہ سورج جب طلوع ہوتا ہے تو شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے نمودار ہوتا ہے اور کفار اس وقت سورج کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

ثُمَّ صَلِّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَشْهُوْدَةٌ مَحْضُوْرَةٌ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ

''ممنوع وقت کے بعد نماز پڑھو، یہ نماز ایسی ہے جس میں فرشتوں کی حاضری ہوتی ہے، حتی کہ سایہ نیزے کے برابر سیدھا ہو جائے تو نماز سے رک جاؤ، فَإِنَّ حِيْنَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ ''اس وقت دوزخ کو بھڑکایا جاتا ہے۔ اور جب سایہ آجائے تو پھر نماز پڑھو، اس وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

اس کے بعد نمازِ عصر پڑھو تو پھر غروب آفتاب تک نماز سے رک جاؤ اور جب غروب ہو رہا ہو تو پھر نماز نہ پڑھنا کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کفار اسے سجدہ کرتے ہیں۔

عبسہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! وضو کے متعلق کچھ بتا دیجیے......! آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی جب وضو کرتا ہے، کلی کرتا ہے یا ناک میں پانی داخل کرتا ہے یا ناک سے پانی جھاڑتا ہے تو إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ وَ فِيْهِ وَ خَيَاشِيْمِهِ ''اس کے چہرے، منہ اور ناک کی تمام خطائیں معاف ہو جاتی ہیں''

اور جب اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کی خطائیں جھڑ جاتی ہیں حتی کہ وضو کے پانی سے داڑھی کے کناروں سے بھی خطائیں نکل جاتی ہیں۔ اور جب یہ کہنیوں سمیت اپنے بازو دھوتا ہے تو اس کے بازوؤں کی خطائیں گر جاتی ہیں حتی کہ اس پانی کے ذریعے اس کے پوروں سے بھی گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

پھر یہ جب اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے بالوں کے کناروں سے گرنے والے پانی سے اس کے گناہ ساقط ہو جاتے ہیں اور جب یہ اپنے قدم ٹخنوں سمیت دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے پوروں سے پانی کے ساتھ گناہ ڈھل جاتے ہیں۔

فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلّٰى فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالَّذِيْ هُوَ لَهُ أَهْلٌ

''اس کے بعد اگر اس نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور اللہ کی حمد و ثناء کی اور اس کی بزرگی بیان کی جس کا وہ اہل ہے

إِنْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ

(یہ جب دل میں صرف جلال الٰہی کے لیے نماز پڑھتا ہے) تو یہ نماز سے فارغ ہو کر واپس ہوتا ہے تو اپنی خطاؤں سے ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ اس کی ماں نے اسے اب جنم دیا ہے۔''

Marfat.com

عمرو بن عبسہ نے یہ حدیث حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو ان سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: عمرو بن عبسہ! ذرا غور کرنا، آدمی کو ایک مقام پر ہی یہ سب کچھ مل جاتا ہے......؟

عمرو نے کہا: ابوامامہ......!

لَقَدْ كَبُرَتْ سِنِّيْ وَرَقَّ عَظْمِيْ وَاقْتَرَبَ أَجَلِيْ

''میری عمر دراز ہو چکی اور میری ہڈیاں کمزور ہو چکیں اور میری موت کا وقت قریب ہو چکا''

ایسی حالت میں مجھے اللہ اور رسول اکرم ﷺ پر جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے یہ حدیث آپ ﷺ سے دو یا تین یا سات بار بھی سنی ہوتی تو میں بیان نہ کرتا یہ تو میں نے سات مرتبہ سے بھی زیادہ سنی ہے تب بیان کی ہے۔ [1]

- حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اسلام میں تیسرا شخص تھا۔ [2]

- سیدنا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جس دن میں اسلام لایا اور اس دن میں اور بھی اسلام لائے تھے۔ میں سات دن اس طرح رہا کہ میں اسلام لانے والوں کا تیسرا حصہ تھا۔ [3]

- حضرت عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةُ أَعْبُدٍ وَامْرَءَتَانِ وَابُوْبَكْرٍ

''میں نے رسول اکرم ﷺ کو اس وقت دیکھا تھا جب آپ پر پانچ غلام، دو خواتین اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے تھے۔'' [4]

- سیدنا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسلام لانے میں میں چوتھا شخص ہوں، مجھ سے پہلے تین آدمی اسلام لائے تھے میں ان میں سے چوتھا تھا۔ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہا:

أَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اے اللہ کے رسول السلام علیکم! اور میں نے کہا، میں گواہی دیتا ہوں:

---

[1] مسلم: 832

[2] بخاری: 3726

[3] بخاری: 3727

[4] بخاری: 3660

Marfat.com

لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ

''کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

یہ سن کر میں نے دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ کے رخ تاباں پر مسرت کی لکیریں چمک اٹھیں۔

آپ ﷺ نے پوچھا: مَنْ أَنْتَ ؟ تم کون ہو......؟ میں نے کہا: إِنِّيْ جُنْدُبُ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ غَفَّارٍ

''میرا نام جندب ہے میں بنوغفار قبیلہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ [1]

✿ سیدنا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں چوتھا شخص ہوں جو ایمان لایا۔

لَمْ يُسْلِمْ قَبْلِيْ إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُوْبَكْرٍ وَّبِلَالٌ رضی اللہ عنہما [2]

''مجھ سے پہلے نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایمان لائے تھے۔''

✿ سیدنا جبیر بن نفیر کہتے ہیں سیدنا ابوذر اور سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہما دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم چوتھے مسلمان تھے کہ ہم سے پہلے نبی ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما اسلام لائے تھے، یہ اندازِ بیان ہے وگرنہ دونوں ہی نہیں جانتے کہ دوسرا کب اسلام لایا ہے۔ [3]

---

[1] **حسن وسنده ضعيف:** ابن حبان:16/83، حاکم:3/385، طبرانی کبیر:3/147، زوائد الہیثمی:2/925، الاحاد والمثانی:2/230

تحقیق الحدیث: اس میں راوی مالک بن مرثد ہے، یہ ثقہ تابعی ہے لیکن اس کا والد مجہول الحال ہے:2/236، 2/262 [2] ابوزمیل کا نام سماک بن ولید ہے لیس بہ باس۔ یہ مسلم کا راوی ہے:1/332۔ اور عکرمہ بن عمار کی حدیث حسن ہے بشرطیکہ اس کی مخالفت نہ ہو 2/30] اس کی سند ضعیف تو ہے لیکن اس حدیث کی تائید میں آئندہ آنے والا شاہد موجود ہے جس کی وجہ سے یہ حسن ہے۔

[2] **حسن و فی سنده ضعف:** حاکم:3/384، طبرانی کبیر:29/353

تحقیق الحدیث: سند کے نام، عمرو بن ابوسلمہ، صدقہ بن عبداللہ۔ نصر بن علقمہ، عن اخیہ ابن عائذ۔ جبیر بن نفیرؒ۔

یہ سند صدقہ نامی راوی کی وجہ سے ضعف والی ہے اس کے شیخ کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے متابعت کے وقت مقبول کہا ہے لیکن حافظ صاحب کی یہ بات درست نہیں۔ کیونکہ یہ ایسا راوی ہے جس کی توثیق کی گئی ہے یہ متابعت کی بنا پر مقبول ہونے سے اوپر ہے یہ باقاعدہ توثیق شدہ راوی ہے بغیر متابعت کے ثقہ ہے۔ عثمان بن سعید دارمی، رحیم سے بیان کرتا ہے کہ صدقہ کا شیخ ثقہ ہے اور اس کا بھائی محفوظ بن علقمہ بھی ثقہ ہے۔ [تہذیب الکمال:29/353]

انتباہ: عمرو بن عبسہ کہتے ہیں میں چوتھا مسلمان تھا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں چوتھا مسلمان ہوں۔ اگلی حدیث دونوں میں مطابقت بتائے گی کہ دونوں کا اندازہ تھا حقیقی بات کا دونوں کو علم نہ تھا یہ کون سے نمبر پر مسلمان ہیں۔

[3] **حسن بماقبله:** طبرانی فی مسند الشامیین:3/389، تاریخ طبری:1/540

تحقیق الحدیث: احمد بن یعقوب ثقفی، موسیٰ بن زکریا تستری، خلیفہ بن خیاط۔ یہ اس حدیث کے راوی ہیں۔ عمرو بن عبسہ کا نسب، عمرو بن عبسہ بن عامر بن خالد بن غاضرہ بن عتاب بن امری القیس ان کی والدہ رملہ بنت وقیعہ ہے جو بنوحرام سے تھیں۔

Marfat.com

یہ عمرو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی ماں کی طرف سے بھائی تھے۔ شام کے رہائشی تھے ان کی کنیت ابویحییٰ تھی۔ ❶

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ أَظْهَرَ إِسْلَامَهُ سَبْعَةٌ

''سب سے پہلے سات شخصیات نے اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کیا۔''

① رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
② سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
③ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ
④ عمار کی والدہ محترمہ سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا
⑤ سیدنا حضرت صہیب رضی اللہ عنہ
⑥ سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ
⑦ سیدنا حضرت مقداد رضی اللہ عنہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کا سامان تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے چچا ابوطالب کی وجہ سے کر دیا لیکن دیگر پیروان اسلام کو دشمنوں اور مشرکوں نے گرفت میں لے کر

فَأَلْبَسُوْهُمْ أَدْرَاعَ الْحَدِيْدِ وَصَهَرُوْهُمْ فِي الشَّمْسِ

''انہیں لوہے کی زرہیں پہنائیں اور انہیں آفتاب کی آب و تاب میں پگھلنے کے لیے چھوڑ دیا''

انہوں نے اتنا زیادہ ان مسکینانِ اسلام پر تشدد کیا کہ یہ دشمن جو بھی چاہتے ان سے مجبوراً اپنی ہمنوائی میں اگلوا لیتے اور اس کو قبول کرنے کے بغیر چارہ نہ تھا۔ صرف سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے مشرکوں کی ہمنوائی نہ کی تھی۔

فَإِنَّهُ هَانَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ فِي اللهِ

''انہوں نے اپنے آپ پر قابو رکھا اور اللہ کی کبریائی کے سامنے اپنی ذات کو گم کر دیا اور ظالموں کی ہر ستم رانی کا مقابلہ کیا۔ ان ظالموں کو بھی یہ مال مفت دل بے رحم کی مانند مل گئے۔ انہوں نے اس کوہِ استقامت کو مکہ کے اوباش لونڈوں کے حوالہ کر دیا۔

❶ مستدرک علی الصحیحین: 714/3

Marfat.com

وَأَخَذُوْا يَطُوْفُوْنَ بِهِ شِعَابَ مَكَّةَ ❶

وہ انہیں پکڑ لیتے ہیں اور مکہ کی گلیوں اور گھاٹیوں کے درمیان لیے پھرتے ہیں۔"

مگر ان کی زبان حق ترجمان یہ صدا بلند کیے ہوئے ہوتی۔ أَحَدٌ أَحَدٌ کہ اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابھی نوخیز جوان رعنا تھا میں عقبہ بن ابو معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ یہ مشرکوں کے خوف سے بھاگ دوڑ کر جان بچا رہے تھے۔ انہوں نے کہا:

يَا غُلَامُ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ لَّبَنٍ تَسْقِيْنَا

"اے لڑکے! تیرے پاس دودھ ہوگا جو ہمیں پلائے"

میں نے کہا: إِنِّيْ مُؤْتَمِنٌ وَلَسْتُ سَاقِيْكُمَا "یہ دودھ میرے پاس امانت ہے میں تمہیں پلانے سے قاصر ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

هَلْ عِنْدَكَ مِنْ جَذْعَةٍ لَمْ يُنْزَ عَلَيْهَا الْفَحْلُ

"کیا کوئی ایسی بکری ہے جس سے سانڈ نے جفتی نہ کی ہو"

میں نے کہا: ہاں! وہ ہے اور میں وہ کنواری بکری آپ ﷺ کے پاس لے آیا۔

نبی اکرم ﷺ نے اسے دھونے کے لیے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی: فَحَفَلَ الضَّرْعُ اس کا تھن دودھ سے لبریز ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک گہرا سا پتھر لائے اور آپ ﷺ نے اس

---

❶ **حسن**، مسند احمد: 3832، ابن حبان: 15/558، ابن ابی شیبہ: 7/252، ابن ماجہ: 150، حاکم: 3/320

تحقیق الحدیث: عاصم بن بہدلہ جو کہ ابن نجود کوفی ہے۔ ابوبکر کنیت ہے۔ المقری صدوق ہے کچھ اوہام کا شکار ہوتا ہے۔ قرأت میں حجت ہے اس کی حدیث بخاری اور مسلم میں آتی ہے [تقریب: 1/285، دارقطنی نے اسے معلول قرار دیا ہے۔ [العلل: 5/63]

یہ حدیث اس سند سے ہے یحیٰی بن ابو بکیر، زائدہ عاصم، زر، عبداللہ سے اسے روایت کرنے میں یحیٰی بن ابوبکر متفرد ہے۔ یہ وہم ہے زائدہ نے اسے منصور سے اس نے مجاہد سے بیان کی ہے اور اس طرح پھر اور لوگوں سے بیان کی ہے۔

ابن معین رحمہ اللہ نے اشارتاً فرمایا ہے: یہ حدیث سفیان، منصور اور مجاہد سے ہی فقط مروی ہے۔ [تاریخ ابن معین: 490]

ابو الفضل کہتا ہے سات آدمیوں نے سب سے اول اظہارِ اسلام کیا ہے یہ روایت باطل ہے یہ تو مجاہد کی اپنی رائے ہے متصل نہیں۔ یہ تنقید قابل قبول ہوتی اگر یحیٰی بن بکیر منفرد ہوتا۔ اس کی متابعت نہ آتی، تو یہ روایت باطل ہے یہاں اس کی متابعت موجود ہے جو اس سند میں ہے۔ حسین بن علی جعفی، زائدہ الخ اس سے مجاہد کی روایت کی متابعت آتی ہے اس سے اس میں قوت پیدا ہوئی۔ یہ راوی ثقہ ہے تو یہ سند حسن ہوئی۔ [حاکم۔ بیہقی: 8/209]

Marfat.com

میں دودھ دھویا۔ تو آپ ﷺ نے بھی پیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی پیا۔ میں نے بھی نوش کیا پھر آپ ﷺ نے تھن کو حکم دیا۔ أَقْلِصْ کہ ''سکڑ !'' وہ سکڑ گیا۔''

اس کے بعد میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا: عَلِّمْنِيْ مِنْ هٰذَا الْقَوْلِ ''یہ مجھے بھی سکھا دو!'' آپ ﷺ نے فرمایا: إِنَّكَ غُلَامٌ مُّعَلَّمٌ ''تو ایک تعلیم یافتہ جوان ہے''

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

فَأَخَذْتُ مِنْ فِيْهِ سَبْعِيْنَ سُوْرَةً لَا يُنَازِعُنِيْ فِيْهَا أَحَدٌ

''میں نے آپ ﷺ کے منہ مبارک سے 70 سورتیں یاد کی ہیں، ان میں سے کسی ایک میں بھی خلجان پیدا نہیں ہوا۔'' [1]

چند سبقت لیجانے والوں کے اسمائے گرامی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ضماد ازدی مکہ میں آئے۔ یہ ازد شنوءہ قبیلہ سے تھے۔ یہ جنون وغیرہ کا دم کرتے تھے۔ انہوں نے مکہ کے کم عقلوں سے سن رکھا تھا۔ یہ کہتے پھر رہے تھے:

إِنَّ مُحَمَّدًا مَّجْنُوْنٌ

''کہ محمد ﷺ دیوانگی میں مبتلا ہیں''

انہوں نے کہا: میں اس آدمی (محمد ﷺ) سے ملاقات کا خواہشمند ہوں۔ شاید میرے ہاتھ سے اسے شفا مل جائے۔ یہ آپ ﷺ سے ملے تو کہا:

يَا مُحَمَّدُ إِنِّيْ أَرْقِيْ مِنْ هٰذِهِ الرِّيْحِ

''اے محمد! میں اس جنون کا دم کرتا ہوں''

میرے ہاتھوں اللہ جسے چاہتا ہے اسے شفایاب کرتا ہے، آپ کو کوئی ایسی کسر ہے تو بتائیں ؟ اس کے

---

[1] **حسن:** مسند احمد: 4412، ابن ابی شیبہ: 6/327، طیالسی: 1/47، ابویعلی: 9/210
تحقیق الحدیث: حماد بن سلمہ، عاصم بن بہدلہ، الخ۔ یہ عاصم بن بہدلہ جو کہ ابونجود کا بیٹا ہے، کوفی ہے ابوبکر المقری کے نام سے مشہور ہے صدوق ہے۔ لہ اوہام۔ قراءت میں حجت ہے۔ اس کی حدیث بخاری اور مسلم میں دوسری روایت کے ساتھ ملا کر آتی ہے۔ [تقریب: 1/285]

Marfat.com

جواب میں آپ ﷺ نے خطبہ مسنونہ تلاوت کیا۔

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ .....

''تمام تعریفات اللہ کے لیے ہیں ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد طلب کرتے ہیں جسے اللہ ہدایت دیتا ہے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔''

میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

امابعد!

ضماد کہنے لگے: یہ کلمات دوبارہ دہرایئے۔ رسول اکرم ﷺ نے یہ کلمات تین مرتبہ دہرائے۔

ضماد رضی اللہ عنہ نے کہا:

لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ

''میں نے کاہنوں، جادوگروں اور شاعروں کا کلام سنا ہے مگر ان جیسے کلمات آج تک کسی سے نہیں سنے۔''

یہ کلام تو سمندر کی گہرائی تک رسائی رکھتا ہے اور پکار اٹھے:

هَاتِ يَدَكَ أُبَايِعْكَ عَلَى الْإِسْلَامِ

''ہاتھ بڑھایئے! میں اسلام پر آپ کی بیعت کرتا ہوں''

اور آپ ﷺ کے بیعت ہو گئے اور جب رسول اکرم ﷺ کے بیعت ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی قوم کی بیعت بھی کر و۔ انہوں نے کہا: میں اپنی قوم کی بیعت کا بھی ذمہ لیتا ہوں۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک فوجی دستہ بھیجا۔ وہ ضماد کی قوم کے پاس سے گزرا تو لشکر کے رئیس نے ان سے پوچھا تم نے ان لوگوں کی کوئی چیز تو نہیں چھیڑی۔ ایک آدمی نے کہا:

أَصَبْتُ مِنْهُمْ مِطْهَرَةً

میں نے ایک لوٹا لیا ہے۔ کہا: یہ واپس کر دو۔ یہ ضماد ازدی رضی اللہ عنہ کی قوم ہے، انہیں قطعاً نقصان نہ پہنچاؤ۔ ❁

❁ مسلم: 868

Marfat.com

ایاس بن معاذ رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا

سیدنا حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ابو حیسر انس بن رافع مکہ آیا تو اس کے ساتھ بنو عبد الاشہل کے چند نوجوان تھے۔ ان میں سے ایک ایاس بن معاذ بھی تھے۔ یہ اپنی قوم خزرج کے لیے قریش سے حلف اور پیمان کی التماس کرنے آئے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آمد کا سنا تو ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے ساتھ ایک نشست کی اور ان سے فرمایا:

''تم خیر سے آئے ہو؟'' انہوں نے کہا: آپ کا کیا مقصد ہے؟

فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں مجھے اس نے اپنے بندوں کے لیے مبعوث کیا ہے۔

أَدْعُوْهُمْ إِلٰى أَنْ يَّعْبُدُوْا اللهَ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّأَنْزَلَ عَلَيَّ الْكِتَابَ

''کہ میں بندوں کو یہ دعوت دوں کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں اور اس نے میرے اوپر کتاب نازل کی ہے۔''

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سامنے ان کے اسلام کا تذکرہ کیا اور قرآن پاک کی تلاوت کی تو ایاس بن معاذ نے کہا: یہ ابھی نوخیز لڑکے تھے۔

أَيْ قَوْمِ وَهٰذَا وَاللهِ خَيْرٌ مِّمَّا جِئْتُمْ لَهُ

''اے میری قوم، واللہ! یہ بہتر ہے اس چیز کی بہ نسبت جس کے لیے تم آئے ہو''

یہ سن کر ابو حیسر نے جس کا نام انس بن رافع تھا، اس نے مٹی کا چلو بھرا جو وادی بطحاء سے اس نے لی اور ایاس بن معاذ کے چہرے پر پھینک دی اور کہا:

چلا جا! یہاں ہم کسی اور کام آئے ہیں یہ سن کر ایاس خاموش ہو گئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس سے اٹھ کر واپس تشریف لے آئے اور یہ لوگ مدینہ واپس چلے گئے۔ مدینہ میں اوس اور خزرج کے درمیان جنگ بعاث کا سانحہ رونما ہوا تھا۔ اس سفر کے کچھ دیر بعد ایاس بن معاذ اس جنگ میں مارے گئے۔ ان کی موت کے وقت جو لوگ حاضر تھے انہوں نے بتایا کہ ہم مسلسل سنتے رہے تھے کہ وہ

Marfat.com

يُهَلِّلُ اللهَ وَيُكَبِّرُهُ وَيَحْمَدُهُ وَيُسَبِّحُهُ حَتّٰى مَاتَ

''لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ اور سبحان اللہ کہتے رہے تھے اور اسی حالت میں وہ فوت ہوئے تھے''

انہیں یقین ہے کہ ایاس حالت اسلام میں فوت ہوئے ہیں کیونکہ جب انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی گفتگو سنی تھی تو اسلام کا شعور ان میں بیدار ہو چکا تھا وہ مسلمان ہو چکے تھے۔ [1]

علانیہ دعوت کا آغاز

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی

وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ [2]

''اپنے قریبی خاندان والوں کو ڈرائیں''

تو نبی کریم ﷺ کوہِ صفا پر کھڑے ہو کر صدا لگاتے ہیں:

يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ

''اے بنو فہر! اے بنو عدی! قریش کے متعدد چھوٹے چھوٹے قبائل کو آپ ﷺ نے آواز دی تو وہ جمع ہو گئے اور جو خود نہ آ سکا اس نے اپنا نمائندہ بھیجا تا کہ وہ معاملہ کی حقیقت بتائے۔ ابولہب اور دیگر قریش کے اہم افراد بھی آ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے قریش! تم بتاؤ اگر میں یہ کہوں کہ

إِنَّ خَيْلًا بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ أَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُّصَدِّقِيَّ

---

[1] **سندہ قوی:** سیرت ابن ہشام: 275/2، مسند احمد: 23619، تفسیر طبری: 378/3، طبرانی: 276/1

تحقیق الحدیث: ابن اسحق نے یہ بغیر تدلیس کے بیان کی ہے انہوں نے شیخ سے سماع کی صراحت کی ہے۔ حصین بن عبدالرحمن بن عمرو بن معاذ انصاری اشہلی، ابو محمد مدنی کو ثقہ تبع تابعین میں شمار کیا ہے۔ ابن اسحق نے ان سے سماع کے صیغہ سے بیان کیا ہے۔

آجری کہتے ہیں میں نے ابوداود سے ان کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: وہ حسن الحدیث ہے۔ [تہذیب التہذیب: 2/328] محمود بن لبید بن عقبہ بن رافع اوسی اشہلی، ابو نعیم، مدنی صغیر صحابی ہیں رضی اللہ عنہ [تقریب: 1/522]

[2] الشعرا: 214

Marfat.com

''ایک لشکر جرار اس وادی میں موجود ہے جو تم پر حملہ آور ہوا چاہتا ہے کیا تم میری تصدیق کرو گے''

سب بہ یک آواز ہو کر بول اٹھے ہاں! مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا ''ہم تصدیق کرتے ہیں وجہ یہ ہے کہ ہمیں آپ سے جب بھی واسطہ پڑا ہے۔ ہم نے ہر کام میں آپ کو سچا ہی پایا ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے واشگاف انداز میں اعلان نبوت کر دیا۔ فرمایا:

فَإِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ

''میں سخت عذاب کے آنے سے پہلے پہلے تمہیں اس سے آگاہ کر رہا ہوں''

اس کے جواب میں ابولہب نے یہ ہرزہ سرائی کی:

تَبًّا لَّكَ سَائِرَ الْيَوْمِ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا

''آپ پر ہمیشہ ہلاکت ہو کیا اس لیے ہمیں یہاں اکٹھا کیا تھا؟ تو اس کی یوں زبان بندی کی گئی:

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۝١ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝٢

''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہو۔ اس کا مال اور اس کی کمائی اس کے کام نہ آئے گی۔'' [1]

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی کہ اپنے قریبی خاندان والوں کو آگاہ کرو۔ تو رسول اکرم ﷺ کھڑے ہوئے اور گروہِ قریش کو مخاطب کیا:

إِشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا

''خود کو بچاؤ! میں اللہ کے ہاں تمہیں کچھ کفایت نہ کروں گا''

اے بنو! عبد مناف! میں تمہارے کام نہ آؤں گا۔

اے عباس بن عبد المطلب! میں آپ کے کام نہ آؤں گا۔

اے صفیہ! (رسول اکرم ﷺ کی پھوپھی) میں آپ کے کام نہ آؤں گا''

يَا فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ ﷺ سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِيْ لَا أُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا

---

[1] بخاری: 4770,1394

Marfat.com

''محمد ﷺ کی گوشۂ جگر فاطمہ! میرے مال سے جوطلب کرنا ہے وہ کر لے ، اللہ کے ہاں میں تجھے کچھ کفایت نہ کرسکوں گا۔'' [1]

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آیت نازل ہوئی کہ اپنے قریبی خاندان کوڈراؤ تو رسول اکرم ﷺ نے اس پر لبیک کہتے ہوئے قریش کودعوت دی تو وہ سب خاص وعام وہاں جمع ہو گئے ۔آپ ﷺ نے فرمایا:

اے بنوکعب بن لوی......!

أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ

''آگ سے اپنی رہائی کرالو''

اے بنومرہ بن کعب! آگ سے اپنی رہائی کرالو!

اے بنوعبدشمس! آگ سے رہائی کرالو۔

اے بنوعبدمناف! آگ سے رہائی کرالو۔

اے بنوعبدالمطلب! آگ سے رہائی کرالے۔

فَإِنِّيْ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا [2]

''میں اللہ سے تمہارے لیے کچھ اختیار نہیں رکھتا صرف ایک رشتہ داری ہے اسے شاداب رکھوں گا۔''

قبیصہ بن مخارق اورزہیر بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ جب خاندان کوڈرانے کا آپ کوحکم ہوا تو نبی ﷺ پہاڑ کی چوٹی پر تشریف لے گئے اوراس کی بلندی پر ایک پتھر تھا آپ اس پر سرفراز ہو گئے اور بلند آواز سے پکار لگائی:

اے بنوعبدمناف......! میں آگاہ کرنے والا ہوں ۔میری اورتمہاری مثال ایسے ہے کہ ایک آدمی دشمن کو دیکھتا ہے اوروہ تیز رفتاری سے اپنے اہل وعیال کی طرف جاتا ہے کہ انہیں دشمن سے خبردار کرے اوروہ اتنا زیادہ دوڑتا ہے کہ میں پہلے پہنچ جاؤں کہیں دشمن مجھ سے پہلے نہ پہنچ جائے وہ اس اندیشہ سے دور ہی سے آواز دیتا ہے کہ گھر والے بچاؤ کا سامان کرلیں۔ [3]

---

[1] بخاری: 2753 ،مسلم: 204

[2] مسلم: 204

[3] مسلم: 207

Marfat.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنوعبدالمطلب کو اکٹھا کیا اور ان کی دعوت کی۔ ان میں ایسے افراد تھے جو پورا پورا بکرا کھا جاتے تھے اور مشکوں کے حساب سے شراب پیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے کھانا تیار کیا انہوں نے کھانا سیر ہو کر کھایا۔ اس کے باوجود ایسا تھا جیسا کسی نے کھایا ہی نہیں اتنا زیادہ بچ گیا۔ اسی طرح انہوں نے شراب بھی پی اور سیر ہو کر پی، مگر وہ اتنی زیادہ بچ گئی کہ گویا اسے کسی نے ہاتھ نہیں لگایا۔

کھانے سے فراغت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا:

يَابَنِيْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ إِنِّيْ بُعِثْتُ لَكُمْ خَاصَّةً وَ إِلَى النَّاسِ بِعَامَّةٍ وَقَدْ رَأَيْتُمْ مِّنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ مَا رَأَيْتُمْ

"اے بنوعبدالمطلب! میں تمہارے لیے خاص طور پر اور لوگوں کے لیے عام طور پر نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور تم نے ابھی اپنی آنکھوں سے اس کی نشانی کا مشاہدہ بھی کر لیا ہے کہ کھانا پینا ہوا ہے مگر کمی نہیں آئی تم میں سے کون ہے جو میری بیعت کرے گا"

اس بات پر عہد کرے کہ وہ میرا بھائی اور ساتھی رہے گا۔ ایک بھی کھڑا نہ ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ان میں سے سب سے چھوٹی عمر کا تھا میں کھڑا ہوا کہ بیعت کروں لیکن آپ نے کہا: اِجْلِسْ "علی بیٹھ جاؤ"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بیعت کا تین مرتبہ کہا۔ تینوں مرتبہ ہی میں کھڑا ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بٹھا دیتے تھے۔ تیسری مرتبہ ضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى يَدِيْ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے بیعت لی۔" [1]

ربیعہ بن ناجذ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا:

اے امیر المومنین! آپ اپنے چچا کے بیٹے کے وارث بنے ہیں، چچا کے وارث نہیں بنے۔ اس کے جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں یہ بات انہوں نے تین مرتبہ کہی، حتی کہ لوگوں نے ادھر پوری توجہ کی اور اپنے کان کھول لیے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہی تفصیل بتائی جو اوپر بیان ہوئی ہے کہ قریش نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سامنے اپنی نبوت کا اعلان کیا۔

یہ تفصیل بتا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: چونکہ میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیعت ہوا، میں اپنے چچا کے بیٹے

---

[1] **سندقوی:** مسند احمد: 1371، نسائی فی الکبریٰ: 125/5

تحقیق الحدیث: فضل بن سہل، عفان بن مسلم، ابوعوانہ، عثمان بن مغیرہ، ابوصادق، ربیعہ بن ناجذ۔ یہ سب راوی ہیں۔ تاریخ طبری: 1/543، میں اس کا متن منکر ہے۔ [یاد رہے! مسند احمد کے محققین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے]

Marfat.com

کا وارث بنا تھا، چچا کا نہیں بنا تھا، چچا مسلمان نہ تھا۔ [1]

صحیح وہ ہے جو احمد نے بیان کی ہے، اس میں فضل نے عفان کی متابعت کی ہے اس میں صرف یہ اضافہ منکر ہے، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے کہ میں چچا کے بیٹے، یعنی نبی ﷺ کا وارث اس لیے بنا ہوں کہ میں ایمان لایا تھا۔ یہ اضافہ منکر ہے کیونکہ نبی ﷺ کی تو وراثت ہوتی نہیں۔ اگر بالفرض اسے مان بھی لیا جائے تو یہ اس وقت ہوگی جب دعوت توحید کا آغاز تھا۔ ابھی احکام وراثت نازل نہیں ہوئے تھے۔ آپ پر بعد میں وحی ہوئی کہ آپ ﷺ کی وراثت نہیں جو آپ چھوڑ دیں وہ صدقہ ہے۔ یہ بات خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تسلیم کی تھی۔ اس متن کے منکر ہونے کی ایک اور چیز بھی دلیل ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مطالبہ کرنے پر بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وراثت لینے کا حق نہ جتایا تھا کیونکہ وہ جانتے تھے آپ کی وراثت نہیں۔

مالک بن اوس بن حدثان نضری کہتا ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسے بلایا اور ان کا غلام یرفا جو کہ دربان تھا اسے بھی آپ نے بلایا اور کہا:

عثمان، عبدالرحمن، زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم کو بلاؤ اور میرے پاس لاؤ، کچھ دیر بعد کہا: عباس اور علی رضی اللہ عنہما کو بھی بلاؤ، کہا: جی میں بلاتا ہوں۔ جب دونوں آ گئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا:

اے امیر المومنین! میرے اور میرے اس بھتیجے کے درمیان فیصلہ کیجیے یہ دونوں جو رسول اللہ ﷺ کو بنو نضیر سے مال فئ ملا تھا اس میں اختلاف کر رہے تھے بلکہ دونوں ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ ان سب موجود حضرات نے بھی مطالبہ کیا کہ امیر المومنین! ان کے درمیان فیصلہ کیجیے اور ان کی بے قراری دور کیجیے۔

حضرت عمر نے کہا:

ذرا تحمل سے بات سننا، میں تمہیں اس اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس کے حکم کے ساتھ آسمان قائم ہے۔ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: لَا نُوْرِثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ ''ہمارا انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو بھی ہم ترکہ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔''

سب حاضرین نے کہا: سچ ہے آپ ﷺ نے یہ کہا تھا۔

---

[1] **انتباہ:** یہ حدیث ربیعہ بن ناجذ کی وجہ سے قوی ہے کیونکہ ربیعہ ثقہ تابعی ہے (ثقات العجلی: 159، اس کا شاگرد بھی ثقہ تابعی ہے۔ تہذیب التہذیب: 130/12] اور تاریخ طبری والا متن منکر ہے۔ اس میں زکریا صاحب الطوام ہے۔ فضل بن سہل نے اس سے روایت میں وہم کیا ہے جیسا کہ سنن کبریٰ نسائی میں ہے: 125/5۔

Marfat.com

اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں:

أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ذَالِكَ

''میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں تم بھی جانتے ہو کہ رسول اکرم ﷺ نے یہ کہا تھا ہماری وراثت نہیں ہوتی؟''

انہوں نے کہا: جی! جانتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس معاملے کی پردہ کشائی کرتا ہوں کہ مال فیٔ وہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کے لیے خاص کیا ہے۔ اس میں کسی اور کو شریک نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ (1)

''جو مال اللہ نے اپنے رسول پر لوٹایا ہے تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے ہیں اور نہ ہی اونٹ چلائے ہیں۔''

یہ آیت بتا رہی ہے کہ یہ مال رسول اللہ ﷺ کے لیے خالص ہے تاہم آپ ﷺ نے اسے خود نہیں سمیٹا نہ ہی خود کو تم رشتہ داروں پر ترجیح دی ہے۔ آپ نے اس میں سے تمہیں حصہ دیا ہے اور تم پر آپ اسے تقسیم کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ باقی یہ رہ گیا تھا جس کا تم لوگ مطالبہ لے کر آئے ہو۔

رسول اکرم ﷺ اس مال میں سے اہل وعیال کا سال کا خرچہ لیتے تھے جو باقی بچتا تھا اسے اللہ کی راہ میں دیتے تھے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا تاحیات مبارک عمل رہا ہے۔ جب رسول اکرم ﷺ نے اس دارِفانی سے کوچ کیا تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اکرم ﷺ کا خلیفہ ہوں تو اس مال کو انہوں نے اپنے قبضہ میں لے لیا اور اسی پر عمل پیرا رہے جس پر رسول اللہ ﷺ کا عمل تھا۔ تم بھی اس وقت اسی طرح رہے ہو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما اور تم اس کا اعتراف بھی کرتے ہو۔ اللہ جانتا ہے:

إِنَّهٗ فِيْهِ لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ

''کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس میں سچے، نیکوکار، راہِ راست پر کاربند اور حق کے تابع تھے۔''

جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ راہی ملک بقا ہوئے تو میں نے یہ اقرار کیا کہ میں رسول اکرم ﷺ اور سیدنا

---

(1) الحشر: 6

Marfat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ہوں۔ میں نے یہ مال فئی دو سال اپنی امارت میں اپنے قبضے میں رکھا ہے میں بھی اس میں وہی طرزِ عمل اپناؤں گا جو رسول اکرم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنایا تھا اور اللہ کو معلوم ہے میں اس میں سچا، نیکوکار، راست اقدام اور تابع حق ہوں۔ پھر تم دونوں میرے پاس تشریف لائے ہو اور تمہاری بات بھی ایک ہے اور تمہارا معاملہ متحد ہے۔

اے عباس! تم آئے ہو میں بھی تمہیں یہی کہوں گا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہماری وراثت نہیں ہوتی۔ ہم جو بھی ترکہ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ اگر تمہارا خیال ہے کہ میں یہ مال تمہیں دے دوں تو اگر تم یہ مناسب سمجھتے ہو تو میں تمہیں دے دیتا ہوں۔ یہ صرف تمہارے کہنے پر کروں گا۔ لیکن تم مجھ سے اللہ کے نام پر عہد و میثاق باندھو کہ تم اس میں وہی طرزِ عمل اختیار کرو گے جو رسول اکرم ﷺ نے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا ہے اور جب سے میں خلیفہ بنا ہوں میں نے اختیار کیا ہے اس کے مطابق عمل کریں اگر تم ایسا نہ کرو گے تو پھر اس بارے میں مجھ سے بات نہ کرنا۔ اب بتاؤ اگر کہتے ہو تو میں تمہارے حوالے کر دیتا ہوں؟

اگر اس کے علاوہ فیصلہ چاہو تو اس ذات کی قسم! جس کے حکم سے یہ آسمان اور زمین قائم ہیں میں اس کے سوا کوئی فیصلہ نہ دوں گا قیامت تک میرا یہی فیصلہ ہے اگر تم اس سے درماندہ ہو تو پھر یہ مال میرے ہی سپرد کر دو میں خود اس کی کفالت و حفاظت کروں گا۔

مالک بن اوس والی یہ حدیث امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو انہوں نے کہا: مالک بن اوس نے سچ بیان کیا ہے کیونکہ میں نے اپنی خالہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے وہ فرماتی ہیں:

امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ ان سے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے مال فئی اپنے رسول ﷺ کو عطا کیا ہے امہات المومنین اس سے اپنے حصے کا آپ سے مطالبہ کرتی ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے انہیں روکا اور کہا: اَلَا تَتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؟ ''تم اللہ سے ڈرتی نہیں ہو؟'' کیا تم جانتی نہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: ہماری وراثت نہیں ہوتی ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔

إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ فِيْ هٰذَا الْمَالِ ؟

''آل محمد ﷺ بھی اس مال فئی سے کھائیں گے؟''

یہ نہ کہا تھا کہ سارا مال کھائیں گے۔ یہ حدیث سن کر امہات المومنین تو اپنے مطالبہ سے باز رہیں۔ اس کے

Marfat.com

بعد یہ مال صدقہ جو کہ مال فئ تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو نہ دیا ان کا غلبہ رہا، پھر یہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ہاتھ لگا، پھر یہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں آیا۔ پھر علی بن حسین کے ہاتھ میں آیا اور حضرت حسن بن حسن دونوں کے پاس دست بدست رہا۔

پھر یہ زید بن حسن کے ہاتھ میں آیا۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ترکہ صدقہ ہوتا ہے، وراثت نہیں۔ [1]

معجزۂ قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قرآن سنایا، جس سے اس کے دل میں رقت پیدا ہوئی۔ یہ بات ابوجہل تک پہنچی تو وہ ولید کے پاس آیا اور کہا:

"اے چچا......! آپ کی قوم یہ چاہتی ہے کہ آپ کے سامنے بھاری مالی ہدیہ پیش کرے۔

اس نے کہا: کیوں کس لیے وہ ایسا کرنا چاہتی ہے؟ اس نے کہا:

فَإِنَّكَ أَتَيْتَ مُحَمَّدًا "کہ تم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے تھے یہ مال اس لیے آپ کے قدموں میں نچھاور کر رہے ہیں کہ آپ ان سے توجہ ہٹالیں۔

ولید نے کہا:

قَدْ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ أَنِّي مِنْ أَكْثَرِهَا مَالًا

"قریش بخوبی جانتے ہیں، میں تمام قریش سے زیادہ صاحبِ مال ہوں" مجھے مال کی ضرورت نہیں۔

ابوجہل نے کہا: چچا کوئی ایسا اظہارِ خیال کیجیے جو آپ کی قوم کے لیے یہ پیغام بن جائے کہ آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کر دیا ہے اور آپ اسے ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

ولید نے کہا: وَمَا ذَا أَقُوْلُ "میں کیا کہوں، کچھ سمجھ نہیں آ رہا......؟

واللہ......! میں ایک ایسا آدمی ہوں، اشعار کی تمام اقسام کا ماہر ہوں، رجز، قصیدہ ہر صنف شعر سے خوب

---

[1] بخاری: 4034

Marfat.com

آشنا ہوں اور میں جنوں کے اشعار پر بھی ماہرانہ گہری نظر رکھتا ہوں۔

وَاللّٰہِ...! مَا يَشْبَهُ الَّذِیْ يَقُوْلُ شَيْئًا مِنْ هٰذَا

''واللہ......! جو محمد ﷺ کہتے ہیں آپ ﷺ کی کوئی بات بھی شاعرانہ میل نہیں رکھتی۔''

اللہ کی قسم......!

إِنَّ لِقَوْلِهِ الَّذِیْ يَقُوْلُ حَلَاوَةً وَإِنَّ عَلَيْهِ لَطَلَاوَةً وَإِنَّهُ مُثْمِرٌ أَعْلَاهُ مُغْدَقٌ أَسْفَلُهُ وَإِنَّهُ لَيَعْلُوْ وَمَا يُعْلٰى وَإِنَّهُ لَيَحْطِمُ مَا تَحْتَهُ

''آپ ﷺ کی بات میں بے انتہا شیرینی ہے اور اس میں تازگی ہے اور اس کا بالائی حصہ نفع بخش اور ثمر آور ہے اور اس کی گہرائی میں چشمہ کی مانند جوش ہے اور یہ گفتگو چھا جاتی ہے دبتی نہیں اور یہ کوہِ گراں کی مانند ہے جو بھی اس کی بات کے نیچے آتا ہے اسے اٹھنے کا یارا نہیں رہتا اتنی زیادہ اسے توڑ دیتی ہے۔''

ابو جہل نے کہا: چچا بات یہ ہے یہ تو آپ ان کی تعریف کرتے جا رہے ہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آپ کی قوم اس وقت تک آپ سے رضامند نہ ہوگی۔ جب تک آپ ان کے بارے میں کوئی تنقید نہ کریں گے۔

اس نے کہا: دَعْنِیْ أُفَكِّرُ ''چھوڑ دو مجھے کچھ سوچنے دو'' اس نے کچھ دیر سوچا اور کہا: یہ محمد ﷺ کا کلام جادو ہے جسے یہ دوسروں سے نقل کرتے ہیں۔ تعصب نے تسلیم شدہ حقیقت سے اندھا کر دیا۔

سورت مدثر کی یہ آیات اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں:

ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ﴿۱۱﴾

''چھوڑ دو مجھے اور اسے جسے میں نے اکیلا پیدا کیا ہے۔''

❁ سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ قریش کے ایک اجتماع میں تھا یہ اس وقت کی بات ہے جب موسم حج کی آمد آمد تھی۔ ان کے اجتماع کا مقصد یہ تھا کہ حضرت محمد ﷺ کے خلاف وفود عرب کو آگاہ کرنے کے لیے ایک متفقہ اعلامیہ تیار کیا جائے۔ اس پر انہوں نے تجاویز کے لیے سربراہانِ قریش کو مجلس میں بلا رکھا تھا۔ اس میں سب نے بیک آواز ولید سے کہا: ابو عبد شمس......! تم بتاؤ اور اپنی جچی تلی رائے دو کہ ہم اسے روبعمل

---

❶ **صحیح**: البدایہ والنہایہ: 67/3، مستدرک حاکم: 550/2، بیہقی فی الدلائل: 198/2

تحقیق الحدیث: تمام راوی ثقہ ہیں۔ معمر ہے یہ بھی ثقہ، ثبت اور حافظ ہے۔ تقریب: 541، اور ایوب بن ابی تمیمہ ہے۔ یہ بھی امام، ثقہ، ثبت اور حجت ہے فقہاء میں سے ہے اور شب زندہ دار تھا۔ [تقریب: 117]

Marfat.com

لاسکیں۔اس نے کہا: پہلے تم اپنی تجاویز پیش کرو، میں سنتا ہوں۔ایک نے کہا: یہ کاہن ہے۔اس نے کہا: یہ کاہن نہیں ہے۔میں نے کاہنوں اوران کے زمزموں کو دیکھاسنا ہے،آپ ﷺ کا کلام اس سے بالاتر ہے۔

انہوں نے کہا: ہم یہ کہہ دیتے ہیں یہ دیوانہ ہے۔

یہ مجنون بھی نہیں! میں جنون کو جانتا ہوں۔اس کا نہ تو گلا گھٹتا ہے نہ اسے خلجان ہوتا ہے نہ یہ وسوسہ کا شکار ہے۔

انہوں نے کہا: تو ہم یہ مشہور کرتے ہیں کہ یہ شاعر ہے۔

اس نے کہا: یہ شاعر بھی نہیں۔ہم اشعار کی تمام اصناف جانتے ہیں، رجز،ھزج،قریضہ،مقبوضہ اور مبسوطہ تمام قسموں سے ہم آگاہ ہیں اس کا کلام شعر نہیں......!

انہوں نے کہا: ہم جادوگر قرار دے دیتے ہیں۔

اس نے کہا: یہ جادوگر بھی نہیں۔میں نے جادوگروں اوران کے سحر،ان کی پھونکوں اور گرہوں کو دیکھا ہے۔ اس میں سے محمد ﷺ کے کلام میں ایک چیز بھی نہیں......!

لوگوں نے کہا: ابوعبد شمس تم ہی بتاؤ، پھر ہم کیا کہیں؟ اس نے کہا: واللہ......! اس کے کلام میں شیرینی ہے اس میں چشمہ کی مانند ٹھنڈک ہے اوران کا کلام مفید ہے۔مذکورہ الزامات میں سے جو بھی الزام دھروگے وہ خود بولے گا کہ تم نے جھوٹ کہا ہے۔مناسب ترین بات یہ ہے کہ تم کہو:

سَاحِرٌ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَبَيْنَ أَبِيْهِ وَبَيْنَ الْمَرْءِ وَبَيْنَ أَخِيْهِ وَبَيْنَ الْمَرْءِ وَبَيْنَ زَوْجِهِ وَبَيْنَ الْمَرْءِ وَبَيْنَ عَشِيْرَتِهِ

''یہ جادوگر ہے آدمی اوراس کے باپ کے درمیان، آدمی اوراسکے بھائی کے درمیان، آدمی اوراس کی بیوی کے درمیان اور آدمی اوراس کے خاندان کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے۔''

یہ متفقہ اعلامیہ لے کروہ مکہ میں پھیل گئے۔اس کے بعد ولید بن مغیرہ کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں کہ ''مجھے اوراسے چھوڑ دو میں اسے سقر دوزخ میں داخل کروں گا۔'' [1]

---

[1] **حسن:** بیہقی شعب الایمان:1/157۔

تحقیق الحدیث: اس سند میں ضعف ہے لیکن ماقبل والی حدیث کی وجہ سے حسن ہے۔اس کے ضعف کی وجہ یہ ہے کہ محمد بن ابی محمد مدنی مولی زید بن ثابت ہے یہ سعید بن جبیر اور عبدالرزاق سے بیان کرتا ہے اس سے ابن اسحٰق بیان کرتا ہے اسے ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔[لسان المیزان:7/374] لیکن یہ توثیق کافی نہیں، تاہم شواہد کی بنا پر یہ حدیث حسن ہے۔

Marfat.com

سیدنا حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے مجھے رسول اللہ ﷺ کی پہچان اس دن ہوئی کہ میں مکہ میں ابوجہل کے ساتھ جا رہا تھا کہ ہماری ملاقات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوئی۔ آپ ﷺ نے ابوجہل سے کہا:

يَا أَبَا الْحَكَمِ هَلُمَّ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُوْلِهِ وَإِلَى كِتَابِهِ أَدْعُوْكَ إِلَى اللهِ

''اے ابوحکم! اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف اور اس کی کتاب کی طرف آجاؤ میں دعوت الی اللہ دے رہا ہوں۔''

اس نے کہا: اے محمد......! آپ ہمارے معبودوں کو گالیاں دینا بند کرو۔ تم یہی چاہتے ہو کہ ہم یہ گواہی دیں کہ آپ نے اپنا فریضہ ادا کر دیا ہے تو ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے اپنی یہ ذمہ داری پوری کر دی ہے۔ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے ابوجہل سے رخ موڑ لیا اور میری طرف متوجہ ہوئے تو میں نے کہا:

وَاللهِ ! إِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَنَّ مَا تَقُوْلُ حَقٌّ

''میں جانتا ہوں کہ آپ جو بھی کہتے ہیں یہ حق ہے۔''

لیکن بنوقصی کہتے تھے۔ حجابت (بیت اللہ پر چادر وغیرہ چڑھانے) کا اعزاز ہمارے پاس ہے اور مہمان نوازی کا شعبہ بھی ہمارے پاس ہے۔ ہم نے یہ بھی قبول کیا۔ یعنی بنومخزوم حجابت اور مہمان نوازی میں بھی مقابلہ آراء ہیں۔

پھر بنوقصی نے کہا: ندوہ یعنی مشاورت کا شعبہ بھی ہم میں ہے۔ ہم نے تسلیم کیا۔

پھر انہوں نے کہا: سقایت حاجیوں کو پانی پلانے کا معاملہ بھی ہمارے پاس رہے گا۔ یہ بھی ہم نے برداشت کیا۔ لیکن انہوں نے کھانا کھلانے میں تیز روی دکھائی تو ہم نے بھی کھلایا۔

حَتّٰى إِذَا تَحَاكَّتِ الرَّكْبُ قَالُوْا مِنَّا نَبِيٌّ وَاللهِ لَا أَفْعَلُ

یہاں تک کہ جب قافلے آپس میں مقابلہ آراء رہے تو ہم نے ہر معاملہ میں صف آرائی اور برابری کی، اب انہوں نے کہا کہ ہم میں سے نبی مبعوث ہوا ہے اس میں بھی ہمارا مقابلہ ہے۔ واللہ! میں اسے قبول نہ کروں گا۔ [1]

---

[1] **حسن:** ابن ابی شیبہ: 255/7، بیہقی فی دلائل النبوۃ: 207/2

تحقیق الحدیث: احمد بن عبدالجبار۔ یونس ہشام بن سعد، زید بن اسلم، مغیرہ (یہ سند جید ہے) احمد بن عبدالجبار کا سماع سیرت کے بارے میں صحیح ہے۔ فعل اس کی تائید کرتا ہے اور ہشام بن سعد حسن الحدیث ہے۔ [التہذیب: 11/39]

ابوداود کہتے ہیں جب یہ زید بن اسلم سے بیان کرتا ہے تو یہ اثبت الناس ہے۔ زید بن اسلم ارسال کرتا تھا اس کے باوجود یہ احتمال ہے کہ اس حدیث کے شواہد ہیں جو اسے قوی بنا دیتے ہیں، لہٰذا یہ بیہقی کے نزدیک بھی قوی ہے۔ دونوں طریق مرسل ہیں ایک زہری والی سند ہے، دوسری ابواسحٰق والی ہے۔ اس حدیث کی گواہی ابوجہل والا واقعہ ہے جو بھی اوپر ذکر ہوا ہے۔ جس میں عاتکہ کا واقعہ ذکر ہوا ہے۔ اس بنا پر یہ سند حسن ہے۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معجزات کا مطالبہ

① (شق قمر کا معجزہ)

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا:

أَنْ يُرِيَهُمْ أَيَةً فَأَرَاهُمْ إِنْشِقَاقَ الْقَمَرِ ❶

''کہ آپ انہیں کوئی نشانی دکھائیں تو آپ نے انہیں چاند دو ٹکڑے ہوتا ہوا دکھایا۔''

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ماہتاب پھٹا تھا، ہم اس وقت منیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ نے فرمایا:

إِشْهَدُوْا وَذَهَبَتْ فِرْقَةٌ نَحْوَ الْجَبَلِ ❷

''گواہ رہو، چاند شق ہوا ہے اس کا ایک ٹکڑا پہاڑ کی طرف گیا تھا۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم منیٰ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے چاند دو ٹکڑوں میں پھٹ گیا ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے گرا، ایک ٹکڑا اس کے قریب گرا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس پر گواہ رہو۔ ❸

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

إِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں چاند پھٹا۔''

قریش نے کہا: یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جادو ہے۔ اب انتظار کرو کہ مسافر کیا بتاتے ہیں:

فَإِنَّ مُحَمَّدًا لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَسْحَرَ النَّاسَ كُلَّهُمْ

---

❶ بخاری: 3637، مسلم: 2802 یاد رہے! انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

❷ بخاری: 3869

❸ مسلم: 2800

Marfat.com

”کہ محمد ﷺ سب لوگوں کو جادو زدہ نہیں کر سکتے۔“

جب وہ مسافر آئے تو انہوں نے کہا: چاند دو ٹکڑے ہوا تھا۔ ہم نے دیکھا تھا۔ [1]

(2) کوہِ صفا سونے میں تبدیل کرنے کا مطالبہ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قریش نے نبی اکرم ﷺ سے کہا:

أُدْعُ لَنَا رَبَّكَ أَنْ يَّجْعَلَ لَنَا الصَّفَا ذَهَبًا وَ نُؤْمِنْ بِكَ

”یہ کوہِ صفا ہمارے لیے سونے کا بنا دو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: وَتَفْعَلُوْنَ ”تم ایسا کرو گے“ انہوں نے کہا: ہاں! آپ نے خوش ہو کر دعا کی تو آپ ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا: آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے:

إِنْ شِئْتَ أَصْبَحَ لَهُمُ الصَّفَا ذَهَبًا

”اگر آپ چاہتے ہیں تو صفا ان کے لیے سونا ہو جاتا ہے۔“

مگر اس کے بعد جس نے کفر کیا میں اسے ایسا عذاب دوں گا کہ کسی کو دنیا میں ایسا عذاب نہ ہوا ہوگا۔ اور اگر آپ چاہتے ہیں تو میں ان کے لیے بَابَ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ ”توبہ اور رحمت کا دروازہ کھول دیتا ہوں“

آپ ﷺ نے فرمایا: بَلْ بَابُ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ ”نہیں توبہ و رحمت کا دروازہ ہی کھول دیا جائے۔“ [2]

---

[1] **سندہ صحیح** : ابوداود (طیالسی): 1/38۔ تفسیر طبری: 27/85، الشاشی: 1/402، اعتقاد اہل السنہ للالکائی: 4/794

تحقیق الحدیث: اس سند کے راوی ثقات ہیں۔ ابوضحیٰ ثقہ تابعی ہے۔ اس کا نام مسلم بن صبیح ہے۔ [التہذیب: 20/132] مغیرہ بن مقسم ثقہ اور متقن ہے تاہم کبھی تدلیس کرتا ہے اس کی متابعت ہوئی ہے۔ امام اعمش نے اس کی متابعت کی ہے جو اس کی مثل امام ہے۔ [سیرت ابن کثیر: 119/2] لہٰذا اس کی سند صحیح ہے۔

[2] **سندہ صحیح:** مسند احمد: 2166، حاکم: 1/120-1190

تحقیق الحدیث: یہ ساری سلمہ کی سند سے ہے۔ عبدالرحمن بن مہدی امام ہے۔ حافظ اور ثقہ ہے اور ثبت ہے حدیث اور رجال کا ماہر ہے۔ [تقریب: 1/439، تہذیب: 6/279] اور سلمہ بن کہیل تابعی ہے اور ثقہ [تقریب: 1/318 ہے، اس کا شیخ بھی ثقہ ہے۔ اس کا نام عمران بن حارث سلمی ہے۔ کنیت ابوالحکم کوفی ہے۔ یہ مسلم کا راوی ہے۔ [التقریب: 2/82، التہذیب: 8/124]

Marfat.com

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ کوہ صفا ان کے لیے سونے کا بنا دو اور پہاڑوں کو یہاں سے دور کر دو تاکہ ہم یہاں کھیتی باڑی کریں۔

آپ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ یہ مطالبہ مؤخر کر دیں تو آپ کی مرضی اور اگر آپ چاہتے ہیں تو ان کا مطالبہ پورا کر دیا جاتا ہے، لیکن اگر انہوں نے اس کے بعد بھی کفر کیا تو انہیں نیست و نابود کر دیا جائے گا جس طرح کہ پہلے لوگوں کو ہلاک کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں......! میں یہ مطالبہ مؤخر کرتا ہوں تاہم عذاب نہ آئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی:

وَ مَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَ اٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً [1]

"نہیں ہم کو روکا کہ ہم نشانیاں بھیجیں مگر یہ کہ پہلوں نے انہیں جھٹلایا اور ہم نے ثمود قوم کو اونٹنی دی جو روشن نشانی ہے۔"

ابتلاء کا دور

سیدنا حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ مجھے کوئی وہ بات بتاؤ جو مشرکوں نے حضرت نبی کریم ﷺ سے کہی ہو اور آپ ﷺ سے ان کا سخت ترین رویہ بتاؤ۔

انہوں نے کہا: میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ اس نے آپ ﷺ کی گردن مبارک میں کپڑا ڈالا اور اسے سخت گھونٹا۔ سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اسے دھکا دیا اور کہا:

أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ

"کیا تم ایسے آدمی کے قتل کے درپے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب سے ظاہر

---

[1] بنی اسرائیل: 59 **سندہ صحیح**: مسند احمد: 2333 تفسیر طبری: 15/108، حاکم: 2/394، المختارہ: 10/78

تحقیق الحدیث: جریر بن حازم بن زید بن عبداللہ ازدی۔ ابوالنضر بصری۔ یہ وہب کا والد ہے۔ ثقہ ہے لیکن قتادہ سے اس کی حدیث میں ضعف ہے۔ اسے کچھ اوہام ہیں یہ اس وقت ہوتے ہیں جب یہ حفظ سے بیان کرتا ہے۔ یہ 70ھ میں فوت ہوا۔ اس میں اختلاط پیدا ہو گیا تھا۔ اس نے حالتِ اختلاط میں حدیث بیان نہیں کی۔ [تقریب التہذیب: 38] لیکن یہ حدیث اس نے قتادہ سے بیان نہیں کی اس لیے ضعیف نہیں۔ جعفر ایاس ابوبشر بن ابووحشیہ ثقہ ہے۔ یہ سعید بن جبیر میں اثبت ہے، حبیب بن سالم سے اور مجاہد سے بیان کرے تو شعبہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے [تقریب التہذیب: 139]

Marfat.com

دلائل لے کر آیا ہے۔" [1]

ابن تدرس بیان کرتا ہے کہ لوگوں نے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اکرم ﷺ کی سخت ترین آزمائش کا ذکر کریں۔ انہوں نے کہا: مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے مشرکوں کی ایک جماعت بھی موجود تھی۔ انہوں نے آپ ﷺ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آپ یہ یہ ناپسندیدہ باتیں کرتے ہیں، چلو ان سے پوچھیں۔ ایک جماعت آپ کے پاس گئی اور کہا: تم نے یہ یہ کہا ہے......؟

آپ نے فرمایا: ہاں......! آپ ان سے کوئی بات غلط نہ بیان کرتے تھے نہ ہی جھوٹ بولتے تھے۔

انہوں نے آپ ﷺ پر دست درازی شروع کر دی۔ ایک آدمی نے چیخ چیخ کر میرے باپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: أَدْرِكْ صَاحِبَكَ "اپنے ساتھی کی خبر لو" یہ سنتے ہی آپ کی طرف میرے ابا جان دوڑتے ہوئے گئے اور انہوں نے زلفیں رکھی ہوئی تھیں وہ اٹھ رہی تھیں۔ میرے ابو جی نے جاتے ہی کہا: افسوس ہے تم اس آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے......!

انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو چھوڑ دیا اور میرے ابو کی طرف متوجہ ہو گئے انہیں مارا۔ جب وہ ہمارے پاس آئے تو کہہ رہے تھے: تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ "بابرکت ہے اللہ جلالت والا اور عزت والا"

میرے ابو جان کی زلفیں بکھری ہوئی تھیں اور وہ ہاتھ سے درست کر رہے تھے۔ [2]

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ابولہب ہلاک ہو گیا ہے۔ تو ایک کانی عورت جس کا نام ام جمیل بنت حرب تھا۔ یہ ابولہب کی بیوی تھی۔ یہ بڑبڑاتی ہوئی آئی اور اس کے ہاتھ میں پتھر تھا وہ کہہ رہی تھی: مُذَمَّمًا أَبَيْنَا "ہم مذمم کا انکار کرتے ہیں" وَدِيْنَهُ قَلَيْنَا "اور ہم اس کے دین سے ناراض ہیں وَأَمْرَهُ عَصَيْنَا "اور ہم اس کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں"

---

[1] بخاری: 3678

[2] **حسن:** سعید بن منصور: 2/320، وفی سندہ ضعف، ابویعلی: 1/52، حمیدی: 1/155 والضیاء فی المختارہ: 6/221، سنن سعید بن منصور: 2/371

تحقیق الحدیث: سند کا مرکزی کردار سفیان ہے۔ ولید بن کثیر، ابن تدرس، اس میں ضعف ہے، ضعف کی وجہ ابن تدرس ہے۔ اگر یہ محمد بن مسلم بن تدرس ہے جس کا لقب ابوزبیر ہے تو یہ ثقہ ہے لیکن یہ مدلس ہے، اس نے اسماء سے سماع کی تصریح نہیں کی اور اگر یہ یزید بن تدرس ہے جیسا کہ بعض سندوں میں آتا ہے تو یہ محمد کا بھائی ہے اس کا ترجمہ موجود نہیں تاہم اوپر والی حدیث کی وجہ سے یہ حدیث حسن ہے۔ ہیثمی کا قول ہے: اسے ابویعلی نے روایت کیا ہے اس کی سند میں تدرس ہے جو ابوزبیر کا دادا ہے۔ ولم يعرفه وبقية رجاله ثقات۔ [مجمع الزوائد: 11/6] بہر صورت یہ حسن درجہ کی حدیث ہے۔

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

اس عورت کو آتے ہوئے دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

اے اللہ کے رسول......! مجھے اندیشہ ہے کہ یہ آپ کو دیکھ لے گی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّهَا لَنْ تَرَانِيْ وَقَرَءَ قُرْاٰنًا إِعْتَصَمَ بِهِ

''یہ ہرگز مجھے نہ دیکھ پائے گی اور آپ ﷺ نے قرآن پڑھا اور اس کے ساتھ پناہ لی۔''

جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

وَ إِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ (1)

''اور جب تو قرآن پڑھتا ہے تو ہم نے تیرے اور ان لوگوں کے درمیان جو ایمان نہیں لاتے پردہ کر دیا ہے۔''

وہ عورت آئی حتی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہر گئی۔ رسول اکرم ﷺ کو نہ دیکھ پائی۔ کہنے لگی: اے ابوبکر! مجھے اطلاع ملی ہے کہ تیرے یار نے میری ہجو اور مذمت کی ہے......؟ انہوں نے کہا:

لَا وَرَبِّ هٰذَا الْبَيْتِ مَا هَجَاكِ

''نہیں! مجھے اس گھر کے رب کی قسم! انہوں نے تیری ہجو نہیں کی''

تیری اطلاع غلط ہے۔

وہ پھر گئی اور کہتی جاتی تھی:

قَدْ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ أَنِّيْ إِبْنَةُ سَيِّدِهَا

''قریش جانتے ہیں کہ میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔

ایک دفعہ وہ ام جمیل طواف کرتے ہوئے اپنی چادر کے پلو کے پاؤں کے نیچے آنے کی وجہ سے گر گئی تو کہنے لگی:

تَعِسَ مُذَمَّمٌ ''مذمم ہلاک ہوا۔'' (2)

---

(1) بنی اسرائیل:45

(2) **حسن وسنده ضعيف:** تفسیر ابن کثیر:4/731، ابویعلی:1/53، حاکم:2/393، حمیدی:153

تحقيق الحديث: ابن تدرس کی وجہ سے ضعف ہے۔ ہیثمی کہتا ہے: اسے ابویعلی نے روایت کیا ہے۔ اس میں تدرس ہے جو ابوزبیر کا دادا ہے میں اس کو نہیں پہچانتا۔ بقیہ روای ثقات ہیں۔ لیکن یہ حدیث قوی ہے۔ بعد والی حدیث اسے قوی بنا دیتی ہے۔[مجمع الزوائد:6/11]

Marfat.com

۞ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری کہ ابولہب ہلاک ہو جائے اور اس کی بیوی ایندھن اٹھانے والی ہے اور اس کی گردن میں کھجور کی بٹی رسی ہے۔ تو ابولہب کی بیوی سے کسی نے کہہ دیا کہ محمد ﷺ نے تیری ہجو کی ہے۔ یہ رسول اکرم ﷺ کے پاس آتی ہے۔ آپ ﷺ ایک جماعت میں بیٹھے تھے۔ کہنے لگی: يَا مُحَمَّدُ عَلَى مَا تَهْجُوْنِيْ ''تم نے کس بنا پر میری مذمت کی......؟

آپ ﷺ نے فرمایا: وَاللهِ مَا هَجَوْتُكِ ''اللہ کی قسم......! میں نے تیری ہجو نہیں کی۔ اللہ نے تیری ہجو کی ہے۔ کہنے لگی: کیا میں تمہیں ایسی نظر آتی ہوں کہ میں ایندھن اٹھاؤں گی یا میری گردن میں رسی ڈالی جائے گی۔ پھر وہ چلی گئی۔

رسول اکرم ﷺ پر کچھ دن وحی نازل نہ ہوئی تو یہ آئی اور کہنے لگی:

يَا مُحَمَّدُ ! مَا أَرَى صَاحِبَكَ إِلَّا وَقَدْ وَدَّعَكَ وَ قَلَاكَ

''اے محمد! تیرا ساتھی تجھے چھوڑ گیا ہے اور ناراض ہو چکا ہے۔''

تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آیات نازل کیں۔

وَالضُّحٰى ۙ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ؕ﴿۳﴾ (1)

''چاشت کی قسم! رات کی قسم! جب وہ چھا جاتی ہے۔ تیرے رب نے تجھے چھوڑا نہیں، نہ ہی وہ ناراض ہوا ہے۔''

۞ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب سورت لہب نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی آئی۔ رسول اکرم ﷺ ایک جگہ پر جلوہ گر تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا: حضرت ذرا ایک جانب تشریف لے جائیں کہیں یہ آپ کو اذیت نہ دے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: إِنَّهُ سَيُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهَا ''میرے اور اس کے درمیان رکاوٹ حائل کر دی جائے گی۔ وہ آئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قریب کھڑی ہوئی اور کہا:

اے ابوبکر! تیرے ساتھی نے میری ہجو کی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں......! مجھے اس گھر کے

---

(1) **سندہ ضعیف وھو حسن:** حاکم: 573/2، مستدرک حاکم: 574/2

تحقیق الحدیث: عبداللہ جفار، احمد بن مہران اصبہانی، عبداللہ بن موسیٰ۔ اسرائیل، ابواسحٰق، یزید بن زید۔ یہ سند بہت ضعیف ہے۔ اسحٰق بن محمد ہاشمی جو ابوغرزہ سے بیان کرتا ہے اور اس سے حاکم بیان کرتا ہے اس پر اتہام ہے کہ جھوٹا ہے۔ [الکشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث: 65] دوسری سند میں بھی ضعف ہے کیونکہ احمد بن مہران بن خالد۔ ابوجعفر یہ اہل یزد سے ہے۔ یہ عبیداللہ بن موسیٰ سے بیان کرتا ہے اس میں جہالت ہے۔ [لسان المیزان: 316/1] تاہم اس ضعیف سند کے باوجود یہ حسن سند ہے کیونکہ اس سے پہلی حدیث اور بعد والی حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

Marfat.com

رب کی قسم......! آپ نہ تو شعر گوئی کرتے ہیں اور نہ ہی یہ آپ کی زبان پر چڑھتے ہیں۔ آپ نے تیری ہجو کیسے کرنی تھی......؟

کہنے لگی: ابوبکر تم سچ کہتے ہو، ہر کوئی تمہاری بات کی تصدیق کرتا ہے جب وہ واپس چلی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی......! اللہ آپ کی ذاتِ گرامی پر رحمت کرے۔ اس نے آپ کو دیکھا نہیں......؟

آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں اس نے مجھے نہیں دیکھا۔ مَازَالَ مَلَأٌ يَسْتُرُنِيْ حَتّٰى وَلَّتْ ''فرشتہ اس وقت تک مجھے چھپائے رہا ہے جب تک یہ چلی نہیں گئی۔''

یہ حدیث حسن الاسناد ہے اور اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ان احادیث میں شمار کیا گیا ہے جو باسند متصل نبی ﷺ تک پہنچتی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ان کا یہ کہنا ہے، اس گھر کے رب کی قسم......! کہ آپ شعر نہیں بناتے نہ ہی پڑھتے ہیں۔ یہ آپ ﷺ کا فرمان بیان کر رہے ہیں۔ اس طرح یہ متصل سند ہے۔ [1]

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام جمیل، سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئی۔ ان کے قریب ہی رسول اکرم ﷺ تشریف فرما تھے۔ کہنے لگی:

اے ابن قحافہ......! تیرے ساتھی کو کیا ہوا، وہ شعر گوئی کرنے لگ گیا ہے......؟ انہوں نے کہا:

وَاللهِ مَا صَاحِبِيْ بِشَاعِرٍ ''واللہ! میرا ساتھی شاعر نہیں۔''

کہنے لگی: اس نے کہا ہے: فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ''کہ اس کی گردن میں کھجور کی بٹی رسی ہے'' اسے کیا پتہ ہے کہ میری گردن میں کیا ہے۔

نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: اس سے پوچھو! هَلْ تَرَى عِنْدِيْ أَحَدًا ''کیا میرے پاس کوئی اور بھی دکھائی دیتا ہے......؟'' ''یہ نہیں دیکھ سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے اور اسکے درمیان حجاب قائم کر دیا ہے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ تجھے میرے پاس کوئی نظر آرہا ہے تو کہنے لگی:

أَتَهْزَءُ بِيْ يَا ابْنَ أَبِيْ قُحَافَةَ وَاللهِ مَا أَرَى عِنْدَكَ أَحَدًا

---

[1] **حسن و فی سندہ ضعف:** البزار: 1/68، ابن ابی شیبہ: 6/323، ابن حبان: 14/440

تحقیق الحدیث: ابن فضیل، عطا، اس سند میں ضعیف ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عطاء بن سائب ثقفی کوفی صدوق ہے اور اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔ تاہم اس کا سماع شعبہ، سفیان ثوری، حماد بن زید۔ سفیان بن عیینہ۔ وھیب زھیرا اور زائدہ سے درست ہے۔ [تقریب التہذیب: 391، تہذیب التہذیب: 7/184] یہ سند ضعیف ہے لیکن متعدد سندوں کی وجہ سے حسن ہے۔

Marfat.com

''ابوقحافہ کے بیٹے! مجھ سے مذاق کرتا ہے واللہ! میں تمہارے پاس اور کسی کو نہیں دیکھ رہی۔'' [1]

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ قبلہ رخ تھے اور قریش کے کچھ افراد کے خلاف بددعا کی۔ جو یہ ہیں۔ شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، ابوجہل بن ہشام۔

اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں:

لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعٰى قَدْ غَيَّرَتْهُمُ الشَّمْسُ وَكَانَ يَوْمًا حَارًّا

''میں نے ان سب کو میدانِ بدر میں مرے ہوئے دیکھا ہے۔ دن گرم تھا۔ آفتاب کی تمازت وحرارت نے ان کی لاشوں کو متغیر کر دیا تھا۔'' [2]

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں اور ان سے جب حضرت عروہ بن زبیر نے سوال کیا تھا مجھے بتاؤ کہ قریش نے رسول اکرم ﷺ کو سخت ترین صدمہ سے دوچار کیا تھا۔ اپنا چشم دید واقعہ سناؤ کہ انہوں نے آپ ﷺ سے بدترین عداوت کا اظہار کیا......؟

تو سیدنا حضرت عبداللہ بن عمرو نے بتایا میں خود موجود تھا میں نے دیکھا کہ اشرافِ قریش ایک دن حطیم میں جمع ہوئے اور رسول اکرم ﷺ کے بارے میں بات کرنے لگے اور کہنے لگے: ہم جتنا زیادہ اس شخص کی باتوں پر تحمل سے کام لے رہے ہیں اتنا ہم نے کبھی کسی کی بات پر صبر نہیں کیا۔

سَفَّهَ أَحْلَامَنَا وَشَتَمَ آبَاءَنَا وَعَابَ دِيْنَنَا وَفَرَّقَ جَمَاعَتَنَا وَسَبَّ آلِهَتَنَا

''اس نے ہماری عقلوں پر نکتہ چینی کی، ہمارے آباء واجداد پر دشنام طرازی کی اور ہمارے دین پر عیب زنی کی اور ہماری جماعت میں تفریق ڈال دی اور ہمارے معبودوں پر سب وشتم کیا ہے۔''

---

[1] **سندہ ضعیف وھو حسن بما قبلہ:** بیہقی فی الدلائل: 196/2

تحقیق الحدیث: اس میں معمولی ضعف ہے۔ علی بن مسہر ثقہ ہے۔ اس کا شیخ بھی ثقہ ہے۔ [1/44، 1/304] اور ابن کثیر عبید ابوسعید کوفی رضیع عائشہ۔ جو کہ مولیٰ ابوبکر ہے۔ یہ زید بن ثابت، عائشہ اور اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہم سے بیان کرتا ہے۔ اس سے مطرف عبداللہ بن عون، مجالد بشیر اور اس کا بیٹا سعید بن کثیر بن عبید اور عبداللہ بن دکین اور عنبسہ بن سعد بن کثیر بیان کرتے ہیں [الجرح والتعدیل: 7/155] ابن حبان نے اسے ثقات میں شمار کیا ہے۔ [5/330]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے چند محدثین کا ذکر کیا ہے جن میں سے بعض کے اسمائے گرامی ابھی اوپر ذکر ہوئے ہیں۔ اتنی کثرت سے کثیر بن عبید سے راویوں کے بیان کرنے کے باوجود اس کی لفظی توثیق نہیں کی گئی بعض ناقدین حدیث کے نزدیک اس کی روایت مقبول ہے۔ یہ تابعی ہے ثقات راویوں کی ایک جماعت نے اس سے روایت کی ہے۔ [تہذیب التہذیب: 8/379] پہلی حدیث میں اس کی وضاحت ہوئی ہے، لہٰذا یہ ضعف دور ہوا۔ سند حسن ہوئی۔

[2] بخاری: 3960، مسلم: 1794

Marfat.com

اسکے باوجود ہم نے صبر کی انتہا کر دی۔ بہت بڑے پیمانے پر ہم نے صبر کیا۔ اسی دوران جب یہ جوش کی آگ کے لاوے ان کے سینوں سے اٹھ رہے تھے۔ اچانک ادھر رسول اللہ ﷺ نمودار ہوئے۔ آپ ﷺ چلتے ہوئے آئے حجر اسود کا استلام کیا اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ان قریش کے قریب سے گزرے تو انہوں نے ایک دوسرے سے باتوں ہی باتوں میں اشارے کیے۔ عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں: اس ناگوار صورت کا ردِّ عمل میں نے رسول اللہ ﷺ کے رخ تاباں پر دیکھا تو پھر انہوں نے وہی کہا جو پہلی دفعہ کہا تھا۔ اس کے اثرات میں نے آپ کے مبارک چہرہ پر بھانپ لیے۔ آپ ﷺ پھر چل دیئے۔

اب آپ ﷺ تیسری مرتبہ ان کے پاس سے گزرے تو قریش نے پھر غمزہ طرازی کی تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اَتَسْمَعُوْنَ مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! ''اے قریش کے گروہ! میری بات سن رہے ہو......؟

أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِالذَّبْحِ

''مجھے قسم ہے......! اس ذاتِ گرامی کی محمد ﷺ کی جان جس کے ہاتھ میں ہے! میں تمہارے لیے (اگر تم نے یہی رویہ رکھا تو) تمہارے ذبح ہونے کا پیغام دیتا ہوں۔''

آپ ﷺ کی اس بات سے انہیں سانپ سونگھ گیا وہ ایسے خاموش اور بے حس وحرکت ہو گئے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں کہیں وہ اڑ نہ جائیں۔

اس کے بعد ان کی یہ صورت حال ہوئی کہ ان میں سے جسے آپ ﷺ سے سخت ترین رویہ اختیار کرنے کا حکم ملا تھا وہ بھی آپ ﷺ سے بہترین انداز گفتگو اپنانے لگا اور آپ ﷺ سے کہنے لگا:

إِنْصَرِفْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ رَاشِدًا فَوَاللهِ مَا كُنْتَ جَهُوْلًا

''اے ابوالقاسم! آپ واپس جایئے! اللہ آپ کا بھلا کرے، واللہ! آپ ایک صاحب علم ہیں کوئی گنوار نہیں۔''

تو آپ ﷺ واپس تشریف لے گئے۔ دوسرے دن یہ اشراف قریش پھر حطیم میں اکٹھے ہوئے میں بھی وہاں موجود تھا۔ تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے اور عداوت کی آگ میں بجھی بات کرنے لگے کہ دیکھو وہ یعنی محمد ﷺ تمہارے سامنے اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ تم سب کو اُلّو بنایا گیا ہے اور تمہارے سامنے اتنی تمہاری توہین کی ہے جسے کوئی پسند نہیں کرتا اور تم نے پھر اسے کھلا چھوڑ دیا ہے، کچھ نہیں کہا۔

ابھی وہ اسی میں جل بھن رہے تھے کہ اچانک رسول اکرم ﷺ ایک طرف سے جلوہ گر ہو گئے تو یہ آپ پر یکبارگی ٹوٹ پڑے اور آپ ﷺ کو گھیرے میں لے لیا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ تم نے یہ یہ کہا ہے:

Marfat.com

لِمَا كَانَ يَبْلُغُهُمْ مِنْ عَيْبِ الِهَتِهِمْ وَدِيْنِهِمْ
آپ کی طرف سے ان کے معبودوں اور دین کے بارے میں جو بھی بات ان تک پہنچی تھی وہ ایک ایک انہوں نے کہی۔ اور رسول اکرم ﷺ انہیں یہ کہہ رہے تھے: أَنَا الَّذِيْ أَقُوْلُ ذَالِكَ ''میں نے یہ کہا ہے کہ یہ معبود بے کار ہیں تمہارا دین درست نہیں۔

عبداللہ بیان کرتے ہیں میں نے ان میں سے ایک آدمی کو دیکھا تھا وہ آپ ﷺ کی مبارک چادر کو اکٹھا کرتا ہے اور اسے پکڑ لیتا ہے تو ادھر سے سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے دفاع میں اٹھتے ہیں اور آنکھوں سے دردناک آنسوؤں کی آبشار جاری ہے۔ فرماتے ہیں: وَيْلَكُمْ أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا أَنْ يَقُوْلَ رَبِّيَ اللهُ
''افسوس ہے! تم پر، تم ایسے آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔''

پھر یہ گروہ قریش چلا گیا۔ یہ وہ سخت ترین حالت زار ہے جو میں نے دیکھی ہے جس سے قریش نے نبی اکرم ﷺ کو دوچار کیا۔ [1]

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ کعبہ میں نماز میں کھڑے تھے اور قریش اپنی مجلس آرائی کیے ہوئے تھے کہ ان میں سے ایک آپ کی طرف اشارہ کرتا ہے دیکھو! یہ ریاکار کھڑا ہے تم میں سے کوئی ہے جو فلاں قوم کے پاس جائے وہاں اونٹ ذبح ہوئے ہیں یہ گوبر سمیت ان کی اوجھڑی لائے اور اسے اتنی مہلت دے کہ جب یہ سجدہ ریز ہو تو یہ اوجھڑی اس کی گردن پر رکھ دے۔

ایک بدبخت اٹھا وہ اوجھڑی لایا۔ جب آپ ﷺ سجدہ میں گئے تو اس نے وہ اوجھڑی آپ ﷺ کے کندھے کے درمیان رکھ دی۔ وَثَبَتَ النَّبِيُّ سَاجِدًا ''اور نبی کریم ﷺ حالتِ سجدہ میں ہی تھے'' یہ قریش ہنسنے لگے اتنا ہنسے کہ ایک دوسرے پر گرنے لگے۔

ایک نے جا کر یہ بات فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہہ دی۔ یہ ابھی بچی تھیں یہ دوڑتی ہوئی آئیں ابھی تک نبی اکرم ﷺ سجدہ میں ہی تھے۔ انہوں نے آپ سے وہ اوجھڑی ہٹادی اور ان قریش کو برا بھلا کہا۔ جب رسول اکرم ﷺ نے نماز ادا کر لی تو کہا:

---

[1] **سندہ صحیح:** تاریخ طبری: 1/548۔ مسند احمد: 7036، ابن حبان: 14/525

تحقیق الحدیث: یہ سند بھی صحیح ہے ابن اسحاق نے تدلیس نہیں کی، تصریح کی ہے اور یحییٰ بن عروہ بھی ثقہ ہے [تقریب: 2/354] اور یحییٰ کا والد بھی مغازی کا امام اور ثقہ تابعی ہے اور معروف ہے۔

Marfat.com

أَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ أَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ أَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ

''اے میرے اللہ! قریش سے نپٹ لے۔ اے میرے اللہ! قریش سے نپٹ لے، اے میرے اللہ! قریش سے نپٹ لے۔''

اے میرے اللہ! عمرو بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو پکڑ لے۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا إِلَى الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ

''اللہ کی قسم......! میں نے ان سب کو بدر کے دن دیکھا کہ قتل کیے ہوئے ہیں اور بعد میں انہیں گھسیٹ کر قلیب بدر میں پھینک دیا گیا۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوپر سے کہہ رہے تھے: وَأُتْبِعَ أَصْحَابُ الْقَلِيْبِ لَعْنَةً

''ان کنوئیں میں گرنے والوں کا لعنت مقدر بن چکی ہے۔'' [1]

بنو دیل قبیلہ کے ایک آدمی ربیعہ بن عباد بیان کرتے ہیں اور وہ یہ دورِ جاہلیت بھی دیکھ چکے تھے۔ وہ کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے جب کہ میں جاہلیت میں تھا ذوالمجاز کے بازار میں دیکھا۔ آپ فرماتے ہیں:

اے لوگو......!

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو! تو تم کامیاب قرار پاؤ گے۔

اور لوگ آپ کے گرد جمع تھے۔ آپ کے پیچھے ایک خوش شکل آدمی تھا جو کہ بھینگا تھا اور دو مینڈھیاں اس نے کر رکھی تھیں وہ کہہ رہا تھا:

إِنَّہٗ صَابِئٌ کَاذِبٌ

''یہ بے دین ہے جھوٹا ہے''

وہ آدمی يَتَّبِعُهٗ حَيْثُ ذَهَبَ

''جہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاتے وہ بھی وہیں پیچھے پیچھے جاتا تھا۔''

میں نے اس کے متعلق پوچھا تو مجھے بتایا گیا یہ دعوت دینے والے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

---

[1] بخاری: 520، مسلم: 1794

Marfat.com

پورا نسب انہوں نے ذکر کیا۔ اور کہا: یہ پیچھا کرنے والا آپ ﷺ کا چچا ابولہب ہے۔ [1]

سیدنا حضرت طارق بن عبداللہ بیان کرتے ہیں میں ذوالمجاز کے بازار میں تھا کہ اچانک ایک نوجوان آدمی وہاں سے گزرا جس پر سرخ چادر کا حلہ تھا۔ اور وہ یہ کہہ رہا تھا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ تُفْلِحُوْا

''اے لوگو......! لا الہ الا اللہ کہو تو تم کامیاب ہو جاؤ گے۔''

ایک آدمی اس نوجوان کے پیچھے تھا جو اس آدمی پر سنگباری کرتا تھا جس سے اس نوجوان کی پنڈلیاں خون آلودہ تھیں اور وہ پیچھے والا آدمی کہہ رہا تھا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ كَذَّابٌ فَلَا تُطِيْعُوْهُ

''اے لوگو! یہ کذاب ہے اس کی بات نہ ماننا''

طارق کہتے ہیں: میں نے کہا: مَنْ هذَا ؟ یہ نوجوان کون ہے......؟ لوگوں نے بتایا:

هٰذَا غُلَامُ بَنِيْ هاشِمٍ الَّذِيْ يَزْعَمُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وهذَا عَمُّهُ عَبْدُ الْعُزّٰى

''یہ بنو ہاشم کا لڑکا ہے جس کا خیال ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور یہ پیچھے والا اس کا چچا عبدالعزیٰ ابولہب ہے۔''

جب محمد ﷺ نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہونا شروع ہوئے تو ہم نے ربذہ سے کوچ کیا تو ہمارے ساتھ ایک ہودج نشین خاتون بھی تھی۔ جب ہمیں مدینہ کی دیواریں قریب نظر آنے لگیں تو ہم نے وہ لباس زیب تن کیا جو ہمارا روایتی لباس نہ تھا۔ ہمیں رستہ میں ایک آدمی ملا۔ اس نے کہا:

مِنْ أَيْنَ أَقْبَلَ الْقَوْمُ ؟

''آپ لوگ کہاں سے آئے ہو؟''

---

[1] **صحیح** : مسند احمد: 16026،16023

تحقیق الحدیث: عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی الزناد صدوق ہے۔ مسلم کا راوی ہے: 1/479، عراق کے ثقہ راویوں کی ایک جماعت نے اس سے روایت بیان کی ہے۔ اس کا والد صغیر تابعی ہے۔ ثقہ اور فقیہ ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے: 1/413۔ کئی شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے۔ [مسند احمد: 3/492] محمد بن بشار۔ بندار عبدالوہاب۔ محمد بن عمرو۔ محمد بن منکدر، ربیعہ بن عباد، سریج بن یونس، عباد بن عباد، محمد بن عمرو، سعید بن ابو ربیع السمان۔ سعید بن سلمہ بن ابوالحسام، محمد بن منکدر اس نے ربیعہ بن عباد دیلی سے سنا ہے۔ مسروق بن مرزبان کوفی ابن ابی زائدہ، حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس۔ یہ بھی ربیعہ سے بیان کرتا ہے۔ یہ وہ متعدد سندیں ہیں جن کی وجہ سے یہ سند صحیح ہے۔

Marfat.com

ہم نے کہا: ہم اپنے اہل وعیال کے لیے کھجوروں کا غلہ لیے ہوئے ہیں ہمارا ایک سرخ رنگ کا اونٹ تھا جو کھڑا تھا اور اسے لگام ڈالی گئی تھی۔ اس نے کہا: تَبِیْعُوْنِیْ جَمَلَکُمْ ؟ تم یہ اونٹ مجھے فروخت کرو گے......؟ ہم نے کہا: ہاں! ہم نے فروخت کرنا ہے۔ اس نے کہا: بِکَمْ ؟ کتنے کا فروخت کرو گے......؟ ہم نے کہا: اتنے صاع جو کے عوض فروخت کرنا ہے۔ جتنی قیمت ہم نے طلب کی اس نے اس سے کم نہیں کروائی اور قیمت طے کر کے عرب کے معمول کے مطابق ہاتھ ہمارے ہاتھ پر مارا اور سودے کو آخری شکل دی اور اونٹ کی لگام پکڑی اور رخ پھیر کر چل دیا۔ اور جب دیواروں کی اوٹ میں چلا گیا اور نظروں سے اوجھل ہوا تو ہم نے کہا:

وَاللّٰہِ ! مَا صَنَعْنَا شَیْئًا وَبَایَعْنَا مَنْ لَّا نَعْرِفُ

''ہم نے یہ کیا کر دیا جسے ہم جانتے بھی نہیں اس سے سودا کر لیا ہے''

یہ سن کر اس ہودج نشیں خاتون نے کہا:

لَقَدْ رَأَیْتُ رَجُلًا کَأَنَّ وَجْھَہٗ شُبَّۃُ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ وَاللّٰہ! لَا یَظْلِمُکَ وَلَا یُجِیْرُکُمْ وَأَنَا ضَامِنَۃٌ لِجَمَلِکُمْ

''میں نے آدمی کو دیکھا ہے کہ چودھویں کے چاند سے ڈھلا اس کا چہرہ ہے۔ واللہ......! وہ تمہارا حق نہ مارے گا اور نہ ہی پریشان کرے گا تم فکر نہ کرو میں تمہارے اونٹ کی ضمانت دیتی ہوں مجھ سے لے لینا''

ہم اسی کشمکش میں تھے کہ ایک آدمی آیا اس نے کہا: میں رسول اکرم ﷺ کا نمائندہ ہوں۔

ھٰذَا تَمْرُکُمْ فَکُلُوْا وَاشْبَعُوْا وَاکْتَالُوْا

''یہ تمہاری کھجوریں ہیں کھاؤ، سیر ہو جاؤ اور اپنی قیمت ماپ لو''

ہم نے وہ کھائیں اور سیر ہو کر کھائیں اور ہم نے اونٹ کی قیمت پوری ماپ لی، پھر ہم مدینہ میں داخل ہوئے اور مسجد میں آئے تو وہی آدمی منبر پر خطاب کر رہا ہے، ہم نے سنا وہ کہہ رہا تھا:

تَصَدَّقُوْا فَإِنَّ الصَّدَقَۃَ خَیْرٌ لَّکُمْ ''صدقہ کرو، صدقہ تمہارے لیے بہتر ہے''

وَالْیَدُ الْعُلْیَاءُ خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی

''اوپر والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔''

وَابْدَءْ بِمَنْ تَعُوْلُ ''اور جس کی کفالت کرتے ہو۔ اس سے ابتداء کرو'' اپنے باپ کو دو، ماں کو دو، اپنے بھائی اور اپنی بہن پر خرچ کرو۔ پھر جتنا قریبی ہے اس سے خرچ کی ابتداء کرو۔

Marfat.com

جب خطاب سے فارغ ہوئے تو انصار میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ بنو یربوع ہیں۔ انہوں نے جاہلیت میں ہمارے ایک آدمی کو قتل کیا تھا، ہمیں ان سے بدلہ دلوایئے......!

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا إِنَّ أَبًا لَا يَجْنِيْ عَلٰى وَلَدِهٖ

(آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا) ''خبردار! اولاد باپ کے جرم کی ذمہ دار نہیں'' [1]

سیدنا حضرت مالک بن کنانہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذوالمجاز کے بازار میں دیکھا تھا۔ اس کے درمیان میں آپ چل رہے ہیں اور فرماتے ہیں:

لوگو......! لا الہ الا اللہ کہو، کامیاب ہو جاؤ گے۔ اور ابوجہل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مٹی پھینک رہا تھا اور کہہ رہا تھا:

أَيُّهَا النَّاسُ لَا يَغُرَّنَّكُمْ هٰذَا عَنْ دِيْنِكُمْ فَإِنَّمَا يُرِيْدُ لِتَتْرُكُوْا آلِهَتَكُمْ وَتَتْرُكُوا اللَّاتَ وَالْعُزّٰى

''لوگو......! یہ آدمی تمہیں تمہارے دین سے ورغلانا چاہتا ہے، یہ چاہتا ہے کہ تم اپنے معبودوں کو چھوڑ دو اور تم لات اور منات سے کنارہ کش ہو جاؤ، اس کے دھوکہ میں نہ آنا''

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف توجہ نہ فرماتے تھے۔ سننے والوں نے سیدنا مالک بن کنانہ سے کہا:

إِنْعَتْ لَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''ہمارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ بیان کرو'' جب تم نے آپ کو ذوالمجاز میں دیکھا تو آپ کیسے لگ رہے تھے......؟ انہوں نے کہا:

بَيْنَ بُرْدَيْنِ أَحْمَرَيْنِ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو سرخ چادریں زیب بدن کر رکھی تھیں۔''

---

[1] **سندہ قوی:** طبرانی کبیر: 314/8۔ ابن ابی شیبہ: 332/7، ابن حبان: 517/14، ابن خزیمہ: 82/1، حاکم: 668/2

تحقیق الحدیث: اس کی متابعت ہوئی ہے، سند کے راوی درج ذیل ہیں۔ یزید بن زیاد، ابوصخرہ، ابوجناب یحییٰ بن ابی دحیہ کلبی۔ یہ کثرت تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ [تقریب: 589] یہاں اس نے سماع کی تصریح نہیں کی یہی تدلیس اس کے ضعف کی وجہ ہے۔ لیکن اس کی متابعت ہوئی ہے۔ یزید بن زیاد بن ابی الجعد اشجعی کوفی نے اس کی متابعت کی ہے۔ وہ صدوق ہے۔ [تقریب: 601] اور ابوصخرہ ثقہ تابعی ہے اس کا نام جامع بن شداد محاربی ہے۔ یہ بھی ثقہ ہے اور بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ [تقریب: 137]

Marfat.com

مَرْبُوْعٌ كَثِيْرُ اللَّحْمِ حَسَنُ الْوَجْهِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ أَبْيَضُ شَدِيْدُ الْبَيَاضِ سَابِغُ الشَّعْرِ [1]

''اور آپ ﷺ میانہ قد تھے، آپ ﷺ کے بال گھنے تھے۔ آپ ﷺ کا چہرہ حسن کا مرکز تھا۔ بال بہت زیادہ سیاہ تھے اور آپ ﷺ چاندی کی مانند سفید رنگت والے تھے اور آپ ﷺ کے گیسوئے آبدار دراز تھے''

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن سیدنا جبریل علیہ السلام رسول اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائے۔ وَهُوَ جَالِسٌ حَزِيْنٌ ''آپ غمزدہ بیٹھے ہیں'' قَدْ خَضِبَ بِالدَّمَاءِ '' آپ ﷺ کا بدن اطہر خون سے رنگین تھا۔ اہل مکہ نے آپ ﷺ کو زدوکوب کیا تھا۔

جبریل علیہ السلام نے پوچھا: مَالَهُ ؟ ''کیا ہے؟''

فرمایا: فَعَلَ بِيْ هٰؤُلَاءِ '' ان مکہ کے باسیوں نے میرا یہ حال کیا ہے''

انہوں نے کہا: أَتُحِبُّ أُرِيْكَ أٰيَةً ''کیا آپ پسند کرتے ہیں میں آپ کو کوئی نشانی دکھاؤں......؟

آپ ﷺ نے فرمایا: نَعَم۔ ''ہاں!'' ضرور دکھائیں۔

انہوں نے وادی کے پیچھے ایک درخت دکھایا اور کہا: اُدْعُ تِلْكَ الشَّجَرَةَ ''اس درخت کو اپنے پاس بلاؤ'' آپ ﷺ نے بلایا تو وہ چلتے ہوئے آ رہا ہے حتی کہ آپ ﷺ کے سامنے آن کھڑا ہوا۔

انہوں نے کہا: اب اسے کہو واپس چلا جا......!

---

[1] **رجالہ ثقات:** مسند احمد: 23192,16603

تحقیق الحدیث: اشعث بن ابوشعثاء محاربی کوفی ثقہ ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔[تقریب:113] اس کا شاگرد شیبان بن عبدالرحمن تمیمی، مولیٰ النحوی ہے۔ ابومعاویہ اس کی کنیت ہے بصری تھا۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی، ثقہ ہے اور صاحب کتاب ہے۔[تقریب:269] ایک ابونضر ہے اس کا نام ہاشم بن قاسم بن سلم لیثی ہے۔ مولیٰ ہے، بغدادی ہے، کنیت سے یہ مشہور ہے اس کا لقب قیصر ہے۔ ثقہ ہے اور ثبت ہے۔[تقریب:570] یہاں ایک چھوٹا سا اشکال ہے کہ اشعث کبار تابعین میں سے ہے بلکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تبع تابعی بھی کہا ہے۔ اس کا سماع حدیث صحابہ سے خصوصاً اس صحابی سے جو اس سے بڑی عمر والے تھے جنہوں نے آپ کو ذوالمجاز کے بازار میں دیکھا تھا یہ ناممکن ہے اس طرح اس حدیث میں انقطاع کا شائبہ پیدا ہوتا ہے یہ بات انقطاع کو مزید تقویت دیتی ہے کہ اس میں ابوجہل کا ذکر ہے اس کے اور اشعث کے درمیان اور دوری ہو جاتی ہے۔

اس کا ایک حل تو یہ ہے کہ یہ حدیث اس سے پہلی حدیث کی تائید سے حسن درجہ کی ہے۔ دوسرا حل یہ ہے کہ اس سند میں اشعث کے شیخ کا ذکر نہیں۔ اس کے نام میں جہالت تھی یہ عقدہ بھی حل ہوا ہے کہ مسند احمد:16021 میں باسند متصل آتا ہے۔ اس کے الفاظ بھی وہی ہیں جو یہاں نقل ہوئے ہیں اس میں اشعث کے شیخ والی جہالت دور ہو جاتی ہے، لہٰذا یہ سند قوی ہوئی اور کبھی تردید کرنے میں ابولہب کا نام ہے اور کبھی ابوجہل کا تو تعارض نہیں۔ یہ واقعہ متعدد بار ہوا ہے۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا: درخت اب واپس چلا جا......! فَرَجَعَتْ حَتّٰی عَادَتْ إِلٰی مَكَانِهَا ''وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا یہ منظر دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: حَسْبِيْ ''مجھے یہ ایمان افروز معجزہ کافی ہے۔ [1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی چوکیداری کی جاتی تھی حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی:

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

''اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا''

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے خیمہ سے سرِ اقدس باہر نکالا اور کہا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْصَرِفُوْا فَقَدْ عَصَمَنِيَ اللّٰهُ

''اے لوگو، میرے چوکیدارو، اب ہٹ جاؤ......! میرے اللہ نے میری عصمت وحفاظت کا ذمہ لے لیا ہے'' [2]

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو جہل نے کہا: کیا محمد ﷺ تمہارے سامنے اپنا چہرہ خاک پر رکھتے ہیں، بتایا گیا، ہاں کرتے ہیں۔

کہنے لگا: مجھے لات وعزّٰی کی قسم! اگر میں نے آپ کو چہرہ زمین پر رکھے ہوئے دیکھا تو میں ان کی گردن اڑا دوں گا اور ان کا چہرہ مٹی میں دبا دوں گا۔

اب رسول اکرم ﷺ نے نماز پڑھی، یہ آتا ہے تاکہ گردن لتاڑے، مگر اچانک دیکھا گیا کہ وہ پچھلے پاؤں ہٹ رہا ہے اور ہاتھوں سے بچاؤ کر رہا ہے۔ اس سے پوچھا گیا تو گھبرایا ہوا ہے کہنے لگا:

إِنَّ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ لَخَنْدَقًا مِنْ نَارٍ وَهَوْلًا وَّأَجْنِحَةً

---

[1] **سندہ صحیح:** ابن ماجہ: 4028، مسند احمد: 12112، دارمی: 1/26، ابو یعلیٰ: 6/358

تحقیق الحدیث: اسحاق بن ابراہیم ابو معاویہ، یہ سند شرطِ مسلم پر ہے۔[مسلم: 1/44،1/94]

[2] **سند حسن:** ترمذی: 3046، حدیث غریب، دوسری سند ابن شقیق سے ہے، حاکم: 2/342، سنن کبریٰ: 9/8، تفسیر طبری: 4/646

تحقیق الحدیث: عبدالصمد بن علی بزار، احمد بن محمد بن عیسیٰ قاضی، بیہقی اور مسلم نے ایک ہی سند سے بیان کیا ہے۔ ابو محمد۔ عبداللہ بن یوسف، ابو بکر محمد بن حسین القطان۔ علی بن حسین ہلالی۔ ابو عبداللہ حافظ ابو بکر بن حسن القاضی۔ ابو العباس محمد بن یعقوب۔ ابراہیم بن مرزوق اس سند کا دارومدار مسلم بن ابراہیم ازدی الفراہیدی ابو عمرو بصری پر ہے۔ یہ ثقہ ہے اور مامون اور کثرت سے احادیث بیان کرنے والا ہے۔ آخری عمر میں نابینا ہوگیا تھا۔[تقریب: 529] اس کا شیخ حارث بن عبید ایادی ہے۔ ابو قدامہ کنیت تھی بصری تھا۔ یہ حسن الحدیث ہے بشرطیکہ اس کی مخالفت نہ ہو۔ صدوق تھا کبھی خطا کا ارتکاب کرتا تھا۔ یہ مسلم کا راوی ہے۔[تقریب: 147] اور اس کا شیخ سعید بن ایاس الجریری ابو مسعود بصری، ثقہ ہے وفات سے پہلے اختلاط کا شکار ہوگیا تھا[تقریب: 233]

Marfat.com

''میرے اور محمد ﷺ کے درمیان آگ کی ایک خندق حائل تھی، پر تھے اور ہولناکیاں تھیں''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَوْ دَنَا مِنِّیْ لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا ''اگر یہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضوا چک لیتے'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝٦ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝٧ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝٨ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى ۝٩ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝١٠ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۝١١ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۝١٢ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝١٣

ہرگز نہیں! بے شک انسان البتہ سرکش ہے یہ کہ وہ خود کو لاپروا سمجھتا ہے۔ بے شک تیرے رب کی طرف لوٹنا ہے۔ کیا تو دیکھتا ہے جو منع کرتا ہے۔ بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے اگر وہ ہدایت پر ہے یا تقویٰ کا حکم دیتا ہے یہ جھٹلاتا ہے اور منہ پھیرتا ہے۔''

یہ قابل مذمت کردار ابوجہل کا ہے۔ مزید اسے مخاطب کر کے جھنجھوڑا گیا ہے۔

اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۝١٤ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۝١٥ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝١٦ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۝١٧ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝١٨ كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝١٩

''کیا یہ جانتا نہیں کہ اللہ اسے دیکھتا ہے۔ ہرگز نہیں! اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اسے ضرور پیشانی کے بالوں سے گھسیٹیں گے۔ وہ پیشانی جو جھوٹی اور خطاکار ہے۔ چاہیے کہ وہ اپنی مجلس کو بلائے۔ عنقریب ہم فرشتوں کو بلالیں گے۔ ہرگز نہیں! تو اس کی اطاعت نہ کر اور سجدہ کر اور قریب ہو'' (1)

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا: اگر محمد ﷺ نے کعبہ کے نزدیک نماز پڑھی تو میں ان کی گردن روند ڈالوں گا۔ یہ بات نبی ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ ایسا کرتا تو فرشتے اسے پکڑ لیتے۔ (2)

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا۔ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل نے کہا: أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ أَنْ تُصَلِّيَ يَا مُحَمَّدُ

''اے محمد! میں نے تمہیں کئی دفعہ روکا ہے کہ یہاں نماز نہ پڑھا کرو''

---

(1) سورۃ العلق، مسلم: 2797

(2) بخاری: 4958

Marfat.com

اور تمہیں یہ بھی علم ہے کہ مکہ میں سب سے بڑی مجلس میری ہے۔ یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے اسے ڈانٹا۔ اور جبریل علیہ السلام نے کہا:

یہ اچھا کیا ہے کہ اسے ڈانٹا ہے، اسے کہو کہ اپنی مجلس بلالے ہم اپنے فرشتے بلالیں گے۔ واللہ! اگر وہ اپنی مجلس بلالیتا تو اسے عذاب دینے والے فرشتے پکڑ لیتے۔ ❶

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سورۃ لہب اتری تو اُمِّ جمیل بنت حرب جو کہ کانی تھی، آئی اور بڑبڑا رہی تھی اور ہاتھ میں پتھر پکڑ رکھا تھا یہ کہتی آرہی تھی ہم مذمم کا انکار کرتے ہیں اور اس کے دین سے ہم ناراض ہیں اور ہم اس کی بات نہیں مانتے۔ جب وہ یہ پیچ وتاب کھارہی تھی تو نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ ہی تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب اس خاتون کو دیکھا تو عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ آرہی ہے مجھے سخت اندیشہ ہے کہ یہ کہیں آپ کو دیکھ نہ لے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ ہرگز نہ مجھے دیکھ سکے گی۔ اور آپ نے قرآن پاک کی تلاوت کی اور اس کی پناہ میں آگئے اور یہ آیات پڑھیں:

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا ﴿٤٥﴾ ❷

''اور جب تو قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو ہم تیرے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے پردہ حائل کر دیتے ہیں۔''

یہ سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑی ہو جاتی ہے رسول اکرم ﷺ اسے نظر نہیں آرہے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہنے لگی: ابوبکر! مجھے اطلاع ملی ہے کہ تیرے ساتھی نے میری ہجو کی ہے انہوں نے کہا: نہیں! مجھے اس گھر کے رب کی قسم! انہوں نے تیری ہجو نہیں کی۔ وہ یہ فخریہ انداز میں کہتی ہوئی واپس چلی گئی کہ قریش سب جانتے ہیں کہ میں ان کے سردار کی لختِ جگر ہوں۔ ❸

سیدنا حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چھ افراد نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ مشرکوں نے نبی

---

❶ **صحیح الاسناد ولم یخرجاہ وسندہ صحیح:** مستدرک: 2/530، تفسیر طبری: 12/648، ترمذی: 3349
احمد: 2321، ابن ابی شیبہ: 7/331

تحقیق الحدیث: داود بن ابی ہند قشیری بصری، ثقہ متقن ہے آخری عمر میں وہم کرنے لگ گیا تھا۔ [تقریب: 200] اس کا شیخ عکرمہ ابوعبداللہ مولی ابن عباس ہے یہ بربری الاصل تھا ثقہ ہے، تفسیر کا ماہر تھا [تقریب: 397]

❷ بنی اسرائیل: 45

❸ **حسن:** مستدرک: 2/393

Marfat.com

کریم ﷺ سے کہا: أَطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِءُوْنَ عَلَيْنَا ''انہیں دور کردو یہ ہمارے ہوتے ہوئے آپ کے پاس آنے کی جرأت نہ کریں وہ یہ افراد تھے۔ایک میں تھا، ابن مسعود اور ہذیل قبیلہ کا ایک آدمی تھا اور بلال تھے اور دو آدمی اور تھے مجھے ان کے نام یاد نہیں رضی اللہ عنہم۔ رسول اکرم ﷺ کے دل میں یہ خیال گزرا کہ میں ایسا کر لیتا ہوں۔ابھی دل میں سوچ ہی آئی تھی آپ نے اس پر عملی قدم نہ اٹھایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ [1]

''اور ان لوگوں کو جو صبح و شام خالص اپنے رب کو پکارتے ہیں اپنے سے دور نہ کریں''

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سب سے پہلے سات افراد نے اسلام کا اظہار کیا تھا:

① رسول اکرم ﷺ، ② حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، ③ حضرت عمار رضی اللہ عنہ، ④ ان کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا، ⑤ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ، ⑥ حضرت بلال رضی اللہ عنہ، ⑦ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ

رسول اکرم ﷺ کا دفاع تو آپ کے چچا ابوطالب نے کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دفاع ان کی قوم کے ذریعے ہوا۔ دیگر مسلمانوں کو مشرک پکڑ لیتے اور انہیں لوہے کی زرہیں پہنا دیتے اور انہیں سورج کی دھوپ میں کھڑا کر دیتے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے سوا سب مسلمان جان بچانے کے لیے ان مشرکوں کی ہمنوائی کرنے لگتے ہیں مگر انہوں نے اللہ کی راہ میں خود کو سخت آزمائش میں ڈالا اور ان کی قوم نے ان کی اتنی اہانت کی کہ انہیں لونڈوں کے حوالے کر دیتے وہ انہیں مکہ کی گھاٹیوں میں گھسیٹتے اور بلال رضی اللہ عنہ ''احد، احد'' پکارتے تھے۔ [2]

---

[1] الانعام:52، مسلم:2413

[2] **حسن:** سنن بیہقی:209/8، ابن حبان:558/10، ابن ابی شیبہ:252/7، ابن ماجہ:150، حاکم:320/3، مسند احمد:3832

تحقیق الحدیث: زائدہ، عاصم بن ابی النجود، بہدلۃ الکوفی ابوبکر المقری صدوق لہ اوہام حجۃ فی القراءۃ وحدیثہ فی الصحیحین مقرون۔ [تقریب:285/1، دارقطنی:63/5 میں اسے معلول قرار دیا گیا ہے۔ یحییٰ بن ابی بکیر نے زائدہ سے اور یہ عاصم سے اور یہ زر سے اور یہ عبداللہ سے بیان کرتے ہیں۔ یحییٰ بن ابوبکیر متفرد ہے اسے وہم ہوا ہے یہ یوں روایت کرتا ہے۔ زائدہ عن منصور عن مجاہد، امام ابن معین نے بھی یہ اشارہ کیا ہے کہ وہم ہے۔ [تاریخ ابن معین:320/3]

ابن معین کا بیان ہے کہ یحییٰ بن ابوبکیر۔ زائدہ، عاصم، زر، عبداللہ۔ الخ راوی اسے بیان کرتے ہیں۔ منصور عن مجاہد ہے لوگوں نے اس سند سے بیان کی ہے اور ص:490 میں بیان کرتے ہیں ابن ابوبکیر اسے زائدہ سے بیان کرتا ہے وہ عاصم سے وہ زر سے اور یہ عبداللہ سے بیان کرتے ہیں۔ حضرت عمار والے قصہ میں وہ روایت کرتے ہیں۔ عن منصور، عن مجاہد فقط۔

ابوالفضل کا کہنا ہے عمار کے قصہ میں جو کہا گیا ہے کہ سات لوگ سب سے پہلے اسلام لائے یہ قصہ باطل ہے یہ تو مجاہد کی رائے ہے۔ یہ تنقید قابل قبول ہوتی اگر یحییٰ بن بکیر اسے تنہا بیان کرتا اور اس کی متابعت نہ ہوتی۔ یہ ثقہ ہے اور بیہقی میں اور حاکم میں اس کی متابعت ہوئی ہے۔ [209/8] وہ کہتے ہیں ہمیں حسین بن علی جعفی نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں ہمیں زائدہ نے یہی حدیث بیان کی۔ مجاہد والی روایت اس روایت کی تقویت کا باعث بن جاتی ہے لہٰذا یہ حدیث کم از کم حسن درجہ کی ہے۔

Marfat.com

۞ سیدنا سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مشرکوں نے کس حد تک اسلام سے انکار کرنے پر نشانہ ستم بنایا تھا۔ انہوں نے کہا: ہاں! میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اتنا زیادہ تنگ کرتے اور بھوکا رکھتے تھے اور پیاسا رکھتے کہ تکلیف کی شدت سے وہ سیدھا نہ بیٹھ سکتے تھے اور وہ ذہنی طور پر اتنا زیادہ دباؤ میں آجاتے تھے کہ مشرک جس طرح انہیں فتنہ بازی میں مبتلا کرتے وہی وہ اقرار کرتے۔ حتی کہ اگر وہ یہ کہتے کہ

أَللَّاتُ وَالْعُزّٰى إِلٰهُكَ مِنْ دُوْنِ اللهِ

''کیا ''لات اور عزیٰ کو معبود مانتے ہو......؟''

وہ کہتے ہاں! مانتے ہیں، یہاں تک وہ ان کے ستم ہائے بے رحم سے اوسان خطا کر بیٹھتے کہ مشرک اگر ان کے قریب سے گزرنے والے ایک کیڑے کی طرف اشارہ کر کے کہتے:

أَهٰذَا الْجُعَلُ إِلٰهُكَ مِنْ دُوْنِ اللهِ

''کیا یہ رینگنے والا کیڑا بھی تمہارا معبود ہے؟''

تو وہ کہتے: نعم! ''ہاں!'' یہ بھی میرا معبود ہے۔ یہ وہ

إِفْتِدَاءً مِّنْهُمْ مِمَّا يَبْلُغُوْنَ مِنْ جُهْدِهِ

''مصیبت کی چکی کے دو پاٹ کے نیچے سے نجات پانے کے عوض کہتے تھے۔ اتنا زیادہ ظلم برداشت کرنا ان کے بس میں نہ رہتا تھا ورنہ وہ کسی کو اللہ کے سوا معبود نہ مانتے تھے۔ [1]

۞ سیدنا حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مشرک جو چاہتے ان مسلمان ہونے والوں سے سزائیں دے کر اگلواتے تھے مگر حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے اگلوانے میں وہ کامیاب نہ ہو سکے۔

---

[1] سیرت ابن ہشام: 162/2۔ اور یاد رہے......! جس شخص کو کفریہ، شرکیہ بول کہنے پر آخری حد تک مجبور کر دیا جائے، جبکہ اس کا دل اسلام پر مطمئن ہو تو ہمارے تمام اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ وہ شخص مسلمان اور مومن ہی رہے گا، اس کے ایمان اور اسلام میں کوئی فرق نہیں آئے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ (النحل: 106)

تحقیق الحدیث: سعید بن جبیر اسدی مولی ہے کوفی ہے، ثقہ، ثبت اور فقیہ ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے اس کی روایت عائشہ اور ابوموسیٰ سے مرسل ہے۔ حجاج کے سامنے 95ھ میں اسے شہید کر دیا گیا ابھی عمر 50 برس بھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ [تقریب: 234] اس کا شاگرد حکیم بن جبیر اسدی کوفی ہے یہ ضعیف ہے۔ [تقریب: 176] تاہم یہ حسن الحدیث ہے جب اس کی تائید میں شاہد ہو اور بعد والی حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔

Marfat.com

كَانُوْا يُضْجِعُوْنَهُ عَلَى الرَّضْفِ فَلَمْ يَسْعَوْا مِنْهُ شَيْئًا

''انہیں یہ گرم پتھروں پر لٹا دیتے اس کے باوجود انکے کو عزیمت کو توڑنے میں مشرک کامیاب نہ ہوسکے۔ (1)

سیدنا حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شکایت لے کر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے سائے میں اپنی ایک مبارک چادر پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے ہم نے عرض کی:

أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا أَلَا تَدْعُوْا اللهَ لَنَا

''اے حبیب کبریا! ہمارے لیے نصرتِ الٰہی طلب کیجیے! اور ہمارے لیے اللہ سے دعا کیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری یوں دلداری فرمائی کہ تم سے پہلے ایسا ہوتا رہا ہے کہ آدمی کے لیے گڑھا کھودا جاتا تھا اور اسے اس میں گاڑ دیا جاتا اور آرہ اس کے سر پر رکھ کر اسے دولخت کر دیا جاتا، یہ ستم رانی بھی اسے دین سے نہ روک سکی۔ اور لوہے کی کنگھیاں اِن کے وجود پر پھیری جاتیں، اس کی ہڈیوں سے گوشت الگ کر دیا جاتا اور پٹھے علیحدہ کر دیئے جاتے یہ ظلم کشی بھی اسے دین حق سے نہ روک سکی۔

وَاللهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَآءَ إِلٰى حَضَرَ مَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللهَ أَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ

''واللہ! یہ دین حق پرور جس کی خاطر تم یہ زیادتیاں سہہ رہے ہو۔ اللہ ضرور اسے غالب کریں گے حتی کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک سفر پر رواں دواں ہوگا اسے کسی چیز کا خوف نہ ہوگا صرف اللہ کا خوف ہوگا یا اسے اپنی بکریوں پر خوف ہوگا کہ کہیں بھیڑیا نقصان نہ پہنچائے، عزت اور جان اور مال کی پامالی کا اندیشہ نہ ہوگا۔''

بات یہ ہے کہ تم جلد بازی سے کام لے رہے ہو، ذرا صبر کرو بڑا امن وامان ہوگا۔ (2)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے خاندان کو اللہ کی خاطر تختۂ مشق بنایا جا رہا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس سے گزرے تو ان کی اس حالت زار کو دیکھ کر یوں تسلی دی، فرمایا: أَبْشِرُوْا

---

(1) **سندہ جید:** حلیۃ الاولیاء: 1/144، طبرانی: 4/77

تحقیق الحدیث: محمد بن یحییٰ بن مندہ اصفہانی، خالد بن یوسف سمتی، اس سند میں کوئی کمی نہیں، خالد کی ابن حبان نے لفظی توثیق کی ہے۔ [الثقات: 8/226] اس حدیث کو طبری نے تفسیر: 7/650 میں اور ابن ابی شیبہ: 7/13 میں بیان کیا ہے جو یوں ہے۔ جریر مغیرہ شعبی، یہ مرسل ہے اور اقوی بھی یہی ہے اور مغیرہ بن مقسم ضبی کے متعلق ابن فضیل نے کہا ہے یہ تدلیس کرتا ہے۔ [اسماء المدلسین: 209] تاہم یہ ماقبل والی حدیث کی وجہ سے حسن الحدیث ہے۔

(2) بخاری: 3612-6943

Marfat.com

آلَ یَاسِرٍ مَوْعِدُکُمُ الْجَنَّةُ ''اے آلِ یاسر بشارت ہو تمہاری وعدہ گاہ جنت ہے''

ابوزبیر سے اسے تنہا ہشام نے بیان کیا ہے اور ہشام سے صرف مسلم نے اور ان سے تنہا ابراہیم بن عبدالعزیز نے بیان کیا ہے۔ ①

سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بطحاء میں رسول اکرم ﷺ سے ملا تو فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ ''آپ نے میرا ہاتھ پکڑا میں آپ کے ساتھ چل دیا۔ آپ ﷺ کا گزر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ام عمار کے پاس سے ہوا انہیں سزا دی جا رہی تھی کہ یہ اسلام کیوں لائے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِصْبِرُوْا آلَ یَاسِرٍ فَاِنَّ مَصِیْرَکُمْ اِلَی الْجَنَّةِ ②

---

① **حسن وفی سندہ ضعف** مستدرک حاکم:438/3

تحقیق الحدیث: ابراہیم بن عصمہ العدل، سری بن خزیمہ، مسلم اس کے اہم راوی ہیں۔ رجالہ ثقات۔ مسلم بن ابراہیم ازدی الفراہیدی۔ ابوعمر بصری۔ ثقہ، مامون اور کثرت سے روایات کرنے والا ہے۔ آخری عمر میں نابینا ہو گیا تھا۔ [تقریب:529] سری بن خزیمہ نے اس کی متابعت کی ہے اور ہشام بن ابوعبداللہ سنبر بصری دستوائی ثقہ، ثبت ہے۔ [تقریب:573] ابوزبیر محمد بن مسلم بن تدرس اسدی مکی صدوق ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے صرف یہ تدلیس کرتا ہے۔ [تقریب:506] یہاں اس نے عن سے حدیث بیان کی ہے سماع کی صراحت نہیں کی، یہاں تدلیس کا احتمال ہے تاہم بعد والی روایت اس کی تائید کرتی ہے اس وجہ سے یہ حدیث حسن ہے۔

② **صحیح لغیرہ:** زوائد ہیثمی: 123/2، حارث والی سند تو بے کار ہے اس میں سالم اور اس کے شیخ کے درمیان انقطاع ہے۔

تحقیق الحدیث: سالم بن ابوجعد کوفی مشہور ہے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارسال کثرت سے کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، عائشہ رضی اللہ عنہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ [جامع التحصیل:179] ابن مدینی نے کہا ہے یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں ملا، نہ ہی عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملا ہے۔ ابوزرعہ کہتے ہیں یہ عمر عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے مرسل بیان کرتا ہے۔

احمد بن حنبل کہتے ہیں یہ ثوبان سے نہیں ملا۔ ان دونوں کے درمیان معدان بن ابوطلحہ کا واسطہ ہے۔ اس کا مکمل نام یہ ہے سالم بن ابوجعد رافع الغطفانی الاشجعی مولی کوفی ثقہ ہے۔ ارسال زیادہ کیا کرتا تھا۔ [تقریب:226] اس کا شاگرد عمرو بن مرہ بن عبداللہ بن طارق الجملی المرادی ہے۔ کنیت ابوعبداللہ کوفی الاعمیٰ ہے۔ ثقہ اور عابد تھا۔ یہ تدلیس نہیں کرتا تھا۔ [تقریب:462] قاسم بن فضل بن معدان الحدانی۔ ابوالمغیرہ بصری ثقہ ہے۔ [تقریب:451] حارث کے شیخ کے ضعف کی وجہ سے یہ حدیث حسن لغیرہ کے درجہ کی ہوتی ہے۔ عبدالعزیز بن ابان بن محمد بن عبداللہ بن سعید بن عاص اموی سعیدی ابوخالد کوفی نزیل بغداد متروک ہے۔ ابن معین نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔ [تقریب:356] تاہم قاسم بن فضیل کی متابعت موجود ہے۔ امام اعمش نے اس کی متابعت کی ہے۔ اعمش کا نام سلیمان بن مہران اسدی کاہلی ہے۔ ابومحمد کنیت ہے کوفی ہے، ثقہ حافظ اور قراءت کا ماہر اور پرہیزگار ہے لیکن تدلیس کرتا ہے۔ [تقریب:254] ابن عساکر نے اس کی سند یوں بیان کی ہے۔ ابوالقاسم بن سمرقندی۔ ابومحمد بن ابوعثمان، ابوطاہر احمد بن محمد بن ابراہیم بن قصاری ابوعیسیٰ احمد بن اسحق بن عبداللہ انماطی۔

ایک سند یہ ہے ابوصالح الحنوی۔ ابوبکر لفتوانی، رزق اللہ بن عبدالوہاب۔ احمد بن محمد بن احمد۔ علی بن محمد بن عبید۔ علی بن اسماعیل بن حکم۔ احمد بن حرب۔ احمد بن محمد بن عمار کوفی۔ عباس بن محمد۔ محمد بن صلت۔ منصور بن ابواسود۔ اعمش۔ عمرو بن مرہ اور سالم بن ابوجعد۔ آگے حضرت عثمان تک ہے کہ میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ عماران کے باپ اور ماں کے پاس سے گزرے۔ اس میں وہم ہوا ہے۔ ابن عبید عن عثمان والی حدیث میں عمار بن یاسر ان کی ماں اور باپ کے الفاظ ہیں۔ اعمش کا شاگرد منصور بن ابواسود اللیثی کوفی ہے۔ صدوق ہے شیعہ ہونے کی اس پر تہمت ہے۔ [تقریب:546] اور محمد بن صلت بن حجاج اسدی۔ ابوجعفر کوفی اصم۔ یہ ثقہ ہے۔ [تقریب:484] اور عباس بن محمد بن حاتم الدوری، ابوالفضل بغدادی خوارزمی الاصل ہے۔ ثقہ حافظ ہے [تقریب:294] ان متابعت اور شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے۔

Marfat.com

''اے آلِ یاسر! صبر کرو، تمہارا مقام جنت ہے۔''

سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اے ابوعمار اور ام عمار! اے آل یاسر! صبر کرو جنت تمہاری وعدہ گاہ ہے۔ (1)

آلِ یاسر سے کچھ افراد بیان کرتے ہیں سیدہ سمیہ ام عمار رضی اللہ عنہا کو بنو مغیرہ بن عبداللہ بن مخزوم نے اسلام لانے کی پاداش میں مشق ستم بنایا تھا کہ یہ اسلام چھوڑ دے مگر انہوں نے انکار کر دیا حتی کہ جامِ شہادت پی لیا، مگر اسلام ترک کرنا گوارا نہیں کیا۔ رسول اکرم ﷺ حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے گزرے انہیں ابطح وادی میں تختۂ مشق بنایا جا رہا تھا۔ مکہ کی جگر سوز والی تپش تھی جہاں انہیں نشانۂ ستم بنایا جا رہا تھا۔ آپ نے دلاسہ دیتے ہوئے فرمایا: آلِ یاسر صبر کرو جنت تمہاری وعدہ گاہ ہے۔ (2)

---

(1) **حسن لغیرہ وسندہ ضعیف:** طبرانی کبیر: 303/24

تحقیق الحدیث: عبداللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی، ابومحمد المدنی امیر بصرہ ہے۔ اس کا باپ اور دادا صحابی ہیں۔ اس کی ثقاہت پر اجماع ہے۔ [تقریب: 299] اور عبدالرحمن بن ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان المدنی صدوق۔ جب یہ بغداد آیا تو اس کا حافظہ متغیر ہوگیا۔ یہ فقیہ تھا۔ [تقریب: 340] اس کے شاگرد اعمش کی تعریف ابھی اوپر والی سند میں گزری ہے۔

اور سلیمان بن قرم بن معاذ۔ ابوداود البصری النحوی۔ سئی الحفظ ہے۔ [تقریب: 253] حافظ ابن حجر نے اس کے شاگرد سعید بن خالد کے متعلق کہا ہے۔ خراسانی شیخ ہے معلوم نہیں وہ کون ہے۔ [لسان المیزان: 386] تو اس سند میں جہالت ہے۔ اس کا شاگرد ابراہیم بن سعید جوہری ابواسحٰق طبری جو بغداد میں رہنے لگا تھا۔ یہ ثقہ حافظ ہے اس میں تنقید تو کی گئی ہے تاہم وہ بلا دلیل تنقید ہے۔ [تقریب: 89] اور جو طبرانی کا شیخ ہے جس کا نام محمد بن عبداللہ بن سلیمان الحضرمی ہے جس کا لقب مطین تھا۔ اس کا تعارف یہ ہے کہ حافظ کبیر تھا۔ ابوجعفر اس کی کنیت ہے، کوفی ہے اس نے ابونعیم کو دیکھا ہے اور احمد بن یونس سے حدیث سنی ہے اور یحییٰ حمانی، یحییٰ بن بشیر حریری، سعید بن عمرو اشعثی سے بھی سماع حدیث کیا ہے۔ یہ علم کا پیکر تھا اس سے ابوبکر نجاد، ابوالقاسم طبرانی، ابوبکر اسماعیلی، علی بن حسان الدمی، علی بن عبدالرحمن البکائی اور متعدد نے حدیث بیان کی ہے اس نے مسند کتاب کی تالیف کی ہے اور ایک تاریخ صغیر بھی تالیف کی ہے۔ حافظ ابوبکر بن ابودارم کہتا ہے میں نے مطین سے ایک لاکھ حدیث لکھی تھی۔ امام دارقطنی سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: ثقہ ہے اور علم کا کوہ گراں ہے [تذکرۃ الحفاظ: 662/2]

اس سند پر دارقطنی کی تنقید بھی ہے ان سے عبداللہ بن حارث والی حدیث کے متعلق سوال ہوا یہی ہے جو کہ حضرت عمار والی ہے تو انہوں نے کہا اس کی سند یہ ہے۔ ابراہیم بن سعید الخ جو اوپر بیان ہوئی ہے ان راویوں کے نام گنوائے اور کہا صحیح یہ ہے کہ یہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نہیں۔ اور اس میں ابن ابی الزناد کلمہ غلط درج ہوا ہے اور عبدالرحمن بن ابوزیاد کے بارے میں ابن ابوحاتم نے کہا ہے اس نے ابن عمرو کو پایا ہے اور ملا ہے اور اس نے عبدالرحمن بن ابولیلیٰ سے روایت کی ہے اور اس سے اعمش نے روایت کی ہے اور اعمش کہتا ہے: میں نے اپنے باپ سے سنا ہے وہ کہتے ہیں ہم سے عبدالرحمن نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں ہم سے یعقوب بن اسحٰق ہروی نے حدیث بیان کی ہے اور تحریری طور پر ہماری طرف عثمان بن سعید نے لکھا ہے کہ میں نے یحییٰ بن معین سے پوچھا عبدالرحمن بن ابوزیاد جس سے اعمش نے بیان کیا ہے اس کا حال کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: ثقہ ہے۔ [الجرح والتعدیل: 636/5] بہرصورت سند میں ضعف ہے لیکن پہلی اور بعد والی حدیث کی وجہ سے یہ حسن ہے۔

(2) **حسن:** سیرۃ ابن اسحٰق: 169، بیہقی، شعب الایمان: 239/2

تحقیق الحدیث: ابوعبداللہ الحافظ، ابوالعباس، احمد، یونس، ابن اسحٰق۔ یہ سند کے راوی ہیں۔ یہ روایت مرسل ہے کیونکہ ابن اسحٰق کے شیوخ نے یہ نہیں بتایا کہ یہ حدیث انہوں نے کس سے لی ہے تاہم دیگر روایات کی وجہ سے یہ حسن ہے۔

Marfat.com

سیدنا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ حضرت یاسر اور عمار رضی اللہ عنہما کے قریب سے گزرے انہیں اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے اذیت ناک سزا دی جارہی تھی آپ ﷺ نے ان سے کہا: ”آل یاسر! صبر کرو جنت تمہاری وعدہ گاہ ہے“ [1]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے سمیہ جو کہ ام عمارہ تھیں انہیں نیزہ مارا جو ران پر لگا اور عصمت گاہ تک پہنچ گیا جس کے صدمے سے موت واقع ہوئی۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! بَلَغَ مِنَّا الْعَذَابُ كُلَّ مَبْلَغٍ ”ہماری آزمائش کی انتہا ہوچکی، کیا کریں؟ تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اے ابوالیقظان! (یہ حضرت عمار کی کنیت تھی) صبر سے کام لیجیے اور دعا کی:

أَللّٰهُمَّ لَا تُعَذِّبْ أَحَدًا مِّنْ آلِ يَاسِرٍ بِالنَّارِ

”اے میرے اللہ! آتشِ دوزخ سے آلِ یاسر کو دوچار نہ کرنا“ آل یاسر نے تو دنیا میں تیری خاطر اذیت ناکیوں کو برداشت کیا ہے۔ [2]

سیدنا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ، حضرت یاسر، حضرت عمار اور ام عمار رضی اللہ عنہم کے پاس سے گزرے، انہیں اللہ کی راہ میں اذیت دی جارہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے آل یاسر! صبر کا دامن نہ چھوڑنا، تمہاری وعدہ گاہ جنت ہے۔ [3]

---

[1] **سندہ صحیح:** الاستیعاب:1589/4

تحقیق الحدیث: اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ہاشمی، ثقہ تابعی ہے [تقریب:108] اور ان کے والد گرامی صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔

[2] **فی سندہ ضعف:** الاستیعاب:1864/4

تحقیق الحدیث: ابن لہیعہ کی وجہ سے اس میں ضعف ہے اس کا نام ہے عبداللہ بن لہیعہ بن عقبہ حضرمی، کنیت ابوعبدالرحمن ہے، مصری ہے القاضی نسبت ہے، صدوق ہے، ساتویں طبقے سے ہے کتابیں جلنے کے بعد اختلاط کا شکار ہوگیا تھا۔ ابن مبارک اور ابن وہب جب اس سے روایت کریں تو یہ عادل ہے۔ [تقریب:319] اختلاط سے قبل اس سے عبداللہ بن یزید مصری، قتیبہ بن سعید، عثمان بن صالح سہمی نے روایت لی ہے۔ [تہذیب التہذیب:5/329] تاہم یہ واقعہ درست ہے۔

[3] **مرسلا صحیح:** الاصابہ:639/6، احمد فی کتاب الزہد

تحقیق الحدیث: احمد والی سند یوسف بن ماہک سے مروی ہے، یہ مرسل ہے۔ یہاں اصابہ والی سند ہی ہے۔ عُقیل بن خالد ایلی، اس کی کنیت ابوخالد ہے۔ اموی ہے، ثقہ وثبت ہے۔ [تقریب:396] ابن شہاب، زہری کا نسب یہ ہے۔ محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن حارث بن زہرہ بن کلاب، قرشی الزہری ہے۔ کنیت ابوبکر ہے، الفقیہ، الحافظ ہیں، ان کی جلالت واتقان پر سب کا اتفاق ہے یہ اپنے طبقے کے رئیس ہیں۔ [تقریب:506] اور اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب الہاشمی صغیر تابعی ہیں، ثقہ ہیں۔ [تقریب:506] اور اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب الہاشمی صغیر تابعی ہیں۔ ثقہ ہیں [تقریب:108] ان کا والد عبداللہ بن جعفر ابی طالب الہاشمی نامور سخی ہیں سرزمینِ حبشہ میں پیدا ہوئے۔ صحابی ہیں۔ [تقریب:298]

Marfat.com

سیدنا حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جاہلیت میں مَیں لوہار کا کام کرتا تھا میں نے عاص بن وائل سے کچھ قرض لینا تھا میں اس کے پاس آیا اور اس سے قرض کا تقاضا کیا، اس نے کہا:

لَا أُعْطِيكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ

''جب تک محمد ﷺ کا انکار نہ کرو گے تب تک میں تمہارا قرض نہ دوں گا''

میں نے کہا: لَا أَكْفُرُ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ تُبْعَثُ

''میں تو پھر بھی آپ ﷺ کا انکار نہیں کروں گا اگر تو مر کر دوبارہ زندہ ہو جائے''

اس نے کہا: اچھا! پھر انتظار کر جب میں مروں گا اور اٹھایا جاؤں گا مجھے مال و اولاد دی جائے گی، پھر تمہارا قرض چکاؤں گا، تو اس بارے یہ آیات نازل ہوئیں۔

اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا

''آپ نے اس کو دیکھا ہے جس نے ہماری آیات کا انکار کیا ہے اور کہتا ہے مجھے مرنے کے بعد مال اور اولاد دی جائے گی''

اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا [1]

''کیا اس نے غیب پر جھانک لیا ہے، یا اس نے رحمٰن کے پاس اس چیز کا عہد باندھ رکھا ہے۔''

قیس رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (200) درہم میں خریدا اور آزاد کر دیا۔ انہیں ان ظالموں نے پتھروں میں دبا رکھا تھا۔ جنابِ صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید کر اس مصیبت سے نکالا۔ مشرکوں نے جنابِ صدیق سے کہا: لَوْ اَبَيْتَ اِلَّا اُوْقِيَةً لَبِعْنَا لَهٗ ''اگر آپ انہیں (40) درہم سے خریدنے پر اصرار کرتے تو ہم نے آپ کے ہاں انہیں فروخت کر دینا تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سنہری جواب دیا:

لَوْ أَبَيْتُمْ إِلَّا مِائَةَ أُوْقِيَةٍ لَأَخَذْتُهُ [2]

---

[1] مریم:78-77، بخاری: 2425,2091

[2] **سندہ صحیح:** ابن ابی شیبہ:7/337، حلیۃ الاولیا:1/38

تحقیق الحدیث: محمد بن احمد بن حسن، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، ابوبکر، سعید بن عمر، سفیان۔ یہ سند صحیح ہے۔ [فتح الباری:99/7] سفیان بن عیینہ بن ابی عمران، میمون الہلالی ابو محمد کوفی ثقہ ہے۔ حافظ، فقیہ، امام اور حجت ہے۔ آخر میں حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔ کبھی تدلیس کرتا ہے یہ اپنے طبقے کا رئیس ہے۔ عمرو بن دینار سے بیان کرنے میں سب سے زیادہ اثبت ہے۔ [تقریب:1/245] اس کا شیخ مخضرم ہے جو کہ اسلام اور جاہلیت میں زندہ رہا ہے۔ یہ قیس بن ابو حازم بجلی ابو عبداللہ ہے یہ کوفی تھا دوسرے طبقے کا ہے۔ مخضرم ہے کہا جاتا ہے اس نے آپ کو دیکھا ہے اور عشرہ مبشرہ سے روایت کی ہے۔ [تقریب:456]

Marfat.com

''اگر تم انہیں (4000) درہم پر فروخت کرنے کا اصرار کرتے تو میں اس ایمان کی متاع گرانمایہ کو پھر بھی خرید لیتا''

❁ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے قبل مجھے اسلام لانے پر باندھ دیتے تھے۔ تم نے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے ظلم کیا ہے یہ اتنا بڑا سانحہ ہے اگر میں نے اسلام کا ساتھ چھوڑنا ہوتا تو اس وجہ سے چھوڑ دیتا اتنا مجھے صدمہ ہوا ہے۔ [1]

❁ سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا خباب رضی اللہ عنہ مہاجروں میں سے تھے اور انہیں بھی اللہ پر ایمان لانے کی بنا پر ظلم کا نشانہ بنایا گیا۔ [2]

❁ ابو لیلیٰ کندی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا:

أُدْنُهْ فَمَا أَحَدٌ أَحَقَّ بِهٰذَا الْمَجْلِسِ مِنْكَ إِلَّا عَمَّارٌ [3]

''قریب ہو جاؤ اس مجلس میں تم سب سے زیادہ اعزاز کے حقدار عمار ہیں''

---

[1] بخاری: 3862 مع فتح 176/7۔
قیس کہتے ہیں میں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے کوفہ کی مسجد میں سنا، وہ کہہ رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن میرے نکاح میں تھی، ہم دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے پہلے ایمان لائے تھے۔ وہ اسلام کی پاداش میں ہم دونوں کو باندھ دیتے تھے۔ اپنا یہ واقعہ سنا کر پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت پر تاثرات غم بیان کیے کہ یہ اتنا بڑا ظلم ہے قریب ہے زمین و آسمان اور دنیا ہل جائے۔

[2] **سندہ صحیح:** ابن ابی شیبہ: 337/7، بیہقی شعب الایمان: 239/2، حلیۃ الاولیا: 1/359

تحقیق الحدیث: بیہقی اور ابن ابی شیبہ کی ایک یہ سند ہے۔ ابو عبدالرحمن سلمی، ابو منصور محمد بن قاسم الصبغی، اسماعیل بن قتیبہ، ابو بکر بن ابی شیبہ یہ راویان حدیث ہیں۔ حلیۃ الاولیاء کے یہ راوی ہیں محمد بن احمد بن حسن۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، سعید بن عمرو سفیان بن عیینہ۔ سفیان بن عیینہ ابن ابو عمران میمون الہلالی۔ ابو محمد کنیت تھی کوفی ہے، ثقہ ہے، حافظ و فقیہ اور امام اور حجت ہے۔ آخر میں اس کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا کبھی تدلیس بھی کرتا ہے لیکن تدلیس بھی ثقات سے کرتا ہے یہ طبقہ کا سربرآوردہ ہے اس نے عمرو بن دینار سے بہت زیادہ مضبوطی سے بیان کیا ہے۔ [تقریب: 245/1] اس کا شیخ مسعر بن کدام بن ظہیر الہلالی ابو سلمہ کوفی ہے یہ ثقہ و ثبت ہے فاضل ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ [528] قیس بن مسلم جدلی ابو عمرو کوفی ثقہ ہے۔ [تقریب: 1/245] اور طارق بن شہاب بن عبد شمس بجلی احمسی ابو عبداللہ کوفی ہیں۔ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے آپ سے سنا نہیں۔ [تقریب: 281]

[3] ابن ابی شیبہ: 337/7، طبقات: 165/3، ابن ماجہ: 153، احمد فی فضائل الصحابۃ: 857/2

تحقیق الحدیث: ابو لیلیٰ کندی کوفی، اس کا نام سلمہ بن معاویہ ہے ایک قول ہے سعید بن بشر ہے ثقہ ہے کبار تابعین میں سے ہے۔ [تقریب: 669] ابو اسحٰق سبیعی کا نام عمرو بن عبداللہ بن عبید، ایک قول ہے علی ہے ایک قول ہے ابن ابی شعیرہ ہمدانی تابعی ہے۔ ثقہ ہے کثرت سے احادیث بیان کرتا ہے، عابد ہے آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔ [تقریب: 423] سفیان معروف امام ہے اور وکیع بن جراح بن ملیح رؤاسی ابو سفیان کوفی ہے۔ ثقہ حافظ ہے، عابد ہے اپنے طبقہ کا کبیر امام ہے۔ [تقریب: 581]

Marfat.com

اس کے بعد حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے اپنی کمر کے زخموں کے نشانات دکھائے جو مشرکوں کے تشدد کی وجہ سے پڑ گئے تھے۔

سیدنا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے خود ہم سے بیان کیا ہے کہ ہم اپنی قوم غفار سے روانہ ہوئے۔ یہ قوم محترم مہینے کا احترام نہ کرتی تھی۔ میں اور میرا بھائی انیس اور ہماری والدہ ہم تینوں نکلے تھے اور ہم اپنے ماموں کے ہاں ٹھہرے۔ ہمارے ماموں نے ہمیں بہت عزت دی اور ہم سے بہت اچھا سلوک کیا۔ ہماری قوم کو یہ برداشت نہ ہوا، اس نے ہمارا حسد کیا اور کہا: کہ انکو نکال دے۔ انیس ان کے پاس آتا جاتا تھا، میں تو نہ جاتا تھا ہمارے ماموں ہمارے پاس آئے جو ہمارے خلاف قوم نے کہا تھا ہمیں اس کی اطلاع دے دی۔ تو میں نے کہا: ماموں جو بھی آپ نے ہم سے نیکی کی ہے اسے آپ نے گدلا کر دیا ہے۔ اب ہم آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ یہ کہہ کر ہم اپنے اونٹوں کے پاس آئے اور ان پر سوار ہو کر چل دیئے، تو ہمارے ماموں چہرے پر کپڑا لے کر رونا شروع ہو گئے۔

ہم وہاں سے روانہ ہو کر مکہ کے علاقے میں آ گئے۔ انیس چونکہ شعر گوئی کرتا تھا میرا یہ بھائی شعر گوئی میں فیصلہ کے لیے ایک کاہن کے پاس گیا ہم بھی گئے لیکن اس کاہن نے میرے بھائی انیس کو افضل شاعر قرار دیا۔

یہ تو واقعہ تھا حضرت ابوذر مکہ کے قریب کیسے پہنچے۔ اب وہ اپنے ایمان کا سبب بتاتے ہیں اور عبداللہ بن صامت کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ بھتیجے! میں نے رسول اکرم ﷺ سے ملاقات سے تین برس پہلے ہی نماز پڑھی تھی۔ انہوں نے کہا: کس کے لیے نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا: اللہ کے لیے پڑھتا تھا۔

انہوں نے کہا: منہ کدھر کرتے تھے کہا: اَتَوَجَّهُ حَيْثُ يُوَجِّهُنِيْ رَبِّيْ ''جدھر بھی میرا رب رخ کرواتا تھا ادھر ہی میں متوجہ ہو جاتا۔ میں نمازِ عشاء پڑھتا جب رات کا آخری پہر ہوتا تو میں خود کو ہلکا تصور کر کے پڑا رہتا یعنی سکون ہوتا اور جب آفتاب چڑھ آتا تو پھر نماز پڑھتا۔

میرے بھائی انیس نے کہا: کہ مجھے مکہ میں کوئی کام ہے، آپ پیچھے خیال رکھنا۔ وہ مکہ آیا تو کافی دن لگا دیئے واپس نہ لوٹا۔ جب واپس آیا تو میں نے کہا: انیس! اتنے دن کیوں لگائے؟

Marfat.com

اس نے کہا:

لَقِيْتُ رَجُلًا بِمَكَّةَ عَلَى دِيْنِكَ يَزْعُمُ أَنَّ اللهَ أَرْسَلَهُ

''میں مکہ میں ایک ایسے آدمی سے ملا ہوں جس کا دین تمہارے دین جیسا ہے اور اس کا خیال ہے کہ اللہ نے اسے رسول بنا کر بھیجا ہے۔''

میں نے بھائی سے پوچھا: لوگ اسے کیا کہتے ہیں؟ اس نے بتایا کہ وہ کہتے ہیں: یہ شاعر ہے، کاہن ہے اور جادوگر ہے۔''

انیس خود ایک شاعر تھا یہ بھی کہنے لگا بات یہ ہے کہ میں نے کاہنوں کی باتیں بھی سنی ہیں اس کی بات میں کہانت نہیں۔ اور میں نے اس کی بات کو شعراء کے کلام پر بھی پرکھا ہے مگر میری زبان اس کی تصدیق کے لیے تیار نہیں کہ یہ شاعرانہ گفتگو ہے۔ واللہ! وہ سچا ہے، لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔

یہ سن کر میں نے بھائی سے کہا: اب پیچھے خیال رکھنا میں تحقیق کے لیے مکہ جانا چاہتا ہوں، میں مکہ گیا اور نہایت ہی آہستگی سے میں نے ایک آدمی سے پوچھا:

اَيْنَ هٰذَا الَّذِيْ تَدْعُوْنَهُ الصَّابِئُ ''وہ شخص کہاں ہے جسے تم صابی کہتے ہو؟ اس نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا: صابی کا پوچھتے ہو، تجھے ابھی بتاتے ہیں۔ بس دیکھتے ہی دیکھتے ساری وادی کے باسی مجھ پر ٹوٹ پڑے کسی نے اینٹ پکڑی تھی کسی نے ہڈی اٹھا رکھی تھی اور زدوکوب کرنا شروع ہو گئے میں غش کھا کر زمین پر گر پڑا۔ اب میں اٹھا تو ایسا رنگین تھا جیسا کہ سرخ پتھر ہوتا ہے۔

جب مجھے وقفہ ملا تو میں زمزم کے پاس آیا اور جسم سے خون دھویا اور آبِ زمزم نوش کیا۔ بھتیجے! میں وہاں (30) دن ٹھہرا کھانے کے لیے کچھ نہ تھا، صرف آبِ زمزم تھا، میں وہی نوش کرتا رہا حتی کہ کمزوری کی وجہ سے جو پیٹ میں شکن تھے وہ دور ہو گئے اور میں موٹا ہو گیا میں نے بھوک کی جگر سوزی تیس دن محسوس تک نہیں کی، میں سیر و سیراب رہا۔ اسی دوران مکہ میں چاندنی رات تھی اہل مکہ خواب شیریں میں مست تھے، بیت اللہ کا کوئی بھی طواف نہ کر رہا تھا۔ صرف دو عورتیں اساف اور نائلہ بتوں سے دعا کر رہی تھیں وہ طواف کرتیں میرے پاس سے گزریں تو میں نے ان سے کہا: ان اساف اور نائلہ کا ایک دوسرے سے نکاح ہی کر دو۔ میرے یہ کہنے کے باوجود وہ اپنی عبادت سے باز نہ آئیں دوبارہ میرے پاس سے طواف کرتے گزریں تو میں نے بغیر لگی لپٹی رکھے کہا: ان کی شرمگاہ لکڑی کی ہے۔

یہ واپس چلی گئیں، بڑبڑا رہی تھیں اور کہنے لگیں: یہاں کوئی ہمارا آدمی ہوتا تو پھر اسے پتہ چلتا۔ ان دونوں

Marfat.com

خواتین کے سامنے سے رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے یہ دونوں نچلی جانب اتر رہے تھے۔ انہوں نے ان خواتین سے پوچھا کیا ہے؟ انہوں نے بتایا ایک صابی کعبہ اور اسکے پردہ میں بیٹھا ہوا ہے۔ فرمایا: اس نے تمہیں کیا کہا ہے؟ کہنے لگیں: جو اس نے کہا ہے وہ ایسی بات ہے کہ زبان اسے زیب نہیں دیتی کہ کہی جائے۔

اب رسول اکرم ﷺ تشریف لائے حجرِ اسود کا استلام کیا اور بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ ﷺ کے ساتھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے اور دونوں نے نماز پڑھی۔ جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے سب سے پہلے اسلامی سلام کہا کہ اے اللہ کے رسول! السلام علیکم! آپ ﷺ نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ! پھر فرمایا: مَنْ اَنْتَ؟ ''تم کون ہو؟'' میں نے کہا: میں غفار قبیلہ سے ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اپنی مبارک جبین پر رکھا میں یہ سمجھا شاید غفار قبیلہ کی طرف میری نسبت کرنے کو ناپسند کیا ہے۔ میں نے آپ ﷺ کے دستِ مبارک کو پکڑنے کی کوشش کی تاہم میرے ہاتھ کو آپ ﷺ کے ساتھی نے جھٹک دیا اور فوراً مجھ سے آپ ﷺ کا ہاتھ چھڑا لیا۔ وجہ یہ ہے کہ وہ مجھ سے زیادہ صورت حال سے آگاہ تھے کہ وہ کسی کو خبر نہ ہونے دینا چاہتے تھے وہ خفیہ رکھنا چاہتے تھے، پھر آپ ﷺ نے سر اقدس اٹھایا اور پوچھا: ابوذر! آپ کب سے یہاں ہیں؟ میں نے عرض کی (30) ایام سے یہاں ہوں۔ فرمایا: تم کو کھانا کون دیتا تھا؟ میں نے کہا: آبِ زمزم ہی نوش کر رہا ہوں میری تو صحت اچھی ہوگئی اس نے جسم کے سب بل کس نکال دیئے ہیں اور مجھے آج تک بھوک کا احساس تک نہیں ہوا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اِنَّهَا مُبَارَكَةٌ اِنَّهَا طَعَامُ طُعْمَةٍ ''یہ مبارک ہے یہ باقاعدہ کھانے کا کام دیتا ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آج رات ان کو کھانا کھلانے کی مجھے اجازت دیجیے۔ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ چل پڑے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی چل دیئے، میں بھی ان کے ساتھ چلنے لگا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر کا دروازہ کھولا اور طائف شہر کے منقیٰ کی مٹھیاں بھر بھر کر رکھنے لگے۔ یہ اتنی مدت کے بعد پہلا کھانا تھا جو میں نے کھایا۔ میں نے منقیٰ خوب کھایا اس کے بعد میں نے کچھ بچا بھی دیا۔ اسکے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّهُ قَدْ وُجِّهَتْ لِیْ أَرْضٌ ذَاتَ نَخْلٍ لَا أُرَاهَا إِلَّا يَثْرِبَ

''میرے سامنے ہجرت گاہ پیش کی گئی ہے جو ایسی سرزمین ہے جہاں نخلستان ہے، میرے خیال میں وہ صرف یثرب

Marfat.com

(مدینہ) کی سرزمین ہی ہے''

ابوذر! اپنی قوم تک اگر یہ پیغام پہنچا سکو تو بہت اچھا ہے ہو سکتا ہے اس سے انہیں فائدہ پہنچے اور آپ کے لیے اجر ہو۔ اس کے بعد میں واپس آیا اور بھائی انیس سے ملا۔ اس نے کہا: کیا بنا؟ آپ مکہ گئے تھے؟ میں نے کہا:

صَنَعْتُ أَنِّيْ قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ

''میں نے یہ کیا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور میں نے تصدیقِ حق کر دی ہے''

یہ سن کر بھائی کہنے لگا: جو دین تمہیں پسند ہے میں بھی اسی کا دلدادہ ہوں میں بھی مسلمان ہوں اور تصدیق حق کرتا ہوں۔ اس کے بعد ہم امی کے پاس آئے انہوں نے بھی یہی کہا اور اسلام کی تصدیق کا دم بھر لیا۔ ہم سوار ہو کر اپنی قوم بنو غفار کے پاس گئے ان میں سے نصف ایمان لے آئے۔ ان کا قائد ایماء بن رحضہ غفاری تھا ان میں سے نصف قوم نے کہا: رسول اکرم جب مدینہ منورہ تشریف لائیں گے تو ہم مسلمان ہوں گے۔ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو باقی نصف قوم بھی اسلام لے آئی۔

اسلم قبیلہ بھی آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے بھائی غفار قبیلہ والے جس چیز پر ایمان لائے ہیں ہم بھی اسی پر ایمان لاتے ہیں۔ تو رسول اکرم ﷺ نے دعائیہ انداز میں نیک فال لی:

غِفَارُ غَفَرَاللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ [1]

''غفار قبیلہ کو اللہ بخشے اور اسلم قبیلہ کو اللہ تعالیٰ صلح و آشتی دے''

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں تمہیں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ سناتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے یہ خود بیان کیا ہے کہ میں غفار قبیلہ کا آدمی تھا۔ ہم تک یہ اطلاع پہنچی کہ مکہ میں ایک آدمی نمودار ہوا ہے جس کا دعویٰ ہے وہ اللہ کا نبی ہے۔

میں نے اپنے بھائی سے کہا: اس آدمی کے پاس جاؤ اور اس سے بات چیت کرو اور پھر مجھے بتاؤ وہ گیا اور ان سے ملا واپس آیا تو میں نے کہا: ہاں! بھائی کیا خبر لائے ہو؟ اس نے کہا:

وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَأْمُرُ بِالْخَيْرِ وَيَنْهٰى عَنِ الشَّرِّ

''واللہ! میں نے دیکھا ہے کہ وہ آدمی خیر کا حکم دیتا ہے اور شر سے روکتا ہے''

---

[1] مسلم: 2514

Marfat.com

میں نے بھائی سے کہا: تیری اطلاعات سے مجھے تشفی نہیں ہوئی۔ میں نے ایک تھیلا اور عصا لیا اور مکہ کی جانب روانہ ہوا۔ ایک تو میں آپ کو پہچانتا نہ تھا اور دوسرا میں ڈرتا تھا آپ کے متعلق پوچھنا بھی نہ چاہتا تھا اور میں آبِ زمزم پیتا رہا اور مسجدِ حرام میں ہی رہتا تھا۔ میرے پاس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ گزرے تو کہنے لگے: لگتا ہے کہ یہ آدمی اجنبی ہے میں نے کہا: ہاں! میں اجنبی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ منزل کی طرف چل دیئے۔ میں بھی ان کے ساتھ چل دیا نہ وہ مجھ سے بولتے تھے نہ ہی میں ان سے کچھ پوچھتا تھا۔

صبح ہوئی تو میں مسجدِ حرام میں آ گیا تا کہ ان سے آپ کے متعلق پوچھوں، مگر مجھے کوئی نہ ملا۔ جو آپ کے متعلق بتائے۔ میرے پاس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ گزرے اور کہا ایسا لگتا ہے ابھی تک تم اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچے۔ میں نے کہا: نہیں! انہوں نے کہا: میرے ساتھ چلو۔ اور کہا: تم کون ہو؟ اس شہر میں کیا لینے آئے ہو؟

میں نے کہا: اگر تم چھپا کر رکھو تو میں دل کی بات بتا دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا: میں راز رکھوں گا۔ میں نے کہا: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ یہاں ایک آدمی نمودار ہوا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہے میں نے اپنے بھائی کو بھیجا تھا کہ وہ اس سے بات کرے وہ آیا تو تھا مگر تسلی بخش معلومات فراہم نہ کر سکا۔

انہوں نے کہا: تم درست آدمی سے ملے ہو۔ میری سمت چلتے جانا اور میں جہاں داخل ہوں گا تم بھی وہاں داخل ہونا اور میں جہاں ڈر محسوس کروں گا وہاں میں دیوار کے ساتھ لگ جاؤں گا گویا کہ میں جوتا درست کر رہا ہوں لیکن تم آگے گزر جانا۔ وہ گزر رہے تھے میں بھی ان کے ساتھ گزر رہا تھا حتی کہ وہ ایک گھر میں داخل ہوئے میں بھی وہاں داخل ہو گیا تو میری نبی ﷺ سے ملاقات ہوئی میں نے عرض کی: إعْرِضْ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ ''میرے سامنے اسلام پیش کیجیے! فَعَرَضَهُ فَأَسْلَمْتُ مَكَانِيْ'' آپ نے اسلام پیش کیا تو میں اسی جگہ پر ہی مسلمان ہو گیا''

آپ ﷺ نے مجھ سے کہا:

يَا أَبَا ذَرٍّ أُكْتُمْ هٰذَا الْأَمْرَ وَارْجِعْ إِلَى بَلَدِكَ فَإِذَا بَلَغَكَ ظُهُوْرُنَا فَأَقْبِلْ

''اے ابوذر! ابھی دین اسلام کو چھپا کر رکھو اور اپنے شہر واپس چلے جاؤ جب تم تک یہ بات پہنچے کہ ہم غالب آ رہے ہیں تو پھر آ جانا''

میں نے کہا: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ

''اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق آشنا کر کے مبعوث کیا ہے میں ان کے درمیان حق با آواز بلند کہوں گا''

Marfat.com

اس کے بعد میں مسجدِ حرام میں آیا وہاں قریش بیٹھے ہوئے تھے ان کے درمیان میں مَیں نے کہا: اے گروہِ قریش!

أَنِّيْ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی بھی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔

بس یہ کہنے کی دیر تھی کہ قریش کہنے لگے: اس صابی کو پکڑلو، مجھے پکڑ کر انہوں نے اتنا زیادہ زدوکوب کیا کہ موت کے قریب ہو چکا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے بچایا وہ میرے اوپر اوندھے ہو گئے اور ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

وَيْلَكُمْ تَقْتُلُوْنَ رَجُلًا مِّنْ غِفَارٍ وَمَتْجَرُكُمْ وَمَمَرُّكُمْ عَلٰى غِفَارٍ فَاقْلَعُوْا عَنِّيْ

''افسوس ہے تم پر! تم ایسے آدمی کے قتل کے درپے ہو جو بنوغفار سے ہے جب کہ تمہاری تجارت گاہ اور گزرگاہ یہ بنوغفار کا قبیلہ ہے یہ سن کر وہ مجھ سے چھٹ گئے۔''

جب صبح ہوئی تو میں پھر واپس گیا جو گذشتہ دن اعلان کیا تھا وہی آج بھی کیا، وہ پھر میرے اوپر اسی طرح چل پڑے جس طرح ایک دن پہلے کیا تھا۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے میرے اوپر جھک کر مجھے بچالیا اور انہیں تجارت گاہ والی بات یاد کروائی۔ یہ بھی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام کی ابتدا ہے جو بیان ہوئی ہے۔ [1]

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ تک یہ بات پہنچی کہ نبی ﷺ نے دعویٰ نبوت کیا ہے، انہوں نے اپنے بھائی سے کہا: سوار ہو کر وادی مکہ میں جاؤ اور جو آدمی یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ میں نبی ہوں اس کی خبر لاؤ اور جو یہ کہتا ہے کہ میرے پاس آسمان سے وحی آتی ہے اس کی بات سنو اور مجھے بتادو۔

ان کا بھائی گیا وہاں پہنچا اور نبی ﷺ کی بات سنی، پھر حضرت ابوذر کے پاس آیا اور کہا:

رَأَيْتُهٗ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ وَكَلَامًا مَا هُوَ بِالشِّعْرِ

''میں نے آپ کا جائزہ لیا ہے آپ اخلاق کریمانہ کی دعوت دیتے ہیں اور آپ ﷺ کا کلام ایسا ہے جو کہ شعر نہیں بلکہ سچ ہے۔''

---

[1] بخاری: 3522

Marfat.com

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: مَا شَفَيْتَنِيْ مِمَّا أَرَدْتُ ''میرے مقصد کے مطابق تم نے تسلی بخش جواب نہیں دیا'' چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے خود سامانِ سفر لیا اور ایک مشک میں پانی لیا اور مکہ آئے۔ مسجدِ حرام میں آئے نبی ﷺ کی طلب وجستجو کی یہ آپ ﷺ کو پہچانتے نہ تھے اور راز رکھنے کی وجہ سے آپ کے متعلق کسی سے پوچھتے بھی نہ تھے حتی کہ رات ہوگئی۔ انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا کہ یہ کوئی اجنبی ہے۔

انہوں نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کے پیچھے ہو لیے مگر دونوں ایک دوسرے سے پوچھتے نہ تھے اتنا مخالفوں کا رعب تھا۔ صبح ہوئی تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے پانی کی مشک لی اور زادراہ لیا تو مسجد میں آ گئے۔ وہ دن بھی گزر گیا انہوں نے نبی ﷺ کو نہ پایا اور نہ ہی انہیں آپ دیکھ سکے اور اسی طرح شام ہوگئی یہ اپنے بستر پر آ گئے۔

ان کے قریب سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو وہ سمجھ گئے یہ آدمی ابھی تک اپنی منزل مراد تک نہیں پہنچا۔ انہیں اٹھایا اور اپنے ساتھ لے گئے مگر ایک دوسرے سے کوئی بات نہ کرتا تھا۔ حتی کہ جب تیسرا دن ہوا اسی طرح لوٹ گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گئے۔ آخر کار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: أَلَا تُحَدِّثُنِيْ مَا الَّذِيْ أَقْدَمَكَ ''آپ مجھے بتاتے کیوں نہیں یہاں آنے کی کیا وجہ ہے؟''

انہوں نے کہا: اگر تم مجھ سے عہد و پیمان کرو کہ میری میرے مقصد پر راہنمائی کرو گے تو میں بتا دیتا ہوں۔ انہوں نے وعدہ کیا تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتا دیا تو سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: فَإِنَّهٗ حَقٌّ وَهُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ''یہ سچ ہے آپ اللہ کے رسول ہیں''۔

اچھا صبح میرے پیچھے پیچھے آنا میں اگر کوئی خطرہ محسوس کروں گا تو میں رک جاؤں گا جیسا کہ میں پیشاب کر رہا ہوں اور اگر میں چلتا رہوں تو میرے پیچھے آتے جانا اور جہاں میں داخل ہوں وہاں داخل ہو جانا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے یہی کیا۔ ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے نبی ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور آپ کی بات سنی اور وہیں مسلمان ہو گئے۔ ان سے نبی ﷺ نے فرمایا: اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ اور انہیں میری تعلیمات سے آگاہ کرو حتی کہ میرا حکم آئے تو تب آنا۔

انہوں نے کہا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تو ان کے درمیان چیخ چیخ کر اظہارِ اسلام کروں گا۔

آپ کے پاس سے نکل کر سیدھے مسجدِ حرام آئے اور بلند آواز سے پکارا کہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی گواہی دیتا ہوں۔ یہ سن کر لوگ اٹھے اور انہیں اتنا شدید زدوکوب کیا کہ انہیں زمین پر لٹا دیا۔ حضرت عباس تشریف

Marfat.com

لائے اوران کے اوپر گر گئے انہیں بچایا اور قریش سے کہا:

تم جانتے نہیں یہ غفار قبیلہ کا آدمی ہے اور شام کی جانب تمہاری تجارت کی راہ میں یہ قبیلہ ہے اس طرح انہیں بچایا۔ دوسرے دن پھر یہی ہوا، انہوں نے پھر مارا اور پل پڑے۔ حضرت عباس نے اوندھا گر کر انہیں بچایا۔ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ

قیس کہتے ہیں میں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے کوفہ کی مسجد میں سنا، وہ کہہ رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن میرے نکاح میں تھی، ہم دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے پہلے ایمان لائے تھے۔ وہ اسلام کی پاداش میں ہم دونوں کو باندھ دیتے تھے۔ اپنا یہ واقعہ سنا کر پھر سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت پر تاثرات غم بیان کیے کہ یہ اتنا بڑا ظلم ہے قریب ہے زمین و آسمان اور دنیا ہل جائے۔ [2]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم ہمیشہ اس وقت سے عزت یاب ہوئے ہیں جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے ہیں۔ [3]

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو لوگ آپ کے گھر کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے: عمر صابی ہو گئے جب یہ ہوا، میں ابھی بچہ ہی تھا اور اپنے گھر کی چھت کے اوپر تھا'' ایک آدمی آیا اس نے ریشم کی قبا لے رکھی تھی۔ اس نے کہا: عمر صابی ہو گیا ہے تو الگ بات ہے پھر بھی میں انہیں پناہ دیتا ہوں اس کے یہ کہنے کے بعد میں نے لوگوں کو دیکھا تَصَدَّعُوْا عَنْہُ کہ وہ ان سے چھٹ گئے۔ میں نے کہا: مَنْ ھٰذَا؟ یہ کون تھا؟'' انہوں نے کہا: یہ عاص بن وائل تھا۔ [4]

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے والد صاحب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب بھی یوں

---

[1] بخاری: 3861

[2] بخاری: 3862

[3] بخاری: 3863

[4] بخاری: 3865

Marfat.com

اظہارِ خیال کرتے سنا ہے کہ فلاں چیز کے بارے میں میرا یہ گمان ہے تو وہ بات درست ہوتی تھی۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے ان کے قریب سے ایک خوبصورت آدمی گزرا، کہنے لگے: اگر میرا خیال غلطی نہیں کر رہا تو میرا گمان ہے یہ آدمی جاہلیت میں اپنے دین پر تھا یا یہ کاہن تھا اسے بلایا گیا تو اسے یہ بتایا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تیرے بارے میں یہ خیال کیا ہے۔ اس نے کہا: آج سے بہتر میں بھی کسی ایسے مسلمان آدمی سے نہیں ملا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھے قسم دیتا ہوں مجھے صحیح صحیح بتانا؟ اس نے کہا:

كُنْتُ كَاهِنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

''میں جاہلیت میں ان کا کاہن تھا''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تیرے جن نے تجھے کوئی عجیب بات بتائی ہو وہ بیان کرو۔ اس نے کہا:

بَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا فِي السُّوْقِ جَاءَتْنِيْ أَعْرِفُ فِيْهَا الْفَزَعَ

''ایک دفعہ میں بازار میں تھا میرے پاس جنی آئی گھبراہٹ اس کے چہرے سے نمایاں تھی''

کہنے لگی:

أَلَمْ تَرَ الْجِنَّ وَإِبْلَاسَهَا وَيَأْسَهَا مِنْ بَعْدِ إِنْكَاسِهَا

''کیا تو نے دیکھا نہیں جن مایوس ہو گئے ہیں اور اوندھے منہ ہو گئے ہیں اور انہوں نے سواریاں باندھ لی ہیں کہ کوچ کر جائیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ سچ ہے اسی دوران میں ان کے معبودوں کے پاس کھڑا تھا۔ ایک آدمی ایک بچھڑا لایا اسے ذبح کیا گیا۔ ایک چلانے والے نے چیخ کر کہا: میں نے اتنی شدید چیخ کبھی نہیں سنی۔ وہ کہتا ہے: جلیح کاہن! نجات والا معاملہ آ گیا اور ایک فصیح آدمی آ گیا، جو صرف ایک معبود کی دعوت دیتا ہے لوگ اچھل پڑے، میں نے کہا: اس آواز کے پیچھے کیا ہے جب تک میں اس پردہ کی نقاب کشائی نہ کر لوں میں نہ ٹلوں گا، وہ منادی پھر پکار اٹھا۔ اے جلیح! نجات والا معاملہ ہے اور فصیح آدمی ''لا الہ الا اللہ'' کہتا ہے۔ اس سے کچھ دیر بعد ہی ہم نے سن لیا کہ آخر الزماں نبی تشریف لے آئے ہیں۔ [1]

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا کی:

---

[1] بخاری: 3866

Marfat.com

أَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الدِّيْنَ بِأَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ

”اے میرے اللہ! ان دو آدمیوں میں سے جو تجھے زیادہ پیارا ہے اس کے ذریعے دین کو عزت و غلبہ دے۔“

ایک ابوجہل بن ہشام، دوسرا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ کو زیادہ محبوب تھے اس لیے یہ مسلمان ہو گئے۔ (1)

ام عبداللہ بنت ابوحثمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے سرزمین حبشہ میں کوچ کیا تھا اور حضرت عامر بھی وہیں چلے گئے تھے۔ جب ہم نے تیاری کی تو حضرت عمر اچانک میرے پاس آ گئے اور ٹھہر گئے، کہتی ہیں:

وَكُنَّا نَلْقٰى مِنْهُ الْبَلَاءَ أَذًى لَّنَا وَغِلْظَةً عَلَيْنَا

”ہمیں انہوں نے سخت آزمائش میں ڈالا تھا اور اذیت ناکی سے دوچار کیا تھا اور ہم پر سخت دلی کا مظاہرہ کیا تھا“

مجھے کہنے لگے: اے ام عبداللہ! یہاں سے جا رہی ہو؟ میں نے کہا: ہاں! میں جا رہی ہوں۔ میں نے کہا: واللہ! ہم اس اللہ کی سرزمین سے تمہارے دکھ کی وجہ سے جا رہے ہیں۔ اللہ ہمارے لیے آسانی کرے گا تو تب ہی آئیں گے۔ اس کے جواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تمہارے ساتھ ہے میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں وہ رقت محسوس کی کہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔

ابن ربیعہ گھر لوٹے تو میں نے کہا: اے ابوعبداللہ! کبھی حضرت عمر کی رقت تو مشاہدہ کرو اور ہماری حالت زار پران کی غمزدگی تو ملاحظہ کرو۔ وہ حیران ہو کر بولے: یہ تم عمر کے متعلق بتا رہی ہو؟ میں نے کہا: ہاں! عمر کی بات کر رہی ہوں۔

میرے خاوند ابن ربیعہ عامر نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے تم توقع رکھتی ہو کہ عمر اسلام لے آئے گا؟

میں نے کہا: ہاں! عامر نے کہا:

لَا يُسْلِمُ الَّذِيْ رَأَيْتُ حَتّٰى يُسْلِمَ حِمَارُ الْخَطَّابِ

”میرے خیال میں جو کچھ میں نے مشاہدہ کیا ہے عمر اسلام نہیں لا سکتا حتی کہ یہ امید ہے کہ خطاب کا گدھا ایمان لا سکتا ہے“

---

(1) **سندہ صحیح:** ابن حبان: 15/305، ترمذی: 3681، احمد: 5696، عبد بن حمید: 245، حاکم: 3/89

تحقیق الحدیث: خارجہ بن عبداللہ بن سلیمان بن زید بن ثابت انصاری کنیت ابوزید ہے المدنی ہیں، صدوق لہ اوہام [تقریب: 186] اور یہ متفرد نہیں اس کی متابعت ہوئی ہے متابعت کے راوی یہ ہیں۔ ابوالعباس محمد بن یعقوب، محمد بن اسحٰق الصعانی شبابہ بن سوار، مبارک بن فضالہ، عبیداللہ بن عمر، عن نافع تاہم حاکم نے ابوجہل کا ذکر نہیں کیا۔ نافع کی کنیت ابوعبداللہ ہے، المدنی نسبت ہے، مولی بن عمر ہے، ثقہ تابعی ہیں، ثبت اور فقیہ ہیں، بخاری اور مسلم کے مشہور راوی ہیں۔ [تقریب: 559]

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنگدلی اور اہلِ اسلام پر جور وجفا کرنے کی وجہ سے وہ اتنے زیادہ مایوس تھے۔ [1]

عبداللہ بن عامر اپنی امی سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہمارے اسلام لانے کی وجہ سے سب سے زیادہ ہم پر تشدد کرتے تھے۔ جب ہم نے سرزمین حبشہ جانے کا ارادہ کیا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے۔ میں اپنے اونٹ پر روانہ ہونے کے لیے بیٹھ چکی تھی۔ پوچھنے لگے:

أَيْنَ يَا أُمَّ عَبْدِ اللهِ! اے ام عبداللہ! کہاں جا رہی ہو؟ میں نے کہا: تم نے دین قبول کرنے کی وجہ سے اتنی زیادہ اذیتوں سے دوچار کیا ہے کہ زندگی اجیرن کر دی ہے۔ اس لیے ہم

فَنَذْهَبُ إِلَى أَرْضِ اللهِ حَيْثُ لَا نُؤْذَى فِي عِبَادَةِ اللهِ

''اس سرزمین میں جا رہے ہیں جہاں ہمیں اللہ کی عبادت کے عوض اذیت نہ دی جائے''

انہوں نے کہا: اللہ تمہارا ساتھی ہو اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ میرے خاوند عامر بن ربیعہ آئے تو میں نے انہیں بتایا کہ میں نے عمر میں رقت آمیزی محسوس کی ہے، انہوں نے کہا: أَتَرْجِيْنَ يُسْلِمُ ''تم اس کے مسلمان ہونے کی امید رکھتی ہو؟ میں نے کہا: ہاں! کہنے لگے: واللہ! وہ اسلام نہیں لا سکتے خطاب کا گدھا ایمان لا سکتا ہے۔ [2]

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو انہوں نے سوچا اہل مکہ میں سے کون ہے جو اس بات کو پھیلائے گا۔ پتہ چلا کہ جمیل بن معمر جمحی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باہر گئے میں ابھی چھوٹا بچہ ہی تھا میں بھی ابا جان کے پیچھے چل دیا تاہم میں چھوٹا تھا لیکن بات سمجھتا تھا۔ ابا جان جمیل کے پاس آئے اور کہا:

يَا جَمِيْلُ! هَلْ عَلِمْتَ أَنِّيْ أَسْلَمْتُ

''کیا تو جانتا ہے کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں؟''

---

[1] **فیه ضعف یسیر والقصة قوی:** امالی المحاملی: 74/1 درجہ سند آئندہ بیان ہوگا۔

[2] سیرت ابن اسحٰق: 160/2، سیرت ابن کثیر: 33/2

تحقیق الحدیث: اس میں ابن اسحٰق نے سماع کی صراحت کی ہے اور اوپر امالی محاملی والی روایت سے اس کی متابعت بھی ہوئی ہے تاریخی طور پر یہ قصہ صحیح ہے۔ لیکن علم حدیث کی اصطلاح میں اس میں معمولی ضعف ہے۔

سند کے راوی یہ ہیں: عبداللہ بن شیبہ، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابوبکر بن ابی اویس، عبدالرحمن بن حارث، ابن اسحٰق کا شیخ ثقہ تابعی ہے۔ عبدالرحمن بن حارث بن ہشام بن مغیرہ مخزومی ابو محمد مدنی یہ ثقہ کبار تابعین میں سے تھا۔ [تقریب: 338/1]

اس کے معمولی ضعف کی وجہ سے یہ عبدالعزیز بن عبداللہ تابعی توثیق کا محتاج ہے۔ ابن ابی حاتم تو خاموش ہے 378/5، ابن حبان نے اسے ثقات میں شمار کیا ہے۔ ص: 115/7۔ یہ روایت اس وجہ سے بیان کر دی گئی ہے کہ یہ کبیر تابعی ہے اور اپنی والدہ سے یہ واقعہ بیان کرتا ہے۔

Marfat.com

یہ کہنے کی دیر تھی اس نے دوبارہ بات بھی نہیں کی یہ کھڑا ہوا چادر کھینچتا ہوا نکلا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کے ساتھ تھے اور میں بھی اباجان کے ساتھ تھا۔ یہ مسجدِ حرام کے دروازہ پر کھڑا ہوا اور بلند آواز سے چلا کر کہا:

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ ! إِنَّ عُمَرَ قَدْ صَبَأَ

''اے گروہ قریش! عمر تو صابی ہو چکا''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

كَذَبْتَ وَلَكِنِّيْ أَسْلَمْتُ ''تو جھوٹ کہتا ہے میں تو مسلمان ہوا ہوں''

اس کے فوراً بعد اہل مکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے لڑنا شروع ہوئے اور اتنی دیر تک لڑتے رہے حتی کہ آفتاب کافی بلند ہو گیا۔ اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھک گئے تو بیٹھ گئے اور اہل مکہ چھتری بن کر ان کے سر پر کھڑے ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے کہتے تھے:

إِصْنَعُوْا مَا بَدَا لَكُمْ ''جو ہوسکتا ہے کرلو میں باز نہیں آنے والا''

واللہ......! یا تم نہیں ...... یا......میں نہیں

اسی دوران قریش کا ایک بزرگ آیا اس نے دھاری دار حلہ زیب تن کر رکھا تھا اور قومسی قمیض پہن رکھی تھی۔ اس نے کہا: رک جاؤ۔ ایک آدمی اپنے لیے کوئی بھی دین اختیار کرنے کا حق رکھتا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے بنو عدی بن کعب اپنا ساتھی ٹھنڈے پیٹوں تمہارے سپرد کر دیں گے۔ پیچھے ہٹ جاؤ اس سے!

واللہ! وہ لوگ ایسے ہٹ گئے جیسے کپڑا ہٹا دیا جاتا ہے جب ہم مدینہ میں آگئے تو میں نے پوچھا۔ اباجان! وہ حلہ والا آدمی کون تھا جس نے لوگوں کو آپ سے دور کیا تھا۔ کہا: وہ عاص بن وائل تھا۔ [1]

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے ہیں ہماری عزت میں اضافہ ہوا ہے۔ ہمیں تو وہ منظر بھی یاد ہے۔

وَمَا نَسْتَطِيْعُ أَنْ نُّصَلِّيَ بِالْبَيْتِ حَتّٰى أَسْلَمَ عُمَرُ

''اور ہم میں اتنی ہمت نہ تھی کہ ہم بیت اللہ میں نماز ہی ادا کر سکتے جب حضرت عمر اسلام لائے تو تب یہ ممکن ہوا''

---

[1] **سنده صحیح:** سیرت ابن اسحٰق، ابن حبان: 15/302، فضائل صحابہ: 1/281

تحقیق الحدیث: ابن اسحٰق نے صراحت کی ہے اس کا شیخ نافع ابوعبداللہ المدنی مولی ابن عمر ثقہ تابعی ہے ثبت اور مشہور فقیہ ہے۔ [تقریب: 559]

Marfat.com

انہوں نے اہل مکہ سے لڑائی کی حتی کہ انہوں نے ہمارا پیچھا چھوڑا اور ہم بیت اللہ میں نماز ادا کر سکے۔ 1

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ إِسْلَامُ عُمَرَ فَتْحًا وَ كَانَتْ هِجْرَتُهُ نَصْرًا وَكَانَتْ أَمَارَتُهُ رَحْمَةً

''سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا فتح کی نوید تھی اور ان کی ہجرت نصرتِ دین کا مژدہ تھی اور ان کی امارت رحمت ایزدی تھی''

ہمیں وہ وقت بھی یاد ہے کہ ہم بیت اللہ میں نماز کی استطاعت نہ رکھتے تھے حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے جب آپ اسلام لائے تو انہوں نے اہل مکہ سے لڑائی کی تب انہوں نے ہماری جان چھوڑی اور ہم نماز پڑھنے لگے۔ 2

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

واللہ! ہم میں اتنی بھی استطاعت نہ تھی کہ ہم کعبہ کے پاس اعلانیہ نماز پڑھ سکیں، یہ تب ممکن ہوا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے انہوں نے ہم میں نماز کی جرأت پیدا کی۔ 3

ہجرتِ حبشہ

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سرزمینِ مکہ ہمارے لیے اپنی تنگئ داماں کی شکایت کرنے لگی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اذیت ناک حالات سے دوچار کر دیا گیا اور انہیں فتنہ و آزمائش کی بھٹی میں ڈالا گیا اور ان کے دین کی ابتلا و آزمائش کی گئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ان مظلوموں کے دفاع کی

---

1 **سندہ صحیح:** طبقات الکبریٰ:270/3

2 **سندہ منقطع و رجالہ ثقات وھو حسن بماقبلہ:** طبقات ابن سعد: 3/270

تحقیق الحدیث: قاسم بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود المسعودی ابو عبدالرحمن کوفی ثقہ و عابد ہے۔[تقریب:450]
ان کا اپنے دادا سے سماع ثابت نہیں۔ ان کا شاگرد مسعر بن کدام بن ظہیر الہلالی ابو سلمہ کوفی ثقہ و ثبت اور فاضل ہے۔[تقریب:528] تاہم ماقبل کی وجہ سے حسن ہے۔

3 **سندہ حسن:** ص:3/90، مستدرک

تحقیق الحدیث: مسعودی یا عاصم سے وہم ہوا ہے طبقات میں عن ابیہ کے الفاظ نہیں۔[طبقات:3/270] یعلی محمد جو کہ عبید کے بیٹے ہیں، عبیداللہ بن موسیٰ، فضل بن دکین، محمد بن عبداللہ اسدی، مسعر، قاسم بن عبدالرحمن، عبداللہ بن مسعود یہ ایک سند کے راوی ہیں۔ مسعر اپنے اہل عصر سے ثقہ ترین ہے۔ سفیان ثوری کہتے ہیں: ہم جب بھی کسی چیز میں اختلاف کرتے تو مسعر سے پوچھتے تھے۔ شعبہ کہتے ہیں: ہم مسعر کو مصحف کہا کرتے تھے۔[تہذیب الکمال:27/466] اس طرح جو تفصیل اس سے انقطاع کا احتمال ہے لیکن اس کا شاہد ہے جو قوی ہے تو یہ سند حسن ہے۔

Marfat.com

استطاعت نہ تھی اور ابھی خود رسول اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی اپنی قوم اور اپنے چچا کی حفاظت میں تھی۔ ان ظالموں کی دست درازیوں سے آپ محفوظ تو تھے اور جس طرح آپ کے ساتھیوں کو پریشان کیا جارہا تھا آپ ان کی دسترس سے باہر تھے۔ لیکن آپ ساتھیوں کی بے بسی پر بہت کبیدہ خاطر تھے اس لیے ساتھیوں سے کہا:

إِنَّ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ مَلِكًا لَا يُظْلَمُ أَحَدٌ عِنْدَهُ فَالْحَقُوْا بِبِلَادِهِ حَتّٰى يَجْعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا

"کہ سرزمین حبشہ میں چلے جائیں وہاں کا فرمانروا نیک سیرت ہے وہاں کوئی تم پر ستم رانی کی جرأت نہ کرے گا، لہٰذا اس کے علاقہ میں چلے جاؤ اس وقت تک وہیں رہنا جب تک اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کشادگی کی راہ ہموار نہیں کر دیتا"

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آپ کی اجازت کے بعد مسلمان گروہ در گروہ ادھر چلے گئے اور وہیں اکٹھے ہو گئے وہاں ہمیں بہترین گھر اور بہترین پڑوسی میسر آیا ہمیں اپنے دین پر چلنے کے لیے امن ملا ہمیں کسی قسم کے ظلم کا ڈر نہ رہا۔

جب قریش نے دیکھا کہ مسلمان تو وہاں ٹھکانے بنا رہے ہیں اور امن و امان سے رہ رہے ہیں تو انہوں نے یہ طے کیا کہ انہیں وہاں سے نکال لانے کے لیے کوئی وفد بھیجیں تو اس کے لیے انہوں نے عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو تیار کیا اور قریش نے بادشاہ کے لیے اور اس کے درباریوں کے لیے تحائف بھی جمع کیے اور ایک بھی درباری اور عہدہ دار ایسا نہ تھا جس کے لیے انہوں نے علیحدہ طور پر ہدیہ نہ بھیجا ہو۔ اور ان دونوں کو روانہ کرتے ہوئے کہا:

إِدْفَعَا إِلٰى كُلِّ بِطْرِيْقٍ هَدِيَّتَهُ قَبْلَ أَنْ تَكَلَّمُوْا فِيْهِمْ

ہر درباری کو یہ بات (کہ مسلمانوں کو وہ تمہارے سپرد کر دیں) بتانے سے پہلے اس کا تحفہ اسے پہنچا دینا پھر اس سے مطالبہ کرنا یہ ہمارے آدمی ہمارے حوالے کر دو اگر وہ ان مسلمانوں سے پوچھے بغیر ہی انہیں تمہارے حوالے کر دیں تو یہ بہت بہتر ہے۔

اب یہ دونوں حبشہ میں جاتے ہیں اور ہر درباری کی خدمت میں یہ ہدیہ پیش کرتے ہیں اور اسے بتاتے ہیں:

إِنَّا قَدِمْنَا عَلٰى هٰذَا الْمَلِكِ فِيْ سُفَهَاءٍ مِنْ سُفَهَائِنَا فَارَقُوْا أَقْوَامَهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ وَلَمْ يَدْخُلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ

"کہ یہاں ہماری آمد کا مقصد یہ ہے کہ اس بادشاہ کے پاس ہم اپنے چند کم عقل لوگوں کی وجہ سے حاضر ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی قوم کے دین سے علیحدگی اختیار کی ہے اور حیرانگی اس پر ہے کہ وہ تمہارے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے۔"

Marfat.com

آپ سے ہم یہ پہلے درخواست کر رہے ہیں کہ جب ہم بادشاہ سے اس بارے میں بات کریں تو ہمارے اس مؤقف کی تائید کرنا اور بادشاہ کو مشورہ دینا کہ وہ انہیں ہمارے سپرد کردے۔ان سب درباریوں نے اس بات کی تائید کی یقین دہانی کرائی کہ ہم ایسا ہی کریں گے۔

اب یہ دونوں نمائندے تحائف لے کر نجاشی کے پاس حاضر ہوتے ہیں مکہ سے سب سے زیادہ بادشاہ کی پسند کا تحفہ چمڑا تھا، یہی یہ لے کر گئے تھے۔بادشاہ کے سامنے حاضر ہو کر کہتے ہیں بادشاہ! چند جذباتی اور عقل سے خالی نوجوان جو اپنا دین بھی چھوڑ چکے ہیں اور آپ کے دین کو بھی قبول نہیں کیا کوئی انوکھا دین لے کر آئے ہیں ہم تو اسے جانتے نہیں، وہ وہاں سے فرار ہو کر آپ کے ملک میں پناہ گیر ہیں، ہمیں ان کے ہی خاندان والوں ان کے آباء واجداد اور ان کے چچاؤں اور ان کی قوم نے ہی بھیجا ہے کہ آپ انہیں واپس کر دیں وہ ان کی خوب دیکھ بھال کریں گے۔ درباریوں نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا: بادشاہ سلامت یہ سچ کہہ رہے ہیں اگر آپ انہیں واپس کر دیں گے تو یہ ان کی خوب دیکھ بھال کریں گے۔

ویسے ایک اور بات ہے آپ بادشاہ سلامت انہیں تب روکیں جب انہوں نے آپ کے دین کو قبول کر لیا ہے یہ تو آپ کے دین میں بھی نہیں آئے انہیں روکنے کا کوئی جواز نہیں، یہ سن کر بادشاہ غضب ناک ہو گیا اور کہا: نہیں! واللہ! میں اس وقت تک انہیں واپس نہ کروں گا جب تک میں انہیں بلا کر ان سے بات نہ کر لوں اور ان کے معاملہ میں گہری سوچ بچار نہ کر لوں۔وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے مجھ پر اتنا زیادہ اعتماد کیا ہے اور میرے ملک میں پناہ لی کسی اور کے پاس پناہ لینے نہیں گئے۔اگر یہ لوگ وہی ہوئے جو تم کہہ رہے ہو تو تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ انہیں واپس کر دوں گا اور اگر اس میں صداقت نہ ہوئی معاملہ الٹ ہوا تو میں انہیں تحفظ دوں گا۔ان کے بارے میں کسی مداخلت کو برداشت نہیں کروں گا اور ان کے مخالف کو خوش نہ ہونے دوں گا۔

اب بادشاہ نے مسلمانوں کی طرف پیغام بھیجا کہ یہ میرے پاس جمع ہو جائیں۔حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور ابن ربیعہ کے لیے سب سے زیادہ ناپسندیدہ کام یہی تھا کہ وہ مسلمانوں کی بات سننا نہیں چاہتے تھے۔

جب نجاشی کا نمائندہ ان مسلمانوں کے پاس آیا تو یہ سب اس کے دربار میں اکٹھے ہو گئے، دربار میں آنے سے پہلے مسلمان آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ نجاشی سے کیا کہیں گے۔یہ طے پایا کہ ہم یہی کہیں گے جو ہمارے دین نے ہمیں بتایا ہے اور جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے ہیں وہی ہم وہاں کہہ دیں گے آگے جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

اب یہ نجاشی کے دربار میں داخل ہو چکے ہیں مسلمانوں کی طرف سے جعفر طیار رضی اللہ عنہ بات کے لیے مقرر

Marfat.com

ہوئے۔نجاشی نے کہا:

مَا هٰذَا الدِّيْنُ الَّذِيْ أَنْتُمْ عَلَيْهِ ''وہ کیا دین ہے جس پر تم کاربند ہو؟''

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَيُّهَا الْمَلِكُ كُنَّا قَوْمًا عَلَى الشِّرْكِ ، نَعْبُدُ الْأَوْثَانَ وَنَأْكُلُ الْمَيْتَةَ وَنُسِيْءُ الْجِوَارَ وَنَسْتَحِلُّ الْمَحَارِمَ ، فَبَعَثَ اللّٰهُ إِلَيْنَا نَبِيَّنَا مِنْ أَنْفُسِنَا نَعْرِفُ وَفَاءَهُ وَصِدْقَهُ وَأَمَانَتَهُ وَنُحْسِنُ الْجِوَارَ وَنُصَلِّيْ وَنَصُوْمُ وَلَا نَعْبُدُ غَيْرَهُ

''اے بادشاہ! ہم شرک کرنیوالی قوم تھے، بت پرستی ہمارا شیوہ تھا، مردار کھاتے تھے، پڑوسیوں سے برا سلوک کرتے تھے اور محرم رشتوں کو حلال کر لیتے تھے اور ہم آپس میں خونریزی کے مرتکب ہوا کرتے تھے ہمیں کسی حلال و حرام کا علم نہ تھا، پس اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ہمارے نبی ﷺ کو مبعوث کیا جو ہم میں سے ہی تھے ہم ان کی وفا اور صداقت وامانت سے خوب آشنا تھے۔انہوں نے ہمیں دعوت دی کہ ہم اللہ وحدہ لاشریک کی ہی عبادت کریں، صلہ رحمی کریں، ہمسائیوں سے حسن سلوک کریں اور ہم نماز پڑھیں اور روزے رکھیں اور اللہ کے سوا کسی غیر کی عبادت نہ کریں۔'' نجاشی! کیا تمہارے پاس اس میں سے کچھ ہے جو وہ وحی لے کر آئے ہیں۔یہ کہہ کر بادشاہ نے درباریوں سے کہا: اپنے رجسٹر کھول رکھیں۔جعفر: ہاں! میرے پاس وہ ہے۔نجاشی نے کہا: لاؤ اسے تلاوت کرو!

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے سورۃ مریم کی ابتدائی آیات پڑھیں تو نجاشی رونے لگا، حتیٰ کہ اس کی داڑھی تر ہوگئی اور درباری بھی رونے لگے حتیٰ کہ ان کی لکھائی کے دفتر بھیگ گئے۔

نجاشی کہنے لگا:

إِنَّ هٰذَا الْكَلَامَ لَيَخْرُجُ مِنَ الْمِشْكَاةِ الَّتِيْ جَآءَ بِهَا مُوْسٰى

''یہ وہ کلام ہے جو موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے دونوں کا مرکز ایک ہی ہے''

لہٰذا بھلائی اسی میں ہے کہ تم دونوں یہاں سے چلے جاؤ! واللہ! میں ان مسلمانوں کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا، تمہاری یہ تمنا پوری نہیں ہوگی۔

یہ دونوں نمائندے بادشاہ کے پاس سے نکل آئے۔ان دونوں میں سے زیادہ بہتر عبداللہ بن ربیعہ تھا۔عمرو بن عاص نے اس سے کہا: واللہ! میں کل ضرور بادشاہ کے دربار میں جاؤں گا اور ایسا پتہ پھینکوں گا کہ مسلمانوں کی جڑ کاٹ دوں گا۔وہ یہ ہے کہ میں بادشاہ سے کہوں گا وہ عیسیٰ علیہ السلام جنہیں تم معبود تصور کرتے ہو یہ انہیں بندہ کہتے ہیں۔

Marfat.com

عمرو سے عبداللہ بن ربیعہ نے کہا: عمرو! چھوڑو! اب دوبارہ نہ جاؤ۔ مسلمان اگرچہ ہمارے مخالف ہیں پھر بھی ہمارے رشتہ دار ہیں ان کا بھی ہم پر حق ہے۔

عمرو نے کہا: واللهِ لَأَفْعَلَنَّ واللہ! میں ضرور کروں گا۔ جب دوسرا دن ہوا تو یہ بادشاہ کے پاس گیا اور کہا:

أَيُّهَا الْمَلِكُ إِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ فِيْ عِيسٰى قَوْلًا عَظِيْمًا

''اے بادشاہ! یہ مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بہت بڑی جسارت کرتے ہیں''

ان کی طرف پیغام بھیجو اور ان سے پوچھو! بادشاہ نے ان کی طرف پیغام بھیجا تو مسلمان کہتے ہیں اتنی بڑی آزمائش سے ہم آج تک کبھی دوچار نہیں ہوئے تھے، ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے: اگر بادشاہ نے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق سوال کیا تو پھر کیا جواب دو گے؟ تو انہوں نے کہا:

ہم وہی کہیں گے جو ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ اب مسلمان بادشاہ کے پاس آتے ہیں اور اس کے پادری اور دربان بھی وہاں موجود تھے۔ بادشاہ نجاشی نے کہا:

مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؟

''تم عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے بارے میں کیا کہتے ہو......؟

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم کہتے ہیں:

هُوَ عَبْدُاللهِ وَرَسُوْلُهُ وَكَلِمَتُهُ وَرُوْحُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ الْعَذْرَاءِ الْبَتُوْلِ

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں اور اس کی روح ہیں جو اللہ نے کنواری مریم بتول میں ڈالا''

یہ سن کر نجاشی زمین سے ایک چھوٹا سا تنکا اٹھاتا ہے اور اپنی انگلیوں کے درمیان رکھتا ہے اور کہتا ہے: جو تم نے کہا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام بالکل یہی ہیں اس تنکے جتنا بھی فرق نہیں۔

یہ حقیقت کا حامل اقراری بیان سن کر پادریوں اور درباریوں کے غصے سے نتھنے پھول گئے۔ بادشاہ نے انہیں مخاطب کر کے کہا:

''اگر تمہارے نتھنے پھول رہے ہیں تو مجھے اس کی پروا نہیں اور مسلمانوں کی جانب رخ کر کے کہا: جاؤ تم میری سرزمین میں امن سے رہو، جو تمہیں گالی دے گا اسے مول چکانا پڑے گا۔ یہ بات بادشاہ نے تین بار دہرائی اور کہا: اللہ کی قسم!

Marfat.com

تمہاری ایذاء رسانی کے لیے مجھے ڈھیر سونا بھی دیا جائے تو میں تم میں سے کسی ایک آدمی کو بھی اذیت نہ دوں گا۔"

فَوَاللّٰهِ ! مَا أَخَذَ اللّٰهُ مِنِّيْ الرِّشْوَةَ حِيْنَ رَدَّ عَلَيَّ مُلْكِيْ فَآخُذَ الرِّشْوَةَ فِيْهِ

"واللہ! جب اللہ نے مجھے ملک واپس دیا تو مجھ سے رشوت نہ لی تھی کہ اب میں اس لیے تمہاری رشوت لوں"

اور نہ ہی لوگوں نے میری اطاعت کی ہے کہ میں لوگوں کی اطاعت کروں، میں تو انصاف کی بات کرتا ہوں اور درباریوں سے کہا: ان کے تحائف بھی انہیں واپس کر دو ہمیں ان کی کوئی ضرورت نہیں اور نمائندوں سے کہا کہ تم ابھی میرے ملک سے باہر ہو جاؤ۔ یہ دونوں نہایت ہی بری حالت میں اور ردی انداز میں نکال دیے گئے اور جو کچھ یہ لائے تھے وہ بھی واپس لے گئے۔ مسلمان وہاں نہایت بہترین پڑوس میں اور گھر میں رہنے لگے۔ ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ حبشہ کا ایک آدمی نجاشی کی سلطنت میں جھگڑا لے کر اٹھا۔ اس وجہ سے مسلمان نہایت ہی غمزدہ تھے کہ کہیں یہ اس بادشاہ سے ملک چھین نہ لے اور دوسرا بادشاہ اس جیسا نہ ہو اور وہ ہمارے حقوق ہی کہیں پامال نہ کر دے۔ مسلمان اللہ سے دعائیں کرنے لگے اور نجاشی کی نصرت کے لیے اللہ کی بارگاہ میں التجائیں کرنے لگے۔ بہرصورت نجاشی اس کی سرکوبی کے لیے چلنے لگا تو اصحاب رسول ﷺ ایک دوسرے سے کہنے لگے:

مَنْ رَجُلٌ يَخْرُجُ فَيَحْضُرُ الْوَقْعَةَ حَتّٰى يَنْظُرَ عَلٰى مَنْ تَكُوْنُ

"کون آدمی ہے جو جائے اور اس واقعہ کا کھوج لگائے اور دیکھے کہ انجام کار کیا ہوا ہے۔"

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ابھی نوخیز ہی تھے۔ انہوں نے کہا: میں جاتا ہوں تو ساتھیوں نے انہیں مشک میں ہوا بھر کر دی، انہوں نے اسے سینہ کے نیچے ڈال لیا اور دریائے نیل میں اس پر تیرتے ہوئے دوسرے کنارے پر جا پہنچے، جہاں دونوں افواج کا ٹکراؤ تھا۔ اس طرح واقعہ میں شرکت کی اور حالات کا جائزہ لیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس باغی بادشاہ کو شکست دی، وہ مارا گیا اور نجاشی غالب آ گیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے پاس آئے اور دور سے ہی اپنی چادر سے اشارہ کیا

أَبْشِرُوْا فَقَدْ أَظْهَرَ اللّٰهُ النَّجَاشِيَّ

"خوش ہو جاؤ! اللہ تعالیٰ نے نجاشی کو غلبہ دیا ہے"

مسلمان کبھی اتنے زیادہ خوش نہ ہوئے تھے جتنے وہ نجاشی کی فتح یابی سے خوش ہوئے تھے۔ مسلمان نجاشی

Marfat.com

کے پاس مقیم رہے۔ جس نے چاہا وہ مکہ لوٹ آیا جس نے چاہا حبشہ میں اقامت اختیار کی۔ (1)

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کے پاس بھیجا۔ ہم تقریباً (80) افراد تھے، میں تھا۔ عبداللہ بن مسعود، جعفر اور عبداللہ بن عرفطۃ تھے۔ عثمان بن مظعون، ابوموسیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔

جب ہم سب نجاشی کے پاس آئے تو قریش نے عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید کو تحائف دے کر نجاشی کے پاس بھیجا، جب یہ دونوں نجاشی کے پاس آئے تو اسے سجدہ کیا۔ پھر نہایت ہی تیزی سے ایک اس کے دائیں ہوا اور دوسرا بائیں ہوا اور کہنے لگے:

ہماری سرزمینِ عرب سے ہمارے چچوں کے بیٹے ہیں وہ آپ کی سرزمین میں آ گئے ہیں، انہیں بلائیں وہ ہمارے دین وملت اور ہم سے روگردانی کر چکے ہیں۔ بادشاہ نے ان کے لیے پیغام بھیجا کہ میرے پاس آئیں۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: آج تمہاری طرف سے گفتگو کا میں نمائندہ ہوں۔ ساتھیوں نے یہ تسلیم کر لیا۔ جعفر آئے، دربار میں سلام کیا، سجدہ نہ کیا۔ انہوں نے یہ اعتراض بھی کیا کہ آپ نے بادشاہ کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟

انہوں نے کہا: إِنَّا لَا نَسْجُدُ إِلَّا لِلّٰهِ ''سجدہ ہم صرف اللہ کے لیے کرتے ہیں''

انہوں نے کہا: اس کی وجہ؟ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے کہا: وجہ یہ ہے کہ

إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ إِلَيْنَا رَسُوْلَهُ ﷺ وَأَمَرَنَا أَلَّا نَسْجُدَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلّٰهِ وَأَمَرَنَا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكَاةِ

''اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف اپنا رسول مبعوث کیا ہے اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ سجدہ صرف اللہ کو کرنا ہے اور اس نے ہمیں نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔''

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بادشاہ سے کہا: یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو نظریہ رکھتے ہیں وہ تمہارے عقیدہ کے خلاف ہے۔ بادشاہ حضرت جعفر سے کہتا ہے: مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ وَأُمِّهِ ؟

---

(1) **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق: 193 / 4، بیہقی سنن کبریٰ: 9 / 6

تحقیق الحدیث: ابن اسحٰق نے صراحت کی ہے کہ اس نے اپنے معروف امام اور اپنے شیخ سے سنا ہے زہری کا تعارف۔ محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن حارث بن زہرہ بن کلاب القرشی ابوبکر الفقیہ، الحافظ ہیں۔ ان کی جلالت شان متفقہ ہے اور ان کا اتقان بھی مسلم ہے۔ یہ اپنے طبقہ کے سربرآوردہ ہیں۔ [تقریب: 506] اس کا شیخ یہ ہے، ابوبکر عبدالرحمن بن حارث بن ہشام بن مغیرہ مخزومی، المدنی ثقہ ہیں۔ فقیہ وعابد ہیں۔ [تقریب: 623]

Marfat.com

''تم عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے والدہ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہو؟

انہوں نے کہا: ہم وہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے کہا:

هُوَ كَلِمَةُ اللهِ وَرُوْحُهُ أَلْقَاهَا إِلَى الْعَذْرَاءِ الْبَتُوْلِ الَّتِيْ لَمْ يَمَسَّهَا بَشَرٌ وَلَمْ يُفْرِضْهَا وَلَدٌ

''یہ اللہ کا کلمہ، اس کی روح ہیں، جس کو انہوں نے دوشیزہ مریم بتول میں ڈالا جسے کسی بشر نے چھوا نہیں نہ ان کا کوئی اور بچہ ہوا ہے''

بادشاہ نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا:

يَا مَعْشَرَ الْحَبْشَةِ وَالْقِسِّيْسِيْنَ وَالرُّهْبَانِ

''اے حبشہ کے گروہ! اے پادریو اور راہبو!

وَاللهِ مَا يَزِيْدُوْنَ عَلَى الَّذِيْ نَقُوْلُ فِيْهِ مَا يُسَوِّيْ هٰذَا

'' واللہ! ان کے بارے میں جو ہمارا نظریہ اور جو ان کا، اس کا تنکے کے برابر بھی فرق نہیں''

اور صحابہ کو مخاطب کر کے بادشاہ نے کہا: میں تمہیں مرحبا کہتا ہوں اور اسے بھی خوش آمدید کہتا ہوں، جس کے پاس سے تم آئے ہو؟ مزید کہا:

أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللهِ فَإِنَّهُ الَّذِيْ نَجِدُ فِي الْإِنْجِيْلِ

''میں گواہی دیتا ہوں یہ اللہ کے رسول ہیں اور یہی وہ آخر الزماں پیغمبر ہیں جن کا تذکرہ انجیل میں موجود ہے''

یہی وہ پیغمبرِ کمال ہیں جن کی بشارت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے اور مسلمانوں سے بادشاہ نے کہا: میری سرزمین حاضر ہے جہاں چاہو رہو۔ واللہ! اگر امورِ مملکت کی انجام دہی رکاوٹ نہ ہوتی تو میں پیغمبر علیہ السلام کے پاس حاضر ہوتا حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا أَحْمِلُ نَعْلَيْهِ وَأُوَضِّئُهُ

''حتی کہ میں آپ کے جوتے اٹھانے کو سعادت سمجھتا اور میں آپ کو جب آپ عبادت کے لیے وضو کرتے تو میں وضو کرواتا'' یہ میری عین عبادت تھی اور اس کے بعد حکم دیا ان مکہ والوں کے نمائندوں کے تحائف واپس کر دئیے جائیں، ایسا ہی ہوا۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو جلدی ہی حبشہ سے مدینہ تشریف لے آئے اور جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب نجاشی کی وفات کا علم ہوا تو آپ نے اس

Marfat.com

کے لیے دعائے مغفرت کی۔ [1]

سیدنا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ہمیں اجازت دی کہ ہم جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ سرزمین حبشہ میں چلے جائیں جہاں کا بادشاہ نجاشی ہے۔ ہم چلے گئے تو ہماری قریش قوم کو پتہ چل گیا کہ ہم حبشہ میں چلے گئے ہیں تو انہوں نے عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید کو وہاں بھیج دیا۔ انہوں نے وہاں جا کر نجاشی کو تحائف دیئے ہم بھی اور یہ نمائندے بھی نجاشی کے پاس جمع ہو گئے۔

جب دربار میں آئے تو انہوں نے نجاشی کو بوسہ دیا اور سجدہ کیا اور عمرو بن عاص نے نجاشی سے کہا: ہماری قوم کے کچھ لوگ ہمارے دین سے روگردانی کر کے آپ کی سرزمین میں آ بسے ہیں۔ نجاشی نے حیرت سے پوچھا: میری سر زمین میں ہیں؟ اس نے کہا: ہاں! یہاں ہیں۔ نجاشی نے مسلمانوں کو پیغام بھیجا تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: آج کوئی بات نہ کرے میں ہی کروں گا۔

مسلمان جب نجاشی کے پاس پہنچے تو وہ مجلس آرائی کر کے بیٹھا ہوا تھا اور عمرو بن عاص اس کی دائیں جانب اور عمارہ بائیں جانب جلوہ گر تھا۔ دونوں سمتوں پر پادری اور راہب براجمان تھے۔

عمرو بن عاص اور عمارہ نے کہا: بادشاہ سلامت! ان مسلمانوں نے آپ کو سجدہ نہیں کیا۔ اور جب یہ آئے تھے تو راہبوں اور پادریوں نے انہیں ٹوکا بھی تھا تم سجدہ کیوں نہیں کر رہے؟ بادشاہ کو سجدہ کرو! حتیٰ کہ بادشاہ نے خود کہا تم نے مجھے سجدہ کیوں نہیں کیا؟

اس کے جواب میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم صرف اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتے ہیں۔ نجاشی نے کہا: وجہ؟ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے وہ پیغمبر باکمال مبعوث کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اس کی خوشخبری دی ہے کہ میرے بعد ایک پیغمبر آئیں گے جن کا اسم گرامی احمد (ﷺ) ہے۔

---

[1] **حسن و فی سندہ ضعف:** مسند احمد: 4400، سعید بن منصور: 2/227

تحقیق الحدیث: حدیج بن معاویہ بن حدیج جو کہ زہیر کا بھائی ہے، صدوق ہے کبھی خطا کرتا ہے۔ [تقریب: 154] تاہم اس کے ترجمہ کی مراجعت کی تو وہ سئی الحفظ پایا گیا ہے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

احمد کہتے ہیں یہ بہتر ہے، ابن معین کہتے ہیں یہ کچھ بھی نہیں۔ ابوحاتم کہتے ہیں یہ صدوق ہے۔ اس کی حدیث لکھی جاتی ہے۔ بخاری کہتے ہیں اس کی بعض احادیث میں تنقید ہے۔ نسائی کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ لیس بالقوی۔ ابن سعد کہتے ہیں حدیث بیان کرنے میں ضعیف تھا۔ آجری نے ابوداود کا قول نقل کیا ہے، زہیر حدیج کو پسندیدہ قرار نہیں دیتا۔ دارقطنی کہتے ہیں اس پر وہم کا غلبہ تھا۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ منکر الحدیث تھا اور کثیر الوہم تھا روایت کی قلت کے باوجود اس کی یہ حالت تھی۔ بزار کہتے ہیں یہ سئی الحفظ تھا۔ تو اس کا یہ رتبہ ہے، صدوق یخطیٔ جو حسن الحدیث کا رتبہ رکھتا ہے بشرطیکہ اس کی مخالفت نہ ہوئی ہو۔ [تہذیب التہذیب: 2/191]، بہر صورت بعد والی حدیث کی وجہ سے یہ حسن درجہ کی ہوتی ہے۔ [یاد رہے! مسند احمد کے محققین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے]

Marfat.com

انہوں نے ہمیں حکم دے رکھا ہے کہ اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور ہمیں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا حکم دیا ہے۔

نجاشی کو ان کی یہ دلیل بہت دل کو لگی۔ عمرو نے جب دیکھا کہ نجاشی متاثر ہو رہا ہے تو کہنے لگا:

أَصْلَحَ اللّٰهُ الْمَلِكَ إِنَّهُمْ يُخَالِفُوْنَكَ فِيْ ابْنِ مَرْيَمَ

''اللہ تعالیٰ بادشاہ کو سلامت رکھے، ابن مریم کے بارے میں ان کا نظریہ جناب کے نظریہ سے متصادم ہے۔''

نجاشی نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کا پیغمبر ابن مریم کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ انہوں نے کہا: وہ تو یہی کہتے ہیں جو اللہ نے کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں اور انہیں دوشیزہ مریم بتول سے پیدا کیا ہے جس مریم کے بشر قریب تک نہیں آیا۔ اس کے عوض تنکا پکڑ کر نجاشی نے کہا تھا: اے راہبو اور پادریو! ابن مریم کے بارے میں ہمارے اور ان کے نظریہ میں اس تنکے جتنا بھی فرق نہیں! میں تمہیں اور جس کے ہاں سے تم آئے ہو، اسے مرحبا کہتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں یہ وہی رسول ہیں، ابن مریم نے جن کی بشارت دی تھی۔ اگر میری ملکی ذمہ داریاں نہ ہوتیں تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی کفش برداری کرتا۔

مسلمانوں سے بادشاہ نے کہا: جب تک چاہتے ہو میرے ملک میں رہو اور ساتھ ہی مسلمانوں کو کھانا اور لباس دیا اور کہا: قریش کے ان دونوں نمائندوں کے تحائف لوٹا دو۔ یہ دونوں نمائندے جو آئے تھے ان میں عمرو بن عاص کوتاہ قامت تھا اور عمارہ بن ولید خوبصورت تھا۔ یہ جب نجاشی کے پاس آئے تو انہوں نے رستہ میں شراب پی تھی۔ عمرو کی بیوی ساتھ تھی۔ جب انہوں نے شراب پی تو عمرو سے عمارہ نے کہا: اپنی بیوی سے کہو، مجھے بوسہ دے!

عمرو نے کہا: تجھے شرم نہیں آتی؟ تو عمارہ نے عمرو کو پکڑا اور سمندر میں پھینک دیا۔ عمرو نے اللہ کا واسطہ دیا تو اسے کشتی میں سوار کر لیا۔ اس وجہ سے عمرو عمارہ سے کینہ رکھتا تھا۔ اس وجہ سے عمرو نے عمارہ سے انتقام لیتے ہوئے نجاشی سے کہا: آپ اگر باہر جائیں تو عمارہ آپ کے گھر میں نائب ہوگا۔ نجاشی کو سخت غصہ آیا۔ اس نے عمارہ کو بلایا اور اس کے ذکر میں پھونک ماری جس کی وجہ سے اس پر وحشت چھا گئی۔ [1]

---

[1] **سندہ صحیح:** ابن ابی شیبہ: 7/350 عبد بن حمید: 1/193

تحقیق الحدیث: عبیداللہ بن موسیٰ، اسرائیل، ابواسحٰق۔ یہ سند صحیح ہے اور یہ تو بخاری کی سندوں میں سے ہے۔ [2/676] ایک سند یہ ہے۔ ابواسحٰق، ابن ابی موسیٰ، عن ابیہ۔ یہ سند بھی صحیح ہے۔ یہ بھی بخاری کی سند ہے۔ :5/235۔ ابوحاتم کہتے ہیں: عبیداللہ بن موسیٰ، صدوق، ثقہ اور حسن الحدیث ہے اور ابونعیم اس سے اتقن ہے اور عبیداللہ اسرائیل سے بیان کرنے میں اثبت ہے۔ [التعدیل والتخریج: 2/886] اس حدیث کا ایک شاہد بھی ہے جو حسن ہے۔ 1/461، احمد۔ اس کے راوی یہ ہیں: حسن بن موسیٰ، حدیج جو کہ زہیر بن معاویہ کا بھائی ہے۔ ابواسحٰق، عبداللہ بن عتبہ، ابن مسعود، حدیج کی اوثق سے مخالفت نہ ہو تو یہ حسن الحدیث ہے۔

Marfat.com

سیدنا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یہ اطلاع ملی ابھی ہم یمن میں ہی تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا ہے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے لیے روانہ ہوئے۔ میں اور میرے دو بھائی تھے، ایک کا نام ابو بردہ اور دوسرے کا نام ابو رہم تھا میں ان میں سے چھوٹا تھا۔

ہماری تعداد تقریباً 52 یا 53، افراد پر مشتمل تھی، سب ہماری قوم ہی کے تھے ہم ایک کشتی پر سوار ہوئے، طوفان آیا کشتی نے ہمیں حبشہ کے علاقہ نجاشی کے پاس جا اتارا۔ وہاں ہماری ملاقات جعفر بن ابی طالب سے ہوئی۔ ہم ان کے ساتھ رہے، پھر ہم اکٹھے ہی مدینہ منورہ آئے۔

فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ

''جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے تو آپ نے خیبر فتح کر لیا تھا۔''

جب ہم آئے تو بعض نے کہا: تم کشتی والے محروم رہے ہو۔ ہم نے تو ہجرت کا اعزاز بھی حاصل کیا ہے، اس لحاظ سے ہم سبقت لے گئے۔ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بھی ہمارے ساتھ ہی مدینہ میں آئی تھیں یہ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کے لیے گئیں، انہوں نے بھی ان مہاجروں کے ساتھ ہجرت کی تھی جو نجاشی کے پاس ہجرت کر کے گئے تھے۔ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹی حفصہ کے پاس آئے تو وہاں دیکھا کہ سیدہ اسماء بنت عمیس بھی بیٹھی ہیں۔ انہیں دیکھ کر پوچھا: یہ کون ہے......؟

انہوں نے کہا: میں اسما بنت عمیس ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی کہا:

سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُوْلِ اللهِ مِنْكُمْ

''ہم تم سے سبقت لے گئے ہیں کہ ہجرت ہم نے تم سے پہلے کی ہے ہم تمہاری بنسبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ قریب تر حق والے ہیں۔''

یہ سن کر حضرت اسماء کو غصہ آیا اور کہا:

ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا! تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، اگر تم میں سے کوئی بھوکا ہوتا تو آپ اسے کھانا کھلا دیتے اور جاہل ہوتا تو اسے وعظ سے علم آشنا کرتے۔ جبکہ ہم اس علاقے میں تھے جو دور بہت دور اور اس کی سرزمین بغض سے لبریز تھی جو کہ سرزمین حبشہ ہے اور ہم وہاں کوئی اپنی ضرورت سے نہ گئے تھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم اور مرضی سے گئے تھے۔

Marfat.com

وَأَيْمُ اللهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتّٰى أَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ

''اللہ کی قسم! میں اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی جب تک عمر! میں آپ کی بات رسول اکرم ﷺ سے نہ کہہ لوں اور یہ پوچھ نہ لوں''

وَاللهِ لَا أَكْذِبُ وَلَا أَزِيْغُ وَلَا أَزِيْدُ عَلَيْهِ

''اللہ کی قسم! میں نہ غلط بیانی کروں گی، نہ کجروی اپناؤں گی، نہ ہی اضافہ کروں گی''

اور میں بتاؤں گی وہاں ہم کونسا پھولوں کی سیج پر بیٹھے تھے اور ہم تو وہاں اذیتوں اور خوف ــــ و ہراس میں ہی ڈوبے رہے ہیں۔ اب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو حضرت اسماء نے عرض کی:

اے اللہ کے نبی! عمر کہتے ہیں: ہم سبقت والے ہیں کہ آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اسماء آپ نے انہیں کیا جواب دیا ہے؟ یہ کہنے لگی: میں نے اپنی پریشانی سنائی ہے۔

تو پیغمبر ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ بِأَحَقَّ بِيْ مِنْكُمْ وَلَهُ وَلِأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ وَلَكُمْ أَنْتُمْ أَهْلَ السَّفِيْنَةِ هِجْرَتَانِ

''وہ تم سے زیادہ مجھ پر حق نہیں رکھتے، ان کے اور ان کے ساتھیوں کی ہجرت ایک ہجرت ہے تم جو کشتی والے ہو تمہاری دو ہجرتیں ہیں ایک حبشہ کی اور دوسری مدینہ کی ہجرت''

اس کے بعد سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے کشتی والے ساتھی گروہ در گروہ آتے تھے اور اس حدیث کے متعلق سوال کرتے تھے۔ اور اتنے زیادہ خوش ہوتے تھے کہ ساری دنیا مل جائے انہیں اتنی مسرت نہ ہوتی ان کے دلوں میں اس سے نہایت ہی عظمت و فرحت بھر جاتی تھی۔

سیدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں خصوصاً حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ تو یہ حدیث مجھ سے بار بار سنتے تھے اور جھوم جاتے تھے۔ [1]

سیدنا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب میں نے دیکھا کہ حضرت جعفر اور ان کے رفقاء رضی اللہ عنہم

---

[1] بخاری: 3876، مسلم: 2503

Marfat.com

سرزمین حبشہ میں امن وآشتی سے رہ رہے ہیں تو میں نے کہا: میں ضرور اس کا اور اسکے رفقا کا رہنا دشوار کر دوں گا۔

اسی سلسلہ میں میں نجاشی کے پاس گیا، میں نے وہاں جا کر نجاشی سے اندر آنے کی اجازت طلب کی، اس نے اجازت دی۔ میں داخل ہوا تو نجاشی سے میں نے کہا:

یہ جو جعفر ہے اس کا چچا کا بیٹا ہے جو ہماری سرزمین عرب میں اٹھا ہے اور وہ کہتا ہے:

أَنْ لَّيْس لِلنَّاسِ إِلَّا إِلٰهٌ وَّاحِدٌ

''کہ لوگوں کا صرف ایک ہی معبود ہے''

اے بادشاہ! اگر تم نے ہمیں اس سے آرام نہ دیا تو ہم کبھی اتنی دور کی مسافت طے کر کے نہ آئیں گے۔ اس نے کہا: وہ جعفر کہاں ہے......؟

عمرو نے کہا: وہ تمہارا ایلچی جائے تو آئے گا۔ میرے ساتھ نہیں آئے گا۔ بادشاہ نے میرے ساتھ اپنا ایلچی بھیجا۔ ہم نے جعفر کو دیکھا وہ اپنے ہمراہیوں میں بیٹھا ہوا تھا، اس نے جعفر کو دعوت دی تو وہ آ گئے۔

جب ہم نجاشی کے دروازہ پر آئے تو میں نے آواز دی۔ جناب! عمرو بن عاص کو اندر آنے کی اجازت ہے اس کے ساتھ جعفر نے آواز دی کہ حزب اللہ (یعنی مسلمانوں) کو آنے کی بھی اجازت ہے تو بادشاہ نے انہیں بھی اجازت دے دی۔

عمرو کہتے ہیں: میں اور جعفر دونوں اندر آئے تو نجاشی تخت پر براجمان تھا۔ تو جعفر بادشاہ کے ساتھ بیٹھا اور تکیوں پر نجاشی کے ساتھی اس کے اردگرد بیٹھے تھے۔

عمرو کہتے ہیں: میں آیا جعفر کو پیچھا کیا اور نجاشی اور جعفر کے درمیان بیٹھ گیا اور جعفر کے دو ساتھیوں کے درمیان میں نے اپنا ایک آدمی بٹھا دیا۔

اب خاموشی چھا گئی۔ بادشاہ بھی خاموش تھا، ہم بھی خاموش تھے، اتنی دیر خاموشی رہی کہ میں نے اپنے دل میں کہا:

لُعِنَ هٰذَا الْعَبْدُ الْحَبْشِيُّ أَلَا يَتَكَلَّمُ

''اس حبشی غلام پر لعنت ہو یہ بات تو کرتا نہیں؟''

خیر اس نے بات کا آغاز کیا کہا: بولو! میں نے کہا: یہ جو جعفر ہے اس کے چچا کا بیٹا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ لوگوں

Marfat.com

کا ایک ہی معبود ہے۔ بادشاہ اگر تو اسے قتل نہ کرے گا تو اتنا سفر کرنے کا کیا فائدہ؟ آئندہ نہ آؤں گا نہ ہی میرا کوئی ساتھی آئے گا۔

بادشاہ میرے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے: اے عمرو کے ساتھیو! تمہارا کیا خیال ہے؟

انہوں نے کہا: ہمارا بھی وہی موقف ہے جو عمرو کا ہے۔ اب جعفر کو مخاطب کیا اور کہا: اے حزب اللہ بولو!

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے شہادت دی، یعنی

اشہد ان لا الہ الا اللہ پڑھا۔

عمرو کہتے ہیں: یہ پہلا دن تھا جس میں میں نے شہادت سنی تھی۔ جعفر نے جب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دی تو بادشاہ نے ان سے پوچھا: تم کیا کہتے ہو......؟

جعفر نے کہا: میں اپنے چچا کے بیٹے کے دین پر ہوں۔ یہ سن کر نجاشی نے اپنا ہاتھ پیشانی پر رکھا اور کہا:

اَنَامُوسٌ کَنَامُوسِ مُوسیٰ

"یقیناً یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ علیہ السلام کا ناموس تھا۔ نجاشی نے کہا: وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا: وہ ان کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ قرار دیتے ہیں۔

یہ سن کر نجاشی نے زمین سے کچھ پکڑ کر کہا: یہ بالکل درست ہے اس چیز جتنی بھی غلطی نہیں۔ اگر میری ملکی ذمہ داریاں نہ ہوتیں تو میں بھی تمہارے ساتھ ان کے پاس جاتا۔ عمرو! تم جاؤ

وَاللهِ ! مَا اُبَالِيْ اَلَّا تَاتِيَنِيْ أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِّنْ أَصْحَابِكَ

"مجھے اس چیز کی ذرہ برابر پروا نہیں کہ تم میرے پاس نہیں آؤ گے، نہ ہی اس کی پروا ہے کہ تمہارا کوئی ساتھی نہیں آئے گا۔"

اور اے حزب اللہ! یعنی جعفر! تم جاؤ! آمنٌ "امن میں رہو"

مَنْ قَاتَلَكَ قَتَلْتُهُ وَمَنْ سَلَبَكَ غَرِمْتُهُ

"جو تم سے لڑے گا میں اس سے لڑوں گا اور تجھ سے مال سلب کرے گا میں اس سے چٹی لے کر نقصان پورا کروں گا۔"

اور بادشاہ نے اپنے دربان سے کہا:

أُنْظُرْ هٰذَا فَلَا تَحْجُبْهُ عَنِّيْ إِلَّا أَنْ أَكُوْنَ مَعَ أَهْلِيْ

"یہ جعفر ہے اس کی پہچان کر لے۔ اسے جب یہ آئے قطعاً نہیں روکنا، ہاں میں اپنی بیوی کے پاس ہوں

Marfat.com

تو پھر روکنے کی اجازت ہے"

وہ بھی اسے بتا دینا کہ بادشاہ سلامت اہلیہ کے پاس ہیں۔ اگر یہ پھر بھی اصرار کرے تو پھر اسے اجازت دے دینا۔

عمرو کہتے ہیں: پچھلا پہر تھا۔ میں نجاشی سے ایک گلی میں ملا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے پیچھے کوئی نہیں وہ تنہا ہے۔ میں نے اسے بازو سے پکڑ لیا اور کہا: کیا تم جانتے ہو کہ میں کلمہ کی گواہی دیتا ہوں۔ اس نے نفی میں اشارہ کیا اور کہا: عمرو تو نے اتنی جرأت کی ہے؟ یہ کہہ کر ہم علیحدہ ہو گئے۔

اس کے بعد میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ وہ تو ایسے تھے جیسے وہ مجھے اور نجاشی کو آنکھوں سے مشاہدہ کر چکے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا تک نہیں، آتے ہی مجھے پکڑ لیا اور مجھے نیچے پھینک لیا اور میرے چہرے پر انہوں نے ایک چادر ڈال دی اور مجھے مارنا شروع ہوئے۔ کبھی تو میں چادر سے سر باہر نکالتا تھا اور کبھی اندر کر لیتا تھا حتی کہ انہوں نے مجھے بالکل ہی برہنہ کر دیا میرے تن پر ایک کپڑے کا ٹکڑا بھی باقی نہ تھا۔ جو بھی میرے اوپر تھا وہ سب لے گئے یہاں تک کہ صورت حال ہوئی کہ میں نے کسی خاتون کا دوپٹہ لیا اسے شرم گاہ پر رکھا۔ میں مجبور تھا حالانکہ اس خاتون نے مجھے بہت برا بھلا کہا، یعنی وہ میری اس حالت زار پر بہت تعجب کر رہی تھی۔

عمرو کہتے ہیں: میں جعفر کے پاس آیا۔ ان کے گھر داخل ہوا تو جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کہا: کیا معاملہ ہے؟ اصل میں عمرو کو ساتھیوں نے مسلم دشمنی کی بنا پر مارا تھا۔ میں نے بتایا میرے ساتھی جو تھے انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ بس میرے چہرے پر چادر ڈال دی جس سے میرا دم گھٹنے لگا۔ وہ میری دنیا کی ہر چیز لے گئے یہ جو دوپٹہ ہے یہ میں نے ایک حبشی عورت کے سر سے اتارا ہے اور شرمگاہ ڈھانپی ہے۔ حضرت جعفر نے کہا: میرے ساتھ چلو!

فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى بَابِ النَّجَاشِيْ

"جب ہم نجاشی کے دروازے پر پہنچے تو"

جعفر نے کہا اور پکار دی: جعفر اجازت مانگتا ہے؟ دربان آیا اور کہا: کہ بادشاہ سلامت اپنی اہلیہ کے پاس ہیں، کہا: پھر بھی بادشاہ سے اذن طلب کرو۔ بادشاہ سے دربان نے اجازت مانگی۔ تو اس نے اجازت دے دی۔ تو جعفر نے کہا: کہ عمرو نے اپنا دین ترک کر دیا ہے اور میرے دین کی اتباع اختیار کر لی ہے۔

بادشاہ نے کہا: ایسا ممکن نہیں! کہا: نہیں ایسا ہی ہے۔

Marfat.com

بادشاہ نے دربان کو بلایا اور کہا:

إِذْهَبْ إِلَى عَمْرٍو فَقُلْ لَهُ إِنَّ هَذَا يَزْعُمُ أَنَّكَ قَدْ تَرَكْتَ دِيْنَكَ وَاتَّبَعْتَ دِيْنَهُ

”عمرو کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ جعفر کہتا ہے کہ عمرو نے اپنا دین ترک کر دیا ہے اور جعفر کا دین مان لیا ہے؟

وہ دربان عمرو سے پوچھنے آیا تو انہوں نے کہا: جعفر ٹھیک کہتا ہے۔ میں نے اپنا دین چھوڑ کر اس کا دین اپنالیا ہے۔ اب وہ میرے ساتھیوں کے پاس آیا اور ہم گھر کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور میرا جتنا نقصان ہوا تھا وہ میں نے ایک ایک چیز لکھی حتی کہ اگر میرا رومال ضائع ہوا تھا میں نے وہ بھی لکھ دیا۔ ایک بھی چیز باقی نہ چھوڑی تھی۔ سب وصول کر لیں۔ اگر میں چاہتا تو ان کا مال بھی لے لیتا۔ مگر میں نے صرف اپنی چیزیں ہی وصول کیں۔ اس کے بعد جو کشتی میں مسلمان ہو کر واپس آئے تھے میں بھی ان مسلمانوں میں شامل ہو کر اور مسلمان بن کر واپس آیا۔ [1]

قبائل میں دعوتِ اسلام کا پرچار

ربیعہ بن عباد دیلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابولہب کو دیکھا وہ عکاظ کے بازار میں تھا اور وہ رسول اکرم ﷺ کے پیچھے پیچھے تھا اور لوگوں سے کہہ رہا تھا اشارہ اس کا نبی ﷺ کی جانب تھا:

يَأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هٰذَا قَدْ غَوَىٰ فَلَا يُغْوِيَنَّكُمْ عَنْ آلِهَةِ آبَاءِكُمْ

”اے لوگو! یہ راہ راست سے بھٹک چکا ہے تم بچاؤ کرنا کہیں یہ تمہیں بھی تمہارے باپوں کے معبودوں سے دور نہ کر دے“

رسول اکرم ﷺ اس سے بچاؤ کرتے ہوئے کنارہ کشی سے کام لے رہے تھے اس پر توجہ نہیں دے

---

[1] **سندہ حسن:** بزار (4/153)

تحقیق الحدیث: محمد بن مثنیٰ بن عبید عنزی، ابوموسیٰ بصری، المعروف بالزمن ہے۔ کنیت سے مشہور ہے۔ ثقہ اور ثبت ہے۔ (تقریب:555) ابن عون عبداللہ بن عون بن ارطبان ابوعون بصری ثقہ اور ثبت اور فاضل ہے (تقریب:317) معاذ بن معاذ بن نصر بن حسان عنبری ابومثنیٰ بصری قاضی، ثقہ اور پختہ ہے (تہذیب:536) عمیر بن اسحٰق قرشی ابومحمد مولیٰ بنو ہاشم حسن الحدیث ہے۔ اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ مزی کہتے ہیں: عمیر سے عبداللہ بن عون نے بیان کیا ہے۔ ابوحاتم اور نسائی کہتے ہیں: صرف عبداللہ نے ہی اس سے بیان کیا ہے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں: یہ کسی چیز کے برابر نہیں۔ لیکن اس کی حدیث لکھی جاتی ہے۔ ایک دفعہ یحییٰ نے ثقہ بھی کہا ہے۔ ابن حبان نے ثقہ شمار کیا ہے۔ بخاری نے اس سے (الادب المفرد) میں روایت کی ہے۔ مالک کہتے ہیں: مجھے اس کے بارے میں کچھ کہنے کا یارا نہیں۔ عقیلی نے اسے ضعفا میں شمار کیا ہے۔ بہر صورت اس تفصیل سے پتہ چلتا ہے یہ قلیل احادیث بیان کرتا ہے مگر یہ کم از کم حسن الحدیث ہے۔

Marfat.com

رہے تھے۔آپ پوری امید افزا صورت میں لوگوں کو دعوت توحید دے رہے تھے۔

ربیعہ بیان کرتے ہیں: اس وقت ہم ابھی نوعمر بچے تھے۔تاہم ابولہب کے پیچھے ہو لیے اور آج بھی وہ منظر یاد ہے گویا کہ وہ سفید رنگت والا جمال آرا اور زلفوں والا بھینگا ابولہب مجھے سامنے نظر آرہا ہے۔ [1]

ربیعہ بن عباد بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ذوالمجاز کے بازار میں دیکھا کہ آپ لوگوں کو دعوتِ اسلام دے رہے ہیں اور آپ کے پیچھے ایک بھینگا آدمی لگا ہوا ہے اور وہ لوگوں سے کہتا جاتا ہے:

لَا يَصُدَّنَّكُمْ هٰذَا عَنْ دِيْنِ اٰلِهَتِكُمْ

''یہ آدمی تمہیں کہیں تمہارے معبودوں کے دین سے روک نہ دے''

لہٰذا اس کی بات نہ سننا۔ربیعہ کہتے ہیں: میں نے کہا: یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے بتایا یہ نبی کریم ﷺ کا چچا ابولہب ہے جو آپ کی دعوت کی تردید کر رہا ہے۔ [2]

یہ ربیعہ بن عباد ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ذوالمجاز بازار میں رسول اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ لوگوں کو دعوتِ اسلام دے رہے ہیں اور آپ کے پیچھے ایک بھینگا آدمی چل رہا تھا اور وہ کہتا جا رہا تھا۔ یہ نبی کہیں تم پر نہ چھا جائے اور تمہارے آباء کے دین سے تمہیں پھیر نہ دے یہ تردید کرتا جا رہا تھا۔ میں ابھی بچہ ہی تھا میں نے اپنے ابا جان سے پوچھا یہ بھینگا آدمی کون ہے؟ جو رسول اکرم ﷺ کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور ساتھ ہی ساتھ چلتا جا رہا ہے؟ انہوں نے بتایا: یہ آپ ﷺ کا چچا ابولہب تھا۔ عباد کہتے ہیں: اس سند کے متعلق اہم بات یہ ہے کہ محمد بن عمرو راوی اور ربیعہ راوی کے درمیان محمد بن منکدر راوی آتا ہے۔ [3]

---

[1] **سندہ حسن:** احمد: 16020، صحیح

تحقیق الحدیث: مصعب الزبیر، عالم اور صدوق ہے اور عبدالعزیز بن محمد بن عبید دراوردی ابومحمد جہنی صدوق ہے۔ دوسروں کی کتابوں سے حدیث بیان کیا کرتا تھا تو خطا کر جاتا تھا۔ نسائی کہتے ہیں: عبیداللہ العمری سے اس کی حدیث منکر ہے۔ [تقریب: 358] تاہم یہاں والی اس کی حدیث حسن ہے، کیونکہ یہ عبیداللہ العمری کے علاوہ سے ہے، یہ ابن ابی ذئب ہے۔ ابن ابی ذئب کا نام محمد بن عبدالرحمٰن بن مغیرہ ہے، یہ ثقہ اور فاضل وفقیہ ہے۔ ایک راوی سعید بن خالد القرظی ہے یہ صدوق تابعی ہے۔ [التہذیب: 4/20] تو سند اس کی حسن ہے مگر بعد والی حدیث کی تائید کی وجہ سے یہ صحیح ہے۔

[2] **صحیح:** مسند احمد: 16021

تحقیق الحدیث: اس حدیث کا درجہ تو صحیح ہے لیکن یہ سند حسن ہے اس کے حسن ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس سند میں محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص لیثی المدنی ہے۔ یہ صدوق ہے لیکن اوہام کا شکار ہو جاتا تھا۔ [تقریب: 499] تاہم ماقبل اور مابعد والی حدیث کی وجہ سے یہ صحیح ہے۔

[3] **حسن:** مسند احمد: 16022

تحقیق الحدیث: اس سند کے حسن ہونے کی وجہ یہ ہے کہ محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص لیثی المدنی صدوق ہے اور وہم کا شکار ہو جاتا ہے [تقریب: 1/499] ایک اور بات یہ ہے کہ اس میں اس نے اپنے شیخ کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔ عباد نے بہت ہی درست کام کیا ہے اس کا ذکر کر دیا ہے جیسا کہ متن میں ذکر ہوا ہے۔ محمد بن عمرو کی متابعت کی گئی ہے، لہٰذا یہ حدیث ماقبل اور مابعد والی حدیث کی وجہ سے صحیح ہے۔

Marfat.com

سیدنا ربیعہ بن عباد دیلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ منیٰ میں لوگوں کے گھروں میں پھر پھر کر تبلیغ کر رہے تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب ابھی آپ نے مدینہ کی جانب ہجرت نہ کی تھی۔ آپ لوگوں سے مخاطب ہو کر فرما رہے تھے:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا

''لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ''

آپ کے پیچھے ایک آدمی تھا وہ کہہ رہا تھا:

هٰذَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَدَعُوْا دِيْنَ أٰبَائِكُمْ

''لوگو! اس کی بات نہ ماننا یہ تم سے تمہارے آباء کا دین چھڑانا چاہتا ہے''

ربیعہ کہتے ہیں: میں نے پوچھا یہ آدمی کون ہے؟ بتایا گیا یہ ابولہب ہے۔

سیدنا ربیعہ بن عباد دیلی بیان کرتے ہیں یہ جاہلیت دیدہ بھی تھے، پھر مسلمان ہو گئے۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا آپ ذوالمجاز کے بازار میں تھے اور کہہ رہے تھے: اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے اور آپ اس بازار کی راہوں میں داخل ہو رہے تھے۔ ہر راستہ پر جاتے اور دعوت دیتے، لوگ آپ ﷺ پر غصہ سے ٹوٹ ٹوٹ پڑ رہے تھے اور آپ کی بات کا کوئی جواب نہ دے رہا تھا۔ مگر آپ خاموش نہ ہو رہے تھے یہی کہتے جا رہے تھے۔ لوگو! لا الہ الا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے۔ صرف ایک آدمی آپ کے پیچھے تھا جو کہ بھینگا تھا اور خوبرو تھا اور زلفوں والا تھا وہ بولتا تھا اور یہ کہہ رہا تھا:

إِنَّهٗ صَابِئٌ كَاذِبٌ ''یہ صابی ہے اور جھوٹا ہے''

میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا:

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَهُوَ يَذْكُرُ النُّبُوَّةَ

''یہ آگے جو ہیں یہ محمد بن عبداللہ ﷺ ہیں جو اپنی نبوت کا اظہار کر رہے ہیں''

میں نے پوچھا جوان کی تردید کر رہا ہے یہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کا چچا ابولہب ہے۔ ـشاگرد

Marfat.com

نے پوچھا ربیعہ! آپ تو اس وقت بہت چھوٹے تھے؟ کہا: نہیں! اتنا بھی چھوٹا نہیں تھا بلکہ میں بات کو سمجھتا تھا۔ (1)

ربیعہ بن عباد دیلی بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اکرم ﷺ کو ذوالمجاز کے بازار کی گلیوں میں دیکھا۔ آپ گزر رہے ہیں اور لوگ آپ کے پیچھے ہیں۔ لوگوں سے میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں بتایا کہ یہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں۔ ایک اور آدمی تھا جو بھینگا تھا اور خوبرو تھا دو مینڈھیاں بھی اس نے سنواری ہوئی تھیں۔ یہ آپ کے پیچھے ذوالمجاز کی گلیوں میں لگا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا یہ صابی ہے، کاذب ہے۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا یہ آپ کا چچا ابولہب ہے۔ (2)

عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے ربیعہ بن عباد دیلی سے سنا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے ابا جان کے ساتھ تھا۔ ایک آدمی جو جوان رعنا تھا بعد میں پتہ چلا کہ رسول اکرم ﷺ ہیں۔ میں نے انہیں دیکھا قبائل کے پاس جاتے ہیں۔ ایک آدمی جو بھینگا تھا خوبرو تھا اور اس نے زلفیں بھی سجا رکھی تھیں وہ پیچھے تھا۔ رسول اکرم ﷺ ایک قبیلے کے پاس ٹھہرتے اور کہتے:

يَا بَنِيْ فُلَانٍ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ إِلَيْكُمْ آمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَّأَنْ تُصَدِّقُوْنِيْ حَتّٰى أُنْفِذَ عَنِ اللهِ مَا بَعَثَنِيْ بِهِ

''اے قبیلہ والو! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور تم میری تصدیق کرو تا کہ میں پیغامِ الٰہی جاری کر سکوں جو اللہ نے مجھے دے کر مبعوث کیا ہے۔''

رسول اکرم ﷺ جب اپنی بات سے فارغ ہوئے تو پیچھے والا بولا: اے قبیلے والو! اس کی بات نہ قبول کرنا، یہ چاہتا ہے کہ تم لات وعزّی سے لاتعلق ہو جاؤ اور تم اپنے حلیفوں سے بھی جدا ہو جاؤ۔ تمہارا حلیف جو بنو مالک بن اقیش ہے یہ اس سے بھی دور کرنا چاہتا ہے۔ یہ بدعت وضلالت لے کر آیا ہے، اس لیے اس کی بات نہ سننا نہ ہی

---

(1) **حسن عدا ذکر ابلیس:** مسند احمد

تحقیق الحدیث: اس میں معمولی سا ضعف ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عبدالرحمن بن ابوالزناد، عبداللہ بن ذکوان المدنی مولیٰ قریش، صدوق ہے، اس کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا یہ اس وقت ہوا تھا جب یہ بغداد آیا تھا۔ (تقریب التہذیب: 340) اس طرح یہ حدیث ضعیف کی قسم میں آتی ہے کیونکہ اس کا شاگرد بغدادی ہے جو ضعف کی وجہ بنا ہے بہر صورت یہ حدیث ماقبل اور مابعد والی حدیث کی وجہ سے حسن ہے۔

(2) **سندہ حسن:** مسند احمد، المعجم الکبیر: 5/63

Marfat.com

اس کی اتباع کرنا۔ ربیعہ کہتے ہیں میں نے ابا جان سے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا: یہ آپ کا چچا ابولہب ہے۔ [1]

سیدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ خود کو ہر سال عرب قبائل کے سامنے پیش کرتے تھے کہ یہ آپ کو پناہ دیں تا کہ آپ اللہ کا پیغام پہنچا سکیں اور رسالت کی ذمہ داری پوری کر سکیں۔ اس کے عوض انہیں اللہ تعالیٰ جنت دیں گے۔

مگر عرب کا کوئی قبیلہ بھی آپ کو یہ سہولت دینے کے لیے تیار نہ ہوا۔ حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا:

إِظْهَارَ دِيْنِهِ وَنَصْرَ نَبِيِّهِ وَ إِنْجَازَ مَا وَعَدَهُ سَاقَهُ اللهُ إِلَى هٰذَا الْحَيِّ مِنَ الْأَنْصَارِ فَاسْتَجَابُوْا لَهُ وَجَعَلَ اللهُ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَارَ هِجْرَتِهِ

''کہ اپنے دین کا اظہار وغلبہ کرے اور اپنے نبی کی نصرت وحمایت کرے اور آپ سے کیا ہوا وعدہ فتح پورا کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انصار کو آپ کی طرف بھیج دیا۔ جنہوں نے آپ ﷺ کی بات پر لبیک کہا اور لپک کر اسے قبول کیا تو اللہ تعالیٰ نے انصار کے شہر مدینہ ہی کو آپ کی ہجرت گاہ بنا دیا۔'' [2]

سیدنا حضرت جابر بن عبداللہ ﷠ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی ذاتِ گرامی کو منیٰ میں لوگوں کے سامنے یوں پیش کرتے ہیں:

هَلْ مِنْ رَّجُلٍ يَحْمِلُنِيْ إِلَى قَوْمِهِ فَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ مَنَعُوْنِيْ أَنْ أُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ

''ہے کوئی آدمی جو مجھے ذمہ داری سے اپنی قوم کے پاس لے جائے کیونکہ قریش نے مجھے میرے رب کا کلام آگے پہنچانے سے روک دیا ہے۔''

یہ سن کر آپ کے پاس ہمدان کا ایک آدمی آیا۔ آپ نے فرمایا: مِمَّنْ أَنْتَ تم کن لوگوں سے تعلق رکھتے

---

[1] **حسن و فی سندہ ضعف** : مسند احمد، معجم الطبرانی کبیر: 5/63

تحقیق الحدیث: حسن بن علی معمری، مسروق بن مرزبان۔ ابن ابی زائدہ۔ محمد بن اسحٰق، اس سند میں ضعف ہے۔ وجہ یہ ہے کہ حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب ہاشمی المدنی ضعیف ہے۔ [تقریب: 167] اگرچہ ابن اسحٰق نے اسے ثقہ کہا ہے، پھر بھی اس میں ضعف ہے۔ ماقبل اور مابعد والی حدیث کی وجہ سے یہ حدیث حسن ہے۔

[2] **حسن:** طبرانی اوسط: 6/293، ابونعیم: 296

تحقیق الحدیث: اس سند میں معمولی ضعف ہے۔ وجہ یہ ہے کہ سند میں راوی عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب ہے۔ یہ صالح و عابد ہے فی نفسہ صدوق بھی ہے لیکن اس کی حدیث میں کچھ اضطراب ہے۔ تاہم مابعد والی حدیث کی وجہ سے یہ حسن ہے۔

Marfat.com

ہو؟ اس نے کہا: مِنْ هَمْدَانَ میں ہمدان کا رہنے والا ہوں'' آپ نے فرمایا: فَهَلْ عِنْدَ قَوْمِكَ مِنْ مَّنَعَةٍ کیا تمہاری قوم قوتِ مدافعت اور سامان حفاظت رکھتی ہے......؟ اس نے کہا: نَعَمْ ''جی!'' وہ حفاظت کی طاقت رکھتی ہے۔ تاہم وہ آدمی دل ہی دل میں یہ اندیشہ کرنے لگا شاید میری قوم آپ کو بنظرِ حقارت دیکھتی ہو اور حفاظت کی ذمہ داری نہ اٹھائے مجھے پہلے اس سے رائے لینی چاہیے۔ یہ سوچ کر وہ رسول اکرم ﷺ کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے: اے اللہ کے رسول! میں یہ بات اپنی قوم سے کہہ کر پھر آتا ہوں۔ پھر آئندہ سال آؤں گا اور ان سے جو بات کی ہوگی وہ آپ کو بتاؤں گا۔ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

فَانْطَلَقَ وَجَآءَ وَفْدُ الْأَنْصَارِ فِيْ رَجَبٍ

''وہ ہمدانی چلا گیا سال سے پہلے رجب میں انصار کا وفد رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہو گیا اور مدینہ میں آنے کی دعوت دی اور حفاظت کا ذمہ لے لیا۔ (1)

سیدنا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ خود کو قبائل عرب کے سامنے پیش کریں تو میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا اور سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ ہم عرب کی مجالس میں سے ایک مجلس کے قریب گئے تو سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ وَكَانَ مُقَدِّمًا فِيْ كُلِّ خَيْرٍ ''اور یہ بات نہایت ہی خوش آئند تھی کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر کارِ خیر میں پیش پیش ہی ہوا کرتے تھے اور آپ ماہر نسب بھی تھے۔ آپ نے، یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس مجلس والوں کو سلام کہا اور پوچھا: تمہارا کس قوم سے تعلق ہے؟ انہوں نے کہا: ربیعہ سے ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کون سے ربیعہ سے ہو بڑے ربیعہ سے ہو یا چھوٹے ربیعہ سے؟ انہوں نے کہا: ہم بڑے ربیعہ سے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: بڑے ربیعہ کی کس شاخ کے ساتھ تمہارا تعلق ہے؟ انہوں نے کہا: ذہل اکبر شاخ سے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ عوف جس کے متعلق یہ مثل مشہور ہے:

(1) **سندہ صحیح:** مسند احمد: 390/3، حاکم: 669/2، دارمی: 532/2

تحقیق الحدیث: اس سند کا مدار اسرائیل پر ہے۔ سالم ثقہ تابعی ہے۔ اس نے حضرت جابر سے سنا ہے۔ جامع التحصیل: 217۔ اور عثمان بن مغیرہ راوی ہے۔ یہ ثقفی تھا۔ امام احمد اور امام ابن معین، حاتم، نسائی، عجلی، ابن نمیر اور عبدالغنی بن سعید یہ سب کہتے ہیں، یہ ثقہ ہے۔ (التہذیب: 155/7) اور اسرائیل بن یونس بن ابی اسحٰق سبیعی ہمدانی، ابو یوسف کوفی بھی ثقہ ہے، یہ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ بلا دلیل ہی اس پر تنقید کی گئی ہے۔ [تقریب: 104] لہٰذا سند صحیح ہے۔

Marfat.com

لَا حَرَّ بِوَادِيْ عَوْفٍ

کہ عوف کی وادی میں حرارت نہیں۔ انہوں نے کہا: نہیں وہ تو اس قبیلہ سے نہیں۔ اور کہا: تم میں سے جساس بن مرّہ بھی تھا جو حامی الذِمارِ ومانِعِ الجَارِ ہے۔ جو عہد کا پاسبان اور ہمسائے کا نگہبان تھا۔ انہوں نے کہا: نہیں! وہ تو اس سے نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: بسطام بن قیس کا تعلق بھی تم سے تھا۔ جو ابوللواء اور منتہی الاحیاء تھا۔ یعنی علمبردار اور زندوں کی آماجگاہ تھا۔ انہوں نے کہا: نہیں! وہ تو ہم سے نہ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: جوفزان بھی تم میں سے تھا جو شاہوں کا غارتگر تھا اور ان کی جانوں کا لٹیرا تھا۔ انہوں نے کہا: نہیں! وہ بھی ہمارے قبیلہ کا نہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کندہ کے فرمانرواؤں کے ماموں وہ بھی تمہارے قبیلہ سے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں!

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: لخم کے بادشاہ وہ بھی تم میں سے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں! سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَلَسْتُمْ مِنْ ذُهْلِ الْأَكْبَرِ أَنْتُمْ مِنْ ذُهْلِ الْأَصْغَرِ ؟

''تو تم ذہل اکبر قبیلہ سے نہیں ہو پھر تمہارا تعلق ذہل اصغر سے ہے؟

اب ایک لڑکا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے جو بنوشیبان کا تھا۔ اسے دغفل کہتے تھے۔ اس نے اپنا چہرہ نمایاں کیا اور عرض کی کہ جس بزرگ نے ہم سے سوالات کیے ہیں اس سے ہم بھی چند سوالات کرنے کی جسارت کرسکتے ہیں اور چند اہم اور ناگزیر باتیں پوچھ سکتے ہیں جن کو ہم جاننا ضروری تصور کرتے ہیں؟ پھر وہ بولتا ہے: اے بزرگوارم! آپ نے ہم سے سوال کیے ہم نے جواب دیے اور صاف صاف بتایا ہے کچھ چھپایا نہیں۔ اب آپ بتائیں آپ کون ہیں؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں قریش سے ہوں''

نوجوان: بَخٍ بَخٍ أَهْلُ الشَّرْفِ وَالرِّيَاسَةِ واہ۔ واہ! یہ تو شرف وریاست والا قبیلہ ہے۔ آپ بتائیں قریش میں سے کن لوگوں میں سے ہو؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تیم بن مرہ کی نسل سے ہوں۔

نوجوان نے کہا: آپ نے تیر لگایا ہے جو صحیح نشانہ پر لگا ہے، یعنی آپ نے درست بتایا ہے۔ تو مزید بتائیں قصی بھی تم میں سے تھا؟ جس نے فہر کے تمام قبائل کو متحد کیا تھا اور قریش جسے وَكَانَ يُدْعٰى فِيْ قُرَيْشٍ مُجَمِّعًا ''

Marfat.com

اتحاد کا سنگم اور سراپا خیر قرار دیتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں! وہ ہم سے نہیں!

نوجوان نے کہا:

فَمِنْكُمْ هِشَامُ الَّذِیْ هَشَمَ الثَّرِیْدَ لِقَوْمِهٖ وَرِجَالُ مَكَّةَ مُسْنِتُوْنَ عِجَافُ

''ہشام بھی تم میں سے ہی تھا جو قوم کو گوشت کے ٹکڑے کھلایا کرتا تھا جبکہ دوسرے لوگ قحط سالی کا شکار ہوتے تھے اور لاغر ہوتے تھے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں وہ بھی ہم میں سے نہیں۔

نوجوان نے کہا: شیبہ الحمد بھی تم میں سے ہے؟ جس کا نام عبدالمطلب اور لقب مطعم طیر السماء تھا اور اس کا جمال اتنا زیادہ جہاں آراء تھا کہ تاریک رات میں وہ روشن ماہتاب کی مانند دکھائی دیتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں وہ بھی ہم میں سے نہیں۔

نوجوان نے کہا: تم اہل افاضہ سے ہو، یعنی عرفات سے آنے والوں میں سے ہو؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں! یا تم اہل رفادہ (یعنی باہر سے آنے والوں کی رفاہ و بہود سے وابستہ ہو) فرمایا: نہیں! ان سوالات کے جوابات کے بعد سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی اونٹنی کی لگام کھینچ لی کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس پہنچیں۔

تو لڑکے نے کہا: اور یہ محاورہ سنایا کہ سیلاب کا سامنا کریں تو خطرات کا سامان پہلے کرلیں، اگر آپ کچھ دیر اور رکتے تو میں آپ کو قریش کے متعلق مزید اطلاعات دیتا۔ یہ سن کر رسول اکرم ﷺ مسکرائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: ابوبکر! آپ کو اس دیہاتی سے کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا ہے یہ بڑا ہوشیار نکلا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! ابوالحسن! ایک مصیبت سے بڑھ کر مصیبت ہوتی ہے اور وَالْبَلَاءُ مُوَكَّلٌ بِالْمَنْطِقِ ''اور گفتگو کبھی آزمائش بن جاتی ہے۔

سیدنا حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس کے بعد ہم ایک اور مجلس میں گئے ان مجلس والوں پر سکون اور وقار طاری تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انہیں سلام کہا اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: ہم شیبان بن ثعلبہ قبیلے سے ہیں۔ یہ سن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی طرف مڑ کر دیکھتے ہیں اور عرض کرتے

Marfat.com

ہیں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یہ شریف لوگ دکھائی دیتے ہیں۔

ان میں سے مفروق بن عمرو تھا۔ ھانی بن قبیصہ تھا۔ مثنیٰ بن حارثہ تھا۔ نعمان بن شریک تھا۔ خصوصاً مفروق تو جمال وزبان کا پیکر تھا اور اس کی زلفیں اس کے سینہ تک لٹکی ہوئی تھیں۔ مجلس میں اسے اعلیٰ مقام حاصل تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہاری نفری کتنی ہے؟

مفروق نے جواب دیا: ہم ہزار کی تعداد سے زیادہ ہیں کیونکہ ہزار افراد قلت کی وجہ سے شکست نہیں کھاتے اور وجہ بن جائے تو کچھ کہا نہیں جا سکتا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہارے اور دشمن کے درمیان برپا ہونے والی جنگ کی کیفیت کیسی ہے؟

مفروق نے جواب دیا: جب ہم غضبناک ہو کر بپھر جاتے ہیں تو ہماری جنگی ملاقات نہایت سخت جان ہوتی ہے۔

وَإِنَّا لَنُؤْثِرُ الْجِيَادَ عَلَى الْأَوْلَادِ وَالسَّلَاحَ عَلَى اللِّقَاحِ وَالنَّصْرُ مِنْ عِنْدِاللهِ

''اور ہم عمدہ گھوڑوں کو اولاد پر اور ہتھیاروں کو اونٹنیوں پر ترجیح دیتے ہیں باقی مدد اللہ کے پاس سے آتی ہے۔''

کبھی ہم غالب آتے ہیں اور کبھی دشمن غلبہ پاتا ہے۔ مفروق نے جواب دینے کے بعد کہا: تم مجھے قریشی لگتے ہو؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا یہ بات تم تک پہنچی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ آچکے ہیں اور خبردار رہو وہ یہ ہیں۔ مفروق نے کہا: ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ وہ رسول ﷺ اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ بتاؤ اے قریشی! اس رسول (ﷺ) کی دعوت کیا ہے؟

یہ سن کر رسول اکرم ﷺ آگے بڑھے اور بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کپڑے کے ساتھ آپ ﷺ کو سایہ کیا اور رسول اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر دعوتِ توحید پیش کی کہا:

''میں تمہیں لا الہ الا اللہ کی گواہی کی دعوت دیتا ہوں کہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ تم مجھے پناہ بھی دو اور مدد بھی کرو کیونکہ قریش نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی ہے اور اس کے رسول کی تکذیب کی ہے اور حق سے بے رخی برتی ہے اور باطل کو قبول کیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ غنی اور تعریف کیا گیا ہے''

مفروق ابن عمرو نے کہا: اے قریشی! تم کس طرف دعوت دیتے ہو؟ واللہ میں نے اس سے بہتر کبھی کلام نہیں سنا؟ تو رسول اکرم ﷺ نے (سورۂ انعام کی) درج ذیل آیت تلاوت کی:

Marfat.com

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ ۚ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ۚ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿١٥١﴾ [1]

''کہہ دو! آؤ میں پڑھتا ہوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور بھوک کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو ہم تمہیں رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی اور بے حیائی کے قریب نہ جاؤ ظاہر ہو یا باطن ہو اور اس جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ۔ اللہ تم کو یہ وصیت کرتا ہے تاکہ تم عقل کرو۔''

مفروق بن عمرو کہنے لگا: اے قریشی! اس دعوت کے متعلق مزید بیان کرو، واللہ! یہ اہل زمین کا کلام نہیں، تو رسول اکرم ﷺ نے درج ذیل آیت تلاوت کی۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ [2]

''بے شک اللہ تعالیٰ عدل واحسان اور قرابتداروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی سے روکتا ہے۔''

مفروق نے یہ سن کر کہا:

دَعَوْتَ وَاللهِ! يَا أَخَا قُرَيْشٍ إِلَى مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ وَمَحَاسِنِ الْأَعْمَالِ

''اے قریشی (ﷺ)! واللہ! آپ کی دعوت کریمانہ اخلاق اور حُسنِ اعمال کا مرقع ہے۔''

تمہاری قوم نے اس کی مخالفت کر کے اور تکذیب کر کے بہت دھوکہ کھایا ہے۔ مفروق نے چاہا تھا کہ اس بات میں ہانی بن قبیصہ کو بھی شامل کرے۔ اس نے نبی کریم ﷺ سے کہا: یہ ہمارا شیخ ھانی بن قبیصہ ہے اور ہمارا دینی رہنما بھی ہے۔ اسے بھی شریک گفتگو کرلیں۔ اس سے پہلے ہی ھانی بول پڑے کہ اے قریشی! میں نے تمہاری بات کو سن لیا ہے، میری رائے ہے کہ ہم ابھی اپنے دین پر رہتے ہیں اور آپ کے دین کی اتباع سے معذرت ہے کیونکہ ابھی آپ سے ہماری اتفاقی ملاقات ہے اور اچانک مجلس ہوئی ہے۔ یہ رائے سب سے زیادہ غلط ہوگی کہ ہم بغیر

---

[1] الانعام:151

[2] النحل:90

Marfat.com

کسی انجام تک پہنچے فوراً ایک دین قبول کرلیں یہ قلت نظر کا مظاہرہ ہوگا (وَإِنَّمَا تَكُوْنُ الزَّلَّةُ مَعَ الْعُجْلَةِ) اور جلدی میں کانٹے ہوتے ہیں'' اس لیے ہمیں مزید سوچ بچار کا موقع دیں، اصل میں ھانی بن قبیصہ کا مقصد تھا مثنیٰ بن حارثہ کو شریک کرے۔ اس کی رائے کیا ہے اس سے پوچھ لے، اس نے کہا: ہمارے پیچھے ایک قوم ہے جس کی ہم نمائندگی کررہے ہیں ہم ان کی اطلاع کے بغیر انہیں کسی عہد و پیمان کا پابند نہیں بنانا چاہتے۔ آپ بھی تشریف لے جائیں اور ہم بھی واپس جاتے ہیں اور غور وفکر کرتے ہیں اور ساتھ ہی کہا: یہ مثنیٰ بن حارثہ ہے یہ ہمارا بزرگ اور ماہر جنگ و پیکار ہے اس سے بھی بات ہوجائے۔

مثنیٰ بن حارثہ خود ہی کہنے لگا: اے قریشی! میں نے آپ کی بات سنی ہے، میرا بھی وہی جواب ہے جو ھانی نے کہا ہے۔ ابھی آپ اپنے دین پر کاربند ہیں اور ہم اپنے دین پر رہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم کسریٰ کے چشموں پر اترے ہیں اور ہم یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ کسریٰ کے چشموں پر اترنے کے باوجود ہم خلاف ورزی کریں تو یہ کوئی اتنا جرم نہیں جو قابل معافی نہ ہو، اس کا عذر تو مقبول ہوسکتا ہے۔ لیکن جس بات کے ہم فکرمند ہیں وہ یہ ہے کہ ہم نے اس سے معاہدہ کیا ہے کہ ہم کسی حادثہ کا باعث نہ بنیں گے اور نہ ہی کسی تخریب کار کو پناہ دیں گے، اس لیے مجبوری کے وقت ہم ابھی آپ کی حمایت نہیں کرسکتے اور جو دعوت، اے قریشی! آپ دے رہے ہیں یہ ایسی دعوت ہے جو بادشاہوں کو پسند نہیں۔ اس لیے ہم آپ کو پناہ دینے سے قاصر ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو پناہ دیں یا آپ کی مدد کریں عرب کے چشموں پر تو یہ ہم کرسکتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَا أَسَأْتُمْ فِي الرَّدِّ إِذْ أَفْصَحْتُمْ بِالصِّدْقِ وَإِنَّ دِيْنَ اللهِ لَنْ يَّنْصُرَه إِلَّا مَنْ اَحَاطَهُ مِنْ جَمِيْعِ جَوَانِبِهِ

''تم نے بہت اچھا جواب دیا ہے اور تم نے سچ کہا ہے، یہ اللہ کا دین ہے اس کی نصرت وحمایت بھی وہی کرسکے گا جو اس کا ہر جانب سے سوچ وبچار کے ذریعے اس کا احاطہ کرے گا تو یہ بات مجھے منظور ہے تم اچھی طرح غور وفکر کرلو''

تاہم میں آپ سے یہ بات کیے بغیر نہیں رہ سکتا

أَرَءَيْتُمْ إِنْ لَّمْ تَلْبَثُوْا إِلَّا قَلِيْلًا حَتّٰى يُوْرِثَكُمُ اللهُ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَيُفْرِشَكُمْ نِسَآءَهُمْ

''جلدی ہی اللہ تعالیٰ تمہیں ان کی سرزمین کا اور ان کے گھروں کا اور ان کے مالوں کا وارث بنا دے گا

Marfat.com

اوران کی خواتین تمہارے ماتحت ہو جائیں گی تو بتاؤ پھر......! أَتُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ وَتُقَدِّسُوْنَهٗ؟ ’’تم اللہ کی تسبیح کرو گے اوراس کی تقدیس کرو گے؟ نعمان بن شریک نے جواب دیا۔ اللہ گواہ ہے ہم آپ سے یہ پیمان کرتے ہیں ضرور اللہ کی تسبیح و تقدیس کریں گے۔ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے یہ آیات مبارکہ تلاوت کیں:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ [1]

’’اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اپنے حکم سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور سراج منیر بنایا ہے۔‘‘

پھر رسول اکرم ﷺ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو تھام کر اٹھتے ہیں اور کہتے ہیں: اے ابو بکر! جاہلیت میں بھی اچھا اخلاق سر بلند ہوتا ہے اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کو روکتا ہے اور یہ جاہلیت والے آپس میں ایک دوسرے سے پردہ میں رہتے ہیں۔ [2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پھر ہم اوس اور خزرج کی مجلس میں گئے۔ تو انہوں نے رسول اکرم ﷺ

---

[1] الاحزاب:46-45

[2] **سندہ قوی وھو صحیح ،ھذا بسند جید:** بیہقی فی الدلائل:2/422

تحقیق الحدیث: راویوں کے نام یہ ہیں: ابو عبداللہ الحافظ، ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد العمانی، محمد بن زکریا الغالبی، شعیب بن واقد، ابان بن عبداللہ البجلی۔ ایک سند یہ ہے: ابان بن تغلب سے ہے یہ سند مجہول ہے، ابو العباس محمد بن یعقوب، ابو محمد بن جعفر بن عنبسہ الکوفی، محمد بن حسین القرشی احمد بن ابی نصر السکونی، ابان بن عثمان الامر ابان بن تغلب۔ ابو نعیم:282۔ ابان بن تغلب کو ابن حبان نے ثقات میں شمار کیا ہے:1/80، حسین بن عبداللہ بن یزید القطان۔ عبدالجبار بن محمد بن کثیر تیمی۔ محمد بن بشر الیمانی، ابان بن عبداللہ البجلی، ابان بن تغلب[ابن عساکر تاریخ دمشق:17/293]

تو اس حدیث کا مدار ابان بن تغلب عن عکرمہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر ہے۔ ابان بن تغلب الربعی، ابو سعید الکوفی ثقہ ہے۔ احمد بن حنبل کہتے ہیں۔ ثقہ ہے۔ ابن معین کہتے ہیں: ثقہ ہے۔ ابو حاتم بھی اسے ثقہ قرار دیتے ہے۔ نسائی نے بھی ثقہ کہا ہے لیکن اس پر تشیع کی مہر ثبت ہے۔ یہ تشیع بھی وہ ہے جو متقدمین میں ہوتی تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر برتری دیتے ہیں۔ اور جو متاخرین کی تشیع ہے یہ محض رافضیت ہے ایسے غالی رافضیوں کی روایت قبول نہ کی جائے گی۔ یہ ابان راوی پرانے شیعوں میں سے ہے۔ بعد والے رافضیوں میں سے نہیں۔

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابان بن تغلب ابو سعد الکوفی ثقہ ہے تشیع کی وجہ سے اس میں تنقید ہے۔[تقریب]التہذیب:1/94]

اس کا شیخ عکرمہ ابو عبداللہ مولیٰ ابن عباس یہ اصل میں بربری ہے ثقہ و ثبت اور تفسیر کے عالم ہیں۔ ابن عمر سے ان کی تکذیب ثابت نہیں بلکہ انہوں نے اچھا کہا ہے اور نہ ہی ان سے کوئی بدعت ثابت ہے۔[تقریب:397]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حسن سند سے یہ حدیث بیان کی ہے۔[فتح الباری:15/71] قسطلانی نے کہا ہے حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم نے اسے حسن سند سے بیان کیا ہے۔[المواھب 93]

Marfat.com

کی بیعت کی۔انہوں نے ہمیں آنے ہی تب دیا تھا جب رسول اکرم ﷺ کی بیعت ہو گئے۔لیکن میں نے دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نسب دانی کے علم و معرفت سے بہت مسرور تھے۔

اوس اور خزرج سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات

سیدنا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دس برس تک مکہ میں ٹھہرے۔لوگوں کی جستجو میں رہے، ان کے گھروں میں جاتے تھے، یہ موسم حج میں جاتے۔مجنہ اور عکاظ میں تشریف لے جاتے اور منیٰ میں ان کے پڑاؤ میں جاتے اور فرماتے:

مَنْ يُّؤْوِيْنِيْ وَيَنْصُرُنِيْ حَتّٰى اُبَلِّغَ رِسَالَاتِ رَبِّيْ وَلَهُ الْجَنَّةُ

''کوئی ہے جو مجھے پناہ دے اور میری نصرت و حمایت کرے تاکہ میں اپنے رب کے پیغامات پہنچا سکوں اور اس کے عوض اسے جنت ملے گی۔''

فَلَا يَجِدُ ﷺ أَحَدًا أَنْ يَّنْصُرَهُ وَلَا يُؤْوِيْهِ

''اس کے باوجود کوئی ایک بھی ایسا نہ ملتا تھا کہ جو آپ ﷺ کی مدد کر سکے اور نہ ہی کوئی پناہ دینے کے لیے تیار تھا۔''

حالانکہ اس وقت صورتِ حال یہ تھی کہ ایک آدمی مصر سے یمن سے یہاں اپنے قریبی رشتہ دار کے ہاں سفر کر کے آتا تھا۔اگر یہ اجنبی یہاں آتا تو یہ لوگ آپ ﷺ کی قوم کے پاس آتے اور اس سے کہتے:

إِحْذَرْ غُلَامَ قُرَيْشٍ لَا يَفْتِنُكَ

''کہ اے مسافر بھائی! قریش کے اس لڑکے سے محتاط رہنا'' یہ کہیں تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دے۔

اور آپ ﷺ ان آنے والوں سے یہ کہتے اور ان کے گھر گھر میں جا کر کہتے اور اللہ کی طرف دعوت دیتے تھے۔اور یہ قریش آپ ﷺ کی طرف طنزیہ اشارے کرتے تھے۔تاہم اللہ نے کرم کیا کہ ہمارے لیے مدینہ سے آپ کے پاس آنے کے اسباب پیدا کر دیئے۔

ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آتا اور آپ ﷺ کے ساتھ ایمان لاتا اور آپ ﷺ اسے قرآن پاک پڑھاتے اور وہ اپنے گھر پلٹ جاتا اور پھر اس کے اسلام لانے کی وجہ سے دوسرے بھی اسلام لے آتے حتیٰ کہ یثرب یعنی مدینے کا ایک گھر بھی ایسا نہ تھا جس میں مسلمان گروہ پیدا نہ ہو چکا ہو اور وہ اسلام کا اعلانیہ اظہار کرتے

Marfat.com

تھے۔ یہ صورتِ حال تھی اب ہم نے اکٹھے ہو کر مشورہ کیا کہ

حَتّٰى مَتٰى نَذَرُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يُطْرَدُ فِيْ جِبَالِ مَكَّةَ وَيُخَافُ

''ہم رسول اکرم ﷺ کو کب تک اس حالتِ زار پر چھوڑ دیں گے کہ آپ ﷺ مکہ کے کوہستانوں میں بے یار و مددگار پھرتے رہیں گے اور ہراساں رہیں گے۔''

یہ سوچ و بچار کرنے کے بعد ہم موسمِ حج میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے ایک گھاٹی میں ملاقات کا وعدہ کیا۔ جب یہ وقت موعود آیا تو ہم آپ سے ملے۔ تو آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا:

اے یثرب والو! ہم چونکہ ایک ایک یا دو دو وہاں جمع ہوئے تھے، انہوں نے ہمارے چہروں کی شناسائی کے بعد کہا۔ یہ لوگ ہیں میں تو ان سے آشنا نہیں ہوں اور یہ نوخیز ہیں، عمر رسیدہ کوئی نہیں۔ ان کی بات کے بعد ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کس چیز پر ہم آپ سے بیعت کریں......؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

تُبَايِعُوْنِيْ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي النِّشَاطِ وَالْكَسْلِ وَعَلَى النَّفَقَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَعَلَى الأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ

''میری بات سننے اور حکم کی اطاعت کرنے، چستی اور سستی میں فرمانبرداری کرنے پر، تنگی اور آسانی میں خرچ کرنے اور نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے پر بیعت کرو۔''

اور مزید فرمایا کہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہ کرو گے۔

وَعَلٰى أَنْ تَنْصُرُوْنِيْ إِذَا قَدِمْتُ عَلَيْكُمْ وَتَمْنَعُوْنِيْ مَا تَمْنَعُوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَزْوَاجَكُمْ وَأَبْنَآءَكُمْ فَلَكُمُ الْجَنَّةُ

''اور اس پر بیعت کرو کہ جب میں مدینہ میں تمہارے پاس آؤں گا تو میری نصرت و حمایت کرنا اور میری ایسی حفاظت کرنا جیسی تم اپنی بیویوں اور اپنی جانوں اور اپنی اولاد کی حفاظت کرتے ہو۔ اگر تم اس عہد و پیمان پر پختہ کار ہو گے تو اس کے عوض تمہیں جنت ملے گی۔''

ہم اٹھے کہ آپ ﷺ کی ان شرائط پر بیعت کریں تو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا یہ ان (70) افراد میں سے سب سے کم عمر تھے۔ اور کہنے لگے: اہلِ یثرب! ابھی بیعت سے رُک جاؤ!

Marfat.com

میری گزارش یہ ہے کہ ہم اتنا طویل سفر کر کے یہاں آئے ہیں کہ ہمارے جانوروں کے جگر کٹ گئے ہیں یہ سفر اس لیے کیا ہے کہ ہمیں مکمل یقین ہے کہ آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ

وَأَنَّ إِخْرَاجَهُ الْيَوْمَ مُفَارَقَةُ الْعَرَبِ كَافَّةً وَقَتْلُ خِيَارِكُمْ وَأَنْ تَعَضَّكُمُ السُّيُوْفُ

''آپ ﷺ کو اگر آج تم یہاں مکہ سے نکال کر لے جانا چاہتے ہوتو پھر یہ یاد رکھنا تم سارے عرب کی مخالفت مول لے رہے ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس سلسلہ میں تمہارے بہترین لوگ قتل ہو جائیں اور تمہارے خلاف تمہیں کاٹنے کے لیے عرب کی تلواریں بے نیام ہو جائیں۔''

اگر تم ان مصائب کو برداشت کر سکتے ہو، اپنے عمدہ لوگوں کو قربان کرنے کا حوصلہ رکھتے ہو اور عرب کی جنگ وجدال اور ناراضی کا بوجھ اٹھا سکتے ہو تو پھر تو آپ کو ساتھ لے چلو اس کا تمہیں اللہ اجر وثواب دے گا۔ اور اگر تمہیں اپنی جانیں پیاری ہیں اور ان کا خوف لاحق ہے تو پھر ابھی آپ کو اپنی حالت پر چھوڑ دو یہ عذر تمہارا آپ کے ہاں اور اللہ کے ہاں قبول ہوسکتا ہے اس کے علاوہ قبول نہ ہوگا۔ ساتھیوں نے کہا: اے اسعد! اپنا ہاتھ درمیان سے ہٹاؤ، واللہ! ہم نے آپ ﷺ سے بیعت ضرور ہونا ہے اور ہم یقین دہانی کراتے ہیں اس میں نقص نہ پیدا ہوگا ہم اس پر پہرہ دیں گے، پھر یہ افراد ایک ایک کر کے کھڑے ہوئے اور بیعت کی اور عباس کی شرائط کے مطابق بیعت کی اور جنت کی ضمانت حاصل کی۔

ایک بات اہم ہے کہ ہم بتاتے جائیں کہ ابوحاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت اسعد رضی اللہ عنہ ، نبی ﷺ جب مدینہ میں تشریف لائے تو آپ ﷺ کی آمد کے چند دنوں بعد وفات پا گئے تھے۔ مسلمان ابھی مسجدِ نبوی کی تعمیر کر رہے تھے یہ اسی دوران فوت ہو گئے۔ (1)

عاصم بن عمر بن قتادہ اپنی قوم کے شیوخ سے بیان کرتے ہیں کہ جب ان کی رسول اکرم ﷺ سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے پوچھا: تم کون ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہم خزرج سے ہیں۔
آپ ﷺ نے پوچھا: أَمِنْ مَّوَالِيْ يَهُوْدَ ''وہ خزرج جو یہودیوں کے حلیف ہیں ان میں سے ہو؟

---

(1) **اسنادہ صحیح:** ابن حبان: 15/474، احمد: 14456، بیہقی: 2/442

تحقیق الحدیث: عبداللہ بن عثمان بن خیثم۔ ابوالزبیر۔ محمد بن مسلم اس نے بیان کیا کہ ان سے جابر بن عبداللہ نے بیان کیا ہے یہ سند صحیح ہے۔ ابن خیثم ثقہ ہے۔ (تقریب: 1/432) ابوزبیر تابعی ہے یہ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ محمد بن مسلم بن تدرس اسدی۔ مولاھم ابوالزبیر مکی صدوق ہے۔ یہ تدلیس کرتا ہے۔ لیکن یہاں اس نے جابر سے سماع کی صراحت کی ہے تو اس کی حدیث صحیح ہے۔ (احمد)

Marfat.com

انہوں نے کہا: ہاں! وہی ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تم اگر بیٹھو تو میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا ضرور کریں، وہ بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں اللہ کی طرف دعوت دی اور ان پر اسلام پیش کیا اور ان کے سامنے قرآنِ پاک کی تلاوت کی۔ ان کے ساتھ اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ انہیں اسلام سے آشنائی ہوئی تو یہودی بھی ان کے علاقہ میں تھے جو کہ اہلِ کتاب تھے اور اصحابِ علم تھے اور یہ خزرجی اہل شرک اور بت پرست تھے۔ اس علاقے میں وہ لڑتے بھی رہتے تھے اور خزرج والوں کی جب بھی یہود سے لڑائی ہوتی تو یہ خزرج سے کہتے:

إِنَّ نَبِيًّا الْآنَ مَبْعُوثٌ قَدْ أَظَلَّ زَمَانُهُ نَتَّبِعُهُ وَنَقْتُلُكُمْ مَعَهُ قَتْلَ عَادٍ وَّ أَرِمٍ

''اب ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے اس کا زمانہ بعثت قریب تر ہے۔ ہم اس کی اتباع کریں گے اور اس کے ساتھ مل کر تمہیں عاد اور ارم قوم کی مانند نیست و نابود کریں گے۔''

رسول اکرم ﷺ نے جب اس گروہ سے بات کر لی اور انہیں دعوت بھی دے لی تو یہ وفد آپس میں کہنے لگے:

يَاقَوْمِ تَعْلَمُوْا وَاللّٰهِ! إِنَّهُ لَلنَّبِيُّ الَّذِيْ تَوَعَّدَكُمْ بِهِ يَهُوْدُ وَلَا يَسْبِقَنَّكُمْ إِلَيْهِ

''اے قوم! تم نے اچھی طرح جان لیا ہے کہ یہ وہی نبی ہے، یہودی جس کا نام لے کر دھمکاتے تھے جلدی اس پر ایمان لاؤ کہیں یہود ہم سے پہلے ہی آپ پر ایمان نہ لے آئیں۔''

اس وجہ سے آپ ﷺ نے جو انہیں دعوت دی انہوں نے فوراً قبول کی اور آپ ﷺ کی تصدیق کی اور آپ ﷺ نے جو اسلام پیش کیا اسے اسی وقت مان لیا۔

اور کہا: ہمارے پیچھے ایک قوم ہے جو کہ ایسی قوم ہے ان کی آپس میں اتنی زیادہ شدید لڑائی اور عداوت ہے شاید ہی کسی دوسری قوم کے درمیان ہو۔ ہو سکتا ہے آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ انہیں یکجا کر دے۔ ہم جاتے ہیں اور انہیں آپ ﷺ کی دعوت پہنچاتے ہیں اور جو دین ہم نے قبول کیا ہے یہ ان کے سامنے پیش کرتے ہیں اور اگر انہوں نے تسلیم کر لیا تو پھر آپ سب سے زیادہ طاقتور بن جائیں گے۔ یہ کہہ کر یہ واپس اپنے گھروں میں لوٹ آئے اور وہ قوم خزرج مسلمان ہو گئی آپ طاقتور شخصیت بن کر ابھرے۔ [1]

---

[1] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق، تفسیر طبری: 34/4، بیہقی: 433/2، ابو نعیم: 298

تحقیق الحدیث: یہ سارے شیوخ جن سے عاصم بن عمر بن قتادہ بیان کر رہا ہے یہ سب رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور یہ عاصم اوسی انصاری ثقہ تابعی ہے اور مغازی کا ماہر تھا۔ [تقریب: 286]

Marfat.com

پہلی بیعت عقبہ

سیدنا حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ بدر میں شریک جنگ ہوئے تھے اور عقبہ والی رات یہ نقیب تھے۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے اردگرد آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت موجود تھی۔ آپ ﷺ نے ان سے کہا:

بَايِعُوْنِيْ عَلَى أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْا فِيْ مَعْرُوْفٍ

''درج ذیل باتوں پر میری بیعت کرو(۱)اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا(۲)چوری نہ کرنا(۳)زنا کاری نہ کرنا (۴)اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا(۵)خودساختہ بہتان نہ لگانا(۶)اور نافرمانی نہ کرنا۔''

ان شقوں پر بیعت کے بعد فرمایا:

فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ

''جو انہیں پورا کرے گا وہ اللہ سے اجر پائے گا۔''

وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَالِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ

''جو ان میں سے کسی کو توڑے گا اور اسے دنیا میں اس کی سزا مل گئی تو یہ اس کے لیے کفارہ بن جائے گا۔''

وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَالِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللهُ فَهُوَ إِلَى اللهِ إِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَآءَ عَاقَبَهُ

''اور اگر کسی نے اس کی خلاف ورزی کی اور اللہ نے اس پر پردہ ڈال دیا تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اگر چاہے تو اس سے درگزر کرے اور اگر چاہے تو اسے سزا دے۔''

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے اس پر آپ ﷺ کی بیعت کی۔ (1)

---

(1) بخاری: 18، مسلم: 1709

تحقیق الحدیث: مسلم کی سند یہ ہے یحییٰ بن یحییٰ تمیمی۔ ابوبکر بن ابی شیبہ، عمرو الناقد۔ اسحٰق بن ابراہیم، ابن نمیر یہ سب ابن عیینہ سے بیان کرتے ہیں اور الفاظ عمرو والے ہی ہیں۔ دوسری سند ہے۔ سفیان بن عیینہ، زہری، ابوادریس اور عبادہ بن صامت الخ ہے۔

Marfat.com

سیدنا حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں بھی ان افراد میں شامل تھا جنہوں نے عقبہ اولیٰ کی بیعت کی ہم بارہ افراد تھے۔ ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت انہی شقوں پر کی تھی جن پر خواتین نے کی تھی، وجہ یہ ہے کہ یہ بیعت لڑائی فرض ہونے سے پہلے ہوئی تھی۔

بیعت کی اہم باتیں درج ذیل تھیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں گے اور نہ ہی ہم چوری کریں گے، نہ ہی ہم زنا کریں گے، نہ ہی ہم اپنی اولاد کو قتل کریں گے اور نہ ہی ہم خود ساختہ بہتان بازی کریں گے اور نہ ہی نیک کام کی نافرمانی کریں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَإِنْ وَفَيْتُمْ فَلَكُمُ الْجَنَّةُ ''اگر تم یہ پوری کرو گے تو تمہارے لیے جنت ہے۔''

وَإِنْ غَشِيْتُمْ مِنْ ذَالِكَ شَيْئًا فَأَمْرُكُمْ إِلَى اللهِ

''اور اگر تم نے ان میں سے کسی شق کی خلاف ورزی کی تو تمہارا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اگر اس کی مرضی ہوگی تو تمہیں سزا دے گا اور اگر چاہے گا تو بخش دے گا۔'' (1)

سیدنا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

أَنَا وَأَبِيْ وَخَالَايَ مِنْ أَصْحَابِ الْعَقَبَةِ (2)

''میں اور میرے ابا جان! اور میرے دو ماموں بیعت عقبہ والوں میں سے تھے۔''

سیدنا حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں دس برس تک ٹھہرے رہے اور حاجیوں کے ٹھکانوں پر موسم حج میں ان کے پاس خود تشریف لے جاتے تھے۔ مجنہ، عکاظ میں بھی جاتے اور منیٰ میں ان کے خیموں میں جاتے اور یہ صدا لگاتے تھے مجھے پناہ دو اور کوئی ہے جو مجھ سے تعاون کرے کہ میں اپنے رب کا پیغام پہنچا سکوں اس کے عوض اللہ تعالیٰ اسے جنت دیں گے۔

---

(1) **سندہ صحیح:** ابن ہشام: 2/57، احمد: 22754 تفسیر ابن ابی حاتم: 10/3351

تحقیق الحدیث: ابن اسحٰق نے سماع کی صراحت کی ہے اور اس کا شیخ یزید بن ابی حبیب ثقہ اور فقیہ ہے۔ (التھذیب: 11/318)
اور اس کا شیخ مرثد ثقہ تابعی ہے اور فقیہ ہے۔ (التھذیب: 10/82۔ اور ابن عُسیلہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سفر کیا تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے وفات پا چکے تھے۔ [معرفۃ الثقات: 2/82، عبدالرحمٰن بن عسیلہ صنابحی شامی ثقہ تابعی ہے]

(2) بخاری: 3891

Marfat.com

مگر کوئی بھی آپ کو پناہ دینے اور حمایت کرنے پر تیار نہ تھا، بلکہ الٹا یہ کرتے تھے کہ مُضر قبیلہ یمن اور زور صمد سے جو بھی مسافر آتے تھے وہ جس قوم کے پاس اترتے یہ اس قوم کے پاس جاتے اور کہتے: اس قریشی نوجوان کو جو کہ اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے انگلیوں سے اشارے کرتے کہ اس نوجوان کی بات نہ سننا ہم اسی کے بارے میں آپ کو آگاہ کر رہے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے یثرب سے ہمیں آپ کی خدمت میں بھیج دیا۔ ایک آدمی آتا تھا آپ کے ساتھ ایمان لاتا، آپ ﷺ اسے قرآن پاک پڑھاتے وہ اپنے گھر پلٹ جاتا۔ اس کے ہاتھوں پھر دوسرے اسلام لاتے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر گھر میں کوئی نہ کوئی مسلمان موجود تھا جو اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کرتا تھا۔ پھر اللہ نے ہمیں یکجا کیا اور ہم نے مشورہ کیا اور ہماری تعداد (70) افراد تھی ہم نے سوچا کہ کب تک ہم رسول اللہ ﷺ کو مکہ کے کوہستانوں میں مارا مارا پھرتے دیکھیں گے اور آپ پر خوف و ہراس کا سایہ کب تک منڈلاتا رہے گا۔ یہ سوچ لے کر ہم رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، حج کا موسم تھا ہم نے آپ سے وعدہ کیا کہ عقبہ کی گھاٹی میں ہم آپ سے ملاقات کریں گے۔ جب ہم جمع ہوئے تو آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس موجود تھے انہوں نے نبی ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا: بھتیجے! میں ان لوگوں کو نہیں جانتا، یہ جو یہاں جمع ہیں میں اہل یثرب کو جانتا ہوں مگر یہ چہرے میرے شناسا نہیں، یہ نوعمر ہیں۔

اس کے بعد ہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کی ہم کس چیز پر بیعت کریں؟

کہا: میری سمع وطاعت کرنی ہے، چستی ہو یا سستی ہو اور تنگی اور خوشحالی میں خرچ کرنا ہے اور نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے پر بیعت کرو اور اللہ کے بارے میں کسی کی ملامت سے متاثر نہ ہونے پر بیعت کرو۔ جب میں یثرب آؤں تو تم نے میری حفاظت کرنا ہے۔ جس طرح تم اپنی جانوں، بیویوں اور بیٹوں کی حفاظت کرتے ہو، جب تم یہ کرو گے تو اس کے عوض تم جنت کے وارث ہو جاؤ گے۔ ہم ابھی بیعت کے لیے کھڑے ہوئے ہی تھے کہ اسعد بن زرارہ نے ہمیں روکا اور ہمارے ہاتھ پکڑ لیے یہ سب سے کم عمر تھے۔ انہوں نے کہا: اے اہل یثرب! رُک جاؤ۔ ہم نے اتنا طویل سفر کیا ہے یہ اسی لیے کیا ہے کہ ہمیں یقین ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

میرے اور آپ کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ آپ ﷺ کو لے کر جانا، تمام عرب کی مخالفت مول لینا ہے اور ہو سکتا ہے اپنے بہترین افراد کو کھونا پڑے اور سارے عرب کی تلواریں تمہاری خونریزی کے لیے بے نیام ہو جائیں۔

Marfat.com

اگر تم ان مصائب پر صبر کر سکتے ہو تو پھر آپ کو لے جاؤ اللہ اس کا صلہ ضرور دے گا اور اگر تم نے خوف و ہراس کا شکار ہونا ہے تو پھر ابھی آپ سے دستکش ہو جاؤ تمہارا یہ عذر شاید مقبول ہو جائے گا، وگرنہ اللہ تعالیٰ تمہارا عذر نہ مانیں گے۔

ہم نے اسعد سے کہا: ہم یہ کام پوری ذمہ داری سے کر رہے ہیں، آپ ہمارے ہاتھ چھوڑ دیں اور ہٹ جائیں ہمیں بیعت کرنے دیں، ہم اس بیعت سے قطعاً محروم نہیں رہ سکتے اور ہم میں سے ایک ایک آدمی نے آپ ﷺ کی بیعت کی اور ہمیں یقین ہے اللہ ہمیں جنت دے گا۔ [1]

عقبہ ثانیہ کی تاریخ ساز ملاقات

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اور یہ ان افراد میں سے ہیں جنہوں نے آپ ﷺ سے بیعتِ عقبہ کی تھی۔ یہ فرماتے ہیں ہم اپنے لوگوں کے ساتھ نکلے جو حج کرنے گئے تھے، وہ مشرک تھے ہم نماز بھی پڑھتے تھے اور دین کی سمجھ رکھتے تھے، ہمارے ساتھ براء بن معرور بھی تھے۔ یہ ہمارے بڑے تھے اور ہمارے سردار تھے۔ جب ہم مدینہ سے روانہ ہو کر محوِ سفر ہوئے تو حضرت براء نے ہم سے کہا: میرے ساتھیو! میری ایک رائے ہے اب مجھے پتہ نہیں آپ لوگ اس پر اتفاق کرتے ہو یا نہیں کرتے۔

ہم نے کہا: بتائیں وہ کیا رائے ہے اس کا اظہار کریں تو انہوں نے کہا: میں تو کعبہ کی جانب رخ کروں گا ادھر ہی منہ کر کے نماز پڑھوں گا۔

ہم نے کہا: ہمیں تو یہ اطلاع ملی ہے کہ رسول اکرم ﷺ شام کی جانب رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں ہم آپ ﷺ کی مخالفت نہیں کریں گے ہم تو ادھر ہی، یعنی شام کی طرف ہی منہ کریں گے۔

لیکن براء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو کعبہ کی جانب ہی رخ کروں گا، ہم نے کہا: ہم تو ادھر رخ نہ کریں گے، یہی ہوتا رہا، جب نماز کا وقت ہوتا تو ہم شام کی جانب رخ کرتے تھے اور براء کعبہ کی جانب منہ کرتے تھے اسی طرح ہم مکہ آگئے۔ ہم براء رضی اللہ عنہ کے کعبہ کی جانب نماز پڑھنے کو معرضِ تنقید بناتے رہے تھے مگر وہ مسلسل انکار کرتے رہے وہ اپنے

---

[1] **سندہ صحیح:** مسند احمد: 14653، بیہقی: 2/442، مستدرک: 6/681

تحقیق الحدیث: لیکن اس سند میں ابوزبیر محمد بن مسلم بن تدرس ہے جو کہ بخاری اور مسلم کا راوی ہے، یہ مدلّس ہے۔ اس نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور عبداللہ بن عثمان بن خثیم ثقہ ہے۔ نسائی، ابن سعد اور عجلی نے اسے ثقہ ہی کہا ہے اور ابن معین نے مزید کہا ہے کہ یہ حجت ہے۔ [تہذیب: 5/275]

Marfat.com

اسی انداز نماز پر برقرار رہے۔

جب ہم مکہ میں آئے تو براء رضی اللہ عنہ مجھے، یعنی کعب بن مالک سے کہنے لگے: بھتیجے! چلو اور رسول اکرم ﷺ سے پوچھو! میں نے جو تمہارے خلاف نماز میں رخ کیا ہے یہ بات میرے دل میں کھٹکتی ہے اس کے متعلق آپ ﷺ سے ضرور پوچھو!

ہم آپ ﷺ کے پاس گئے ہم آپ ﷺ کو پہچانتے نہ تھے ہم نے آپ ﷺ کو ابھی تک دیکھا نہ تھا۔ ہم مکہ کے ایک آدمی سے ملے اور اس سے رسول اکرم ﷺ کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: تم انہیں پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں! ہم نے تو ابھی دیکھا ہوا نہیں۔ اس نے ہم سے دریافت کیا، کیا تم عباس بن عبدالمطلب کو جانتے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں! انہیں ہم پہچانتے ہیں۔ وجہ یہ تھی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ تجارت کے لیے مدینہ آتے جاتے رہتے تھے۔ اس نے کہا: تم نے رسول اکرم ﷺ کے متعلق پوچھا ہے جب تم مسجد میں داخل ہو گے تو عباس کے ساتھ جو آدمی ہو گا وہ رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔

کعب کہتے ہیں جب ہم مسجد میں داخل ہوئے تو عباس بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اکرم ﷺ بھی آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے سلام کہا اور بیٹھ گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عباس سے کہا:

''اے ابوالفضل! آپ ان دونوں آدمیوں کو پہچانتے ہو؟

انہوں نے کہا: ہاں! یہ تو براء بن معرور ہیں جو اپنی قوم کے سردار ہیں اور یہ کعب بن مالک ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کعب جو شاعر ہیں۔ کہا: ہاں! حضرت کعب کہتے ہیں:

فَوَاللهِ ! مَا أَنْسٰی قَوْلَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ الشَّاعِرَ

''اللہ کی قسم! رسول اکرم ﷺ نے جو شاعر کہا تھا یہ بات میں کبھی نہ بھولوں گا۔''

حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے کہا:

يَا نَبِيَّ اللهِ إِنِّيْ خَرَجْتُ فِيْ سَفَرِيْ هٰذَا وَهَدَانِيَ اللهُ لِلْإِسْلَامِ

''اے اللہ کے نبی! میں اس سفر میں نکلا ہوں اور اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت دی ہے۔''

میرا خیال تھا کہ میں بیت اللہ کی طرف نماز پڑھوں گا اور میرے ساتھی اس بارے میں میری مخالفت کرتے رہے ہیں اس بارے میں خلش رکھتا ہوں۔ اے اللہ کے رسول! اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

Marfat.com

فرمایا: وہی تیرا قبلہ ہے جس پر تو رہا ہے، پھر حضرت براء رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے قبلہ کی جانب پھر گئے اور ہمارے ساتھ مل کر شام کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ انہوں نے کعبہ کی طرف رخ کیا تھا اور وفات تک اسی پر رہے تھے۔ تاہم یہ بات درست نہیں۔ ہم چونکہ ان کے ساتھ تھے اس بارے میں ہم زیادہ جانتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ شام کی طرف منہ کرتے رہے ہیں۔

ہم حج کے لیے گئے تو ہم نے رسول اکرم ﷺ سے طے کیا تھا کہ ایام تشریق میں عقبہ میں ملاقات کریں گے۔ جب ہم حج سے فارغ ہوئے اور وہ رات ہوئی جس میں ہم نے رسول اکرم ﷺ سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا اور ہمارے ساتھ عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ تھے۔ جن کی کنیت ابو جابر ہے یہ ہمارے سادات میں سے تھے۔

ہم خود کو مشرکوں سے خفیہ رکھے ہوئے تھے اور اپنا معاملہ چھپائے ہوئے تھے، ہم نے عبداللہ بن عمرو سے بات کی: اے ابو جابر! آپ ہمارے سادات میں سے ہیں اور ہمارے اشراف میں سے ہو۔ ہمیں اندیشہ ہے اگر آپ اسی حالت میں رہے جس میں ہو تو کہیں کل کو دوزخ کا ایندھن نہ بن جانا پھر انہیں دعوتِ اسلام دی اور انہیں بتایا کہ ہم رسول اکرم ﷺ سے وقت مقرر کر چکے ہیں کہ آپ سے ملاقات کریں گے۔ یہ سن کر وہ اسلام لے آئے اور ہمارے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے اور یہ ہمارے نقیب اور نمائندہ تھے۔

ہم رات اپنی قوم کے ساتھ اپنے گھروں ہی میں سوئے تھے۔ جب رات کا تہائی گزر گیا تو ہم اپنے خیموں سے نکلے کیونکہ رسول اکرم ﷺ سے ہم نے ملنے کا وعدہ کر رکھا تھا۔

نَتَسَلَّلُ مُسْتَخْفِيْنَ تَسَلُّلَ الْقَطَا

ہم اتنے خفیہ انداز سے وہاں سے کھسکے تھے کہ جیسا کہ کونج چلتی ہے۔ ہم عقبہ کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ ہم (70) آدمی تھے اور دو خواتین ہمارے ساتھ تھیں۔ ایک نسیبہ بنت کعب تھیں جن کی کنیت ام عمارہ تھی یہ بنو مازن بن نجار قبیلہ سے تھیں۔ دوسری اسماء بنت عمرو بن عدی بن ثابت تھیں۔ جو بنو سلمہ قبیلہ کی تھیں ان کی کنیت ام منیع تھی۔

ہم عقبہ میں جمع ہو کر رسول اکرم ﷺ کا انتظار کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد رسول اکرم ﷺ تشریف لائے۔ اس دن آپ کے ساتھ آپ کے چچا عباس بن عبدالمطلب بھی تھے وہ اس وقت اپنی قوم کے دین پر ہی تھے مگر ان کی خواہش تھی کہ وہ اپنے بھتیجے کے معاملہ میں حاضر ہوں اور ان کے بارے میں اچھی طرح اعتماد حاصل کر لیں۔ ہم بیٹھ گئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے بات کی۔ کہا: اے خزرج کے گروہ! (عرب لوگ اوس

Marfat.com

اور خزرج دونوں قبیلوں کو خزرج کے نام سے ہی پکارتے تھے۔) انہوں نے کہا:

إِنَّ مُحَمَّدًا مِنَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتُمْ

تم جانتے ہو کہ محمد ﷺ کی حیثیت ہمارے ہاں مسلّم ہے۔ ہم اپنی طاقت کے مطابق اپنی قوم سے آپ کا دفاع کر رہے ہیں۔ آپ اپنی قوم میں عزت سے ہیں اور اپنے شہر میں محفوظ ہیں۔ ہم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: ہم نے آپ کی بات سن لی ہے۔ اب رسول اکرم ﷺ سے درخواست کی کہ آپ بات کریں۔

فَخُذْ لِنَفْسِكَ وَلِرَبِّكَ مَا أَحْبَبْتَ

''اور اپنے لیے اور اپنے رب کے لیے جو چاہتے ہیں ہم سے عہد لیں۔''

رسول اکرم ﷺ نے گفتگو فرمائی۔ تلاوت کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور اسلام میں داخل ہونے کی رغبت دلائی۔ اور فرمایا:

أُبَايِعُكُمْ عَلٰى أَنْ تَمْنَعُوْنِيْ مِمَّا تَمْنَعُوْنَ مِنْهُ نِسَآءَكُمْ وَأَبْنَآءَكُمْ

''اس بات پر میری بیعت کرو کہ تم میری حفاظت ایسے کرو گے جیسا کہ تم اپنی بیویوں اور بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔''

سیدنا براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا دستِ مبارک پکڑا اور کہا:

نَعَمْ ! وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَنَمْنَعَنَّكَ مِمَّا نَمْنَعُ مِنْهُ أُزُرَنَا

''ہاں! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق سے سرفراز کیا ہے، ہم آپ کی اسی طرح حفاظت کریں گے جس طرح ہم اپنی عزت کا تحفظ کرتے ہیں۔''

اس پر ہم نے آپ کی بیعت کی۔ ہم جنگجو تھے اور میدان کارزار میں قوت بازو آزمانا ہمارا آبائی پیشہ تھا۔ ابھی براء یہ بات کر ہی رہے تھے کہ درمیان میں ابو ہیثم بن تیہان بول پڑے۔ یہ بنو عبد الاشہل کے حلیف تھے۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے کچھ لوگوں کے ساتھ عہد و پیمان ہیں اب ہم آپ کی وجہ سے انہیں منقطع کر دیں گے۔ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو غلبہ دے تو آپ ہمیں چھوڑ کر کہیں واپس مکہ نہ آ جائیں تو رسول اکرم ﷺ مسکرائے اور فرمایا:

بَلِ الدَّمُ الدَّمُ اَلْهَدْمُ اَلْهَدْمُ أَنَا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مِنِّيْ أُحَارِبُ مَنْ حَارَبْتُمْ وَأُسَالِمُ مَنْ سَالَمْتُمْ

Marfat.com

''اب میرا اور انصار کا خون ایک ہے۔ میرا مرنا جینا انصار کے ساتھ ہے۔ میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو جس سے تمہاری جنگ ہے اس سے میری بھی جنگ ہے اور جس سے تمہاری صلح ہے اس سے میری صلح ہے۔''

اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بارہ نقیب میرے سامنے لاؤ جو اپنی قوم کے نمائندہ ہوں گے۔ انہوں نے 12 نقیب دیئے (9) خزرج سے تھے اور (3) اوس قبیلہ میں سے تھے۔ بیعت میں سب سے پہلے سیدنا براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا، پھر جتنے مرد حضرات تھے سب نے آپ کی بیعت کی۔

یہ ابھی بیعت سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ شیطان نے عقبہ کی چوٹی سے دور تک آواز دی کہ اے اہل علاقہ! مذمم (نعوذ باللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُلٹ نام لیا) اور صابی یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اور تم سے لڑنا چاہتے ہیں۔ اس ظالم شیطان نے محمد بھی نہ کہا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: یہ سخت ترین گھاٹی ہے۔ اے دشمنِ خدا! میں تجھ سے نپٹ لیتا ہوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انصار! تم اپنے ٹھکانوں پر چلے جاؤ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عباس بن عبادہ بن نضلہ نے کہا:

وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَئِنْ شِئْتَ لَنَمِیْلَنَّ عَلَی أَهْلِ مِنًی غَدًا بِأَسْیَافِنَا

''اے اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق سے نوازا ہے اگر آپ اجازت دیں تو ہم کل ہی منیٰ والوں پر تلواروں سے حملہ کر دیں گے۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے ابھی اس کا حکم نہیں دیا گیا۔

کعب کہتے ہیں: پھر ہم واپس آ گئے اور صبح تک سوئے رہے، جب صبح ہوئی تو قریش کے جلیل القدر لوگ ہمارے پاس آئے اور ہم ابھی اپنے گھروں میں تھے۔ انہوں نے کہا:

اے گروہ خزرج! ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ تم ہمارے اس صاحب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے تھے اور اسے ساتھ لے کر جانے کی منصوبہ بندی کر رہے ہو اور ہمارے خلاف لڑنے پر تم نے اس سے بیعت کی ہے۔

پھر یہ دھمکی لگا دی:

وَاللهِ ! أَنَّهُ مَا مِنَ الْعَرَبِ أَحَدٌ أَبْغَضُ [illegible] أَنْ تَنْشَبَ الْحَرْبُ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُ مِنْكُمْ

''واللہ! اگر کوئی اس کے ساتھ مل کر جنگی پنجہ آزمائی کرے گا تو وہ ہمارے سارے عرب کے غیظ و غضب کا نشانہ بنے گا۔''

Marfat.com

جو انصار میں سے مشرک تھے وہ تو ان کے سامنے اللہ کی قسمیں اٹھا اٹھا کر کہنے لگے: کچھ نہیں ہوا ہمیں تو کچھ علم نہیں کہ ایسا کام ہوا ہے۔ اور یہ سچ کہہ رہے تھے کیونکہ جو ہم نے عقبہ پر آپ ﷺ سے ملاقات کی تھی انہیں اس چیز کا کچھ علم نہ تھا۔ ان کا یہ دھمکی آمیز لہجہ سن کر ہم ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اب یہ لوگ اٹھ کر چلے گئے، ان میں حارث بن ہشام بن مغیرہ مخزومی بھی تھا اس نے نئے جوتے پہن رکھے تھے۔ میں نے ایسی بات کی جس سے میرا مطلب یہ تھا کہ میں قوم کو بھی اس میں شریک کرنا چاہتا تھا اتنے میں میرے ساتھیوں نے کہا، یعنی عبداللہ بن عمرو بن حرام کے ساتھیوں میں سے ایک نے کہا: اے ابو جابر! تم ہمارے سردار ہو اور تم اتنی استطاعت بھی نہیں رکھتے کہ اس نوجوان حارث کی مانند نئے جوتے پہنتے۔ اس حارث نے یہ بات سن لی اور جوتے اتار کر میری طرف پھینک دیئے اور کہا: تجھے قسم ہے انہیں ضرور پہننا۔

ابو جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے چاہا تھا کہ اس نوجوان کے جوتے واپس کر دوں، لیکن میں نے نیک فال لیتے ہوئے نہ دیئے کہ اس نے اپنے جوتے خود ہی میرے حوالہ کر دیئے ہیں مجھے چھیننے نہیں پڑے۔ یہ ہے وہ عقبہ ثانیہ کا واقعہ جو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔ [1]

آپ ﷺ کے متعلق مخالفوں کی علمی تحقیق

محمد بن کعب قرظی بیان کرتے ہیں کہ عتبہ بن ربیعہ یہ ایک سردار تھا۔ یہ قریش کی مجلس میں تھا اور رسول اللہ ﷺ تنہا مسجد میں تشریف فرما تھے۔ یہ قریش سے کہنے لگا:

اگر اجازت ہو تو میں محمد ﷺ سے بات کروں اور اپنے معاملات پیش کروں، شاید وہ ہماری بات قبول کر لیں یا کچھ لو اور کچھ دو کے اصول پر عمل کریں۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تھے اور رسول اکرم ﷺ کے صحابہ

---

[1] **سندہ صحیح:** مسند احمد: 15798، بیہقی فی الدلائل: 2/444، طبرانی: 19/87

تحقیق الحدیث: معبد بن کعب بن مالک بن قین یہ بنو سلمہ سے ہے۔ اس نے اپنے بھائی عبداللہ سے بیان کیا ہے یہ اپنے باپ کعب بن مالک سے بیان کرتے ہیں۔ ابن اسحٰق کا شیخ ثقہ ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے عجلی نے اسے ثقہ قرار دیا ہے (433) اس کا بھائی بھی ثقہ ہے۔ (تقریب: 1/440) یہ ثقہ ہے اسے رؤیہ کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا یہ دیکھ کر انہوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ آپ سے ملیں تو قریش نے اسے اجازت دی۔ ابوولید ضرور جائیں۔ اٹھو! آپ سے بات چیت کرو۔ عتبہ اٹھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے اور کہنے لگے:

يَا ابْنَ أَخِيْ إِنَّكَ مِنَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتَ مِنَ السُّلْطَةِ فِي الْعَشِيْرَةِ وَالْمَكَانِ فِي النَّسْبِ

''بھتیجے! آپ جانتے ہیں کہ آپ کو خاندان میں نہایت ہی اہم حیثیت حاصل ہے اور آپ نسبی مقام و مرتبہ رکھتے ہیں۔''

وإِنَّكَ أَتَيْتَ قَوْمَكَ بِأَمْرٍ عَظِيْمٍ فَرَّقْتَ بِهِ جَمَاعَتَهُمْ وَسَفَّهْتَ بِهِ أَحْلَامَهُمْ وَعِبْتَ بِهِ آلِهَتَهُمْ وَدِيْنَهُمْ وَكَفَّرْتَ بِهِ مَنْ مَّضٰى مِنْ آبَائِهِمْ

''لیکن یہ صورتِ حال آپ نے پیدا کر دی ہے کہ آپ اپنی قوم کے لیے ایک بڑی مصیبت کھڑی کر رہے ہیں جس کی بنا پر آپ نے ان کی جماعت کا شیرازہ بکھیر دیا ہے اور ان کی عقلوں پر تنقید کی ہے اور ان کے معبودوں کو نشانہ عیب بنایا ہے ان کے دین کی تنقیص کی ہے اور ان کے بڑوں کو کافر قرار دیا ہے۔''

اس کے بعد عتبہ نے کہا: بیٹا میں چند امور آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں ان پر غور کرنا، شاید یہ آپ کے ہاں بھی قابل قبول ہوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوالولید! آپ بتائیں میں ضرور سنوں گا۔ عتبہ نے کہا: بھتیجے! اگر آپ نے اس نبوت کے اعلان سے مال جمع کرنا چاہا ہے تو ہم آپ کے لیے مال اکٹھا کرتے ہیں اور اتنا دیتے ہیں کہ آپ سب سے زیادہ دولت مند ہو جائیں گے۔

وَإِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ بِهِ شَرْفًا سَوَّدْنَاكَ عَلَيْنَا حَتّٰى لَا نَقْطَعَ أَمْرًا دُوْنَكَ

''اور اگر آپ نے یہ کام شرف وجاہ کے لیے رچایا ہے تو ہم آپ کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں کوئی بھی معاملہ ہو آخری فیصلہ آپ کا ہو گا۔''

اور اگر آپ نے یہ اعلان اس لیے کیا ہے کہ بادشاہ بن جاؤ تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ مانتے ہیں۔ اور ایک اور بات اگر آپ پر کوئی جن کا سایہ ہے جو آپ کو نظر نہیں آتا اور آپ اسے دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تو

طَلَبْنَا لَكَ الطِّبَّ وَبَذَلْنَا فِيْهِ أَمْوَالَنَا حَتّٰى نُبْرِئَكَ مِنْهُ

''ہم آپ کے علاج کا بندوبست کرتے ہیں اور آپ کے صحت یاب ہونے تک ہم مال صرف کریں گے۔''

Marfat.com

وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات ایسا ہوا ہے کہ پیچھا کرنے والا جن غالب آجاتا ہے جب تک اس کا علاج نہ کیا جائے تو وہ جان نہیں چھوڑتا۔

عتبہ جب اپنی بات سے فارغ ہوئے جو کہ رسول اکرم ﷺ نے بغور سنی تھی تو آپ ﷺ نے پوچھا: ابو ولید! آپ کی بات ختم ہوئی؟ انہوں نے کہا: ہاں! ختم ہوئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اب میری بات سنو گے؟ انہوں نے کہا: ضرور سنوں گا، تو آپ ﷺ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر درج ذیل آیات تلاوت کیں:

حٰمٓ ۚ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۚ ﴿۲﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۙ ﴿۳﴾ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۴﴾ وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَيْهِ [1]

''حٰمٓ، اسے رحمٰن رحیم نے اتارا ہے۔ یہ کتاب ہے، اس کی آیتیں تفصیل سے بیان کی گئی ہیں، عربی قرآن ہے، اس قوم کے لیے جو جانتی ہے یہ، خوشخبری دینے والی اور ڈرانے والی ہے ان میں سے اکثر نے منہ پھیر لیا ہے یہ سنتے نہیں اور انہوں نے کہا: ہمارے دل تمہاری دعوت سے پردہ میں ہیں۔''

آپ نے آگے تک تلاوت جاری رکھی۔ عتبہ نے جب یہ سنا تو نہایت ہی خاموشی سے سنا اور اپنے ہاتھ پیچھے کمر پر رکھے ہوئے تھے، ان پر سہارا لیے بڑے ہی پُر اعتماد انداز پر سنتا رہا۔ رسول اکرم ﷺ نے اس سورت میں جہاں سجدہ والی آیت آتی ہے وہاں تک تلاوت کی اور آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور عتبہ سے کہا: ابو ولید میں نے آپ کو سنا دیا ہے اب آپ جانیں اور آپ کا کام جانے۔

اب عتبہ وہاں سے اٹھے اور اپنے ساتھیوں کے پاس گئے، ابھی جا رہے تھے کہ بعض ساتھی کہنے لگے: واللہ! جو چہرہ لے کر گیا تھا اب وہ بدلا سا ہے۔ اب عتبہ ان کے پاس بیٹھ گئے تو ساتھیوں نے کہا: اے ابو ولید! کیا خبر ہے؟ انہوں نے کہا: خبر یہ ہے کہ میں نے ایسی بات سنی ہے کہ اس جیسی کبھی نہیں سنی

وَاللهِ ! مَا هُوَ بِالشِّعْرِ وَلَا بِالسِّحْرِ وَلَا بِالْكَهَانَةِ

''واللہ! یہ کلام نہ تو شعر ہے نہ جادو ہے اور نہ ہی کہانت ہے۔''

---

[1] فصلت: 5-1

Marfat.com

اے گروہِ قریش!

أَطِيْعُوْنِيْ وَاجْعلُوْهَا بِيْ وَخَلُّوْا بَيْنَ هٰذَا الرَّجُلِ وَبَيْنَ مَا هُوَ فِيْهِ فَاعْتَزِلُوْهُ

''میری بات مانو! اسے میرے سپرد کردو، اس آدمی کو اس کے حال پر چھوڑ دو تم اس سے علیحدہ ہو جاؤ۔''

واللہ! جو بات میں نے آپ سے سنی ہے وہ ایک عظیم خبر ہے۔ مشورہ یہ ہے کہ اگر یہ عرب کی زد میں آ گئے تو جو تم ختم کرنا چاہتے ہو وہ تمہارے علاوہ دوسروں نے کر دیا ہوگا۔

وَإِنْ يَّظْهَرْ عَلَى الْعَرَبِ فَمُلْكُهُ مُلْكُكُمْ وَعِزُّهُ عِزُّكُمْ وَكُنْتُمْ أَسْعَدَ النَّاسِ بِهِ

''اور بصورتِ دیگر اگر یہ عرب پر غلبہ پاتا ہے تو اس کی سلطنت تمہاری سلطنت ہے اور اس کی عزت تمہاری عزت ہے اور تم ہر قسم کی سعادت سے بہرہ ور ہو گے۔''

ساتھیوں نے جواب میں کہا:

سَحَرَكَ واللهِ ! يَا أَبَا الْوَلِيْدِ بِلِسَانِهِ

''واللہ! ابولید! محمد (ﷺ) کی زبان کے جادو کے تم اسیر ہو گئے ہو۔''

عتبہ نے کہا: میں نے جچی تلی رائے دی ہے آگے تمہاری مرضی جو جی میں آئے کرتے پھرو! (1)

بعض اہل علم نے سعید بن جبیر سے بیان کیا ہے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوسفیان بن حرب، نضر بن حارث جو

---

(1) **درجتہ حسن:** سیرت ابن اسحٰق: 130/2

تحقیق الحدیث: اس میں ضعف ہے لیکن یہ اور سند سے ہے۔ ابن اسحٰق کی سند سے نہیں، کیونکہ اس نے تدلیس نہیں کی اور اس کا شیخ یزید ثقہ ہے۔ یہ عبداللہ بن عیاش کا مولیٰ ہے۔ [التہذیب: 11/328۔ اور محمد بن کعب تابعی ہے ثقہ ہے۔

اس کے باوجود سند میں ضعف ہے، جس راوی نے محمد بن کعب سے بیان کیا ہے۔ اس میں جہالت ہے اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتا ہے۔ اگر یہ راوی صحابی ہے تو سند صحیح ہے اور اگر تابعی ہے تو پھر اس کی منزلت اور معرفت اور توثیق کا معلوم ہونا ضروری ہے، اس تردد کی وجہ سے ضعف ہے۔ اگر اس کا شاہد ہو تو پھر یہ قوی ہو جاتی ہے لیکن یہ اس نے بیان نہیں کیا کہ یہ مجہول راوی صحابی ہے یا تابعی ہے؟ تاہم اس نقص کے باوجود اس حدیث کے دو شاہد ہیں جن کی بنا پر یہ قوی ہو جاتی ہے۔

(۱) عبد بن حمید والا ہے۔ (ابن کثیر: 1/506) اس میں معمولی ضعف ہے۔ اس میں ذیال بن حرملہ ہے اس کی توثیق (ثقہ قرار دینا) سوائے ابن حبان کے اور کسی نے نہیں کی۔ لیکن یہ تابعی ہے۔

(۲) شاہد ابن اسحٰق کے ہاں ہے وہ یہ ہے نافع عن ابن عمر۔ اس میں اسحٰق ہے اس نے سماع کی صراحت نہیں کی کہ میں نے نافع سے سنا ہے اس میں یہ کمزوری ہے۔ بہر صورت ان سندوں کی وجہ سے یہ حدیث حسن ہے۔ باقی تفصیل آئندہ حدیث میں دیکھ لینا۔

Marfat.com

کہ بنو عبدالدار سے تھے۔ ابوالبختری بن ہشام، اسود بن عبدالمطلب بن اسد، زمعہ بن اسود، ولید بن مغیرہ، ابوجہل بن ہشام، عبداللہ بن ابوامیہ، عاص بن وائل نبیہ اور منبہ جو کہ حجاج کے بیٹے تھے اور سہم قبیلہ سے تھے۔ امیہ بن خلف اور دیگر اہم لوگ جمع ہوئے۔ یہ غروب آفتاب کے بعد کعبہ کے پیچھے اکٹھے ہوئے اور آپس میں کہنے لگے:

إِبْعَثُوْا إِلٰى مُحَمَّدٍ فَكَلِّمُوْهُ وَخَاصِمُوْهُ حَتّٰى تَعْذِرُوْا فِيْهِ

''محمد ﷺ کے پاس پیغام بھیجو اور انہیں یہاں بلوا کر بات کرو اور ان سے اچھی طرح بات کرو تاکہ تم پر کوئی اعتراض باقی نہ رہے۔''

انہوں نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ

إِنَّ أَشْرَافَ قَوْمِكَ قَدِ اجْتَمَعُوْا لَكَ لِيُكَلِّمُوْكَ فَأْتِهِمْ

''کہ آپ کی قوم کے اشراف اکٹھے ہوئے ہیں وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں، لہٰذا آپ ان کے ہاں تشریف لائیں۔''

رسول اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لاتے ہیں اور ان کے پاس بیٹھ جاتے ہیں، تو انہوں نے کہا: محمد! ہم نے آپ کو اس لیے پیغام بھیجا ہے کہ ہم آپ سے ایک اہم بات کرنا چاہتے ہیں آج تک ہم نے عرب میں آپ جیسا آدمی نہیں دیکھا جس نے اتنی پریشانی اپنی قوم میں داخل کی ہو جتنی آپ نے کی ہے۔

لَقَدْ شَتَمْتَ الْاٰبَاءَ وَعِبْتَ الدِّيْنَ وَشَتَمْتَ الْاٰلِهَةَ وَسَفَّهْتَ الْأَحْلَامَ وَفَرَّقْتَ الْجَمَاعَةَ

''آپ نے آباء واجداد پر سب وشتم کیا ہے اور ان کے دین کو عیب ناک قرار دیا اور ان کے معبودوں کو برا بھلا کہا ہے اور ان کو کم عقل کہا ہے اور ان کی جمعیت کو پارہ پارہ کیا ہے۔''

الغرض۔ ایسی کوئی قباحت نہیں جو آپ نے اپنے اور ہمارے درمیان پیدا نہیں کی اور پھر گہرے سیاسی انداز سے آپ کو رام کرنے کی کوشش کی۔ کہنے لگے: اگر یہ دین کی بات آپ مال بنانے کے لیے کر رہے ہیں تو ہم آپ کے قدموں میں اتنا مال ڈھیر کرتے ہیں کہ آپ ہم میں سب سے زیادہ مال والے ہو جائیں گے۔ اگر آپ نے یہ کام شرف اور بزرگی کے حصول کے لیے کیا ہے تو ہم اپنے لیے آپ کی سیادت تسلیم کرتے ہیں۔ اور اگر آپ نے یہ کام بادشاہی کے لیے رچایا ہے تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ منتخب کر لیتے ہیں۔

اور اگر آپ کو کوئی جن کی شکایت ہے تو ہم آپ کے تمام علاج کا خرچہ برداشت کرتے ہیں اور جب تک آپ کو صحت نہ ملے گی خرچ کرتے جائیں گے یا پھر معالج معذرت کرے تو علیحدہ بات ہے۔

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو کچھ بھی آپ نے کہا ہے اس میں سے مجھے کوئی بھی چیز لاحق نہیں، نہ میرا مقصد ہے۔ میں جو دعوت دے رہا ہوں اور جو بھی تمہارے پاس لے کر آیا ہوں۔

لَا أَطْلُبُ أَمْوَالَكُمْ وَلَا الشَّرَفَ فِيكُمْ وَلَا الْمُلْكَ عَلَيْكُمْ

"یہ نہ تو میں نے تمہارے مال لینے کے لیے کیا ہے اور نہ ہی تم پر شرف کی خواہش ہے اور نہ ہی بادشاہی کی طلب کرتے ہوئے لے کر آیا ہوں۔"

بات تو یہ ہے کہ اللہ نے مجھے بَعَثَنِيْ إِلَيْكُمْ رَسُوْلًا وَّأَنْزَلَ عَلَيَّ كِتَابًا "تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور میرے اوپر کتاب نازل کی ہے۔ وَأَمَرَنِيْ أَنْ أَكُوْنَ لَكُمْ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا "اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے لیے بشیر و نذیر بن جاؤں" فَبَلَّغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ "اور میں تم تک اپنے رب کے پیغامات پہنچاؤں اور تمہاری خیر خواہی کروں اور جو میں لے کر آیا ہوں اگر تم اسے قبول کرو گے تو یہ تمہارے دارین کی سعادت ہے اور اگر تم اسے رد کرو گے تو میں اپنے اللہ کے حکم پر کاربند رہوں گا اور دیکھوں گا اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان جو بھی فیصلہ کرے وہ مجھے منظور ہے۔

اس کے جواب میں انہوں نے کہا: اے محمد! آپ نے ہماری عرضداشت قبول نہیں کی نہ ہی امید ہے کہ قبول کرو گے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارا شہر بہت تنگ ہے یہاں پانی کی قلت ہے اور ہماری گزران نہایت ہی مشکل ہے۔ تو اپنے رب سے کہو۔ جس نے آپ کو یہ ہدایت دے کر بھیجا ہے کہ اس سلسلہ کوہ نے ہماری ناک میں دم کر رکھا ہے وہ انہیں ہٹا کر کشادہ کر دے اور جس طرح شام اور عراق کے علاقہ میں نہریں جاری ہیں وہ یہاں بھی نہریں رواں کر دے۔ اور ہمارے گزرے ہوئے آباء واجداد کو زندہ اٹھائے اور خصوصاً قصی بن کلاب کو ضرور اٹھائے کیونکہ وہ پیکر صداقت شیخ تھے ہم ان سے پوچھیں کہ جو یہ پیغمبر کہتا ہے کیا یہ حق ہے یا کہ باطل ہے۔

فَإِنْ صَدَّقُوْكَ وَصَنَعْتَ مَا سَأَلْنَاكَ صَدَّقْنَاكَ وَعَرَفْنَا بِهٖ مَنْزِلَتَكَ

"اگر یہ ہمارے بڑے آپ کی تصدیق کر دیں اور جو ہم نے آپ سے مطالبہ کیا وہ آپ پورا کر دیں تو ہم آپ کو سچا مان لیں گے اور آپ کا مقام و مرتبہ جان لیں گے۔"

اور ہم یقین کر لیں گے اللہ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے وگرنہ نہیں مانیں گے۔ اس کے جواب میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھے اس لیے تمہاری طرف نہیں بھیجا میں تو اللہ کی طرف سے وحی لے کر آیا ہوں۔

Marfat.com

اور میں نے پیغام رسالت آپ لوگوں تک پہنچا دیا ہے اگر قبول کرو گے تو یہ نصیب وری ہے اور اگر تم اسے رد کر دو گے تو میں اللہ کے حکم کا منتظر ہوں وہ جو چاہے فیصلہ کرے۔ انہوں نے پھر کہا: اگر آپ وہ نہیں کر سکتے جو ہم نے مطالبہ کیا ہے تو پھر ہمارے پاس آنے سے خود کو روک لو یا پھر ایسا کرو

سَلْ رَبَّكَ بِأَنْ يَّبْعَثَ مَعَكَ مَلَكًا يُّصَدِّقُكَ بِمَا تَقُوْلُ وَيُرَاجِعُنَا عَنْكَ

''اپنے رب سے کہو! تمہارے ساتھ فرشتہ بھیجے جو آپ کی تصدیق کرے اور تمہارے بارے میں ہم سے تکرار کرے کہ تم اسے قبول کرو۔''

اور رب سے یہ بھی کہو!

فَلْيَجْعَلْ لَكَ جِنَانًا وَّقُصُوْرًا وَّكُنُوْزًا مِّنْ ذَهَبٍ وَّفِضَّةٍ يُغْنِيْكَ بِهَا عَمَّا نَرَاكَ تَبْتَغِيْ

''وہ آپ کے لیے باغات اور محلات اور خزانے تیار کرے جو سونے اور چاندی سے ہوں تا کہ آپ مالدار ہوں اور ہم دیکھتے ہیں تم بازاروں میں ضروریات کے لیے آتے ہو وہ تجھے اس سے بے نیاز کر دیں۔''

اور ہم بھی معاش تلاش کرتے ہیں آپ بھی کرتے ہیں۔ بتائیں ہم کس خوبی کی بنا پر آپ کو رسول مانیں......؟ اور آپ کے فضل و مرتبے کا اعتراف کریں۔ اس کے جواب میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَا أَنَا بِفَاعِلٍ وَّمَا أَنَا بِالَّذِيْ يَسْأَلُ رَبَّهُ هٰذَا وَمَا بُعِثْتُ إِلَيْكُمْ بِهٰذَا

''یہ نہ تو میں کر سکتا ہوں اور نہ ہی میں نے اپنے رب سے یہ مطالبہ کرنا ہے اور نہ ہی یہ دے کر میں تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں۔''

مجھے تو اللہ نے نذیر و بشیر بنا کر بھیجا ہے میں پھر وہی بات دہراتا ہوں اگر تم اسے قبول کرتے ہو جو میں لایا ہوں تو تمہیں دنیا و آخرت کا نصیب اچھال گیا اور اگر تم نے تسلیم نہ کیا تو میں اللہ کے حکم کا پابند ہوں۔

اب قریش کہنے لگے:

فَأَسْقِطِ السَّمَآءَ عَلَيْنَا كِسَفًا

''تو پھر ہم نہیں مانتے ہم پر آسمان کا ٹکڑا گرا دو۔''

کیونکہ آپ کہتے ہیں: میرا رب یہ بھی کر سکتا ہے تو کرے۔ تب ہی ہم ایمان لائیں گے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

ذَالِكَ إِلَى اللهِ إِنْ شَآءَ أَنْ يَّفْعَلَهُ بِكُمْ فَعَلَ

Marfat.com

''یہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اگر چاہے تو وہ تمہارے اوپر گرا دے گا اگر نہ چاہے تو پھر اس کی مرضی''

انہوں نے کہا: اے محمد! کیا آپ کے رب کو علم نہ تھا کہ ہم آپ کے ساتھ مجلس آرائی کریں گے اور ہم آپ سے یہ مطالبات کریں گے تو وہ آپ کو پہلے ہی بتا دیتا کہ ہم آپ کی بات کو قبول نہ کریں گے اور وہ ہمارے ساتھ فلاں سلوک کرے گا۔

ہمیں یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ یمامہ میں رحمان نامی آدمی ہے وہ آپ کو سکھاتا ہے۔

وَإِنَّا وَاللّٰهِ ! لَا نُؤْمِنُ بِالرَّحْمٰنِ أَبَدًا

''واللہ! ہم رحمان کے ساتھ کبھی ایمان نہ لائیں گے۔''

اے محمد! ہم نے کوئی عذر باقی نہیں چھوڑا، اب یا تو تم نہیں یا ہم نہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا:

نَحْنُ نَعْبُدُ الْمَلَائِكَةَ وَهِيَ بَنَاتُ اللّٰهِ

''ہم فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔''

ایک بولا:

لَنْ نُؤْمِنَ حَتّٰى تَأْتِيَنَا بِاللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيْلًا

''ہم آپ کے ساتھ ہرگز ایمان نہ لائیں گے حتی کہ آپ ہمارے سامنے اللہ کو اور فرشتوں کو نہ لے آؤ۔''

یہ ان کی انہونی باتیں سن کر رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے چلے گئے۔ جب آپ آئے تو آپ ﷺ کے ساتھ عبداللہ بن ابوامیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بھی کھڑا ہوا، یہ آپ ﷺ کی پھوپھی کا بیٹا تھا۔ جس کا نام عاتکہ بنتِ عبدالمطلب تھا یہ اس کا بیٹا تھا۔ اس نے کہا:

يَا مُحَمَّدُ عَرَضَ عَلَيْكَ قَوْمُكَ مَا عَرَضُوْا فَلَمْ تَقْبَلْهُ مِنْهُمْ

''اے محمد! آپ کی قوم نے بہت اچھے مطالبات آپ کے سامنے رکھے ہیں آپ نے ان میں سے ایک بھی قبول نہیں کیا۔''

پھر انہوں نے اپنے لیے چند ایسے امور پیش کیے ہیں جن کی بنیاد پر وہ اللہ کے ہاں آپ کی قدر و منزلت جاننا چاہتے تھے تاکہ وہ آپ کی تصدیق کریں اور آپ کی اتباع میں لگ جائیں، پھر انہوں نے آپ ﷺ سے آپ ﷺ کی ذات کے متعلق سوالات کیے ہیں تاکہ وہ اللہ کے ہاں آپ کا مقام و مرتبہ جان سکیں، آپ نے یہ بھی نہیں کیا۔ اس نے کہا:

Marfat.com

فَوَاللهِ ! لَا اُوْمِنُ بِكَ أَبَدًا

''واللہ! میں آپ کے ساتھ کبھی ایمان نہ لاؤں گا۔''

حَتّٰى تَتَّخِذَ إِلَى السَّمَآءِ سُلَّمًا ثُمَّ تَرْقٰى فِيْهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْكَ حَتّٰى تَأْتِيَهَا

''یہاں تک کہ آپ آسمان پر سیڑھی لگائیں پھر اس میں چڑھیں اور میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں کہ آپ کتاب لے آئے ہیں۔''

اور آپ کے ساتھ چار فرشتے بھی آئیں جو یہ گواہی دیں کہ آپ سچ کہتے ہیں۔

وَأَيْمُ اللهِ لَوْ فَعَلْتَ ذَالِكَ مَا ظَنَنْتُ أَنِّيْ أُصَدِّقُكَ

''اللہ کی قسم! اگر آپ یہ بھی کر دکھائیں جو میں نے کہا ہے میں آپ کی پھر بھی تصدیق نہ کروں گا۔''

یہ کہہ کر عبداللہ اپنے گھر چلا گیا اور رسول اکرم ﷺ اپنے کاشانہ میں تشریف لے گئے۔

حَزِيْنًا آسِفًا لِّمَا فَاتَهُ مِمَّا يَطْمَعُ بِهِ مِنْ قَوْمِهِ حِيْنَ دَعَوْهُ

''آپ غم واندوہ سے نڈھال تھے وجہ یہ تھی جو اپنی قوم سے توقع تھی اس سب پر پانی پھر گیا تھا۔''

آپ کو امید تھی انہوں نے خود بلایا شاید یہ دین کی دعوت قبول کر لیں گے۔

مگر اے بسا آرزو کہ خاک شد

وہ قریب آنے کی بجائے اور دور ہو گئے اور پہلوتہی اختیار کر لی۔ آپ ﷺ کے آنے کے بعد ابوجہل اپنے قریشی ہمنواؤں سے مخاطب ہوتا ہے۔ اے گروہِ قریش! محمد ﷺ نے تو تمہاری بات قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے وہ تو صرف یہی کرنے پر مصر ہیں کہ ہمارے دین میں عیب نکالیں۔ ہمارے آباؤ اجداد پر سب وشتم کریں اور ہماری عقلوں پر بٹہ لگائیں اور ہمارے معبودوں پر تبرا بولیں، میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کل میں پتھر لوں گا جسے میں اٹھا سکوں اور جب یہ نماز میں سجدہ ریز ہوں گے تو میں ان کا سر کچل دوں گا۔ یہ انہیں میرے سپرد کر دیں یا نہ کریں میں ضرور سر پھوڑوں گا اور بنو عبد مناف جو چاہیں کریں۔ اس کے ساتھیوں نے کہا: ہم آپ کو پوری اجازت دیتے ہیں جو بھی کرنا چاہو تم کرو جب صبح ہوئی تو ابوجہل نے پتھر لیا اور رسول اکرم ﷺ کے رستہ میں بیٹھ گیا اور انتظار کرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ حسبِ معمول صبح تشریف لے گئے مکہ میں آپ ﷺ اپنا قبلہ شام کی جانب بناتے تھے جب آپ ﷺ نماز پڑھتے تو رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان پڑھتے تھے اور کعبہ اپنے اور شام کے

Marfat.com

درمیان کر لیتے تھے۔اسی انداز پر آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔

اب قریش اپنی ہر مجلس میں جا جا کر یہ بات بتانے لگے اور ابوجہل کی کاروائی کا انتظار کرنے لگے:

فَلَمَّا سَجَدَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إحْتَمَلَ أَبُوْجَهْلٍ الْحَجَرَ ثُمَّ أَقْبَلَ نَحْوَهٗ

''جب رسول اکرم ﷺ نے سجدہ کیا تو ابوجہل پتھر اٹھائے آپ ﷺ کی جانب بڑھا۔''

حَتّٰى دَنَا مِنْهُ رَجَعَ مُنْهَزِمًا مُنْتَقِعًا لَّوْنُهٗ مَرْعُوْبًا قَدْ يَبِسَتْ يَدَاهُ عَلٰى حَجَرِهٖ

''اور آپ کے قریب ہوا تو شکست خوردہ واپس ہوا رنگ اڑا ہوا تھا اور مرعوب سا تھا اس کے ہاتھ پتھر کے ساتھ ہی چپک گئے۔''

اس نے پتھر پھینکا اور واپس بھاگ آیا۔قریش کے کچھ آدمی اس کے پاس گئے اور اس سے پوچھا (ابوجہل کی کنیت ابوالحکم تھی) اے ابوالحکم ! کیا ہوا......؟ تُو تو کہتا تھا پتھر ماروں گا۔کہنے لگا اس کی تعمیل کے لیے میں کھڑا ہوا تھا میں جب اس کے قریب ہوا تو عَرَضَ لِيْ دُوْنَهٗ فَحْلٌ مِّنَ الْاِبِلِ ''میرے سامنے ایک خوفناک بڑا اونٹ آ گیا''

وَاللهِ ! مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَامَّتِهٖ وَلَا مِثْلَ قَصَرَتِهٖ وَلَا أَنْيَابِهٖ لِفَحْلٍ قَطُّ

''واللہ! میں نے کسی اونٹ کی اتنی بڑی کھوپڑی، گردن اور داڑھیں آج تک کبھی نہیں دیکھیں''

وہ تو مجھے ہڑپ کرنا چاہتا تھا۔اس بات کا جب رسول اکرم ﷺ سے ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ذَالِكَ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ دَنَا لَاَخَذَهٗ

''وہ جبریں علیہ السلام تھے اگر یہ ابوجہل میرے نزدیک آتا تو جبریل اسے پکڑ کر اس کی بوٹی بوٹی نوچ دیتے۔'' [1]

۞ اہل مصر میں سے ایک شیخ نے مجھ سے حدیث بیان کی جو کہ 40ھ میں تقریباً آئے تھے۔انہوں نے عکرمہ سے بیان کیا اور عکرمہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا، یہ فرماتے ہیں:

---

[1] **بعضہ صحیح وسندہ ضعیف:** سیرت ابن اسحٰق: 2/132

تحقیق الحدیث: اس میں ابن اسحٰق کہہ رہا ہے کہ بعض اہلِ علم نے اسے سعید بن جبیر، عکرمہ، مولیٰ ابن عباس، عبداللہ بن عباس سے بیان کیا ہے۔ ابن اسحٰق نے یہاں دو سندوں اور متنوں کو گڈمڈ کر دیا ہے۔ابن جبیر نے جو ابن عباس سے حدیث ہے اس کی پہچان مشکل کر دی ہے۔اسی وجہ سے ان دو سندوں کو ایک سند اعتبار کیا گیا ہے اور یہی ضعف ہے۔تاہم طبری کی روایات کی طرف رجوع کرنے سے اس سند اور متن کی باریکیوں کا پتہ چل جاتا ہے۔[تفسیر طبری: 15/164] ابن اسحٰق نے اس کی تائید میں درج ذیل روایات ذکر کی ہیں۔

Marfat.com

کہ عتبہ اور شیبہ جو کہ ربیعہ کے بیٹے تھے اور ابوسفیان بن حرب اور بنو عبد الدار کا ایک آدمی اور ابوالبختری جو کہ بنو اسد اور اسود بن مطلب میں سے تھا اور زمعہ بن اسود، ولید بن مغیرہ اور ابوجہل بن ہشام، عبداللہ بن ابی امیہ اور امیہ بن خلف، عاص بن وائل اور حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ جو کہ سہم قبیلہ کے تھے۔

یہ سب جمع ہوئے اور یہ کعبہ کے اندر غروبِ آفتاب کے بعد اکٹھے ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے:

محمد (ﷺ) کو پیغام دو کہ وہ آئیں اور ان سے بات کرو اور مخاصمانہ انداز پر ان سے دوٹوک کہو تا کہ کوئی اعتراض باقی نہ رہے۔ انہوں نے آپ کے ہاں پیغام بھیجا اور جو پیغام لے کر گیا اس نے آپ سے کہا کہ آپ کی قوم کے اشراف جمع ہوئے ہیں اور وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں، یہ سن کر رسول اکرم ﷺ جلدی سے تشریف لائے آپ کا خیال تھا کہ شاید انہیں میرے بارے میں کسی حقیقت سے آگاہی حاصل ہوئی ہے۔ اور یہ حق تسلیم کرنا چاہتے ہیں اور یہ چیز آپ کو بہت زیادہ پسند تھی اور اسی پر آپ فکر مند تھے کہ یہ رشد وہدایت سے ہمکنار ہو جائیں اور ان کی مخالفت آپ پر بہت گراں گزرتی تھی۔ آپ تشریف لے آئے اور ان کے پاس بیٹھ گئے۔ انہوں نے کہا:

اے محمد! ہم نے آپ کے پاس پیغام اس لیے بھیجا ہے کہ ہم کوئی عذر باقی نہ رہنے دیں۔ واللہ! ہمارے علم کے مطابق عرب قوم پر آج تک کوئی آدمی اتنی بڑی آفت لے کر نہیں آیا جتنی بڑی آفت آپ لے کر آئے ہیں۔

آپ نے ہمارے آباؤ اجداد کو گالیاں دیں اور دین کو عیب دار قرار دیا اور ہماری کم عقلی ثابت کی اور ہمارے معبودوں پر دشنام طرازی کی اور ہماری جماعت کا شیرازہ بکھیر دیا جو معاملہ بھی قباحت والا ہے وہ آپ لے آئے ہیں، بات یہ ہے کہ اگر آپ نے یہ سارا کام دولت جمع کرنے کے لیے شروع کیا ہے تو ہم اتنی دولت آپ کے قدموں میں نچھاور کرتے ہیں کہ آپ سب سے زیادہ دولتمند ہو جائیں اور اگر اس سے تمہارا مطلب شرف حاصل کرنا ہے تو ہم آپ کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں اور اگر اس سے آپ کی مرضی بادشاہت کا حصول ہے تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرتے ہیں اور اگر آپ کے پیچھے کوئی جن لگا ہوا ہے تو ہم تمام اخراجات برداشت کریں گے اور آپ کی صحت کی بحالی تک خرچ کرتے رہیں گے۔

اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: جو تم نے کہا ہے یہ میرے ذہن میں نہیں، نہ تو میں نے یہ طلب مال کے لیے کیا ہے نہ ہی بادشاہی کی طلب میں کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مجھے اللہ نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور میرے اوپر کتاب نازل کی ہے اور مجھے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے میں نے تمہیں اپنے رب کے پیغام سے آشنا

Marfat.com

کیا ہے اور تمہاری خیر خواہی کی ہے اگر تم اسے قبول کرو گے تو دنیا و آخرت میں سُرخرو ہو جاؤ گے اور اگر تم رد کر دو گے تو میں صبر سے کام لوں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دے۔

اس کے جواب میں قریش نے کہا:

يَا مُحَمَّدُ فَإِنْ كُنْتَ غَيْرَ قَابِلٍ مِّنَّا مَا عَرَضْنَا عَلَيْكَ فَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ أَضْيَقَ بِلَادًا وَّلَا أَقَلَّ مَالًا وَّلَا أَشَدَّ عَيْشًا مِّنْهُ

اے محمد! (ﷺ) اگر آپ کو ہماری یہ خیر خواہانہ تجاویز قبول نہیں جو ہم نے بیان کی ہیں تو پھر آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ان شہروں میں بہت تنگی ہے مالی قلت ہے اور گزران نہایت ہی مشکل ہے۔''

تو پھر اپنے رب سے سوال کرو جس نے آپ کو یہ نبوت دے کر بھیجا ہے کہ وہ ان پہاڑوں کو دور کر دے تاکہ یہ ہماری تنگی نہ رہے اور یہاں کشادگی پیدا کر دے اور یہاں ایسے ہی نہروں کا سلسلہ جاری کر دے جیسا کہ اس نے شام و عراق میں کیا ہے۔ اور ہمارے گزرے ہوئے آباء و اجداد کو زندہ کر دے۔ خصوصاً قصی بن کلاب کو ضرور اٹھائے کیونکہ وہ ہمارا بزرگ، ایک سچا انسان تھا۔ ہم اس سے پوچھیں گے کہ آپ جو کہتے ہیں یہ حق ہے یا باطل ہے۔

اگر آپ ہمارا یہ مطالبہ پورا کر دیتے ہیں اور ہمارے یہ فوت شدگان آپ کی بات کی تصدیق کرتے ہیں تو ہم بھی آپ کی تصدیق کریں گے اور آپ کی قدر و منزلت جانیں گے اور اس بات کا اعتراف کریں گے کہ اللہ نے رسولِ حق بنا کر بھیجا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے انہیں جواب دیا۔

مَا بِهٰذَا بُعِثْتُ إِنَّمَا جِئْتُكُمْ مِّنَ اللهِ بِمَا بَعَثَنِيْ بِهِ فَقَدْ بَلَّغْتُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ

''مجھے جو تم کہہ رہے ہو میں یہ دے کر نہیں بھیجا گیا مجھے جو کچھ دے کر بھیجا گیا ہے وہ میں نے آپ تک پہنچا دیا ہے۔ اگر تم قبول کرتے ہو تو تم دنیا و آخرت میں خوش نصیب ہو اور اگر تم اسے رد کرتے ہو تو میں تو اپنے اللہ کے فیصلہ پر صبر کروں گا۔''

قریش نے کہا: اگر آپ ہمارا مطالبہ پورا نہیں کرتے تو اپنے رب سے کہو کہ وہ فرشتے بھیجے اور جو آپ کہیں وہ اس کی تصدیق کریں اور تمہارے بارے میں ہم سے تکرار کریں اور اللہ سے سوال کرو کہ وہ تمہارے لیے باغات، خزانے اور سونے اور چاندی کے محلات تیار کر دے اور آپ کو ہر چیز سے بے نیاز کر دے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ کبھی بازاروں میں کھڑے ہیں کہ معاش کی طلب میں سرگرداں ہیں جیسا کہ ہم بھی اس کی جستجو میں حیراں ہیں، فرق کیا

Marfat.com

ہوا......؟ آپ ان چیزوں سے بے نیاز ہو جائیں تب ہمیں پتہ چلے گا کہ اللہ کے ہاں آپ کا بڑا مرتبہ ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

اس کے جواب میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ میرے بس میں نہیں اور نہ ہی میں نے اپنے رب سے یہ سوال کرنا ہے اور نہ ہی میں ان میں سے کسی چیز کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں۔ مجھے تو اللہ نے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے اگر قبول کرو گے تو دنیا و آخرت میں سعادت پاؤ گے۔ اگر رد کرو گے تو میں اللہ کے فیصلہ تک صبر کروں گا۔

اس معقول جواب کا انہوں نے نہایت ہی نامعقول جواب دیا کہنے لگے:

''ہمارے اوپر آسمان کا ٹکڑا گرا دو جیسا کہ تم کہتے ہو ''میرا رب یہ کرے گا وہ ٹکڑا گرائے گا'' تو ہم ایمان لائیں گے وگرنہ ہم ایمان نہ لائیں گے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ کے بس میں ہے اگر چاہے تو گرائے اگر نہ چاہے تو نہ گرائے۔

اب وہ کہنے لگے: اے محمد! آپ کے رب کو یہ علم تھا کہ ہم آپ کے ساتھ مجلس آرائی کریں گے اور آپ سے یہ سوالات کریں گے اور یہ مطالبات آپ کے سامنے رکھیں گے تو وہ آپ کو یہ پہلے ہی بتا دیتا کہ جو آپ لائے ہیں اسے ہم قبول نہ کریں گے تو وہ ہم سے فلاں سلوک کرے گا۔

یہ بات ہم تک پہنچی ہے کہ آپ کو یمامہ کا ایک آدمی یہ تعلیم دیتا ہے جس کا نام رحمٰن ہے۔

وَإِنَّا وَاللهِ مَا نُؤْمِنُ بِالرَّحْمٰنِ أَبَدًا

''واللہ! ہم کبھی رحمن پر ایمان نہ لائیں گے۔''

اے محمد! (ﷺ) ہم نے جو آخری عذر پیش کرنا تھا وہ کر دیا ہے اب میدان صاف ہے ہم آپ کو کھلا نہیں چھوڑیں گے یہ معرکہ آرائی آخر وقت تک رہے گی یا پھر ہم رہیں گے یا تم رہو گے۔

ایک نے کہا: ہم فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں اور انہیں اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں۔ ایک نے کہا:

لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَاْتِيَنَا بِاللهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيْلًا

''ہم ہرگز آپ کے ساتھ ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ آپ اللہ تعالیٰ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لے آؤ۔''

انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے یہ اول فول بکا تو رسول اکرم ﷺ ان کے پاس سے واپس چل دیئے تو آپ کے ساتھ ہی عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم بھی ہو لیا۔ یہ آپ کی پھوپھی عاتکہ

Marfat.com

بنت عبدالمطلب کا بیٹا تھا یہ آپ سے یوں مخاطب ہوا:

''اے محمد! (ﷺ) انہوں نے نہایت ہی عمدہ پیشکش کی ہے آپ نے اسے رڈ کر دیا ہے اور انہوں نے آپ سے چند امور کا مطالبہ کیا ہے تا کہ انہیں اللہ کے ہاں تمہاری قدر ومنزلت کا پتہ چل جائے۔ آپ نے ان مطالبات پر بھی کوئی ان کی بات قبول نہیں کی اور انہوں نے وہ مطالبہ بھی آپ کے سامنے پیش کیا ہے کہ جس عذاب سے تم انہیں شب و روز ہراساں کرتے رہتے ہو وہ ابھی لے آؤ، آپ نے یہ بھی نہیں کیا۔ واللہ! میرا عزم سنو! اگر ابھی سیڑھی لگا کر آسمان پر چڑھ جاؤ اور میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں اور پھر کھلا ہوا نسخہ تحریر لے کر آؤ اور آپ کے ساتھ چار فرشتے ہوں جو آپ کہیں وہ تصدیقی شہادت دیں تو میں آپ پر تب بھی ایمان نہ لاؤں گا۔ اللہ کی قسم! اگر یہ سب کچھ کر دکھائیں میں پھر کہتا ہوں میں آپ کی تصدیق نہ کروں گا۔''

اب اس نے اپنی راہ لی اور رسول اکرم ﷺ اپنے گھر میں تشریف لے گئے۔ آپ حزن وملال میں ڈوبے تھے کیونکہ جب آپ کو قوم نے بلایا تھا تو آپ کو بہت زیادہ توقع تھی کہ یہ ایمان سے ہمکنار ہوں گے۔ مگر جب آپ نے دیکھا کہ یہ تو مجھ سے اور دُور چلے گئے ہیں تو بہت ہی زیادہ آپ کی دل شکنی ہوئی۔ رسول اکرم ﷺ جب قریش کی مجلس سے اٹھ آئے تھے تو ابوجہل نے انہیں مخاطب کر کے کہا:

''اے گروہِ قریش! محمد (ﷺ) نے اس بات سے انکار کر دیا ہے کہ وہ ہمارے بڑوں کو بُرا نہ کہے گا بلکہ وہ اصرار کر رہا تھا جیسا کہ تم نے بچشمِ خود دیکھا ہے کہ وہ ہمارے دین پر نکتہ چینی کرتا رہے گا، ہمارے آباء واجداد پر دشنام طرازی کرتا رہے گا، ہماری عقلوں پر بٹہ لگاتا رہے گا اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا رہے گا۔ بہ ہوش وحواس سنو! میں اس مجلس میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ کل میں اپنی ہمت کے مطابق جتنا بھی پتھر اٹھا سکا وہ اٹھاؤں گا اور جب محمد ﷺ سجدہ ریز ہوگا تو میں اس کے ساتھ اس کا سر کچل دوں گا۔'' [1]

---

[1] **سندہ قوی بالشواھد**: طبری: 15/166

تحقیق الحدیث: بعض اہل علم سے مراد محمد بن ابی محمد ہے یہ مجہول الحال آدمی ہے۔ رازی نے اس سے خاموشی اختیار کی ہے۔ (الجرح والتعدیل: 8/88) ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محمد بن ابی محمد مدنی، سعید بن جبیر وغیرہ سے بیان کرتا ہے تاہم یہ غیر معروف ہے۔ اس سے ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے۔ اس قصہ کے پہلے حصہ کی یہ ابن اسحٰق والی دوسری روایت تصحیح کرتی ہے۔ (میزان الاعتدال: 6/321)

اس حدیث کے دو اور شاہد ہیں جن کی وجہ سے یہ قوی قرار پاتی ہے۔

(۱) عبد بن حمید سے ہے اس میں معمولی ضعف ہے کیونکہ اس میں ایک ایسا راوی ہے جس کی توثیق سوائے ابن حبان کے اور کسی نے نہیں کی، وہ راوی ذیال بن حرملہ ہے۔ (ابن کثیر: 1/506) ایک اور چھوٹا سا شاہد ہے یہ ابن اسحٰق نے نافع سے ابن عمر سے روایت کیا ہے اس میں ابن اسحٰق نے نافع سے سماع کی صراحت نہیں کی یہ کمی ہے۔ تاہم ان سندوں کی وجہ سے یہ حدیث حسن ہے۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی سازش

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حطیم میں قریش کے سرداروں کی ایک جماعت اکٹھی ہوئی

فَتَعَاقَدُوْا بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى وَمَنَاتِ الثَّالِثَةِ الْأُخْرٰى وَنَائِلَةَ وَإِسَافَ

''اور آپس میں اپنے معبودوں لات، منات، عزّیٰ اور نائلہ اور اساف کے ناموں کی قسمیں اٹھا کر یہ عہد کیا کہ اگر ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیا تو ہم آپ پر یکبارگی حملہ کریں گے اور آپ کو ختم کر کے ہی دم لیں گے۔''

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لختِ جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا روتی ہوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں اور کہا:

هٰؤُلَآءِ الْمَلَأُ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ تَعَاقَدُوْا عَلَيْكَ

''ابا جان! یہ قریش کے سردار آپ کے خلاف عہد و پیمان باندھ رہے ہیں''

کہ جب بھی یہ آپ کو دیکھیں گے حملہ آور ہو کر یہ آپ کو قتل کر دیں گے اور افسوس کی بات یہ ہے کہ ہر آدمی نے آپ کے خون میں حصّہ ڈالنے کی نذر مان رکھی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: يَا بُنَيَّةُ ! أَرِيْنِيْ وَضُوْءً ''پیاری نورِ نظر! مجھے وضو کا پانی لا دو''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور آپ ان کے، یعنی قریش کے قریب کعبہ میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ کو دیکھ لیا اور یہ بھی کہا: دیکھو! یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں اس کے باوجود انہوں نے آنکھیں جھکا لیں اور ان کے چہرے ٹھوڑیوں کی طرف لٹک گئے اور ان کی مجلس کو سانپ سونگھ گیا وہ نگاہ تک آپ کی طرف نہ اٹھا سکے۔ اور نہ ہی کوئی آپ کی طرف اٹھنے کی ہمت پا سکا حتّٰی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ان کے پاس گئے اور ان کے سروں پر کھڑے ہو کر ایک مٹھی بھر مٹی لی اور کہا: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ''یہ چہرے سیاہ ہو گئے'' پھر وہ کنکریاں ان پر پھینکیں ان میں سے جس پر بھی کنکری گری تھی وہ بدر میں حالتِ کفر میں قتل ہوا تھا۔ (1)

---

(1) **سندہ قوی:** مسند احمد: 2762، نیز مسند: 1/368 میں بھی ہے

عبدالرزاق، معمر، ابن خثیم، سعید بن جبیر۔ یہ راوی ثقہ اور ثابت ہیں۔ صرف عبداللہ بن خثیم میں کمی ہے یہ راوی بھی حسن درجہ کا ہے۔ کبار ائمہ نے اس کی توثیق کی ہے اس کے بارے میں مفسر جرح ثابت نہیں۔ تو یہ سند حسن ہے۔ (تقریب: 1/422، حافظ ابن حجر نے اسے صدوق کہا ہے۔ [التہذیب: 5/314]

Marfat.com

بائیکاٹ

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مِنَ الْغَدِ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ بِمِنًى "یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ منٰی میں تشریف فرماتھے اور قربانی کے دوسرے دن، یعنی گیارہ ذوالحج کی تاریخ تھی کہ کل ہم بنو کنانہ کے خیف مقام پر اترنے والے ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں قریش نے کفر پر مضبوط رہنے کی آپس میں قسمیں اٹھائی تھیں۔ اس سے وادی محصب مراد ہے اس مقام پر قریش اور کنانہ نے بنوہاشم اور بنوعبدالمطلب کے خلاف یہ ظالمانہ قرارداد پاس کی تھی کہ

أَنْ لَّا يُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا يُبَايِعُوْهُمْ حَتّٰى يُسْلِمُوْا إِلَيْهِمُ النَّبِيَّ ﷺ

"یہ ان سے نہ رشتہ ناطہ جوڑیں گے نہ ہی خرید و فروخت کریں گے حتی کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے سپرد کردیں۔" [1]

۞ سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَقَدْ أُوْذِيْتُ فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمَا يُؤْذٰى أَحَدٌ وَأُخِفْتُ مِنَ اللّٰهِ وَمَا يُخَافُ أَحَدٌ

"مجھے اللہ عزوجل کی خاطر اتنی اذیت برداشت کرنا پڑی ہے کہ اتنی زیادہ اور کسی نے بھی اذیت نہیں اٹھائی اور مجھے اللہ سے دُور کرنے کے لیے اتنا زیادہ ہراساں کیا گیا ہے کہ اتنا زیادہ اور کسی کو بھی ہراساں نہیں کیا گیا۔"

اور میرے اور میرے اہل و عیال اور بلال پر تین رات اور دن گزر جاتے تھے ہمارے لیے کھانا نہ ہوتا تھا، جسے کوئی جگر والا کھا کر اسے تر کرلے۔ بس اتنا ہوتا تھا جسے بلال رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے اپنے دامن میں چھپا رکھا ہوتا تھا۔ [2]

---

[1] بخاری: 1590، مسلم: 1314

[2] **سندہ صحیح:** مسند احمد: 12212، عبد بن حمید: 1/392، ابویعلٰی: 6/145، ابن ماجہ: 1/54، ترمذی: 4/645

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے۔ وکیع، حماد بن سلمہ وغیرہما، ثابت، انس بن مالک، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یہ سند صحیح اور مشہور ہے اور مسلم کی شرط پر ہے۔ حماد ثقہ ہے اور ثابت ثقہ تابعی ہے۔ اس نے انس سے سماع حدیث کیا ہے اور اس میں جو اضافہ ہے وہ وکیع سے ثابت ہے، وکیع ثقہ امام ہے (اضافہ درست ہے)

Marfat.com

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل اور ان کی وفات کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيْجَةَ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ إِيَّاهَا

''سب سے زیادہ میرے مزاج میں تیزی اس وقت آتی تھی جب رسول اکرم ﷺ اپنی پہلی اہلیہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یاد کرتے تھے۔ آپ انہیں اس کثرت سے یاد فرماتے۔''

کہ میں جذبات میں آجاتی، اتنی زیادہ میں آپ کی کسی اور بیوی پر جذباتی نہ ہوتی تھی، حالانکہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے تین برس بعد آپ نے مجھ سے شادی کرلی تھی اتنا زیادہ وقفہ گزر چکا تھا آپ ﷺ پھر بھی انہیں یاد کرتے تھے۔

رب عزّوجل نے آپ ﷺ کو حکم دیا تھا یا بذریعہ جبریل یہ حکم بھیجا تھا کہ آپ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو

أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ [1]

''یہ بشارت دیجیے کہ جنت میں ان کا خوبصورت محل تیار ہے جو کہ ایک ہی موتی سے تعمیر شدہ ہے۔''

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں سے کسی بیوی پر اتنی غیرت نہیں آتی تھی جتنی غیرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتی تھی۔ لطف کی بات یہ ہے کہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہ تھا، صرف نبی کریم ﷺ انہیں کثرت سے یاد کیا کرتے تھے۔ ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ بکری ذبح کرتے پھر اس کا گوشت بنا کر کہتے کہ اسے خدیجہ کی سہیلیوں کو بھیج دو، میں آپ ﷺ سے کہا کرتی تھی:

كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا إِمْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيْجَةَ

''گویا ایک خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی دنیا میں خاتون ہے اور تو کوئی ہے ہی نہیں؟''

تو آپ فرماتے: إِنَّهَا وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ ''عائشہ! خدیجہ خوبیوں کا منبع تھی اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ نے اس سے مجھے اولاد کی نعمت سے نوازا تھا۔'' [2]

---

[1] بخاری: 3817

[2] بخاری: 3818

Marfat.com

اسماعیل بیان کرتے ہیں میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت کی خوشخبری دی تھی؟ کہا: ہاں!

بِبَيْتٍ مِّنْ قَصَبٍ لَاصَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ

''ایسے گھر کی بشارت دی تھی جو آبدار موتی سے تیار شدہ ہے جس میں شور ہو گا نہ ہی تھکاوٹ ہو گی۔'' (1)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ خدیجہ آ رہی ہیں انہوں نے برتن اٹھا رکھا ہے جس میں سالن اور کھانے پینے کی اشیاء ہیں جب یہ آپ کے پاس آئیں

فَاقْرَءْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّيْ

''تو انہیں ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہیے''

اور انہیں جنت میں ایسے گھر کی روح پرور بشارت دیجیے جو ایک ہی موتی سے تیار شدہ ہے اور اتنا پرسکون ہے کہ نہ اس میں شور و شغب ہے نہ ہی تھکاوٹ ہے۔ (2)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے جو کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انداز اجازت طلبی یاد آ گیا اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آزردہ سے ہو گئے۔ کہا:

اَللّٰهُمَّ هَالَةُ ۔ اللہ اللہ! ہالہ آئی ہے۔

یہ دیکھ کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے غیرت سی آئی میں نے کہا:

مَا تَذْكُرُ مِنْ عُجُوْزٍ مِّنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ حَمْرَاءَ الشِّدْقَيْنِ هَلَكَتْ فِيْ الدَّهْرِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللهُ خَيْرًا مِّنْهَا (3)

---

(1) بخاری: 3819

(2) بخاری: 3820

(3) بخاری: 3821

Marfat.com

''آپ قریش کی سرخ مسوڑھوں والی بڑھیا کو اب تک نہیں بھولے، جسے رخصت ہوئے بھی زمانہ بیت گیا ہے اور اللہ نے آپ کو اس سے بہتر رفیقہ حیات دی ہیں آپ پھر اسے یاد کیے جا رہے ہیں۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی کسی بیوی پر مجھے اتنی غیرت نہیں آتی تھی جتنی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتی تھی اگر چہ میں نے انہیں پایا بھی نہیں تھا۔

رسول اکرم ﷺ جب بکری ذبح کرتے تو فرماتے: اَرْسِلُوْا اِلَى أَصْدِقَاءِ خَدِيْجَةَ

''گوشت کا یہ حصہ خدیجہ کی سہیلیوں کو بھیج دو'' ایک دن میں نے غصہ سے آپ ﷺ سے کہا: بس ایک خدیجہ ہی تو رہ گئی ہے۔ تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں اس کی محبت سے سرشار ہوں۔ [1]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بھی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کرتے تو نہایت ہی زوردار اور خوبصورت انداز میں ان کی تعریف فرماتے۔ مجھے غیرت آئی اور سوتن پن جاگا میں نے کہا: ایک سرخ باچھ والی عورت کو اتنا زیادہ یاد فرماتے ہیں جب کہ اللہ نے آپ کو اس سے بہتر بیویوں سے نوازا ہے تو آپ ﷺ فرماتے:

مَا اَبْدَلَنِيَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرًا مِّنْهَا

''نہیں یہ غلط ہے مجھے اللہ نے اس سے بہتر بیویاں نہیں دیں''

قَدْ اٰمَنَتْ بِيْ إِذْ كَفَرَ بِيَ النَّاسُ وَ صَدَّقَتْنِيْ إِذْ كَذَّبَنِيَ النَّاسُ وَ وَاسَتْنِي إِذْ أَحْرَمَنِي النَّاسُ

''وہ اس وقت میرے ساتھ ایمان لائیں جب لوگوں نے میرا انکار کیا اور انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی مہر ثبت کی جب لوگوں نے میری تکذیب کی اور خدیجہ نے میری اس وقت غمگساری کی جب لوگوں نے مجھے محرومیاں دیں۔''

اور اللہ نے مجھے ان سے اولاد سے بہرہ ور کیا جبکہ دوسری بیویوں سے مجھے اولاد سے خالی رکھا۔ [2]

---

[1] مسلم: 2435

[2] **سندہ ضعیف وھو حسن:** مسند احمد: 24864، طبرانی کبیر: 13/23

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے۔ مجالد بن سعید بن عمیر ہمدانی، یہ قوی نہیں یہ آخر عمر میں متغیر ہو گیا تھا۔ (تقریب: 520) اس وجہ سے ضعف ہے تاہم دیگر روایات سے حسن قرار پاتی ہے۔

Marfat.com

ابوطالب کی وفات کا سانحہ

سیدنا مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطالب جب مرنے کے قریب ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے تو وہاں ابوجہل بن ہشام، عبداللہ بن ابوامیہ بن مغیرہ وغیرہ بھی موجود تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوطالب سے کہا:

يَا عَمِّ! قُلْ لَآ إِلَهَ إِلَّا اللهُ ، كَلِمَةٌ أُشْهِدُ لَكَ بِهَا

"اے چچا! لا الہ الا اللہ کہو، یہ ایک ایسا کلمہ ہے اس کے ذریعہ میں آپ کے لیے گواہی دوں گا کہ اللہ میرے چچا نے یہ پڑھا تھا۔"

یہ سن کر ابوجہل نے کہا اور عبداللہ بن امیہ بھی کہنے لگا:

يَا أَبَا طَالِبٍ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

"اے ابوطالب! عبدالمطلب کی ملت سے روگردانی نہ کرنا۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلسل یہ کلمہ دہراتے رہے اور ابوجہل اور عبداللہ دونوں ملت عبدالمطلب سے بے رغبتی سے بار بار روکتے رہے حتی کہ ابوطالب کی آخری بات اور نزعی بیان یہ تھا کہ

اَنَا عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

"کہ میں ملت عبدالمطلب پر کاربند ہوں"

وَأَبٰى أَنْ يَقُوْلَ لَآ إِلَهَ إِلَّا اللهُ

"اور لا الہ الا اللہ کے اقرار سے انکار کر دیا۔"

اور مر گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَمَا وَاللهِ! لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَالَمْ أُنْهَ عَنْكَ

"چچا! میں اس وقت تک آپ کے لیے استغفار کرتا رہوں گا جب تک مجھے منع نہیں کیا جاتا۔"

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ نبی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے استغفار کرے۔ تب

Marfat.com

آپ نے استغفار بند کردی۔ [1]

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا سے کہا:

قُلْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أُشْهِدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

''لا الہ الا اللہ کہو میں آپ کے لیے روز قیامت اس کی روشنی میں گواہی دوں گا۔''

ابو طالب نے کہا: اگر مجھے قریش کی اس عار کا خوف نہ ہوتا کہ یہ موت کی گھبراہٹ سے ایسا کر رہا ہے تو بیٹا! میں آپ کی اس دعوت کا اقرار کر لیتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بارے میں یہ آیہ مبارکہ نازل کی ہے۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِیْ مَنْ يَّشَآءُ [2]

''بے شک جس کو چاہیں آپ ہدایت نہیں کر سکتے لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔''

سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: آپ اپنے چچا ابو طالب کے کچھ کام آئے ہیں؟ وہ آپ کی خاطر لوگوں سے ناراض ہوتے رہے ہیں اور ان کی اذیتوں سے حفاظت کرتے رہے ہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

هُوَ فِىْ ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ [3]

''اب وہ دوزخ کے اوپر ہیں اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوتے۔''

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابو طالب آپ کی نصرت و حفاظت کیا کرتے تھے یہ چیز انہیں نفع پہنچائے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں!

وَجَدْتُهُ فِىْ غَمَرَاتٍ مِّنَ النَّارِ فَأَخْرَجْتُهُ إِلَى ضَحْضَاحٍ [4]

''میں نے انہیں دوزخ کی گہرائیوں میں پایا تھا میری وجہ سے وہ اوپر آ گئے ہیں''

---

[1] بخاری: 1360، مسلم: 24

[2] القصص: 56، مسلم: 25

[3] بخاری: 3883

[4] مسلم: 209

Marfat.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب میرا باپ فوت ہوا تو میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: کہ آپ کا چچا فوت ہو چکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اسے دفن کرو۔ میں نے کہا: وہ مشرک مرا ہے۔ فرمایا: جاؤ اسے دفن کرو اور کوئی نئی صورت حال پیدا نہ کرنا سیدھا میرے پاس آنا، میں نے ایسا ہی کیا۔

ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَأَمَرَنِي أَنْ اغْتَسِلَ ❶

''میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے غسل کرنے کا حکم دیا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا زَالَتْ قُرَيْشٌ كَاعَّةً حَتّٰى تُوُفِّيَ أَبُوْ طَالِبٍ ❷

''مجھے اذیت دینے میں قریش رکے رہے حتی کہ ابو طالب فوت ہو گئے۔ پھر یہ کھل کر تکلیف دینے لگے۔''

واقعہ اسراء و معراج

سیدنا مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بَيْنَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ

''کہ میں نیند اور بیداری کی کیفیت میں بیت اللہ کے پاس تھا۔''

کہ دو آدمیوں کے درمیان ایک آدمی تھا جنہیں میں نے خواب میں دیکھا، ان میں سے ایک آدمی سونے

---

❶ **سندہ صحیح** : ابوداود طیالسی: 19، مسند احمد: 759، نسائی: 190۔

تحقیق الحدیث: ابواسحٰق کا نام عمرو بن عبداللہ ہمدانی ہے یہ عابد و شب زندہ دار اور کثرت سے عبادت گزار تھا یہ ثقہ تابعی ہے۔ اپنے شیخ سے سماع کی صراحت کی ہے اس کا شیخ ناجیہ بن کعب اسدی ثقہ تابعی ہے۔ (تقریب: 2/294) اور اس سے روایت شعبہ بن حجاج نے کی ہے جو امام اور ناقد اور ثبت ہے۔ [یاد رہے! ہمارے فاضل محقق نے کامل احتیاط اور تحقیق سے اس حدیث پر صحت کا حکم لگایا ہے جبکہ مسند احمد کے محققین اسکے ضعف کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

❷ **سندہ صحیح** : مستدرک حاکم: 2/279

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے کہ عباس بن محمد بن حاتم دوری، کنیت ابوالفضل ہے۔ نسبت بغدادی ہے ان کی اصل خوارزمی ہے، یہ ثقہ اور حافظ ہے۔ (تقریب التہذیب: 294) عقبہ بن خالد بن عقبہ سکونی، کنیت ابومسعود ہے، کوفی مجدّر ہے، صدوق ہے اور صاحبِ حدیث ہے۔ (تقریب التہذیب: 394) ان کے علاوہ تمام راوی ثقہ ہیں، ائمہ فن ہیں۔

Marfat.com

کا تھال لایا جو ایمان وحکمت سے لبریز تھا پھر اس نے میرے سینے سے لے کر پیٹ کے نرم حصے تک چیرا اور پیٹ کو آب زم زم سے دھویا اور ایمان وحکمت اندر بھر دیا۔ اس کے بعد

أُتِيتُ بِدَابَّةٍ أَبْيَضَ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ اَلْبُرَاقِ

''میرے پاس ایک سفید رنگ کا جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اسے براق کہا جاتا تھا۔''

اب میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ چل دیا حتی کہ ہم آسمان دنیا پر آئے کہا گیا: کون ہے؟ کہا: جبریل ہوں۔ کہا گیا: ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد ﷺ ہیں کہا گیا: آپ ﷺ رسالت سے سرفراز ہو چکے ہیں۔ کہا: ہاں! کہا گیا: مرحبا!

میں سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس آیا میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواباً کہا:

مَرْحَبًا بِكَ مِنْ ابْنٍ وَنَبِيٍّ

''میرے بیٹے اور نبی......! میں خوش آمدید کہتا ہوں''

پھر ہم دوسرے آسمان پر آئے تو وہی سوال وجواب ہوئے اور مبارکبادیں ہوئیں اور ہم عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا:

مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَّنَبِيٍّ

''بھائی اور نبی آپ کا آنا مبارک ہو۔''

اب ہم تیسرے آسمان کے پاس آئے وہی تعارفی سوال وجواب اور مبارکبادیں ہوئیں۔ یہاں میں یوسف علیہ السلام کے پاس آیا اور سلام کہا۔ انہوں نے جواب میں کہا: میرے بھائی اور نبی خوش آمدید ہو۔

اس کے بعد ہم چوتھے آسمان میں آئے وہی نام وپیام اور مبارکبادیں ہوئیں تو ہم ادریس علیہ السلام کے پاس آئے انہوں نے کہا: میرے بھائی اور نبی مبارک ہو۔ پھر ہم پانچویں آسمان پر آئے تو اسی نام وپیام، سلام وتعارف کے بعد دروازہ کھلا تو ہم سیدنا ہارون علیہ السلام سے ملے میں نے آپ کو سلام کیا۔ انہوں نے کہا: میرے بھائی اور نبی مبارک ہو۔

جب ہم چھٹے آسمان پر گئے اور نام وپیام اور سلام کے بعد ہماری موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ ان کی ملاقات سے فارغ ہو کر میں آگے گزرنے والا تھا تو یہ آبدیدہ ہو گئے ان سے پوچھا گیا: مَا أَبْكَاكَ؟ ''آبدیدہ

Marfat.com

ہونے کی وجہ کیا ہے؟'' انہوں نے کہا:

يَارَبِّ! هٰذَا الْغُلَامُ الَّذِیْ بَعْدِیْ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهٖ أَفْضَلَ مِمَّا یَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِیْ

''میں یہ دیکھ کر آبدیدہ ہوا ہوں کہ یہ جوان رعنا جو میرے بعد مبعوث کیا گیا ہے اس کی امت کے میری امت سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے اس رشک پر میری آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے''

اس کے بعد ہم ساتویں آسمان کی طرف گئے وہی تعارف ہوا جو ہر آسمان پر ہوتا رہا ہے تو دروازہ کھلا تو ابراہیم علیہ السلام تھے۔ میں نے سلام کہا: انہوں نے کہا: میرے بیٹے! اور نبی مبارک ہو۔

اس کے بعد فَرُفِعَ لِیَ الْبَیْتُ الْمَعْمُوْرُ ہمارے لیے بیت المعمور نمایاں ہوا۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا یہ بیت المعمور ہے۔

یُصَلِّیْ فِیْهِ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ إِذَا خَرَجُوْا لَمْ یَعُوْدُوْا إِلَیْهِ آخِرُ مَا عَلَیْهِمْ

''اس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں جب یہ باہر آتے ہیں تو دوبارہ ان کی باری نہیں آتی۔''

پھر سدرۃ المنتہیٰ میرے سامنے بلند کیا گیا۔ ان کے بیر ہجر شہر کے مٹکوں جیسے بڑے تھے۔ وَرَقُهَا كَأَنَّهُ آذَانُ الْفُيُوْلِ ان کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کی مانند تھے۔ اس کی جڑ میں سے چار نہریں جاری تھیں، دو باطنی اور دو ظاہری تھیں۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ نہریں کیا ہیں؟ انہوں نے فرمایا: یہ باطنی نہریں تو جنت میں ہیں اور ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَیَّ خَمْسُوْنَ صَلَاةً

''میرے اوپر پچاس نمازیں فرض کی گئیں''

یہ لے کر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پوچھا کیا بنا؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ انہوں نے کہا:

أَنَا أَعْلَمُ بِالنَّاسِ مِنْكَ

Marfat.com

''مجھے لوگوں کا آپ سے زیادہ تجربہ ہے۔''

عَالَجْتُ بَنِیْ إِسْرَآئِیْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ

''میں نے بنواسرائیل کا سخت اندازہ لگا رکھا ہے۔''

وَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلْهُ

''آپ کی امت کے بس میں نہیں ہے کہ وہ اتنی نمازیں ادا کرسکیں اپنے رب کی طرف لوٹو اور اس سے التجا کرو کہ کمی کرے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: میں لوٹا اور یہی مناسب تھا میں نے اللہ سے چالیس نمازوں کا کہا۔ پھر تیس کر دیں اس کے بعد بیس کر دیں اس طرح دس دس کی کمی ہوتی رہی۔ اب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر رب کے پاس جانے کا مشورہ دیا میں گیا تو اس نے پانچ کر دیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا کیا ہوا؟ میں نے کہا: پانچ کر دی ہیں۔ انہوں نے پھر رب کے پاس جانے کا مشورہ دیا لیکن میں نے کہہ دیا: میں نے اس خیر کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔ اتنی دیر میں یہ ندا آئی:

أَنِّیْ قَدْ أَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِیْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِیْ وَأَجْزِیْ الْحَسَنَةَ عَشْرًا

''کہ میں نے اپنا فریضہ نافذ کر دیا ہے اور میں نے اپنے بندوں پر تخفیف کر دی ہے اور میں ایک نیکی کا بدلہ دس گنا دیتا ہوں''

ہمام نے قتادہ سے انہوں نے حسن سے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے بیت المعمور کے متعلق وضاحت بیان کی ہے، یعنی اس بیت المعمور والی بات کی تائید ہوئی ہے۔ [1]

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَرَرْتُ عَلَى مُوْسٰى وَهُوَ يُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِهِ

''میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا وہ قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔''

عیسیٰ علیہ السلام والی حدیث میں آتا ہے: مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِیَ بِیْ ''جس رات میں معراج پر گیا اس وقت ان کے پاس سے گزرا تھا۔ [2]

---

[1] بخاری: 3207

[2] مسلم: 2375

Marfat.com

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

أُتِيتُ بِالْبُرَاقِ وَ هُوَ دَابَّةٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَ دُوْنَ الْبَغْلِ يَضَعُ حَافِرَهُ ثَمَّ مُنْتَهٰى طَرْفِهِ

''میرے پاس جانور لایا گیا جسے براق کہا جاتا ہے وہ خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا جہاں اس کی نگاہ کی انتہا ہوتی تھی وہاں اس کا قدم پڑتا تھا، میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس میں آیا اور میں نے براق کو اس حلقہ زنجیر میں باندھ دیا جہاں انبیائے کرام علیہم السلام اسے باندھا کرتے تھے۔''

ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ

''اس کے بعد میں مسجد میں داخل ہوا اور اس میں دو رکعت نماز ادا کی اور اس سے فراغت کے بعد باہر آیا۔''

تو جبریل علیہ السلام میرے پاس شراب کا ایک برتن اور ایک برتن دودھ لائے۔ میں نے دودھ والا برتن لیا، تو جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ نے فطرت کا انتخاب کیا ہے، پھر ہمیں آسمان کی جانب چڑھایا گیا۔ تو جبریل علیہ السلام نے اس کے دروازہ کو کھولنے کا مطالبہ کیا تو جواب آیا: مَنْ أَنتَ؟ تم کون ہو؟ کہا: میں جبریل ہوں! کہا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا: میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ کہا گیا آپ ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں؟ کہا: ہاں! مبعوث ہو چکے ہیں۔ دروازہ کھلا تو ہماری ملاقات آدم علیہ السلام سے ہوئی فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَالِيْ بِخَيْرٍ انہوں نے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔

اس کے بعد ہمیں دوسرے آسمان پر چڑھایا گیا۔ جبریل علیہ السلام نے اسے کھولنے کا مطالبہ کیا وہی سوال وجواب ہوا جو اس سے پہلے ہوا تھا۔ دروازہ کھلا تو میری ملاقات دو خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہما السلام سے ہوئی انہوں نے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔ پھر مجھے تیسرے آسمان پر پہنچایا گیا۔ حسب سابق جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا اور سوال جواب کے بعد دروازہ کھلا تو سیدنا یوسف علیہ السلام تھے۔

إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ

''یہ درست ہے کہ انہیں نصف حسن عنایت کیا گیا ہے۔''

انہوں نے مرحبا کہا اور دعائے خیر دی۔ اس کے بعد چوتھے آسمان کی طرف لے جایا گیا وہاں ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مرحبا کہا اور دعائے خیر کی۔ ان کے بارے میں اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

Marfat.com

وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ''اور ہم نے انہیں اعلیٰ جگہ پر بلند کیا ہے''

اس کے بعد پانچویں آسمان پر ہم آ گئے تو ہارون علیہ السلام ملے انہوں نے بھی مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔ پھر چھٹے آسمان پر گئے، دروازہ کھلوایا تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام تھے انہوں نے بھی مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔ پھر ساتویں آسمان پر گئے دروازہ کھولا گیا تو ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی

مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ

''آپ بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے جلوہ گر ہیں۔''

یہ بیت المعمور وہ مقام ہے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، پھر دوبارہ اس میں داخل ہونے کی ان کی باری نہیں آتی، پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی مانند ہیں اور ان کا پھل مٹکوں کی مانند ہے۔

فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِاللهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا أَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللهِ يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا

''جب اسے قدرت الٰہی کی بوقلمونیوں اور رنگینیوں نے ڈھانپا تو اس میں عجیب وغریب تغیرات رونما ہونے لگے کسی بشر کے بس میں نہیں کہ اس کا حسن جہاں آراء بیان کر سکے۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی کہ رات اور دن میں پچاس نمازیں فرض ہیں، میں یہ لے کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى أُمَّتِكَ آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: خَمْسِيْنَ صَلَاةً پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ کہا: واپس جائیں اور اپنے رب سے تخفیف کی التجا کیجیے، آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔

فَإِنِّيْ قَدْ بَلَوْتُ بَنِيْٓ إِسْرَآئِيْلَ وَخَبَّرْتُهُمْ

''کیونکہ میں نے بنو اسرائیل کو آزمایا ہے اور تجربہ کیا ہے اس لیے تخفیف کروالیں''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے رب کے پاس دوبارہ حاضر ہوا اور میں نے عرض کی:

يَارَبِّ! خَفِّفْ عَلٰى أُمَّتِيْ فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا

Marfat.com

''اے میرے رب میری امت پر تخفیف کر دو تو پانچ کم کر دی گئیں۔''

پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا میں نے کہا: پانچ کم کر دی گئیں ہیں، انہوں نے کہا: پھر واپس جائیں اور تخفیف کروائیں امت میں یہ طاقت نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَبَيْنَ مُوْسٰى عليه السلام

''میں موسیٰ علیہ السلام اور اپنے رب عزوجل کے درمیان آتا جاتا رہا۔''

تو کہا گیا:

يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ فَذَالِكَ خَمْسُوْنَ صَلَاةً

''اے محمد! یہ رات اور دن کی پانچ نمازیں ہیں اور ہر ایک نماز کی دس نمازیں ہیں اور یہ پچاس ہوئیں۔''

کیونکہ جس نے ایک نیکی کا ارادہ کیا اور اسے بروئے عمل نہ لایا ہو پھر بھی ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اگر کوئی اسے روبہ عمل لایا ہو تو دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جس نے برائی کا ارادہ کیا اور اسے کیا نہیں تو کچھ نہیں لکھا جاتا اور اگر اسے کیا تو ایک برائی لکھی جاتی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرْتُهُ

''میں نیچے موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ پانچ نمازیں اور اجر پچاس کا ملے گا۔''

انہوں نے اب کی بار پھر کہا اب بھی رب کے پاس جاؤ اور تخفیف کا مطالبہ کرو۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے کہا: قَدْ رَجَعْتُ إِلٰى رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ کہ میں اپنے رب کے پاس اتنی مرتبہ جا چکا ہوں کہ اب مجھے حیا آنے لگی ہے۔ [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اسراء کی رات میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ملا وہ ایک میانہ قد آدمی تھے اور سر مبارک بھی درمیانہ تھا ایسے لگتے تھے جیسا کہ شنوءہ قبیلہ سے ہیں۔ اور

[1] مسلم: 162

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: میں عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملا تھا وہ درمیانے قد و قامت والے تھے، رنگت سرخ تھی ایسے تروتازہ تھے جیسا کہ ابھی حمام سے نہا کر نکلے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا میں ان کا بیٹا ان سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہوں، یعنی ان کی شکل میرے مشابہ ہے۔

وَأُوْتِيتُ بِإِنَاءَيْنِ أَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالْآخَرُ فِيهِ خَمْرٌ

''میرے پاس دو برتن لائے گئے ان میں سے ایک میں دودھ تھا دوسرے میں شراب تھی۔''

مجھے کہا گیا ان میں سے آپ کی جو مرضی ہے وہ لے لو۔ میں نے دودھ پکڑا اور پی لیا، مجھے بتایا گیا:

هُدِيتَ الْفِطْرَةَ أَوْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ

''تجھے فطرت کی راہ سوجھی ہے یہ درست فیصلہ ہے جو دودھ پیا ہے۔''

اگر آپ شراب پکڑتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ [1]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب معراج کے لیے گئے تو آپ ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا گیا یہ چھٹے آسمان میں ہے۔ زمین سے جو اوپر چڑھتا ہے یہاں اس کی انتہا ہوتی ہے اور اسی سے وہ لیتا ہے اور اسی پر اوپر سے جو اترتا ہے اس کی انتہا ہوتی ہے اور اس نے جو لینا ہے اسی سے لیتا ہے اور آپ نے پڑھا:

اِذْ یَغْشَى السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰى ﴿۱۶﴾

''جب ڈھانپ لیا درخت کو جو ڈھانپ لیا۔'' (النجم)

یہ سونے کے پتنگے ہیں جنہوں نے ڈھانپ رکھا ہے۔ پھر رسول اکرم ﷺ کو تین چیزیں دی گئی تھیں۔ أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ آپ ﷺ کو پانچ نمازوں کا عطیہ ملا۔ وَأُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ اور آپ ﷺ کو سورۂ بقرہ کی آخری آیات بھی دی گئیں۔

وَغُفِرَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتِ [2]

---

[1] بخاری: 3437

[2] مسلم: 173

Marfat.com

''اوراس کے لیے مغفرت کا عطیہ ملا جو امت میں سے بغیر شرک مرے گا اسے بخش دیا جائے گا۔''

سیدنا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسراء کی رات میری ملاقات سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام، سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔

فَتَذَاكَرُوْا أَمْرَ السَّاعَةِ فَرَدُّوْا أَمْرَهُمْ إِلَى إِبْرَاهِيْمَ

''انہوں نے قیامت کے بارے میں مذاکرہ کیا اور اپنا معاملہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا۔''

تو انہوں نے کہا لَا عِلْمَ لِي بِهَا اس بارے میں مجھے کوئی علم نہیں۔ پھر انہوں نے یہ معاملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش کیا انہوں نے بھی کہا: مجھے علم نہیں، پھر انہوں نے اپنا معاملہ عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے فرمایا:

اَمَّا وَجْبَتُهَا فَلَا يَعْلَمُهَا اَحَدٌ اِلَّا اللهُ

''قیامت برپا ہونا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے''

ہاں دجال کے نمودار ہونے کا معاملہ میرے رب نے مجھے بتایا ہے وہ یوں ہے کہ میرے ہاتھ میں دو چھڑیاں ہونگی اور دجال مجھے دیکھ کر ایسے پگھل جائے گا جیسا کہ پانی میں چونا پگھلتا ہے فَيُهْلِكُهُ اللهُ ''اللہ اسے ہلاک کرے گا، حتیٰ کہ درخت اور پتھر بھی کہیں گے:

يَامُسْلِمُ اِنَّ تَحْتِيْ كَافِرًا فَتَعَالْ فَاقْتُلْهُ

''اے مسلمان! میرے نیچے کافر چھپا ہوا ہے آ اور اسے قتل کر دے۔''

اللہ تعالیٰ ان کافروں کو ہلاک کر دے گا، پھر لوگ اپنے شہروں اور وطنوں میں واپس آئیں گے جو ان کے خوف سے بھاگ گئے تھے۔

اس کے بعد یاجوج ماجوج ظاہر ہوں گے اور یہ ہر بلند جگہ سے نکل کر پھیل جائیں گے۔

وَيَطَؤُوْنَ بِلَادَهُمْ لَا يَاْتُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ اِلَّا اَهْلَكُوْهُ

''اور ہر چیز کو روند کر ان شہروں میں ہلاکت پھیلا دیں گے۔''

Marfat.com

پانی کے قریب سے گزریں گے اسے پی جائیں گے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے کہا، پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور اس کی شکایت کریں گے۔ فَادْعُوْا اللهَ عَلَيْهِمْ میں اس قوم کے لئے بددعا کروں گا تو اللہ انہیں ہلاک کردیں گے سب کو ماردیں گے اور زمین ان کی سڑانڈ سے بھر جائے گی،

فَيُنْزِلُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ الْمَطَرَ فَتَجْرِفُ اَجْسَادَهُمْ حَتّٰى يَقْذِفَهُمْ فِي الْبَحْرِ

''اللہ عزوجل بارش اتاریں گے جوان کے بدنوں کو بہا کرلے جائے گی اور انہیں سمندر میں پھینک دے گی۔''

ثُمَّ تُنْسَفُ الْجِبَالُ وَتُمَدُّ الْاَرْضُ مَدَّ الْاَدِيْمِ

''پھر پہاڑ اڑادیے جائیں گے اور زمین چمڑے کی مانند پھیلادی جائے گی۔''

یہ ہے جو میرے رب نے مجھے بتایا ہے باقی رہی قیامت تو وہ حاملہ کی مانند ہے جس کے حمل کی مدت پوری ہوچکی ہو کوئی علم نہیں کہ رات اور دن کی کسی بھی گھڑی میں وہ بچے کو جنم دے دے یہی حال قیامت کا ہے وہ پھر کسی وقت بھی برپا ہوسکتی ہے۔ [1]

❁ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جس رات نبی کریم ﷺ کو معراج کے لیے لے جایا گیا اور بیت المقدس پہنچایا گیا۔ رات کے حصہ میں ہی جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو لوگوں کو اپنے اس سفر کی آمدورفت بتائی اور بیت المقدس کی علامات بتائیں اور ان کے قافلے کا بھی بتایا تو بعض لوگوں نے کہا:

نَحْنُ نُصَدِّقُ مُحَمَّدًا بِمَا يَقُوْلُ

''ہم جو محمد ﷺ نے کہا ہے اس کی تصدیق کریں یہ نہیں ہوسکتا، یہ کافر اور مرتد ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کے ساتھ ان کی گردنیں بھی ماردیں۔ ابوجہل نے کہا:

---

[1] **سندہ قوی:** مسند احمد: 3556۔ ابن ماجہ: 4081، تفسیر طبری: 9/83، الدانی فی السنن الواردۃ فی الفتن: 5/987

تحقیق الحدیث: اس میں عوام بن حوشب بن یزید الشیبانی ہے۔ یہ ثقہ، فاضل اور ثبت ہے۔ بخاری اور مسلم کے راویوں میں سے ہے۔ (تقریب: 433) اور جبلہ بن سحیم ہے یہ ثقہ تابعی ہے (الجرح والتعدیل: 2/508) اس کا شیخ بھی ثقہ تابعی ہے۔ (ثقات العجلی: 443) حافظ ابن حجر نے عجلی کی توثیق نقل نہیں کی (تہذیب) مگر تقریب میں اس کا حکم بیان کیا ہے تاہم اس حدیث کے متن کے آخر میں جو ''نسف الجبال'' (پہاڑوں کے اڑنے کا ذکر ہے اس میں نکارت ہے۔ حاصل یہی ہے کہ اس کی سند قوی ہے۔ [یاد رہے! مسند احمد کے محققین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن مولف کی رائے صائب ہے]

Marfat.com

یُخَوِّفُنَا مُحَمَّدٌ بِشَجَرَةِ الزَّقُّوْمِ

''محمد ﷺ ہمیں زقوم کے درخت سے ہراساں کرتا ہے''

لاؤ کھجور اور مکھن اسے کھاؤ یہ زقوم ہے جس سے تمہیں خوفزدہ کیا جا رہا ہے۔ اور آپ نے فرمایا: میں نے دجال کو آنکھوں سے دیکھا ہے خواب میں ہی نہیں دیکھا اور موسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام کے اوصاف بیان کیے۔ نبی ﷺ سے دجال کے متعلق سوال ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: سفید رنگ کا ہے اس کی ایک آنکھ ستارے کی مانند ابھری ہوئی ہے اور اس کے سر کے بال درخت کی ٹہنیوں کی مانند ہیں اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا سفید رنگت والے جوان رعنا ہیں سر کے بال گھنے ہیں، نگاہ ونظر تیز ہے اور پیٹ بڑھا ہوا نہیں ہے، درمیانہ قد و قامت ہے اور میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ہے سانولا اور گندمی رنگ تھا بال بہت زیادہ تھے اور بڑے خوبصورت تھے اور جسم مضبوط تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا مجھے ان کی کسی اور سے مشابہت دینے کی ضرورت نہیں وہ میری مشابہت پر تھے۔ اور جبریل علیہ السلام نے کہا: مالک دوزخ کو سلام کہیے تو میں نے اسے سلام کہا۔ [مسند احمد: 1/374 سندہ جید] جب کا یہ واقعہ ہے اس وقت ابن عباس پیدا نہ ہوئے تھے۔ (1)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں حطیم میں تھا اور قریش میرے سفر معراج کے متعلق مجھ سے سوال کر رہے تھے انہوں نے بیت المقدس کے متعلق کچھ ایسی چیزیں پوچھیں جنہیں میں بتا نہ سکا۔ میں اتنا زیادہ کبھی زندگی میں پریشان نہیں ہوا جتنا میں اس دن ہوا۔

فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ مَا يَسْئَلُوْنَ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ بِهٖ

''تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے بلند کر دیا میں اسے دیکھ رہا ہوں وہ جو بھی پوچھتے ہیں میں اس کا جواب دے دیتا''

میں نے انبیائے کرام کی جماعت دیکھی، ان میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور ان کا

---

(1) ابو یعلیٰ: 5/108، نسائی کبریٰ: 6/377

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے کہ زہیر، حسن بن موسیٰ، ثابت ابو زید، ھلال۔ یہ سند حسن ہے، ھلال حسن الحدیث ہے اس کی وجہ سے یہ سند حسن ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ھلال بن جناب عبدی مولاھم، ابو العلاء بصری جو کہ مدائن میں اترا تھا صدوق ہے آخر میں حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔ (تقریب۔ 575)

Marfat.com

حلیہ یہ ہے کہ وہ درمیانے درجے کے آدمی ہیں، گھنے بال ہیں اور شنوءہ قبیلہ وقوم کے آدمی معلوم ہوتے تھے۔ اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھا وہ بھی کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں ان کی مشابہت عروہ بن مسعود ثقفی سے بہت زیادہ ہے۔

فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ نماز کا وقت ہوا تو میں نے انبیائے کرام علیہم السلام کی امامت کروائی، جب میں نماز سے فارغ ہوا تو ایک کہنے والے نے کہا:

يَا مُحَمَّدُ هٰذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَبَدَأَنِيْ بِالسَّلَامِ

''اے محمد! یہ خازن دوزخ ہے اسے سلام کہیے! آپ نے فرمایا: میں ابھی اس کی طرف مڑا ہی ہوں تو اس نے پہلے ہی مجھے سلام کہہ دیا۔'' [1]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جس رات اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کے لیے بلایا گیا، آپ جنت میں داخل ہوئے تو اس کی ایک جانب آپ نے ایک آہٹ سی محسوس کی۔ تو کہا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ مؤذن بلال کے پاؤں کی آہٹ ہے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج سے لوگوں کے پاس آئے تو کہا: بلال کامیاب ہوا، میں نے اس کی آہٹ جنت میں سنی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے موسیٰ علیہ السلام ملے اور مرحبا کہا۔ جو یوں تھا:

مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الْأُمِّيِّ

''میں اپنے اُمّی نبی کو مرحبا کہتا ہوں۔

موسیٰ علیہ السلام گندم گوں، دراز قد اور کھلے بالوں والے تھے جو کانوں تک تھے میں نے پوچھا: جبریل یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا: یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں تعارف کے بعد وہ چلے گئے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو جبریل نے بتایا یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں، انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور چل دیئے۔ پھر میری ملاقات ایک بارعب جلیل القدر شیخ سے ہوئی، انہوں نے مرحبا کہا اور سلام کہا۔ میں نے کہا: جبریل یہ کون ہیں؟ کہا: یہ آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے آگ میں دیکھا فَإِذَا قَوْمٌ يَأْكُلُوْنَ الْجِيَفَ تو ایک قوم مردار کھا رہی ہے میں نے کہا: جبریل یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں، یعنی غیبت کرتے ہیں۔

---

[1] مسلم: 172

Marfat.com

پھر میں نے ایک آدمی دیکھا جو سرخ رنگت والا اور نیلی آنکھوں والا تھا، گھنگھریالے بالوں والا تھا اور اس کے بال بکھرے ہوئے تھے، میں نے کہا: یہ کون ہے؟ کہا: یہ وہ ہے جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں۔ جب نبی ﷺ مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کی میں نے ادھر اُدھر مڑ کر دیکھا تو تمام انبیائے کرام علیہم السلام بھی نماز پڑھ رہے ہیں۔

فَلَمَّا انْصَرَفَ جِيْءَ بِقَدَحَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنِ الْيَمِيْنِ وَالْآخَرُ عَنِ الشِّمَالِ

''آپ نے فرمایا: جب میں واپس ہونے لگا تو میرے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک دائیں جانب اور ایک بائیں جانب تھا۔''

ان میں سے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شہد تھا۔ میں نے دودھ والا پیالہ لیا اور اس سے پیا، جس کے پاس پیالہ تھا۔ اس نے کہا: آپ نے فطرت کی راہِ صواب اختیار کی ہے۔ [1]

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب میرے رب نے مجھے معراج کرائی تو میں ایک قوم کے پاس سے گزرا انہوں نے ناخن بڑھائے ہوئے تھے جو پیتل کے تھے۔

يَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ

''جن کے ساتھ وہ اپنے چہرے اور سینے خراش رہے تھے۔''

میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریل نے کہا:

هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَيَقَعُوْنَ فِيْ أَعْرَاضِهِمْ

''یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے، یعنی غیبت کرتے اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے تھے۔'' [2]

---

[1] **سندہ جید:** مسند احمد: 2324

تحقیق الحدیث: عثمان عبسی ثقہ اور مشہور ہے۔ (التہذیب: 7/149) اور جریر بن عبدالحمید بن قرط ثقہ ہے۔ صحیح الکتاب ہے اور قابوس یہ حسن الحدیث ہے۔ ابن حبان نے اپنی عادت کے مطابق اس کی جرح میں مبالغہ کیا ہے لیکن یہ حسن الحدیث ہے بشرطیکہ اس کی مخالفت نہ ہو۔ ان کی جرح غیر مفسر ہے۔ اس کا والد تابعی ہے، ثقہ ہے اس کا نام حصین بن جندب الجنبی ہے۔

[2] **سندہ صحیح:** مسند احمد: 13340، ابوداؤد: 4878، طبرانی: 2/6

تحقیق الحدیث: اس سند میں صفوان بن عمرو بن ہرم سکسکی، ابو عمرو حمصی ہے جو ثقہ ہے۔ (تقریب التہذیب: 277) ایک راوی راشد بن سعد المقرئی حمصی ہے جو کہ ثقہ ہے اور کثیر الارسال ہے۔ (تقریب التہذیب: 204) لیکن یہاں اس کی متابعت ہوئی ہے۔ عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر حضرمی حمصی نے جو کہ ثقہ ہے اس کی متابعت کی ہے۔ (تقریب: 338)

Marfat.com

سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اسراء کی رات فرشتوں کی ایک مجلس سے گزرا۔

وَجِبْرِيْلُ كَالْحِلْسِ الْبَالِيْ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ [1]

''سب فرشتے اور جبریل خشیت الٰہی سے بوسیدہ چادر کی مانند تھے۔''

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسراء کی رات میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، وہ ایک گندمی رنگ کے دراز قد آدمی ہیں اور گھنے بالوں والے ہیں، وہ شنوءہ قوم سے لگتے تھے۔

اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا یہ میانہ قد اور میانہ جسم آدمی تھے اور رنگت سرخ و سفید تھی، کشادہ بالوں والے تھے۔ میں نے دوزخ کے خازن کو دیکھا اور دجّال کو دیکھا یہ ساری وہ نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دکھائی تھیں۔

فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ [2]

''اللہ کی ملاقات سے شک میں نہ پڑیں۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تَحْرُسُ الْمَلآئِكَةُ الْمَدِيْنَةَ مِنَ الدَّجَّالِ

''فرشتے دجال سے بچانے کے لیے مدینہ کی چوکیداری کریں گے۔'' [3]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس براق لایا گیا یہ اسراء کی رات کی بات ہے۔

---

[1] **سندہ صحیح:** معجم طبرانی: 5/64

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے ایوب وزان، عروہ بن مروان، عبید اللہ بن عمرو، موسیٰ بن ایمن عبدالکریم، عطاء، جابر اور یہ سند صحیح ہے۔ عبید اللہ بن عمرو بن ابو ولید رقی، ابو وھب اسدی، ثقہ اور فقیہ ہے۔ (تقریب: 373) اور عبدالکریم بن مالک جزری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا اور عطاء اور عکرمہ سے روایت کی ہے اور اس سے عبید اللہ بن عمرو نے روایت کی ہے۔ احمد کہتے ہیں: یہ ثقہ اور ثبت ہے یہ خصیف سے بھی اثبت ہے اور یہ صاحب سنت ہے۔ (تہذیب التہذیب: 6/333) علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن ابی عاصم والی حدیث کی سند کے راوی حسن ہیں اور ثقہ ہیں، سوائے عروہ بن مروان الرقی کے ابن ابی حاتم نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس پر نہ جرح کی نہ تعدیل کی ہے، تاہم اس کی متابعت ہوئی ہے۔ (فی ظلال الجنۃ)

[2] السجدہ۔

[3] بخاری: 3239

Marfat.com

مُسْرَجًا مُلْجَمًا لِيَرْكَبَهُ فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ

''یہ براق زین سے آراستہ تھا اور لگام والا تھا تا کہ آپ اس پر سوار ہوں''

اس نے شوخی کی تو جبریل علیہ السلام نے کہا: ایسی شوخی میں کیوں آتا ہے؟

فَوَاللّٰهِ ! مَارَكِبَكَ أَحَدٌ قَطُّ أَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُ

''واللہ! اس سے بہتر سوار اللہ کے نزدیک کوئی نہیں جو آج تجھ پر براجمان ہو رہا ہے، نہ ہی کوئی اتنا مکرم و معزز سوار کبھی بیٹھا ہے۔''

تو یہ سن کر براق پسینہ میں شرابور ہو گیا۔ [1]

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس براق لائی گئی یہ ایک سفید جانور تھا دراز قد تھا اپنی نگاہ کی انتہا تک اس کا قدم پڑتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جبریل علیہ السلام اس پر سوار ہوئے اور بیت المقدس میں آ گئے، ان کے لیے آسمان کے دروازے کھولے گئے اور انہوں نے جنت کو دیکھا اور دوزخ کا مشاہدہ کیا۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بیت المقدس میں نماز نہ پڑھی تھی۔

زر بن حبیش کہتے ہیں پڑھی تھی۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: او! اڑے ہوئے بالوں والے تیرا نام کیا ہے، مجھے تیرے چہرہ سے تو شناسائی ہے مگر تیرے نام کا پتہ نہیں......؟

انہوں نے بتایا: میں زر بن حبیش ہوں، تجھے کیسے پتہ ہے اور کہاں موجود ہے کہ آپ نے نماز پڑھی تھی......؟

میں نے کہا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

سُبْحَانَ الَّذِىْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ

---

[1] **سندہ صحیح:** مسند احمد: 12672، تفسیر صنعانی: 2/372، ترمذی: 3131، الشریعہ للآجری: 486، ابن حبان: 1/234، عبد بن حمید: 1/357، تفسیر طبری: 8/12

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے عبدالرزاق بن ہمام بن نافع حمیری، مولیٰ، کنیت ابوبکر صنعانی ثقہ اور حافظ ہے اور مشہور مصنف ہے آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور حافظہ متغیر ہو گیا، انہیں شیعہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ (تقریب: 354)

اور ایک معمر راشد ازدی ہے، مولیٰ ہے، ابوعروہ بصری کنیت ہے، یمن میں اترا تھا۔ ثقہ ثبت اور فاضل ہے لیکن ثابت اور اعمش اور ہشام بن عروہ سے جب روایت کرتا ہے تو کچھ کمی کرتا ہے اور جو اس نے بصرہ میں بیان کیا ہے اس میں بھی کمی ہے۔ (تقریب: 541) یہ سند بخاری کی شرط پر ہے، ص 2212، مسلم: 4/2159، اس کے شواہد ہیں جو بیان ہوتے رہیں گے۔

Marfat.com

پاک ہے وہ اللہ جو لے گیا اپنے بندے کو“ انہوں نے کہا: یہ کہاں پایا ہے کہ نماز پڑھی۔ اگر آپ نے نماز پڑھی ہوتی تو ہم بھی اس میں اسی طرح نماز پڑھتے جیسا کہ ہم مسجدِ حرام میں نماز پڑھتے ہیں۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا، آپ ﷺ نے اس حلقہ کے ساتھ جانور باندھا تھا جس کے ساتھ انبیائے کرام علیہم السلام باندھتے تھے۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ کو اندیشہ تھا کہ یہ بھاگ جائے گا یہ کیسے بھاگ سکتا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا تھا۔ (1)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس رات نبی کریم ﷺ کو معراج کرائی گئی تو آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ کو براق پر سوار کیا گیا آپ نے جانور باندھ دیا۔ تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت! وہ جانور کیسا تھا بیان کریں تو رسول اکرم ﷺ نے اس بارے میں بات کی تو کہنے لگے: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔“ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی وہ جانور دیکھا تھا۔ (2)

معراج سے واپسی اور قریش کی تکذیب

سیدنا جابر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا تھا تو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے بیت المقدس کو میرے سامنے نمودار کر دیا اور میں نے اس کی ایک ایک نشانی سے انہیں آگاہ کیا کیونکہ میں اسے سامنے دیکھ رہا تھا۔ (3)

---

(1) **اسنادہ حسن:** مسند احمد:23332، ابوداؤد طیالسی:91/2

تحقیق الحدیث: یہ سند حسن ہے عاصم بن بہدلہ کی سند سے ہے یہ حسن الحدیث ہے۔ عاصم کا پورا نام یہ ہے عاصم بن ابی النجود۔ یہ قراء کے ائمہ میں سے ہیں ثقہ ہیں عدل ہیں۔ لیکن ان کے حفظ میں تھوڑی سی کمی ہے۔ اس کا شیخ مخضرم تابعی ہے جو کہ ثقہ ہے یہ زر بن حبیش ہے جس نے حذیفہ سے بیان کیا ہے (التہذیب:5/38)

(یہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کا اپنا اجتہاد تھا ورنہ او پر صحیح احادیث میں جانور باندھنے اور بیت المقدس میں نماز کا ذکر آچکا ہے۔

(2) **سندہ صحیح:** ابویعلیٰ:7/162، بیہقی:2/361

تحقیق الحدیث: ابراہیم ثقہ ہے اور حافظ ہے۔ معتمر اور اس کا والد دونوں ثقہ ہیں۔ (التہذیب:10/227) تقریب میں بھی ہے۔

انتباہ: قبر میں نماز پڑھنے پر ہمارا ایمان ہونا چاہیے، کیونکہ یہ صحیح حدیث میں آتا ہے۔ اس کی کیفیت اللہ ہی جانتے ہیں۔ اسے دنیوی زندگی پر محمول نہ کیا جائے۔

(3) بخاری:3886، صحیح مسلم:170

Marfat.com

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میں مشاہدات کے بعد جب واپس آیا تو میں نے صبح مکہ والوں میں کی۔

فَظَعْتُ بِأَمْرِيْ وَعَرَفْتُ أَنَّ النَّاسَ مُكَذِّبِيَّ

''میں اس معاملہ میں سخت پریشان تھا اور مجھے خوب علم تھا کہ لوگ میری اس بات کی تردید کریں گے۔''

میں تنہائی میں غمزدہ سا ہو کر بیٹھ گیا۔ اتنی دیر میں اللہ کا دشمن ابوجہل وہاں سے گزرا اور میرے پاس بیٹھ گیا اور ازراہِ مزاح اور طنز کہنے لگا: ہاں جی! کوئی نئی چیز لائے ہو کہ نہیں؟

رسول اکرم ﷺ نے نہایت سنجیدگی سے فرمایا: نعم! ہاں لایا ہوں۔ اس نے کہا: وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے رات کے ایک حصہ میں معراج کرائی گئی ہے اس نے کہا: کس راستہ سے کرائی گئی؟ فرمایا: بیت المقدس تک، پھر معراج ہوئی۔

ابوجہل نے کہا: پھر آپ نے صبح ہمارے درمیان کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں!

تو ابوجہل نے سوچا اب میں آپ کی تردید نہیں کرتا اسے یہ ڈر تھا کہ اگر میں نے قوم کے سامنے آپ کی بات پیش کی تو وہ میری بات نہ مانے گی اس نے چاہا کہ خود آپ ﷺ سے ہی قوم سن لے، اس نے کہا:

أَرَأَيْتَ إِنْ دَعَوْتُ قَوْمَكَ تُحَدِّثُهُمْ مَا حَدَّثْتَنِيْ

''آپ کے سامنے میں آپ کی قوم کو بلاتا ہوں جو کچھ آپ نے مجھے بتایا ہے وہ اسے بتاؤ گے؟''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! بتادوں گا۔ ابوجہل نے چہک چہک کر آواز دی۔

هَيَا مَعْشَرَ بَنِيْ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ

''کعب بن لؤی کے گروہ ادھر آؤ''

یہ پکار سن کر مجالس تو آنے کے لیے ٹوٹ پڑیں اور سب آ کر نبی کریم ﷺ اور ابوجہل دونوں کے پاس بیٹھ گئے۔ ابوجہل نے آپ ﷺ سے کہا: اب اپنی قوم کو وہ کچھ بتاؤ جو آپ نے مجھے بتایا تھا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے رات معراج کرائی گئی ہے۔ انہوں نے کہا: کہاں تک؟ فرمایا: بیت المقدس تک لے جا کر پھر معراج ہوئی۔ انہوں نے کہا: اور پھر صبح آپ مکہ میں بھی آ گئے؟

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! بس یہ سن کر کوئی تو مزاح سے تالیاں بجاتا رہا اور کسی نے اسے جھوٹ خیال کر کے سر پکڑ لیا۔ اب نیا مطالبہ رکھ دیا کہنے لگے:

وَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَنْعَتَ لَنَا الْمَسْجِدَ

''کیا آپ مسجد اقصیٰ کے اوصاف بیان کر سکتے ہیں؟

کیونکہ وہاں ایسے لوگ موجود تھے جنہوں نے وہ ملک اور مسجد دیکھے ہوئے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں بیان کرنے لگا اور بتاتا گیا لیکن بعض باتوں میں مجھے التباس ہونے لگا:

فَجِيءَ بِالْمَسْجِدِ وَأَنَا أَنْظُرُ حَتَّى وُضِعَ دُونَ دَارِ عَقِيلٍ فَنَعَتُّهُ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ

''اب مسجد اقصیٰ میرے اتنی زیادہ قریب رکھ دی گئی کہ جتنا عقیل کا گھر ہے اس سے بھی زیادہ قریب کردی گئی اور میں دیکھ کر ان کے سامنے اس کے اوصاف بتانے لگا۔'' (1)

حالانکہ پہلے مجھے یہ یاد نہ تھے اب میں انہیں دیکھ دیکھ کر بتا رہا تھا تو قوم نے کہا: معراج پتا نہیں ہوئی ہے یا نہیں ہوئی، البتہ مسجد کے اوصاف تو آپ نے صحیح بتائے ہیں۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنوں کی ملاقات

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مکہ میں کہا:

مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَحْضُرَ اللَّيْلَةَ أَمْرَ الْجِنِّ فَلْيَفْعَلْ

''جو تم میں سے رات کو جنوں کے معاملے میں حاضر ہونا چاہتا ہے وہ ہو جائے''

مگر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے سوا کوئی حاضر نہ ہوا۔ میں اور رسول اکرم ﷺ مکہ کے بالائی حصے تک پہنچے تو آپ ﷺ نے اپنے پاؤں مبارک کے ساتھ ایک لکیر کھینچی اور مجھے حکم دیا کہ میں اس میں بیٹھ

---

(1) **سندہ صحیح:** مسند احمد: 2819، طبرانی کبیر: 12/167، طبرانی اوسط: 3/52، سنن کبریٰ نسائی: 6/377، ابن ابی شیبہ: 6/313

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے جو کہ صحیح ہے۔ یہ عوف سے بیان ہوئی ہے اور پھر زرارہ بن اوفی سے۔ پھر ابن عباس سے۔ عوف کا تعارف یہ ہے عوف بن ابو جمیلہ، یہ ثقہ ہے اسے عون الصدوق کہا جاتا تھا۔ (التہذیب: 16/ 8) اس کا شیخ زرارہ بن اوفی عامری الحرشی، ابو حاجب البصری ہے، یہ قاضی ہے، ثقہ اور عابد تھا، یہ تیسرے طبقے کا ہے، نماز میں اچانک فوت ہو گیا تھا۔ (تقریب: 215) [انا للہ وانا الیہ راجعون]

Marfat.com

جاؤں۔ اور آپ ﷺ چلے گئے اور کھڑے ہو کر قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ کو بہت ساری شکلوں نے ڈھانپ لیا جو میرے اور آپ ﷺ کے درمیان حائل تھیں یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کی آواز بھی نہ سن پا رہا تھا پھر وہ ہیولے آپ ﷺ سے دور ہٹ گئے اور بادلوں کی مانند آپ ﷺ کے گرد سے چھٹ گئے اور صرف ایک گروہ ان میں سے باقی رہ گیا۔ فجر کے قریب رسول اللہ ﷺ ان سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے گئے۔ پھر آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور کہا: اس جنوں کے گروہ نے کیا کیا ہے یعنی وہ کہاں ہیں......؟

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو یہ ہیں۔

تو رسول اکرم ﷺ نے ہڈی اور لید پکڑی اور جنوں کو زادراہ اور خوراک کے طور پر دی۔ پھر آپ ﷺ نے ہڈی اور لید کے ساتھ استنجا کرنے سے منع کر دیا۔ [1]

ہجرتِ مدینہ منوّرہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرٰى

''مجھے اس بستی جانے کا حکم دیا گیا ہے جو بستیوں کو اپنے اندر ضم کرتی ہے۔''

اسے یثرب کہتے ہیں وہ ''مدینہ'' ہے۔

تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ [2]

''یہ لوگوں کو ایسے صاف کرتی ہے جیسا کہ بھٹی ردی لوہے کو صاف کرتی ہے۔''

---

[1] **حسن:** تفسیر ابن جریر: 296/11، مستدرک: 547/2

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے یونس بن یزید ایلی۔ زہری، ابوعثمان بن شبہ۔ صحیح یہ ہے کہ یہ ابن سنہ ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ اس سند میں دو علتیں ہیں۔ (۱) یونس عن الزہری۔ یونس اگرچہ ثقہ ہے مگر ابن شہاب سے روایت میں معمولی وہم کرتا ہے۔ ابن سنہ تابعی کی توثیق نہیں ہوئی۔ لیکن اس سند کے دو طریق ہونے کی وجہ سے یہ حسن درجے تک ترقی کرتی ہے یہ دو سندیں وہی ہیں جو اوپر بیان ہوئی ہیں اور جریر عن قابوس، عن ابی ظبیان، عن ابیہ عن ابن مسعود یہ سند حسن لذاتہ ہے۔

[2] بخاری: 1871، مسلم: 1382

Marfat.com

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
اور عیاش بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی ہجرت

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب ہم نے ہجرتِ مدینہ کا ارادہ کیا تو میں نے اور عیاش بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اور ہشام بن عاص وائل سہمی نے آپس میں وعدہ کیا کہ سرف کے بالائی حصہ (تناصب) میں جو کہ اضاۃ بنو غفار کے نام سے مشہور ہے وہاں اکٹھے ہوں گے اور ہم نے آپس میں یہ طے کیا کہ جو صبح اس جگہ پر نہ پہنچ سکا تو یہ سمجھ لیں کہ وہ روک لیا گیا ہے۔ میں اور عیاش تو تناصب جگہ پر پہنچ گئے اور ہشام کو روک لیا گیا اور انہیں سخت ترین سزا دی گئی۔ جب ہم مدینہ میں آئے تو قباء میں بنو عمرو بن عوف قبیلہ میں اترے۔ تو ابو جہل بن ہشام اور حارث بن ہشام دونوں عیاش بن ربیعہ کو لینے آ گئے۔ یہ عیاش کے چچا زاد بھائی اور ماں کی طرف سے بھائی بھی تھے۔ یہ جب مدینہ میں آئے تو رسول اکرم ﷺ ابھی مکہ میں ہی تھے ان دونوں نے عیاش سے بات کی اور کہا:

إِنَّ أُمَّكَ قَدْ نَذَرَتْ أَنْ لَّا يَمَسَّ رَأْسَهَا مُشْطٌ حَتّٰى تَرَاكَ

''کہ عیاش! تیری امی نے یہ نذر مان رکھی ہے کہ جب تک تجھے نہ دیکھ لوں بالوں کو کنگھی نہ کروں گی۔''

وَلَا تَسْتَظِلَّ مِنْ شَمْسٍ حَتّٰى تَرَاكَ

''اور جب تک تجھے نہ دیکھ لوں گی دھوپ میں رہوں گی، سایہ میں نہ بیٹھوں گی۔''

یہ سن کر عیاش کے دل میں ماں کے لیے رقّت پیدا ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا: عیاش!

إِنَّهُ وَاللّٰهِ! إِنْ يُّرِيْدُكَ الْقَوْمُ إِلَّا لِيَفْتِنُوْكَ عَنْ دِيْنِكَ فَاحْذَرْهُمْ

''واللہ! تیری قوم تجھے تیرے دین کے بارے میں فتنہ میں ڈالیں گے ان سے بچئے''

فَوَاللّٰهِ! لَوْ قَدْ آذٰى أُمَّكَ الْقَمْلُ لَا مْتَشَطَتْ

''واللہ! عیاش! اگر آپ کی ماں کو جوئیں تنگ کریں گی تو وہ کنگھی کر لے گی۔''

Marfat.com

وَلَوْ قَدِ اشْتَدَّ عَلَيْهَا حَرُّ مَكَّةَ لَا سْتَظَلَّتْ

''اور اگر اسے مکہ کی گرمی بے قرار کرے گی تو وہ خود ہی سایہ میں بیٹھ جائے گی۔''

عیاش نے کہا: عمر! میں اپنی امی کی قسم پوری کرنا چاہتا ہوں اور وہاں میرا مال ہے میں وہ بھی لے آؤں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: عیاش! تجھے یہ بات خوب معلوم ہے کہ میں قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہوں، میں تجھے نصف مال دوں گا لیکن تو ان دونوں کے ساتھ نہ جا مگر اس نے میری بات نہ مانی ان کے ساتھ چل پڑا۔ اس کے باوجود میں نے کہا: عیاش! جو تو کرنے پہ آیا ہے وہی کر لے اگر تو نے ان کے ساتھ جانا ہی ہے۔

فَخُذْ نَاقَتِيْ هٰذِهِ فَإِنَّهَا نَاقَةٌ نَّجِيْبَةٌ ذَلُوْلٌ فَالْزَمْ ظَهْرَهَا

''میری یہ اونٹنی لے جاؤ یہ بہت عمدہ ہے اور تابع حکم ہے اس پر ہی سوار رہنا نیچے نہ اترنا''

اور اگر کہیں معاملہ مشکوک ہو جائے تو اس پر رہ کر بچاؤ کر لینا۔ تاہم عیاش ان کے ساتھ نکلا اور رستہ میں اس سے ابوجہل نے کہا:

يَابْنَ أَخِيْ وَاللهِ! لَقَدِ اسْتَغْلَظْتُ بَعِيْرِيْ هٰذَا أَفَلَا تُعْقِبُنِيْ عَلٰى نَاقَتِكَ

''اے بھتیجے! واللہ! میرا اونٹ تھک چکا ہے کیا تو مجھے اپنی اونٹنی پر پیچھے سوار کرے گا۔''

عیاش نے کہا: ضرور سوار ہو جائیں، عیاش نے اونٹنی بٹھائی، ان دونوں نے بھی بٹھائی کہ سواری بدل سکیں تو زمین پر برابر ہوتے ہی انہوں نے چڑھائی کر دی اور اسے مضبوط طور پر جکڑ دیا اور باندھ لیا اور اسی حالت میں اسے لے کر مکہ میں داخل ہوئے اور سخت ترین سزا دی۔

ہم یہ کہا کرتے تھے جو مسلمان فتنہ و آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اور آزمائش کی وجہ سے کفر کرتا ہے اللہ تعالیٰ نہ تو اس کا فرض قبول کریں گے نہ ہی نفل اور نہ ہی اس کی توبہ قبول کریں گے، یہ ہم ہی نہیں بلکہ آزمائش میں مبتلا مسلمان خود بھی یہی کہا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ میں تشریف لائے تو ہمارے اس خیال کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں اور غلط فہمی دور ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾

Marfat.com

''کہہ دو! اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر لی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخشتا ہے، بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

وَ اَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾

''اور اپنے رب کی طرف جھکو اور مطیع ہو جاؤ اس سے پہلے کہ عذاب آجائے پھر تم مدد نہ کیے جاؤ گے۔''

وَ اتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ [1]

''اور اتباع کر بہترین چیز کی جو تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس سے پہلے کہ اچانک عذاب آجائے اور تمہیں شعور نہ ہو۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ آیات اپنے ہاتھ سے لکھیں اور صحیفہ میں تحریر کیں اور ہشام بن عاص کے لیے بھیج دیں۔ ہشام بن عاص نے کہا: جب یہ آیات میں نے ذی طویٰ میں پڑھیں اور اس کی بلندی پر چڑھتا گیا اور درست پڑھتا تھا لیکن میں انہیں سمجھ نہ سکا حتی کہ میں نے اللہ سے دعا کی: اَللّٰهُمَّ فَهِّمْنِيْهَا ''اے میرے اللہ! مجھے ان کو سمجھنے کی توفیق دے۔ تو اللہ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہیں اور جو ہم اپنے بارے میں کہتے تھے اس کی اصلاح کی گئی ہے۔

ہشام کہتے ہیں میں اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور نبی ﷺ مدینہ میں تشریف لا چکے تھے میں مدینہ میں آپ سے مل گیا۔ [2]

---

[1] الزمر: 53-55

[2] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق: 2/321، سنن بیہقی: 9/13

تحقیق الحدیث: یہ سند سنہری لڑی ہے اس میں نافع ہے۔ ابو عبداللہ کنیت ہے۔ المدنی مولیٰ بن عمر، ثقہ تابعی ہے ثبت اور مشہور فقیہ ہے۔ (تقریب: 559)

Marfat.com

سیدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور اُن کے خاوند کی ہجرت کا بیان

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب میرے خاوند ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ ہجرت کا پختہ عزم کیا تو میرے لیے اونٹ پر کجاوہ باندھا اور مجھے اس پر سوار کیا اور ساتھ ہی میرے بیٹے سلمہ بن ابی سلمہ کو سوار کیا جسے میں نے اپنی گود میں بٹھایا اور یہ اونٹ لے کر نکل پڑے۔ جب انہیں بنو مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے آدمیوں نے دیکھا تو انہیں روکنے کے لیے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: تم خود جو چاہو کرو اور جہاں چاہو جاؤ یہ تمہارا معاملہ ہے ہم کچھ نہیں کر سکتے

أَرَءَيْتَ صَاحِبَتَكَ هٰذِهٖ عَلَامَ نَتْرُكُكَ تَسِيْرُبِهَا فِي الْبِلَادِ

"یہ ہماری بچی کا کیا قصور ہے کہ تم اسے شہر بہ شہر لیے پھرو گے؟"

انہوں نے اونٹ کی لگام کھینچ کر اپنے ہاتھ میں لے لی اور مجھے ابو سلمہ سے چھڑا لیا۔ اس وقت ابو سلمہ کا خاندان بھی غصہ میں آ گیا جو کہ بنو اسد تھے۔ انہوں نے کہا: واللہ! ہم اپنا بیٹا ام سلمہ کے پاس نہ رہنے دیں گے۔ چلو اگر تم نے اسے ابو سلمہ کے ساتھ نہیں جانے دیا تو ہم اپنا بچہ اس کے پاس نہیں رہنے دیں گے۔

فَتَجَاذَبُوْا بَنِيْ سَلِمَةَ بَيْنَهُمْ حَتّٰى خَلَعُوْا يَدَهُ

"بنو سلمہ نے آپس میں بچہ لینے کے لیے ایسی کشاکش کی کہ بچے کا بازو اتر گیا"

تاہم اسے بنو اسد لے گئے اور مجھے بنو مغیرہ نے اپنے پاس روک لیا اور میرے خاوند ابو سلمہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ ہجرت کر کے چلے گئے اب یہ لمحہ بڑا ہی دلگداز تھا، میرے اور میرے خاوند اور میرے بیٹے کے درمیان جدائی پڑ گئی۔

فَكُنْتُ أَخْرُجُ كُلَّ غَدَاةٍ فَأَجْلِسُ بِالْأَبْطَحِ فَمَا أَزَالُ أَبْكِي حَتّٰى أُمْسِيَ سَنَةً

"میں ہر صبح نکلتی اور جدائی کی جگہ ابطح پر صبح سے شام تک روتی رہتی تقریباً یہ سلسلہ ایک سال تک قائم رہا۔"

یہاں تک کہ بنو مغیرہ کا ایک آدمی جو کہ میرے چچا کا بیٹا تھا اسے میری حالت پر ترس آیا اور اس نے بنو مغیرہ سے کہا:

Marfat.com

أَلَا تُخْرِجُوْنَ هٰذِهِ الْمِسْكِيْنَةَ فَرَّقْتُمْ بَيْنَهَا وَبَيْنَ زَوْجِهَا وَبَيْنَ وَلَدِهَا

''تم اس مسکین عورت کو کیوں نہیں جانے دیتے، تم نے اس کا خاوند اور اس کا بیٹا اس سے جدا کر رکھا ہے۔''

تب انہوں نے مجھے کہا: اگر چاہتی ہو تو اپنے خاوند سے مل سکتی ہو اور بنو اسد نے مجھے میرا بیٹا دے دیا۔

فَارْتَحَلْتُ بَعِيْرِيْ ثُمَّ أَخَذْتُ ابْنِيْ فَوَضَعْتُهُ فِيْ حِجْرِيْ

''میں نے اپنے اونٹ پر کجاوہ باندھا اور اپنے بیٹے کو گود میں لیا۔''

اور میں مدینہ میں اپنے خاوند کے پاس جانے کے لیے نکل پڑی، اکیلی تھی میرے ساتھ کوئی نہیں تھا جو مجھے میرے خاوند تک پہنچائے۔ میں تنعیم جگہ تک پہنچی تو میں عثمان بن طلحہ بن ابوطلحہ جو بنو عبدالدار میں سے تھے ان سے ملی، انہوں نے کہا: اے بنت ابوامیہ کہاں جا رہی ہو؟

میں نے کہا: میں مدینہ منورہ میں اپنے خاوند کے پاس جانا چاہتی ہوں، انہوں نے کہا: کوئی ساتھ ہے؟ میں نے کہا: وَاللّٰهِ ! إِلَّا اللّٰهُ ''واللہ! صرف ایک اللہ ہے'' اور میرا یہ گود والا بچہ ہے، انہوں نے کہا: اس طرح تنہا جانا تو درست نہیں، میں اکیلی نہ جانے دوں گا، انہوں نے میرے اونٹ کی لگام پکڑ لی اور میرے ساتھ چل دیئے۔

فَوَاللّٰهِ ! مَا صَحِبْتُ رَجُلًا مِّنَ الْعَرَبِ قَطُّ أَرَى أَنَّهُ كَانَ أَكْرَمَ مِنْهُ كَانَ إِذَا بَلَغَ الْمَنْزِلَ أَنَاخَ بِيْ

''واللہ! آج تک میں نے عرب میں ایسا آدمی نہیں دیکھا جس کے ساتھ چلنے کا موقع ملا ہو جتنا یہ معزز آدمی عثمان تھا جب منزل آتی اونٹ بٹھا دیتے اور پیچھے ہٹ جاتے۔''

جب میں اونٹ سے اترتی اور علیحدہ ہو جاتی، پھر اس کا کجاوہ اتارتے اور اونٹ کا گھٹنا باندھ کر درخت کے ساتھ رسی ڈال دیتے اور خود علیحدہ ہو کر مجھ سے دور کسی درخت کے نیچے لیٹ جاتے، جب چلنے کا وقت ہوتا تو میرے اونٹ کے پاس آتے اس پر کجاوہ باندھتے پھر دور کھڑے ہو جاتے اور کہتے: سوار ہو جاؤ! جب میں سوار ہو کر سیدھی بیٹھ جاتی تو اونٹ کی لگام تھامتے اور اسے چلانا شروع کر دیتے حتی کہ انہوں نے مجھے مدینہ منورہ پہنچا دیا۔

جب انہوں نے دیکھا کہ قبا میں بنو عمرو بن عوف کا محلہ نظر آنے لگا ہے تو عثمان نے کہا: آپ کا خاوند اس محلہ میں ہے کیونکہ ابوسلمہ ہجرت کے بعد اسی محلہ میں اترے تھے، لہٰذا ام سلمہ! آپ کو اللہ برکت دے اب اپنے خاوند کے

Marfat.com

پاس چلی جاؤ! پھر واپس مکہ لوٹ آئے۔

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا یہ کہا کرتی تھیں:

وَاللّٰهِ! مَا أَعْلَمُ أَهْلَ بَيْتٍ فِي الْإِسْلَامِ أَصَابَهُمْ مَا أَصَابَ آلَ أَبِي سَلَمَةَ

''واللہ! میرے علم میں کوئی ایسا خاندان نہیں، اسلام میں اتنا زیادہ ابتلاو آزمائش سے گزرا ہو جتنا کہ ابوسلمہ کے خاندان کو گزرنا پڑا۔''

اور میری آنکھ نے عثمان بن طلحہ سے بڑھ کر اچھا انسان نہیں دیکھا۔ (1)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کا بیان

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قریش جمع ہوئے اور انہوں نے آپس میں وعدہ کیا کہ دار الندوہ میں آئیں اور اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں مشورہ کریں۔ اپنے وعدہ کے مطابق مقرر کردہ دن میں وہ وہاں اکٹھے ہوئے اور اس دن کا نام انہوں نے ''زحمت'' رکھا تھا، یعنی اکٹھ کا دن۔ جب یہ آئے تو دروازے پر ابلیس کھڑا تھا جو کہ جلیل القدر شیخ کے روپ میں آیا تھا جب یہ قریش آئے تو اس کو دروازے پر کھڑے دیکھا تو پوچھا: شیخ آپ کا تعارف کیا ہے؟ اس نے کہا: میں نجد کا شیخ ہوں۔ میں نے سنا تھا کہ تم ایک خاص معاملہ کے لیے جمع ہو رہے ہو تو میں بھی حاضر ہوا ہوں تا کہ تمہاری گفتگو سن سکوں اور میں کوئی اچھی رائے دے سکوں اور کوئی نصیحت کی بات کر سکوں۔ یہ سن کر قریش نے کہا: بہت اچھا، آپ بھی آجائیں تو یہ ابلیس بھی ان کے ساتھ دار الندوہ میں داخل ہو گیا۔ یہاں قریش کے ہر قبیلہ کا سردار موجود تھا۔ بنو عبد شمس، شیبہ اور عتبہ جو ربیعہ کے بیٹے تھے۔ ابوسفیان بن حرب، بنو نوفل بن عبد مناف، طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم، حارث بن عامر بن نوفل اور بنو عبد الدار بن قصی، نضر بن حارث بنوکلدہ

---

(1) **سندہ قوی:** سیرۃ ابن اسحٰق: 315/2

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے ابن اسحاق نے صراحت کی ہے کہ والد سے اس نے سماع حدیث کیا ہے، اس کا والد اسحاق بن یسار المدنی محمد کا والد جو کہ صاحب مغازی ہے، یہ ثقہ ہے۔ (تقریب: 103) سلمہ، تابعی ہے، ابن حبان نے اسے ثقہ کہا ہے، مزید توثیق کی ضرورت ہے میں نے اس لیے اس سے بیان کیا ہے کہ یہ تابعی ہے اور ثقہ راویوں کی تعداد نے ان سے بیان کیا ہے خصوصا ثقہ وثبت عمرو بن دینار نے اس سے بیان کیا ہے اور عطا بن ابی رباح نے بھی بیان کیا ہے یہ بھی ثقہ، فقیہ اور فاضل ہیں اور ابن اسحٰق کا والد بھی ثقہ تابعی ہے۔ (التہذیب: 148/4) یہ اپنی جدہ (نانی) سے حدیث بیان کرتا ہے۔

Marfat.com

اور بنو اسد بن عبدالعزیٰ، ابوالبختری بن ہشام اور زمعہ بن اسود بن عبدالمطلب، حکیم بن حزام اور بنو مخزوم سے ابوجہل بن ہشام اور بنو سہم سے نبیہ اور منبہ جو کہ حجاج کے بیٹے تھے اور بنو جمح سے امیہ بن خلف شامل تھے ان کے علاوہ اور بھی بے شمار قریش کے سر برآوردہ لوگ تھے۔

اب اپنی اپنی تجاویز دینے لگے اور اپنے اندیشہ ہائے دور دراز کا ذکر کرنے لگے۔ ایک نے کہا: تم جانتے ہو کہ اس محمد (ﷺ) کا معاملہ بہت سنگین صورت اختیار کر گیا ہے جو کہ ہم سب کو نظر آ رہا ہے۔

وَإِنَّا وَاللهِ ! مَا نَأْمَنُهُ عَلَى الْوُثُوْبِ عَلَيْنَا بِمَنْ قَد اتَّبَعَهُ مِنْ غَيْرِنَا فَاجْمِعُوْا فِيْهِ رَأْيًا

''اب تو ہمیں یہ خطرہ ہے کہ یہ اپنے ساتھ ملنے والوں کو لے کر ہم پر حملہ آور بھی ہو سکتا ہے اس لیے اس بارے میں اجتماعی مشورہ کرو۔''

ان میں سے ایک نے کہا: اسے قید تنہائی میں ڈال کر دروازہ بند کر دو اور پھر اس کے انجام کا انتظار کرو جس طرح اس سے پہلے شعراء زہیر اور نابغہ اندر ہی وفات پا گئے تھے اسی طرح اس کی موت کا انتظار کرو۔ نجدی شیخ نے کہا: نہیں! واللہ! یہ کوئی اچھی رائے نہیں، اگر تم اسے قید میں بند کر دو گے تو اس کا یہ نبوت کا معاملہ اس بند دروازے سے بھی باہر نکل کر اس کے ساتھیوں تک پہنچ جائے گا، پھر وہ تم پر حملہ آور ہو کر اسے تمہارے ہاتھوں سے چھین لیں گے اور ان کی کثرت تعداد تم پر غالب آ جائے گی، لہٰذا یہ رائے کوئی مؤثر نہیں کوئی اور سوچو!

ایک نے کہا: ہم اسے شہر بدر کر دیتے ہیں۔ جب یہ یہاں سے چلا جائے گا ہمیں کچھ پروا نہیں ہو گی یہ کہاں جاتا ہے جب یہ ہمیں نظر نہ آئے گا تو ہم اس سے فارغ ہوں گے اور ہم اپنے سارے معاملات درست کر لیں گے اور اس سے بے فکر ہو کر ہم اپنی شیرازہ بندی کر لیں گے۔

اس کے جواب میں شیخ نجدی نے کہا: یہ رائے بھی کوئی وزنی نہیں، وجہ یہ ہے کہ

أَلَمْ تَرَوْا حُسْنَ حَدِيثِهِ وَحَلَاوَةَ مَنْطِقِهِ وَغَلْبَتِهِ عَلَى قُلُوْبِ الرِّجَالِ بِمَا يَأْتِيْ بِهِ

''تم جانتے ہو کہ اسے بات کا خوبصورت ڈھنگ آتا ہے اور اس کی گفتگو میں شیرینی ہے اور جو وہ لے کر آیا ہے وہ دلوں کو اپنی مٹھی میں لے لیتا ہے۔''

Marfat.com

اگر تم ایسا کرو گے تو مجھے اندیشہ ہے کہ یہ عرب کے جس قبیلہ میں بھی جائے گا، تو ان پر چھا جائے گا یہ اپنی باتوں کا ایسا جادو چلائے گا کہ وہ اس کے پیچھے چل پڑیں گے اور یہ انہیں لے کر تمہارے اوپر چڑھائی کرے گا اور تمہیں روند ڈالے گا اور معاملہ تمہارے ہاتھ سے چھین کر اپنے قابو میں کر لے گا اور جو مرضی ہوگی کر گزرے گا، لہٰذا رائے تبدیل کرو۔ ابو جہل نے کہا:

وَاللهِ! إِنَّ لِیْ فِیْهِ لَرَأْیًا مَا أَرَاكُمْ وَقَعْتُمْ عَلَیْهِ بَعْدُ

''واللہ! اس بارے میں، میں ایک رائے دیتا ہوں مجھے امید ہے اس کے بعد تمہیں کسی رائے کی ضرورت نہ ہوگی۔''

انہوں نے کہا: ابو الحکم وہ کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ سے ایک نوجوان کا انتخاب کیا جائے، جو مضبوط اور صاحب نسب ہو اور ہمارے اندر بہتر شمار ہوتا ہو اور پھر ہر نوجوان کو تیز دھار تلوار دی جائے اور نوجوان یکبارگی اس پر حملہ آور ہوں اور اسے قتل کر دیں اور اس طرح ہم اس الجھن سے آرام پا سکتے ہیں۔

ایسا کرنے سے ایک یہ فائدہ ہوگا اس کا خون متعدد قبائل میں بٹ جائے گا بنو عبد مناف سب سے لڑنے کی ہمت نہ پائیں گے اور دیت لینے پر رضامند ہوں گے۔ ہم دیت ادا کر دیں گے۔

نجدی شیخ نے کہا: یہ رائے مردانہ رائے ہے، یہ آخری رائے ہے اس کے بعد کسی اور رائے کی ضرورت نہیں۔ یہ رائے بالاتفاق منظور ہوئی اور اسے پختہ طے کرنے کے بعد یہ لوگ بکھر گئے اور جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور کہا: آج رات آپ بستر پر نہ گزاریں جس پر آپ رات گزارتے ہیں۔ جب رات کی سیاہی پھیل گئی تو آپ کے دشمن آپ کے دروازے کے قریب جمع ہو گئے اور آپ کی نگرانی شروع کر دی، ان کا ارادہ تھا جب آپ سو جائیں گے تو یہ آپ پر کود پڑیں گے جب آپ نے اس صورت حال کو بھانپا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا:

نَمْ عَلٰی فِرَاشِیْ وَاتَّشِحْ بِبُرْدِیْ الْحَضْرَمِیِّ الْاَخْضَرِ

''میرے بستر پر سو جاؤ اور میری سبز حضرمی چادر اوڑھ لو۔''

علی! سو جاؤ آپ تک کوئی بھی پریشان کن بات نہ پہنچ پائے گی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی سوتے تھے

Marfat.com

اسی چادر میں سوتے تھے۔ [1]

عبدالرحمن بن عویم بن ساعدہ بیان کرتے ہیں کہ میری قوم کے کچھ آدمیوں نے جو کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے انہوں نے نبی ﷺ کے سفرِ ہجرت کی بات بتائی کہ رسول اکرم ﷺ روانہ ہوئے تو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تین دن مکہ میں رہے حتی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جو امانتیں تھیں وہ انہوں نے ادا کیں، ان سے فارغ ہو کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ مدینہ میں آپ ﷺ سے ملے۔ [2]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے بارے میں بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ مکہ میں میرے پیچھے رہو، میرے پاس جو لوگوں کی امانتیں ہیں وہ ادا کر کے آنا۔ [3]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے چادر بالکل اسی طرح لپیٹی جس طرح رسول اللہ ﷺ لپیٹتے تھے اور چادر لپیٹ کر آپ ﷺ کی جگہ پر سو گئے۔

مشرک انھیں رسول اکرم ﷺ خیال کرتے رہے اور نگرانی کرتے رہے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور علی رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہی تصور کیا کہ یہ نبی ﷺ ہیں۔ آواز دی۔ اے اللہ کے نبی! تو

---

[1] **حسن عداذکرابلیس:** سیرۃ ابن اسحٰق، تاریخ طبری: 1/566

تحقیق الحدیث: یہ حدیث اپنی سندوں کی وجہ سے حسن ہے۔ ایک سند یہ ہے کلبی نے ابو صالح سے اور اس نے ابن عباس سے بیان کیا ہے۔ یہ سند تو اتنی تسلی بخش نہیں کیونکہ اس میں کلبی ہے یہ بے کار ہے۔ ایک دوسری سند ہے حسن بن عمارہ، حکم بن عتیبہ، مقسم، ابن عباس، اس میں حسن متروک ہے۔

ایک تیسری سند یہ ہے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں، عبداللہ بن ابی نجیح، مجاہد بن جبیر، ابن عباس، مجاہد تابعی اور امام ہے، اس کی ثقاہت معروف ہے۔ عبداللہ بن ابی نجیح بھی ثقہ ہے۔ تاہم کبھی تدلیس کر جاتا ہے۔ اس حدیث کے شواہد ہیں جن کی بنا پر یہ قوی ہو جاتی ہے۔ اسے عبدالرزاق نے صحیح سند کے ساتھ معمر سے بیان کیا ہے اور معمر نے قتادہ سے بیان کیا ہے یہ مرسل ہے تاہم یہ شاہد ہے (5/389) ایک اور شاہد ہے جو واقدی کے ذریعہ ہے اس کی سندیں علی، عائشہ اور سراقہ رضی اللہ عنہم سے بیان کی گئی ہیں تاہم واقدی متروک ہے ان شواہد کی بنا پر یہ روایت حسن ہے۔

[2] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق، سنن کبریٰ بیہقی: 6/289

تحقیق الحدیث: اس سند میں ابن اسحٰق کا شیخ ثقہ ہے (تقریب: 471) اور عروہ مشہور امام ہے اور عروہ کا شیخ بھی ثقہ ہے۔ اس سے سعد نے طبقات میں روایت بیان کی ہے (5/78) اور عبدالرحمن بن عویم بن ساعدہ بن عائش بن قیس بن نعمان بن زید بن امیہ جو ہے اس کی والدہ کا نام معلوم نہیں ہو سکا، یہ عبدالرحمن، نبی ﷺ کے عہد مبارک میں پیدا ہوا تھا اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہ مدینہ منورہ میں عبدالملک بن مروان کے دور میں فوت ہوا تھا ثقہ تھا لیکن قلیل الحدیث ہے۔

[3] **حسن وسندہ فیہ ضعف:** سیرۃ ابن اسحٰق، سنن کبریٰ بیہقی: 289/6

تحقیق الحدیث: ابن اسحٰق کے درمیان واسطہ کی وجہ سے اس میں ضعف ہے اور عروہ تابعی ثقہ ہے تاہم ابن اسحٰق کا اس روایت کو ثقہ قرار دینا کافی نہیں۔ سند میں جہالت زدہ راوی کا نام بیہقی میں موجود ہے۔ لیکن اس حدیث کا شاہد ہے جو اسے درجہ حسن تک بلند کرتا ہے جو کہ اس سے پہلے والی حدیث ہے جس کی وجہ سے یہ حسن درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

إِنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ انْطَلَقَ نَحْوَ بِئْرِ مَيْمُوْنٍ فَادْرِكْهُ

"نبی ﷺ میمون کنوئیں کی جانب گئے ہیں آپ ان سے مل جائیں۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے مل گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ غار تک پہنچے اور اِدھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اسی طرح پتھر پیچھے ہٹاتے رہے جس طرح رسول اکرم ﷺ ہٹاتے تھے اور کروٹ لیتے رہے اور سر کپڑے سے لپیٹ رکھا تھا اسے باہر نہ نکالتے تھے صبح تک یہی کیا تاکہ مشرک سمجھیں کہ یہ نبی ﷺ ہیں۔

صبح ہوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سر سے پردہ ہٹایا تو مشرکوں نے بڑی ملامت کی کہ ہم تو محمد (ﷺ) سمجھتے رہے ہیں اور اب تو علی نکل آیا ہے، ہم تیرے شبہ میں اس کی نگرانی کرتے رہے ہیں، ہم نے سوچا وہ کروٹیں لے رہا ہے اور یہ کروٹیں تو لے رہا تھا، تو نے ہمیں اُلّو بنائے رکھا ہے۔ (1)

✡ ابن ابوملیکہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے ہجرت کی اور مکہ سے روانہ ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ ﷺ نے غارِ ثور والا راستہ اختیار کیا

فَجَعَلَ أَبُوْبَكْرٍ يَمْشِيْ خَلْفَهُ وَيَمْشِيْ أَمَامَهُ

"سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کبھی تو آپ ﷺ کے پیچھے چلتے اور کبھی آپ ﷺ کے آگے چلنا شروع کر دیتے۔"

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَالَكَ "ابوبکر کیا ہے؟ کہنے لگے:

اے اللہ کے رسول!

أَخَافُ أَنْ تُؤْتَى مِنْ خَلْفِكَ فَأَتَأَخَّرَ وَ أَخَافُ أَنْ تُؤْتَى مِنْ إِمَامِكَ فَأَتَقَدَّمَ

---

(1) **سندہ قوی:** مسند احمد:3061

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے ابومالک کثیر بن یحییٰ، ابوعوانہ، ابوبلج، عمرو بن میمون، ابن عباس۔ (حاکم:5/3، طبرانی کبیر:97/12) اس سند میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ ابوبلج منفرد مخالفت نہ کرے۔ میں نے اس کی احادیث کی جستجو کی ہے اس پر تشیع کا ٹھپہ ہے اور اس کے بعض الفاظ منکر ہیں۔ یحییٰ بن معین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ محمد بن سعد، نسائی اور دارقطنی نے بھی ثقہ کہا ہے۔ ابوحاتم نے صالح الحدیث کہا ہے۔ محمد بن سعد نے یزید بن ہارون سے بیان کیا ہے کہ ابوبلج ہمارا ہمسایہ تھا میں نے اسے دیکھا ہے یہ کبوتروں سے بڑا مانوس تھا انہیں پالتا تھا اور ذکرِ الٰہی کثرت سے کیا کرتا تھا۔ لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اس میں تنقید ہے۔ فیہ نظر۔ بخاری رحمہ اللہ کی اصطلاح میں یہ سخت ترین اصطلاحی تنقید ہے۔ (تہذیب الکمال:162/33) اور ابوعوانہ کا نام۔ وضاح بن عبداللہ یشکری ہے یہ ثقہ اور ثبت ہے۔ (تقریب:331/2) اس کے شیخ کا نام یحییٰ بن سلیم ہے اور اس کی حدیث حسن ہے بشرطیکہ اس کی مخالفت نہ ہو اور عمرو بن میمون۔ ابوعبداللہ اودی یہ مخضرم ہے، مشہور ہے، ثقہ وعابد ہے۔ (تقریب:80/2)

[ہمارے فاضل محقق مؤلف نے مکمل تحقیق کے بعد اس حدیث کی سند کو قوی قرار دیا ہے، جب کہ مسند احمد کے محققین نے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے]

Marfat.com

''کہ جب مجھے یہ خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ آپ پر حملہ آور ہونے کے لیے کوئی پیچھے نہ آ جائے تو میں پھر آپ کے پیچھے ہو جاتا ہوں اور جب مجھے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ دشمن سامنے سے نہ آ جائے تو تب میں آپ کے آگے چل دیتا ہوں۔''

اسی طرح جب رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار تک پہنچے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

يَارَسُوْلَ اللهِ! كَمَا أَنْتَ حَتّٰى أَقُمَّهُ

''اے اللہ کے رسول! ٹھہریے تاکہ میں غار صاف کردوں تب آپ اندر تشریف لائیے'' (1)

اب صفائی کے دوران جب اندر گئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غار میں ایک سوراخ دیکھا تو وہاں قدم رکھ دیا اور کہا:

اے اللہ کے رسول! یہ میں نے اس لیے رکھا ہے کہ اگر کوئی زہریلی چیز ڈسے تو وہ ڈنگ مجھے لگے آپ محفوظ رہیں۔

محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں کچھ لوگوں نے تذکرہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر برتری دی۔ یہ بات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تک بھی پہنچ گئی انہوں نے کہا:

واللہ! لَلَيْلَةٌ مِّنْ أَبِيْ بَكْرٍ خَيْرٌ مِّنْ آلِ عُمَرَ

''اللہ کی قسم! ابوبکر کی زندگی کی ایک رات عمر کی آل سے بہتر ہے۔''

وہ رات یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب غار کی طرف روانہ ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے کبھی یہ آپ ﷺ کے آگے چلتے اور کبھی یہ آپ ﷺ کے پیچھے چلتے ہیں ان کا یہ اندازِ رفتار آپ ﷺ بھانپ گئے اور فرمایا:

يَا أَبَابَكْرٍ مَالَكَ تَمْشِيْ سَاعَةً بَيْنَ يَدَيَّ وَسَاعَةً خَلْفِيْ

''اے ابوبکر! کیا بات ہے کبھی میرے آگے چلتے ہو اور کبھی میرے پیچھے چلتے ہو؟''

عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں اپنے طلب کرنے والوں کے خیال سے ایسا کرتا ہوں کہ پیچھے سے ان

---

(1) **حسن:** احمد فی فضائل الصحابہ: 1/62

تحقیق الحدیث: ورجالہ ثقات، اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن یہ حدیث مرسل ہے۔ (سیرۃ ابن کثیر میں بغوی نے یہ روایت کی ہے: 2/237) ابن ہشام۔ اس سند میں ضعف ہے، حالانکہ اس کے تمام راوی ائمہ فن ہیں۔ نافع کے متعلق لکھا ہے ثقہ وثبت ہے اور ابن ابوملیکہ ثقہ تابعی ہے یہ (30) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملا تھا اس کا نام عبداللہ بن عبیداللہ بن عبداللہ بن ابی ملیکہ ہے تو یہ نص جو بیان ہوئی ہے یہ مرسل ہے تابعی تک ہے۔ لیکن درج ذیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث اس کی تائید کرتی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند آتی ہے اور ایک سند حسن بصری سے بھی آتی ہے جسے ابن ہشام نے بیان کیا ہے تو یہ حدیث حسن درجہ کی ہوئی۔ (تقریب: 2/296، دلائل بیہقی: 2/477)

Marfat.com

کے آنے کا خیال آتا ہے تو میں آپ کے پیچھے چلنے لگتا ہوں جب میں یہ خیال کرتا ہوں کوئی آگے گھات لگائے نہ بیٹھا ہو تو میں آپ کے آگے ہو لیتا ہوں۔

يَا أَبَا بَكْرٍ لَوْ كَانَ شَيْءٌ أَحْبَبْتَ أَنْ يَكُوْنَ بِكَ دُوْنِيْ

ابوبکر! میں سمجھ گیا کہ تمہارا مطلب یہ ہے کہ تمہاری آرزو یہ ہے کہ اگر کچھ ہو تو پہلے تمہیں ہو اور اللہ کے نبی محفوظ رہیں۔ عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! یہی بات ہے۔ میری تمنا یہی ہے کہ جو بھی آفت آئے میرے سر ہو آپ تک نہ پہنچ سکے۔ جب یہ دونوں غار میں پہنچے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابھی اسی جگہ ٹھہریئے میں غار میں آپ کے لیے صفائی کر دوں یہ اندر گئے اور غار کو خوب صاف کیا جب اس کی بالائی جگہ صاف کر لی تو انہیں یاد نہ رہا کہ غار کی کمرہ نما جگہ تو میں نے صاف ہی نہیں کی، پھر کہا:

اے اللہ کے رسول......! ابھی ٹھہریئے میں وہ کمرہ نما جگہ بھی صاف کر دوں وہ مجھے یاد ہی نہیں رہی۔ یہ اندر گئے اور اسے صاف کیا، پھر عرض کی: اے اللہ کے رسول! اب نیچے تشریف لایئے تو آپ ﷺ غار میں اترے۔

دوبارہ دہرا کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اس ذات کی قسم میری جان جس کے ہاتھ میں ہے! یہ شب ہجرت جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہے یہ اکیلی ہی آل عمر سے بہتر ہے۔ [1]

✧ سیدہ اسما بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ ہجرت کے لیے روانہ ہوئے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہی تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ جاتے ہوئے اپنا سارا مال بھی ساتھ لے گئے تھے جو پانچ یا چھ ہزار درہم تھے۔ فرماتی ہیں: آپ کے جانے کے بعد ہمارے دادا ابوقحافہ تشریف لائے، ان کی نظر نہ تھی۔ کہنے لگے:

إِنِّيْ أَرَاهُ قَدْ فَجَعَكُمْ بِمَالِهِ مَعَ نَفْسِهِ

"میرا خیال ہے ایک تو وہ تمہیں یہاں سے چلے جانے سے دلفگار کر گئے ہیں، دوسرا تمہیں مال سے محروم کر گئے ہیں"

یہ سن کر میں نے کہا:

---

[1] **درجته:** مستدرک: 3/7، پہلی سند اسے تقویت دیتی ہے

تحقیق الحدیث: اگر انقطاع نہ ہوتا تو یہ صحیح تھی۔ (بیہقی: 2/476) سند یہ ہے موسیٰ بن حسن بن عباد، عفان بن مسلم۔ السری بن یحییٰ، محمد بن سیرین، یہ سب ثقات ہیں لیکن امام محمد بن سیرین تابعی نے عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا یہ انقطاع ہے تاہم یہ حدیث ماقبل والی اور دیگر احادیث کی وجہ سے حسن ہے۔

Marfat.com

كَلَّا يَا أَبَتِ إِنَّهُ قَدْ تَرَكَ لَنَا خَيْرًا كَثِيْرًا

''نہیں بابا جان! ابو ہمارے لیے بے شمار مال چھوڑ گئے ہیں۔''

میں نے پتھر لیے انہیں گھر کے ایک طاقچہ میں رکھا یہ وہی جگہ تھی جہاں ابا جان مال رکھا کرتے تھے اور پتھروں پر میں نے کپڑا ڈال دیا اور دادا جان سے کہا:

ادھر ہاتھ رکھیں...... ابا جان مال یہاں ہی چھوڑ گئے ہیں انہوں نے ہاتھ رکھا اور کہا:

لَا بَأْسَ إِنْ كَانَ قَدْ تَرَكَ لَكُمْ هٰذَا فَقَدْ أَحْسَنَ

''یہ مال چھوڑ گئے ہیں تو پھر کوئی پریشانی نہیں، انہوں نے بہت اچھا کیا۔''

چلو اس سے تمہارا کام چلتا رہے گا، حالانکہ ابا جان مال نہ چھوڑ گئے تھے میں نے بزرگوں کی تسکینِ قلب کے لیے کہہ دیا تھا کہ مال یہاں ہی ہے۔ [1]

سیدنا جندب بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ غار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ انکے ہاتھ پر پتھر لگا جس سے انگلی زخمی ہوئی تو کہا:

إِنْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ

''تو ایک انگلی ہے جو خون آلود ہوئی ہے یہ جو بھی تجھ سے ہوا ہے یہ اللہ کی راہ میں ہوا۔'' [2]

---

[1] **سندہ صحیح:** سیرت ابن ہشام: 15/3۔ امام احمد: 26957، طبرانی کبیر: 88/24، حاکم: 6/3

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے کہ ابن اسحٰق، اس نے اپنے شیخ سے سماع کی صراحت کی ہے اس کا شیخ یحییٰ بن عباد ہے یہ ثقہ ہے (تقریب: 2/350، التہذیب: 11/234، اس کا والد عباد، اپنے باپ کے زمانہ میں مکہ کا قاضی تھا اور جب وہ حج کرتا تو یہ اس کا خلیفہ ہوتا تھا۔ یہ ثقہ تابعی ہے۔ (تقریب: 1/392، التہذیب: 5/98)

[2] **سندہ صحیح:** بیہقی فی الدلائل: 2/481

تحقیق الحدیث: تخریج درج ذیل ہے۔ اسود بن قیس عبدی، ایک قول ہے: یہ عجلی کوفی ہے ابو قیس کنیت ہے ثقہ ہے (تقریب: 111) اس کا شاگرد اسرائیل بن یونس بن ابی اسحٰق سبیعی ہمدانی ہے، ابو یوسف کنیت ہے، کوفی ہے ثقہ ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے اس میں بغیر حجت تنقید کی گئی ہے۔ (تقریب: 104) شاذان کا نام اسود بن عامر شامی ہے جو بغداد میں رہائش پذیر ہوا ہے اس کی کنیت ابو عبدالرحمن ہے اور شاذان اس کا لقب ہے اور یہ ثقہ ہے (تقریب: 111) عباس بن محمد بن حاتم، ابو الفضل، بغدادی اور اصل کے لحاظ سے خوارزمی ہے ثقہ اور حافظ ہے (تقریب: 294) بقیہ ائمہ سب ثقات ہیں۔

(ایک اشکال) یہ ہے کہ اس کے علاوہ اسود سے جتنی بھی سندیں بیان ہوئی ہیں ان میں یہ شعر نہیں آیا۔

دوسرا یہ کہ بخاری: 2802 میں اور 6146 میں اور مسلم نے: 1796 میں بیان کیا ہے کہ یہ شعر آپ ﷺ نے جنگ میں کہا تھا۔

(اس کا حل) یہ ہے کہ اس میں تعارض نہیں یہ متعدد دفعہ پڑھا گیا ہے غار کے موقع پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پڑھا اور جنگ میں نبی کریم ﷺ نے بھی پڑھا اور ابو عوانہ ثقہ و ثبت ہے اور سفیان امام زمانہ ہے یہ دونوں اسرائیل راوی سے بہت زیادہ مضبوط ہیں۔

Marfat.com

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ

''اور جب تیرے ساتھ مکر کیا ان لوگوں نے تا کہ تجھے بیڑیاں پہنائیں۔''

قریش نے مکہ میں مشورہ کیا تو ایک نے کہا صبح اسے بیڑیوں میں جکڑ دو۔ دوسرے نے کہا: اسے قتل کر دو، تیسرے نے کہا: اسے ملک بدر کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مطلع کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے بستر پر رات گزاری۔ اور نبی کریم ﷺ گھر سے روانہ ہوئے حتی کہ غار میں پہنچے اور مشرک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی چوکیداری کرتے رہے اور وہ سمجھتے یہ تھے کہ نبی ﷺ ہیں صبح ہوئی تو وہ کود پڑے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ تو علی رضی اللہ عنہ ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سازش ناکام بنادی۔ تو وہ کہنے لگے: تمہارا یہ صاحب کہاں چلا گیا؟ انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا۔ اس کے بعد وہ آپ کے نشاناتِ قدم پر چلے تو جبل ثور تک پہنچ گئے تو معاملہ گڈمڈ ہو گیا وہ پہاڑ پر چڑھے اور غار کے قریب بھی پہنچ گئے مگر انہوں نے دیکھا کہ مکڑی نے جالا تنا ہوا ہے کہنے لگے: اگر کوئی یہاں داخل ہوا ہوتا تو مکڑی اس کے دروازے پر جالا نہ بُنتی۔

تو نبی ﷺ اس غار میں تین دن رہے تھے۔ (1)

امام حسن رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے تو بعد میں مکڑی نے غار کے دہانے پر جالا بُن دیا۔ قریش آپ ﷺ کی طلب میں اِدھر غار کی جانب آ نکلے جب انہوں نے غار کے منہ پر جالا بنا ہوا دیکھا تو کہا اس میں کوئی نہیں آیا۔

وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا يُصَلِّيْ وَاَبُوْبَكْرٍ يَرْتَقِبُ

''جب کہ اس میں کھڑے ہو کر نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کی ہر طرف سے نگرانی کر رہے تھے۔''

---

(1) **درجتہ حسن:** امام احمد:3251،طبرانی کبیر:11/407،عبدالرزاق:5/348

تحقیق الحدیث: اس کی سند میں ضعف ہے۔ابن کثیر نے سند حسن قرار دی ہے۔یہ درست نہیں،اس میں عثمان جزری ہے اس کی حدیث شواہد کی بنا پر حسن ہے۔اب شاہد کی ضرورت ہے اس کا شاہد حسن بصری سے آیا ہے تو یوں حسن درجہ پر ہے۔(سیرت ابن کثیر:2/239)

[جو مذکور ہے کہ غار کے داہنی طرف کبوتریوں نے انڈے دیئے تھے یہ صحیح سند سے نہیں مل سکا۔بعض روایات میں جالا بننے کا ثبوت ہے وہ بھی درجہ صحت تک نہیں پہنچتی ادارہ ہمارے فاضل مولف کی تحقیق کے مطابق مندرجہ بالا روایت حسن درجے سے کم نہیں ہے لیکن اس حدیث کو مسند احمد کے محققین نے ضعیف قرار ہے]

Marfat.com

فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ هٰؤُلَاءِ قَوْمُكَ يَطْلُبُوْنَكَ

''میرے ماں باپ فدا ہوں یہ آپ کی قوم آپ کی تلاش میں سر پر آن پہنچی ہے۔''

واللہ! مجھے اپنی جان کی فکر نہیں مجھے جو خوف ہے وہ یہ ہے کہ کہیں آپ کو تکلیف نہ دیں تو نبی کریم ﷺ نے نہایت اطمینان سے کہا:

لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

''غمزدہ نہ ہوں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' (1)

غار کے بعد کے حالات اور ابو معبد سے ملاقات

قیس بن نعمان سکونی بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ سفر ہجرت پر تھے تو آپ ﷺ کے ساتھ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ دونوں قریش سے چھپتے ہوئے جا رہے تھے۔ ایک چرواہے کے پاس سے گزرے تو اس سے رسول اکرم ﷺ نے پوچھا: کیا کوئی ایسی بکری ہے جو سانڈ سے جفتی زدہ ہو؟ اس نے کہا: نہیں! ایک ہی بکری ہے وہ بھی کمزور ہونے کی وجہ سے ریوڑ سے پیچھے رہ چکی ہے۔ فرمایا: اسے ہی لے آؤ! وہ اسے لے آیا۔ آپ ﷺ نے اس پر ہاتھ مبارک پھیرا اور برکت کی دعا کی تو دودھ اُتر آیا، آپ نے دودھ دھویا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پلایا پھر دھویا اور چرواہے کو پلایا، پھر دھویا اور خود نوش فرمایا۔

اس چرواہے نے کہا:

وَاللّٰهِ! مَا رَأَيْتُ مِثْلَكَ

''واللہ! میری آنکھ نے آپ جیسا آج تک دیکھا ہی نہیں!''

بتاؤ تم کون ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک شرط پر بتاتا ہوں اگر تم راز رکھو تو بتاتا ہوں اس نے کہا: ہاں! آپ کا اسم گرامی صیغہ راز میں رکھوں گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

أَنَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ

---

(1) **درجتہ حسن وسندہ مرسل:** مسند ابی بکر للمروزی: 140۔ لیکن پہلی حدیث اس کی شاہد ہے لہٰذا یہ حسن ہے۔

Marfat.com

''میں محمد اللہ کا رسول ہوں۔''

کہنے لگا: تو تم وہی ہو جنہیں قریش نے صابی مشہور کر رکھا ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ تو یہی کہتے ہیں، مگر میں اللہ کا رسول ہوں یہ سن کر چرواہا پکار اٹھا:

فَإِنِّیْ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ وَإِنَّهُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى مَا فَعَلْتَ إِلَّا رَسُوْلٌ

''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے پیغمبر ہیں اور جو آپ نے یہ دودھ دھونے کا معجزہ سرانجام دیا یہ صرف پیغمبر ہی کر سکتا ہے۔''

اس کے بعد اس نے کہا: میں آپ کے ساتھ جا سکتا ہوں؟ تو اس سے نبی کریم ﷺ نے کہا: ابھی تمھارا ہمارے ساتھ جانا مناسب نہیں، جب تم یہ سنو کہ ہمیں اللہ نے غلبہ دیا ہے تو پھر آنا۔ یہ نبی کریم ﷺ کے پاس مدینہ میں اس وقت آیا جب آپ کو مدینہ میں طاقت ملی۔ [1]

✿ قیس بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نہایت ہی رازدارانہ طریقہ سے سفر ہجرت پر روانہ ہوئے۔ راستے میں یہ ابومعبد سے ملے، وہاں اترے تو ان سے کہا: کوئی دودھ والی بکری ہے کہ ہم دودھ پی لیں، انہوں نے کہا: واللہ! ہمارے پاس ایک بھی بکری نہیں جو دودھ دینے والی ہو۔ ہماری ساری بکریاں حاملہ ہیں دودھ دینے والی کوئی نہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک بکری دیکھی تو پوچھا: وہ بکری کیسی ہے؟ انہوں نے کہا: یہ تو لاغر سی ہے اس لیے یہاں کھڑی ہے۔ وہ آپ ﷺ کے پاس لائی گئی۔

فَدَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرْكَةِ عَلَيْهَا

''رسول اکرم ﷺ نے اس پر دعائے برکت کی۔''

اور اسے دھونا شروع کر دیا۔ ایک برتن بھرا اور ابومعبد کو پلایا پھر آپ نے اور آپ کے رفیق سفر نے پیا۔ یہ دیکھ کر ابومعبد نے کہا:

أَنْتَ الَّذِیْ يَزْعَمُ قُرَيْشٌ أَنَّكَ صَابِئٌ

---

[1] **سندہ صحیح:** طبرانی کبیر: 18/343، بیہقی: 2/497، حاکم: 3/9، بزار، کشف الاستار: 3/301

تحقیق الحدیث: عبداللہ بن ایاد بن لقیط۔ ایاد، قیس بن لقمان سے بیان کرتا ہے۔ یہ سند صحیح ہے اور سند میں راوی عبید صدوق ہے۔ (تقریب: 1/53) اس کا والد بھی ثقہ تابعی ہے۔ (تقریب: 1/86)

Marfat.com

’’تم وہی ہو قریش جن کے خلاف یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تم صابی ہو؟‘‘

آپ ﷺ نے فرمایا: وہی یہ فضول تکرار کیے جارہے ہیں میں تو اللہ کا نبی ہوں۔ ابو معبد نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حق لے کر آئے ہیں اور کہنے لگے: مجھے آپ کے ساتھ جانے کی اجازت ہے؟

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! جب آپ کو یہ اطلاع ملے کہ ہم نے غلبہ پالیا ہے تب ہمارے پاس آنا۔ (1)

امّ معبد سے ملاقات

حبیش بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ مکہ سے ہجرت کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے مدینہ کی طرف جانا تھا۔ آپ تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے اور ساتھ ہی ان کے ماہر رہنما جو لیث قبیلہ سے تھے جن کا نام عبداللہ بن اریقط تھا وہ تھے۔

آپ ﷺ کا رفقاء سمیت ام معبد خزاعیہ کے خیمہ سے گزر ہوا۔ یہ ام معبد

كَانَتْ بَرِزَةً جَلْدَةً تَحْتَبِيْ بِفَنَاءِ الْقُبَّةِ ثُمَّ تَسْقِيْ وَ تُطْعِمُ

’’ایک بھاری وجود کی مضبوط بدن خاتون تھی یہ خیمہ کے صحن میں بیٹھ جاتی اور مسافروں کو پانی پلاتی اور کھانا کھلاتی۔‘‘

آپ کے قافلہ نے اس سے پوچھا کہ گوشت یا کھجور ہے ہم خریدنا چاہتے ہیں مگر انہوں نے اس کے پاس کوئی چیز نہ پائی۔ وہ لوگ قحط زدہ تھے اور فاقہ مست تھے۔

فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شَاةٍ فِي كِسْرِ الْخَيْمَةِ

---

(1) کشف الاستار: 301/2

تحقیق الحدیث: یہ حدیث اور اس سے پہلے والی بھی۔ عبیداللہ بن ایاد بن لقیط کی روایت سے بیان ہوئی ہے یہ قیس بن لقمان سے بیان کرتا ہے تو یہ دونوں ایک ہی روایت ہوئیں لیکن پہلی میں جو بیہقی: 497/2 میں ہے جسے ابن کثیر نے سیرت: 264/2 میں بیان کیا ہے اس میں خطا ہے۔ عبیداللہ بن ایاد، ایاد قیس، ان راویوں والی سند درست ہے۔ قیس صحابی ہیں رضی اللہ عنہ اور عبیداللہ تابعی نہیں اور اس نے قیس سے سنا نہیں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے اس کے شیوخ کے ضمن میں شمار نہیں کیا اس کے باپ کو اس کے شیوخ میں شمار کیا ہے اور یہ بزار والی حدیث بہت اچھا شاہد ہے جس سے اس حدیث کی سند درجۂ صحت تک پہنچ گئی ہے۔ (تہذیب: 7/4) خطا بعد میں ہوئی ہے اس سے بعض الفاظ میں اختلاف پیدا ہوا ہے تاہم اس اختلاف کا اثر اس تقویت والے شاہد پر نہیں ہوتا وہ صحیح ہے۔

Marfat.com

''رسول اکرم ﷺ کی نظر ایک بکری پر پڑی جو خیمہ کے ایک کونے میں کھڑی تھی۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ام معبد یہ بکری کیسی ہے؟ اس نے کہا: یہ بکری اس لیے یہاں نظر آ رہی ہے کہ یہ دوسری بکریوں کے ساتھ جانے سے بے بس تھی، چل نہ سکتی تھی۔ فرمایا: کیا اس میں دودھ ہے؟

ام معبد نے کہا: یہ بے چاری دودھ کیا دے یہ بہت لاغر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا آپ اجازت دیتی ہیں کہ ہم اس سے دودھ نکال لیں وہ نہایت ہی شفقت بھرے لہجے میں کہنے لگی: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ ہاں! اگر آپ کو اس میں دودھ نظر آتا ہے تو اسے دھولو، اجازت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے وہ بکری قریب منگوائی اور اس کے تھنوں پر دستِ مبارک لگایا اور بسم اللہ پڑھی اور اس بکری کے لیے دعا کی تو بکری نے ٹانگوں کو کھول دیا اور دودھ اتار لائی اور جگالی کرنے لگی۔

رسول اکرم ﷺ نے ایک برتن منگوایا جو قافلہ کی جماعت کے لیے کافی ہو۔ آپ ﷺ نے اس میں دودھ دھویا، دودھ خوب بہہ رہا تھا یہاں تک کہ اس کے اوپر خوبصورت جھاگ بلند ہونے لگی۔

جب آپ نے دودھ دھولیا تو ام معبد کو پلایا انہوں نے سیر ہو کر پیا اور پھر اپنے ہمراہیوں کو پلایا انہوں نے بھی سیر ہو کر پیا اور آخر میں نبی کریم ﷺ نے نوش فرمایا اور سب نے برتن بھر لیے اور ام معبد کو دوبارہ دودھ دھو کر برتن میں ڈال دیا اس نے اپنے پاس رکھ لیا اب آپ ﷺ سے ام معبد نے بیعت کی اس کے بعد آپ ﷺ اور رفقا وہاں سے سفر پر روانہ ہو گئے۔ ان کی روانگی کے کچھ دیر بعد ام معبد کا خاوند ابو معبد تشریف لایا وہ ان لاغر بکریوں کو ہانک کر لایا تھا۔ چاشت کا وقت تھا بکریاں لاغری سے لڑکھڑا رہی تھیں اور ان کی ہڈیوں میں مخ بھی معمولی سی رہ گئی تھی۔ وہ اس پریشانی میں گھر پہنچا تو گھر میں دودھ کے بھرے برتن دیکھ کر حیران ہوا اور کہا:

مِنْ أَيْنَ لَكِ هذا اللَّبَنُ يَا أُمَّ مَعْبَدٍ

''اے ام معبد! یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟''

جب کہ گھر والی بکری جو نڈھال تھی اور گھر میں کوئی دوسری بکری بھی نہ تھی جو دودھ دینے والی ہو۔ ام معبد نے کہا:

إِنَّهُ مَرَّبِنَا رَجُلٌ مُّبَارَكٌ مِّنْ حَالِهِ كَذَا وَكَذَا

''بات یہ ہے کہ ہمارے پاس سے ایک مبارک آدمی گزرا ہے وہ بہت ہی عمدہ اوصاف سے متصف تھا۔''

Marfat.com

ابومعبد نے کہا: اے ام معبد! اس کے اوصافِ حمیدہ بیان تو کرو، اس کا حلیہ کیا تھا؟

آپ ﷺ کا حلیہ مبارک امّ معبد نے اپنی زبان سے یوں بیان کیا کہ آپ ﷺ کا ہر خدوخال آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ کہتی ہیں:

رَأَیْتُ رَجُلًا ظَاهِرَ الْوَضَاةِ أَبْلَجَ الْوَجْهِ

''میں نے ایسا آدمی دیکھا ہے جس کا چمکتا رنگ تھا اور چہرہ تابناک تھا۔''

حَسَنَ الْخَلْقِ وَلَمْ تَعِبْهُ ثُجْلَةٌ وَلَمْ تَزْرِ بِهِ صَعْلَةٌ

''اس کی ساخت خوبصورت تھی، اس میں نہ تو توندے پن کا عیب تھا نہ گنجے پن کی خامی تھی۔''

وَسِیْمٌ فِیْ عَیْنَیْهِ دَعَجٌ وَفِیْ أَشْفَارِهِ وَطْفٌ وَفِیْ صَوْتِهِ صَهَلٌ

''جمال جہاں آراء تھا اور آنکھیں سرگیں تھیں اور پلکیں لمبی تھیں اور اس کی آواز میں مردانہ بھاری پن تھا۔''

وَفِیْ عُنُقِهِ سَطْحٌ وَفِیْ لِحْیَتِهِ كَثَاثَةٌ ، أَزَجُّ أَقْرَنُ

''اور اس کی گردن میں دیدہ زیب درازی تھی اور اس کی داڑھی گھنی تھی، اس کے باریک اور باہم پیوستہ ابرو تھے۔''

إِنْ صَمَتَ فَعَلَیْهِ الْوَقَارُ وَإِنْ تَكَلَّمَ سَمَاهُ وَعَلَاهُ الْبَهَاءُ

''اگر وہ خاموش ہوتا تھا تو اس پر وقار چھا جاتا تھا اور اگر وہ بات کرتا تھا تو خوشنما اور پرکشش تھا۔''

أَجْمَلُ النَّاسِ وَأَبْهَاهُ مِنْ بَعِیْدٍ وَأَحْلَاهُ وَأَحْسَنُهُ مِنْ قَرِیْبٍ

''دور سے دیکھیں تو سب سے زیادہ تابناک اور پرجمال تھا اور اگر قریب سے دیکھیں تو شیریں ترین اور حسین ترین تھا۔''

حُلُوُّ الْمَنْطِقِ فَصْلٌ وَلَا هَذْرٌ وَلَا تَزْرٌ كَأَنَّ مَنْطِقَهُ خَرَزَاتٌ

''گفتگو میں چاشنی تھی، بات دوٹوک اور واضح تھی نہ تو اتنی مختصر تھی کہ سمجھ نہ آئے اور نہ ہی فضول تھی اور انداز ایسا تھا کہ جیسے لڑی سے موتی جھڑ رہے ہیں۔''

رَبْعٌ لَا تَنْسَاهُ عَیْنٌ مِنْ طُوْلٍ وَلَا تَقْتَحِمُهُ

''درمیانہ قد تھا چھوٹا نہ تھا کہ نگاہ میں نہ جچے، نہ لمبا کہ ناگوار لگے۔''

غُصْنٌ بَیْنَ غُصْنَیْنِ فَهُوَ أَنْضَرُ الثَّلَاثَةِ مَنْظَرًا وَأَحْسَنُهُمْ قَدْرًا

Marfat.com

''دوشاخوں میں ایسی شاخ کی طرح تھا جو سب سے زیادہ خوش منظر اور تازہ ہے اور قدر و منزلت میں اعلیٰ ہے۔''

لَهُ رُفَقَاءُ يَحُفُّوْنَ بِهِ إِنْ قَالَ أَنْصَتُوْا لِقَوْلِهِ وَإِنْ أَمَرَ تَبَادَرُوْا إِلَى أَمْرِهِ

''آپ کے رفقا، آپ کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے جب وہ بات کرتا تو رفقا پوری توجہ سے سنتے تھے اور جب وہ انہیں کوئی حکم دیتا تو لپک کر بجالاتے تھے۔''

مَحْفُوْدٌ مَحْشُوْدٌ لَا عَابِسٌ وَلَا مُفْنِدٌ

''اور وہ مطاع و محترم تھا نہ ترش رو تھا نہ لغو گو تھا''

یہ سن کر ابو معبد نے کہا:

هُوَ وَاللهِ صَاحِبُ قُرَيْشٍ الَّذِيْ ذُكِرَلَنَا أَمْرُهُ

''یہ تو وہی قریش والا صاحب ہے جس کی بات ہم تک پہنچی ہے''

کہ وہ مکہ میں مبعوث ہوا ہے میں نے پختہ ارادہ کرلیا کہ میں اس کے ساتھ رہوں گا اور اس تک رسائی کا ہر حربہ اختیار کروں گا۔ ابو معبد کے یہ جذبات تھے ادھر مکہ میں یہ صدا بلند ہوئی اور لوگوں نے صرف آواز ہی سنی تھی انہیں یہ پتہ نہیں چل سکا یہ کہنے والا کون تھا جو یہ کہہ رہا تھا:

جَزَى اللهُ رَبُّ النَّاسِ خَيْرَ جَزَآئِهِ
رَفِيْقَيْنِ قَالَا خَيْمَتَيْ أُمِّ مَعْبَدٍ

''کائنات کا رب ان دو ساتھیوں کو بہترین جزا دے جنہوں نے امّ معبد کے خیموں میں دوپہر کے وقت آرام کیا۔''

هُمَا نَزَلَاهَا بِالْهُدٰى وَاهْتَدَتْ بِهِ
فَقَدْ فَازَ مَنْ أَمْسٰى رَفِيْقَ مُحَمَّدِ

''وہ دونوں اس کے ہاں رُشد و ہدایت لے کر اترے تھے ام معبد نے راہِ ہدایت اپنائی وہ شخص کامیاب و کامران ہے جو محمد ﷺ کا ہمرکاب ہوا۔''

فَيَا لِقُصَيٍّ مَا زَوَى اللهُ عَنْكُمْ بِهِ
مِنْ فِعَالٍ لَا تُجَارٰى وَسُؤْدُدِ

Marfat.com

''ہائے قصی! اس کے ذریعہ اللہ نے تمہیں ایسے کارناموں کی توفیق دی اور سرداری عنایت کی جو بے مثال ہے۔''

لِيَهْنِ بَنِيْ كَعْبٍ مَكَانُ فَتَاتِهِمْ
وَمَقْعَدُهَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ بِمَرْصَدِ

''بنوکعب کو مبارک ہو کہ ان کی خاتون کی جگہ اور اس کی قیام گاہ مومنوں کے لیے نگہداشت کا پڑاؤ بنی۔''

سَلُوْا اُخْتَكُمْ عَنْ شَاتِهَا وَإِنَائِهَا
فَإِنَّكُمْ إِنْ تَسْأَلُوْا الشَّاةَ تَشْهَدُ

''اپنی بہن سے پوچھو! اس بکری اور اس کے برتن کے متعلق اگر تم بکری سے پوچھو گے تو وہ بھی آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت کی شہادت دے گی۔''

دَعَا بِشَاةٍ حَائِلٍ فَتَحَلَّبَتْ عَلَيْهِ
صَرِيْحًا ضَرَّةُ الشَّاةِ مُزْبِدِ

''انہوں نے ایک بانجھ بکری بلائی تو وہ دودھ اتار لائی، بکری کا شیر خانہ نمایاں بھرا ہوا تھا اور دودھ جھاگ چھوڑ رہا تھا۔''

فَغَادَرَهَا رِهْنًا لَدَيْهَا لِحَالِبٍ
يُرَدِّدُهَا فِيْ مَصْدَرٍ ثُمَّ مَوْرِدِ

''انہوں نے اس خاتون کے پاس بکری کو چھوڑ دیا کہ وہ دودھ دھونے والے کے ہاں گروی رہے جو اسے کبھی جائے پناہ میں لاتا ہے اور کبھی گھاٹ میں لے جاتا ہے۔''

جب سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار سنے تو اس غائبانہ شعر پڑھنے والے کو یوں جواب دیا:

لَقَدْ خَابَ قَوْمٌ زَالَ عَنْهُمْ نَبِيُّهُمْ
وَقُدِّسَ مَنْ يَسْرِيْ إِلَيْهِمْ وَيَغْتَدِيْ

''وہ قوم ناکام ہوئی جن سے ان کا نبی جدا ہو کر چلا گیا اور مقدس ہے وہ شخص جو آپ ﷺ کی طرف رات چل کر آتا ہے یا صبح آتا ہے۔''

تَرَحَّلَ عَنْ قَوْمٍ فَضَلَّتْ عُقُوْلُهُمْ

Marfat.com

وَحَلَّ عَلٰی قَوْمٍ بِنُوْرٍ مُّجَدَّدِ

''آپ ﷺ نے جب ہجرت کے لیے کوچ کیا تو اس قوم کی عقلیں ماری گئی تھیں اور آپ ﷺ جس قوم کے ہاں اُترے ہیں ان کے لیے نئی روشنی پیدا ہوئی ہے۔''

هَدَاهُمْ بِهِ بَعْدَ الضَّلَالَةِ رَبُّهُمْ

وَأَرْشَدَهُمْ مَنْ يَّتَّبِعِ الْحَقَّ يُرْشَدِ

''جن کے پاس آپ ﷺ آئے ہیں انہیں گمراہی سے بچا کر رشد و ہدایت سے ہمکنار کیا ہے اور حقیقت یہی ہے کہ جو متبع حق ہوتا ہے وہی پیکرِ رشد بنتا ہے۔''

وَهَلْ يَسْتَوِيْ ضَلَالُ قَوْمٍ تَسَفَّهُوْا

وَهَلْ عِمَايَتُهُمْ هَادٍ بِهِ كُلُّ مُهْتَدِ

''وہ قوم جو حماقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ضلالت کا ارتکاب کرتی ہے کیا ان کا اندھا پن ہدایت پانے والے کی رہنمائی کر سکتا ہے۔''

وَقَدْ نَزَلَتْ مِنْهُ عَلٰی أَهْلِ يَثْرِبَ

رِكَابُ هُدًی حَلَّتْ عَلَيْهِمْ بِأَسْعَدِ

''آپ کی آمد سے اہل یثرب پر ہدایت کی سواریاں اتریں جو ان پر سعادت لے کر آئی ہیں۔''

نَبِيٌّ يَرٰی مَالَا يَرَی النَّاسُ حَوْلَهُ

وَيَتْلُوْ كِتَابَ اللهِ فِيْ كُلِّ مَسْجِدِ

''آپ ﷺ ایسے نبی ہیں جو اپنے گرد و پیش میں وحی کے وہ مناظر دیکھتے ہیں جو لوگوں کو نظر نہیں آتے اور ہر مسجد میں اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں۔''

وَإِنْ قَالَ فِيْ يَوْمٍ مَقَالَةَ غَائِبٍ

فَتَصْدِيْقُهَا فِي الْيَوْمِ أَوْفِيْ ضُحَی الْغَدِ

''اگر آپ ﷺ نے کبھی غائب کے متعلق بات کی ہے تو اس کی تصدیق آج ہی ہو جاتی ہے آج نہیں تو کل چاشت کے

Marfat.com

وقت پوری ہو جاتی ہے۔"

لِيَهْنِ أَبَابَكْرٍ سَعَادَةَ جَدِّهِ
بِصُحْبَتِهِ مَنْ يُسْعِدِ اللهُ يَسْعَدِ

"اے ابوبکر! تمہیں ایسی سعادت مبارک ہو جس سے تمہارے آباؤ اجداد بھی سعادت مند ہیں۔ یہ آپ ﷺ کی صحبت ورفاقت کی وجہ سے ہے۔ سعادت سے دامن اسی کا بھرتا ہے جسے اللہ سعادت مند بنائے۔"

لِيَهْنِ بَنِي كَعْبٍ مَكَانَ فَتَاتِهِمْ
وَمَقْعَدُهَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ بِمَرْصَدِ

"بنو کعب کی خاتون (ام معبد) کا مقام ومرتبہ انہیں مبارک ہو جو کہ ایمانداروں کے لیے ایک ٹھکانہ اور گھات ہے۔" [1]

امّ معبد کی روایات کی سندوں اور اہم مباحث کی تحقیق

یہ ام معبد والا واقعہ بہت ہی مشہور ہے اس کی اسانید باریک بینی کے ساتھ بحث وتمحیص کا تقاضا کرتی ہیں۔ تاہم ان پر بحث سے پہلے ہم یہ چاہتے ہیں کہ امام حاکم رحمہ اللہ نے جوان کا دفاع کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے صرف یہ ہے کہ بخاری اور مسلم نے یہ بیان نہیں کی۔ اس سے اس سند کی صحت پر استدلال کرتے ہیں اور اس کے راویوں کو سچا قرار دیتے ہیں ان کے دلائل درج ذیل ہیں۔

1...... یہ امام فرماتے ہیں ام معبد کے خیمہ میں محمد مصطفیٰ ﷺ کا نزول متواتر اور صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

2...... دیہاتیوں سے تعلق رکھنے والے ان دو خیموں والوں نے یہ احادیث روایت کی ہیں جو حدیث گھڑنے کے عیب سے تہمت زدہ نہیں، نہ ہی یہ راوی حدیث میں کمی بیشی کرنے سے متہم ہیں۔ انہوں نے ام معبد اور ابو معبد

---

[1] طبرانی کبیر: 4/48، سند میں ضعف ہے لیکن بزار کی اوپر والی روایت نے اسے قوی ہونے کا درجہ دیا ہے (مستدرک حاکم: 3/10، طبقات: 1/230، طبرانی: 7/105

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے ابوسعید احمد بن محمد بن عمرو احمسی، حسین بن حمید بن ربیع الخزار، سلیمان بن حکم بن ایوب بن سلیمان بن ثابت بن بشار خزاعی۔ ایوب بن حکم، سالم بن محمد خزاعی، یہ سب حزام بن ہشام عن ابیہ ہشام بن حبیش بن خویلد صاحب رسول ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

طبقات والی سند: حارث محمد بن مثنیٰ البزار۔ محمد بن بشر بن محمد واسطی اس کی کنیت ابو احمد السکری ہے۔ عبدالملک بن وہب المذحجی حر بن صباح ابوسعید الخزاعی۔

طبرانی کی سند: محمد بن علی صائغ مکی۔ عبدالعزیز بن یحییٰ المدینی۔ محمد بن سلیمان بن سلیط انصاری عن ابیہ عن جدہ۔

Marfat.com

سے یہ حدیث لفظ بہ لفظ لی ہے۔

③...... ان احادیث میں ایسی اسانید ہیں جو دست بہ دست حاصل ہونے کے مترادف ہیں اور اولاد نے اپنے باپ سے لی ہیں اور باپ نے اپنے دادا سے لی ہیں ان میں انقطاع نہیں اور نہ ہی راویوں میں ضعف ہے۔

راویوں میں ایک حر بن صباح نخعی ہے اس نے یہ روایت ابو معبد سے لی ہے اور آگے اس کے بیٹے نے یہ حر سے روایت لی ہے۔ وہ سند جو ہم نے قبیلہ کعب والوں سے بیان کی ہے یہ صحیح سند ہے۔ دیہاتی عرب سارے اس کے محتاج ہیں۔ حر بن صباح والی حدیث میں انہوں نے انھیں معلول قرار دیا ہے لیکن یہ بات درست نہیں بلکہ اس کی تفصیل یہ ہے: اسے ہمیں ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ابتدا سے بیان کیا ہے حسین بن مکرم البزار نے بیان کی ہے ابواحمد بشر بن محمد السکری نے بیان کی، اس سے عبدالملک بن وہب مذحجی نے بیان کی ہے۔ آگے حر بن صباح نے بیان کی ہے اس نے ابو معبد خزاعی سے بیان کی ہے آگے بالتفصیل ہجرت کی رات کا واقعہ بیان کیا ہے یہ حدیث سلمان بن حکم کی حدیث کی مثل ہے۔ باقی رہی خیمہ والی وہ حدیث جو راویوں میں معروف ہے وہ یہ ہے اس کے درج ذیل راوی ہیں ابوزکریا یحییٰ بن محمد عنبری۔ حسین بن محمد بن زیاد اور جعفر بن محمد بن سوار عبداللہ بن محمد الدورقی وغیرہم۔

امام محمد بن اسحٰق، مخلد بن جعفر الباقر۔ محمد بن جریر، مکرم بن محرز یہ کہتا ہے میں نے صالح شیخ ابوبکر محمد بن جعفر بن حمدان البزار قطیعی سے سنا، وہ کہتا ہے: ہم سے مکرم بن محرز نے اپنے باپ سے بیان کیا۔ آگے اوپر والی ابو معبد کی حدیث کی مانند ہی اس نے بیان کیا ہے یہ کہتا ہے میں نے اپنے شیخ ابوبکر قطیعی سے کہا: آپ نے کس سے سنا ہے اس نے کہا کہ اس نے اپنے شیخ مکرم سے سنا ہے اس نے کہا تھا واللہ! مجھے میرے اباجان حج کے لیے لے کر گئے تھے میں اس وقت سات برس کا تھا، اس وقت وہ مجھے مکرم بن محرز کے پاس لے کر داخل ہوئے تھے۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں وہ سندیں بتادوں جو شدید ضعف کی وجہ سے بے فائدہ ہیں اور انہیں صرفِ نظر کیا جائے۔

①...... حر بن صباح والی سند ہے یہ سند ایسی ذہانت سے ترتیب دی گئی ہے کہ اس کا گزر تو علمائے کرام سے ہوتا ہے مگر علمائے جرح وتعدیل کے قریب سے بھی اس کا گزر نہیں ہوا۔ امام ابن ابوحاتم جو کہ جرح وتعدیل کے ماہر ہیں فرماتے ہیں: عبدالملک بن وھب مذحجی یہ یمن والا مذحج قبیلہ ہے یہ کوفی ہے اس نے حر بن صباح سے بیان کیا ہے، اس سے بشر بن محمد سکری نے روایت کی ہے وہ کہتا ہے: میں نے اپنے باپ سے سنا ہے وہ یہ بیان کرتا تھا اور کہتا تھا

Marfat.com

ہمارے ایک ساتھی نے بیان کیا کہ عبدالملک بن وهب جو ہے اس کا نام اصلی نام سے پھیر دیا گیا ہے، اس کا نام سلیمان بن عمرو بن عبداللہ بن وهب نخعی تھا۔ اس کی نسبت اس کے دادا وهب کی طرف کی گئی ہے اور اس کا نام عبدالملک لیا ہے لوگ اسے عبید اللہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ [1]

جو اوپر ہم نے لکھا ہے یہ بات ایک دوسرے مقام پر تفصیل سے بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے سلیمان بن عمرو جو کہ ابن عبداللہ بن وهب نخعی ہے اس نے سلیمان نام چھوڑ دیا ہے اس کی جگہ عبدالملک کر دیا ہے کیونکہ ساری دنیا کے لوگ عبید اللہ، یعنی اللہ کے غلام ہی ہیں اسے اس کے دادا وهب کی طرف نسبت کر دیا ہے اور مذحج قبیلہ ہے جو نخع سے ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس طرح حر بن صباح، یہ تو ثقہ ہے، اس سے شعبہ، ثوری اور حسن عبید اللہ نخعی نے بیان کیا ہے اور شریک نے بھی بیان کیا ہے۔ اگر یہ حدیث حر سے ہوتی تو سب سے پہلے اس سے یہ سوال ہوتا کہ یہ حفاظ جن کا اوپر ذکر ہوا ہے وہ کہاں تھے یہ حدیث انہوں نے کیوں بیان نہیں کی۔

یہاں ایک ملاحظہ ہے وہ یہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے الاصابہ فی تمیز الصحابہ: 376/7 میں بیان کیا ہے کہ بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ راوی مرسل ہے۔ ابو معبد تو نبی ﷺ سے پہلے فوت ہو چکے تھے تب اس سند میں شدید ضعف کی وجہ سے یہ روایت قابل توجہ نہیں۔ اسی طرح طبرانی والی روایت بھی جو کہ عبدالعزیز بن یحییٰ مدینی سے ہے جو کہ یوں ہے محمد بن سلیمان بن سلیط انصاری عن ابیہ عن جدہ۔ یہ بھی حر بن صباح کی روایت سے بھی زیادہ ضعیف ہے۔ اس میں ایک کذاب راوی ہے جو یہ عبدالعزیز بن یحییٰ مدینی ہے۔ عقیلی کہتا ہے یہ ثقہ راویوں سے باطل روایات بیان کرتا ہے اور ایسی ایسی حدیث کا دعویٰ کرتا ہے جو اسکے علاوہ متقدمین میں سے کوئی بھی نہیں جانتا۔ [2]

ابن ابی حاتم کہتا ہے میرے باپ سے اس کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے کہا: یہ ضعیف ہے اس نے کہا: وہ سچا نہیں۔ پھر میں نے ابو زرعہ سے پوچھا کہ عبدالعزیز بن یحییٰ مدینی کیسا ہے؟ اس نے کہا: وہ سچا نہیں۔ پھر میں نے اس کا ذکر ابراہیم بن منذر سے کیا تو انہوں نے اسے جھوٹا قرار دیا اور پھر میں نے اس کا ذکر ابو مصعب سے کیا تو اس نے کہا: یہ سلیمان بن بلال سے بیان کرتا ہے کہاوہ جھوٹا ہے۔ میں اس سے ... وں پھر بھی میری ملاقات سلیمان بن بلال سے نہیں ہوئی اس کی کیسے ہوگئ؟ [3]

---

[1] الجرح والتعدیل: 373/5

[2] الضعفاء للعقیلی: 19/3

[3] الجرح والتعدیل: 400/5

Marfat.com

ایک سند ہے حزام عن ہشام عن حبیش اس میں علت یہ ہے کہ ہشام مجہول ہے، ابن ابوحاتم کہتے ہیں اس نے عمر، سراقہ بن مالک، عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔علاوہ ازیں اس کے متصل اور مرسل ہونے میں بھی اختلاف ہے۔[الجرح والتعدیل:53/9] بہرصورت شعر کے سوا یہ ہجرت والی حدیث ماقبل والی حدیث سے مل کر حسن درجہ کی ہے۔

ابومصعب مکی کہتے ہیں میں نے حضرت زید بن ارقم اور حضرت انس بن مالک اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے سنا وہ نبی ﷺ کا غار والا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتاتے تھے کہ

أَمَرَاللّٰهُ شَجَرَةً فَنَبَتَتْ فِيْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَتَرَتْهُ

''اللہ تعالیٰ نے ایک درخت نبی ﷺ کے مبارک چہرے کے سامنے اگا دیا جس نے آپ ﷺ کو پردے میں چھپالیا۔''

اور اللہ تعالیٰ نے مکڑی کو حکم دیا اس نے آپ ﷺ کے رُخ تاباں کے سامنے جالا بن دیا جس میں آپ کا چہرہ چھپ گیا اور اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتریوں کو حکم دیا وہ غار کے دھانے پر بیٹھ گئیں جب قریش کے جوان جو کہ ہر قبیلہ میں سے ایک جوان تھا وہ اپنی تلواریں اٹھائے اور لاٹھیاں پکڑے آپ ﷺ کی تلاش میں بھاگ رہے تھے جب یہ نبی ﷺ سے تقریباً (40) ہاتھ کے فاصلہ پر تھے تو سب سے پہلے تو انہوں نے دو جنگلی کبوتریاں دیکھیں جو غار کے منہ پر بیٹھی تھیں انہوں نے جان لیا کہ اندر کوئی نہیں جب انہوں نے کہا اندر کوئی نہیں تو نبی ﷺ نے ان کی آواز سن لی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کبوتریوں کی وجہ سے ہمیں بچا لیا۔اللہ کے نبی ﷺ نے ان پر علامت لگائی اور ان پر احسان کی دعا کی کہ یہ اللہ کے حرم میں اُتر گئیں۔

اسکے بعد یہ بات پھر یہاں تک لوٹ آئی کہ انہوں نے ،یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دودھ دینے والی بکری تھی جسے عامر بن فہیرہ چراتے تھے وہ رات کو ان کے پاس لے آتے حتی کہ وہ دودھ دھو لیتے تھے جب سحری ہوتی تو صبح لوگوں کے پاس ہوتے۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے ابوبکر اور نبی کریم ﷺ کے لیے جو بھی اچھا سامان خورد و نوش تھا وہ تیار کر دیا اور ہم نے ایک تھیلے میں دسترخوان رکھ دیا۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے کمر بند سے ایک ٹکڑا کاٹا جس کے ساتھ اس تھیلے کا منہ باندھا اور ایک ٹکڑا اور کاٹا اس سے مشک کا منہ باندھا اسی وجہ سے ان کا نام ذات النطاقین دو کمر بند والی پڑ گیا۔رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار میں تین رات رہے۔صورت یہ تھی کہ عبداللہ بن ابوبکر رات ان کے پاس گزارتے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بنو دیل کا

Marfat.com

ایک آدمی کرائے پر لیا تھا جو کہ ماہر رہنما تھا اس کا نام عبداللہ بن اریقط تھا یہ دین کفر پر ہی تھا لیکن انہیں اس پر اعتماد تھا۔ اب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور نبی کریم ﷺ نے کوچ کیا۔ ان کے ساتھ عامر بن فہیرہ تھا۔ عبداللہ بن اریقط نے رجز خوانی شروع کی اور سفر کا آغاز کیا۔

قریش کو پتا نہ چل رہا تھا کہ رسول اکرم ﷺ کس جانب ہیں حتی کہ انہوں نے کسی جن کی آواز سنی جو کہ مکہ کی نچلی سطح سے آ رہی تھی مگر اس کی شکل نظر نہیں آتی تھی یہ اشعار اوپر گزر چکے ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ ام معبد کے خیمہ میں دو ساتھیوں نے جو دوپہر کا آرام کیا ہے اللہ انہیں بہترین جزا دے۔ وہ اترتے ہیں یا چلتے ہیں تو نیکی ہی پھوٹتی ہے جو محمد ﷺ کا ساتھی ہوا اصل میں وہی کامیاب ہے۔ (1)

ہجرت کی راہ کی نشاندہی

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ہجرت کے دوران غار ثور سے نکلے، آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ عامر بن فہیرہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے پیچھے سوار کر رکھا تھا اور آپ ﷺ کے پیچھے عبداللہ بن اریقط لیثی تھا یہ مکہ کی نچلی سطح سے لے کر چلنے لگا حتی کہ ساحل کی نچلی جانب اترا یہ عسفان کی ڈھلوان میں ہے۔ اَمَج کی نچلی جانب سے لے کر آگے بڑھا پھر یہ قدید میں آ گیا وہاں سے یہ حجاز میں لے گیا، پھر یہ ثنیۃ المرار سے گزرا، پھر یہ انہیں حفیا میں لے آیا، پھر یہ مدلجہ ثقف میں آیا، پھر یہ مدلجہ صحاح کی وادی میں لے آیا، پھر مذحج میں پھر بطن مذحج میں جو ذوالضعن میں ہے وہاں لے آیا، پھر بطن ذی کشد میں آیا، پھر حباجب کی راہ لی پھر ذی سلم میں چلا جو مدلجہ کا اعلیٰ بطن ہے۔ پھر اس نے قاحہ کی راہ لی پھر وہ عرج میں اترا پھر وہ ثنیۃ الغائر میں چلا جو رکوبہ کی دائیں جانب ہے پھر وہ بطن ریم میں اترا اور پھر قبا میں بنو عمرو بن عوف قبیلہ میں انہیں لے آیا۔ (2)

---

(1) طبقات: 1/228، سندہ ضعیف

تحقیق الحدیث : عون بن عمرو قیسی کو امام عقیلی نے مجہول کہا ہے۔ لسان المیزان: 7/106 میں بھی اسے ضعیف کہا گیا ہے۔

[یاد رہے! اس واقعہ کو فاضل مولف نے ضمنی طور پر نقل کرتے ہوئے اس کے ضعف کی طرف واضح اشارہ کر دیا ہے]

(2) **سندہ صحیح:** مستدرک: 9/3، **بسند صحیح** : ابن جریر: 2/375

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے علی بن نصر، عبدالوارث بن عبدالصمد، ابان بن عطار، ہشام بن عروہ، عروہ، عائشہ، یہ ابن اسحٰق والی سند ہے۔ یہ صحیح ہے اور اسے منفرد طور پر ابن اسحٰق نے ہی بیان نہیں کیا اس کی ہشام نے متابعت کی ہے جیسا کہ طبری میں ہے۔ اور ان جریر کی سند بھی صحیح ہے۔ علی اور عبدالوارث دونوں ثقہ ہیں۔ (التقریب: 2/45، 1/547۔ اور عبدالصمد صدوق ہے 1/507۔ اور ابان ثقہ ہے: 1/31، بقیہ سند معروف ہے۔

Marfat.com

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں مکہ کا مقام و مرتبہ

عبداللہ بن عدی بن حمراء زہری بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ حزورہ میں کھڑے تھے جو کہ مکہ کا بازار تھا اور بیت اللہ کو مخاطب کیا:

وَاللّٰهِ ! إِنَّكَ لَخَيْرُ أَرْضِ اللّٰهِ وَأَحَبُّ أَرْضِ اللّٰهِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَوْلَا أَنِّيْ أُخْرِجْتُ مِنْكَ مَا خَرَجْتُ (1)

''واللہ! اے بیت اللہ! تو اللہ کی سرزمین میں سب سے زیادہ بہتر اور محبوب جگہ ہے اگر مجھے تجھ سے نکالا نہ جاتا تو میں تجھے کبھی چھوڑ کر نہ جاتا۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اور مکہ کو مخاطب کیا:

مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِيْ أَخْرَجُوْنِيْ مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ (2)

---

(1) **سندہ صحیح:** مسند احمد: 18715

تحقیق الحدیث: احمد والی یہ سند ہے۔ زہری، یعقوب بن ابراہیم، حدثنا ابی عن صالح۔ ابن شہاب اور عبدالرزاق کہتے ہیں معمر نے بیان کی اور معمر نے زہری سے بیان کی، ابراہیم بن خالد سے ایک اور سند ہے، رباح، معمر، زہری اور زہری کی سند سے پھر ان محدثین نے بیان کی ہے۔ ترمذی: 5/722، ابن ماجہ: 2/1037، عبد بن حمید: 1/177، نسائی کبریٰ: 2/479، دارمی: 2/311، طحاوی نے متابعت کی ہے۔ (شرح معانی الآثار: 2/261) سند یوں ہے محمد بن عمرو بن علقمہ، ابوسلمہ۔ اس میں ''ولولا انی'' کے الفاظ نہیں یہ سند بھی صحیح ہے زہری اور ان کا شیخ دونوں جلیل القدر امام اور تابعی ہیں۔

(2) ترمذی: 3926، صحیح ابن حبان: 9/23، حاکم: 1/661، بیہقی شعب الایمان: 3/443

تحقیق الحدیث: زہیر، عبداللہ بن عثمان بن خثیم والی سند صحیح ہے۔ سلیمان بن فضیل کی متابعت کی گئی ہے۔ (التقریب: 1/447) فضیل بن سلیمان النمیری ابوسلیمان بصری صدوق ہے تاہم کثیر خطا کرتا ہے اس کی متابعت زہیر نے کی ہے جو کہ زہیر بن معاویہ بن حدیج بن الرحیل بن زہیر بن خیثمہ جعفی ابوخیثمہ کوفی ہے معاذ بن معاذ نے کہا: زہیر سفیان سے زیادہ ثابت ہے شعیب بن حرب کہتا ہے: زہیر شعبہ جیسے بیس آدمیوں سے زیادہ حافظ ہیں۔ بشر بن عمر زہرانی بتاتا ہے ابن عیینہ نے کہا: زہیر بن معاویہ کو لازم پکڑو۔ کوفہ میں اس جیسا کوئی نہیں میمونی نے احمد سے بیان کیا ہے کہ زہیر سچائی کی کان ہے۔ صالح بن احمد اپنے باپ سے بیان کیا ہے کہ زہیر اپنے مشائخ سے کیا ہی مضبوطی سے بیان کرتا ہے ابواسحق سے بیان کرنے میں نرم ہے اس سے اس نے آخر میں سنا ہے۔ ابوزرعہ نے کہا ہے زہیر ثقہ ہے مگر اس نے ابواسحق سے اختلاط کے بعد سنا ہے ابوحاتم کہتا ہے زہیر مجھے اسرائیل سے زیادہ پسند ہے صرف ابواسحق سے حدیث بیان کرنے میں اس میں کمی ہے۔ [تہذیب التہذیب: 3/303] یہ روایت ابواسحق سے نہیں، یہاں زہیر کا شیخ ابن خثیم ہے ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں عبداللہ بن خثیم القاری مکی ابوعثمان صدوق ہے۔ (تقریب التہذیب: 1/313)

Marfat.com

''مکہ تو کتنا اچھا شہر ہے اور مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے اگر میری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے علاوہ اور کسی بھی شہر میں سکونت اختیار نہ کرتا۔

یثرب نام کی تبدیلی

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ [1]

''مجھے ایسی بستی میں ہجرت کا حکم دیا گیا ہے، جو بستیوں کو اپنے اندر سمو لے گی لوگ اسے یثرب کہتے ہیں لیکن وہ مدینہ ہے یہ لوگوں کو ایسے شفاف بنا دیتی ہے جس طرح بھٹی ردی لوہے کو علیحدہ کر دیتی ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینے میں آمد اور مساجد کی تعمیر

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ملے، وہ مسلمانوں کے اس قافلے میں تھے جو تجارت کے لیے شام گیا ہوا تھا، یہ قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا۔ تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سفید لباس زیب تن کرایا تھا۔ ادھر مدینہ کے مسلمانوں نے یہ سن رکھا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے روانہ ہو چکے ہیں یہ ہر صبح حرہ تک آتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کرتے تھے جب گرمی کی شدت ہوتی تو دوپہر کے وقت واپس چلے جاتے۔ اسی طرح ایک دن حسبِ معمول واپس پلٹے ہی تھے جبکہ انہوں نے کافی طویل انتظار کیا تھا جب یہ اپنے گھروں میں پہنچ گئے تو اتفاقاً بنو زفر کا ایک آدمی اپنے کسی کام کے لیے ٹیلے پر چڑھا تو اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفقاء کو دیکھ لیا کہ وہ جو سفید پوش ہیں وہ یہی ہیں اور سراب طے کرتے ہوئے آ رہے ہیں وہ یہودی خود پر ضبط نہ کر سکا، بلند آواز سے پکار اٹھا:

يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِيْ تَنْتَظِرُوْنَ

---

[1] مسلم: 1871

Marfat.com

''یہ ہے تمہارا مطلوب جس کے تم منتظر تھے۔

فَثَارَ الْمُسْلِمُوْنَ إِلَى السَّلَاحِ فَتَلَقَّوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مسلمان اپنے ہتھیاروں کی طرف لپک پڑے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کے لیے نکل کھڑے ہوئے اور حرہ تک پہنچ گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائیں جانب پھر گئے اور بنو عمرو بن عوف کی وادی میں اُترے۔ یہ ربیع الاوّل کا مہینہ اور سوموار تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کے لیے کھڑے ہوئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموشی سے بیٹھ گئے۔ جو انصاری آتا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھا تھا وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مبارک باد دیتا تھا، اسی دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دھوپ آنے لگی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی چادر سے سایہ کیا، سب لوگوں نے پہچان لیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس سے کچھ اوپر دن بنو عمرو بن عوف میں رہے اور اس مسجد کی بنیاد رکھی جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی یعنی مسجد قباء تعمیر کی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مسجد میں نماز پڑھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہوئے۔

فَسَارَ يَمْشِيْ مَعَهُ النَّاسُ حَتّٰى بَرَكَتْ ثَمَّ مَسْجِدُ الرَّسُوْلِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے رہے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے حتی کہ آپ کی سواری وہاں بیٹھ گئی جہاں مسجد نبوی ہے۔''

اس میں اس دن سے لوگ نماز پڑھنا شروع ہو گئے یہ جگہ کھجوریں خشک کرنے کے لیے ایک باڑا تھی جو دو یتیم بچوں سہیل اور سہل کی ملکیت میں تھی، یہ دونوں اسعد بن بینہا کی پرورش میں تھے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری اس جگہ بیٹھ گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان شاء اللہ ہماری منزل یہی ہے۔ اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں لڑکوں کو بلایا اور اس باڑے کی قیمت لگائی تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے خرید سکیں۔ انہوں نے قیمت لینے سے انکار کر دیا کہا: ہم اللہ کے لیے مفت دیتے ہیں یہ ہم ہبہ کرتے ہیں اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ہبہ کے طور پر یہ زمین لینے سے انکار کر دیا اور زمین خرید لی۔ پھر اس پر مسجد تعمیر کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تعمیر کے لیے دوسرے لوگوں کے ساتھ خود بھی اینٹیں اٹھا رہے ہیں اور یہ رجز پڑھتے جا رہے ہیں۔

هٰذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالُ خَيْبَرْ

Marfat.com

هٰذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَأَطْهَرُ

''اصل بوجھ تو یہ ہے وہ نہیں جو خیبر کا بوجھ ہے، اے ہمارے رب! یہ زیادہ نیکی ہے اور زیادہ طہارت ہے۔''

اور فرما رہے تھے:

أَللّٰهُمَّ إِنَّ الْأَجْرَ أَجْرُ الْآخِرَه

فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

''اے میرے اللہ! اجر تو دراصل آخرت کا اجر ہے، انصار اور مہاجروں کی حالتِ زار پر رحم فرما۔''

نبی ﷺ نے کسی مسلمان کے شعر کو بطورِ مثال پڑھا تھا مجھے اس کے نام کا پتہ نہیں چل سکا۔ [1]

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرے ابا جان کے پاس ان کے گھر میں آئے اور ان سے ایک سواری خریدی، انہوں نے میرے باپ عازب سے کہا:

إِبْعَثْ مَعِيَ ابْنَكَ يَحْمِلُهُ مَعِيَ إِلٰى مَنْزِلِيْ

''کہ اپنے اس بیٹے براء کو میرے ساتھ بھیج دو کہ مجھے سوار کر کے میرے گھر چھوڑ آئے۔''

مجھ سے میرے ابا جان نے کہا: جناب ابوبکر کو سوار کرلو اور گھر چھوڑ آؤ، میں نے انہیں سوار کیا اور میرے ابا جان بھی ان کے ساتھ گئے تا کہ اس کی قیمت نقد حاصل کرسکیں، ان سے میرے ابا جان نے پوچھا:

يَاأَبَابَكْرٍ حَدِّثْنِيْ كَيْفَ صَنَعْتُمَا لَيْلَةَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

''اے ابوبکر! مجھے بتاؤ جس رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہجرت کے لیے گئے تھے اس میں کیا ہوا تھا۔''

کہا: میں سناتا ہوں۔ ہم ساری رات چلے، حتی کہ عین ظہر کا وقت ہوا۔ راستہ خالی تھا کوئی اس میں گزرنے والا نہیں تھا ایک بلند چٹان جو کافی دراز تھی اس کا سایہ تھا ابھی تک دھوپ نہ پہنچی تھی، ہم اس کے قریب پہنچے میں چٹان کے پاس گیا اسے اپنے ہاتھ سے استوار کیا میں نے سایہ دار جگہ بنائی جس میں نبی ﷺ آرام کریں اور اس پر میں نے چمڑا بچھایا اور میں نے کہا:

نَمْ يَارَسُوْلَ اللهِ! وَأَنَا أَنْفُضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ

---

[1] بخاری: 3906

Marfat.com

''اے اللہ کے رسول! سو جائیں! میں ارد گرد کی خبر لوں۔''

آپ ﷺ سو گئے، میں باہر گیا ارد گرد دیکھا تو اچانک ایک چرواہا تھا وہ اپنی بکریاں لے کر آیا وہ بھی چٹان کی چھاؤں میں آنا چاہتا تھا جس طرح کہ ہم نے کیا تھا میں اسے راستہ میں ہی جا ملا اور میں نے کہا: تم کس کے غلام ہو؟ اس نے کہا: میں مدینہ کے ایک آدمی کا غلام ہوں۔ میں نے کہا: کیا تیری کسی بکری میں دودھ ہے؟ اس نے کہا: ہاں! دودھ ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا اسے میرے لیے دھوؤ گے، اس نے کہا: ہاں میں دھوتا ہوں۔ اس نے بکری لی تو میں نے اس سے کہا:

أُنْفُضِ الضَّرْعَ مِنَ الشَّعْرِ وَالتُّرَابِ وَالْقَذٰى

''بالوں سے، مٹی سے اور تنکوں سے اس کا تھن صاف کر لینا۔''

یوں اس نے صاف کیا، اسے بیان کرتے ہوئے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے ایک ہاتھ سے دوسرا ہاتھ جھاڑ کر دکھایا، پھر بات جاری رکھتے ہوئے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے کہا کہ اس نے ایک پیالہ دودھ دھویا، میرے پاس چمڑے کا ایک برتن تھا جس میں میں نے پانی بھر رکھا تھا تا کہ نبی کریم ﷺ اسے نوش بھی فرمائیں اور وضو بھی کریں۔ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ محوِ خواب تھے میں نے آپ ﷺ کو نیند سے بیدار کرنا پسند نہ کیا، میں نے آپ ﷺ کے بیدار ہونے کا انتظار کیا جب آپ بیدار ہوئے تو میں نے دودھ میں پانی ڈالا حتی کہ وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا۔ میں نے عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِشْرَبْ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ

''اے اللہ کے رسول! یہ دودھ نوش فرمائیں''

آپ ﷺ نے دودھ نوش فرمایا تو مجھے دلی خوشی ہوئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی ہمارے کوچ کا وقت نہیں ہوا؟ میں نے عرض کی: ہو چکا ہے۔ ہم نے آفتاب کے ڈھلتے ہی کوچ کیا تو سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا، ہم سخت زمین پر چل رہے تھے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم تو پکڑے گئے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

''غم مت کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

Marfat.com

فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ فَرَسُهُ

''اس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے بد دعا کی، جس کی وجہ سے وہ گھوڑے سمیت زمین میں دھنس گیا۔''

سراقہ نے کہا: مجھے علم ہے کہ تم نے میرے لیے بد دعا کی ہے، لہٰذا اب میرے لیے دعا کرو میں اللہ کی قسم! اٹھاتا ہوں میں تمہاری جستجو کرنے والوں کو تمہاری طرف نہ آنے دوں گا، آپ ﷺ نے دعا کی تو وہ اس مشکل سے نکل گیا اور واپس چلا گیا، وہ جس سے بھی ملتا یہی کہتا: میں نے بہت تلاش کیا ہے تمہیں آگے جانے کی ضرورت نہیں وہ ادھر نہیں ہیں میری بات پر یقین کرو، یہ کہہ کر وہ ہر ایک کو واپس [illegible] یا اسے وفا کیا۔

یہ حدیث زہیر بن حرب اور عثمان بن عمر نے بیان کی ہے اور اسے اسحٰق بن ابراہیم نے بھی بیان کیا ہے اور نضر بن شمیل اور اسحٰق دونوں نے اسرائیل سے بیان کی ہے اور آگے ابو اسحٰق نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرے باپ عازب سے (13) درہم میں سواری خریدی تھی۔ آگے وہی ساری حدیث بیان کی ہے جو زہیر اور ابو اسحٰق سے اوپر بیان ہوئی ہے۔ اور عثمان بن عمر والی حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ سراقہ جب رسول اکرم ﷺ کے قریب ہوا تو اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا تو سراقہ اس پر سے کود پڑا اور کہا: اے محمد! میں جان گیا ہوں کہ یہ آپ نے ہی کیا ہے، اللہ سے دعا کیجیے وہ مجھے اس مشکل سے نجات دے تو میں جو بھی میرے پیچھے آپ کے لیے آ رہا ہوگا میں اسے پتہ نہیں چلنے دوں گا۔ اور میری یہ ترکش ہے اس میں سے تیر بطور نشانی لے لیں، آپ میرے اونٹوں اور غلاموں کے پاس سے گزریں گے وہ فلاں فلاں جگہ ہوں گے ان سے جو بھی ضرورت ہو وہ لے لینا، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہارے کسی اونٹ کی ضرورت نہیں۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب ہم صبح مدینے میں آئے تو رات ہوئی تو لوگوں نے تنازع شروع کر دیا کہ رسول اکرم ﷺ ہمارے ہاں اُتریں تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں بنونجار کے ہاں اتروں گا جو کہ عبدالمطلب کے ماموں تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عزت میں انہیں دینا چاہتا ہوں۔ مرد و خواتین گھروں کے اوپر چڑھ گئے اور بچے بکھر گئے اور خادموں نے بھی رستوں میں پھیل کر پکارنا شروع کر دیا: اے محمد، اللہ کے رسول! اے محمد! اللہ کے رسول! یعنی یہ بچے، غلام اور لوگ خوشی سے چہک اٹھے۔ (1)

عبدالرحمن بن عویم بن ساعدہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میری قوم کے کچھ آدمیوں نے بیان کیا جو کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے تھے یہ کہتے ہیں جب ہم نے یہ سنا کہ نبی کریم ﷺ مکہ سے مدینے کے لیے روانہ

(1) مسلم: 75

Marfat.com

ہو چکے ہیں، تو ہم آپ ﷺ کی آمد کے منتظر ہو گئے، جب ہم صبح کی نماز پڑھ لیتے تو ہم حرّہ کی جانب نکل پڑتے، وہاں ہم رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے تھے، ہم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس وقت تک انتظار کرتے تھے جب سورج کی دھوپ نہ چھا جاتی جب سایہ نہ رہتا تو پھر اپنے گھروں کو لوٹ آتے تھے اور یہ سخت گرم دنوں کی بات ہے جب وہ دن آیا جس دن رسول اکرم ﷺ کی آمد ہوئی تو ہم اپنی عادت کے مطابق بیٹھے تھے جب سایہ ختم ہوا تو ہم اپنے گھروں میں داخل ہو گئے تو رسول اکرم ﷺ کی آمد بھی ہو گئی۔

آپ ﷺ کو سب سے پہلے ایک یہودی آدمی نے دیکھا تھا کیونکہ روزانہ ہمیں دیکھ رہا تھا کہ ہم آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں، کہ آپ ﷺ کب آئیں گے۔ وہ با آواز بلند پکار اٹھا: اے بنو قیلہ! وہ دیکھو تمہارا گوہر مقصود آ گیا۔ یہ سن کر ہم رسول اکرم ﷺ کے استقبال کے لیے نکل پڑے، آپ ﷺ ایک کھجور کے درخت کے سایہ میں تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے ہماری اکثریت نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا ہوا نہ تھا۔ لوگ آپ ﷺ کی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی پہچان نہ کر سکے۔ جب رسول اللہ ﷺ سے سایہ ختم ہوا تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر سے سایہ کیا تو تب ہمیں پہچان ہوئی کہ رسول اکرم ﷺ یہ ہیں۔ (1)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ لِقُدُوْمِهِ فَرَحًا بِذَالِكَ لَعِبُوْا بِحِرَابِهِمْ (2)

---

(1) **سندہ صحیح:** سیرۃ ابن اسحٰق، بیہقی: 6/289، تاریخ صغیر بخاری: 1/9

تحقیق الحدیث: محمد بن یزید نے اس سند کی متابعت کی ہے، بخاری نے یہ سند بیان کی ہے، عمرو بن ہیثما، زیاد، محمد بن یزید، محمد بن جعفر بن زبیر، عروہ، عبدالرحمن بن عویم بن ساعدہ، الخ یہ سند صحیح ہے۔ ابن اسحٰق کا شیخ ثقہ تابعی ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں محمد جعفر بن زبیر بن عوام اسدی مدنی ثقہ ہے۔ 110ھ سے اوپر میں فوت ہوا، اس کا شیخ عبدالرحمن ہے یہ نبی ﷺ کے عہد مبارک میں پیدا ہوا تھا اس کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت درست ہے۔ یہ ثقہ ہے۔ [تقریب: 1/471، طبقات: 5/78، الثقات: 5/103، پہلی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے۔

(2) **سندہ صحیح:** عبد بن حمید 371/1، ابوداود: 4923، احمد: 12649، ابویعلی: 6/177، بیہقی: 7/93، نسائی کبریٰ، صحیح سنن للالبانی: 3/930

تحقیق الحدیث: ان سب نے عبدالرزاق کی سند سے بیان کی ہے، یہ سند صحیح ہے لیکن معمولی ضعف ہے، ابن معین نے کہا ہے ثابت سے یہ روایت ضعیف ہے۔ مرہ کہتا ہے معمر جب عراقیوں سے بیان کرتا ہے تو اس کی مخالفت کرو، صرف زہری سے بیان کرے یا ابن طاؤس سے تو پھر درست ہے، ان کے علاوہ اہل کوفہ یا اہل بصرہ سے بیان کرے تو پھر اس سے بیان نہ کریں، مرہ کہتا ہے معمر ثابت سے اور عاصم سے اور ہشام سے حدیث بیان کرے تو یہ حدیث مضطرب اور کثیر الاوہام ہوتی ہے اگر شیخ ناصر الدین البانی کے پاس اور سند نہیں تو پھر یہ ضعیف ہے۔ تاہم جو ہم نے بیان کی ہے وہ صحیح ہے۔

Marfat.com

’’جب رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو حبشہ کے لوگوں نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی آمد کی خوشی میں اپنے جنگی ہتھیاروں سے کھیل پیش کیا تھا۔‘‘

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے اور عرض کی:

يَارَسُوْلَ اللهِ ! إِنَّ أَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ

’’اے اللہ کے رسول! یہ انس بڑا ہی دانا برخوردار ہے اسے اپنی خدمت پر مامور کیجیے۔‘‘

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آپ ﷺ کی سفر و حضر میں خدمت کی۔

فَوَاللهِ ! مَا قَالَ لِيْ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَهُ

’’واللہ! میں نے جو بھی کام کیا آپ ﷺ نے یہ تک نہیں کہا کہ تو نے کیوں کیا یا میں نے نہ کیا ہو تو یہ بھی نہیں کہا یہ کام کیوں نہیں کیا۔‘‘ [1]

ام المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بخار ہوا اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی بخار کا شکار ہو گئے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جب بھی بخار ہوتا تو وہ کہا کرتے تھے:

كُلُّ امْرِئٍ مُّصَبَّحٌ فِيْ أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

’’ہر آدمی اپنے اہل و عیال میں صبح کر رہا ہے جبکہ موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی نزدیک تر ہے۔‘‘

اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا بخار جب اترتا تو کہتے اور بلند آواز سے یہ گنگناتے:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَّجَلِيْلُ

’’کاش! ایسا ہو کہ میں اس وادی میں رات گزاروں کہ میرے اردگرد اذخر اور جلیل گھاس ہو‘ مراد یہ ہے مکہ میں رات گزاروں۔

[1] بخاری: 2768, مسلم: 2309

Marfat.com

وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ
وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَطَفِيْلُ

"کیا کبھی وہ دن بھی آئے گا جب میں مجنہ کے چشموں میں اتروں گا اور کیا شامہ اور طفیل پہاڑ میرے سامنے نمودار ہوں گے۔"

اس کے بعد درج ذیل افراد کے لیے بددعا کرتے:

"اے میرے اللہ! شیبہ بن ربیعہ پر اور عتبہ بن ربیعہ پر اور امیہ بن خلف پر لعنت کر انہوں نے ہمیں وباوالی زمین میں نکلنے پر مجبور کیا ہے۔"

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے مدینے کے بارے میں یہ خوبصورت دعا فرمائی:

أَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ

"اے میرے اللہ! مدینہ ہمارے دلوں میں اتنا محبوب کر دے جتنا ہمیں مکہ محبوب ہے بلکہ اس سے زیادہ پیارا کر دے۔"

أَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَفِيْ مُدِّنَا

"اے میرے اللہ! ہمارے مدینہ کے صاع اور مد پیمانوں میں برکت ڈال دے یعنی پیداوار زیادہ کر دے۔"

وَصَحِّحْهَا لَنَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ (1)

"اور اسے ہمارے لیے صحت افزا بنا دے اور اس کا بخار جحفہ منتقل کر دے۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب ہم مدینے میں آئے تھے یہ اللہ کی زمین میں سے سب سے زیادہ وباز دہ تھی بطحان کی وادی میں بدبودار پانی گرتا تھا جس کی وجہ سے یہ وباوالی تھی، آپ ﷺ کی دعا سے وبا اٹھ گئی۔

✿ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ مدینے کے بالائی حصے میں ایک قبیلہ میں اترے جس کا نام بنو عمرو بن عوف تھا۔ ان میں آپ ﷺ تقریباً 14 دن رہے پھر آپ ﷺ نے بنو نجار کی جماعت کو پیغام بھیجا وہ آئے تلواریں انہوں نے اپنی گردنوں میں حمائل کر رکھی تھیں میں گویا

(1) بخاری: 1889 و مسلم 1376- انتباہ: یہ جحفہ اس وقت یہودیوں کی رہائش گاہ تھی، اس لیے بددعا کی اب تو یہ علاقہ مسلمانوں کا ہے۔

Marfat.com

کہ اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ رسول اکرم ﷺ اپنی سواری پر جلوہ گر ہیں اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے سوار تھے اور بنونجار نے آپ کو گھیرے میں لے رکھا تھا اور آپ ﷺ نے سیدنا ایوب رضی اللہ عنہ کے صحن میں نزول فرمایا۔

آپ ﷺ کو جہاں بھی نماز کا وقت آن لیتا وہیں نماز ادا فرماتے تھے تو یہاں بکریوں کا باڑہ تھا آپ ﷺ نے وہیں نماز ادا کی۔ پھر آپ ﷺ نے مسجد بنانے کا حکم دیا آپ ﷺ نے بنونجار کو پیغام دیا وہ آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنونجار! یہ جگہ مجھے قیمتاً دے دو، انہوں نے کہا: نہیں! واللہ! ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے ہم اس کی قیمت اللہ سے لیں گے۔ لیکن آپ ﷺ نے قیمت دی۔ اس جگہ پر مشرکوں کی قبریں تھیں اور اس میں ناہموار جگہ تھی، اسے برابر کیا، کھجوریں تھیں انہیں کاٹا گیا اور مسجد کے قبلہ رخ انہیں قطاروں میں رکھ دیا گیا اس کی دہلیز پتھر سے بنائی ان چٹانوں کو لوگ منتقل کر رہے تھے اور ساتھ یہ اشعار گنگنا رہے تھے اور رسول اکرم ﷺ بھی ان کے ساتھ یہ کہتے جا رہے تھے:

أَللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةِ

فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ [1]

"اے میرے اللہ! خیر صرف وہی ہے جو آخرت کی ہے انصار و مہاجرین کی مدد فرما۔"

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا لوگ کہنے لگے: جَاءَ مُحَمَّدٌ کہ محمد ﷺ آ گئے۔ میں دوڑتا ہوا آیا مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی، پھر کہنے لگے: محمد ﷺ آ گئے میں دوڑتا ہوا آیا مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی پھر کچھ دیر بعد رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے یہ دونوں آ گئے، ہم مدینہ کی پتھریلی جگہ پر تھے ہمیں مدینے کے ایک آدمی نے بھیجا کہ ہم انصار کو اطلاع دیں ہم نے انہیں بتایا تو تقریباً 500 سو کے قریب انصار نبی ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے استقبال کے لیے نکلے۔

یہ انصار نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: اب دونوں امن و آشتی سے چلو پھرو اور جو حکم کرو گے اس کے سامنے ہمارا سر تسلیم خم ہو گا۔ رسول اکرم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے درمیان میں گھل مل گئے۔ اہل مدینہ

---

[1] مسلم: 523

Marfat.com

ان کے استقبال کے لیے نکلے حتی کہ جواں سال لڑکیاں گھروں کی چھتوں کے اوپر سے دیکھ رہی تھیں اور کہتی تھیں: أَيُّهُمْ هُوَ ، أَيُّهُمْ هُوَ ''ان میں سے نبی کریم ﷺ کون ہیں؟ ہم نے آج تک اتنا خوبصورت منظر مدینہ میں کبھی نہ دیکھا، جتنا آپ ﷺ کی آمد پر دیکھا

وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَوْمَ دَخَلَ عَلَيْنَا وَيَوْمَ قُبِضَ فَلَمْ أَرَ يَوْمَيْنِ مُشْبِهًا بِهِمَا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جس دن رسول اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو اس دن جیسا تابناک دن میں نے نہیں دیکھا۔ اور جس دن آپ ﷺ کی وفات حسرت آیات ہوئی اس دن سے زیادہ غمناک دن بھی میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ (1)

۞ سیدنا حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے سب سے پہلے مدینے میں جو صحابی آئے وہ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے۔ ان دونوں نے ہمیں قرآن پاک پڑھانا شروع کیا۔ ان کے بعد عمار، بلال اور سعد رضوان اللہ علیہم اجمعین تشریف لائے۔ ان کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے 20 ساتھیوں سمیت آئے۔ پھر نبی ﷺ تشریف لائے۔

فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِهِ

''میں نے اہل مدینہ کو اتنی خوشی میں کبھی نہ دیکھا جتنے زیادہ وہ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے شاداں وفرحاں تھے۔''

میں نے بچوں اور بچیوں کو دیکھا وہ خوشی سے چہکتے ہوئے کہہ رہے ہیں: یہ دیکھو اللہ کے رسول جلوہ گر ہیں۔ آپ ﷺ کی آمد سے پہلے میں نے سورۃ الاعلیٰ جیسی کئی سورتیں پڑھ لی تھیں۔ (2)

۞ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مکہ سے لے کر مدینے تک نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھے

---

(1) **سندہ صحیح:** احمد: 1338، عبد بن حمید: 1/378

تحقیق الحدیث: ہاشم والی سند صحیح ہے یہ احمد کا شیخ ہے۔ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہاشم بن قاسم بن مسلم لیثی مولا ہے، بغدادی ہے، ابونضر کنیت ہے، اس کا لقب قیصر مشہور ہے ثقہ اور ثبت ہے اس کا شیخ بھی ثقہ ہے۔ (تقریب: 1/570)

ایک مقام پر فرماتے ہیں: سلیمان بن مغیرہ قیسی مولا ہے ابوسعید بصری کنیت ہے۔ یہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور ثابت بنانی سے بیان کرتا ہے اس کے بارے میں علمائے کرام کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ سلیمان بن مغیرہ قیسی ثقہ ہے ثقہ ہے۔ یہ یحییٰ بن معین کے تاثرات ہیں۔ (تہذیب التہذیب: 4/193، تقریب: 1/254) اس کا شیخ ثابت بن اسلم البنانی ابو محمد بصری یہ ثقہ اور عابد ہے۔ (تقریب: 1/132)

(2) بخاری: 4941

Marfat.com

اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ چونکہ بسلسلہ تجارت شام آتے جاتے رہتے تھے ان کی لوگوں کو جان پہچان تھی۔ نبی کریم ﷺ پہلی دفعہ مدینے آئے تھے، آپ ﷺ کی لوگوں کو پہچان نہ تھی اس لیے وہ کہنے لگے:

يَا أَبَابَكْرٍ مَنْ هٰذَا الْغُلَامُ بَيْنَ يَدَيْكَ

''اے ابوبکر! یہ آپ کے آگے جو جوان رعنا جلوہ افروز ہے یہ کون ہے......؟''

تو وہ جواب میں کہتے:

یہ رہنما ہے جو مجھے رستہ بتاتا ہے۔ جب یہ دونوں مدینہ منورہ کے قریب ہوئے تو حرہ جگہ پر اُترے اور ہمیں انصار کے پاس بھیجا وہ آئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ مزید بیان کرتے ہیں جس دن آپ ﷺ مدینہ منورہ کی فضاؤں میں اتر رہے تھے وہاں میں موجود تھا اتنا خوبصورت اور روشن دن آج تک میری آنکھ نے نہ دیکھا تھا جس دن آپ ﷺ ہمارے ہاں نزول فرما ہوئے تھے۔ اور وہ دن جس دن آپ ﷺ کی وفات ہوئی تھی میں اس دن بھی موجود تھا وہ دن بڑا ہی خوفناک اور تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر برکات اور رحمتیں نازل فرمائے اور روزِ جزا تک آپ ﷺ پر اپنی رضا جوئیوں کی برکھا برسائے۔ آمین! [1]

عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے اور علی بن عبداللہ سے کہا کہ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں اور ان سے حدیث سنیں جب ہم ان کے پاس آئے تو وہ اور ان کے بھائی پانی پلا رہے تھے جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو ابوسعید رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور گوٹھ مار کر بیٹھ گئے اور بیان کیا کہ ہم مسجد کی اینٹیں اٹھا کر لاتے تھے۔ ان میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ بھی تھے جو اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے۔ ہم ایک ایک اینٹ لاتے تھے، جبکہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے۔

---

[1] **سندہ صحیح:** ابن ابی شیبہ: 329/6، دارمی: 54/1، طبقات: 233/1، بیہقی: 508/2

تحقیق الحدیث: یہ عفان والی سند ہے عفان بن مسلم بن عبداللہ الصفار ابوعثمان بصری مولی عزرہ بن ثابت انصاری جو کہ بغداد میں سکونت پذیر تھا۔ یہ داؤد بن ابوفرات سے بیان کرتا ہے۔ عبداللہ بن بکر مزنی صخر بن جویریہ اور شعبہ اور وھب بن خالد، ھمام بن یحییٰ، سلیم بن حیان، ایان عطار، اسود بن شیبان اور حماد ین وغیرہ نے بھی بیان کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب: 205/7 میں ہے یہ ثقہ ہے اور ثبت ہے۔ علی بن مدینی نے کہا ہے اسے جب حدیث کے کسی حرف میں بھی شک ہوتا اسے چھوڑ دیتا تھا اتنا ثقہ تھا، اس کا شیخ حماد بن سلمہ بن دینار بصری ابوسلمہ ثقہ اور عابد ہے۔ ثابت سے بیان کرنے میں سب سے زیادہ ثابت ہے۔ اور ثابت بنانی ثقہ تابعی ہے اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہے۔ (تقریب: 178/1)

Marfat.com

ان کے پاس سے نبی کریم ﷺ کا گزر ہوا، آپ ﷺ نے ان کے سر سے گرد وغبار صاف کیا اور کہا: بہت ہی افسوس ہے عمار تجھے باغی جماعت قتل کرے گی۔

عَمَّارٌ يَدْعُوْهُمْ إِلَى اللهِ وَيَدْعُوْنَهُ إِلَى النَّارِ (1)

''عمار انہیں اللہ کی طرف دعوت دیں گے اور وہ انہیں دوزخ کی طرف بلائیں گے۔''

قیس بن طلق اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل کر مدینہ کی مسجد تعمیر کی۔ آپ ﷺ فرماتے تھے یہ سمندری مٹی پہلے رکھو یہ مضبوطی پیدا کرنے میں بہت اچھی ہے۔ (2)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے عہدِ مبارک میں مسجد نبوی کچی اینٹوں سے تیار ہوئی تھی اور کھجور کے پتوں اور ٹہنیوں سے اس کی چھت تیار کی گئی تھی اور کھجور کی لکڑی سے اس کے ستون بنائے گئے تھے۔ یہ اسی انداز پر بنی تھی اور جناب صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ مبارک میں بھی یونہی رہی انہوں نے اس میں ذرّہ بھر کمی بیشی نہ کی تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں اضافہ کیا تاہم بنیاد وہی رہنے دی جو کچی اینٹوں سے بنائی گئی تھی اور ٹہنیوں سے بنی تھی جو کہ رسول اکرم ﷺ کے عہدِ مبارک سے تھی اور وہی لکڑی کے ستون دوبارہ تعمیر کیے گئے۔ اس میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے تبدیلی کی

فَزَادَ فِيْهِ زِيَادَةً كَثِيْرَةً وَبَنَى جِدَارَهُ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوْشَةِ وَالْقَصَّةِ

''اس میں کافی اضافہ کیا اور اس کی دیوار نقش ونگار والے پتھر اور چونے سے تعمیر کی۔''

وَجَعَلَ عُمُدَهُ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوْشَةٍ وَسَقْفَهُ بِالسَّاجِ (3)

''اور اس کے ستون منقش پتھر سے تیار کیے اور ساگوان کی لکڑی سے اس کی چھت بنائی۔''

---

(1) بخاری: 1035/3

(2) **سندہ صحیح:** ابن حبان: 3/404، طبرانی کبیر: 332/8، بیہقی فی الدلائل: 542/2

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے معاذ بن مثنیٰ، مسدد، یہ سند ملازم نامی راوی سے آتی ہے، ملازم بن عمرو بن عبداللہ بن بدر، ابو عمرو یمامی صدوق ہے۔ (تقریب: 1/555) اس کا شیخ عبداللہ بن بدر بن عمیرہ حنفی سحیمی ہے یہ اشراف میں سے تھا، ثقہ ہے۔ (تقریب: 1/296) اس کا شیخ قیس بن طلق بن حنفی یمامی بھی صدوق ہے۔ (تقریب: 1/457)

(3) بخاری: 2812

Marfat.com

منبر نبوی کب بنایا گیا......؟

ابوحازم کہتے ہیں کہ کچھ آدمی سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور منبر کے بارے میں انہوں نے آپ سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا: رسول اکرم ﷺ نے ایک خاتون کے پاس پیغام بھیجا کہ

مُرِیْ غُلَامَكِ النَّجَّارَ یَعْمَلُ لِیْ أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَیْهِنَّ

''اپنے بڑھئی غلام کو حکم دو کہ وہ میرے لیے لکڑیوں سے منبر تیار کرے تا کہ میں اس پر بیٹھ کر لوگوں سے بات کر سکوں۔''

اس نے اپنے غلام سے کہا کہ وہ آپ ﷺ کے لیے جنگل سے جھاؤ کی لکڑی سے منبر بنائے جب اس نے یہ تیار کر لیا تو اس خاتون کے پاس لایا تو اس نے یہ رسول اکرم ﷺ کے پاس بھیجا آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے مسجد میں رکھ دیا جائے۔ یہ واقعہ ہے کہ منبر کب اور کیسے بنا۔ [1]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انصار کی ایک خاتون نے رسول اکرم ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول!

أَلَا أَجْعَلُ لَكَ شَیْئًا تَقْعُدُ عَلَیْهِ فَإِنَّ لِیْ غُلَامًا نَجَّارًا

''کیا میں آپ کے بیٹھنے کے لیے کوئی چیز تیار نہ کرا دوں کیونکہ میرا ایک غلام بڑھئی کا کام جانتا ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہتی ہو تو بنوا دو، تو اس نے آپ ﷺ کے لیے ایک منبر بنوایا۔

فَلَمَّا كَانَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ الَّذِیْ صُنِعَ

''جب جمعہ کا دن ہوا تو نبی ﷺ خطاب کے لیے اسی منبر پر جلوہ گر ہوئے جو بنایا گیا تھا۔''

فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِیْ كَانَ یَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ أَنْ تَنْشَقَّ

''وہ کھجور کا تنا چیخ اٹھا جس کے پاس کھڑے ہو کر آپ خطاب فرمایا کرتے تھے وہ اتنے زوردار انداز میں رویا تھا کہ قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے۔''

---

[1] بخاری: 2094

Marfat.com

نبی کریم ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اسے ساتھ لگایا تو

فَجَعَلَتْ تَئِنُّ أَنِينَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يَسْكُتُ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ

''یہ ایسے رونے لگا جیسا کہ بچہ رونے کے آخر میں خاموش ہونے سے پہلے آہیں بھرتا ہے، پھر یہ ستون قرار میں آ گیا اور خاموش ہو گیا۔''

بَكَتْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ

''یہ جو ذکر الٰہی سے محظوظ ہوتا تھا وہ سننے سے محروم ہونے پر رو یا تھا۔'' [1]

ابوحازم بن دینار کہتے ہیں کہ کچھ لوگ سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے انہیں اس بارے میں شک تھا کہ منبر کی لکڑی کونسی ہے اس کو رفع کرنے کے لیے وہ ان کے پاس آئے تھے، انہوں نے کہا:

فَوَاللهِ! إِنِّيْ لَأَعْرِفُ مِمَّا هُوَ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَوَّلَ يَوْمٍ وُّضِعَ وَ أَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''واللہ! میں جانتا ہوں وہ کس لکڑی سے بنا تھا اور مجھے وہ دن بھی یاد ہے کہ جس دن وہ پہلی مرتبہ مسجد میں رکھا گیا اور وہ وقت بھی یاد ہے اس پر سب سے پہلے جب رسول اکرم ﷺ رونق افروز ہوئے تھے۔''

رسول اکرم ﷺ نے ایک خاتون کو پیغام بھیجا کہ اپنے غلام سے کہو جو کہ بڑھئی کا کام کرتا ہے وہ میرے لیے لکڑیاں جوڑ کر منبر تیار کر دے تا کہ میں اس پر بیٹھ کر لوگوں سے خطاب کر سکوں۔ اس نے غلام سے کہا کہ منبر تیار کرے، اس نے جنگل سے جھاؤ کے درخت کی لکڑیوں سے منبر تیار کیا اور اسے اس خاتون کے پاس لے آیا اس نے رسول اکرم ﷺ کے پاس بھیجا تو آپ ﷺ نے اسے یہاں رکھنے کا حکم دیا جہاں یہ اب نصب ہے، پھر میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا

صَلّٰى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ وَهُوَ عَلَيْهَا ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَيْهَا ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرٰى فَسَجَدَ فِيْ أَصْلِ الْمِنْبَرِ

''کہ آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور اللہ اکبر کہا اور اس پر رکوع کیا، پھر آپ ﷺ پچھلے پاؤں نیچے اترے اور منبر کے قریب سجدہ کیا۔''

---

[1] بخاری: 2095

Marfat.com

پھر منبر پر واپس چلے گئے جب آپ فارغ ہوئے تو لوگوں کی جانب رُخ کیا اور فرمایا:

إِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوْا وَلِتَعَلَّمُوْا صَلَاتِيْ ❶

''میں نے یہ اس لیے کیا ہے کہ تمہیں میری نماز کا علم ہو جائے اور تم اس کی مانند نماز پڑھو۔''

❁ عباس اپنے باپ سہیل سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب خطاب کے لیے کھڑے ہوتے تو مسجد میں جھاؤ کے درخت کی ایک لکڑی تھی جس کے ساتھ آپ ﷺ ٹیک لگاتے تھے جب لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوا تو آپ ﷺ سے درخواست کی گئی۔ اے اللہ کے رسول! اگر آپ منبر بنوالیں اور اس پر براجمان ہو کر لوگوں کو مشرف بہ کلام کریں کیونکہ لوگوں کی کثرت ہو چکی ہے۔ پہلے تو آپ نے کہا: کوئی بات نہیں اس کی کیا ضرورت ہے؟ مدینہ میں ایک ہی بڑھئی تھا جس کا نام میمون تھا، پھر آپ ﷺ نے مناسب سمجھا کہ منبر بنوایا جائے تو بہتر ہے، آپ ﷺ نے بڑھئی کو بھیجا وہ گیا اور میں بھی یعنی سہیل بھی اس کے ساتھ نکلا حتی کہ ہم خافقین مقام پر آئے ہم نے جھاؤ کا درخت کاٹا اس نے اس سے منبر بنایا تو آپ ﷺ اس پر بیٹھ گئے اور گفتگو کا آغاز فرمایا تو لکڑی نے آپ ﷺ کو گم پایا تو ایسے آہیں بھر بھر کر رونے لگی جیسا کہ بیل آواز نکالتا ہے۔ عباس ہاتھ اٹھا کر ستون کے رونے کا انداز اسی طرح بتا رہا تھا جس طرح اس کے باپ نے بیان کیا تھا۔ آپ ﷺ اپنے بیان سے فارغ ہوئے مگر وہ ستون بہت زیادہ رو رہا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

سُبْحَانَ اللهِ أَلَا تَرَوْنَ هٰذِهِ الْخَشَبَةَ إِنْزِعُوْهَا وَاجْعَلُوْهَا تَحْتَ الْمِنْبَرِ

''سبحان اللہ! تم اس لکڑی کو دیکھ نہیں رہے، اسے اکھاڑو اور منبر کے نیچے ڈال دو۔''

لوگوں نے اسے اکھاڑا اور منبر کے نیچے دفن کر دیا۔ ❷

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جمعہ کے روز جب کھڑے ہوتے تھے تو اپنی کمر ایک تنے سے ٹکاتے تھے جو مسجد میں نصب تھا اور آپ ﷺ لوگوں سے خطاب کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے

---

❶ بخاری: 917، مسلم: 544

❷ **حسن:** دلائل ابونعیم: 403، دلائل نبوۃ بیہقی: 559/2

تحقیق الحدیث: ابن لھیعہ کی وجہ سے یہ سند ضعیف ہے تاہم شواہد کی بنا پر یہ حدیث حسن ہے۔ اس کی ایک اور سند جو بیہقی نے دلائل میں بیان کی ہے اس نے دو سندوں سے بیان کی ہے، ایک یہ ہے ابوبکر بن ادریس، سعد بن سعید بن قیس بن عمرو انصاری، جو کہ یحییٰ کا بھائی ہے اس سند میں یہی ضعف کا باعث ہے یہ صدوق ہے تاہم سئی الحفظ ہے۔ (تقریب: 1/231، تاہم شواہد کی بنا پر یہ حدیث حسن ہے۔

Marfat.com

پاس ایک رومی آیا اس نے کہا:

أَلَا أَصْنَعُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ وَكَأَنَّكَ قَائِمٌ

''کیا میں آپ کے لیے بیٹھنے کی ایسی چیز نہ تیار کردوں جب آپ اس پر بیٹھیں تو ایسے لگے گا کہ گویا آپ کھڑے ہیں؟ ''

اس نے آپ ﷺ کے لیے منبر بنایا اس کی دو سیڑھیاں تھیں اور تیسری پر آپ ﷺ براجمان ہوتے تھے۔ اللہ کے نبی ﷺ جب اس منبر پر بیٹھے تو وہ تنا اس طرح آواز نکالنے لگا جس طرح بیل نکالتا ہے حتی کہ مسجد گونج اٹھی یہ اس نے رسول اکرم ﷺ کی جدائی سے غمزدہ ہو کر کیا تھا۔ رسول اکرم ﷺ منبر سے اترے اس کے پاس گئے اور اسے سینے سے لگالیا اور وہ آواز نکال رہا تھا تاہم جب آپ ﷺ نے اسے ساتھ لگایا تو سکون میں آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ لَمْ أَلْتَزِمْهُ لَمَا زَالَ هٰكَذَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

''مجھے قسم ہے اس ذات کی! کہ محمد کی جان جس کے ہاتھ میں ہے اگر میں اسے ساتھ نہ لگاتا تو یہ روزِ قیامت تک اسی طرح روتا ہی رہتا۔''

اسے میری جدائی کا اتنا سخت غم ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا اور اسے دفن کر دیا گیا۔ [1]

سیدنا ابوایوبؓ انصاری رضی اللہ عنہ کے آنگن میں نزول

سیدنا ابوایوبؓ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور نچلی منزل میں سکونت پذیر ہوئے اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اس کی اوپر والی منزل میں رہنے لگا۔ ایک رات میں بیدار ہوا تو مجھے خیال آیا

نَمْشِيْ فَوْقَ رَأْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَحَّوْا فَبَاتُوْا فِيْ جَانِبٍ

''کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے سر مبارک سے بلند ہو کر چلتے ہیں، تو انھوں نے ایک کونے میں دبک کر رات گزاری۔''

---

[1] حسن وآخره ضعيف من اجل اغلاط عكرمه: دارمی: 32/1

Marfat.com

میں نے عرض کی میں اس چھت پر نہیں چڑھ سکتا جس کے نیچے آپ آرام فرما ہوں۔ یہ سن کر

فَتَحَوَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُلُوِّ وَاَبُوْ أَيُّوْبَ فِيْ السِّفْلِ

''نبی ﷺ بالائی منزل پر آ گئے اور میں نچلی منزل میں آ گیا۔''

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے لیے کھانا تیار کرتا تھا آپ ﷺ کھا لیتے جو باقی بچتا تو میں آپ ﷺ کی انگلیوں کے لگنے کی جگہ پوچھتا وہ جہاں لگی ہوتیں انہیں تلاش کر کے اس جگہ سے کھاتا۔ آپ ﷺ کے لیے کھانا تیار ہوا جس میں لہسن تھا۔ جب حسب معمول آپ ﷺ کا بچا ہوا کھانا واپس آیا تو میں نے نبی ﷺ کی انگلیوں کے لگنے کا پوچھا تو بتایا گیا کہ آپ ﷺ نے کھایا ہی نہیں۔ میں سخت گھبرایا اور آپ ﷺ کے پاس اوپر حاضر ہوا میں نے کہا: أَحَرَامٌ هُوَ ؟ کیا یہ حرام ہے؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: نہیں! حرام تو نہیں لیکن یہ مجھے پسند نہیں۔ میں نے عرض کیا جو چیز آپ کے لیے مکروہ ہے میں بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔

میرے گھر آنے کے بعد نبی ﷺ کے ہاں لوگوں کی آمد و رفت ہوتی رہتی تھی۔ (1)

سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ میرے گھر تشریف لائے تو نیچے والے کمرے میں راحت فرما ہوئے۔ میں اور میری بیوی ام ایوب اوپر والی منزل میں تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کی: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ اے اللہ کے نبی! میرے ماں اور باپ آپ پر قربان ہوں، میں یہ گوارا نہیں کرتا اور مجھ پر یہ بہت ہی گراں گزرتا ہے کہ میں آپ سے اوپر والی جانب رہوں اور آپ میرے نیچے والی طرف ہوں، لہٰذا آپ اوپر والی منزل میں تشریف لے جائیں اور ہم نیچے والی منزل میں چلے جاتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ابوایوب! میرے لیے اور میرے پاس آنے والوں کے لیے گھر کی نچلی منزل میں رہنا ہی زیادہ مناسب ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نچلی سطح میں تھے اور ہم نے اوپر والی منزل کو مسکن بنا لیا۔ ہمارا پانی کا ایک برتن ٹوٹ گیا میں اور میری بیوی امّ ایوب نے ایک چادر لی ہمارے پاس اوڑھنے کے لیے یہی چادر تھی اور چادر بھی نہ تھی جو ہم اوپر لیتے تھے، ہم نے اسے پھیلا کر پانی خشک کرنے کی کوشش کی تاکہ رسول اکرم ﷺ پر پانی ٹپک نہ جائے اور آپ ﷺ کو اذیت ہو۔ ہم آپ ﷺ کے لیے شام کا کھانا بنایا کرتے تھے اور آپ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیتے اور جب آپ ﷺ سے بچا ہوا کھانا آتا تو میں اور میری بیوی امّ ایوب اسی جگہ سے کھانا

---

(1) مسلم: 2053

Marfat.com

کھاتے تھے جہاں سے آپ ﷺ نے کھایا ہوتا تھا، ہمارا مقصد صرف برکت حاصل کرنا تھا۔

ایک رات ہم نے آپ ﷺ کے لیے کھانا بھیجا اس میں ہم نے پیاز اور لہسن ڈالا تو رسول اکرم ﷺ نے اسے بغیر کھائے ہی واپس لوٹا دیا اس میں آپ ﷺ کے دستِ حق پرست کے نشان نہ تھے۔ میں گھبرا کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ نے شام کا کھانا واپس کر دیا ہے، اس میں مجھے آپ کے ہاتھ کا نشان نظر نہیں آیا۔ کیونکہ آپ ﷺ جب کھانا بچا کر بھیجتے تھے تو ہم، یعنی میں اور میری بیوی امّ ایوب اسی جگہ سے کھاتے تھے جہاں سے آپ ﷺ نے کھایا ہوتا تھا اس سے ہم برکت حاصل کرتے تھے۔ بتائیں آپ نے کھانا کیوں نہیں کھایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: إِنِّي وَجَدتُّ فِيهِ رِيحَ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ میں نے اس میں پیاز یا لہسن کی بو پائی تھی اس لیے میں نے کھانا نہیں کھایا وَأَنَا رَجُلٌ أُنَاجِيْ میں ایسا آدمی ہوں، میں اپنے رب اور فرشتوں سے سرگوشیاں کرتا رہتا ہوں مجھے احتیاط کرنا پڑتی ہے، تم کھا سکتے ہو، ہم نے وہ کھانا تو کھا لیا لیکن اس کے بعد ہم نے لہسن ہنڈیا میں کبھی نہ ڈالا۔ [1]

یہودی بھی نبی ﷺ کے منتظر تھے

سلمہ بن سلامہ بن وقش بیان کرتے ہیں یہ اصحابِ بدر میں سے تھے، یہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی ہمارا ہمسایہ تھا جو کہ بنو عبد الاشہل میں سے تھا یہ ایک دن ہمارے پاس آیا جب یہ گھر سے نکلا تو بنو عبد الاشہل کے پاس ٹھہرا۔ سلمہ کہتے ہیں: میں اس دن سب سے چھوٹا تھا میں چادر لیے اپنے گھر کے صحن میں لیٹا تھا۔ اس یہودی نے قیامت، اٹھنے اور قیامت کے دن بعث، حساب، میزان، جنت اور دوزخ کا ذکر کیا، اس نے اہل شرک اور بت پرستوں کو بتایا کہ موت کے بعد ضرور اٹھنا ہے۔ انہوں نے اس سے کہا: یار بہت افسوس کی بات ہے کہ تو اس بات سے

---

[1] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق: 27/3، سندہ صحیح، احمد: 23517، حاکم: 521/3، طبرانی کبیر: 119/4

تحقیق الحدیث: ابن اسحٰق کا شیخ ثقہ ہے وہ یہ ہے یزید بن ابی حبیب مصری، ابو رجاء، اس کے باپ کا نام سوید ہے یہ ثقہ اور فقیہ ہے۔ مرثد بن عبداللہ یزنی ابو خیر مصری الفقیہ ہے۔ ابن یونس نے کہا ہے یہ اہل مصر کا اپنے زمانے میں مفتی تھا۔ عبدالعزیز بن مروان اس کے پاس حاضر ہوتا تھا اور اسے فتویٰ دینے کے لیے بٹھایا کرتا تھا۔ ابن حبان نے اسے ثقہ شمار کیا ہے سعید بن عفیر کہتا ہے یہ 90ھ میں فوت ہوا تھا۔ العجلی نے کہا ہے: یہ ثقہ تابعی ہے، ابن سعد کہتا ہے یہ ثقہ تھا یہ صاحب فضل اور عبادت گزار تھا۔ ابن شاہین نے بھی اسے ثقہ کہا ہے، ابن معین نے کہا ہے یہ اہل مصر کے نزدیک اسی طرح حیثیت رکھتا ہے جس طرح اہل کوفہ کے نزدیک علقمہ، یہ پیکر صدق وصفا تھا۔ اسے یعقوب بن سفیان نے ثقہ قرار دیا ہے۔ (تہذیب التہذیب: 74/10، تقریب: 1/600)

Marfat.com

خبردار کر رہا ہے کہ یہ لوگ اپنی موت کے بعد اس گھر میں ہوں گے جس میں جنت یا دوزخ ہے اور وہاں انہیں ان کے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ اس نے کہا: ہاں! یہی ہوگا، اس ذات کی قسم جس کے نام کی قسم کھائی جاتی ہے یہ ہوگا کہ یہ خواہش کرے گا اس آگ سے جو کہ آخرت کا سب سے بڑا تنور ہے جس میں اسے گرم کریں گے، پھر اسے اس میں داخل کریں گے اور اسے مٹی سے بند کر دیا جائے گا اسے اس سے نجات مل جائے یہ وقت ضرور آئے گا۔ انہوں نے کہا: اے یہودی بتاؤ اس کی نشانی کیا ہے؟ اس نے کہا: ایک نبی اس علاقے میں مبعوث ہونے والا ہے اس نے مکہ اور یمن کی جانب اشارہ کیا لوگوں نے پوچھا بتاؤ وہ کب تک آئے گا؟ فَنَظَرَ إِلَيَّ وَأَنَا مِنْ أَحْدَثِهِمْ سِنًّا ''اس نے میری طرف دیکھا ان میں سے سب سے میں نوعمر تھا کہ اس لڑکے کی زندگی میں ہی نمودار ہوگا۔''

سلمہ کہتے ہیں:

فَوَاللهِ! مَا ذَهَبَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى بَعَثَ اللهُ مُحَمَّدً رَّسُوْلَ اللهِ ﷺ

''واللہ! ایسا ہی ہوا میری زندگی میں ہی اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو بھیجا''

اور ابھی وہ یہودی بھی ہمارے درمیان زندہ تھا ہم آپ ﷺ کے ساتھ ایمان لائے مگر اس نے سرکشی کرتے ہوئے روشِ کفر اختیار کی اور حسد سے کام لیا، ہم نے اس سے کہا:

وَيْحَكَ يَا فُلَانُ أَلَسْتَ الَّذِيْ قُلْتَ لَنَا فِيْهِ مَا قُلْتَ

''اے یہودی! بہت ہی افسوس کی بات ہے تو نے ہی تو آپ ﷺ کے بارے ہمیں بتایا تھا۔''

اور اب انکار کر رہا ہے، اس نے کہا: یہ وہ نہیں، یعنی میں وہ نبی یہودیوں میں سے خیال کرتا تھا یہ قریش میں سے ہے۔ کیوں نہیں......! یہ درست ہے یہ مین نے ہی بتایا تھا لیکن یہ وہ نہیں جو میں سمجھتا تھا اس لیے میں نے انکار کر دیا۔ (1)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ مدینہ منورہ جب تشریف لا رہے تھے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے سوار تھے اور ابوبکر معروف تھے اور شیخ دکھائی دیتے تھے جب کہ نبی ﷺ ابھی

---

(1) **سندہ صحیح:** سیرت ابن ہشام: 38/2، احمد: 15841، حاکم: 471/3

تحقیق الحدیث: صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف زہری، ابوعمران المدنی ثقہ ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقہ شمار کیا ہے بخاری اور مسلم نے اس کی ایک ہی حدیث بیان کی ہے جو کہ ابوجہل کے قتل والے واقعہ والی ہے۔ عجلی کہتا ہے: یہ مدنی ہے اور ثقہ تابعی ہے اور حسن بن زید بن حسن بن علی جو ہے یہ سب سے افضل ہے۔ (تہذیب التہذیب: 4/332) اور محمود بن لبید صحابی ہے۔

Marfat.com

جوان دکھائی دیتے تھے اور پہچانے نہ جاتے تھے جو آدمی بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملتا وہ کہتا: اے ابوبکر! جو تمہارے آگے سوار ہے یہ کون ہے؟ وہ کہتے: یہ میرا رہنما ہے۔ وہ یہ سمجھتا کہ یہ راستے کی رہنمائی کر رہا ہے لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خیر کا رہنما مراد لیتے تھے۔ اسی دوران سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مڑ کر دیکھا تو ایک گھڑسوار ان کے قریب آ چکا ہے۔ کہا: اے اللہ کے رسول! یہ گھڑسوار ہمارے بالکل قریب آن لگا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے مڑ کر دیکھا تو کہا: اَللّٰهُمَّ اصْرَعْهُ ''اے میرے اللہ! اسے گرادے''۔ گھوڑے نے اسے گرادیا، پھر وہ گھوڑا ہنہناتے ہوئے کھڑا ہوا تو اس گھڑسوار نے کہا: اے اللہ کے نبی! جو آپ کا حکم ہو میں کرنے پر آمادہ ہوں۔ فرمایا:

فَقِفْ مَكَانَكَ لَا تَتْرُكَنَّ أَحَدًا يَّلْحَقْ بِنَا

''اپنی جگہ پر ٹھہر جاؤ! کسی کو ہمارے قریب نہ آنے دینا۔''

اللہ کی قدرت کا عجیب منظر ہے یہ شخص دن کے شروع میں نبی ﷺ کو ختم کرنے کا عزم لیے دوڑتا آ رہا ہے لیکن دن کے آخر میں آپ ﷺ کا مسلح محافظ بن جاتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ حرہ کی ایک جانب اترتے ہیں اور انصار کو پیغام بھیجتے ہیں وہ نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آتے ہیں اور مسلح ہو کر ان دونوں کو اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ مدینہ میں شور برپا ہو گیا کہ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ اللہ کے نبی آ گئے! اللہ کے نبی آ گئے! تو لوگ نظریں اٹھا اٹھا کر آپ ﷺ کو دیکھنے لگے اور ہر زبان پہ یہ جاری تھا اللہ کے نبی آ گئے، اللہ کے نبی آ گئے۔ آپ ﷺ پُر وقار رفتار میں چلتے آ رہے ہیں اور ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے پہلو میں اترتے ہیں، ادھر آپ ﷺ ان کے گھر میں اترے ہی تھے اِدھر عبداللہ بن سلام نے سن لیا کہ آپ ﷺ مدینہ میں تشریف لا چکے ہیں وہ اپنے گھر کے نخلستان میں اہل خانہ کے لیے کھجوریں اتار رہے تھے انہوں نے جتنا پھل گھر والوں کے لیے اتارا تھا جلدی سے وہ بھی ساتھ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ انہوں نے اللہ کے نبی کی گفتگو سنی اور بعد ازاں اپنے گھر لوٹ آئے، اس کے بعد نبی ﷺ نے پوچھا: ہمارے قریب ترین کس کا گھر ہے......؟ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَنَا يَانَبِيَّ اللّٰهِ هٰذِهٖ دَارِيْ وَهٰذَا بَابِيْ

''اے اللہ کے نبی! میں ہوں جس کا گھر قریب تر ہے، یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ابوایوب! جائیں میرے لیے قیلولہ کا انتظام کریں، جب قیلولہ کا بندوبست ہوا

Marfat.com

تو عرض کی: حضرت دونوں اٹھیں! اور اللہ کی برکت سے آرام فرمائیں، اسی حدیث میں یہ تفصیل ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کی آمد کے بعد آپ ﷺ کے پاس عبداللہ بن سلام آئے اور پکار اٹھے:

أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ وَأَنَّكَ جِئْتَ بِالْحَقِّ

''میں گواہی دیتا ہوں یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ حق لے کر آئے ہیں۔''

زفر قبیلہ جانتا ہے کہ میں ان کا سردار ہوں اور ان کے سردار کا بیٹا ہوں اور ان میں سے سب سے زیادہ علم والا ہوں اور ان کے بڑے عالم کا لختِ جگر ہوں۔

فَادْعُهُمْ فَسْأَلْهُمْ عَنِّيْ قَبْلَ أَنْ يَّطَّلِعُوا أَنِّيْ قَدْ أَسْلَمْتُ

''انہیں بلائیں انہیں میرے اسلام لانے کا علم ہونے سے پہلے ان سے میرے متعلق دریافت فرمائیں کہ میں کیسا ہوں؟''

کیونکہ اگر انہیں میرے اسلام لانے کا علم ہوا تو میرے متعلق بہت برے تاثرات بیان کریں گے، یہ بہتان بازی کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کو پیغام بھیجا وہ آئے اور آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گئے ان سے رسول اکرم ﷺ نے کہا: يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ وَيْلَكُمْ اِتَّقُوا اللهَ ''اے گروہِ یہود! افسوس ہے اللہ سے ڈرو! فَوَاللهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ اس اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی ہے۔

إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ حَقًّا وَأَنِّيْ جِئْتُكُمْ بِحَقٍّ فَأَسْلِمُوْا

''بے شک تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسولِ برحق ہوں اور میں تمہارے پاس حق ہی لے کر آیا ہوں، لہٰذا اسلام قبول کرلو۔''

انہوں نے کہا: ہم نہیں جانتے۔ یہ جواب انہوں نے تین مرتبہ رسول اکرم ﷺ کو دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا تم یہ بتاؤ فَأَيُّ رَجُلٍ فِيْكُمْ عَبْدُاللهِ بْنُ سَلَامٍ ''عبداللہ بن سلام تم میں کیسا آدمی ہے؟ انہوں نے کہا: وہ تو ہمارا سیّد ہے، ہمارے سیّد کا نورِ نظر ہے، ہمارا بہت بڑا عالم ہے اور ہمارے بہت بڑے عالم کا بیٹا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے بتاؤ اگر وہ اسلام لے آئے تو درست ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ اسے بچائے وہ کیوں اسلام لائے گا۔ یہ بات آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین مرتبہ دہرائی اور انہوں نے تین بار یہی جواب دیا: اللہ اسے

Marfat.com

بچائے۔آپ ﷺ نے فرمایا: یَابْنَ سلام اُخْرُجْ عَلَیہِمْ ''ابن سلام ان کے سامنے نمایاں ہوکر آؤ'' وہ نمودار ہوئے تو انہوں نے بھی وہی الفاظ دہرائے جو رسول اکرم ﷺ نے فرمائے تھے کہ گروہِ یہود! آپ اللہ کے سچے نبی ہیں مجھے اس معبودِ واحد کی قسم......! آپ سچ لے کر آئے ہیں اور یہ تم جانتے ہو۔انہوں نے کہا: عبداللہ تم جھوٹ کہتے ہو۔اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے یہودیوں کو وہاں سے باہر نکال دیا۔ ❶

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام نے نبی ﷺ کی آمد کا سنا کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے ہیں وہ اپنی زمین سے پھل اتار رہے تھے وہ چھوڑ کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے کہا:

إِنِّیْ سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا یَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِیٌّ

''میں آپ سے تین چیزوں کے متعلق سوال کروں گا انہیں سوائے نبی کے اور کوئی نہیں جانتا''

① ...... فَمَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ قیامت کی سب سے اوّل علامت کیا ہے؟

② ...... وَمَا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اور اہل جنت کا سب سے پہلا کھانا کیا ہے؟

③ ...... وَمَا یَنْزِعُ الْوَلَدَ إِلَى أَبِیْهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ بچہ اپنے باپ یا ماں کی شکل پر کیسے کھنچ جاتا ہے؟

نبی ﷺ نے فرمایا: میں ان کے جواب دیتا ہوں ابھی جبریل علیہ السلام نے مجھے بتائے ہیں۔

کہا: ہاں وہ تو یہودیوں کا دشمن فرشتہ ہے۔آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ❷

''جو جبریل کا دشمن ہے (اس کا اللہ دشمن ہے) بے شک اس نے آپ کے دل پر اللہ کے حکم سے وحی اتاری ہے۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے سوالات کے جواب دیئے۔فرمایا: ① قیامت کی پہلی نشانی یہ ہے:

فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ

''ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف اکٹھا کرے گی۔''

② اہل جنّت کا سب سے پہلا کھانا مچھلی کے جگر کی زائد چیز ہوگی جو انہیں بطورِ پہلی مہمانی دی جائے گی۔

③ جب آدمی کا آبِ جوہر عورت کے آبِ جوہر پر غالب آتا ہے تو بچہ ادھر رگ مار جاتا ہے اور جب

❶ بخاری: 3911

❷ البقرہ: 97

Marfat.com

عورت کا آبِ جوہر غالب آتا ہے تو عورت کی رگ مار جاتا ہے شکل وصورت اور جنس یوں رگ مارتی ہے۔ عبداللہ بن سلام پکار اٹھے:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

''میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں۔''

اس کے بعد کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! یہود بڑی بہتان باز قوم ہے۔ اگر آپ ان سے اس وقت پوچھیں گے جب انہیں میرے مسلمان ہونے کا علم ہوا تو یہ مجھ پر بہتان تراشی کریں گے، لہٰذا اس سے پہلے میری ان سے تحقیق کر لیں۔ آپ ﷺ کے پاس یہودی آئے تو نبی ﷺ نے ان سے پوچھا: عبداللہ بن سلام کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: وہ بہترین ہے ہمارے بہترین کا بیٹا ہے، ہمارا سیّد ہے اور ہمارے سیّد کا بیٹا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ مسلمان ہو جائے تو؟ کہنے لگے: أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذَالِكَ اس سے اللہ کی پناہ، اس کے بعد عبداللہ کمرے سے باہر آ گئے اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پکارنے لگے۔ یہود وہیں کہنے لگے: یہ بھی برا ہے اس کا باپ بھی برا تھا انہوں نے بہت زیادہ نقائص بیان کیے۔ حضرت عبداللہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہی بات تھی جس کا مجھے اندیشہ تھا۔ (1)

سیّدہ ام المومنین صفیہ بنتِ حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے میرے باپ بہت زیادہ پیار کرتے تھے اور میرے چچا ابو یاسر کو بھی مجھ سے بہت پیار تھا جب میں اپنے دوسرے بہن بھائیوں کے ساتھ باپ سے ملتی یا چچا کے جو اپنے بچے تھے ان کے ساتھ چچا سے ملتی تو یہ انہیں چھوڑ کر مجھے اٹھاتے تھے۔ سیّدہ فرماتی ہیں: رسول اکرم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو قبا میں بنو عمرو بن عوف قبیلہ میں آپ ﷺ اُترے تو میرے باپ حیی بن اخطب اور میرے چچا ابو یاسر بن اخطب صبح اندھیرے ہی آپ کے پاس گئے اور جب آفتاب غروب ہوا تو وہاں سے واپس لوٹے تو ان کی طبیعت میں ناراضی اور سستی جھلکتی تھی اور جسم میں گراوٹ تھی اور بڑی ہی مدہم چال چلتے ہوئے آئے۔ جب وہ آئے تو میں اسی ہشاش بشاش اور خوش باش انداز سے ان کی طرف لپکی جس طرح میں کیا کرتی تھی لیکن وہ اتنا زیادہ غم سے نڈھال تھے کہ نہ میرے ابا نے نہ ہی چچا نے کسی نے بھی میری طرف توجہ ہی نہ دی میں نے اپنے چچا ابو یاسر سے سنا وہ میرے ابا جان حیی بن اخطب سے کہنے لگے: کیا یہی وہ پیغمبر ہے؟ اس نے کہا: پھر سوچ لو کیا تم نے اچھی طرح پہچان کر لی ہے اور تحقیق کر لی ہے کہ یہ وہی ہے میرے ابا جان نے کہا: ہاں! بالکل وہی ہے۔ اب اس کے بارے میں تمہارے دلی جذبات کیا ہیں؟ ابا نے کہا: عَدَاوَتُهُ وَاللّٰهِ مَا بَقِيْتُ واللہ! جب

(1) بخاری: 4480

Marfat.com

تک زندگی ہے اس سے عداوت رکھوں گا۔ [1]

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ آمد کا باعث

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے اپنی داستانِ حیات خود اپنی زبانی بیان کیجیے اب انہوں نے اپنی زندگی کے صفحات یوں الٹنا شروع کیے کہنے لگے: میں فارس کا رہنے والا ایک آدمی تھا جو اصفہان کی ایک بستی جس کا نام (جے) تھا وہاں کا رہائشی تھا میرا باپ اپنی بستی کا دہقان تھا وَكُنْتُ أَحَبَّ خَلْقِ اللهِ إِلَيْهِ میں اپنے ابا جان کو ساری دنیا سے زیادہ پیارا تھا اسی محبّت کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے مجھے گھر میں یوں پابند کر رکھا تھا جیسا کہ لڑکی کو پابند کیا جاتا ہے۔

فَاجْتَهَدتُ فِي الْمُجُوْسِيَّةِ حَتّٰى كُنْتُ قَاطِنَ النَّارِ أُوْقِدُهَا لَا أَتْرُكُهَا تَخْبُوْ سَاعَةً

''میں نے مجوسیت میں اتنی جدوجہد کی کہ میں اس کے آتشکدہ کا بڑا نگران بن گیا میں آگ فروزاں کیے رکھتا تھا اسے بجھنے نہ دیتا تھا۔''

میرے ابا جان بہت بڑے جاگیردار تھے وہ ایک دن مصروف تھے مجھ سے کہنے لگے:

يَا بُنَيَّ إِنِّيْ قَدْ شُغِلْتُ هٰذَا الْيَوْمَ عَنْ ضَيْعَتِيْ إِذْهَبْ إِلَيْهَا فَطَالِعْهَا

''پیارے بیٹے! آج میں کسی کام کی وجہ سے مصروف ہوں میں جاگیر کی خبر گیری پر نہیں جاسکتا تم جاؤ اور اس کے احوال دیکھ آؤ۔''

اور مجھے مزید احکام بھی دیئے کہ یہ یہ کام وہاں کرنا اور ساتھ ہی کہا:

لَا تَحبِسْ عَلَيَّ فَإِنَّكَ إِنِ احْتَبَسْتَ عَلَيَّ كُنْتَ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ضَيْعَتِيْ وَشَغَلْتَنِيْ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ

---

[1] **سندہ قوی:** سیرت ابن اسحٰق: 52/3، بیہقی: 533/2، ابونعیم

تحقیق الحدیث: اس میں ابن اسحٰق کے شیخ کے شیخ میں جہالت ہے۔ جس کا نام عبداللہ بن ابوبکر ہے۔ اس شیخ کا نام ابونعیم نے ذکر کیا ہے جو کہ عبداللہ بن ابوبکر کا دادا ہے اس کا نام محمد بن عمرو بن حزم ہے اس کے لیے نبی ﷺ کا دیدار ثابت ہے لیکن حدیث صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سنی ہے۔ اس کا پوتا صغیر تابعی ہے یہ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 1 192,40، بیہقی: 532/2) میں اس کا زہری سے شاہد بھی موجود ہے۔ اس سے یہ جہالت نہ رہی۔

Marfat.com

”بیٹا جی! یہ یاد رکھنا اپنے کام سے فراغت کے بعد جلدی واپس آجانا دیر نہ لگانا اگر تم نے دیر لگائی تو یہ میری جاگیر سے بھی زیادہ میرے لیے روح فرسا معاملہ ہوگا، بس اس سے میری ہر فکر ختم ہو جائے گی صرف تمہاری فکر ہی سوار ہوگی۔“

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں جاگیر کی خبر گیری کے لیے جا رہا تھا کہ میرا گزر عیسائیوں کے ایک گرجا گھر سے ہوا، میں نے سنا کہ اس میں لوگ نماز و مناجات کر رہے ہیں، میں نے ان کی آوازیں سنیں مجھے یہ نہ پتہ تھا کہ لوگوں میں کیا حالات ہیں کیونکہ میرے اباجان نے بہت دیر سے مجھے گھر میں محبوس کر رکھا تھا۔ قید سے رہائی کی وجہ سے مجھے لوگوں سے ملنے کا شوق بھی تھا۔ جب میں نے ان کی آوازیں سنیں تو میں ان کے گرجا گھر میں گیا کہ دیکھوں یہ کیا کر رہے ہیں۔

میں نے جب انہیں دیکھا تو انکی نماز مجھے بہت پسند آئی مجھے اس میں کافی دلچسپی پیدا ہوئی میں نے کہا: جس دین میں ہم ہیں یہ اس سے بہتر ہے میں انہی کے پاس رہا حتّٰی کہ آفتاب غروب ہو گیا میں نے باپ کی جاگیر کی بھی کچھ خبر نہ لی۔ میں نے ان سے پوچھا: أَيْنَ أَصْلُ هٰذَا الدِّيْنِ؟ ”اس دین کی اصل کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: شام میں ایک آدمی ہے وہ اس کی بنیاد ہے۔ میں جب اپنے اباجان کے پاس آیا تو انہوں نے میری جستجو میں آدمی بھیج رکھے تھے اور وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر صرف میرے بارے میں فکر مند تھے۔ میں آیا تو کہنے لگے: بیٹے تم کہاں تھے میں نے تمہیں سخت تاکید کی تھی تم نے پھر وہی کیا جس سے میں ڈرتا تھا۔ میں نے کہا: میں گرجا گھر میں بیٹھے لوگوں کے پاس سے گزرا وہ اس میں نماز پڑھ رہے تھے میں ان کے پاس گیا اور ان کے پاس ہی رہا وہ نماز پڑھتے رہے میں غروب آفتاب تک ان کے پاس ہی رہا۔ میرے اباجان نے کہا:

أَيْ بُنَيَّ لَيْسَ فِيْ ذَالِكَ الدِّيْنِ خَيْرٌ دِيْنُكَ وَ دِيْنُ اٰبَائِكَ خَيْرٌ مِّنْهُ

”بیٹے! یہ دین کچھ نہیں تیرا اور تیرے آباؤ اجداد کا دین اس سے بہتر ہے۔“

اس کے بعد میرے اباجان نے مجھے گھر میں نظر بند کر دیا۔ میں نے عیسائیوں کو پیغام بھیجا جب تمہارے پاس شام سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے بتا دینا، ان کے پاس شام کے تاجروں کا ایک قافلہ آیا جو عیسائی تھا انہوں نے مجھے بتا دیا میں نے ان سے کہا: جب یہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد واپس جانا چاہیں تو مجھے اطلاع کرنا، انہوں نے جب واپس جانا چاہا کہ اپنے علاقے میں لوٹیں تو انہوں نے مجھے اطلاع کر دی کہ یہ قافلہ جا رہا ہے۔ میں نے پاؤں کی زنجیر پاؤں سے نکال کر دور کر دی اور ان کے ساتھ نکل کھڑا ہوا اور شام پہنچ گیا۔ میں نے وہاں جا کر پوچھا کہ

Marfat.com

یہاں اس دین کا عالم و فاضل کوئی ہے تو مجھے بتاؤ؟ انہوں نے کہا: کنیسہ میں ایک پادری ہے وہ عالم فاضل ہے میں اس کے پاس آیا اور میں نے کہا: إِنِّيْ قَدْ رَغِبْتُ فِي هٰذَا الدِّيْنِ مجھے تمہارے اس دین میں رغبت پیدا ہوئی ہے، میری خواہش ہے میں اس کنیسہ میں رہ کر آپ کی خدمت کروں اور میں آپ سے علم سیکھوں اور آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے یہاں رہو، میں اس کے ساتھ رہنے لگا۔ وہ بہت ہی برا آدمی تھا، صدقہ کی ترغیب دیتا جب لوگ اس کے پاس مال جمع کراتے تو اسے اپنے لیے ذخیرہ کر لیتا کسی کو ایک پائی بھی نہ دیتا تھا اس نے سونے اور چاندی سے مٹکے بھر لیے۔ اس کی اس کرتوت سے مجھے شدید نفرت ہوئی، وہ مر گیا عیسائی اسے دفن کرنے کے لیے جمع ہوئے تو میں نے انہیں بتایا کہ بہت برا آدمی تھا تمہیں صدقہ کرنے کا حکم دیتا اور اس کی رغبت دیتا جب تم صدقہ لاتے تو یہ اپنے لیے خزانہ کر لیتا تھا یہ کسی دوسرے کو نہ دیتا تھا نہ ہی کسی مسکین کو دیتا تھا انہوں نے کہا: تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا؟ میں نے کہا: میں تمہیں اس کا خزانہ بتا دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا: بتاؤ! میں نے انہیں بتایا تو انہوں نے سونا و چاندی نکالا یہ دیکھ کر انہوں نے کہا:

وَاللهِ! لَا تَدْفِنُوْهُ أَبَدًا فَصَلَبُوْهُ ثُمَّ رَجَمُوْهُ بِالْحِجَارَةِ

''اسے ہرگز دفن نہ کرو، انہوں نے اسے سولی پر لٹکا دیا اور پتھروں سے رجم کیا۔''

وہاں ایک اور آدمی تھا انہوں نے اسے اس کی جگہ پادری مقرر کر دیا یہ بہت ہی افضل آدمی تھا نمازیں پڑھتا تھا

أَزْهَدَ فِي الدُّنْيَا وَلَا أَرْغَبَ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا أَدْأَبَ لَيْلًا وَّنَهَارًا مِّنْهُ

''اور زاہد تھا آخرت کی فکر میں مگن تھا اور شب و روز اچھی عادات کا متلاشی تھا۔''

مجھے اس سے بہت زیادہ پیار ہوا۔ میں نے کافی وقت اس کے ساتھ گزارا، اس کی موت کا وقت قریب ہوا تو میں نے اس سے کہا: میں تمہارے ساتھ تھا اور مجھے آپ سے شدید محبت ہوئی ہے آپ سے پہلے اتنی کسی سے نہیں ہوئی، اب آپ پر حکم الٰہی آ چکا ہے اب مجھے کیا حکم ہے اور مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہو؟ اس نے کہا: بیٹے! مجھے کوئی ایسا نظر نہیں آ رہا جس پر میں تھا کوئی اور اس پر ہو۔ لوگ ہلاک ہو گئے اور یہ بدل چکے ہیں اور انہوں نے اپنے مذہب کو چھوڑ دیا ہے صرف موصل میں ایک آدمی ہے جس دین پر میں تھا وہ اس پر قائم ہے اس سے ملو۔ جب وہ فوت ہوا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں موصل والے پادری سے جا ملا اور میں نے اس سے کہا: اے پادری صاحب! فلاں بزرگ نے مجھے موت سے پہلے حکم دیا تھا کہ میں آپ سے ملوں، اس لیے میں آپ کے پاس حاضر ہوا

Marfat.com

ہوں اور اس نے بتایا تھا کہ جو اس کا دین ہے آپ بھی اسی دین پر ہیں۔ اس نے کہا: میرے پاس رہو۔ میں اس کے پاس رہا میں نے اسے بھی بہت ہی نیک انسان پایا یہ بھی اپنے پیشرو کے دین پر تھا کچھ دیر بعد یہ بھی فوت ہو گیا وفات سے پہلے میں نے اس سے کہا: جناب عالی! پہلوں نے تو مجھے وصیت کی تھی کہ آپ سے ملوں اب آپ پر وقتِ موعود آرہا ہے اور حکم الٰہی پہنچ رہا ہے فَاِلٰی مَنْ تُوْصِیْ بِیْ وَمَا تَأْمُرُنِیْ؟ اب آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں اور مجھے کیا حکم دیتے ہیں انہوں نے کہا: بیٹے جس دین پر میں تھا میرے علم میں اس پر کوئی نہیں صرف نصیبین میں ایک آدمی ہے اس سے ملو اور اس کا نام بتا دیا۔

جب فوت ہوا اور دفن ہوا تو میں نصیبین والے آدمی کے پاس آیا اور جو مرنے والے صاحب نے کہا تھا میں نے اسے بتایا۔ اس نے بھی کہا: میرے پاس ٹھہرو۔ میں اس کے پاس ٹھہرا تو وہ بھی اپنے پیشروؤں کی مانند اچھا انسان تھا کچھ دیر ہی گزری تھی وہ بھی فوت ہوا۔ اس کی وفات سے پہلے میں نے کہا: فلاں فلاں نے مجھے جہاں حکم دیا میں اس کے مطابق وہاں پہنچ گیا اب آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم دیتے ہیں؟ اس نے کہا: بیٹے! اب میرے علم میں کوئی بھی ایسا آدمی نہیں جس کے پاس تجھ کو جانے کا حکم دوں صرف روم کی سرزمین عموریہ میں ایک آدمی ہے اس کا دین بھی وہی ہے جو ہمارا ہے جب یہ بھی فوت ہوا اسے دفن کیا گیا تو میں عموریہ والے صاحب سے ملا اور اسے اپنا سارا معاملہ بتایا۔ اس نے کہا: میرے پاس رہو میں نے اسے بھی پہلے دو ساتھیوں کی سیرت پر پایا اور انہی کا ہم مذہب تھا جن پر یہ کاربند تھا۔ یہاں میں نے ذریعہ معاش بھی اختیار کیا حتی کہ کچھ گائیں اور بکریاں جمع کر لیں، پھر اس کے پاس بھی پیغام الٰہی آیا میں نے اس کی وفات سے پہلے اس سے کہا: میں ان ان صاحبوں کے ساتھ رہا ہوں وہ مجھے اگلوں کے پاس جانے کا حکم دیتے رہے آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم دیتے ہیں......؟ اس نے کہا:

وَاللهِ ! مَا أَعْلَمُ أَصْلَحَ لَكَ عَلٰى مَا كُنَّا عَلَيْهِ أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ أُمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَهُ

"واللہ! اب ایسا کوئی بھی انسان نہیں جو تمہارے لیے مناسب ہو کہ میں اس کے پاس جانے کا تمہیں حکم دوں اور ایسا بھی کوئی نہیں جو ہمارے دین کے اوپر ہو۔"

لٰكِنْ قَدْ أَظَلَّكَ زَمَانُ نَبِيٍّ هُوَ مَبْعُوْثٌ بِدِيْنِ إِبْرَاهِيْمَ ، يَخْرُجُ بِأَرْضِ الْعَرَبِ ، مُهَاجِرًا إِلٰى أَرْضٍ بَيْنَ حَرَّتَيْنِ ، بِهِ عَلَامَاتٌ لَا تَخْفٰى ، يَأْكُلُ الْهَدِيَّةَ وَلَا يَأْكُلُ الصَّدَقَةَ ، بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ

Marfat.com

''تاہم یہ بات ہے کہ آخر الزماں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد قریب ہے یہ نبی دین ابراہیم لے کر مبعوث ہوگا، اور وہ سرزمین عرب میں ظہور پذیر ہوں گے اور گرم پتھروں والی زمین میں ہجرت کریں گے، ان کی نبوت کی نمایاں علامات ہیں، ھدیہ کھائیں گے صدقہ نہ کھائیں گے اور ان کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت لگی ہوگی۔''

اگر برخوردار آپ اس علاقہ میں جاسکیں تو ایسا کرلو یہ بتا کر ان کی بھی موت واقع ہوئی۔ انہیں دفن کیا گیا بعد میں میں عموریہ میں رہا جب تک اللہ نے چاہا میں وہیں رہا۔ میرے قریب سے ایک وفد گزرا جو بنوکلب میں سے تھا یہ تاجر تھے میں نے ان سے کہا: مجھے سرزمینِ عرب تک سوار کرلو اس کے عوض میں تمہیں اپنی گائیں اور بکریاں دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے میں نے انہیں یہ جانور دے دیئے تو وہ مجھے سوار کر کے لے آئے حتی کہ وادی قریٰ میں پہنچے تو انہوں نے مجھ پر ستم ڈھایا اور ایک یہودی کے ہاتھ مجھے فروخت کردیا اب میں اس کے پاس رہنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ یہاں کھجوریں ہیں تو میں نے امید کی کہ ہوسکتا ہے یہی وہ سرزمین ہو جس میں میرے صاحب نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت گاہ بتائی تھی تاہم میرا دل اچھی طرح مطمئن نہ تھا یہی جگہ ہے یا اور جگہ ہے اسی دوران کہ میں یہودی کے پاس تھا کہ اسے ملنے کے لیے اس کے چچا کا بیٹا آیا جو بنوقریظہ میں سے تھا اس نے اس یہودی سے مجھے خریدا اور مدینے لے آیا۔

وَاللهِ! مَا هُوَ إِلَّا رَأَيْتُهَا عَرَفْتُهَا بِصِفَةِ صَاحِبِىْ لِىْ

''میں نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہی ہجرت گاہ ہے کیونکہ میرے صاحب نے مجھے بتادیا تھا۔''

میں وہاں ٹھہرا۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا آپ مکہ میں قیام پذیر رہے لیکن غلامی کی وجہ سے مجھے اس کا علم نہ ہوسکا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوچکے ہیں۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منوّرہ کی جانب ہجرت کی تو میں اپنے آقا کی کھجور پر کام کررہا تھا اور میرا آقا نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے چچا کا بیٹا آیا اور اس کے پاس ٹھہرا اور کہا:

قَاتَلَ اللهُ بَنِىْ قَيْلَةَ وَاللهِ! إِنَّهُمْ لَمُجْتَمِعُوْنَ عِنْدَ رَجُلٍ قَدِمَ عَلَيْهِمْ مِنْ مَكَّةَ الْيَوْمَ يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُ نَبِيٌّ

''اللہ تعالیٰ بنوقیلہ، یعنی انصار کو مارے وہ ابھی ایک ایسے آدمی کے پاس اکٹھے ہوئے ہیں جو مکہ سے آیا ہے اور ان کا خیال ہے کہ وہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔''

Marfat.com

جب میں نے یہ بات سنی تو میں مسرّت وفرحت سے لبریز ہو گیا حتی کہ میں اتنا زیادہ خود سے بے قابو ہوا کہ خوف تھا کہ میں فرطِ جذبات سے اپنے آقا پر ہی نہ گر پڑوں۔ میں درخت سے نیچے اترا اور اس یہودی کے چچا کے بیٹے سے کہا: تم کیا کہہ رہے ہو؟ یہ سن کر میرا آقا غصے میں آ گیا اور مجھے سخت ترین تھپڑ رسید کیا اور مجھ سے کہنے لگا: تجھے کیا! چلو اپنا کام کرو! میں نے کہا: نہیں مجھے تو کوئی دلچسپی نہیں میں تو ویسے ہی پوچھنے لگ گیا تھا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔ میں نے یہ کہہ کر بات ٹال دی تاہم میرے پاس کچھ چیزیں تھیں میں نے انہیں اکٹھا کیا جب شام ہوئی تو میں نے وہ کھجوریں لیں اور رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، آپ ﷺ اس وقت قباء میں تھے جب میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو میں نے عرض کی کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ ایک صالح آدمی ہیں اور آپ کے ساتھ کچھ غرباء ہیں اور حاجت مند ہیں

هٰذَا شَيْءٌ كَانَ عِنْدِيْ صَدَقَةٌ فَرَأَيْتُكُمْ أَحَقَّ بِهِ مِنْ غَيْرِكُمْ

''تو یہ میرے پاس کچھ چیزیں ہیں جو بطورِ صدقہ ہیں میں نے سوچا تھا کہ دوسروں کی بہ نسبت آپ کے ساتھی ان کے زیادہ حقدار ہیں۔''

اور ساتھ میں نے وہ چیزیں آپ ﷺ کے سامنے پیش کر دیں۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: کھائیں اور خود نہ کھائیں۔ یہ دیکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا: یہ ایک علامت تو پوری ہوئی۔ اس کے بعد میں واپس چلا گیا۔ میں نے کچھ چیزیں جمع کیں آپ ﷺ کے پاس آیا اس وقت آپ ﷺ قباء سے مدینے میں تشریف لا چکے تھے میں نے آپ ﷺ سے کہا: میں نے دیکھ لیا ہے کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ یہ ہدیہ ہے جو آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا اعزاز حاصل کر رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے اسے کھایا اور اپنے ساتھیوں کو بھی کھانے کا حکم دیا انہوں نے بھی کھایا۔ یہ دیکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا یہ دونوں علامات پوری ہوئیں۔ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ کے پاس جب آیا تو آپ بقیع الغرقد تشریف فرما تھے آپ ﷺ اپنے ایک صحابی کی نمازِ جنازہ میں شریک تھے آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے میں نے سلام کیا اور آپ ﷺ کی کمر کے پیچھے ہو لیا کہ دیکھوں مہر نبوت ہے کہ نہیں ہے جو کہ میرے صاحب نے بتائی تھی۔

رسول اکرم ﷺ نے جب دیکھا کہ میں آپ ﷺ کی کمر کے پیچھے ہوا ہوں تو آپ ﷺ بھانپ گئے کہ میں کسی معاملے کی تحقیق کر رہا ہوں جو مجھے کسی نے بتایا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے مبارک کندھے سے چادر ہٹائی

Marfat.com

تو میں نے مہر نبوت دیکھی اور پہچان لیا کہ آپ ﷺ ہی آخر الزمان پیغمبر ہیں۔ فَاکْبَبْتُ عَلَیْہِ اُقَبِّلُہٗ وَأَبْکِیْ میں آپ ﷺ پر اوندھا ہو گیا اور مہر نبوت چومنے لگا اور فرطِ مسرّت سے آبدیدہ ہو گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: آگے آجاؤ! میں آگے آکر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ اور اے ابن عباس......! جس طرح میں نے آپ سے روئداد زندگی بیان کی ہے آپ ﷺ سے وہ ساری داستان رنج والم بیان کی تو آپ ﷺ نے یہ مناسب تصور کیا کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی میری زندگی کے یہ نشیب وفراز سنیں تو میں نے یہ انہیں بھی سنائے۔

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غلامی میں ہونے کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جنگِ بدر اور اُحد میں بھی شریک نہ ہو سکا۔ رسول اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: سلمان اپنے آقا سے مکاتبت کر لو یعنی آزادی کی قسطیں طے کر لو۔ یہ کہتے ہیں: میں نے اپنے آقا سے (300) کھجوروں کے درخت لگا دینے اور انہیں بڑا کر کے دینے کے بعد آزادی پر سودا طے کیا اور ساتھ (40) اوقیہ یعنی (1600) درہم بھی دینے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کہا: أَعِینُوْا أَخَاکُمْ اپنے بھائی کی اعانت کرو۔ انہوں نے اعانت کی کسی نے (30) درخت دیئے، کسی نے (20) دیئے کسی نے (15) درخت دیئے کسی نے (10) دیئے ہر آدمی نے اپنی بساط کے مطابق تعاون کیا حتی کہ (300) درخت اکٹھے ہو گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے کہا: اے سلمان جاؤ۔ جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گا اور میں درخت خود اپنے ہاتھ سے لگاؤں گا۔ میں نے ساتھیوں کے تعاون سے درختوں کی قلمیں بنائیں حتی کہ میں جب فارغ ہوا تو آپ ﷺ کو اطلاع دی تو رسول اکرم ﷺ میرے ساتھ نکلے ہم آپ کو قلمیں دیتے جاتے تھے اور رسول اکرم ﷺ انہیں اپنے دستِ مبارک سے لگاتے جاتے تھے۔ ہم فارغ ہو گئے۔

فَوَالَّذِیْ نَفْسُ سَلْمَانَ بِیَدِہٖ مَا مَاتَ مِنْھَا نَخْلَۃٌ وَّاحِدَۃٌ

''اس ذات کی قسم......! سلمان کی جان جس کے ہاتھ میں ہے ان میں سے ایک کھجور بھی ناکارہ نہ ہوئی۔''

میں نے کھجوریں تو ادا کر دیں مال کی قسط باقی تھی۔ وہ یوں ادا ہوئی کہ مرغی کے انڈے کے برابر ایک غزوہ سے رسول اکرم ﷺ کے پاس سونا آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ قسطوں والا کدھر ہے؟ مجھے بلایا گیا فرمایا:

خُذْ ھٰذِہٖ فَأَدِّ بِھَا مَا عَلَیْکَ یَا سَلْمَانُ !

''سلمان! یہ لو اور جو تمہارے ذمہ مال ہے وہ ادا کرو۔''

Marfat.com

میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ میرے کس کام آئے گا؟ یہ میری قیمت پوری نہ کر سکے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے پکڑو تو سہی اللہ اسے ادائیگی کے قابل کردے گا میں نے اس کا وزن کیا تو وہ (40) اوقیہ کے برابر ہوا۔ میں نے اپنے آقا کا مال پورا ادا کر دیا اور آزاد ہو گیا اور میں غزوۂ خندق میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ شریک ہوا اس کے بعد میرا ایک غزوہ بھی فوت نہیں ہوا۔ ہر غزوہ میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک رہا۔ [1]

✡ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دس سے اوپر آقاؤں کے زیر اثر زندگی گزاری تھی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کاشانۂ نبوت میں

✡ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میری شادی نبی ﷺ سے جب ہوئی تو میں چھ برس کی تھی۔ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو بنو حارث بن خزرج میں اترے۔ مجھے سخت بخار ہوا جس کی وجہ سے میرے بال جھڑ گئے اور گردن کے اوپر تک رہ گئے۔ میرے پاس میری امی ام رومان آئیں اور میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی۔ انہوں نے مجھے آواز دی میں امی کے پاس آئی مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ امی کا مجھے بلانے کا کیا مقصد ہے۔ امی جان نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھر کے دروازے پر کھڑا کیا میری سانس پھولی ہوئی تھی، اب کچھ پرسکون ہوئی تو امی جان نے پانی لیا جس کے ساتھ میرا چہرہ دھویا اور سر دھویا اور مجھے گھر کے اندر لے گئیں میں نے دیکھا کہ کچھ انصاری خواتین بھی گھر میں موجود ہیں اور وہ یہ گنگنا رہی ہیں:

عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلٰى خَيْرِ طَائِرٍ

"خیر و برکت ہو اور مقدر اچھے ہوں۔"

میری امی جان نے مجھے ان انصاری خواتین کے سپرد کر دیا، انہوں نے مجھے سنوارا اور میری حالت اچھی کی،

فَلَمْ يَرُعْنِيْ إِلَّا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى

---

[1] **سنده صحيح :** بزار: 6/462، ابن اسحٰق، احمد: 23737، طبقات: 4/75

تحقيق الحديث: عبداللہ بن ادریس، محمد بن اسحٰق، عاصم بن عمر بن قتادہ بن نعمان اوسی انصاری، ابوعمر مدنی ثقہ ہے اور مغازی کا عالم ہے اور محمود بن لبید صحابی ہیں۔ رحمہم اللہ (بخاری: 3/1435، تقریب: 286)

Marfat.com

''میں نے دیکھا کہ اچانک رسول اکرم ﷺ تشریف لاتے ہیں یہ چاشت کا وقت تھا۔''

تو میری امی جان نے مجھے آپ ﷺ کے حوالے کر دیا اس وقت جب میری شادی اور رخصتی ہوئی اس دن میری عمر (9) برس تھی۔ [1]

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ شوال کے مہینے میں ہی میرا نکاح ہوا اور ماہ شوال میں ہی میری رخصتی ہوئی۔

فَأَيُّ نِسَآءِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَحْظٰى عِنْدَهُ مِنِّيْ

''رسول اللہ ﷺ کی کوئی بھی بیوی اتنی زیادہ نصیب والی نہیں ہوئی جتنی میں خوش نصیب تھی۔''

بلکہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ پسند کیا کرتی تھیں کہ خواتین کی رخصتی ماہِ شوال ہی میں کی جائے۔ [2]

جب بُت پرستی نے منافقت کا رُوپ دھار لیا

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر زین نہ تھی صرف فدک کے علاقے کی ایک چادر گدھے پر رکھی ہوئی تھی اور اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پیچھے سوار تھا اور بنو حارث بن خزرج قبیلہ میں سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کے لیے تشریف لے گئے تھے یہ معرکہ بدر سے پہلے کی بات ہے۔ آپ ﷺ کا گزر ایک مجلس کے قریب سے ہوا۔ اس میں عبداللہ بن ابی ابن سلول بھی تھا اور اس نے ابھی منافقانہ اسلام کا اظہار نہ کیا تھا۔ اس مجلس میں مخلوط لوگ تھے مسلمان بھی تھے، بت پرست مشرک بھی تھے یہودی بھی تھے۔ یوں ملے جلے لوگ بیٹھے تھے۔ اور یہاں مخلص مسلمان سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب آپ ﷺ ان کے قریب سے گزرنے لگے تو جانور کے چلنے کی وجہ سے گرد و غبار اڑا تو عبداللہ بن ابی نے اپنی ناک اپنی چادر سے ڈھانپ لی اور کہنے لگا: لَا تُغَبِّرُوْا رَسُوْلَ اللهِ عَلَيْهِمْ ''اے اللہ کے رسول! ان لوگوں کی مجلسوں میں آکر انہیں گرد آلود مت کرو۔

---

[1] بخاری: 3894

[2] مسلم: 1423 سیّدہ نے بالخصوص شوال کا تذکرہ اس لیے کیا کہ جس طرح ہم محرم میں شادی منحوس سمجھتے ہیں، عرب شوال میں شادی منحوس سمجھتے تھے، افسوس! کہ یہ گمراہیاں آج بھی ہیں۔

Marfat.com

اس کے باوجود نبی کریم ﷺ ان کے پاس ٹھہرے اور سواری سے نیچے اترے اور انہیں اللہ کی طرف دعوت دی اور ان کے سامنے قرآن پاک کی تلاوت کی۔ تو عبداللہ بن ابی ابن سلول چھک کر کہنے لگا: أَيُّهَا الْمَرْءُ إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ ''اے آدمی! یہ اچھی بات نہیں جو آپ کہہ رہے ہیں۔'' بالفرض یہ حق بھی ہے تو

فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِيْ مَجَالِسِنَا إِرْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ

''ہمیں ہماری مجلسوں میں آکر بیزار نہ کرو اپنے گھر چلے جاؤ جو آپ کے پاس آئے اسے بتاتے پھرو۔''

ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہماری مجالس میں آکر بدمزگی نہ پھیلاؤ۔ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

بَلَى يَارَسُوْلَ اللهِ فَاغْشَنَا بِهِ فِيْ مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذَالِكَ

''اے اللہ کے رسول! ضرور آپ یہ دعوتِ حق لے کر ہماری مجالس میں آیا کریں ہمیں تو اس سے بہت ہی محبت ہے۔''

اب مسلمان اور مشرک اور یہودی ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے اور ایک دوسرے پر حملہ آور ہونے پر آمادہ ہو گئے اور نبی کریم ﷺ انہیں نرم کرتے رہے حتی کہ یہ پُرسکون ہو کر تھم گئے۔ نبی کریم ﷺ اب اپنی سواری پر سوار ہو کر سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے ان سے کہا: سعد! ابوحباب عبداللہ بن ابی نے جو کہا ہے وہ آپ نے سنا ہے اور آپ نے بتایا کہ اس نے یہ یہ ہفوات بکی ہیں۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس سے درگزر کیجیے اور اسے توجہ کے قابل بھی تصور نہ کیجیے۔

فَوَالَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَاءَ اللهُ بِالْحَقِّ الَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَيْكَ

''مجھے قسم ہے اس اللہ کی جس نے آپ پر کتاب نازل کی اور آپ اللہ کی طرف سے حق لے کر آئے ہیں۔''

اس جزیرۂ عرب والوں نے اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ اسے سردار تسلیم کر کے اس کی تاجپوشی کریں گے اور سربراہی کی پگڑی اس کے سر پر باندھیں گے جو حق اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے اس کی وجہ سے اس کی یہ آرزو پوری نہیں ہوئی لوگ آپ کی طرف آ گئے ہیں اسلیے یہ آپ سے جلتا ہے اور جو اس نے رستہ میں آپ سے کہا ہے یہ اسی جلن کا نتیجہ ہے۔ یہ سن کر رسول اکرم ﷺ نے درگزر کیا اور نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشرکوں اور اہل کتاب سے درگزر ہی کر رہے تھے انہیں اللہ تعالیٰ نے درگزر کرنے کا ہی حکم دیا تھا۔

Marfat.com

وَ لَتَسۡمَعُنَّ مِنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ وَ مِنَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡۤا اَذًی کَثِیۡرًا [1]

''اوران لوگوں سے جو کتاب دیئے گئے اوران لوگوں سے جنھوں نے شرک کیا تم بہت زیادہ اذیت ناک باتیں سنو گے۔''

ایک اور مقام پر فرمایا ہے:۔

وَدَّ کَثِیۡرٌ مِّنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ لَوۡ یَرُدُّوۡنَکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ اِیۡمَانِکُمۡ کُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِہِمۡ [2]

''اہل کتاب کی کثیر تعداد کی تمنا یہ ہے کہ وہ تمہیں ایمان کے بعد دوبارہ کافر بنا دیں یہ ان کی جانوں کے اندر موجود حسد کی وجہ سے ہے۔''

نبی اکرم ﷺ ان آیات کی تعبیر وتفسیر بن کر جو اللہ نے عفو ودرگزر کا حکم دیا تھا اس پر عمل پیرا رہے، جب اللہ تعالیٰ نے لڑنے کا حکم دیا تب لڑائی کی۔ رسول اکرم ﷺ نے جب غزوۂ بدر کیا تو قریش کے بڑے بڑے کفار اور سردار تہہ تیغ ہوئے تو ابن ابی ابن سلول نے اور اس کے مشرک ساتھیوں بتوں کے پجاریوں نے کہا:

هٰذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَايِعُوْا الرَّسُوْلَ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمُوْا

''یہ دین کا معاملہ سر اٹھاتا جا رہا ہے اور لوگوں کی توجہ کا مرکز بنتا جا رہا ہے، لہٰذا رسول اللہ ﷺ سے اسلام پر بیعت ہو جائیں۔''

تب اس بت پرستی نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر منافقت کا روپ دھار لیا۔ [3]

مدینہ منوّرہ میں آپ ﷺ کا پہلا جمعہ

سیدنا عبدالرحمن بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے ابا جان سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا قائد تھا کیونکہ انکی نظر بند ہو چکی تھی۔ میں جب بھی انہیں جمعہ کے لیے لے کر نکلتا اور وہ اذان سنتے تو وہ سیّدنا ابو امامہ اسعد بن زرارہ کے لیے

---

1. آل عمران:186
2. البقرہ:109
3. بخاری: 6207، مسلم:1798

Marfat.com

دعائے رحمت کرتے، ان کا یہ طرزِ عمل کافی دیر سے جاری تھا کہ جب بھی جمعہ کی اذان سنتے تو ان کے لیے دعائے رحمت کرتے اور مغفرت طلب کرتے۔ میں نے اپنے دل میں کہا میں اس بارے ان سے ضرور سوال کروں گا، سستی نہ کروں گا کہ ابا جان کیا بات ہے جب آپ جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو ابوامامہ اسعد بن زرارہ پر دعائے رحمت کرتے ہیں مجھے اس کا سبب تو بتایئے۔ ایک دن جمعہ کے لیے میں انہیں لے کر نکلا حسبِ معمول جس طرح کہ میں لے کر نکلا کرتا تھا جب انہوں نے اذان سنی تو ان پر دعائے رحمت و مغفرت کی تو میں نے کہا:

يَا أَبَتِ مَالَكَ إِذَا سَمِعْتَ الْأَذَانَ لِلْجُمُعَةِ صَلَّيْتَ عَلَى أَبِيْ أُمَامَةَ ؟

''ابا جان! کیا وجہ ہے کہ آپ جب بھی جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو ابوامامہ کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں؟''

انہوں نے کہا: بیٹے! یہ وہ ہیں جنہوں نے ہمیں مدینہ منوّرہ میں سب سے پہلا جمعہ پڑھایا۔ انہوں نے بنو بیاضہ کی حرہ زمین کے ھزم النبیت مقام پر جمعہ پڑھایا تھا جسے نقیع الخضمات کہا جاتا تھا۔ عبدالرحمن کہتے ہیں: میں نے پوچھا: آپ اس وقت کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے کہا: ہماری تعداد (40) تھی۔ [1]

ہجرتِ اسلامی کے بعد سب سے پہلے بچے کی ولادت

سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں عبداللہ بن زبیر سے حاملہ تھی، یعنی عبداللہ میرے پیٹ میں تھا۔ میں بھی ہجرت کے لیے نکلی اور ولادت کا وقت بالکل قریب تھا میں مدینہ میں آئی تو قبا میں اتری، قبا میں، میں نے بیٹا عبداللہ جنا۔ میں اسے لے کر نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور بیٹے کو آپ ﷺ کی گود میں رکھ دیا۔ رسول اکرم ﷺ

---

[1] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق: 282/2، المنتقی لابن جارود: 82/1، حاکم: 417/1، بیہقی صغریٰ: 374/1، کبریٰ: 177/3، ابوداؤد: 1069، ابن ابی شیبہ: 242/7، طبرانی کبیر: 91/19۔

تحقیق الحدیث: ابن اسحٰق کا شیخ جس کا نام محمد بن ابوامامہ سہل بن حنیف ہے یہ ثقہ ہے (تقریب: 1/469) اس کا والد، اسعد ابوامامہ بن سہل بن حنیف انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتے ہیں یہ نبی ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں پیدا ہوئے تھے، ان کا نام ان کے نانا کے نام پر رکھا گیا تھا۔ انہیں اسعد بن بیٹھا کہا جاتا تھا۔ اور نانا کی ہی کنیت پر کنیت تھی۔ انہوں نے نبی ﷺ سے مرسل بیان کیا ہے اور عمر، عثمان اور اپنے چچا عثمان اور اپنے باپ سہل سے اور ابن عباس اور ابوہریرہ اور ابوسعید اور زید بن ثابت اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے بیان کیا ہے۔ ان سے ان کے دونوں بیٹوں سہل اور محمد نے بیان کیا ہے۔ ابومعشر مدنی کہتا ہے میں نے انہیں دیکھا تھا بوڑھے تھے اور زرد رنگ سے داڑھی رنگتے تھے، خلیفہ کہتا ہے 100ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی امی کا نام حبیبہ بنت اسعد تھا۔ ابن سعد کہتا ہے: یہ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے سعید بن موطا کہتا ہے یہ نبی ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے تھے لیکن آپ ﷺ سے سماع حدیث نہیں کیا۔ (تہذیب: 1/231) اور اس کا شیخ عبدالرحمن بن کعب بن مالک انصاری ابوالخطاب المدنی ثقہ ہے۔ یہ کبار تابعین میں سے تھا۔ (تقریب: 1/349) لہٰذا یہ سند صحیح ہے۔

Marfat.com

نے کھجور منگوائی اور اسے دانتوں سے چبایا اور بچے کے منہ میں ڈال دی۔

فَكَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيْقُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

''سب سے پہلی چیز جو بیٹے کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ رسول اکرم ﷺ کا لعاب تھا۔''

آپ ﷺ نے اسے کھجور سے گھٹی دی اور اسکے لیے دعا کی اور اس کے لیے اللہ سے برکت کی التجاء کی۔

وَكَانَ اَوَّلَ مَوْلُوْدٍ فِی الْاِسْلَامِ یہ عبداللہ اسلام کا پہلا بچہ تھا جو ہجرت کے بعد پیدا ہوا۔ (1)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

أَوَّلُ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِی الْاِسْلَامِ عَبْدُاللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ

''ہجرت مدینہ کے دوران سب سے پہلا فرزند جو اسلام میں پیدا ہوا وہ عبداللہ بن زبیر تھا۔''

پیدا ہوتے ہی اسے نبی ﷺ کے پاس لائے۔

فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً فَلَا كَهَا ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِيْ فِيْهِ

''نبی ﷺ نے کھجور لی اسے منہ میں چبایا اور بچے کے منہ میں ڈال دی۔''

سب سے پہلی چیز جو اس کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ نبی ﷺ کا لعاب مبارک تھا۔ (2)

مہاجرین و انصار کے درمیان محبّت و اخوّت کا پیمان

عاصم کہتے ہیں: میں نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا یہ بات آپ تک پہنچی ہے کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:
لَا حِلْفَ فِی الْاِسْلَامِ اسلام کی نظر میں اس کی کوئی حیثیت نہیں کہ دوستی کا معاہدہ کیا جائے ایک دوسرے کا حلیف بنا جائے۔ انہوں نے کہا: کہ نبی ﷺ نے میرے گھر میں قریش اور انصار کے درمیان حلف قائم کیا تھا۔ (3)

---

(1) بخاری: 3909

(2) بخاری: 3910

(3) بخاری: 2294، مسلم: 2529

Marfat.com

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ ہر ایک کے لیے ہم نے وارث بنائے ہیں وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ اور وہ لوگ جنہوں نے عہد و پیمان کی گرہ باندھی ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ مہاجر جب مدینہ میں آئے تو مہاجر انصاری کا وارث بنتا تھا رشتہ دار وارث نہ ہوتا تھا یہ اس اخوّت کی وجہ سے ہوا تھا جو نبی ﷺ نے مہاجروں اور انصار کے درمیان قائم کی تھی۔

جب یہ آیت اُتری کہ ہر ایک کا وارث ہے تو پھر یہ اخوّت والی وراثت منسوخ ہوگئی اور یہ حکم ہوا کہ جنہوں نے عہد و پیمان باندھے ہیں وہ وارث تو نہیں ان کی مدد کر سکتے ہو، تحفہ دے سکتے ہو، وصیت کر سکتے ہو مگر وارث نہیں بنا سکتے۔ [1]

سیدہ ام العلاء رضی اللہ عنہا وہ خاتون تھیں کہ جنہوں نے نبی ﷺ کی بیعت کی تھی انہوں نے بتایا کہ سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا قرعہ نکلا کہ یہ مہاجروں کی رہائش میں رہیں گے۔ ام العلاء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

فَاشْتَكَى عُثْمَانُ عِنْدَنَا فَمَرَّضْتُهُ حَتَّى تُوُفِّيَ

"سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تھے وہ بیمار ہوگئے تو میں نے ان کی تیمارداری کی ذمہ داری ادا کی یہاں تک وہ وفات پا گئے۔"

ہم نے انہیں کفن میں لپیٹ دیا اس کے بعد نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے کہا:

رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ شَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ

"ابو سائب اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت کرے میں گواہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور عزت دیں گے۔"

یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا: وَمَا يُدْرِيْكِ اِنَّ اللّٰهَ أَكْرَمَهُ آپ کو کیا معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے عزت دے گا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے تو معلوم نہیں اللہ کس کو عزت دے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر موت کا وقت آن چکا ہے اور میں ان کے لیے خیر کا امیدوار ہوں۔ فرمایا: وَمَا اَدْرِيْ وَاللّٰهِ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ واللہ! میں بھی نہیں جانتا، حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ ام علاء کہتی ہیں: واللہ! اس کے بعد میں کسی کو پاکباز قرار نہ دوں گی میں اس بات سے بہت غمزدہ تھی کہ میں سوئی تھی مجھے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے متعلق دکھایا گیا کہ ان کے نزدیک ایک

---

[1] بخاری: 2292

Marfat.com

چشمہ جاری ہے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ سے اس خواب کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ان کے عمل ہیں۔ [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار نے نبی ﷺ سے کہا: إِقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيْلَ ''ہمارے اور ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان کھجوریں تقسیم کر دیں'' انہوں نے فرمایا: نہیں! ہم نے بغیر محنت کھجوریں نہیں لینی۔ انہوں نے کہا: چلیں یوں کریں آپ ہمارے ساتھ زراعت میں ہاتھ بٹائیں۔ ہم تمہیں پھل میں سے حصہ دیں گے۔ انہوں نے کہا: یہ بات ہمیں تسلیم ہے۔ [2]

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ جب مدینہ منوّرہ تشریف لائے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ مالدار تھے انہوں نے سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا: میں اپنا مال دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں اور آدھا تمہاری نذر کرتا ہوں اور میں ایک بیوی کو طلاق دیتا ہوں عدت کے بعد تم سے اس کی شادی کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے کہا:

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ، دُلُّوْنِيْ عَلَى السُّوْقِ

''اللہ تعالیٰ آپ کے اہل و مال میں برکت فرمائے، مجھے بازار کا راستہ بتائیں''

وہ بازار گئے اور تجارت کی، کچھ پنیر اور گھی میں بچت ہوئی وہ گھر لے آئے۔ کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لباس پر زرد نشان تھا جو کہ شادی پر دلالت کرتا تھا ان سے نبی ﷺ نے فرمایا: عبدالرحمن کیا بات ہے؟ عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک انصاری خاتون سے شادی کر لی ہے۔

فرمایا: حق مہر کیا باندھا ہے؟ انھوں نے کہا: گٹھلی کے وزن کے برابر سونا حق مہر باندھا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ ولیمہ ضرور کرنا اگرچہ ایک بکری ہی سے کرنا۔ [3]

---

[1] بخاری: 3929,7018

[2] بخاری: 2325

[3] بخاری: 2049 ۔ انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صرف کلمے کی بنیاد پر مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ جس طرح کا مثالی حسن سلوک کیا ہے، انسانیت کی پوری تاریخ میں اس کی نظیر نہیں آتی اور اب بھی آپ چراغ لے کر ڈھونڈ لیں آپ کو ایسی مثالی اخوت، محبت اور مودّت کہیں نظر آئی گی۔ اللہ تعالیٰ اصحاب رسول کی قبروں کو نور سے بھر دے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

Marfat.com

عاشورہ کے روزہ کا آغاز

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ مدینہ منوّرہ میں قدم رنجہ ہوئے تو دیکھا کہ یہودی عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں تو رسول اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا: مَا هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِيْ تَصُوْمُوْنَهٗ ؟ تم اس دن میں روزہ کیوں رکھتے ہو؟ یہ کیسا دن ہے؟ انہوں نے بتایا: هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ ہمارے لیے یہ بہت زیادہ عظمت والا دن ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی تھی اور فرعون اور اس کی قوم کو اس دن غرقاب کیا تھا۔

فَصَامَهٗ مُوْسٰى شُكْرًا فَنَحْنُ نَصُوْمُهٗ اس دن کا روزہ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے شکریے کے طور پر رکھا تو ان کی اتباع میں ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ ان سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: فَنَحْنُ أَحَقُّ وَأَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ ہم تمہاری نسبت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی قربت اور ہمنوائی کے زیادہ حقدار ہیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور ساتھیوں کو بھی حکم دیا کہ وہ عاشورہ کا روزہ رکھیں۔ [1]

اذان کا آغاز

ابوعمیر اپنے انصاری چچاؤں سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نماز کے لیے فکرمندی کا اظہار کیا کہ لوگوں کو اس کے لیے کیسے بلایا جائے۔ ایک رائے یہ تھی کہ نماز کا جب وقت ہو تو ایک جھنڈا بلند کر دیا جائے لوگ جب اسے دیکھیں گے تو ایک دوسرے کو بتا دیں گے مگر یہ رائے آپ ﷺ کو پسند نہ آئی۔ دوسری رائے یہ آئی کہ یہودیوں کی مانند بگل بجائیں، آپ ﷺ کو یہ بھی پسند نہ آیا کہ یہ یہودیوں کا کام ہے ایک رائے آئی کہ عیسائیوں کی مانند ناقوس بجایا کریں، فرمایا: یہ بھی نصاریٰ کا طریقہ ہے یہ بھی درست نہیں۔

اسی دوران سیّدنا عبداللہ بن زید بن عبدربہ کو خواب میں اذان دکھائی گئی وہ صبح ہوتے ہی رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو اطلاع دی اور بتایا:

---

[1] مسلم: 1130 اگر یوم عاشورا کے ساتھ 9 محرم کا روزہ بھی رکھ لیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

Marfat.com

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَبَيْنَ نَائِمٍ وَّيَقْظَانَ إِذْ أَتَانِيْ اٰتٍ فَأَرَانِيْ الْأَذَانَ

''اے اللہ کے رسول! میں خواب اور بیداری کی حالت میں تھا کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا اور مجھے اذان سکھائی۔''

اس سے پہلے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی اذان خواب میں دیکھی تھی اسے بیس دن چھپائے رکھا جب آپ ﷺ کو انھوں نے یہ بتایا تو آپ ﷺ نے ان سے کہا: مجھے بتانے میں کیا رکاوٹ تھی؟ کہا: شرم ہی شرم میں رہا حتیٰ کہ عبداللہ مجھ پر بازی لے گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَابِلَالُ قُمْ فَانْظُرْ مَا يَأْمُرُكَ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ فَافْعَلْهُ

''بلال اٹھو! عبداللہ جو کلمات کہنے کا حکم دیتا ہے وہی اذان میں کہو، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی''

ابوبشر کہتے ہیں: مجھے ابوعمیر نے بتایا کہ انصار کا خیال تھا کہ عبداللہ بن زید اس وقت بیمار تھے اگر یہ بیمار نہ ہوتے تو رسول اکرم ﷺ انہیں ہی مؤذن مقرر کرتے۔ (1)

سیّدنا عبداللہ بن زید بن عبدربہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یہ فیصلہ کیا کہ ناقوس تیار کیا جائے تاکہ لوگوں کو نماز میں جمع کرنے کے لیے اسے بجایا جائے، اسی دوران میں دیکھتا ہوں کہ خواب میں میرے پاس ایک آدمی گردش کر رہا ہے اور اس نے ہاتھ میں ناقوس اٹھایا ہوا ہے میں نے کہا: اے اللہ کے بندے! کیا تو یہ ناقوس فروخت کرنا چاہتا ہے؟ اس نے مجھ سے پوچھا: تم اس کا کیا کرو گے؟ میں نے کہا: ہم اس کے ذریعے لوگوں کو نماز کے لیے بلائیں گے اس نے کہا:

---

(1) **سندہ صحیح**: ابوداؤد: 498 ،بیہقی: 390/1

تحقیق الحدیث: یہ یحییٰ بن یحییٰ اور ہشیم سے ہے۔ ہشیم نے اپنے شیخ ابوبشر سے حدیث کے سماع کی صراحت کی ہے۔ (تہذیب: 71/2)

جعفر بن ایاس جو کہ ابن ابی وحشیہ یشکری ہے اس کی کنیت ابوبشر واسطی ہے یہ اصل میں بصری تھا یہ عباد بن شرحبیل یشکری سے بیان کرتا ہے۔ اس سے اعمش اور ایوب نے بیان کیا ہے یہ اس کے ہم عصر بھی ہیں۔ داؤد بن ابی ہند اور شعبہ اور غیلان بن جامع اور رقبہ بن مصقلہ اور ابوعوانہ اور ہشیم اور خالد بن عبداللہ واسطی اور متعدد نے اس سے حدیث بیان کی ہے۔ علی بن مدینی فرماتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ شعبہ ابوبشر کی احادیث کو ضعیف قرار دیتے تھے جو کہ یہ حبیب بن سالم سے بیان کرتا ہے یہ سب ضعیف ہیں۔ احمد کہتے ہیں ابوبشر حدیث بیان کرنے میں مجھے منہال سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ منہال شدید ضرور ہے مگر ابوبشر جو ہے، یہ زیادہ ثقہ ہے۔ احمد کہتے ہیں: شعبہ کہا کرتے تھے ابوبشر نے حبیب بن سالم سے سماع حدیث نہیں کیا۔ مزید کہتے ہیں کہ شعبہ ابوبشر کی وہ حدیث بھی ضعیف قرار دیتے ہیں جو اس نے مجاہد سے بیان کی ہے کیونکہ اس نے مجاہد سے سماع حدیث نہیں کیا۔ ابن معین، ابوزرعہ، ابوحاتم، عجلی اور نسائی نے ثقہ قرار دیا ہے اس کی مجاہد سے حدیث بیان کرنے پر شعبہ نے تنقید کی ہے یہ اس نے صحیفہ سے بیان کی ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں: مجھے امید ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ امام بردیجی فرماتے ہیں: ابوبشر ثقہ تھا یہ سعید بن جبیر سے اور اپنے شیخ سے حدیث بیان کرنے میں ثابت ترین ہے۔ (تقریب التہذیب: 1/661) ابوعمیر بن انس بن مالک انصاری کا نام عبداللہ ہے یہ ثقہ ہے۔

Marfat.com

أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ مِّنْ ذَالِكَ ؟

''میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں......؟''

میں نے کہا: ضرور بتائیں اس نے اذان کے کلمات دہرائے۔ صبح ہوئی تو میں رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور جو میں نے خواب میں دیکھا تھا وہ آپ ﷺ کو بتا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ

''یہ سچا خواب ہے ان شاء اللہ''

اٹھو! اور بلال کو وہ کلماتِ اذان بتاؤ جو تم نے دیکھے ہیں۔

فَلْيُؤَذِّنْ بِهِ فَإِنَّهُ أَنْدٰى صَوْتًا مِّنْكَ

''وہ ان کے ساتھ اذان کہے کیونکہ اس کی آواز تم سے زیادہ بلند ہے۔''

عبداللہ کہتے ہیں: میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور میں اذان کے کلمات انہیں بتاتا جاتا تھا اور وہ اذان کہتے جاتے تھے۔ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات سنے تو وہ اپنے گھر میں تھے وہ اسی وقت اپنی چادر زمین پر کھینچتے ہوئے گھر سے آ گئے اور کہنے لگے:

وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا رَاٰى [1]

---

[1] **سندہ قوی :** ابوداؤد: 499، سیرت ابن اسحٰق: 41/3، ابن خزیمہ: 193/1، ابن حبان: 572/4، دارمی: 287/1، دارقطنی: 241/1، ابن ماجہ: 706، بیہقی: 390/1، بیہقی صغریٰ: 200/1، احمد: 43/4

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے: محمد بن ابراہیم بن حارث بن خالد تیمی، ابوعبداللہ المدنی ثقہ ہے۔ تاہم بعض تفردات بیان کرتا ہے۔ (تقریب: 1/465) اس کا شیخ محمد بن عبداللہ بن زید بن عبدربہ انصاری خزرجی المدنی ہے۔ یہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور ابومسعود انصاری سے بیان کرتا ہے۔ اس سے اس کا بیٹا عبداللہ بن محمد اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور محمد بن ابراہیم تیمی اور محمد بن جعفر بن زبیر اور نعیم بن عبداللہ المجمر بیان کرتے ہیں۔ ابن حبان نے اسے ثقہ شمار کیا ہے۔ عجلی کہتا ہے: یہ مدنی ہے اور ثقہ تابعی ہے۔ ابن منذر کہتا ہے: یہ نبی ﷺ کے عہدِ مبارک میں پیدا ہوا تھا یہ اپنے باپ سے بیان کرتا ہے (تہذیب التہذیب: 9/229، سنن بیہقی: 1/390) والی سند یہ ہے۔ محمد بن عبداللہ حافظ امام ابوبکر احمد بن اسحٰق بن ایوب، ابوبکر محمد بن یحییٰ المطرز، محمد بن یحییٰ۔ عبداللہ بن زید والی جتنی بھی احادیث ہیں ان میں سے سب سے زیادہ صحیح خبر یہ اذان کے واقعہ کی ہے۔

محمد بن اسحٰق، محمد بن ابراہیم تیمی، محمد بن عبداللہ بن زید والی سند میں ہے کہ اس نے اپنے باپ اور ابن ابی لیلیٰ سے سنا ہے اس نے عبداللہ بن زید سے نہیں سنا۔ ابوعیسیٰ ترمذی کی کتاب العلل میں ہے کہ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے محمد بن ابراہیم تیمی والی حدیث کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: میرے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔

Marfat.com

''اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے...... ! اے اللہ کے رسول! میں نے بھی یہی کلمات خواب میں دیکھے ہیں۔''

تو رسول اکرم ﷺ نے اس پر اللہ کی حمد کی کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس اعزاز سے نوازا گیا ہے۔

سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بنو نجار کی ایک خاتون سے بیان کرتے ہیں کہ وہ بتاتی ہیں کہ مسجد کے قریب گھروں میں سے میرا گھر بہت وسیع تھا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ہر صبح اس پر فجر کی اذان کہا کرتے تھے۔ سحری کے وقت آ جاتے تھے اور گھر کی چھت پر بیٹھ جاتے اور فجر کا انتظار کرتے جب دیکھتے کہ فجر طلوع ہو چکی ہے تو اذان کہتے اور پھر یہ کلمات کہتے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَحْمَدُكَ وَأَسْتَعِيْنُكَ عَلٰى قُرَيْشٍ أَنْ يُّقِيْمُوْا عَلٰى دِيْنِكَ

''اے میرے اللہ! میں تیری تعریف کرتا ہوں اور قریش پر تیری مدد چاہتا ہوں کہ وہ تیرے دین پر قائم رہیں۔''

میرے علم کے مطابق انہوں نے ایک رات بھی اس کا ناغہ نہ کیا تھا روزانہ یہ دعا کرتے تھے۔ (1)

جب قریش نے انصار کو دھمکی دی

سیدنا عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں قریش کے کفار نے ابن ابی کو لکھا اور دیگر جو بھی اس کے ساتھ اوس اور خزرج کے بت پرست تھے ان سب کو لکھا یہ انہوں نے تب لکھا تھا جب نبی ﷺ اس دن مدینہ منورہ ہی میں تشریف فرما تھے اور ابھی معرکہ بدر نہ ہوا تھا۔ قریش نے یہ دھمکی تحریر کی تھی:

إِنَّكُمْ اٰوَيْتُمْ صَاحِبَنَا، وَإِنَّا نُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَتُقَاتِلُنَّهُ أَوْ لَتُخْرِجُنَّ أَوْلَنَسِيْرَنَّ إِلَيْكُمْ بِأَجْمَعِنَا حَتّٰى نَقْتُلَ مُقَاتِلَتَكُمْ وَنَسْتَبِيْحَ نِسَآءَكُمْ

''تم نے ہمارے صاحب، یعنی محمد ﷺ کو پناہ دی ہے، ہم اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں یا تو تم ان سے لڑو یا پھر ملک بدر کر دو یا پھر ہم تمہارے پاس اکٹھے ہو کر آئیں گے اور تمہارے لڑنے کے قابل لوگوں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری خواتین

(1) **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق: 42/3، ابوداود: 519 بیہقی کبریٰ: 425/1

تحقیق الحدیث: محمد بن جعفر بن زبیر بن عوام اسدی مدنی ثقہ ہے (تقریب: 1/471) عروہ معروف راوی ہیں۔ خاتون صحابیہ ہے اس کا نام معلوم نہ ہونا نقصان دہ نہیں۔ (تقریب: 1/471)

Marfat.com

کی بے حرمتی کریں گے۔" [1]

جب یہ پیغام عبداللہ بن ابی تک پہنچا اور اس کے دیگر بت پرست بھی اس سے آشنا ہوئے تو انہوں نے نبی ﷺ سے لڑنے پر اتفاق رائے کر لیا۔ یہ معاملہ جب نبی ﷺ تک آیا تو آپ ﷺ نے ان سے ملاقات کی اور فرمایا: لَقَدْ بَلَغَ وَعِيْدُ قُرَيْشٍ مِنْكُمُ الْمَبَالِغَ

یہ قریش کی ایک فضول دھمکی ہے جو اس نے بر موقع دی ہے وہ تمہارے ساتھ اس سے بڑی اور کوئی سازش نہیں کر سکتے۔ اب بتاؤ تم اپنے خلاف کوئی سازش کرنا پسند کرتے ہو تم ہرگز ایسا پسند نہ کرو گے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ مدینہ میں اپنے ہی فرزندوں سے لڑو اور اپنے ہی بھائیوں سے جنگ کرو۔ جب ان مدینہ والوں نے آپ ﷺ کی یہ

---

[1] **سنده لایسقط عن درجة القبول :** ابوداؤد:3004

تحقیق الحدیث: عبدالرزاق:5/358، معمر، زہری، عبداللہ بن عبدالرحمن بن کعب بن مالک، عن رجل من اصحاب النبی ﷺ یہ سند ہے عبدالرزاق والی ابوداؤد والی سند کو امام البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ تاہم مؤلف کہتے ہیں: اس تصحیح پر مجھے تحفظ ہے کیونکہ ابوداؤد کا شیخ محمد بن داؤد بن سفیان جو کہ عبدالرزاق سے اور یحییٰ بن حسان سے بیان کرتا ہے اور اس سے ابوداؤد بیان کرتا ہے لیکن اس کے ثقہ ہونے کا ذکر نہیں ہوا صرف یہ کہا گیا ہے کہ متابعت ہو تو یہ مقبول ہے۔ (تہذیب:135/9 تقریب:477/1)

ملاحظہ: اس سند کا تعلق مصنف عبدالرزاق سے بھی ہے جب ہم نے مصنف عبدالرزاق کی طرف رجوع کیا تو وہ اس روایت کو زہری کی سند سے بیان کرتے ہیں جو کہ یہ ہے: عبداللہ بن عبدالرحمن بن کعب بن مالک، عن رجل من اصحاب النبی ﷺ یہاں ایک پیچیدگی پیدا ہوتی ہے جو کہ تابعی کے نام میں ہے۔ ابوداؤد میں ہے عبدالرحمن بن کعب ثقہ تابعی ہے لیکن یہ سند معلول ہے۔ احمد بن صالح نے زہری سے سماع حدیث نہیں کیا، یعنی زہری اور عبدالرحمن بن کعب سے اس نے نہیں سنا۔ اس نے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب سے بیان کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب:233/6) تو ابوداؤد والی سند دو علتوں کی بنا پر ضعیف ہے۔ (۱) انقطاع (۲) ابوداؤد کے شیخ میں ضعف ہے۔ احمد بن صالح کا قول بھی اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ ابوداؤد کا شیخ غلط ہے، یعنی ضعیف ہے کہ اس نے تابعی نام سے اسے پکارا ہے راجح یہی ہے کہ اس نے یہ غلط کیا ہے عبدالرزاق کی سند سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کیونکہ اس نے عبداللہ بن عبدالرحمن بن کعب بن مالک عن رجل من اصحاب النبی ﷺ نام بدل دیا ہے جو کہ غلط ہے اور یہ غلط العوام ہو چکا ہے حتیٰ کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بھی کہتے ہیں عبداللہ بن عبدالرحمن بن کعب بن مالک انصاری اپنے باپ سے اور جابر سے بیان کرتے ہیں اور اس سے کثیر بن زید اور عبداللہ بن محمد بن عقیل بیان کرتے ہیں حافظ صاحب کی یہ بات محل نظر ہے تاہم جو انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس نے جابر سے اور اس سے کثیر بن زید نے بیان کیا ہے یہ درست ہے اس نے مسجد فتح میں دعا کے بارے میں جابر سے بیان کیا ہے، باقی جو حافظ صاحب نے یہ کہا ہے کہ عن ابیہ کہ اس نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے اور اس سے ابن عقیل نے بیان کیا ہے یہ الٹ پلٹ ہوا ہے۔ اصل اس کا نام عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک جو کہ زہری کا شیخ ہے تہذیب کتاب میں اس کا ترجمہ و تعارف ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقات کے تیسرے طبقے میں شمار کیا ہے۔ اس مذکورہ تردد کی بنا پر اس سند پر صحت کا پختہ حکم لگانا ممکن نہیں اور جب کہ میرے خیال کے مطابق نام میں تبدیلی بھی ہوئی ہے یہ اس صورت میں ہے جب عبدالرحمن بن عبداللہ کو زہری کا استاد قرار دیا جائے اور مضبوط غمازی اسی بات کی ہوتی ہے تاہم زہری کو عبدالرحمن بن عبداللہ کے تلامذہ میں ذکر نہیں کیا گیا۔

ابن معین کہتے ہیں کہ زہری نے عبداللہ بن عبدالرحمن بن کعب سے سنا ہے اور زہری نے باپ اور بیٹا دونوں سے سنا ہے۔ (التاریخ 150/3، تعجیل المنفعۃ:227/1) تاہم یہ حدیث ابن معین کی وضاحت کے بعد متصل ہوئی۔

Marfat.com

بات سنی تو وہ منتشر ہو گئے اور یہ بات قریش تک بھی پہنچی کہ انکی سازش آپ ﷺ نے ناکام بنادی ہے۔

لڑائی کی اجازت

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ سے راہِ ہجرت پر روانہ ہوئے تو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَخْرَجُوْا نَبِيَّهُمْ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ لَيَهْلِكُنَّ

''ان سیاہ بختوں نے اپنے نبی کو نکال دیا افسوس! یہ ضرور ہلاک ہوں گے۔''

یہ تاریخ ساز الفاظ قرآن بن گئے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو کافروں کے خلاف لڑنے کی اجازت مل گئی۔ ارشادِ الٰہی اُترا:

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ﴿۳۹﴾

''وہ مظلوم لوگ جو کافروں کی لڑائی کی زد میں ہیں انہیں اب کافروں سے لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

اس سے پتا چل گیا کہ اب لڑائی ہوگی۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لڑائی کے بارے میں یہ سب سے پہلی آیت ہے جو نازل ہوئی۔ [1]

---

[1] **سندہ صحیح:** مسند احمد: 1865

تحقیق الحدیث: سند درج ذیل ہے یہ اسحاق بن یوسف ازرق کے طریق سے ہے۔ سفیان ثوری، اعمش، مسلم بطین، سعید بن جبیر، ابن عباس ان سب نے حاکم سے بیان کی ہے: 2/76، طبری: 17/176، ابن حبان: 11/8، ترمذی: 3172، نسائی: 3085، نسائی کبریٰ: 3/3، بیہقی کبریٰ: 9/10، طبرانی کبیر: 12/16) اس میں سفیان ثوری کی متابعت قیس نے کی ہے طبرانی نے یہ روایت کی ہے۔ عبداللہ بن محمد بن ابومریم۔ محمد بن یوسف فریابی، قیس بن ربیع، اعمش، مسلم بطین۔ سعید بن جبیر، ابن عباس یہ سند صحیح ہے۔ مسلم راوی ثقہ ہے۔ (تقریب: 1/530) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسلم بن عمران البطین۔ اسے ابن ابی عمران بھی کہا جاتا ہے۔ ابوعبداللہ کنیت ہے کوفی ہے ثقہ ہے اور اسحاق بھی ثقہ ہے (تہذیب التہذیب: 1/225) ان کا پورا تعارف یہ ہے کہ اسحٰق بن یوسف بن مرداس مخزومی واسطی جو کہ ازرق کے نام سے معروف ہے یہ ابن عون، اعمش، شریک، ثوری، مسعر، عمر بن ذر اور عوف سے بیان کرتا ہے۔ اور اس سے احمد بن حنبل رحمہ اللہ، ابوبکر ابن ابوشیبہ، دحیم قتیبہ اور عمرو الناقد یحییٰ بن معین اور ایک جماعت نے روایت بیان کی ہے۔

ابن معین اور عجلی کہتے ہیں یہ ثقہ ہے۔ ابوحاتم کہتے ہیں یہ صحیح الحدیث اور صدوق ہے اس میں کوئی کمی نہیں۔ یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں: یہ شریک کی حدیث کا خوب ماہر تھا۔ خطیب کہتے ہیں یہ ثقہ اور مامون ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں: یہ ثقہ ہے کبھی غلطی کرتا تھا۔ ابن حبان نے اسے ثقہ شمار کیا ہے یہ اسماعیل بن خالد سے بیان کرتا ہے۔ بزار نے بھی اسے ثقہ قرار دیا ہے۔

Marfat.com

نبی ﷺ کی حفاظت ونگہبانی کا سامان

سیّدنا ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور انصار نے انہیں پناہ دی تو عربوں نے ایک ہی تیر سے انہیں گھائل کیا، یعنی سب نے اعلانِ مخالفت کر دیا۔ اس وجہ سے مسلمان صبح وشام مسلح ہی رہتے تھے اور اکتا کر کہنے لگے:

تَرَوْنَ إِنَّا نَعِيْشُ حَتّٰى نَبِيْتَ آمِنِيْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَا نَخَافُ إِلَّا اللهَ

''وہ وقت بھی آئے گا جب ہم اطمینان اور امن سے رات گزاریں گے اور دنیا کے ہر خوف سے آزاد ہو کر صرف اللہ کے خوف سے لبریز ہوں گے۔''

تو یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (1)

---

(1) **سندہ حسن:** النور:55، مستدرک:2/435

تحقیق الحدیث: حاکم کی روایت کے ساتھ ہی بیہقی نے دلائل نبوت 3/6 میں اور اعتقاد:1/265 میں بیان کی ہے۔ طبرانی اوسط:7/119 میں مختصر ہے جو کہ محمد بن اسحاق مروزی کے طریق سے ہے سند درج ذیل ہے احمد بن سعید دارمی علی بن حسین بن واقد ہے۔ ضیاء نے الاحادیث المختارہ:3/353 میں علی بن حسین بن واقد کے طریق سے بیان کیا ہے یہ سند حسن ہے کیونکہ یہ ربیع بن انس کے طریق سے ہے اس کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ربیع بن انس البکری، حنفی بصری ہے یہ خراسان میں اترا تھا یہ صدوق ہے۔ اس کے کچھ اوہام ہیں اس پر تشیع کا الزام ہے ہم نے تو اسے حسن درجہ کی حدیث قرار دیا ہے۔ تاہم حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بعض حالات میں اسے صحت کا درجہ دیا ہے۔ (تہذیب:3/207)

عجلی کہتا ہے: یہ بصری اور صدوق تھا۔ ابو حاتم کہتے ہیں یہ صدوق ہے اور ابو عالیہ سے حدیث بیان کرنے میں یہ مجھے ابو خلدہ سے زیادہ پسند ہے۔ ابو خلدہ کے بارے میں علمائے کرام کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ خالد بن دینار تیمی سعدی، ابو خلدہ اپنی کنیت سے مشہور ہے یہ بصری تھا اور درزی تھا، صدوق ہے نسائی کہتے ہیں: اس میں کوئی باس نہیں۔ ابن معین کہتے ہیں: یہ حد سے زیادہ تشیع کی طرف مائل ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور ساتھ ہی کہا ہے کہ لوگ اس سے حدیث لینے میں احتیاط کرتے ہیں خصوصاً جو ابو جعفر سے بیان کرتا ہے اس میں یہ اضطراب کا شکار ہے لیکن یہ روایت ابو جعفر سے نہیں یہ سند صحیح ہے۔ اس سند میں علی بن حسین واقد ہے حدیث کا اس پر مدار ہے۔ علی بن حسین بن واقد مروزی صدوق ہے وہم کرتا ہے بقیہ سند متصل ہے۔ (تقریب:1/400) اس وجہ سے میں نے اسے حسن قرار دیا ہے وگرنہ یہ صحت کے درجے تک بھی چلی جاتی ہے۔

Marfat.com

’’اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے کہ انہیں زمین میں ضرور خلافت سونپے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو سونپی تھی اور ان کے دین کو جس کو اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے ضرور قدرت دے گا اور یہ ضرور کرے گا کہ ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا شرط یہ ہے کہ میری عبادت کریں اور میرے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں۔ یہ یاد رکھیں جس نے اس کے بعد کفر کیا وہ فاسق ہیں۔‘‘

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منوّرہ تشریف لائے تو خطرے کے پیش نظر رات بیدار رہتے تھے اور اس تمنّا کا اظہار کرتے کہ میرا کوئی نیک صحابی رات میری چوکیداری کرے۔ ہوا یہ کہ ہم نے ہتھیار کی آواز سنی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کون ہے؟ انہوں نے کہا: میں سعد بن ابی وقاص ہوں اور آپ کی چوکیداری کے فرائض سرانجام دینے آیا ہوں یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اطمینان سے سو گئے۔ [1]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قریش کے طاغوتوں کو دھمکی

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کرنے گئے اور امیہ بن خلف جس کی کنیت ابو صفوان تھی اس کے پاس اُترے۔ وجہ یہ ہے کہ امیہ جب تجارت کے لیے شام جاتا تو مدینے سے گزرتے ہوئے وہ بھی سیّدنا سعد کے ہاں اُترا کرتا تھا۔ امیہ نے سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ سے کہا:

إِنْتَظِرْ حَتّٰى إِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ وَغَفَلَ النَّاسُ إِنْطَلَقْتَ فَطُفْتَ

’’انتظار کیجیے حتی کہ جب دن نصف النہار پر ہوگا لوگ آرام کر رہے ہوں گے تو پھر جا کر طواف کر لینا۔‘‘

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ طواف کر رہے تھے کہ اچانک ابوجہل سے ملاقات ہوگئی تو کہنے لگا: مَنْ هٰذَا الَّذِيْ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ ’’یہ کون ہے جو کعبہ کا طواف کر رہا ہے......؟ سیّدنا سعد نے بتایا کہ میں سعد ہوں تو ابوجہل کہنے لگا:

يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ اٰمِنًا وَّقَدْ اٰوَيْتُمْ مُّحَمَّدًا وَّأَصْحَابَهُ

’’تم بلا خوف وخطر کعبے کا طواف کر رہے ہو اور تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں کو اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے۔‘‘

---

[1] بخاری: 2885 ، مسلم: 2410

Marfat.com

انہوں نے جواب دیا: ہاں! ہم نے پناہ دی ہے یوں ان دونوں کی آپس میں تو تکرار ہوگئی۔ امیہ نے سیّدنا سعد سے کہا: ابوالحکم سے اتنی بلند آواز سے بات مت کرو یہ اس وادی کے سردار ہیں۔ اس کے بعد سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَاللهِ! لَئِنْ مَنَعْتَنِيْ أَنْ أَطُوْفَ بِالْبَيْتِ لَاقْطَعَنَّ مَتجَرَكَ بِالشَّامِ

''واللہ! اگر تم مجھے بیت اللہ کے طواف سے روکو گے تو میں شام کی جانب تمہارا سفر تجارت بند کردوں گا۔''

امیہ، سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ سے یہی کہے جارہا تھا آواز بلند کر کے بات نہ کریں اور سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کو ٹھنڈا کرتا جارہا تھا لیکن سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کا غصہ بڑھتا جارہا تھا غصے سے غرا کر کہنے لگے: یہ بات چھوڑو! میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے ان کا خیال ہے وہ تجھے قتل کردیں گے......؟ ابوجہل نے کہا: مجھے......؟ کہا: ہاں!

وَاللهِ! مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ إِذَا حَدَّثَ

''واللہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی بات کہتے ہیں سچ کہتے ہیں۔''

اب ابوجہل اپنی بیوی کے پاس گیا اور کہا: تمہیں معلوم ہے کہ میرے یثرب والے بھائی نے کیا کہا ہے، یعنی سعد نے کہا ہے......؟ اس نے پوچھا، اس نے کیا کہا ہے؟ ابوجہل نے بتایا کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوجہل کو قتل کرنا ہے۔ بیوی کہنے لگی: واللہ! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ جب یہ بدر کے لیے گئے اور طبل جنگ چیخا تو ابوجہل سے اس کی بیوی نے کہا:

أَمَا ذَكَرْتَ مَا قَالَ لَكَ أَخُوكَ الْيَثْرِبِيُّ

''تمہیں اپنی بھائی یثربی کی بات یاد نہیں......؟

یہ یاد کر کے پہلے تو ابوجہل نے جنگ میں جانے سے گریز کیا اور پھر خود ہی کہنے لگا:

إِنَّكَ مِنْ أَشْرَافٍ يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ فَسَارَ مَعَهُمْ فَقَتَلَهُ اللهُ

''کہ تو ایک یا دو دن کا سردار ہے تو سردار ہمیشہ نہ رہے گا، پھر اس کے بعد ان کے ساتھ روانہ ہوگیا اور بدر میں اللہ نے اسے مارا۔'' [1]

---

[1] بخاری: 3632

Marfat.com

فوجی مہمّات کا آغاز

1 ...... غزوہ العشیرہ :

ابو اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ میں سیّدنا زید بن ارقم کے پاس تھا ان سے کہا گیا نبی ﷺ نے کتنے غزوات میں شرکت فرمائی ہے......؟ انہوں نے کہا: انیس 19 غزوات میں شریک ہوئے۔ پھر سوال ہوا آپ نے آپ ﷺ کے ساتھ کتنے غزوات میں شرکت کی تھی......؟ کہا: سترہ 17 غزوات میں کی تھی۔ میں نے یعنی ابن اسحٰق کہتے ہیں میں نے پوچھا: ان میں سے سب سے پہلا غزوہ کون سا تھا......؟

انہوں نے کہا: عسیرہ یا عشیرہ۔ میں نے قتادہ سے غزوہ کا نام پوچھا: انہوں نے کہا: العشیر ہے۔ [1]

2 ...... سریہ نخلہ :

جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک گروہ بھیجا اس پر ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ جب یہ روانہ ہونے لگے تو رسول اللہ ﷺ کی محبّت میں سرشار ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کی جدائی کے صدمے سے رونے لگے تو آپ ﷺ نے ان کی جگہ ایک اور آدمی کو امیر بنا دیا۔ جن کا نام عبداللہ بن جحش تھا اور انہیں ایک خط تحریر کر کے دیا جس میں یہ حکم تھا کہ اپنے ساتھ جانے کے لیے کسی کو مجبور نہ کرنا۔ انہوں نے جب تحریر پڑھی تو انا للہ کہا اور ساتھ ہی کہنے لگے: سَمْعًا وَّطَاعَةً یعنی لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اس کے باوجود میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے سامنے سرافگندہ ہوں اور اپنے ساتھیوں کو خط کے مندرجات سے آگاہ کیا اور انہیں خط پڑھ کر سنایا یہ سن کر دو آدمی واپس چلے گئے اور بقیہ سارے امیر عبداللہ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ یہ جب نشان زدہ جگہ پر پہنچے تو ابن حضرمی کو قتل کر دیا انہیں یہ پتا نہ چل سکا کہ یہ رجب کا مہینہ ہے یا جماد ی کا ہے رجب محترم مہینہ تھا اس میں لڑائی جائز نہ تھی۔ مشرکوں نے یہ شور مچا دیا اور مسلمانوں سے کہا: تم نے محترم مہینہ میں لڑائی کی ہے۔ مسلمان نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو یہ بات بتائی کہ مشرک یہ اعتراض کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

---

[1] بخاری: 3949

Marfat.com

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ... الي قوله وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ❶

''یہ آپ سے حرمت والے مہینے میں لڑائی کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دو! اس میں لڑنا بڑا گناہ ہے......لیکن فتنہ قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔''

یہاں فتنے سے مراد شرک ہے کہ شرک قتل سے زیادہ سنگین جرم ہے اس دستۂ فوج میں بعض نے کہا: ایک آدمی نے ابن حضرمی کو قتل کیا ہے اگر یہ بہتر ہے وہی ذمہ دار ہے اور اگر یہ گناہ ہے تو یہ اسی اکیلے نے کیا ہے اس میں ہم تو قصور وار نہیں۔ بعض مسلمانوں نے یہ بھی کہا اگر انہوں نے اس ماہ میں درست کام نہیں کیا تو اس دستہ پر یہ بوجھ ہے اس سے اجر حاصل نہیں ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں یہ آیت نازل کی:

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾ ❷

''اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

✡ سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سورۃ البقرہ کی آیت: 217 کا پس منظر یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک دستہ بھیجا جو سات افراد پر مشتمل تھا۔ ان کے سربراہ عبداللہ بن جحش اسدی تھے۔ ان میں عمار بن یاسر

---

❶ البقرہ: 217

❷ **سندہ قوی:** البقرہ: 218، ابویعلی: 102 / 3۔

تحقیق الحدیث: ابویعلی نے معتمر بن ابوحاتم والی سند سے اسے بیان کیا ہے۔ اور بیہقی نے سنن: 11 / 9 میں، نسائی نے کبریٰ: 249 / 5 میں اور طبرانی نے کبیر: 162 / 2 میں بیان کی ہے۔ یہ سند قوی ہے، سند یہ ہے: ابوسوار عدوی بصری اس کا نام حسان بن حریث ہے ایک قول ہے حریث بن حسان ہے۔ اس نے علی بن ابوطالب، حسن بن علی، عمران بن حصین اور جندب بن عبداللہ سے بیان کیا ہے۔ اس سے قتادہ۔ ابوالتیاح، حضرمی بن لاحق۔ قرہ بن خالد۔ اعمش، جریری، ابونعامہ عدوی۔ ابن عوف، اشعث الحدانی، ابوخلدہ خالد بن دینار نے بیان کیا ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں: ابوالسوار عدوی جو کہ بنو عدی بن عبدمناۃ میں سے ہے یہ ثقہ ہے۔ آجری کہتے ہیں: یہ ابوداؤد سے جب روایت کرتا ہے تو یہ سب لوگوں سے ثقہ ہوتا ہے۔ نسائی الکنیٰ میں کہتے ہیں۔ ابوسوار حسان بن حریث عدوی ثقہ ہے۔ (تہذیب التہذیب: 135 / 12) اور اس کا شاگرد حضرمی جو ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ عبداللہ کہتے ہیں: میں نے ابن معین سے حضرمی کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ حضرمی جس سے سلیمان تیمی بیان کرتا ہے ہاں یہ ایسا راوی ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ حضرمی بن لاحق نہیں اور معتمر اور اس کا والد دونوں ثقہ ہیں۔ (تہذیب الکمال: 554 / 6)

Marfat.com

ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ، سعد بن ابی وقاص، عتبہ بن غزوان سلمی جو کہ بنونوفل کے حلیف تھے اور سہیل بن بیضاء، عامر بن فہیرہ، واقد بن عبداللہ یربوعی جو کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے یہ لوگ شریک تھے۔

آپ ﷺ نے ابن جحش کے لیے ایک خط لکھا اور انہیں حکم دیا کہ اسے بطن نخلہ میں اتر کر پڑھنا ہے۔ جب یہ بطن نخلہ میں اترے تو خط کھولا یہ اسکے مندرجات تھے کہ بطن نخلہ تک چلو اور جو تمہارے ساتھ نہ جانا چاہے اسے مجبور نہ کرنا۔ انہوں نے ساتھیوں سے کہا: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْمَوْتَ فَلْيَمْضِ وَلْيُوْصِ جو موت کا طلبگار ہے وہ میرے ساتھ چلے اور وصیت کر دے۔ میں بھی جاؤں گا اور میں وصیت کرتا ہوں اور میں تو رسول اللہ ﷺ کے حکم کو ہر صورت میں پورا کروں گا۔ یہ چل پڑے دشمن کی خبرگیری کے لیے مگر سعد بن ابی وقاص اور عتبہ ساتھ نہ گئے وجہ یہ تھی ان کی سواریاں گم ہوگئی تھیں یہ انہیں تلاش کرتے رہے اور پیچھے رہ گئے۔ ابن جحش گئے جب یہ بطن نخلہ پہنچے تو وہاں انہیں حکم بن کیسان اور عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ ملے انہیں انہوں نے پکڑ لیا اور عمرو مقتول ہوا۔ اسے واقد بن عبداللہ نے قتل کیا یہ بکریوں کا مالک تھا اس کی بکریاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حاصل کرلیں۔ جب یہ حاصل کیا ہوا مال لے کر اور قیدیوں کو لے کر واپس مدینے لوٹے تو اہل مکہ نے چاہا کہ ان قیدیوں کا فدیہ دے کر انہیں چھڑا لیں۔ تاہم انہیں یہ شوشہ اڑانے کا موقع مل گیا کہ

أَنَّ مُحَمَّدًا يَزْعَمُ أَنَّهُ يَتَّبِعُ طَاعَةَ اللهِ وَهُوَ أَوَّلُ مَنِ اسْتَحَلَّ الشَّهْرَ الْحَرَامَ

''محمد ﷺ کہتے تو یہ ہیں کہ میں تو اطاعتِ الٰہیہ کا پیروکار ہوں اور یہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے حرمت والے مہینے کی حرمت پامال کی ہے۔''

اور ہمارا ساتھی قتل کیا ہے۔ اس کے جواب میں مسلمانوں نے کہا: نہیں ہم نے تو اسے جمادیٰ کے مہینے میں قتل کیا ہے اور یہ محترم نہیں، حرمت والا تو ماہِ رجب ہے۔ معاملہ یہ ہوا کہ جمادیٰ مہینے کی آخری رات تھی اور رجب کی پہلی رات تھی شبہ پڑ گیا تھا۔ جب مسلمانوں کو یقین ہوا کہ ماہِ رجب نمودار ہو چکا ہے تو انہوں نے اپنی تلواریں نیام میں بند کرلیں تو اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کے اس واویلے کا توڑ بیان کیا اور انہیں عار دلائی کہ ماہِ حرمت میں لڑنا اگرچہ کبیرہ گناہ ہے مگر تم شرک کرتے ہو۔ یہ مسلمانوں سے شبہ سے سرزد ہونے والے جرم سے کئی گنا بڑا گناہ ہے کہ تم اس ماہِ حرمت میں جو شرک کا ارتکاب کرتے ہو، اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہو اور محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حرمت والی مسجد میں آنے سے روکتے ہو۔ اہل حرم کو اس سے باہر جانے پر مجبور کرتے ہو اور تم ماہِ رجب کی حرمت کی دہائی

Marfat.com

دینے والو! میرے آخرالزماں پیغمبر حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے مقدس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کعبہ سے دور کیا۔ یہ قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔ ان جرائم پر تمہاری رگِ حرمت کیوں نہیں پھڑکتی؟ تمہارا احساس اس وقت کیوں سو جاتا ہے؟ [1]

تحویل قبلہ کا معاملہ اور یہودیوں کا موقف

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ شروع میں جب مدینہ منوّرہ میں تشریف لائے تو انصار قبیلے میں اپنے ننہال میں ٹھہرے۔ آپ ﷺ نے (16 یا 17) ماہ بیت المقدس کی جانب رُخ کر کے نماز پڑھی۔ آپ ﷺ کو پسند یہی تھا کہ میرا قبلہ بیت اللہ ہو اور سب سے پہلی نماز جو آپ ﷺ نے بیت اللہ کی جانب پڑھی وہ نمازِ عصر تھی اور آپ ﷺ کے ساتھ ایک قوم نے بھی نماز پڑھی تھی۔ ایک آدمی نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی وہ ایک مسجد والوں کے پاس سے گزرا وہ نمازی رکوع کی حالت میں تھے۔ اس نے کہا:

أَشْهَدُ بِاللهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ

''میں اللہ کے نام کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی جانب نماز پڑھی ہے۔''

یہ سن کر وہ دورانِ نماز ہی جبکہ وہ رکوع کی حالت میں تھے وہیں بیت اللہ کی جانب گھوم گئے۔ اور یہودیوں کو یہ پسند تھا کہ بیت المقدس کی جانب نماز پڑھی جائے بلکہ سارے اہل کتاب کی یہی خواہش تھی۔

فَلَمَّا وَلَّى وَجْهَهُ قِبَلَ الْبَيْتِ أَنْكَرُوْا ذَالِكَ

''جب آپ ﷺ نے بیت اللہ کی جانب رخ کر کے نماز پڑھی تو یہودیوں نے اس کا انکار کر دیا۔''

زہیر نے ابو اسحٰق کے حوالے سے سیّدنا براء رضی اللہ عنہ سے بیان کیا

---

[1] **حسن:** تفسیر ابن کثیر: 1/253

تحقیق الحدیث: یہ سند حسن ہے۔ ابو مالک والی حدیث مرسل ہے اور ابو صالح والی سند جو ابن عباس سے ہے یہ ضعیف ہے۔ کیونکہ ابو صالح باذام ضعیف ہے۔ (تقریب: 120/1) میں ہے باذام ایک قول ہے یہ نام باذان ہے۔ ابو صالح مولیٰ ام ھانی ضعیف ہے۔ ایک سند ہے مُرّہ ابن مسعود سے بیان کرتا ہے یہ صحیح ہے۔ (تقریب: 525/1) میں ہے مرہ بن شراحیل ہمدانی ابو اسماعیل کوفی جسے مرہ طیب کہا جاتا ہے ثقہ اور عابد ہے، تو حدیث ماقبل کی حدیث کی وجہ سے حسن ہے۔

Marfat.com

إِنَّهُ مَاتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ أَنْ تُحَوَّلَ رِجَالٌ وَّقُتِلُوْا فَلَمْ نَدْرِ مَا نَقُوْلُ فِيْهِمْ

''کچھ آدمی قبلہ تبدیل ہونے سے پہلے فوت اور شہید ہو چکے تھے ہمیں کچھ سمجھ نہ آ رہا تھا ہم ان کے بارے میں کیا کہیں......؟''

اللہ تعالیٰ نے یوں تسلّی فرمائی: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ''اللہ تعالیٰ نے ان کی نمازیں قبول کر لی ہیں انہیں ضائع نہیں کیا۔'' (1)

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آنے والا آیا اور کہا:

إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ

''کہ رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن نازل ہوا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کعبے کی جانب رُخ کرنے کا حکم مل چکا ہے۔''

یہ سن کر ان نمازیوں نے بھی کعبے کی طرف رخ کر لیا ان کے چہرے شام کی جانب تھے وہ نماز ہی میں کعبے کی جانب گھوم گئے۔ (2)

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس کی جانب نماز پڑھتے تھے اور اکثر آسمان کی جانب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نگاہ اٹھا کر دیکھتے تھے آپ اللہ کے حکم کے منتظر تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ (3)

''ہم نے آپ کے چہرے کو آسمان کی طرف پلٹتا ہوا دیکھ لیا ہے ہم آپ کو اس قبلے کی جانب ضرور پھیریں گے جسے آپ پسند کرتے ہیں اب اپنا چہرہ مسجد حرام کی جانب پھیر لیں۔''

اس کے بعد کچھ مسلمان یہ کہنے لگے: کاش! کہ ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ جو قبلہ کی جانب پھرنے سے پہلے

---

(1) بخاری: 40

(2) بخاری: 403

(3) البقرہ: 144

Marfat.com

فوت ہوئے ہیں ان کیا بنا ہے اور جو ہم نے بیت المقدس کی جانب نماز پڑھی ہے اس کی کیا حیثیت ہے......؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ

کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری یہ نمازیں ضائع نہیں کیں۔ بعض کم عقل اہل کتاب نے کہا: انہیں ان کے قبلے سے کس چیز نے پھیر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کا یوں تذکرہ فرمایا کہ بے وُقوف یہ اعتراض کریں گے کہ انہیں ان کے قبلے سے کس نے پھیر دیا ہے تو مشرق و مغرب کے رب نے پھرنے کا حکم دیا ہے۔ (1)

صُفّہ اور اصحابِ صُفّہ کا تذکرہ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ اللہ جانتا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ میں اپنے جگر کے بل بھوک کی وجہ سے زمین پر لیٹا ہوتا تھا کبھی میں بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔ ایک دن میں لوگوں کے راستے میں بیٹھ گیا جس سے یہ مسجد سے باہر نکلتے تھے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ گزرے تو میں نے ان سے اللہ کی کتاب میں سے ایک آیت کی تفسیر طلب کی۔ تفسیر تو مجھے آتی تھی میں تو ان سے اشارہ سے سیرابی کا مطالبہ کر رہا تھا کہ وہ مجھے کچھ کھلائیں مگر وہ گزر گئے کچھ نہ کیا۔ اس کے بعد میرے پاس سے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ گزرے ان سے بھی میں نے یہی سوال کیا وہ بھی گزر گئے کچھ نہ کیا۔

ثُمَّ مَرَّبِي أَبُوالْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ حِيْنَ رَاٰنِيْ وَعَرَفَ مَافِي نَفْسِيْ وَمَا فِي وَجْهِيْ

---

(1) **سندہ صحیح:** ابن کثیر: 190/1

تحقیق الحدیث: اس میں ابن اسحٰق نے ثقہ تابعی سے جو کہ ان کا استاد ہے سماع حدیث کی صراحت کی ہے (تہذیب التہذیب: 254/1) میں ہے، ابواسحٰق سبیعی تعریف سے بے نیاز ہے اس نے براء سے سنا ہے۔ ابوبکر بردیجی کہتے ہیں کہ ابواسحٰق نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سماع حدیث کیا ہے۔ براء، زید بن ارقم، ابوجحیفہ، سلیمان بن صرد، نعمان بن بشیر، عمرو بن شرحبیل سے اس کا سماع ثابت ہے۔ جابر بن سمرہ سے بھی روایت کرتا ہے ان سے اس کا سماع ثابت نہیں۔ اس نے علی بن ابی طالب، معاویہ، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے اور رافع بن خدیج کے ساتھ مجلس کی ہے۔ (جامع التحصیل: 245/1) احمد العجلی کہتے ہیں ابواسحٰق نے 38 صحابہ کرام سے سماع حدیث کیا ہے۔

Marfat.com

''اس کے بعد میرے پاس سے میرے پیارے ابوالقاسم ﷺ گزرے میں نے ان سے بھی یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور مجھے دیکھتے ہی زیر لب مسکراہٹ کے پھول برسائے اور میرے چہرے سے میرے دلی جذبات بھانپ گئے۔''

اور فرمایا: اے ابوہریرہ......! میں نے عرض کی اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ کہا: اِلْحَقْ ''میرے ساتھ چلو'' اور آپ ﷺ خود چل دیے، میں آپ ﷺ کے پیچھے ہولیا، آپ ﷺ اندر داخل ہو گئے میں نے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے مجھے گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ گھر میں ایک پیالے میں دودھ تھا۔ آپ ﷺ نے کہا: مِنْ اَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ ؟ ''یہ دودھ کہاں سے آیا ہے۔'' انہوں نے کہا: یہ فلاں مرد یا خاتون نے آپ جناب کے لیے ہدیہ بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے کہا: ابوہریرہ! میں نے کہا: اللہ کے رسول میں حاضر ہوں۔ فرمایا: اصحابِ صُفّہ کو لے آؤ۔

یہ اسلام کے مہمان تھے ان کے نہ تو اہل خانہ تھے نہ ان کے پاس مال تھا، جب آپ ﷺ کے پاس صدقہ وغیرہ آتا تو ان کے ہاں بھیج دیتے تھے آپ ﷺ خود تناول نہ فرماتے تھے اور جب ہدیہ ہوتا تو آپ ﷺ ان کے پاس بھیج دیتے اور خود بھی تناول فرماتے اور اصحابِ صُفّہ کو ساتھ شریک کرتے۔ جب آپ ﷺ نے مجھے اصحابِ صُفّہ کو لانے کا حکم دیا تو اس سے میں بہت پریشان ہوا۔ میں نے دل میں کہا اتنا سا دودھ اصحابِ صفہ میں کیسے پورا آئے گا حق تو میرا تھا میں یہ دودھ پیتا اور بھوک کی کمزوری دور کرتا، جب اصحابِ صفہ آئیں گے تو میں انہیں یہ دوں گا اور میری باری تک تو یہ دودھ ختم ہو جائے گا۔

وَلَمْ يَكُنْ مِّنْ طَاعَةِ اللهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهٖ ﷺ بُدٌّ

''مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے بغیر میرے لیے اور کوئی چارۂ کار نہ تھا۔''

میں اصحابِ صُفّہ کے پاس آیا اور میں نے انہیں بلایا کہ آپ ﷺ نے تمہیں دعوت پر یاد فرمایا ہے۔ وہ آئے اور اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی اور وہ گھر میں اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو آپ ﷺ نے مجھ سے کہا: ابوہریرہ! میں نے عرض کی: حاضر ہوں! آپ ﷺ نے فرمایا: یہ پیالہ پکڑو اور انہیں دیتے جاؤ۔ میں نے وہ پیالہ لیا اور ایک ایک آدمی کو دیتا جاتا تھا اور وہ نوش کرتا جارہا تھا اور خوب سیر ہو رہا تھا اور پیالہ مجھے واپس دیتا جاتا تھا حتی کہ میں نبی ﷺ تک پہنچ گیا کیونکہ وہ سب لوگ سیراب ہو چکے تھے۔

فَاَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهٗ عَلٰى يَدِهٖ

Marfat.com

اب آپ ﷺ نے پیالہ اپنے ہاتھ پر رکھا اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: ابوہریرہ! میں نے عرض کی: حاضر! فرمایا: اب میں اور تم دودھ پینے والے باقی رہ گئے ہیں؟ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! بالکل آپ نے درست فرمایا ہے۔ فرمایا: بیٹھ جاؤ! فَاشْرَبْ ! اور دودھ پیو، میں بیٹھ گیا اور دودھ پیا، فرمایا اور پیو! میں نے اور پیا، آپ ﷺ کہتے ہی جاتے تھے اور پیو، میں نے عرض کی:

وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا

''نہیں! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے اب کوئی گنجائش نہیں رہی۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ پیالہ مجھے دو، میں نے وہ آپ ﷺ کو دیا۔ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَسَمّٰی وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ تو آپ ﷺ نے اللہ کی تعریف کی اور بسم اللہ پڑھ کر (سب کا جوٹھا) بچا ہوا دودھ نوش کیا۔ [1]

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اصحابِ صفہ میں سے 70 افراد کو دیکھا ان کے لباس کی یہ حالت تھی کہ اوپر والی چادر نہ تھی یا تو تہبند تھا یا ایک ہی چادر تھی جو انہوں نے اپنی گردنوں میں باندھ رکھی ہوتی تھی جو نصف پنڈلی تک اور ٹخنوں تک پہنچتی تھی۔ وہ اسے اپنے ہاتھوں میں لپیٹ کر رکھتے تھے کہ ان کا ستر نہ کھل جائے۔ [2]

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وَكَانَ أَهْلُ الصُّفَّةِ سَبْعُوْنَ رَجُلًا لَيسَ لِوَاحِدٍ مِّنْهُمْ رِدَاءٌ

''اہل صفہ کے ستر 70 آدمیوں میں سے کسی ایک کے پاس بھی اوپر والی چادر نہ تھی۔'' [3]

---

[1] بخاری: 6452

[2] بخاری: 442

[3] حلیۃ الاولیا: 1/339

تحقیق الحدیث: ابن حبان: 2/457 نے بھی اسے روایت کیا ہے ابونعیم کے شیخ کا تعارف یہ ہے کہ ابواحمد الحاکم ہے، امام ہیں اور حافظ العصر ہیں۔ (طبقات الحفاظ: 338) اور ان کا شیخ ابن یحیٰی ساجی ہے، ثقہ اور فقیہ ہے۔ (تقریب: 1/262) اور احمد صدوق ہے اور مسلم کے راویوں میں سے ہے (التقریب: 1/19) اس کا چچا ثقہ اور حافظ و عابد ہے (مصدر السابق: 1/460)

ابن غزوان، ثقہ ہے اور بخاری اور مسلم کے راویوں میں سے ہے (التہذیب: 8/297) ایک راوی ابوحازم اشجعی ہے اس کا نام سلمان ہے، یہ ثقہ تابعی ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے: 1/315 ابن وھب کی ابن حبان میں متابعت کی گئی ہے، متابعت والی سند یہ ہے: محمد بن احمد بن ابوعون، ابوعمار الحسین بن حریث، فضل بن موسیٰ، فضیل بن غزوان۔

Marfat.com

سیّدنا عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اصحابِ صفہ فقراء تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ

جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرا آدمی اصحابِ صفہ میں سے لے جائے چار کا ہو تو پانچواں ان میں سے لے جائے، پانچ کا ہو تو چھٹا ان میں سے لے جائے۔

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اصحابِ صفہ میں سے تین ساتھی لے آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس افراد لے گئے۔ میں، میری والدہ اور بیوی اور خادم یہ بھی ادھر میرے ابا ابوبکر کے گھر میں تھے۔ تاہم میرے ابا ابوبکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلے گئے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی شام کا کھانا کھایا تھا۔ جب وہ واپس آئے تو رات کا کافی حصہ گزر چکا تھا کیونکہ نمازِ عشاء کے بعد وہ وہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہی ٹھہر گئے تھے جب آئے تو بیوی نے کہا: وَمَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ مہمانوں کو چھوڑ کر آپ کہاں رک گئے تھے......؟ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا ابھی تک تم نے ان مہمانوں کو شام کا کھانا نہیں کھلایا......؟ بیوی نے کہا:

أَبَوْا حَتَّى تَجِيءَ قَدْ عُرِضُوْا فَأَبَوْا

''ہم نے تو کھانا ان کے سامنے چن بھی دیا تھا انہوں نے پھر بھی کھانے سے انکار کیا۔''

انہوں نے کہا تھا آپ آئیں گے تو تب کھانا کھائیں گے۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں تو ابا جان کے ڈر سے جا کر چھپ گیا۔ مگر ابا جان نے تلاش کیا اور کہا: او بے وُقوف! اور ساتھ ہی مجھے سخت ڈانٹا کہ تو نے مہمانوں کو کھانا کیوں نہیں کھلایا اور مہمانوں سے کہا: آپ کھانا کھائیں، نہ کھانا درست نہیں۔ لیکن اللہ کی قسم میں نہ کھاؤں گا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں:

وَأَيْمُ اللهِ مَا كُنَّا يَنْفُذُ مِنْ لُّقْمَةٍ إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا

''واللہ! ہم جو لقمہ بھی لگاتے تھے اس کے نیچے سے اس سے زیادہ اضافہ ہوتا تھا۔''

مہمانوں نے اور سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور کھانا پہلے سے زیادہ تھا۔ جب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھانا دیکھا تو وہ پہلے سے بھی زیادہ تھا تو اہلیہ سے کہا: اے دختر بنو فراس! یہ کیا ہوا......؟ انہوں نے کہا: یہ معاملہ تو آنکھوں کی ٹھنڈک والا ہے۔ میں حیران ہوں کہ یہ کھانا ہمارے کھانے سے تین گنا بڑھ گیا ہے۔ اب یہ برکت مشاہدہ کرنے کے بعد سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی سے کھایا اور کہا: میں جو نہ کھانے کی قسم اٹھا رہا تھا یہ شیطانی چال

Marfat.com

ہے۔اس سے ایک لقمہ کھایا اور اس کھانے کو اٹھا کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ کھانا صبح تک آپ ﷺ کے پاس رہا۔ ہمارا ایک قوم کے ساتھ معاہدہ تھا وہ بھی آپ ﷺ کے پاس آئے تھے اس معاہدہ کی مدت پوری ہوئی تھی وہ اس بارے میں ہم سے ملنے آئے تھے ہر آدمی کے ساتھ بارہ آدمی حصے میں کر دیئے گئے اس کے باوجود ہمیں یقینی علم نہیں کہ ہر آدمی کے ساتھ کتنے افراد تھے یہ تو ہم نے اندازہ بتایا ہے، ان سب نے کھایا تھا یہ کھانا پھر بھی ختم نہ ہوا۔ [1]

سیّدنا طلحہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منوّرہ میں آپ ﷺ کے پاس جب بھی کوئی ایسا آدمی آتا جس کی مدینے میں جان پہچان نہ ہوتی کہ جس کے پاس وہ رہے تو وہ اصحابِ صفہ میں رہنے لگتا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے مدینے میں کچھ دوست تھے وہ بھی تعاون کرتے تھے لیکن رسول اکرم ﷺ روزانہ دو آدمیوں کے درمیان آدھا صاع تقریباً سوا کلو کھجوریں دیتے تھے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نماز میں تھے کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک نے آپ ﷺ کو پکارا:

يَارَسُوْلَ اللهِ! أَحْرَقَ التَّمْرُ بُطُوْنَنَا وَتَخَرَّقَتْ عَنَّا الْخُنَفُ

''اے اللہ کے رسول! کھجوروں نے ہمارے پیٹ میں جلن پیدا کر دی ہے اور سینہ چیر ڈالا ہے۔''

رسول اکرم ﷺ نے جب نماز ادا کر لی تو کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور اپنی قوم کی شدتوں کا تذکرہ کیا جو وہ اٹھا رہے تھے۔ طلحہ کہتے ہیں: میں اور میرا ساتھی تھا ہم پر دس دن سے اوپر گزر جاتے تھے اور ہمارا کھانا صرف چند دانے گندم ہوتا تھا۔ ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس آئے تو انہوں نے ہماری غمخواری کی اور ان کا بڑا کھانا کھجور تھا اور آپ نے فرمایا:

وَالَّذِیْ لَآ إِلٰهَ إِلَّاهُوَ، لَوْأَجِدُلَكُمُ الْخُبْزَ وَاللَّحْمَ لَاَطْعَمْتُكُمُوْهُ

''اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر میں تمہارے لیے روٹی اور گوشت پاتا تو میں ضرور کھلاتا۔'' [2]

---

[1] بخاری: 602، مسلم: 2057

[2] **سندہ صحیح:** طبرانی کبیر: 310/8،

تحقیق الحدیث: یہ کئی اور سندوں سے بھی مروی ہے جو کہ داؤد سے ہیں۔ (الرویانی: 2/477) عبدالصمد بن عبدالوارث، داؤد، ایک سند یہ ہے۔ اور بیہقی شعب الایمان: 7/284، اس کی یہ سند ہے وہب بن بقیہ، خالد بن عبداللہ، داؤد۔ یہ سند بھی صحیح ہے۔ ابوحرب بن ابواسود دیلی بصری ثقہ ہے۔ مسلم کا راوی ہے (تقریب: 1/632) اور داؤد بن ابوہند قشیری ثقہ اور متقن ہے۔ یہ بخاری اور مسلم کا راوی ہے (تقریب: 1/200)

Marfat.com

ہوسکتا ہے تم ایسا زمانہ پاؤ جس میں لوگ کعبے کے پردے کی مانند لباس پہنیں اور تم صبح وشام ٹب بھر بھر کر کھانے کھایا کرو۔

سیّدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھتے تھے تو کئی آدمی بھوک سے نڈھال ہوکر کھڑے کھڑے نماز کے دوران ہی زمین پر گر پڑتے تھے یہ گرنے والے اصحابِ صفہ میں سے ہوتے تھے۔ جو دیہات کے رہنے والے ہوتے تھے۔ ان کو دیکھ کر وہم ہوتا تھا کہ یہ جنون زدہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو فوراً ان کے پاس تشریف لے جاتے اور فرماتے:

لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَالَكُمْ عِنْدَاللهِ لَاَحْبَبْتُمْ أَنْ تَزْدَادُوْا فَاقَةً وَحَاجَةً

''اگر تم وہ انعام جان لو جو اللہ نے تمہارے لیے اپنے پاس رکھا ہے تو تم بخوشی چاہو گے کہ ہمارے فاقے اور ضرورت میں اور اضافہ ہوجائے۔''

سیّدنا حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب یہ حوصلہ افزائی آپ ﷺ کر رہے تھے میں آپ ﷺ کے ساتھ ہی تھا۔ (1)

سیّدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ابوذر! آپ کے خیال میں غنا مال کی کثرت کا نام ہے......؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہاں! یہی غنا ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: آپ کے خیال میں مال کی قلّت ہو تو اسے فقر کہتے ہیں......؟ میں نے کہا: ہاں! اللہ کے رسول! ہم اسے فقر ہی کہتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا الْغِنٰى غِنَى الْقَلْبِ وَالْفَقْرُ فَقْرُ الْقَلْبِ

''غنا دل کا ہوتا ہے اور فقر بھی دل کا ہوتا ہے۔''

---

(1) **سندہ قوی:** طبرانی کبیر: 310/18

تحقیق الحدیث: طبرانی نے اسے دو سندوں سے بیان کیا ہے۔ ① اسماعیل بن حسن خفاف۔ احمد بن صالح ابن وہب۔ ② عبدالملک بن یحییٰ بن بکیر حدثنا ابی، ابن لھیعہ۔ ترمذی: 583/4 میں ابوھانی سے ہے جو یہ ہے۔ عباس دوری۔ عبداللہ بن زید، حیوہ بن شریح۔ اور بزار: 205/9 میں ہے اور ابن حبان: 502/2 میں حیوہ بن شریح سے ہے اور بیہقی نے شعب الایمان: 318/7 میں ابن وہب کے طریق سے بیان کی ہے اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء: 339/1، 17/2 میں مقریٔ کے طریق سے بیان کی ہے اس حدیث کی سند کا مدار بھی ابوھانی پر ہے۔ اس کا نام حمید بن ھانی ابوھانی ہے۔ نسبت خولانی ہے مصری ہے، لاباس بہ، یہ ابن وہب کا سب سے بڑا شیخ ہے اور اس کا شیخ جس کا نام عمرو بن مالک ہمدانی ہے۔ ابوعلی جنبی کنیت ہے نسبت مصری ہے، ثقہ ہے۔ (تقریب: 182/1 اور 246/1)

Marfat.com

اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھ سے قریش کے ایک آدمی کے بارے میں سوال کیا کہ کیا تم فلاں کو جانتے ہو......؟ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! جی میں اسے جانتا ہوں! فرمایا: اس کے بارے میں کیا رائے ہے......؟

میں نے عرض کی: إِذَا سَأَلَ أُعْطِيَ وَإِذَا حَضَرَ أُدْخِلَ جب یہ کچھ مانگے تو اس قابل ہے اسے دیا جائے اور جب یہ کسی کے پاس آئے تو اسے نہایت عزّت سے بٹھایا جائے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اہل صفہ میں سے مجھ سے ایک آدمی کے متعلق سوال کیا اور فرمایا: هَلْ تَعْرِفُ فُلَانًا ؟ کیا تم فلاں کو جانتے ہو......؟ میں نے کہا: نہیں! واللہ! میں اسے نہیں پہچانتا۔ مگر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے خوب زوردار انداز میں اس کی تعریف کی اور نہایت خوبصورت انداز میں اس کا تذکرہ کیا کہ میں اچھی طرح اسے جان گیا۔ اور میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! اب میں اس سے خوب آشنا ہو گیا ہوں فرمایا: اب اس کے بارے میں رائے دو......!

میں نے عرض کی: وہ تو اصحاب صفہ میں سے ایک مسکین آدمی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: هُوَ خَيْرٌ مِنْ طِلَاعِ الْأَرْضِ مِنَ الْآخَرِ ''یہ پہلے سے پوری زمین کی مقدار کے مطابق بہتر ہے۔'' میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! جو پہلے کو ملا ہے وہ اسے نہیں عطا کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ خیر، یعنی مال دیا گیا ہے تو وہ اس کا اہل ہے۔ اگرچہ یہ جو ہے مال نہیں دیا گیا لیکن اسے نیکی کی توفیق ملی ہے۔ [1]

سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ صحابیٔ رسول ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں جب مدینہ منوّرہ میں آیا تو وہاں میری کسی سے کوئی جان پہچان نہ تھی۔ میں اصحابِ صفہ میں رہنے لگا۔ میں ایک آدمی کے ساتھ رہتا تھا مجھے اور اسے تقریباً آدھا کلو روزانہ کھجوریں ملتی تھیں۔ ایک دن رسول اکرم ﷺ نے نماز ادا کی اور فارغ ہوئے تو اصحابِ صفّہ میں سے ایک

---

[1] **سندہ جید:** ابن حبان: 460/2۔ اسے حاکم: 363/4، طبرانی کبیر: 154/2 میں اور مسند شامیین: 174/3 میں بیان کیا گیا ہے۔

تحقیق الحدیث: یہ سند جید ہے۔ حاکم، طبرانی نے اسے ایک اور سند سے بیان کیا ہے جو یہ ہے عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر حضرمی حمصی۔ یہ ثقہ ہے۔ (تقریب: 338) اور اس کا والد ثقہ تابعی ہے اس کی ایک اور بھی سند ہے جو طبرانی کبیر میں ہے اور یہ درج ذیل ہے۔ علی بن مبارک اسماعیل بن اویس، اسماعیل بن عبداللہ بن خالد بن سعید بن ابو مریم، عن ابیہ عن جدہ، نعیم بن عبداللہ، مولیٰ عمر بن الخطاب۔ اس نے ابوزینب مولیٰ حازم غفاری سے سنا۔ یہ ابوذر سے بیان کرتے ہیں۔

اس سند میں اسماعیل بن عبداللہ بن خالد راوی ہے۔ اس سے اسماعیل بن ابواویس نے بیان کیا ہے۔ ابن ابی حاتم نے کہا یہ مجہول ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقات میں شمار کیا ہے۔ یہ کہتے ہیں: اسماعیل بن عبداللہ بن خالد بن سعد بن ابی مریم مولیٰ عبداللہ بن جدعان تیمی بن اخت محمد بن ہلال بن ابو ہلال مدنی یہ اپنے باپ اور دادا سے بیان کرتا ہے اس سے اہل حجاز نے روایت بیان کی ہے۔ اس کے متعلق میرے باپ سے سوال ہوا تو انہوں نے کہا: میں تو اسے نہیں جانتا تاہم اس سے اسماعیل بن ابواویس نے روایت کی ہے اس کی حدیث میں ضعف ہے۔ اور یہ مجہول ہے۔ (لسان المیزان: 418/1) اوپر والی سند کی وجہ سے یہ قوی ہے۔

Marfat.com

آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! کھجوروں نے تو ہمارے جگر کو جلا دیا ہے اور ہمارے گلے میں سوراخ کر دیئے ہیں۔ یہ سن کر رسول اکرم ﷺ منبر پر جلوہ گر ہو گئے اور خطاب فرمایا:

''اصحابِ صفہ! اگر میرے پاس روٹی اور گوشت ہوتا تو میں تمہیں کھلاتا۔ یاد رکھنا! عنقریب تم دنیا پانے والے ہو یہ وقت آنے والا ہے کہ تم پیالے بھر بھر کر کھاؤ گے اور کعبے کے پردے کی مانند قیمتی لباس زیب تن کرو گے۔''

میں اور میرا ساتھی 18 دن یہاں ٹھہرے رہے تھے اور ہمارا کھانا معمولی سی گھٹیا کھجوریں ہوتا تھا۔ جب ہماری ملاقات انصاری بھائیوں سے ہوئی تو انہوں نے ہماری پوری غمخواری کی اور ہمیں عمدہ کھجوریں کھانے کو ملیں۔ [1]

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہا کہ ہمیں ایسے افراد کی ضرورت ہے جو ہمیں قرآن اور سنّت کی تعلیم دیں۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف انصار کے (70) آدمی بھیجے جنہیں قراء کہا جاتا تھا۔ ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے (یہ ماموں کا نام ہے) یہ قرآن پڑھتے تھے اور رات کو تعلیم لیتے تھے اور اسے آپس میں دہراتے تھے۔ اور صبح یہ پانی لاتے اور مسجد میں رکھتے اور ایندھن اتارتے اسے فروخت کرتے اور اصحابِ صفّہ کے لیے کھانا خریدتے تھے اور دیگر فقراء کے لیے بھی کھانا خریدتے۔ نبی مکرم ﷺ نے ان 70 آدمیوں کو جو فقراء کے غمگسار تھے ان کے ساتھ بھیج دیا یہ جب گئے تو رستے میں وہ انکے سامنے آ گئے اور انہیں شہید کر دیا ابھی یہ منزل مقصود تک نہیں پہنچے تھے پہلے ہی جام شہادت نوش کر لیا۔ انہوں نے کہا اور عالم برزخ میں اللہ سے التجا کی:

اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا إِنَّا قَدْ لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا

''اے اللہ! ہمارا یہ پیغام ہمارے نبی ﷺ تک پہنچا دینا کہ ہماری ہمارے رب سے ملاقات ہوئی ہے اور ہم تجھ سے بہت راضی ہیں اور تو بھی ہم سے بہت خوش ہے۔''

ایک آدمی میرے ماموں حرام کے پاس پیچھے سے آیا اور نیزہ مارا حتی کہ اسے آر پار کر دیا تو میرے ماموں نے کہا: فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ''کعبے کے رب کی قسم! میں کامیاب ہوا'' رسول کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کہا: تمہارے بھائی جنہیں فریب دہی سے لے جایا گیا ہے وہ شہید ہو چکے ہیں اور انہوں نے کہا:

---

[1] **صحیح:** احمد: 15988

تحقیق الحدیث: اس میں ابوحرب بن ابوالاسود دیلی بصری ہے جو کہ ثقہ ہے اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 1/632) اور داؤد بن ابوہند قشیری ثقہ اور متقن ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 1/200)

Marfat.com

اے ہمارے اللہ! ہمارے نبی کو ہمارا پیغام پہنچا دینا کہ ہم اپنے رب سے ملے ہیں اور ہم اپنے رب سے بہت راضی ہیں اور ہمارا رب ہم سے بہت راضی ہوا ہے۔ [1]

عاتکہ کا سچا خواب

سیّدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عاتکہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا جو کہ سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی بہن اور آپ ﷺ کی پھوپھی تھیں، انہوں نے ضمضم بن عمرو غفاری کے قریش کے پاس آنے سے تین دن پہلے ایک خواب دیکھا تھا۔ صبح ہوئی تو عاتکہ پر اس خواب کی عظمت چھا گئی انہوں نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو پیغام بھیجا اور ان سے کہا:

يَا أَخِيْ! لَقَدْ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا أَفْزَعَتْنِيْ لَيَدْخُلَنَّ عَلٰى قَوْمِكَ مِنْهَا شَرٌّ وَّبَلَاءٌ

''بھائی! میں نے رات ایک ایسا خواب دیکھا ہے جس سے میں گھبراہٹ کا شکار ہوئی ہوں اور اندیشہ ہے تمہاری قوم پر ایک شر اور آزمائش اترنے والی ہے۔''

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ کیا خواب ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا ہے ایک آدمی اونٹ پر سوار ہو کر آیا ہے اور ابطح میں رک گیا ہے اور کہتا ہے: إِنْفِرُوْا يَا اٰلَ غُدَرٍ لِمَصَارِعِكُمْ ''عہد شکنو! اپنی قتل گاہوں کی جانب چلو! میں نے دیکھا کہ لوگ اس کے پاس جمع ہوئے ہیں میں نے دیکھا کہ اس کا اونٹ اسے لے کر مسجدِ حرام میں داخل ہوا ہے اور لوگ وہاں بھی اس کے لیے جمع ہوئے ہیں اور پھر اس کا اونٹ کعبہ کی بلندی کے برابر ہوا ہے اور وہ آدمی پھر یہی کہتا ہے: عہد شکنو! اپنی قتل گاہوں کی جانب چلو! اس کا اونٹ ابوقبیس پہاڑ کی مثل بلند ہو جاتا ہے اور پھر یہی کہتا ہے: عہد شکنو! اپنی قتل گاہوں کی طرف نکلو! اس کے بعد اس نے ایک چٹان لی ہے اور اسے پہاڑ کے سرے سے نیچے چھوڑ دیا ہے یہ نیچے آرہی ہے حتی کہ یہ پہاڑ کی سب سے نچلی سطح میں آجاتی ہے۔ تو

إِرْفَضَّتْ فَمَا بَقِيَتْ دَارٌ مِّنْ دُوْرِ قَوْمِكَ وَلَا بَيْتٌ إِلَّا دَخَلَ فِيْهِ بَعْضُهَا

''تو وہ چٹان بکھر جاتی ہے اور اے عباس! آپ کی قوم کے ہر گھر میں اس کا ریزہ پہنچا ہے۔''

---

[1] مسلم: 677

Marfat.com

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ عظیم خواب ہے اسے صیغۂ راز میں رکھنا۔انہوں نے بھائی سے کہا: آپ بھی اسے چھپا کر رکھیں۔ لَئِنْ بَلَغَتْ هٰذِهِ قُرَيْشًا لَيُؤْذُوْنَنَا اگر خواب کا معاملہ قریش تک پہنچ گیا تو وہ ہمیں اذیت پہنچائیں گے۔سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ اپنی بہن عاتکہ کے پاس سے باہر آئے تو ان کی ملاقات ولید بن عتبہ سے ہوئی یہ سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔انہوں نے اس خواب کا ذکر ولید سے کیا اور اسے سربستہ راز رکھنے کا کہا کہ کسی کو نہ بتانا۔لیکن ولید نے اس خواب کا ذکر اپنے باپ سے کیا اور اس نے آگے بتا دیا یہاں تک کہ یہ خواب والی بات پھیل گئ۔سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَاللهِ! إِنِّيْ لَغَادٍ إِلَى الْكَعْبَةِ لِأَطُوْفَ بِهَا

میں صبح ہی کعبے کے طواف کے لیے جاؤں گا۔جب کعبہ میں داخل ہوئے تو اچانک ابوجہل قریش کے ایک گروہ کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا اور عاتکہ کے خواب کو زیر بحث رکھا ہوا تھا۔

ابوجہل نے سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی کنیت سے پکارا کہ ابوالفضل! یہ کب سے بیان ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: کیا بیان ہوا ہے؟ اس نے کہا: وہی جو عاتکہ بنت عبدالمطلب نے خواب دیکھا ہے۔اور مزید طعنہ زنی کا نشتر چلاتے ہوئے کہتا ہے:

أَمَا رَضِيْتُمْ يَا بَنِيْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ أَنْ يَّتَنَبَّأَ رِجَالُكُمْ حَتّٰى تَتَنَبَّأَ نِسَاءُكُمْ

''بنوعبدالمطلب! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تمہارے مرد نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں حتیٰ کہ تمہاری خواتین نے بھی نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے۔''

ہم تین دن تک تو انتظار کرتے ہیں جیسا کہ خواب میں بتایا گیا ہے جو عاتکہ نے دیکھا ہے اگر یہ سچ ثابت ہوا تو اچھا ہے اگر یہ سچ نہ ہوا تو ہم دستاویز میں تحریر کر دیں گے کہ عرب میں سب سے بڑا جھوٹا گھرانہ بنوعبدالمطلب کا ہے۔سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اتنا زیادہ دباؤ میں تھا کہ میں نے انکار کر دیا کہ عاتکہ نے کچھ نہیں دیکھا اور نہ ہی میں نے کچھ سنا ہے۔رات ہوئی تو یہ بات جو ابوجہل نے مجھ سے کہی بنوعبدالمطلب کی ہر عورت کی زبان پر جاری تھی اور ہر عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی:

أَصَبَرْتُمْ لِهٰذَا الْفَاسِقِ الْخَبِيْثِ أَنْ يَّقَعَ فِيْ رِجَالِكُمْ ثُمَّ تَنَاوَلَ النِّسَآءَ وَأَنْتَ تَسْمَعُ

Marfat.com

عباس......! تم نے اس فاسق اور خبیث ابو جہل کو اتنی آزادی دے رکھی ہے کہ یہ پہلے تمہارے مردوں کے بارے میں ہتک آمیز زبان استعمال کرتا تھا اور اب یہ تمہاری خواتین تک کو اپنی دریدہ دہنی کا شکار بنا رہا ہے اور افسوس! ہے تم اسے ٹھنڈے پیٹوں سن رہے ہو اور برداشت کر رہے ہو، تمہاری غیرت کہاں چلی گئی ہے؟

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: تم درست کہتی ہو اس بارے میں میری غیرت مر چکی تھی تاہم میں نے اس کی بات کارد کر دیا تھا اگر وہ دوبارہ کرے گا تو میں اس کا گھر پورا کر دوں گا۔ اب تیسرا دن تھا میں بیٹھ گیا کہ ابو جہل نے کوئی بات کی تو میں اس سے اچھا پیش نہ آؤں گا اور اب میں گالی کا جواب گالی سے دوں گا۔ میں آ رہا تھا کہ ابو جہل ہی سامنے تھا:

وَكَانَ رَجُلًا حَدِيْدَ الوَجْهِ حَدِيْدَ الْمَنْظَرِ حَدِيْدَ اللِّسَانِ

''یہ ایک تیکھے چہرے والا، تیکھی ساخت والا اور تیز زبان آدمی تھا۔''

جب یہ مسجد کی جانب مڑا تو یہ بہت ہی تیزی سے چلنے لگا میں نے اپنے دل میں کہا: اے میرے اللہ اس پر لعنت کر! یہ میں اس لیے لعنت کر رہا تھا کہ مجھے اس کے سامنے اسے سب وشتم کرنے کی ہمت نہ ہو رہی تھی۔ ابھی میں نے یہ بددعا کی تھی کہ اس کے کان میں وہ صدا پڑی جو میں نے نہ سنی تھی وہ آواز تھی ضمضم بن عمرو غفاری کی جو کہ ابطح میں سواری پر کھڑا تھا اور اپنی سواری کا حلیہ تبدیل کر رکھا تھا اور اس نے اپنی قمیص کا گریبان چاک کر رکھا تھا اور اپنے اونٹ کی ناک چیر رکھی تھی اور پکار رہا تھا:

يَامَعْشَرَ قُرَيْشٍ اللَّطِيْمَةَ !

اے گروہِ قریش! بہت ہی مصیبت خیز خبر ہے کہ جو تمہارے مال ابو سفیان لا رہا تھا اور وہ شام کی تجارت سے منافع کما کر لا رہا تھا اسے چھیننے کے لیے محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سامنے آ رہے ہیں۔ جلدی فریاد رسی کر لیں۔

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ اندوہناک خبر سن کر جو کہ عاتکہ کے خواب کی حقیقت بن چکی تھی ابو جہل مجھے بھول ہی گیا، اسے تیاری کی پڑ گئی، سوائے قافلہ کو بچانے کی تیاری کے اور کوئی چارہ کار نہ تھا یہاں تک کہ ہم نے روانہ ہونے کا پختہ عزم کر لیا یہ قافلہ بچانے گئے کہ معرکہ بدر پیش آ گیا اور بدر میں اشرافِ قریش قتل ہوئے اور ان کے

Marfat.com

سربرآوردہ لوگ قید و بند میں ہو گئے اور تب سیّدہ عاتکہ نے کہا: [1]

أَلَمْ تَكُنِ الرُّؤْيَا بِحَقٍّ وَّعَابَكُمْ
بِتَصْدِيْقِهَا قُلٌ مِنَ الْقَوْمِ هَارِبُ

میں نے جو خواب دیکھا تھا وہ سچ ہوا ہے اور تم نے اس کی تصدیق کرنے والے کو عیب ناک قرار دیا تھا جب یہ سچ ہے تو اس کا انکار کرنے والے سے کہہ دو وہ بھاگ جائے۔''

فَقُلْتُمْ وَلَمْ أَكْذِبْ كُذِّبْتُ وَإِنَّمَا
يَكْذِبْنَ بِالصِّدْقِ مَنْ هُوَ كَاذِبُ

''تم نے کہا تھا یہ جھوٹا خواب ہے اور میں نے جھوٹ نہ کہا تھا کہ میری تکذیب ہوتی۔ سچائی کو وہی جھٹلاتا ہے جو جھوٹا ہوتا ہے۔''

---

[1] **حسن**: المستدرک: 3/21

تحقیق الحدیث: یہ عروہ کی سند سے مرسل طور پر بیان ہوئی ہے۔ (طبرانی کبیر: 342/24، تاریخ طبری: 23/2، سیرت ابن ہشام: 152/3 میں بھی موجود ہے۔ ابن اسحق نے متن کو گڈمڈ کر دیا ہے تفصیل درج ذیل ہے۔ محمد بن مسلم زہری۔ عاصم بن عمر بن قتادہ۔ عبداللہ بن ابوبکر۔ یزید بن رومان، عروہ، عبداللہ بن عباس۔ ان میں سے ہر ایک نے حدیث کا ایک حصہ بیان کیا ہے جیسا کہ معجم کبیر: 344/24 میں مذکور ہے۔ اس میں دوسرے طریق سے ہے جو کہ درج ذیل ہے:

مسعدۃ بن سعد العطار، ابراہیم بن منذر حزامی، عبدالعزیز بن عمران، محمد بن عبدالعزیز، ابن شہاب، حمید بن عبدالرحمن عن امہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابومعیط، عاتکہ بنت عبدالمطلب۔ اس میں ابن اسحق کی گڈمڈ ہے جو کہ متن میں بھی ہے یہی اس سند میں الجھن کا باعث ہے اور ان روایات میں تمیز نہیں ہوتی۔ یہ اشکال بڑی دقت اور گہری نظر سے دور ہوتا ہے اسے حاکم اور طبرانی دونوں نے ہر متن اور ہر سند کو ممتاز بیان کیا ہے۔ دونوں متون کے درمیان کوئی بڑا فرق نہیں اور نہ ہی کوئی اہم تعارض ہے۔ سند کا اشکال تو تقویت سے دور ہو جاتا ہے۔ عروہ والی روایت میں ضعف ہے کیونکہ عروہ نے اس کا ذکر نہیں کیا جس سے اس نے یہ حدیث لی تھی تاہم حاکم کی روایت اس کی تائید کرتی ہے جو کہ متصل ہے لیکن اس میں بھی ضعف ہے۔ اس میں حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب ہاشمی مدنی ضعیف ہے۔ (تقریب: 167/1) اگرچہ ابن اسحق نے اسے ثقہ قرار دیا ہے لیکن اس میں ضعف ہے۔

طبرانی کی سند یہ ہے: عبدالعزیز بن عمران بن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمن بن عوف زہری، مدنی، الاعرج۔ یہ ابن ابی ثابت کے نام سے معروف ہو جاتا ہے۔ متروک ہے اس کی کتابیں جل گئی تھیں یہ اپنے حافظہ سے بیان کرتا تھا، اس سے زیادہ غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔ ابن مندہ نے اس کی متابعت کی ہے لیکن وہ متابعت والا بھی ضعیف ہے۔ (تقریب: 358/1) خلاصہ یہ ہے کہ یہ سندیں ایک دوسری سند کی تقویت کا باعث ہیں اس لیے یہ حسن ہے۔

Marfat.com

غزوہ بدر

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بُسَیسہ کو جاسوس کے طور پر بھیجا کہ وہ بغور جائزہ لیں کہ ابوسفیان والا قافلہ کیا کر رہا ہے......؟ اس کی حرکات وسکنات کا پتا رکھیں۔ یہ خبر گیری کر کے آئے اور گھر میں صرف میں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے اور کوئی نہ تھا شاید کوئی بیوی بھی موجود نہ تھی بُسَیسہ نے آپ کو حالات سے آگاہ کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے اور بات کی اور حکم جاری کیا۔

إِنَّ لَنَا طِلْبَةً فَمَنْ كَانَ ظَهْرُهُ حَاضِرًا فَلْيَرْكَبْ مَعَنَا

''ہم ابوسفیان کے قافلے کی طلب میں جا رہے ہیں جس کے پاس سواری موجود ہے وہ ہمارے ساتھ سوار ہو جائے۔''

کچھ آدمی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کرنا شروع ہو گئے کہ مدینے کے باہر ہماری سواریاں ہیں اجازت ہے کہ وہ لے آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں! اجازت نہیں! جس کے پاس سواری موجود ہے وہی جائے سواری لینے نہ جائیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مشرکوں سے پہلے مقام بدر میں پہنچ گئے۔ بعد میں مشرک آ گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَقْدَمَنَّ أَحَدٌ مِّنْكُمْ إِلَى شَيْءٍ حَتَّى أَكُوْنَ أَنَا دُوْنَهُ

''تم میں سے کوئی بھی ہرگز کسی چیز کی طرف نہ بڑھے جب تک کہ میں کچھ نہ کروں۔''

مشرک قریب ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قُوْمُوْا إِلَى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ

''کھڑے ہو جاؤ اس جنّت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے۔''

یہ سن کر عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! جو جنّت آپ نے بتائی ہے اس کی چوڑائی زمین اور آسمان کے برابر ہے......؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! تو انہوں نے کہا: بَخٍ بَخٍ! واہ، واہ! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آپ کو واہ

Marfat.com

واہ کہنے پر کس چیز نے آمادہ کیا ہے......؟ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! اس امید نے کہ شاید میں یہ خوش نصیب بن جاؤں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: فَإِنَّكَ مِنْ أَهْلِهَا آپ انہی میں سے ہیں۔''

اس کے بعد عمیر رضی اللہ عنہ نے توشہ دان سے کھجوریں نکالیں اور انہیں کھانا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد سوچا کہ

لَئِنْ أَنَا حَيِيتُ حَتَّى آكُلَ تَمَرَاتِي هَٰذِهِ إِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيلَةٌ

''اگر میں نے ان کھجوروں کے کھانے تک زندگی پائی تو یہ طویل زندگی ہوگی۔''

جو جنّت میں تاخیر کا باعث ہے۔ انہوں نے وہ کھجوریں پھینک دیں جو ان کے پاس تھیں اور لڑنا شروع کر دیا حتیٰ کہ جام شہادت نوش کر لیا۔ [1]

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بدر کی جنگ کے دن نابالغ قرار دیئے گئے تھے۔ بدر میں مہاجروں کی تعداد ساٹھ سے کچھ اوپر تھی اور انصار کی تعداد دو سو چالیس سے کچھ اوپر تھی۔ [2]

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرا بھائی عمیر رسول اکرم ﷺ کے سامنے بدر میں شرکت کرنے والے لشکر میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے میرے بھائی ابن ابی وقاص کو واپس کر دیا۔ واپس لوٹائے جانے پر عمیر رونے لگا تو اسے رسول اکرم ﷺ نے اجازت دے دی اور اس کی حوصلہ افزائی کے لیے اس کے گلے میں تلوار حمائل کر دی۔ [3]

سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم مدینہ منوّرہ میں آئے تو ہم نے جب اس کے پھل کھائے تو ہمیں ان کی وجہ سے بخار ہوا۔ ان دنوں نبی ﷺ بدر کے متعلق اطلاعات حاصل کر رہے تھے اور ہم تک یہ خبر آئی کہ مشرک آرہے ہیں، یہ خبر سن کر رسول اکرم ﷺ بدر کی جانب روانہ ہوئے۔ بدر ایک کنواں ہے تاہم

---

[1] مسلم: 1901

[2] بخاری: 3956

[3] **حسن:** مستدرک: 3/208، السنۃ للمروزی: 1/46، کشف الاستار: 2/351، یہ سند صحیح ہوتی اور اس کے راوی ثقہ ہوتے اگر یعقوب بن محمد زہری اوہام کا شکار نہ ہوتا۔ یہ وہم کرتا ہے ویسے صدوق ہے۔
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یعقوب بن محمد عیسیٰ بن عبدالملک بن حمید بن عبدالرحمن بن عوف زہری، مدنی، جو بغداد میں رہائش پذیر تھا صدوق تھا لیکن کثیر الوہم ہے اور اس نے ضعیف راویوں سے روایت کی ہے لیکن یہ روایت کرنے میں تنہا نہیں اس کی روایت میں بزار کے شیخ نے متابعت کی ہے۔ (تقریب: 1/608) اس شیخ کا نام محمد بن قیس ہے (کشف الاستار: 2/351) بغوی نے بھی متابعت کا ذکر کیا ہے جیسا کہ الاصابہ میں ہے۔

Marfat.com

مشرکوں سے پہلے وہاں پہنچے تھے وہاں ہمیں مشرکوں کے دو آدمی ملے۔ایک قریش میں سے تھا اور دوسرا عقبہ بن ابی معیط کا غلام تھا۔قریشی تو نکل گیا ہمارے قابو میں نہ آیا اور جو عقبہ کا غلام تھا وہ ہمارے ہتھے چڑھ گیا ہم نے اسے پکڑ لیا۔

ہم نے اسے پوچھا: مشرکوں کی تعداد کتنی ہے......؟ وہ جواب دیتا ہے:

وَاللهِ ! كَثِيْرٌ عَدَدَهُمْ شَدِيْدٌ بَأْسُهُمْ

''ان کی کثیر تعداد ہے اور وہ سخت جنگجو ہیں۔''

یہ سن کر مسلمان اسے مارنا شروع ہو گئے حتی کہ اسے رسول اکرم ﷺ کے پاس لے گئے تو آپ ﷺ نے پوچھا: ان کی تعداد کتنی ہے......؟ اس نے وہی جواب دیا کہ وہ کثیر تعداد میں ہیں اور سخت جنگجو ہیں۔ نبی ﷺ نے انتہائی کوشش کی کہ اس سے ان کی تعداد کے متعلق اگلوائیں مگر وہ بتاتا نہ تھا۔ نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: اچھا یہ بتاؤ! وہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں......؟ اس نے کہا: وہ کھانے کے لیے روزانہ دس اونٹ ذبح کرتے ہیں۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ لوگ ایک ہزار ہوں گے، ایک اونٹ کا گوشت تقریباً ایک سو آدمی کو کفایت کرتا ہے۔اس کے بعد رات کو پھوار والی بارش ہوئی ہم میں سے کوئی درخت کے سائے میں ہو گیا کسی نے ڈھال سے سایہ کیا کہ بارش سے بچاؤ کر سکے اور رسول اکرم ﷺ نے جنگ بدر سے پہلے والی رات اس طرح بسر کی کہ اپنے رب عزوجل سے دعا و مناجات میں مصروف رہے اور یہ پکارتے رہے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْفِئَةَ لَا تُعْبَدْ

''اے میرے پروردگار! اگر تو اس جماعت کو ہلاک کر دے گا (جسے میں میدان میں لایا ہوں) تو پھر تیری بندگی نہ ہوگی۔''

جب فجر نمودار ہوئی تو آپ ﷺ نے منادی کی! اَلصَّلَاةَ عِبَادَاللهِ ''اے اللہ کے بندو! نماز کی ادائیگی کے لیے آجاؤ! یہ دلکش آواز سن کر درختوں اور ڈھالوں کے سائے سے نکل کر سب لوگ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں نماز پڑھائی اور لڑائی کی ترغیب دلائی اور فرمایا:

اِنَّ جَمْعَ قُرَيْشٍ تَحْتَ هٰذِهِ الضِّلْعِ الْحَمْرَآءِ مِنَ الْجَبَلِ

''کہ قریش کی جماعت پہاڑ کی اس سرخ گھاٹی کے قریب آچکی ہے۔''

اب وہ مشرک جب ہمارے قریب ہوئے اور ہم اور وہ صف آراء ہو گئے تو ہم نے دیکھا کہ ان میں سے

Marfat.com

ایک آدمی سرخ اونٹ پر سوار ہے اوران میں چکر کاٹ رہا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: يَا عَلِيُّ! نَادِلِيْ حَمْزَةَ علی! حمزہ کو بلا کر میرے پاس لاؤ کیونکہ یہ مشرکوں کے قریب تر تھے۔ انہیں بلایا اس لیے تھا کہ یہ معلوم کریں کہ یہ سرخ اونٹ والا کون ہے اوران سے کہہ کیا رہا ہے......؟

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنْ يَّكُنْ فِي الْقَوْمِ أَحَدٌ يَأْمُرُ بِخَيْرٍ فَعَسَى أَنْ يَّكُوْنَ صَاحِبُ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ

''اگر ان مشرکوں کی قوم میں کوئی خیر کی بات کرسکتا ہے تو یہی سرخ اونٹ والا ہی ہوسکتا ہے۔''

سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ آتے ہیں اور خبر گیری کے بعد بتاتے ہیں کہ یہ عتبہ بن ربیعہ ہے اور وہ انہیں جنگ سے روک رہا ہے اور کہہ رہا ہے: میرے قومی ساتھیو......! میری رائے ہے کہ مسلمان اب ہم تک رسائی سے بے بس ہو چکے ہیں ہمارا قافلہ بچ گیا ہے تم خیر و عافیت سے ہو اب لڑائی کی ضرورت نہیں۔ یہ سارا معاملہ میرے سر ڈال دو کوئی بات نہیں تم یہی کہو گے کہ عتبہ بن ربیعہ بزدل ہو گیا ہے تو کہہ لو! تم خوب جانتے ہو میں بزدل نہیں ہوں۔ یہ بات جب ابوجہل کے کانوں میں پڑی تو عتبہ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے: أَنْتَ تَقُوْلُ هٰذَا؟ تو یہ حوصلہ شکنی کی باتیں کرتا ہے......؟ واللہ! اگر یہ بات تیرے علاوہ کوئی اور کہتا تو میں اسے کاٹ کر رکھ دیتا۔ تیرے پھیپھڑوں سے اٹھنے والی بزدلی نے تیرے پیٹ میں مرعوبیت بھر دی ہے اسی وجہ سے تو بزدلی کی باتیں کرتا ہے۔ عتبہ نے کہا: اوئے! سرین سے سیٹی بجانے والے! (مراد فضول باتیں کرنے والے) تو مجھے عار دلاتا ہے کہ میں بزدل ہوں تجھے پتہ چل جائے گا آج بزدل کون ہے تو ہے یا میں ہوں......؟

اسکے بعد عتبہ اور اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا ولید قومی حمیت سے لبریز ہو کر میدان مبارزت میں نکلتے ہیں اور یہ پکار لگاتے ہیں: کون ہے جو ہمارے مقابلے میں آتا ہے یہ سن کر انصار کے چھ نوجوان مدمقابل آتے ہیں۔ عتبہ نے کہا: ہم نے انہیں نہیں چاہا۔ ہم نے تو اپنے چچوں کے بیٹوں بنو عبد المطلب والوں کو للکارا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قُمْ يَا عَلِيُّ! وَقُمْ يَا حَمْزَةُ! وَقُمْ يَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْحَارِثِ بن عَبْدِالْمُطَّلِبِ

''اے علی اٹھو! اے حمزہ اٹھو! اے عبیدہ بن حارث اٹھو! ان سے مقابلہ کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے عتبہ اور شیبہ جو کہ ربیعہ کے بیٹے تھے اور ولید بن عتبہ ان سب کو مار دیا عبیدہ زخمی ہوئے۔ ہم نے مشرکوں کے ستر 70 آدمی قتل کیے۔ عباس کو ایک پست قد آدمی لے کر آیا اس نے انہیں قیدی بنایا تھا۔ سیّدنا عباس

Marfat.com

نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے مجھے قید نہ کیا تھا مجھے جس آدمی نے قید کیا تھا وہ کشادہ رو اور خوبرو تھا اتنا حسین لوگوں میں اور کوئی نہ تھا اور وہ چتکبرے گھوڑے پر سوار تھا اب وہ مجھے ان لوگوں میں نظر نہیں آ رہا۔ انصاری نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے ہی انہیں قید کیا ہے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اُسْكُتْ فَقَدْ أَيَّدَكَ اللهُ تَعَالٰى بِمَلَكٍ كَرِيْمٍ

''خاموش رہو! اللہ تعالیٰ نے کریم فرشتے کے ذریعے تمہاری تائید کی ہے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بنو عبد المطلب سے ہم نے عباس اور عقیل اور نوفل بن حارث کو قید کیا تھا۔ [1]

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَأْسِرُوْا مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُمْ خَرَجُوْا كُرْهًا [2]

''جس قدر ہو سکے بنو عبد المطلب کو قید کرنے میں احتیاط کرنا وجہ یہ ہے کہ یہ مجبوراً آئے ہیں۔''

عکرمہ رحمہ اللہ جو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ ہیں یہ بیان کرتے ہیں کہ مسلمان جب بدر میں اترے، ادھر سے مشرک بھی آئے تو رسول اکرم ﷺ نے عتبہ بن ربیعہ کو دیکھا وہ سرخ اونٹ پر سوار تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اس قوم میں کسی میں کوئی خیر ہے تو اس سرخ اونٹ والے میں ہی ہو سکتی ہے اور یہ اگر اس کی بات مان لیں تو اس میں ان کا بھلا ہوگا۔ عتبہ نے اپنی قوم سے یہی کہا تھا:

أَطِيعُوْنِيْ وَلَا تُقَاتِلُوْا هٰؤُلَآءِ الْقَوْمِ فَإِنَّكُمْ إِنْ فَعَلْتُمْ لَمْ يَزَلْ ذَاكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلٰى قَاتِلِ أَخِيْهِ وَقَاتِلِ أَبِيْهِ فَاجْعَلُوْا إِلٰى جَنْبِهَا وَارْجِعُوْا

---

[1] **سندہ صحیح:** احمد: 948، ابن ابی شیبہ: 356/7، حاکم: 214/3

تحقیق الحدیث: یہ اسرائیل کے طریق سے ہے اسرائیل ثقہ ہے، یہ اپنے شیخ کا پوتا ہے اس سے اس کا سماع حدیث خلط ملط ہونے سے پہلے کا ہے، اس کا دادا ثقہ تابعی تھا۔ (تقریب: 64/) یہ دونوں بخاری اور مسلم کے راوی ہیں اور حارثہ بن مضرب یہ کبیر تابعی ہے یہ ثقہ ہے (تقریب: 1/64)

[2] **سندہ قوی:** احمد: 676

تحقیق الحدیث: یہ سابق حدیث والی سند کی مانند ہے۔ احمد کا شیخ بخاری کے راویوں میں سے ہے اس کا نام عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبید بصری ہے، کنیت ابو سعید ہے، یہ بنو ہاشم کا مولیٰ ہے اس کا لقب جردقہ ہے، صدوق ہے کبھی خطا کرتا ہے (تقریب: 344) ثقہ ہے بہتر رائے یہی ہے اگرچہ کبھی خطا کرتا ہے مگر ثقہ ہے۔ احمد اور ابن معین کہتے ہیں: یہ ثقہ ہے ابو قاسم طبرانی کہتے ہیں: یہ ثقہ ہے ہارون بن اشعث کے بقول یہ 197ھ میں فوت ہوا ہے بغوی، دارقطنی نے بھی اسے ثقہ قرار دیا ہے ابن شاہین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے ساجی کہتا ہے: یہ حدیث میں وہم کر جاتا ہے۔ عقیلہ نے احمد بن حنبل سے بیان کیا ہے کہ یہ کثیر الخطا تھا۔ قبانی نے نقل کیا ہے کہ احمد سے منقول ہے کہ یہ پسندیدہ نہیں۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ میرے ماں باپ سے ابو سعید جو کہ مولیٰ بنو ہاشم کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: احمد اسے پسندیدہ قرار دیتے تھے ان سے پوچھا گیا اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو کہا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ (الجرح والتعدیل: 5/254)

Marfat.com

''میری بات مانو! اس مسلمان قوم سے نہ لڑو۔ اگر تم باز نہ آئے تو اس کے زخم ہمیشہ تمہارے دلوں میں تازہ رہیں گے آدمی نگاہ اٹھائے گا تو اسے اپنے باپ اور بھائی کے قاتل ہی نظر آئیں گے، لہٰذا لڑائی سے کنارہ کش ہو جاؤ اور واپس لوٹ جاؤ۔''

اس کی یہ بات ابوجہل تک پہنچ گئی اس نے عتبہ سے کہا:

إِنْتَفَخَ وَاللّٰهِ سَحْرُهُ حَيْثُ رَاٰى مُحَمَّدًا وَّ أَصْحَابَهُ

''واللہ! اس نے جب سے محمد اور اس کے صحابہ کو دیکھا ہے اس کے تو مارے خوف کے پھیپھڑے پھول گئے ہیں۔''

اور اس کا بیٹا بھی ہمارے ساتھ ہے یہ جانتا ہے کہ محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام نے اسے اونٹ کی طرح کھا جانا ہے اگر جنگ ہوئی تو یہ اس لیے ڈرا رہا ہے۔ عتبہ نے کہا: اس سرین سے سیٹی بجانے والے کو عنقریب آٹا، دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا کہ بزدل کون ہے اور اپنی قوم کو برباد کرنے والا کون ہے......؟ عتبہ نے کہا: واللہ! میں یہاں اس قوم کو دیکھ رہا ہوں جو تمہیں، یعنی مشرکوں کو ایسی مار مارے گی جو انہیں بقیع کے قبرستان میں پہنچا دے گی۔ تمہیں نظر نہیں آتا کہ ان کے سر سانپوں کی مانند وار کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور ان کے چہروں سے خون آشام تلواروں کی جھلک دکھائی دے رہی ہے۔ اس کے بعد عتبہ نے اپنے بھائی شیبہ کو اور اپنے بیٹے ولید کو بلایا اور خود ان کے درمیان چلتا ہوا میدان میں اُترا اور پھر صف سے علیحدہ ہوا اور دعوتِ مبارزت دی۔ [1]

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حطیم میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے اس آیت کے متعلق پوچھا: وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ''کہ قسم ہے ہانپ کر بھاگنے والے گھوڑوں کی'' کہ اس کی تفسیر کیا ہے......؟ ابن عباس فرماتے ہیں: میں نے کہا: اس سے مراد وہ گھوڑے ہیں جو اللہ کی راہ میں غارتگری کرتے ہیں اور رات کو اپنے ٹھکانوں پر پناہ لیتے ہیں۔ چارہ کھاتے ہیں اور سردی ہو تو آگ جلاتے ہیں وہ آدمی مجھ سے واپس مڑا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہ زمزم کے کنوئیں کے قریب بیٹھے تھے، اس کے متعلق ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا: مجھ سے پہلے کسی سے اس بارے میں پوچھا تھا؟ اس نے کہا: ہاں! میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا

---

[1] **صحیح:** ابن ابی شیبہ: 355/7

تحقیق الحدیث: یہ سند جید ہے یزید راوی ثقہ ہے متقن اور عابد ہے۔ (تقریب: 2/372) اس کا شیخ جریر ثقہ ہے لیکن قتادہ سے جو حدیث بیان کرتا ہے اس میں ضعف ہے تاہم یہ حدیث اس سے نہیں۔ یہاں اس کا شیخ اس کا بھائی یزید ہے جو کہ ثقہ ہے۔ (تقریب: 1/127، 2/63) اور عکرمہ تو اتنا ثقہ ہے یہ تعریف سے ہی بے نیاز ہے ہم نے بارہا اس کا ذکر کیا ہے اس حدیث کے دیگر شواہد بھی ہیں جو اسے درجۂ صحت تک بلند کر دیتے ہیں۔

Marfat.com

ہے، انہوں نے کہا ہے اس سے مراد وہ گھوڑے ہیں جو اللہ کی راہ میں غارتگری کے لیے نکلتے ہیں۔

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ابن عباس کو میرے پاس لاؤ، میں بلا کر لایا وہ آئے تو ابن عباس سے کہا: لوگوں کو بغیر علم ہی فتویٰ دیئے جا رہے ہو......؟ واللہ! اسلام میں سب سے پہلا غزوۂ بدر ہوا ہے ہمارے پاس صرف دو گھوڑے تھے ایک گھوڑا سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا دوسرا گھوڑا سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کا تھا۔ ہانپنے والے گھوڑوں کی تعریف میں یہ نہیں آتے، ہانپنے والے گھوڑوں سے مراد ہے جو عرفات سے مزدلفہ آتے ہیں اور مزدلفہ سے منیٰ آتے ہیں اور جب ان کے پاؤں زمین کو روندتے ہیں تو یہ گرد و غبار اڑاتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اپنے قول سے دستبردار ہوتا ہوں اور جو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اس قول کو مانتا ہوں۔ [حاکم: 115/2] یہ صحیح ہے۔ بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے لیکن انہوں نے اسے بیان نہیں کیا۔ بخاری اور مسلم نے ابوصخر کو قابل احتجاج تسلیم کیا ہے۔ ابوصخر کا نام حمید بن زیاد الخراط مصری ہے۔ اور ابومعاویہ بجلی کی روایت قبول کی ہے۔ یہ عمار بن ابومعاویہ دھنی کوفی کا والد ہے۔ [1]

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن ہم ایک اونٹ پر تین تین افراد سوار ہوتے تھے۔ سیّدنا علی بن ابوطالب اور سیّدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہما رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے ساتھ تھے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدل چلنے کی باری آئی تو ان دونوں نے کہا: پیارے آقا......! آپ سوار ہی رہیں آپ کی باری ہم پیدل چلیں گے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا أَنْتُمَا بِأَقْوىٰ مِنِّيْ وَلَا أَنَا بِاَغْنٰى عَنِ الْأَجْرِ مِنْكُمَا

''نہ تو تم مجھ سے قوت میں زیادہ ہو اور نہ ہی میں تم سے زیادہ اجر سے بے نیاز ہوں۔''

یعنی مجھے حصولِ اجر کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کہ تمہیں ہے۔ [2]

---

[1] **سندہ حسن ، تحقیق الحدیث:** اسے بیہقی: 3/39 پر اور حاکم نے بھی اسے ابن وہب کے طریق سے بیان کیا ہے یہ سند حسن ہے۔ ابومعاویہ بجلی صدوق ہے۔ مسلم کا راوی ہے (تقریب: 2/8) اس کا نام عمار بن معاویہ دھنی ہے ابوصخر کا نام حمید بن زیاد بن ابومخارق ہے۔ تہذیب: 3/36) یہ مسلم کا راوی ہے یہ حسن الحدیث ہے بشرطیکہ اس کی مخالفت نہ ہو۔ اس کا شاگرد ابن وھب معروف امام ہے عبداللہ بن وہب قریشی ہے اس کا شاگرد اسماعیل ہے جو کہ شیخ الاسلام اور حافظ ہے یہ مالکی شیخ ہے اور عراق میں ان کا عالم تھا (تذکرہ: 325)

[2] **حسن:** احمد: 4029,4009,3965,3901

اس میں اگر عاصم بن ابی النجود نہ ہوتا تو یہ حدیث صحیح ہوتی اس کی وجہ سے یہ حدیث حسن ہے کیونکہ اس کی مخالفت نہ ہو تو یہ راوی حسن الحدیث ہے۔ (تقریب: 1/259)

Marfat.com

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سو پندرہ 315 ساتھیوں کے ساتھ میدان کی طرف روانہ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہمراہیوں کے بارے میں اپنے رب کی بارگاہ میں نہایت ہی الحاح وزاری سے التجا کی:

اَللّٰھُمَّ إِنَّھُمْ حُفَاۃٌ فَاحْمِلْھُمْ اَللّٰھُمَّ إِنَّھُمْ عُرَاۃٌ فَاکْسُھُمْ اَللّٰھُمَّ إِنَّھُمْ جِیَاعٌ فَاَشْبِعْھُمْ

''الٰہی! یہ میرے ہمراہی برہنہ پا ہیں انہیں سواری عطا کر، الٰہی! یہ برہنہ ہیں انہیں پہناوا عطا کر! الٰہی! یہ بھوکے ہیں انہیں سیرابی عطا کر۔''

اللہ نے بدر میں مسلمانوں کو کامیاب کیا تو جب یہ وہاں سے پلٹ رہے تھے تو ان میں سے ہر آدمی کے پاس اونٹ تھا یا دو اونٹ تھے اور لباس بھی زیب بدن کر رکھا تھا اور کھانے سے بھی سیر ہو کر لوٹا تھا۔ [1]

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا کہ ابوسفیان شام سے آرہے ہیں تو آپ نے مسلمانوں کو ان کی طرف نکلنے کے لیے بلایا اور رغبت دلائی کہ یہ قریش کا قافلہ ہے، اس میں ان کا مال ہے، اس کے لیے نکلو۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ تمہیں دے دے۔ لوگ آگئے، کوئی ہلکا پھلکا آیا کوئی بوجھ لے کر آیا، یعنی جس حال میں تھے وہ آگئے۔ یہ بات ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنگ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ابوسفیان جب حجاز کے قریب ہوئے تو انہیں حالات کا تجسس ہوا اور وہ ہر قافلے سے پوچھتے تھے کہ یہاں کیسے حالات ہیں کیونکہ وہ سخت خوفزدہ تھے، انہیں ایک قافلہ والوں نے اطلاع دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر تمہارے قافلے کی طرف نکلے ہیں۔ یہ سن کر انہوں نے احتیاط کو مدنظر رکھا اور ضمضم بن عمرو غفاری کو مکہ بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ قریش کے پاس جائے اور انہیں اپنے مالوں کی حفاظت کے لیے آنے کے لیے کہے اور انہیں بتائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں کو لے کر ہمارا قافلہ روکنے کے لیے آرہے ہیں۔

ضمضم بن عمرو نہایت تیز رفتاری سے مکہ روانہ ہوا اور ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں کو لے کر ذفران

---

[1] **سندہ حسن:** ابوداؤد: 2747

تحقیق الحدیث: اسے بیہقی نے 3/38 حاکم نے: 2/144، ابن سعد نے: 2/20، اور ابوداؤد: 2747، ابن وہب کے طریق سے بیان کیا ہے یہ سند حسن ہے۔ ابن وہب امام ہے اس کا تذکرہ متعدد بار ہوا ہے اور حیی راوی حسن الحدیث ہے بشرطیکہ اس کی مخالفت نہ ہو۔ ابن عدی نے کہا ہے مجھے امید ہے اس میں کوئی حرج نہیں تاہم یہ اس وقت ہے جب اس سے ثقہ بیان کرتا ہو۔ (تہذیب: 3/63) حبلی مسلم کا راوی ہے اور ثقہ ہے اس کا نام عبداللہ بن یزید معافری ہے۔

Marfat.com

وادی میں چلے گئے اور اس کا کچھ حصہ طے کرلیا اور وہاں اُترے تو آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ قریش اپنے قافلے کی حفاظت کے لیے چل پڑے ہیں۔ اب نبی ﷺ نے ساتھیوں سے مشورہ طلب کیا اور انہیں قریش کے آنے کی اطلاع دی۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بہت ہی اچھا مشورہ دیا، پھر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے بھی بہت اچھا جواب دیا۔ پھر مقداد بن عمرو کھڑے ہوئے انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول!

إمْضِ إلَى حَيْثُ أمَرَكَ اللهُ فَنَحْنُ مَعَكَ

''اللہ نے آپ کو جو کرنے کا حکم دیا ہے وہ کر گزریئے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔''

ہم بنو اسرائیل نے جو موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو ہم تو یہاں بیٹھیں گے یہ ہم نہ کہیں گے، ہم تو یہ کہیں گے:

اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا مَعَكُمَا مُقَاتِلُوْن

''کہ آپ اور آپ کا رب جائیں ہم آپ کے ساتھ مل کر لڑیں گے۔''

فَوَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَئِنْ سِرْتَ بِنَا إلَى بَرَكِ الْغِمَادِ لَجَالَدْنَا مَعَكَ مِنْ دُوْنِهِ حَتّٰى تَبْلُغَهُ

''قسم ہے اس ذات کی! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اگر آپ ہمیں برک الغماد جو کہ حبشہ کا ایک شہر ہے وہاں تک لے کر چلیں تو ہم پوری قوت سے آپ کے ساتھ جائیں گے آنے والی ہر رکاوٹ دور کر دیں گے حتی کہ آپ وہاں تک پہنچ جائیں۔''

یہ ایمان افروز جذبات دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعائے خیر کی اور فرمایا: لوگو! مجھے مشورہ دو! یہ کہہ کر آپ ﷺ کا ارادہ تھا کہ انصار مشورہ دیں، ایک وجہ یہ تھی کہ ان کی تعداد زیادہ تھی، دوسری وجہ تھی کہ انصار نے جب عقبہ میں آپ کی بیعت کی تھی تو انہوں نے کہا تھا: اللہ کے رسول!

إنَّا بُرَاءُ مِنْ ذَمَامِكَ حَتّٰى تَصِلَ إلَى دِيَارِنَا، نَمْنَعُكَ مِمَّا نَمْنَعُ مِنْهُ أبْنَآءَ نَا وَنِسَآءَ نَا

''ہم آپ کے تحفظ کی ذمہ داری کے پابند اس وقت ہوں گے جب آپ ہمارے علاقے میں تشریف لائیں گے جب آپ ہمارے شہر میں آئیں گے تو ہمارے ذمہ میں ہوں گے۔ ہم اس وقت آپ کی حفاظت اسی طرح کریں گے جس طرح ہم اپنے بیٹوں اور بیویوں کی حفاظت کرتے ہیں۔''

Marfat.com

اس معاہدے کے تحت رسول اللہ ﷺ کو اندیشہ تھا کہ انصار اس وقت ہی میری نصرت وحمایت کے پابند ہیں جب کوئی دشمن مدینہ پر حملہ آور ہو کر پریشان کرے گا جب دشمن شہر سے باہر حملہ آور ہو گا تو پھر انصار آپ کی حمایت میں جانے کے پابند نہ تھے۔ اس بنا پر آپ کا مقصد تھا کہ انصار اپنے جذباتِ دلی سے آگاہ کریں آپ کے اس مقصد کو اس وقت بہت تقویت ہوئی، جب سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے ان خیالات کا اظہار کیا، انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ ہمارا نقطۂ نظر معلوم کرنا چاہتے ہیں......؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میرا یہی مقصد ہے تو سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَقَدْ آمَنَّا بِكَ وَصَدَّقْنَاكَ وَشَهِدْنَا أَنَّ مَا جِئْتَ بِهِ هُوَ الْحَقُّ

''ہم آپ کے ساتھ ایمان لائے ہیں اور آپ کی تصدیق کرتے ہیں اور ہم نے یہ شہادت دی ہے کہ آپ جو کچھ لے کر آئے ہیں وہ حق ہے۔''

اور اس پر ہم نے آپ سے عہد و پیماں باندھ رکھا ہے اور ہم نے یہ معاہدہ کر رکھا ہے کہ ہر کام میں آپ کے حکم کے سامنے سمع واطاعت کا مظاہرہ کریں گے اور آپ ﷺ کے ہر فرمان کے سامنے سرِتسلیم خم کریں گے۔ اے اللہ کے رسول! آپ اپنے ارادہ کی برآوری کے لیے چلیے ہم ہر قدم ساتھ ہوں گے۔

فَوَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِ اسْتَعْرَضْتَ بِنَا هٰذَا الْبَحْرَ فَخُضْتَهُ لَخُضْنَاهُ مَعَكَ

''اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اگر آپ ہمیں لے کر اس سمندر کے سامنے چلیں پھر آپ اس میں گھس جائیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ گھس جائیں گے۔''

ہمارا ایک آدمی بھی پیچھے نہ رہے گا ہم اس بات سے ذرہ بھر نہیں گھبراتے کہ ہم کل دشمن سے ٹکرائیں گے۔

إِنَّا لَصُبُرٌ عِنْدَ الْحَرْبِ صِدْقٌ عِنْدَ اللِّقَاءِ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّرِيَكَ مِنَّا مَا تَقَرُّ بِهٖ عَيْنُكَ

''جب میدان حرب وضرب میں ہم اترتے ہیں تو صبر کا کوہ گراں بن جاتے ہیں اور جب دشمن سے ہمارا سامنا ہوتا ہے تو صدق ووفا کا پیکر ہوتے ہیں، امید ہے اللہ تعالیٰ ہماری کارکردگی سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کرے گا''

اللہ کی برکت کے سہارے ہمیں جہاں چاہیں لے چلیں ہم مایوس نہ کریں گے۔ رسول اکرم ﷺ، سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کے ان ایمان افروز تاثرات سے حد درجہ مسرت وشادمانی سے ہمکنار ہوئے اور اس سے طبیعت میں نشاط

Marfat.com

ونکھار پیدا ہوا اور فرمایا: چلو! اللہ کی برکت کے ساتھ اور خوش ہو جاؤ! اللہ تعالیٰ نے دو گروہوں میں سے ایک کا مجھ سے وعدہ کیا ہے اور میں ابھی جنگ سے پہلے دشمن کی قتل گاہوں کو دیکھ رہا ہوں کہ کل کون سا دشمن کس جگہ قتل ہو کر گرے گا۔ (1)

محمد بن عمرو لیثی اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ بدر کے لیے روانہ ہوئے۔ جب آپ ﷺ روماء مقام پر تشریف لائے تو لوگوں سے خطاب فرمایا اور کہا: بھائیو! کیا رائے ہے......؟

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! ہمیں اطلاع ملی ہے کہ ان کی تعداد اتنی اتنی ہے۔ آپ ﷺ نے پھر لوگوں کو مخاطب کیا کہ کیا رائے ہے......؟ اب سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ ان کی سنا ہے تعداد اتنی اتنی ہے۔ آپ ﷺ نے پھر خطاب کیا: کیا رائے ہے......؟ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ ہمیں بلانا چاہتے ہیں تو ہمارے والہانہ انداز کو ملاحظہ فرمائیں:

فوالّذِیْ أکْرَمَكَ وَانْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ

''اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو تکریم دی اور کتاب ہدیٰ آپ پر نازل کی''

میں اس برک الغماد میں کبھی گیا تو نہیں نہ میں نے اسے دیکھا ہے بس سن رکھا ہے کہ یہ یمن میں ہے آپ وہاں تک چلیں گے تو ہم بھی آپ کے ساتھ قدم بقدم چلیں گے۔ ہم وہ نہیں جنہوں نے بنی اسرائیل میں سے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا آپ اور آپ کا رب جائیں اور لڑیں ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ ہم درخواست کرتے ہیں آپ اور آپ کا رب لڑیں ہم آپ کے پشتی بان ہوں گے ایک بات ہے شاید آپ ایک کے لیے نکلیں اور اللہ تعالیٰ اس میں کوئی نئی صورتِ حال سے دو چار کر دے یہ ایک علیحدہ معاملہ ہے، تاہم جو آپ کرنا چاہتے ہیں وہ کر گزریئے۔

فَصِلْ حِبَالَ مَنْ شِئْتَ وَاقْطَعْ حِبَالَ مَنْ شِئْتَ وَسَالِمْ مَّنْ شِئْتَ وَعَادِ مَنْ شِئْتَ وَخُذْ مِنْ أمْوَالِنَا مَا شِئْتَ

''جس سے آپ تعلقات وابستہ رکھنے چاہتے ہیں اس سے ملائیں اور جس سے آپ چاہتے ہیں تعلقات کاٹ لیں

---

(1) **حسن:** سیرت ابن اسحٰق، تفسیر طبری: 185/9

تحقیق الحدیث: ایک سند دوسری کی تائید کرتی ہے دو سندیں ہیں ان میں سے پہلی مرسل ہے دوسری مسند (باسند) ہے۔ ابن اسحٰق کے شیخ کا نام ذکر نہیں ہوا۔ تاہم اس سے مراد حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب الہاشمی المدنی ہے۔ یہ ضعیف ہے۔ (تقریب التہذیب: 1/167) اگر چہ ابن اسحٰق نے اس کی توثیق کی ہے مگر ایسے محدث بھی ہیں جنہوں نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اس کے شواہد ہیں جن کی وجہ سے یہ قوی ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

اور جس سے چاہیں صلح رکھیں اور جس سے چاہیں دشمنی کریں اور ہمارے مالوں میں سے جتنے چاہیں لیں۔''

جس سے آپ کے تعلقات ہوں گے ہمارے بھی ہوں گے اور جس سے آپ کٹ جائیں گے ہم بھی کٹ جائیں گے جس سے آپ کی صلح ہوئی اس سے ہماری صلح ہوگی اور جس سے آپ کی دشمنی ہوگی اس سے ہماری دشمنی ہوگی جو مال آپ لیں گے وہ ہمیں زیادہ پسند ہے اس سے جو آپ ہمارے لیے باقی چھوڑ دیں گے۔

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کے قول کی تفسیر میں یہ آیت اتری:

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ .... وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

''جس طرح تجھے تیرے رب نے تیرے گھر سے نکالا تھا حق کے ساتھ اور بے شک ایمانداروں کا ایک گروہ اسے ناپسند کر رہا تھا.......... یہ اس لیے تھا تاکہ وہ کافروں کی جڑ کاٹ دے۔''

رسول اکرم ﷺ ابوسفیان والے قافلے کے مال غنیمت کا ارادہ رکھتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے نئی صورت حال پیدا کر دی کہ بدر کی لڑائی رونما ہوگئی۔ [1]

سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینے میں تھے اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنِّيْ أُخْبِرْتُ عَنْ عِيرِ أَبِيْ سُفْيَانَ إِنَّهَا مُقْبِلَةٌ ، فَهَلْ لَكُمْ أَنْ نَخْرُجَ قِبَلَ هٰذَا الْعِيْرِ لَعَلَّ اللّٰهَ يُغْنِمُنَاهَا

''مجھے اطلاع ملی ہے کہ ابوسفیان والا قافلہ آرہا ہے، کیا تم اس قافلے کی طرف نکلو گے شاید اللہ تعالیٰ اسے ہمارے لیے مال غنیمت بنادے۔''

ہم نے کہا: جی ہاں! ہم جائیں گے آپ روانہ ہوئے اور ہم بھی روانہ ہوئے۔ جب ہم ایک دن یا دو دن چلے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] **سندہ جید:** ابن ابی شیبہ: 353/7

تحقیق الحدیث: اس سند کے شواہد ہیں جن کی بنا پر یہ قوی ہے عبدالرحیم بن سلیمان کنانی ثقہ ہے اور صاحب تصانیف ہے۔ [تقریب: 354] اس کا شیخ اگر اس کی مخالفت نہ ہو تو وہ حسن الحدیث ہے یہ صدوق ہے کچھ اوہام کرتا ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے اس کا دادا رسول اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں پیدا ہوا تھا اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتا ہے۔ ابن اسحٰق کی طویل حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔ (ملاحظہ) بات کرنے والے سعد بن معاذ نہ تھے، سعد بن عبادہ تھے۔ رضی اللہ عنہما

Marfat.com

مَا تَرَوْنَ فِي الْقَوْمِ فَإِنَّهُمْ قَدْ أُخْبِرُوْا بِمَخْرَجِكُمْ

''تمہارا کیا خیال ہے ان لوگوں کو تمہارے آنے کی اطلاع ہوئی ہے یا نہیں......؟''

ہم نے کہا: نہیں ہوئی۔ واللہ! ہم میں دشمن سے لڑنے کی طاقت نہیں، ہمارا ارادہ قافلے کو پکڑنے کا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے کہا: مشرکوں سے لڑائی کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے......؟ ہم نے وہی جواب دیا کہ ان سے لڑنے کی ہم میں طاقت نہیں، ہم تو قافلہ چاہتے ہیں۔ مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم وہ بات نہیں کہیں گے جو قوم موسیٰ علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ تم اور تمہارا رب جاؤ اور لڑو ہم تو یہاں بیٹھیں گے۔ یہ سن کر انصار کی پوری جماعت نے یہ آرزو کی کہ کاش! ہم یہ مقداد والی بات کرتے۔ یہ کہنا ہمیں مال کے ڈھیر ملنے سے زیادہ عزیز تھا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ پر درج ذیل آیات نازل فرمائیں کہ تیرے رب نے تجھے حق کے ساتھ گھر سے نکالا تھا ایک فریق ناپسند کر رہا تھا۔

يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُوْنَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿٦﴾

''یہ حق واضح ہونے کے باوجود اس میں جھگڑا کرتے ہیں گویا کہ وہ موت کی طرف ہانکے گئے ہیں اور یہ اسے دیکھ رہے ہیں۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل کی:

أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ آمَنُوْا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٢﴾

''بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں ایمانداروں کو ثابت قدم رکھو، میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا انہیں گردنوں کے اوپر مارو اور ان کا ہر پور اڑا دو۔''

اور یہ آیت بھی اتری:

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ ﴿١﴾

''جب اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ دو گروہوں میں سے ایک تمہیں دے گا تم جو مشقت والا نہیں تھا وہ چاہتے تھے۔''

اس میں شوکت والے سے مراد قریش کے کافروں والا گروہ ہے جو اپنے قافلے کو بچانے آیا تھا غیر شوکت۔

﴿١﴾ انفال: 7

Marfat.com

والے سے مراد ابوسفیان والا قافلہ ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کہتے ہیں: جب ہم سے دو میں سے ایک گروہ کا وعدہ ہوا کہ یا تو وہ قریش والا یا پھر تجارت والا ہے تو ہماری طبیعتیں بہت خوش ہوئیں کہ ہمیں یہ تجارت والا قافلہ ملے۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ وہ مشرک قوم کا جائزہ لے۔ آنے والے نے آ کر بتایا کہ میں نے جماعت دیکھی ہے یہ پتا نہیں تعداد کتنی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ تو جتنے ہیں اتنے ہی ہیں۔ آؤ! ہم اپنی تعداد کا پتا کریں۔ جب ہم نے خود کو شمار کیا تو ہماری تعداد 313 تھی۔ ہم نے اپنی تعداد کا جب رسول اکرم ﷺ کو بتایا تو آپ کو مسرت ہوئی اور اللہ کی تعریف کی اور کہا: عِدَّةُ اَصْحَابِ طَالُوْتَ طالوت کے ساتھیوں کی تعداد بھی اتنی تھی۔ جب ہم نے مشرک قوم کے خلاف اکٹھے ہو کر صف بندی کی تو بعض صف سے آگے نکلے ہوئے تھے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے ساتھ رہو! میرے ساتھ رہو! آگے مت جاؤ! اس کے بعد رسول اکرم ﷺ اللہ سے مناجات میں مصروف ہو گئے۔ عرض کی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَنْشُدُكَ وَعْدَكَ

"اے میرے اللہ! میں تجھے تیرے وعدے کا واسطہ دیتا ہوں مدد فرمانا!"

ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

اے اللہ کے رسول! میں آپ کو ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں، حالانکہ رسول اکرم ﷺ سب سے بہتر شخصیت تھے جن سے مشورہ لیا جائے۔ ابن رواحہ نے کہا: بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے کہ آپ اسے وعدہ کا واسطہ دیں۔ آپ ﷺ نے کہا: ابن رواحہ! میں ضرور اللہ کو وعدہ کا واسطہ دوں گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ پھر آپ ﷺ نے مٹی کی مٹھی لی اور دشمن قوم کے چہروں پر پھینکی اور وہ شکست سے دوچار ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مٹی آپ نے نہیں پھینکی اللہ تعالیٰ نے پھینکی ہے ہم نے دشمنوں میں سے قتل بھی کیے اور قید بھی کیے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو انہیں قیدی نہیں دیکھنا چاہتا، انہیں ختم کر دینا چاہیے۔ ہم داعی ہیں اور الفت والے ہیں لیکن ان پر سختی ہونی چاہیے۔ ہم جو کہ انصار کا گروہ تھے، ہم نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ ہم سے حسد کی وجہ سے یہ سخت رائے دے رہے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ سو گئے، پھر بیدار ہوئے اور کہا: اُدْعُوْا لِیْ عُمَرَ ! عمر کو میرے پاس بلاؤ! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر یہ آیت نازل کی ہے: مَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ ؕ تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ

Marfat.com

الدُّنْيَا ۖ وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٧﴾ 1

''کسی نبی کے لائق نہیں کہ اس کے قیدی ہوں اور وہ انہیں خون بہائے بغیر چھوڑ دے، تم دنیا کے سامان کا ارادہ رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔'' 2

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بدر کی رات دیکھا تھا کہ ہم میں سے ہر انسان خواب شیریں میں مست تھا صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار رہتے۔

فَإِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي إِلَى شَجَرَةٍ وَّ يَدْعُو حَتَّى أَصْبَحَ

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک درخت کی جانب ہو کر نماز پڑھتے رہے اور صبح تک دعا و مناجات میں مصروف رہے۔''

بدر کے دن گھڑ سوار ہمارے پاس صرف مقداد بن اسود تھے۔ 3

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ابوسفیان کا قافلہ آیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشورہ کیا۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رائے دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے۔ پھر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بات کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے۔ اب سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ آپ کا مقصد ہم سے رائے لینا ہے۔ اے اللہ کے رسول! قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر آپ ہمیں سمندر میں چھلانگ لگانے کا حکم دیں گے تو ہم وہاں غوطہ زن ہو جائیں گے اور اگر آپ ہمیں حکم دیں گے کہ اپنی سواریاں برک الغماد تک لے جائیں تو ہم تیار ہیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو بلایا اور چلنے کا کہا: حتیٰ کہ وہ بدر میں اُترے۔ ان کے پاس قریش کے جاسوس آئے ان میں ایک سیاہ فام غلام تھا جو بنو حجاج کا تھا مسلمانوں نے اسے پکڑ لیا اور اس سے پوچھ گچھ کی کہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے متعلق دریافت کیا وہ کہتا تھا: مجھے ابوسفیان کے متعلق کوئی علم نہیں۔ لیکن ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن

---

1 الانفال۔

2 **سندہ قوی:** طبرانی کبیر: 174/4۔ اسے طبرانی میں: 209/4 پر بھی بیان کیا گیا ہے۔

تحقیق الحدیث: اس کو ابن لھیعہ کے طریق سے بیان کیا گیا ہے (طبری نے: 188/9) میں بیان کیا ہے طبری کے نزدیک ابن لھیعہ سے راوی ابن مبارک ہے۔ اس وجہ سے سند کا یہ جزء صحیح ہے، ابن لھیعہ کا شیخ یزید بن ابوحبیب ہے یہ ثقہ ہے۔ بخاری اور مسلم کا شیخ ہے۔ [تقریب: 63/2) یہ صغیر تابعی ہے اس نے اسی ثقہ تابعی سے روایت کیا ہے جو کہ اسلم بن زید تجیبی ہے۔ (تقریب: 64/1) اس نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

3 **سندہ صحیح:** احمد: 1161، بیہقی: 39/3، ابن حبان، موارد: 409، نسائی کبریٰ: 270/1، طیالسی: 18 عن شعبہ اس کے راوی ثقہ ائمہ ہیں جو بخاری اور مسلم کے راوی ہیں حارثہ بھی ثقہ تابعی ہے۔ (تقریب: 145/1)

Marfat.com

خلف یہ آ رہے ہیں۔ جب وہ یہ کہتا تو مسلمان اسے مارنا شروع کر دیتے، تو وہ کہتا: اچھا میں بتاتا ہوں وہ کہتا ابوسفیان آ رہا ہے جب وہ یہ کہتا تو یہ اسے مارنا چھوڑ دیتے تو وہ بتاتا ابوسفیان کا مجھے کوئی علم نہیں، ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف لوگوں کو لے کر آ رہے ہیں جب یہ کہتا اسے پھر مارنا شروع ہو جاتے۔

نبی ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نے یہ صورتِ حال دیکھی تو نماز سے فارغ ہو کر فرمایا:

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَضْرِبُوْهُ إِذَا صَدَقَكُمْ وَتَتْرُكُوْهُ إِذَا كَذَبَكُمْ

''اس ذات کی قسم! میری جان جس کے ہاتھ میں ہے جب یہ تم سے سچی بات کرتا ہے تو تم اسے مارتے ہو اور جب وہ تم سے جھوٹ کہتا ہے تو تم اسے چھوڑ دیتے ہو۔''

اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ یہ فلاں کی قتل گاہ ہے اور زمین پر ایک ایک جگہ پر ہاتھ رکھ کر بتا رہے تھے: فَمَا أَمَاطَ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جہاں جا کر رسول اکرم ﷺ نے اپنا دستِ مبارک رکھا تھا کوئی بھی ذرہ برابر پیچھے نہ ہٹا تھا وہیں مرا تھا۔

[مسلم: 1403/3، ابوداود: 58/3، میں بیہقی: 147/9 میں۔ احمد: 219/3 میں۔ ابن حبان: 24/11، میں حماد کے طریق سے یہ اضافہ ہوا ہے کہ اس ذات کی قسم! میری جان جس کے ہاتھ میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے دستِ مبارک کے مقام سے ایک ذرہ بھی آگے نہ مرے تھے اور رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ انہیں پاؤں سے پکڑیں اور بدر کے کنوئیں میں پھینک دیا جائے۔

۞ کچھ اہل علم انصار کے شیوخ سے بیان کرتے ہیں کہ جب مشرک قوم مطمئن ہوگئی تو انہوں نے عمیر بن وہب جمحی کو بھیجا کہ محمد ﷺ کے صحابہ کا اندازہ کرے کہ ان کی کیا صورت حال ہے......؟ یہ گھوڑے پر رزمگاہ میں گھوما اور واپس آیا تو انہیں بتایا، تین سو کے قریب ہوں گے یا تو کچھ کم ہوں گے یا کچھ زیادہ ہوں گے۔ کہنے لگا: مجھے کچھ مزید مہلت دو میں ان کی کمین گاہ اور مدد کا بھی جائزہ لے آؤں۔ وہ وادی بدر میں اترا اور کافی دور چلا گیا مگر اسے کچھ نظر نہ آیا، ان کے پاس واپس آیا اور کہا: میں نے کوئی کمین گاہ یا مدد و رسد نام کی چیز نہیں دیکھی۔ لیکن اے قریش کے گروہ!

أَلْبَلَايَا تَحْمِلُ الْمَنَايَا، نَوَاضِحُ يَثْرِبَ تَحْمِلُ الْمَوْتَ النَّاقِعَ، قَوْمٌ لَيْسَ مَعَهُمْ مَنْعَةٌ وَلَا مَلْجَأٌ إِلَّا سُيُوْفُهُمْ، وَاللّٰهِ! مَا أَرٰى أَنْ يُّقْتَلَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ حَتّٰى

Marfat.com

يَقْتُلَ رَجُلًا مِّنْكُمْ ، فَإِذَا أَصَابُوْا مِنكُمْ أَعْدَادَهُمْ فَمَا خَيْرُ الْعَيْشِ بَعْدَ ذَالِكَ، فَرُوْا رَأْيَكُمْ

میں نے یہ دیکھا کہ بلائیں موت اٹھا کر آ رہی ہیں، یثرب کے اونٹ چنگھاڑتی موت اٹھائے ہوئے پھر رہے ہیں۔ یہ ایسی قوم ہے جن کی حفاظت اور پناہ صرف ان کی شمشیریں ہیں۔ واللہ! میرا خیال ہے اگر ان مسلمانوں کا ایک آدمی قتل ہوگا تو تمہارا بھی برابر قتل ہوگا۔ اگر تم اپنی گنتی کے مطابق کہ جتنے تم ہو ان کے قتل کرو تو اتنی تعداد میں وہ تمہارے آدمی بھی قتل کر دیں تو پھر کوئی زندگی نہیں میں نے حقیقت سے پردہ کشائی کر دی ہے اب تم اپنی رائے پر غور کر لو۔''

جب یہ رائے حکیم بن حزام نے سنی تو لوگوں میں گردش کی اور وہ عتبہ بن ربیعہ کے پاس آئے اور کہا: ابو ولید! آپ قریش کے بڑے سردار ہو اور آپ کی بات مانی جاتی ہے میں آپ کو ایک ایسی نیک نامی والی بات بتاتا ہوں، رہتی دنیا تک آپ کا ذکرِ خیر جاری رہے گا۔ عتبہ نے کہا: حکیم وہ کیا ہے......؟ کہا: لوگوں کو جنگ سے واپس لے جاؤ اور اپنے حلیف کی ذمہ داری عمرو بن حضرمی پر ڈال دو۔ عتبہ نے کہا: میں ایسا ہی کرتا ہوں تم بھی میرے ساتھ رہنا۔ کہا: عمرو میرا حلیف ہے اس کی دیت میرے ذمے ہے اور اس کا جتنا مالی نقصان ہوگا میں ہی ذمہ دار ہوں۔ تم ابن حنظلیہ کے پاس جاؤ! حنظلیہ ابوجہل کی ماں کا نام ہے۔ اس کا اصل نام اسماء بنت مخربہ ہے۔ یہ بنونہشل بن دارم بن مالک بن حنظلہ ابن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں سے تھی۔ اسے ملنا اس لیے ضروری ہے کہ یہ کام سب لوگ بھی کریں گے تو مجھے اندیشہ ہے کہ ابوجہل ضرور اختلاف کرے گا۔ اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ نے خطاب کیا۔

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ إِنَّكُمْ وَاللهِ مَا تَصْنَعُوْنَ بِأَنْ تَلْقَوْا مُحَمَّدًا وأَصْحَابَهُ شَيْئًا

''اے گروہ قریش! واللہ! اگر تم محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ٹکراؤ گے تو کچھ نہ کر پاؤ گے۔''

اگر تم انہیں تکلیف پہنچاتے ہو تو تم میں سے ایک آدمی دوسرے کے چہرے کے سامنے جب جائے گا تو نظر کراہت سے دیکھے گا کہ اس نے میرے چچا کے بیٹے کو مارا، ماموں کے بیٹے کو مارا یا میرے خاندان کے آدمیوں کو مارا ہے، لہٰذا تم واپس چلے جاؤ اور محمد ﷺ اور عرب کے لوگوں کو کھلا چھوڑ دو۔ اگر انہیں نقصان ہوا تو تمہارا مقصد پورا ہوا اور اگر یہ محمد ﷺ غالب آتا ہے تو تمہارے رکاوٹ بننے کے بغیر یہ غلبہ پالے گا اس میں تمہاری عزت ہے۔ حکیم کہتے ہیں: میں ابوجہل کے پاس آیا وہ اپنے تھیلے سے اپنی زرہ نکال رہا تھا اور اسے پہننے کے لیے درست کر رہا تھا۔ میں نے کہا: ابوالحکم! عتبہ نے مجھے آپ کے پاس اس مقصد کے لیے بھیجا ہے جو عتبہ نے کہا تھا وہ میں نے اسے بتایا تو

Marfat.com

ابوجہل نے کہا: محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو دیکھ کر عتبہ کا پتا پانی ہو رہا ہے ہم ہرگز واپس نہ جائیں گے جب تک اللہ تعالیٰ ہمارے اور محمد ﷺ کے درمیان فیصلہ نہیں کر دیتا۔ عتبہ کو کیا ہوا ہے وہ تو یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اسے اونٹ کی مانند کھا جائیں گے اور اسے تو اپنے بیٹے کی فکر ہے اس لیے وہ تمہیں خوفزدہ کر رہا ہے۔ پھر عامر بن حضرمی کو پیغام بھیجا وہ آیا تو ابوجہل نے اس سے کہا: کہ عتبہ چاہتا ہے کہ ہم لوگوں کو لے کر واپس چلے جائیں۔ جبکہ میں تیری آنکھوں میں انتقام کی جھلک دیکھتا ہوں۔ اگر تو انتقام لینا چاہتا ہے تو کھڑا ہو جا اور اپنے بھائی کی قبر کھود دے اور اپنے بھائی کی قتل گاہ کھول کر فریاد کر۔

یہ عامر حضرمی اٹھا اور بھائی کی قبر کشائی کی اور چیخ کر پکارا! وَاهْ عَمْرَاهْ......! وَاهْ عَمْرَاهْ......! میرے بھائی عمرو کی مدد کو پہنچو......! اب جنگ کی آگ جو بن پر تھی لوگ جمع ہو چکے ہیں اور وہ صفیں ترتیب دے رہے تھے۔ اور شر کا شعلہ بن کر میدان میں اترے اور لوگوں کی مت ماری گئی تھی جو عتبہ کی دعوت تھی اس پر کسی نے کان نہ دھرے۔ جب عتبہ کو ابوجہل کی یہ تلخ نوائی پہنچی کہ وہ کہتا ہے کہ عتبہ کے خوف کے مارے پھیپھڑے پھول گئے ہیں تو عتبہ نے کہا: اس سرین سے چیخنے والے کو پتہ چل جائے گا کہ پھیپھڑے اس کے پھولے ہیں یا میرے پھولے ہیں۔ [1]

✡ سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم مروان بن حکم کے پاس تھے کہ اس کا دربان آیا اور کہا: ابوخالد حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں اور اندر آنے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔ مروان نے کہا: انہیں اجازت دے دو! حکیم داخل ہوئے تو مروان نے کہا: ابوخالد مرحبا! قریب تشریف لے آئیں، مروان صدر مجلس تھا وہ اپنی جگہ سے ہٹ گیا اور حکیم مروان کے سامنے آ گیا درمیان میں صرف تکیہ تھا۔ مروان نے کہا: حَدِّثْنَا حَدِيْثَ بَدْرٍ ہمیں بدر کا واقعہ بتائیں۔

حکیم نے کہا: ہم جب روانہ ہوئے اور جحفہ میں پہنچے تو قریش میں سے ایک قبیلہ سارے کا سارا واپس لوٹ گیا۔ ایک بھی بدر میں حاضر نہ ہوا اور ہم جب اس کنارے پہنچے جو اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مدینہ کے قریب والا میدان بدر کا کنارہ تھا۔ تو میں عتبہ بن ربیعہ سے ملا اور میں نے کہا: ابوولید! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ایسا شرف حاصل کرو جو ہمیشہ کے

---

[1] **صحیح:** سیرت ابن اسحٰق: 169/3

تحقیق الحدیث: اسی طریق سے تاریخ طبری: 30/2 میں یہ بیان ہوا ہے ان اشیاخ تک اس کی سند صحیح ہے۔ ابن اسحٰق نے اپنے والد سے سماع کیا ہے ان کا والد ثقہ تھا اس نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سنا تھا (تقریب: 1/62) یہ اشیاخ صحابہ میں سے بھی ہو سکتے ہیں اگر صحابہ ہیں تو سند متصل ہے اگر صحابہ میں سے کوئی نہیں تو تابعین کی جماعت ہوگی اور اس اثر کے شواہد ہیں جو اسے تقویت دیتے ہیں۔ ایک شاہد طبری میں بھی ہے اس میں ضعف ہے لیکن شدید نہیں۔ (تقریب: 2/442)

Marfat.com

لیے یادگار بن جائے۔ اس نے کہا: میں کرنے کو تیار ہوں، وہ کیا ہے......؟ بتاؤ! میں نے کہا: محمد ﷺ سے ابن حضرمی کے خون کا مطالبہ کرتے ہو اور ابن حضرمی آپ کا حلیف تھا۔ آپ اس کی دیت اٹھا لیں اور لوگوں کو واپس بھیج دیں کہ یہ نہ لڑیں۔ اس نے کہا: میں دیت اٹھا لیتا ہوں۔ اب تم ابوجہل کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کیا تم اپنے بھتیجے سے لڑنے کی بجائے اپنے ساتھیوں کو واپس لے کر چلے جاؤ اور یہ صرف تو ہی کر سکتا ہے، میں ابوجہل کے پاس آیا اور وہ جماعت میں گھرا ہوا بیٹھا تھا اور ابن حضرمی اس کے سر پر کھڑا تھا وہ کہہ رہا تھا میں نے عبد شمس سے اپنا عہد و پیمان فسخ کر دیا ہے اور بنو مخزوم جو کہ ابوجہل کا قبیلہ ہے اس سے باندھ لیا ہے۔ میں نے ابوجہل سے کہا: آپ سے عتبہ نے کہا ہے کہ اپنے ساتھیوں کو اپنے بھتیجے سے لڑانے کی بجائے انہیں واپس لے جائیں۔ ابوجہل نے کہا: اسے تیرے علاوہ کوئی اور ایلچی نہیں ملا۔ میں نے کہا: نہیں! بلکہ میں اس کے سوا کسی اور کا ایلچی بننا بھی نہیں چاہتا۔ میں جلدی سے عتبہ کے پاس آیا تاکہ اطلاع میں سے کچھ بھول نہ جاؤں۔ میں آیا تو عتبہ ایماء بن رحضہ غفاری کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا اس نے مشرکوں کو دس اونٹوں کا ہدیہ دیا تھا۔ ابوجہل نمودار ہوا اور اس کے چہرے سے شر جھانک رہا تھا، اس نے عتبہ سے کہا: تیرے مارے خوف کے پھیپھڑے پھول گئے ہیں۔ عتبہ نے اس سے کہا: اس کا تجھے عنقریب پتہ چل جائے گا کہ کس کے پھیپھڑے پھولتے ہیں۔

ابوجہل نے اپنی تلوار سونتی اور اپنے گھوڑے کی پیٹھ اس سے ٹھونکی تو ایماء بن رحضہ نے کہا: یہ بہت بری فال ہے۔ اسی وقت لڑائی کا میدان گرم ہو گیا۔ [1]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب بدر کا دن تھا تو رسول اکرم ﷺ نے مشرکوں کو دیکھا وہ ایک ہزار کی تعداد میں تھے اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تین سو انیس 319 تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے رخ تاباں قبلہ کی جانب کیا اور ہاتھ پھیلائے اور اپنے رب کو صدا دی۔

أَللّٰهُمَّ أَنْجِزْلِيْ مَا وَعَدتَّنِيْ أَللّٰهُمَّ اٰتِ مَا وَعَدتَّنِيْ أَللّٰهُمَّ إِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا تُعْبَدُ فِي الْأَرْضِ

''اے میرے اللہ! جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ پورا کر دے۔ اے اللہ! جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ مجھے عطا کر۔

---

[1] **حسن:** تاریخ طبری: 31/2

تحقیق الحدیث: اس میں ضعف ہے کہ اس میں مسور بن عبدالملک بن سعید بن یربوع المدنی ہے یہ متابعت کے وقت مقبول ہے اس کے والد کو ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے۔ تقریب: 532 یہ بھی اپنے بیٹے کی مثل ہے۔ ماقبل کی وجہ سے اس کی تقویت ہوتی ہے۔

Marfat.com

اے میرے اللہ! اگر یہ جماعت ہلاک کر دی گئی جو کہ اہل اسلام سے ہے تو پھر سرزمینِ عرب پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔''

آپ مسلسل اپنے رب کی بارگاہ میں یہ صدا دیتے رہے، ہاتھ پھیلا رکھے ہیں اور قبلہ رخ بیٹھے ہیں حتی کہ اتنی زیادہ انکساری تھی کہ آپ ﷺ کے کندھوں سے آپ ﷺ کی چادر نیچے گر گئی۔ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی چادر مبارک پکڑی اور آپ ﷺ کے کندھوں پر رکھی اور پیچھے سے کمر با شمر کے ساتھ پیار اور رقت کی وجہ سے چمٹ گئے اور عرض کی:

يَانَبِيَّ اللهِ كَفَاكَ مُنَاشَدَتُكَ رَبَّكَ فَإِنَّهُ سَيُنْجِزُلَكَ مَا وَعَدَكَ

''اے اللہ کے نبی! جو آپ نے اپنے رب سے منت سماجت کی ہے یہ آپ کو کفایت کرے گی مجھے یقین ہے اس نے نصرت وحمایت کا جو آپ سے وعدہ کیا ہے وہ ضرور پورا کرے گا۔''

تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی:

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝ [1]

''جب تم اپنے رب سے فریاد رسی کر رہے تھے اس نے تمہاری دعا قبول کی اور پے در پے ایک ہزار فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کی۔''

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے آپ ﷺ کی مدد کی۔ ابوزمیل کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ بدر کے دن ایک آدمی جو کہ مسلمان تھا وہ مشرکوں کے ایک آدمی کے پیچھے دوڑ رہا تھا کہ اس نے اچانک کوڑا لگنے کی آواز سنی اور ایک گھڑسوار کی آواز جو کہہ رہا ہے حیزوم آگے بڑھو! اتنی دیر میں اس مسلمان نے دیکھا کہ اس کے آگے والا مشرک چت ہو کر گر گیا ہے اور اس کی ناک چر گئی ہے اور چہرہ پھٹ گیا ہے اور اس کا سارا بدن سبز ہو گیا ہے۔ انصاری آیا اور اس نے یہ واقعہ رسول اکرم ﷺ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

صَدَقْتَ ! ذَالِكَ مِنْ مَدَدِ السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ

''تم سچ کہتے ہو۔ یہ تیسرے آسمان سے مدد آئی تھی۔''

---

[1] الانفال:9

Marfat.com

اس دن ستر 70 کافر قتل ہوئے اور ستر 70 آدمی قید ہوئے۔ جب قیدی آئے تو رسول اکرم ﷺ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ان قیدیوں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے......؟ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے نبی! یہ چچا کے بیٹے اور ہمارے خاندان کے افراد ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ ان سے فدیہ لے لیں۔ جو ہمارے لیے کفار کے خلاف قوت کا باعث ہوگا اور ہوسکتا ہے ہمارا یہ حسن سلوک انہیں اسلام کی طرف لے آئے۔

اب رسول اکرم ﷺ روئے سخن سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کرتے ہیں۔ مَا تَرٰی یَابْنَ الْخَطَّابِ! اے ابن خطاب تمہاری کیا رائے ہے......؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری رائے ابوبکر کی رائے سے مختلف ہے میری رائے یہ ہے کہ آپ ہمیں اجازت دیں ہم ان کی گردنیں اڑا دیں۔ علی کو اس کا بھائی عقیل دیں وہ اس کی گردن اڑائے اور میرا فلاں رشتے دار میرے حوالے کریں میں اس کی گردن اڑاتا ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ یہ کفر کے سرغنہ ہیں اور اس کے سربراہ ہیں یہ مٹنے چاہئیں۔ رسول اکرم ﷺ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کی طرف مائل ہوئے عمر والی بات قبول نہ کی۔ جب دوسرا دن ہوا تو عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو رسول اکرم ﷺ اور سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں بیٹھے زاروقطار رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول!

أَخْبِرْنِیْ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ تَبْكِيْ أَنْتَ وَصَاحِبُكَ

”مجھے بتایئے! آپ اور صدیق کے آبدیدہ ہونے کی وجہ کیا ہے......؟“

اگر مجھے بھی رونا آیا تو روؤں گا اگر رونا نہ بھی آئے تو آپ کے رونے کی مانند رونے کا انداز ہی اختیار کرلوں گا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَبْكِيْ لِلَّذِيْ عُرِضَ عَلَىٰ أَصْحَابِكَ مِنْ أَخْذِهِمُ الْفِدَاءَ لَقَدْ عُرِضَ عَلَيَّ عَذَابُهُمْ أَدْنٰى مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ

”میں اس چیز کی وجہ سے رو رہا ہوں جو تیرے ساتھیوں نے فدیہ لے لیا ہے اس کی وجہ سے اس درخت سے بھی نزدیک تر میرے سامنے عذاب پیش کیا گیا ہے۔“

تاہم وہ اس وجہ سے اٹھالیا گیا ہے کہ یہ شق بھی جائز تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ وعید بھی فرمائی اور غنیمت کو حلال قرار دیا۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ۔

Marfat.com

”نبی ﷺ کے لائق نہیں کہ اس کے ہاں قیدی ہوں اور وہ ان کا خون نہ بہائے۔“

فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا

”جو تم نے غنیمت حاصل کی ہے اسے حلال طیّب کر کے کھاؤ۔“

تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے غنیمت حلال قرار دی۔ ❶

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ رَأْيَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ سَوْدَاءَ وَلِوَاءُهُ أَبْيَضَ

”رسول اکرم ﷺ کا علم سیاہ رنگ کا تھا اور اس کا پھریرا سفید تھا۔“ ❷

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب بدر کا دن تھا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو یہ یہ کارکردگی دکھائے گا اسے یہ یہ انعام ملے گا۔ نوجوانوں نے اس بارے میں تیزی سے کام لیا اور شیوخ جھنڈوں کے نیچے رہے۔ جب غنیمت کا مال آیا تو اس میں سے جو نوجوانوں کے لیے مقرر کیا گیا تھا وہ لینے آئے۔ شیوخ نے کہا: تم ہم سے زیادہ حقدار نہیں، کیونکہ تمہاری پشت پناہی ہم نے کی ہے۔ ہم جھنڈوں کے نیچے رہے ہیں اگر تم شکست کھاتے تو تم نے ہمارے پاس ہی آنا تھا اس طرح تنازع کھڑا ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات اتاریں:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ...... الی قولہ ...... وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

”وہ آپ سے مالِ غنیمت کے متعلق سوال کرتے ہیں...... اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایماندار ہو۔“

تک آیات اتریں۔ ❸

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ بدر کے دن رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر لڑ

---

❶ مسلم: 1763

❷ **سندہ قوی:** ابن ماجہ: 2818۔ ابو یعلی: 4/257، طبرانی کبیر: 22/2

تحقیق الحدیث: یہ حبان بن عبید اللہ کے طریق سے ہے درج ذیل سند ہے، ابو مجلز، ابن عباس، عبداللہ بن بریدہ، عن ابیہ۔ یہ سند قوی ہے یحییٰ صدوق ہے۔ (تقریب: 587) اور ابو مجلز ثقہ ہے (تقریب: 586) اور یزید صدوق ہے کبھی خطا کرتا ہے۔ (تقریب: 600/1) دوسری سند اس کی تقویت کا باعث ہے۔

❸ **سندہ صحیح:** ابن ابی شیبہ: 354/7۔ ابن حبان نے: 490/11 میں، حاکم نے: 241/2 میں، نسائی کبریٰ: 349/6 میں داؤد کے طریق سے بیان کیا ہے اس کے راوی بڑے بڑے ائمہ ہیں اور داؤد ثقہ اور متقن ہے۔ تقریب: 200

Marfat.com

رہے تھے یہ گھوڑے کے شاہسوار بن کر بھی لڑتے تھے اور پیادہ کی مانند بھی لڑتے تھے۔ ①

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں امیہ نے مجھ سے کہا: جب کہ میں اس کے ساتھ چل رہا تھا اس نے کہا: عبدالرحمٰن وہ تم میں سے کون تھا جس کے سینے میں شترمرغ کا پر سجا ہوا تھا۔ میں نے کہا: وہ حمزہ بن عبدالمطلب تھے۔ اس نے کہا: اس نے بہت بہادرانہ کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ ②

یحییٰ بن عباد بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے زرد رنگ کی پگڑی باندھ رکھی تھی اور اس کا پلو گلے میں ڈال رکھا تھا اس وقت جو فرشتے نازل ہوئے تھے انہوں نے بھی زرد رنگ کی پگڑیاں باندھ رکھی تھیں۔ ③

دوسرا شاہد یہ ہے جو کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ہے ④ کہ سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ پر جنگ بدر کے دن زرد رنگ کی چادر تھی جس کی انہوں نے پگڑی باندھ رکھی تھی۔ اللہ کے نبی پر اس دن جتنے بھی فرشتے اترے انہوں نے بھی زرد رنگ کی پگڑیاں باندھ رکھی تھیں۔

---

① **سندہ قوی:** بزار: 327/4

تحقیق الحدیث: اسے طبرانی کبیر نے: 76/10 پر۔ ابراہیم بن یوسف الصیرفی کے طریق سے بیان کیا ہے، ابراہیم کوفی صدوق ہے اس میں کچھ نرمی ہے، زیادہ درست بات یہ ہے کہ یہ ثقہ ہے نسائی نے جرح کی ہے جو واضح نہیں۔ (تہذیب: 185/1)

ابراہیم بن یوسف صیرفی کوفی جو کہ ابراہیم کا پڑوسی تھا۔ یہ عمران بن عیینہ سے روایت کرتا ہے اور اس سے میرے باپ اور موسیٰ بن اسحٰق انصاری بیان کرتے ہیں۔ ایک راوی عبدالرحمٰن ہے یہ کہتا ہے: میں نے اس کے متعلق موسیٰ سے پوچھا تو اس نے کہا یہ ثقہ ہے اس کا شیخ بھی ثقہ ہے۔ بقیہ سند بخاری اور مسلم والی سند ہے۔ (بخاری: 1205/3، مسلم: 1019/2) امام احمد نے فضائل صحابہ: 753/2 میں ایک قوی متابعت بیان کی ہے بذاتِ خود امام احمد نے بھی متابعت کی ہے۔

② **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق

تحقیق الحدیث: بیہقی کبریٰ: 276/3 میں، بزار: 227/3 میں اور تاریخ طبری: 35/2، پر بھی بیان کیا ہے یہ سند صحیح ہے۔ ابن اسحٰق نے تدلیس نہیں کی اور عبدالواحد ثقہ ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جو کہا ہے کہ صدوق ہے اور خطا کرتا ہے یہ درست نہیں۔ تقریب پر جو میں نے تعلیق لکھی ہے وہ ملاحظہ کریں: ابن حبان کی جرح قابل اعتبار نہیں۔ ائمہ نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ (تقریب: 526/1) اس کا شیخ سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن ابن عوف اور اس کے والد دونوں تابعی ہیں یہ بخاری اور مسلم کے راوی ہیں۔ طبرانی کبیر: 150/3 میں اس کا شاہد ہے جس کی سند یہ ہے احمد بن ابراہیم بن عنبر بصری۔ ابراہیم بن منذر حزامی۔ محمد بن طلحہ تیمی۔ موسیٰ بن حارث تیمی عن ابیہ۔

③ ابن ابی شیبہ: 437/6

تحقیق الحدیث: سندہ مرسل، ولہ شاہد، ابن ابی شیبہ نے ایک اور سند کے ساتھ بھی اسے بیان کیا ہے۔ سند یہ ہے عبدہ، ہشام بن عروہ، عباد بن حمزہ، زبیر۔ عبدہ بن سلیمان کلابی ثقہ اور ثبت ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 369/1) ہشام بن عروہ امام ہے۔ اس کا شیخ عباد بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر ثقہ تابعی ہے۔ (تقریب: 391/1) یہ اسماء، عائشہ اور جابر رضی اللہ عنہم سے بیان کرتا ہے اپنے والد سے بھی بیان کرتا ہے طبرانی کبیر: 195/1 میں اس کے شواہد ہیں۔

④ **فی سندہ ضعیف:** تفسیر طبری: 83/4

تحقیق الحدیث: احمد بن یحییٰ بن زکریا اودی۔ ابوجعفر کوفی یہ عابد وثقہ ہے۔ (تقریب: 85/1) اس کا شیخ بھی صدوق ہے، خطا کرتا ہے۔ (تقریب: 342) اس کا والد بھی صدوق ہے اس میں ضعف ہے شواہد کی بنا پر اس کی حدیث حسن ہے، بقیہ راوی ائمہ ہیں تاہم مرسل زیادہ صحیح ہے۔

Marfat.com

سیّدنا عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر بیان کرتے ہیں کہ جب دونوں قومیں مسلمان اور مشرک آپس میں ٹکرائیں تو ابوجہل نے کہا:

أَللّٰهُمَّ اقْطَعْنَا لِلرَّحِمِ وَآتَانَا بِمَا لَا نَعْرِفُ فَاحِنْهُ الْغَدَاةَ

''اے اللہ! ہم نے قطع رحمی کی ہے اور وہ اس پیغمبر نے کرائی ہے اور یہ ہمارے پاس وہ چیز لے کر آیا ہے جس کو ہم نے پہچانا نہیں اس لیے کل اسے ختم کر دے۔''

یہ فتح طلب کر رہا تھا اسی دوران اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں میں بہادری پیدا کی کہ یہ دشمن سے ٹکرائے اور دشمن ان کی نگاہ میں کم کر دیا انہوں نے دشمن کو ختم کرنے کی توقع پر اس پر حملہ کر دیا چھپر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونگھ گئے، پھر بیدار ہوئے اور کہا:

أَبْشِرْ يَا أَبَابَكْرٍ هٰذَا جِبْرِيْلُ مُعْتَجِرٌ بِعِمَامَتِهِ آخِذٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ يَقُوْدُهُ عَلٰى ثَنَايَاهُ النَّقْعُ أَتَاكَ نَصْرُ اللهِ وَعِدَتُهُ

''ابوبکر! خوش ہو جائیں! یہ جبریل ہیں اپنی پگڑی کے پلّو گلے میں ڈالے ہوئے اور اپنے گھوڑے کی لگام تھامے اسے کھینچ کر لا رہے ہیں ان کے سامنے والے دانتوں پر گرد و غبار ہے یہی وہ نصرتِ الٰہی ہے جو آپ کے لیے اُتر رہی ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے۔''

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جبریل نے کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنکریوں کی مٹھی ہاتھ میں لی اور دشمن قوم کے سامنے تشریف لائے اور فرمایا: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ثُمَّ نَفَخَهُمْ بِهَا ''یہ چہرے سیاہ ہوں! پھر ان کنکریوں پر پھونک ماری'' اور اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کہا:

إِحْمِلُوْا فَلَمْ تَكُنْ إِلَّا الْهَزِيْمَةُ فَقَتَلَ اللهُ مَنْ قَتَلَ مِنْ صَنَادِيْدِهِمْ وَأَسَرَ مَنْ أُسِرَ مِنْهُمْ

''ان پر حملہ آور ہو جاؤ! اس کے بعد بس دشمن کا مقدر شکست ہی بنی، ان سرداروں میں کچھ تو اللہ تعالیٰ نے قتل کیے اور کچھ قید ہوئے۔''

زیاد بن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنکریوں کی ایک لپ بھری اور قریش کے سامنے آئے پھر کہا: برا ہو ان چہروں کا پھر ان پر پھونک ماری اور اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کہا: حملہ اور تیز کر دو! اس کے بعد دشمن شکست

Marfat.com

سے دوچار ہوا۔ جس سے قریش کے بعض سرداروں کو اللہ نے ماردیا اور ان کے بعض اشراف قید بھی ہوئے۔ (1)

بدر میں فرشتوں کی حاضری

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ ﴿١٢٤﴾ بَلَىٰ ۚ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ﴿١٢٥﴾ (2)

''جب آپ ایمانداروں سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمہارے لیے یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری تین ہزار فرشتوں سے جواترنے والے ہیں سے مدد کرتا ہے۔'' کیونکہ اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو گے تو وہ تمہارے پاس پورے جوش سے آئیں گے یہ۔ ہے وہ مدد جو تمہارے رب نے کی ہے پانچ ہزار فرشتے ہیں جو نشان زدہ ہیں۔''

معاذ بن رفاعہ بن رافع زرقی اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں یہ اہل بدر میں سے تھے کہ جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: جو آپ میں سے اہل بدر ہیں آپ انہیں کس درجے کا شمار کرتے ہیں؟

آپ نے ﷺ فرمایا:

مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ

''مسلمانوں میں سے سب سے افضل''

جبریل علیہ السلام نے کہا:

وَكَذَالِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ

---

(1) **سندہ صحیح:** سیرت ابن کثیر: 284/3

تحقیق الحدیث: سند درج ذیل ہے: زہری کا تعارف یہ ہے کہ محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ بن حارث بن زہرہ بن کلاب القرشی ہے۔ ابوبکر کنیت ہے فقیہ اور حافظ ہے ان کی جلالت شان اور اتقان پر ائمہ کا اتفاق ہے یہ اپنے طبقے کے رئیس ہیں۔ (تقریب: 506) ان کا شیخ چھوٹے طبقے کا صحابی ہے۔

(2) آل عمران: 125-124

Marfat.com

ایسے ہی جو فرشتے بدر میں شریک ہوئے ہیں وہ بھی تمام فرشتوں سے افضل ہیں۔ [1]

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا ابوبکر صدیق سے کہا گیا اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی کہا گیا کہ تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل تھے اور دوسرے کے ساتھ میکائیل تھے اور اسرافیل عظیم فرشتہ ہے جو لڑائی میں حاضر ہوتا ہے یا صف آراء ہوتا ہے۔ [2]

ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مشرکوں کے ایک آدمی کا پیچھا کر رہا تھا کہ اسے ماروں۔

فَوَقَعَ رَأْسُهُ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ سَيْفِي

میری تلوار لگنے سے پہلے ہی اس کا سر نیچے گر گیا میں سمجھ گیا کہ اسے کسی اور نے مارا ہے۔ [3]

سیّدنا عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ میں کنکریاں لیں پھر دشمن قوم کے سامنے آئے اور فرمایا: یہ چہرے برے ہیں، پھر ان کی طرف پھونک ماری اور کہا: صحابہ! اب حملہ آور ہو جاؤ! [ابن کثیر: 434/2 سندہ قوی] وجہ یہ ہے کہ ابن اسحٰق نے اپنے شیخ سے سماع کی صراحت کی ہے اس کا شیخ ثقہ تابعی اور امام ہیں جو کہ زہری ہیں۔ زہری کے شیخ صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔ اموی اور اس کا والد دونوں ثقہ ہیں۔

بدر کے قیدیوں کا تذکرہ

سیّدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امیہ بن خلف سے خط و کتابت کی تھی کہ اگر وہ مکہ میں اس کی قوم کے پاس آیا تو وہ میری حفاظت کرے گا اور جب وہ مدینے میں میرے ساتھیوں کے پاس آئے گا

---

[1] بخاری: 3992

[2] **سندہ صحیح:** ابن ابی شیبہ: 353/7، بیہقی: 55/3، احمد: 1257، بزار۔ الزوائد: 314

تحقیق الحدیث: یہ سند مسعر بن کدام ہلالی کے طریق سے ہے یہ ثقہ اور ثبت اور فاضل ہے (تقریب: 187/2) اس کا شیخ ابوعون ثقفی بھی ثقہ ہے اور بخاری اور مسلم کا راوی ہے (تقریب: 187/2) آگے اس کا شیخ ابوصالح عبدالرحمن بن قیس حنفی ثقہ تابعی ہے۔ (تقریب: 495/1)

[3] **سندہ حسن:** سیرت ابن ہشام: 181/3

تحقیق الحدیث: بیہقی نے: 3/56، احمد نے: 23778 اور طبری نے تاریخ: 2/36، ابن اسحٰق کے طریق سے بیان کی ہے یہ سند حسن ہے۔ ابن اسحٰق کے والد کے شیوخ ثقہ ہیں۔ ابن اسحٰق کا والد کبار تابعین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیان کرتا ہے۔ اگر جن سے روایت کرتا ہے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں تو سند صحیح ہے اگر کبار تابعین سے روایت کرتا ہے تو تب بھی تقویت سے یہ روایت قابل قبول ہے۔

Marfat.com

تو میں اس کی حفاظت کروں گا۔ میں نے خط پر رحمٰن لکھا تو اس نے کہا: میں رحمٰن کو نہیں جانتا، جاہلیت میں جو بِاسْمِكَ اَللّٰهُمَّ لکھتے تھے وہی لکھو! میں نے عبد عمرو کے نام سے اس سے خط و کتابت کی، کیونکہ پہلے میرا یہی نام تھا بعد میں عبدالرحمن رکھا۔ جب بدر کا دن تھا میں امیہ کو لے کر پہاڑ کی جانب نکلا تاکہ اس میں محفوظ ہو سکوں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب لوگ سو گئے تھے۔

اسے بلال نے دیکھ لیا اور باہر آ گئے اور انصار کی مجلس میں ٹھہر گئے اور کہا: یہ امیہ ہے۔ لَا نَجَوْتُ اِنْ نَّجَا اُمَيَّةُ ''اگر امیہ بچ گیا تو پھر میں ناکام ہوا'' بلال کے ساتھ انصار کا ایک گروہ بھی ہمارے پیچھے آیا۔ جب مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ وہ ہمیں پا لیں گے تو میں نے ان کو مشغول کرنے کے لیے امیہ کا بیٹا پیچھے چھوڑا انہوں نے اسے بھی قتل کر دیا پھر ہمارا پیچھا انہوں نے نہ چھوڑا تھا۔ امیہ بھاری وجود والا آدمی تھا جب انصار اور بلال نے ہمیں پا لیا تو میں نے امیہ سے کہا: بیٹھ جاؤ! وہ بیٹھ گیا۔ امیہ پر میں نے خود کو ڈال دیا تاکہ اسے محفوظ کر سکوں، انہوں نے میرے نیچے سے تلوار مار کر اسے قتل کر ڈالا۔ ان میں سے ایک نے تلوار میرے پاؤں پر بھی ماری۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ وہ زخم لوگوں کو دکھایا کرتے تھے جو ان کے قدم کے اوپر تھا۔ (1)

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امیہ بن خلف مکہ میں میرا دوست تھا، میرا نام عبد عمرو تھا۔ جب میں مسلمان ہوا تو پھر میں نے اپنا نام عبدالرحمٰن رکھا ابھی ہم مکہ میں ہی تھے جب یہ نام رکھا تھا یہ مکہ میں مجھے ملتا رہتا تھا اور کہتا تھا: اے عبد عمرو! أَرَغِبْتَ عَنِ اسْمٍ سَمَّاكَهُ أَبَوَاكَ ؟ جو نام آپ کے والدین نے تجویز کیا تھا اسے نفرت کرنے لگے ہو......؟ میں کہتا: ہاں! اس نے کہا: میں رحمٰن کو نہیں جانتا میرے اور اپنے درمیان کوئی ایسا خاص لفظ مقرر کر دو جس سے میں آپ کو بلایا کروں۔ وجہ یہ ہے کہ پہلے نام سے آپ مجھے جواب نہ دیں گے اور میں اس نام سے آپ کو بلانا نہیں چاہتا، جس کو میں پہچانتا نہیں۔ وہ جب بھی مجھے بلاتا تو عبد عمرو کہتا تھا۔ میں اس پر اسے جواب نہ دیتا تھا اور میں اسے ابوعلی کے نام سے پکارتا تھا یا پھر میری جو مرضی ہوتی اس سے پکارتا۔

اس نے مجھ سے کہا: تم عبدالالٰہ ہو......؟ میں نے کہا: درست ہے۔ جب میں اس کے پاس سے گزرتا وہ عبدالالٰہ کہتا تو میں جواب دیتا اور اس کے ساتھ بات چیت کرتا۔ حتیٰ کہ جب بدر کا دن تھا میں اس کے پاس سے گزرا وہ اپنے بیٹے علی بن امیہ کے ساتھ کھڑا تھا۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ میرے پاس زرہیں تھیں جنہیں میں نے

---

(1) بخاری: 2301

Marfat.com

جنگ میں چھینا تھا میں انہیں صاف کر رہا تھا۔ امیہ نے مجھ سے کہا: اے عبد عمرو! تو میں نے جواب نہ دیا تو پھر اس نے عبدالالہ کہا: میں نے جواب دیا تو اس نے کہا: میں ان زرہوں سے تیرے لیے بہتر ہوں......؟ میں نے کہا: ہاں! اللہ جانتا ہے تو بہتر ہے میں نے زرہیں اپنے ہاتھ سے پھینک دیں اور امیہ اور اس کے بیٹے کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ کہہ رہا تھا: آج جیسا سخت دن میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ کیا تمہیں دودھ کی ضرورت ہے......؟ میں انہیں لے کر چل رہا تھا کہ اس کے قتل کا معاملہ پیش آ گیا۔ دودھ کی ضرورت کہنے سے امیہ کا یہ مطلب تھا کہ جو مجھے قید کرے گا میں اسے بہت سارے ونٹ دوں گا اور دودھ والی اونٹنیاں دوں گا، یہ اس نے اس لیے کہا تھا کہ اسے قتل نہ کیا جائے۔ ❶

۞ محمد بن جبیر اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں کہا: آج اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان بدبودار مشرکوں کے بارے میں مجھ سے بات کرتا تو میں انہیں اس کی خاطر چھوڑ دیتا۔ ❷

۞ سیّدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امیہ بن خلف نے مجھ سے کہا: میں اس کے اور اس کے بیٹے کے درمیان کھڑا تھا ان دونوں کے میں نے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اس نے کہا: عبدالالہ! وہ آدمی کون تھا جس نے اپنے سینے پر شترمرغ کے پر کا نشان سجا رکھا تھا......؟ میں نے کہا: وہ حمزہ بن عبدالمطلب تھے۔ اس نے کہا: انہوں نے ہمارے خلاف بہت شاندار کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں ان باپ بیٹے کو چلا کر لا رہا تھا کہ انہیں بلال نے دیکھ لیا اور امیہ مکہ میں بلال کو اذیت ناک سزائیں دیا کرتا تھا کہ یہ اسلام چھوڑ دے۔ امیہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مکے کی تپتی ہوئی ریت پر لے جاتا جب وہ آگ بن چکی ہوتی تھی انہیں پیٹھ کے بل اوپر لٹا دیتا پھر ایک بڑی چٹان لے کر ان کے سینے پر رکھ دیتا اور کہتا: لَا تَزَالُ هٰكَذَا اَوْ تُفَارِقُ دِيْنَ مُحَمَّدٍ تو اسی حالت میں رہے گا تجھے تب نکالا جائے گا جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین سے علیحدگی کا اعلان کرے گا اور بلال رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: اَحَدْ اَحَدْ کہ ''اللہ ایک ہے'' سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے جب امیہ کو دیکھا تو کہا: یہ کفر کا سرغنہ! امیہ بن خلف ہے اگر آج یہ بچ گیا تو میں ناکام ہوا۔

عبدالرحمن کہتے ہیں: میں نے کہا: أَيْ بِلَالُ! أَسِيْرِيْ بلال! یہ میرا قیدی ہے۔ مگر وہ یہی کہے جا رہے تھے میں ناکام ہوا اگر یہ بچ گیا۔ میں نے غصے سے کہا: او سیاہ عورت کے بیٹے بلال! تو سن نہیں رہا جو میں کہہ رہا ہوں

---

❶ **حسن:** سیرت ابن اسحٰق: 179/3
تحقیق الحدیث: اس سند کے تین طرق ہیں ایک مرسل (۲) اس کی دو سندیں ہیں جو منقطع ہیں بخاری کی حدیث اس کی شاہد ہے: 807/2)
❷ بخاری: 4024,3139

Marfat.com

کہ یہ میرا قیدی ہے لیکن وہ یہی دہراتے جا رہے تھے اگر یہ بچ گیا تو میں ناکام ہوں۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں:

فَأَحَاطُوْا بِنَا حَتّٰى جَعَلُوْنَا فِيْ مِثْلِ الْمُسْكَةِ وَأَنَا أَذُبُّ عَنْهُ

''انہوں نے ہمیں گھیر لیا حتیٰ کہ ہم گول کنوئیں کی مانند درمیان میں تھے اور میں امیہ کا دفاع کر رہا تھا۔''

اسی کشمکش میں ایک آدمی نے پیچھے سے اس کے بیٹے کے پاؤں پر تلوار ماری وہ زمین پر گر پڑا تو

صَاحَ أُمَيَّةُ صَيْحَةً مَّا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ !

''امیہ اتنا زوردار چیخا کہ میں نے اتنا کبھی کسی کو چیختے نہیں سنا''

میں نے کہا: امیہ خود کو بچا لے تیری نجات نظر نہیں آتی۔ واللہ! میں اب تیرے کام نہیں آ سکتا۔ انہوں نے باپ اور بیٹے کو اپنی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ یہ کہا کرتے تھے:

يَرْحَمُ اللّٰهُ بِلَالًا ذَهَبَتْ أَدْرَاعِيْ وَ فَجَعَنِيْ بِأَسِيْرِيْ

''اللہ تعالیٰ بلال پر رحم کرے میری زرہیں بھی گئیں اور مجھے قیدی کے بارے میں بھی پریشانی سے دوچار کیا۔'' [1]

کیونکہ امیہ نے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے وعدہ کیا تھا میں اگر بچ گیا تمھیں زرہیں دوں گا۔

✪ اسعد بن زرارہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں جب جنگ بدر کے قیدی مدینہ منورہ لائے گئے تو سودہ بنت زمعہ نبی ﷺ کی اہلیہ محترمہ آل عفراء کے پاس اس کے دو بیٹوں عوف اور معوذ کی تعزیت کے لیے گئی تھیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ابھی پردہ فرض نہ کیا گیا تھا۔ سودہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں ان کے پاس تھی جب ہم آئے تو بتایا گیا، یہ قیدی ہیں۔ انہیں یہاں لایا گیا ہے۔ میں اپنے گھر لوٹی تو رسول اکرم ﷺ بھی گھر ہی تھے۔ ان میں ابو یزید سہیل بن عمرو حجرہ کے ایک کونے میں تھے۔ اس کے ہاتھ رسی کے ساتھ اس کی گردن میں باندھے ہوئے تھے۔ میں ابو یزید کو اس حالت میں دیکھ کر خود پر قابو نہ رکھ سکی میں نے کہا:

أَبَا يَزِيْدَ أَعْطَيْتُمْ بِأَيْدِيْكُمْ أَلَّا مُتُّم كِرَامًا

---

[1] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق: 3/180؛ بیہقی: 3/276

تحقیق الحدیث: یہ ابن اسحٰق کے طریق سے ہے درج ذیل سند ہے۔ عبدالواحد بن ابی عون۔ سعد بن ابراہیم۔ عن ابیہ عن جدہ عبدالرحمن بن عوف۔ یہ سند صحیح ہے۔ اسے بخاری نے متصل بیان کیا ہے۔ اسے احمد بن عبدالجبار نے درج ذیل سند سے متصل کیا ہے یونس کا احمد سے سیرت کے بارے میں سماع ثابت ہے ابراہیم نے صحابی کا دیدار کیا ہے اس کا بیٹا ثقہ تابعی ہے۔ فاضل و عابد ہے۔ (تقریب: 1/38، 1/286) ابن اسحٰق کا شیخ ثقہ ہے۔ تقریب میں جو اشارہ دیا گیا ہے اس میں کمزوری ہے یہ درست نہیں۔ ابن حبان کی جرح نقصان دہ نہیں۔

Marfat.com

''ابو یزید! تم نے اپنے ہاتھ بندھوا لیے ہیں تم معزز لوگوں کی موت کیوں نہ مرے۔''

مجھے خبر نہ تھی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اندر ہیں۔ مجھے رسول اللہ ﷺ کی بات سے ہی پتہ چلا تھا۔ آپ نے کہا: سودہ! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت پر ابھار رہی ہو......؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے جب میں نے ابو یزید کے ہاتھ گردن میں رسی سے بندھے دیکھے تو بے ساختہ ہوگئی، میں نے اللہ اور رسول کی مخالفت میں کچھ نہیں بولا۔ (1)

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قریش اپنے فوت شدگان پر نوحہ کرنے لگے، پھر پشیمان ہوئے اور کہنے لگے: ان پر نوحہ نہ کرنا اگر یہ بات محمد ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک پہنچ گئی تو وہ خوش ہوں گے۔ قیدیوں میں سے ابو وداعہ بن ضبیرہ سہمی بھی تھا رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ لَهُ بِمَكَّةَ إِبْنًا تَاجِرًا كَيِّسًا ذَا مَالٍ كَأَنَّكُمْ بِهِ قَدْ جَاءَكُمْ فِيْ فِدَاءِ أَبِيْهِ

''مکہ میں اس کا تاجر بیٹا ہے جو نہایت ہی دانا اور صاحب مال ہے گویا کہ تم اس کے پاس ہو۔ وہ اپنے باپ کا فدیہ دے گا۔''

جب قریش نے قیدیوں کا فدیہ دینے پر پابندی لگائی کہ مسلمانوں کو فدیہ مت دینا تو وداعہ کے بیٹے مطلب نے ان کی ہمنوائی میں کہا: تم سچ کہتے ہو۔ واللہ! اگر تم نے مسلمانوں کو فدیہ دینے والا کام کیا تو وہ اس کی مدد سے تم سے انتقام لیں گے انہیں یقین دہانی کرا کر خود

ثُمَّ انْسَلَّ فِي اللَّيْلِ فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَفَدٰى أَبَاهُ بِأَرْبَعَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ (2)

''رات کی تاریکی میں کھسک گیا اور مدینہ منوّرہ میں آیا اور اپنے باپ کا چار ہزار درہم فدیہ دے کر اسے چھڑا کر لے گیا۔''

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کے لیے فدیہ بھیجا تو رسول اکرم کی لختِ جگر سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ابو العاص بن ربیع کے فدیہ کے لیے مال بھیجا اس میں ایک ہار بھی بھیجا جو امّ المومنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تھا جو انہوں نے بیٹی زینب کو ابو العاص کے ہاں رخصت کرتے ہوئے دیا تھا۔ جب رسول اکرم ﷺ

---

(1) **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق، حاکم: 24/3، بیہقی: 89/9، طبرانی کبیر: 35/24، ابن ابی شیبہ: 359/7 یہ سند صحیح ہے عبداللہ بن ابوبکر ثقہ ہے۔ (التقریب: 1/405) اور یحییٰ تابعی ثقہ ہے۔ (التقریب: 2/352) اس کا دادا اور اس کے دادا کا والد دونوں صحابی ہیں۔

(2) **سندہ حسن:** طبرانی

تحقیق الحدیث: ابن اسحٰق کی وجہ سے یہ سند حسن ہے اس نے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر ثقہ تابعی سے سماع کیا ہے۔ (تقریب: 2/350) اس کا باپ بھی ثقہ تابعی تھا اپنے باپ کے زمانے میں یہ مکے کا قاضی تھا۔ (التقریب: 1/392) اور جریر بن حازم بھی ثقہ ہے مگر جب قتادہ سے حدیث بیان کرتا ہے تو پھر اس میں ضعف ہوتا ہے یہ حدیث اس سے نہیں۔ (التقریب: 1/127) اور اس کا والد اس سے زیادہ ثقہ ہے۔ (2/338)

Marfat.com

نے وہ ہار دیکھا تو رَقَّ لَهَا رِقَّةً شَدِيْدَةً آپ پر شدید رقت طاری ہوئی اور فرمایا:

إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُطْلِقُوْا لَهَا أَسِيْرَهَا وتُرَدُّوْا عَلَيْهَا الَّذِيْ لَهَا فَافْعَلُوْا

''اگر تم زینب کے اسیر کو ویسے ہی آزاد کر دو اور اس کا ہار واپس کر دو تو بہت اچھا ہوگا۔''

لوگوں نے کہا: ہاں! اللہ کے رسول! ہم ایسے کرنے کو تیار ہیں انہوں نے ابو العاص کو آزاد کر دیا اور ہار واپس کر دیا۔ [1]

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن قیدیوں میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جن کے پاس فدیہ نہ تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا فدیہ یہ مقرر کیا تھا کہ وہ انصار کے بچوں کو لکھنا سکھائیں ایک بچہ اپنے باپ کے پاس روتا ہوا آیا، اس نے پوچھا: بیٹا کیا معاملہ ہے......؟ اس نے کہا: میرے استاد نے مجھے مارا ہے۔ اس کے باپ نے کہا:

أَلْخَبِيْثُ يَطْلُبُ بِذُحْلِ بَدْرٍ

وہ خبیث بدر کی شکست کی عداوت کی بھڑاس نکالنے کے لیے مار رہا ہے۔ اب ہرگز اس کے پاس نہ جانا۔ [2]

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شجاعت کا تذکرہ

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بدر کے دن دیکھا:

وَنَحْنُ نَلُوْذُ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَقْرَبُنَا إِلَى الْعَدُوِّ

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ لے رہے تھے آپ ہم سے سب سے زیادہ دشمن کے قریب تھے۔''

---

[1] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق

تحقیق الحدیث: احمد:26362، حاکم:3/25، ابوداؤد:2692، طبرانی کبیر:22/426، المنتقی لابن الجارود:1/274، بیہقی کبریٰ:6/322، یہ سند صحیح ہے۔ یحییٰ ثقہ ہے (التقریب:2/350) اس کا والد اس سے بھی اوثق ہے۔ (التقریب:1/392) یہ تابعی ہے اپنے باپ کے زمانے میں قضا کا والی تھا۔

[2] **سندہ صحیح:** احمد:2216۔ حاکم:152/2، بیہقی:322/6

علی بن عاصم کی خطا نہ ہوتی تو یہ سند صحیح تھی یہ صدوق ہے خطا کرتا ہے (التقریب:2/39) یہ زیادہ خطا تو نہیں کرتا تاہم یہ اس پر اصرار کرتا ہے اور اس نے یہاں خطا نہیں کی۔ اس کی خالد بن عبداللہ الطحان نے متابعت کی ہے یہ ثقہ اور ثبت ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (التہذیب:3/100) اور داؤد مصری ہے۔ ثقہ ہے اور متقن ہے۔ (تقریب:1/235)

[3] **سندہ صحیح:** احمد:86/1، ابن ابی شیبہ:424/6

Marfat.com

اور آپ ﷺ بہترین جنگجوئی کا مظاہرہ فرماتے تھے۔ (1)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوجہل کو بدر کے دن گرا ہوا پایا تو میں نے کہا: أَيْ عَدُوَّ اللهِ قَدْ أَخْزَاكَ اللهُ اے اللہ کے دشمن! اللہ نے آج تجھے رسوا کیا ہے۔ اس نے کہا: کس چیز سے اللہ نے مجھے رسوا کیا ہے......؟ ایسا آدمی جو مجھ جیسا ہو تم نے قتل نہیں کیا اور یہ دیکھو میری شمشیر میرے ہاتھ میں ہے میں جب اسے حرکت دوں گا تو اس کا وار تجھے زندہ نہ چھوڑے گا اس کے ہاتھ میں بہت عمدہ تلوار تھی۔ میں نے اس پر ہاتھ مارا تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی تو میں نے پکڑ لی ابوجہل کا سر میں نے خود اتارا اور اس کی گردن ماردی۔ اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے اس بات سے آپ کو آگاہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

آللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

وہ اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ سچ ہے......؟ میں نے کہا: وہ اللہ! جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ سچ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ مزید تصدیق کرو۔ میں پرندے کی مانند اڑتا گیا اور پرندے کی مانند ہی اڑتا ہوا اور مسکراتا ہوا واپس آیا اور آپ ﷺ کو بتایا یہ درست ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: چلو مجھے بھی دکھاؤ! میں آپ ﷺ کے ساتھ گیا اور اسے مرا ہوا آپ کو دکھایا تو آپ ﷺ نے اس کے سر پر کھڑے ہو کر فرمایا: هٰذَا فِرْعَوْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ یہ اس امت کا فرعون تھا۔ (2)

---

(1) **سندہ صحیح:** احمد: 654، ابن ابی شیبہ: 424/6

(2) **سندہ قوی:** طبرانی کبیر: 9/84

ان راویوں نے بھی یہ قصہ بیان کیا ہے جو درج ذیل ہیں۔ زید بن ابی انیسہ، ابواسحٰق، عمرو بن میمون، اس کی متابعت ابووکیع نے بھی کی ہے۔
تحقیق الحدیث: اگر محمد بن ابوتملہ نہ ہوتا تو یہ سند قوی ہوتی۔ اس کے حالات مجھے نہیں ملے۔ درست یہ ہے کہ محمد بن سلمہ حرانی جو عبدالرحیم حرانی کا بھانجا ہے یہ اپنے ماموں کا شاگرد ہے یہ محمد بن وہب بن ابی کریمہ حرانی کے شیوخ میں سے ہے۔ (تہذیب: 9/506، 9/94-193) اس کے بعد الحمدللہ جو میرا اندازہ تھا وہ نسائی کبریٰ: 3/488 میں موجود تھا اس کی تفصیل یہ ہے عمرو بن ہشام حرانی، محمد بن سلمہ، ابوعبدالرحیم یہ سب ثقہ ہیں اور عمرو بن میمون مخضرم اور ثقہ ہے مشہور ہے۔ (تقریب: 2/80) طبرانی کا شیخ بھی حافظ اور جلیل القدر ہے (سیر اعلام النبلا: 14/57) اور اس حدیث کے شواہد ہیں جو طبرانی: 9/81 میں ہے اس میں ابوعبیدہ اور اس کے والد کے درمیان انقطاع ہے تاہم بزار کے نزدیک اس کا قوی شاہد ہے۔

Marfat.com

شہدائے بدر کی شان

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن جو اٹھارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے تھے ان کی روحوں کو اللہ تعالیٰ نے جنّت کے سبز پرندوں میں ڈال دیا۔ جو جنّت میں چلتے ہیں وہ اسی طرح مسرت وشادمانی سے اڑ رہے تھے کہ ان کے رب نے ان پر جھانکا اور کہا: يَا عِبَادِيْ مَاذَا تَشْتَهُوْنَ اے میرے بندو! تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: يَا رَبَّنَا مَا فَوْقَ هٰذَا شَيْئٌ ؟ اے ہمارے رب! اس نعمت کے اوپر کوئی چیز نہیں۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کہتا ہے: میرے بندو! تم کیا چاہتے ہو......؟ وہ چوتھی مرتبہ کہیں گے:

تَرُدُّ أَرْوَاحَنَا فِيْ أَجْسَادِنَا فَنُقْتَلُ كَمَا قُتِلْنَا

''اللہ کریم! ہماری روحیں ہمارے جسموں میں لوٹا دو جس طرح ہم نے پہلے جامِ شہادت نوش کیا پھر نوش کریں۔'' [1]

معرکۂ بدر میں شریک صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا شرف وفضل

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جھانک کر دیکھا اور فرمایا:

إِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ

''جو چاہو عمل کرو میں نے تمہاری مغفرت کا پروانہ جاری کر دیا ہے۔'' [2]

---

[1] **سندہ صحیح الی ابن مسعود:** طبرانی کبیر: 10/202،

تحقیق الحدیث: سند کی تفصیل درج ذیل ہے شقیق بن سلمہ۔ انہوں نے اسلام اور جاہلیت دونوں دَور پائے ہیں۔ (تہذیب: 4/361) اس سے ثقہ تابعی اعمش نے سنا ہے۔ اعمش کہتے ہیں مجھ سے ابووائل نے کہا: اے سلیمان! اگر تو مجھے دیکھے اور ہم خالد بن ولید سے بھاگ رہے ہیں اور یہی بات اعمش نے ابراہیم سے بھی بیان کی ہے کہ تم شقیق کا دامن نہ چھوڑنا۔ اعمش کا عَن سے بیان کرنا نقصان دہ نہیں۔ خصوصاً جبکہ یہ دونوں، یعنی اعمش اور وہ جس سے یہ بیان کرتے ہیں کوئی ہوں تو بالکل نقصان نہیں۔ اس کا شاگرد حسن ثقہ ہے۔ (تقریب: 1/180) اور ابوعلی بن حسن اور اس کا والد دونوں ثقہ ہیں۔ (تقریب: 2/34، 2/192) اور طبرانی کا شیخ ثقہ ہے۔ (سوالات سہمی) جسے شیخ عبدالقدوس نذیر نے مجمع البحرین: 6/147 میں بیان کیا ہے۔

[2] بخاری: 4274،3983،3007

Marfat.com

معرکہ بدر میں مشرکوں کے مقتولوں کا عبرتناک انجام

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ کافروں کے مقتولوں کو بدر کے کنوئیں میں پھینک دیا جائے وہ اس میں پھینک دیئے گئے صرف امیہ بن خلف کو نہ پھینکا گیا تھا کیونکہ یہ اپنی زرہ میں پھول گیا تھا اس کی زرہ اس کے پھولنے سے بھر گئی اسے گرانے کے لیے جب انہوں نے حرکت دی تو اس کے اعضا بکھر گئے اسے اسی جگہ رکھ دیا گیا اور مٹی اور پتھر میں اسے دبا دیا گیا۔ جب یہ کافر مقتول کنوئیں میں ڈال دیئے گئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے اوپر کھڑے ہوئے اور کہا:

يَا أَهْلَ الْقَلِيْبِ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا فَإِنِّيْ قَدْ وَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِيْ رَبِّيْ حَقًّا

''اے کنوئیں کا رزق بننے والی لاشو! کیا تم سے تمہارے رب نے جو وعدہ کیا تھا اسے حق پایا ہے؟ میں نے تو جو مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا ہے اسے حق پایا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مردہ قوم سے محو گفتگو ہیں......؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَقَدْ عَلِمُوْا أَنَّ مَا وَعَدْتُّهُمْ حَقٌّ یہ جانتے ہیں میں نے جو بھی ان سے وعدہ کیا تھا وہ حق ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: لوگ اگر چہ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے کہا تھا یہ کنوئیں والے سنتے ہیں جو میں نے ان سے کہا ہے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا تھا یہ جانتے ہیں۔ [1]

سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے دن حکم دیا کہ قریش کے 24 سرداروں کو بدر کے کنوئیں کی پنہائی میں پھینک دیا جائے جو نہایت ہی گندہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی قوم پر غلبہ پاتے تو میدانِ جنگ میں تین دن تک ٹھہرتے تھے۔ بدر میں جب تیسرا دن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری پر کجاوہ باندھا جائے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ہو لیے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کہتے ہیں ہمارا خیال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ضرورت کے تحت چل رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[1] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحق، اسی سند سے احمد بن حنبل نے: 6/276 میں بیان کیا ہے۔ یزید صغیر تابعی ہے اور ثقہ ہے۔ یہ آل زبیر کے موالی میں سے ہے۔ (التقریب: 2/364)

Marfat.com

کنوئیں کے کنارے پر آئے اور مقتول مشرکوں کو ان کے باپوں کے نام لے کر پکارا:

يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ وَيَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ أَيَسُرُّكُمْ إِنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللهَ وَرَسُوْلَهُ

”اے فلاں ابن فلاں! کیا یہ بات تمہارے لیے باعثِ مسرت نہ تھی کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لیتے......؟ “

ہم سے جو ہمارے رب نے وعدہ کیا تھا اسے حق پایا کیا تم نے بھی جو تم سے رب نے وعدہ کیا تھا اسے حق پایا؟ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَّا أَرْوَاحَ لَهَا ”آپ ایسے بدنوں سے بات کر رہے ہیں جن میں سے روح نکل چکی ہے۔“ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُوْلُ مِنْهُمْ

”اس ذات کی قسم! محمد ﷺ کی جان جس کے ہاتھ میں ہے میری بات یہ تم سے زیادہ سن رہے ہیں۔“ [1]

مالِ غنیمت کی تقسیم کا معاملہ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو اس جگہ آئے گا یا ایسا ایسا کارنامہ سرانجام دے گا اسے یہ یہ انعام ملے گا۔ نوجوانوں نے جلدی کی جبکہ بزرگ جھنڈوں کے نیچے کھڑے رہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فتح دی تو نوجوان آئے اور جو آپ ﷺ نے ان کے لیے انعام مقرر کیا تھا نوجوان اسے طلب کرنے کے لیے بڑھے تو شیوخ نے کہا: یہ انعام تم اکیلے ہی نہ لو گے ہم تمہارا دفاع کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ [2]

---

[1] بخاری: 3976

[2] الانفال: 1

سندہ صحیح: نسائی، سنن کبریٰ: 6/349، ابن حبان: 11/490، حاکم: 2/241۔ شرح معانی الاثار: 3/232، ابن ابی شیبہ: 7/354

تحقیق الحدیث: ان سب نے داؤد کے طرق سے بیان کی ہے۔ داؤد بن ابی ہند قشیری مصری ہے ثقہ اور متقن ہے (التقریب: 1/235) اس کا شیخ عکرمہ مولیٰ ابن عباس ہے۔ اس کا شاگرد تابعی ہے۔ جو عالم، ثقہ اور ثبت ہے یہ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (التقریب: 1/30)

Marfat.com

''اللہ سے ڈرو! اور آپس میں اصلاح کرو۔''

مصعب بن سعد اپنے باپ سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں میں نے ایک تلوار لی اور اسے نبی ﷺ کے پاس لایا میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تلوار مجھے دے دیجیے! آپ ﷺ نے فرمایا: اسے رکھ دو! دوبارہ فرمایا: جہاں سے لی ہے وہاں رکھ دو۔ میں نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! یہ مجھے غنیمت عطا کیجیے میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: جہاں سے لی ہے وہاں ہی رکھ دو۔ تو یہ آیت نازل ہوئی:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ❶

''یہ آپ سے انفال (مالِ غنیمت) کے متعلق سوال کرتے ہیں کہہ دو! انفال اللہ اور رسول کے لیے ہے۔''

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن غنیمت کے حصول کے لیے لوگ بہت جلد لپکے اور اسے پالیا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الْغَنِيْمَةَ لَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ سُوْدِ الرُّؤُوْسِ غَيْرِكُمْ

''مال غنیمت تمہارے علاوہ کسی کے لیے حلال نہ تھا۔''

نبی ﷺ اور ان کے ساتھی جب غنیمت پاتے تو اسے اکٹھا کرتے۔ آسمان سے آگ اترتی اسے کھا جاتی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ .... آخر تک

دو آیات اتریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے لیے غنیمت حلال کردی تھی اگر یہ نہ ہوتا تو تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔ ❷

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بتادو! فِيْ أُسَارٰى بَدْرٍ الْقَتْلُ اَوِ الْفِدَاءُ کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں دو

---

❶ مسلم:1748

❷ **سندہ صحیح:** طیالسی:318/1، ابوداؤد طیالسی:19/2، واللفظ لہ بیہقی:290/6، ترمذی:53/3، ابن حبان:402

تحقیق الحدیث: یہ اعمش کے طرق ہیں۔ سلام بن سلیم حنفی ابوالاحوص کوفی ثقہ اور متقن ہے۔ (تقریب التہذیب:261/1) باقی سند بخاری کی شرط پر ہے۔ ابوصالح کا نام ذکوان ہے جو کہ ابوصالح سمان الزیات کے نام سے مشہور ہے مدنی ہے، ثقہ اور ثبت ہے۔ (تقریب:203)

Marfat.com

صورتیں ہیں یا تو انہیں قتل کیا جائے یا پھر فدیہ لیا جائے۔

عَلٰى أَنْ يُقْتَلَ مِنْهُمْ قَابِلٍ مِّثْلُهُمْ

''بشرطیکہ فدیہ لینے کی صورت میں آئندہ ان میں سے اتنے ہی شہید ہوں گے جتنے کافر قتل ہوئے ہیں۔ ①

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے قیدیوں کا فدیہ مقرر کیا ہر قیدی کو چھڑانے کا فدیہ چار ہزار درہم تھا۔عقبہ بن ابی معیط فدیہ سے پہلے ہی قتل ہو گیا تھا۔سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ اٹھے اور عقبہ کو باندھ کر قتل کر دیا اس نے مرنے سے پہلے کہا: اے محمد! بچوں کا سہارا کون ہوگا......؟ فرمایا: آگ ہوگی۔ ②

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ، 315 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ بدر کی طرف روانہ ہوئے۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اے میرے اللہ! یہ برہنہ پا ہیں انہیں سواری دے۔اے میرے اللہ! یہ برہنہ بدن ہیں انہیں لباس دے، اے میرے اللہ! یہ بھوکے ہیں ان کو سیر کر دے۔''

اللہ تعالیٰ نے انہیں بدر میں فتح سے ہمکنار کیا وہ جب پلٹ رہے تھے تو ان میں سے ہر آدمی کے پاس ایک یا دو اونٹ تھے انہوں نے چادریں بھی بدن پر اوڑھ رکھی تھیں اور سیر بھی تھے۔ ③

---

① **سندہ صحیح:** ترمذی: 1567، سنن کبریٰ نسائی: 200/5، ابن حبان: 118/11

تحقیق الحدیث: اسے ابن سعد نے: 22/2، ابن سیرین اور عبیدہ سے مرسل بیان کیا ہے، موصول زیادہ صحیح ہے جیسا کہ اصحاب سنن نے سفیان ثوری۔ہشام بن حسان۔محمد بن سیرین عبیدہ اور علی سے بیان کیا ہے یہ سند سنہری لڑی ہے۔عبیدہ سلمانی کبیر تابعی ہے مخضرم ہے جاہلیت اور اسلام کا دور دیکھا ہے ثقہ اور ثبت ہے۔بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔(التقریب: 547/1) اس کا شاگرد بھی ثقہ تابعی ہے، عابد اور کبیر القدر ہے، یہ روایت بالمعنی کا نظریہ نہ رکھتا تھا۔اس کے متعلق اس کے شاگرد نے کہا ہے ثقہ ہے اور ہشام بن حسان سے بیان کرے تو اثبت الناس ہے۔شاگرد جب اس سے بیان کرتا ہے تو یہ الفاظ کہتا ہے کہ مجھے اس نے بیان کیا ہے جسے میں نے ان لوگوں سے جن سے میں ملا ہوں سب سے سچا پایا ہے۔(تہذیب: 215/9، اس کا شاگرد بھی ثقہ ہے (التقریب: 318/2) سفیان ثقہ ہے اور امت میں سے چوٹی کا محدث ہے اور ہشام اسے بیان کرنے میں منفرد نہیں، بلکہ بیہقی: 68/9 پر ابن عون، محمد، اور عبیدہ عن علی والی سند سے اس کی متابعت ہوئی ہے۔

② **حسن:** مصنف عبدالرزاق: 206/5

تحقیق الحدیث: معمر نے اسے دو طریق سے بیان کیا ہے دونوں ضعیف ہیں تاہم ایک دوسرے کے لیے قوت کا باعث ہیں (۱) قتادہ سے مرسل ہے (۲) متصل ہے۔لیکن اس میں عثمان بن عمرو بن ساج کی وجہ سے ضعف ہے۔(تقریب: 386/1)

③ **سندہ حسن:** ابوداؤد: 2747، بیہقی: 38/3، حاکم: 144/2، ابن سعد: 20/2، ابوداؤد: 2747

تحقیق الحدیث: یہ ابن وہب کے طریق سے ہے۔ابن وہب امام ہے اور حیی حسن الحدیث ہے بشرطیکہ اس کی مخالفت نہ ہو۔ابن عدی کہتے ہیں: اس میں کوئی باس (حرج) نہیں، ایک شرط ہے جب اس سے ثقہ راوی بیان کرے۔(تہذیب: 63/3) اور حبلی مسلم کا راوی ہے یہ ثقہ ہے اس کا نام عبداللہ بن یزید معافری ہے۔یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔

Marfat.com

سیّدنا عثمان اور سیّدنا اسامہ رضی اللہ عنہما کے شریکِ بدر نہ ہونے کی وجہ

سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کے لیے پیچھے مدینے میں چھوڑ دیا تھا جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لختِ جگر تھیں اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں یہ بیمار تھیں۔ اس لیے ہمیں بدر میں نہ لے کر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے میں چھوڑ گئے تھے۔

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ عضباء اونٹنی پر جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری تھی، آئے تا کہ ہمیں فتح کی بشارت دیں۔ اسامہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں میں نے خوفناک آواز سنی۔ میں باہر نکلا تو دیکھا کہ زید رضی اللہ عنہ فتح کی بشارت لے کر آئے ہیں۔ فَوَاللهِ مَا صَدَّقْتُ حَتّٰى رَأَيْنَا الْأُسَارٰى ''واللہ! مجھے یقین نہ آ رہا تھا حتیٰ کہ ہم نے قیدی دیکھے تو یقین آیا۔'' سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ شریک جنگ نہ ہوئے تھے پھر بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عثمان کو مالِ غنیمت سے حصہ دیا تھا۔ [1]

ابوامامہ بن سہل اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بدر سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مدینہ کی طرف دو خوشخبری دینے والے بھیجے۔ سیّدنا زید بن حارثہ کو نچلی سطح سے بھیجا اور سیّدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو مدینے کی بالائی آبادی کے لیے بھیجا۔ انہوں نے اہل مدینہ کو یہ بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتحیاب کیا ہے۔

سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی اپنے بیٹے اسامہ سے اس وقت ملاقات ہوئی جب وہ سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسول

---

[1] **سندہ حسن:** بیہقی کبریٰ: 174/9

تحقیق الحدیث: ابوالحسن مقری یہ ناقد امام ہے، حافظ ہے (سیر للذہبی: 305/17۔ اور اس کا شیخ حسن دقاق کا اہل قرآن اور اہلِ اصلاح سے سماعت حدیث درست ہے۔ (سیر للذہبی: 535/15، تاریخ بغداد: 422/7) اس کا شیخ بھی ثقہ ہے۔ اس کا نام یوسف ابن یعقوب قاضی ہے۔ (تاریخ بغداد: 310/14) اس کا شیخ بھی بخاری اور مسلم کا راوی ہے، ثقہ ہے اس کا نام محمد بن ابوبکر مقدمی ہے۔ (التقریب: 148/2) اور اس کا شیخ حسن الحدیث ہے اور صدوق ہے حفظ میں کچھ گڑبڑ تھی (تہذیب: 58/8) اور (تقریب: 72/2) یہ صحاح ستہ کا راوی ہے اس کا نام عمرو بن عاصم کلابی ہے اور اس کا شیخ اور اس کے اوپر والے سب ثقہ ائمہ ہیں۔ ان کی یہ سند ہے۔ حماد۔ ہشام۔ عروہ۔ اسامہ بن زید۔ اس حدیث کا شاہد بھی ہے جو آئندہ آ رہا ہے۔

Marfat.com

اللہ ﷺ کی قبر کی مٹی برابر کر رہے تھے بیٹے سے کہا گیا: وہ تمہارے ابا جان آئے ہیں!

اسامہ کہتے ہیں: جب میں ابا جان کے پاس آیا تو وہ کھڑے تھے اور لوگوں کو بتا رہے تھے: عتبہ بن ربیعہ مارا گیا ہے، شیبہ بن ربیعہ مارا گیا ہے، ابوجہل بن ہشام اور نبیہ اور منبہ مارے گئے ہیں اور امیہ بن خلف مارا گیا ہے۔ میں نے کہا: اے ابا جان! کیا یہ حق ہے......؟ انہوں نے کہا:

بیٹے! واللہ! ہاں! یہ سچ ہے یہ سب مارے گئے ہیں۔ [1]

کعب بن اشرف کے شب خون میں مارے جانے کے بعد

میثاقِ مدینہ کی تحریر

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الاشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللهَ وَرَسُوْلَهُ

''کعب بن اشرف کو کون ٹھکانے لگائے گا اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو بہت اذیت دی ہے۔''

سیّدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! میں چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا: مجھے آپ کے خلاف بات کرنے کی اجازت ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہہ لینا! محمد بن مسلمہ کعب کے پاس آئے اور آپس میں گفتگو کی جس میں آپ ﷺ کے خلاف جملے کہنے لگے: اس آدمی نے صدقہ مانگا ہے اور ہمیں تو مشقت میں ڈال دیا ہے۔ کعب نے جب یہ سنا تو کہا: وَاَیْضًا وَاللهِ لَتَمَلُّنَّهُ ''واللہ! ابھی تو تم اور اکتاؤ گے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا:

---

[1] حسن: سیرت ابن اسحٰق۔ مستدرک: 240/3

تحقیق الحدیث: یہ دو طریق سے ہے اسے ایک دوسری سند تقویت دیتی ہے تو یہ سند حسن ہے۔ ایک ابن ابوبکر سے مرسل ہے۔ دوسری میں معمولی ضعف ہے جو کہ ابن ابوامامہ کی وجہ سے ہے۔ بخاری نے اس سے سکوت کیا ہے۔ (تاریخ کبیر: 4/272) ابن حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اس کا والد صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھا۔

Marfat.com

إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ الْآنَ وَنَكْرَهُ أَنْ نَدَعَهُ حَتّٰى نَنْظُرَ إِلٰى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ أَمْرُهُ

''ہماری مجبوری یہ ہے کہ اب ہم نے اس کی اتباع کا دم بھرا ہے ہم یہ بات پسند نہیں کرتے کہ جب تک ہم اس کا انجام نہ دیکھ لیں پیچھے ہٹیں۔''

محمد بن مسلمہ نے کہا: میں چاہتا ہوں مجھے ادھار رقم دو۔ کعب نے کہا: کوئی چیز بطورِ ضمانت گروی دو۔ محمد نے کہا: آپ کیا چیز گروی چاہتے ہیں......؟ اس نے کہا: اپنی عورتوں کو میرے پاس گروی رکھو۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: تم عرب کے خوبصورت ترین مرد ہو۔ کیا ہم تمہارے پاس اپنی خواتین گروی رکھیں......؟ اس نے کہا: اچھا پھر اپنے بچے گروی رکھو۔ محمد نے کہا: یہ تو ہماری اولاد کے لیے گالی بن جائے گی۔ انہیں طعنہ دیا جائے گا تم ان کی اولاد ہو جنہوں نے سو یا سوا سو صاع کھجور کے عوض تمہیں گروی رکھ دیا تھا۔ محمد نے کہا: ہم آپ کے پاس ہتھیار گروی رکھتے ہیں۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ محمد نے کعب سے یہ وعدہ لے لیا کہ میں ہتھیار اس صورت میں گروی رکھوں گا کہ حارث اور ابوعبس بن جبر اور عباد بن بشر کو میرے ساتھ آنے کی اجازت دے۔ وہ آ گئے۔ انہوں نے کعب کو رات کے وقت بلا لیا وہ ان کے پاس قلعہ سے اتر کر آیا۔ سفیان نے کہا: اس سے اس کی بیوی نے کہا: إِنِّي لَأَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ صَوْتُ دَمٍ کعب! میں ایسی آواز سن رہی ہوں گویا کہ اس میں خون کی آمیزش ہے۔ کعب نے بیوی سے کہا: یہ محمد بن مسلمہ ہے اور میرا رضاعی بھائی ابونائلہ ہے اور بات یہ ہے کہ ایک کریم آدمی کو جب رات کو کسی مقصد کے لیے بلایا جائے تو وہ اسے قبول کرتا ہے اس کے پاس جاتا ہے۔ محمد بن مسلمہ نے ابونائلہ سے کہا: جب وہ آئے گا تو میں اس کے سر کی طرف ہاتھ پھیلاؤں گا جب اس بہانے میں اسے قابو کر لوں تو تم پکڑ لینا اور اپنا کام کر دینا۔

جب کعب قلعہ سے اترا تو وہ چادر گلے میں ڈالے ہوئے تھا۔ محمد بن مسلمہ ساتھیوں نے کہا: نَجِدُ مِنْكَ رِيحَ الطِّيبِ آہ! تم سے کتنی اچھی خوشبو آ رہی ہے۔ اس نے کہا: ہاں! میں اتنی اچھی خوشبو کیوں نہ استعمال کروں میری بیوی عرب کی خواتین میں سے سب سے زیادہ عطر بیز ہے۔ محمد نے کہا: اجازت ہے میں بھی سونگھ سکتا ہوں؟ کہا: ضرور! انہوں نے سونگھی، تو کہا: دوبارہ اجازت ہے......؟ اس نے کہا: ہاں! اتنی دیر میں محمد بن مسلمہ نے اسے سر سے پکڑ کر قابو کر لیا اور ساتھیوں سے کہا: اسے پکڑ لو! انہوں نے کعب کو قتل کر دیا۔ [1]

سیّدنا عبداللہ جو کہ کعب بن مالک کے بیٹے ہیں یہ اسی کعب کے بیٹے تھے جن کی غزوۂ تبوک سے پیچھے رہنے

[1] مسلم: 1801، بخاری: 4037

Marfat.com

کی وجہ سے توبہ قبول ہوئی تھی۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ کعب بن اشرف یہودی شاعر تھا اور یہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا، یعنی اشعار میں آپ ﷺ کی توہین کرتا تھا اور آپ ﷺ کے خلاف کفارِ قریش کو جنگ کے لیے ابھارتا تھا۔ جب رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ اہل مدینہ ملے جلے تھے ان میں مسلمان بھی تھے۔ رسول اکرم ﷺ کی دعوت نے انہیں یکجا کر دیا تھا۔ ان میں مشرک بھی تھے جو بت پرست تھے ان میں سے یہودی بھی تھے یہ حلقہ والے اور قلعوں والے تھے اور یہودی اوس اور خزرج دونوں قبیلوں کے حلیف تھے۔

جب رسول اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ان سب گروہوں کی اصلاح طبع آپ کے ارادہ میں تھی۔ اگر ایک آدمی مسلمان ہوتا ہے اس کا باپ مشرک ہے ایک آدمی مسلمان ہے تو اس کا بھائی مشرک ہے۔ اہل مدینہ میں سے مشرک یا یہودی جب رسول اکرم ﷺ کے پاس آتے تو رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شدید اذیت سے دوچار کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو اور مسلمانوں کو اس پر صبر کا حکم دیا اور ان سے درگزر کرنے کی تلقین کی۔ ان کے بارے میں ہی اللہ جل ثناء نے یہ آیت نازل کی:

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ﴿1﴾

''اور تم ان لوگوں سے ضرور سنو گے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا بہت زیادہ اذیت ناک باتیں۔''

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا ﴿2﴾

''اہل کتاب میں سے زیادہ تر لوگ اپنے نفسانی حسد کی بنا پر یہ خواہش رکھتے ہیں کہ تمہارے ایمان کے بعد تمہیں کافر بنا دیں بعد اس کے کہ ان کے لیے حق ظاہر ہو چکا ہے ان سے درگزر کرو اور انہیں چھوڑ دو۔''

جب کعب بن اشرف نے اللہ کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کو اذیت دینے پر ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا وہ اس سے دست کش نہ ہوا تو رسول اکرم ﷺ نے سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ایک گروہ بھیج کر کعب بن

---

1. آل عمران:186
2. بقرہ:107

Marfat.com

اشرف کو قتل کروادو۔ سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے محمد بن مسلمہ انصاری اور ابوعبس انصاری اور حارث جو کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے تھے انہیں پانچ افراد کے گروہ میں روانہ کیا پھر جیسا کہ اوپر والی حدیث میں جو گزرا ہے کہ محمد بن مسلمہ نے اسے ماہرانہ انداز میں قتل کیا تھا۔ انہوں نے اس کا ذکر کیا اور بتایا کہ جب کعب قتل ہوا تو یہودی اور ان کے مشرک بھی گھبراہٹ کا شکار ہو گئے۔ یہ لوگ یعنی یہودی کعب کے قتل ہونے کے بعد صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: ''اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

إِنَّهُ طُرِقَ صَاحِبُنَا اللَّيْلَةَ وَهُوَ سَيِّدٌ مِّنْ سَادَتِنَا فَقُتِلَ

رات کی تاریکی میں ہمارا سردار مارا گیا ہے۔''

اس کے جواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ان اشعار سے آگاہ کیا کہ جو وہ کہا کرتا تھا اور انہیں جو اس کے ماننے والے تھے انہیں نبی مکرم سے روکا کرتا تھا۔ انہیں بتایا کہ وہ ہجو کیا کرتا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کو دعوت دی کہ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان ایک دستاویز تحریر کرادیں تاکہ دونوں اس کے مطابق چلیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان ایک سال کے لیے صحیفہ تحریر کروایا۔ اس کھجور کے نیچے اسے تحریر کروایا تھا جو حارث کی بیٹی کے گھر میں تھی۔ یہ صحیفہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ [1]

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ، یعنی کعب کو مارنے والوں کے ساتھ بقیع الغرقد تک پیدل چلے پھر ان کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا:

إِنْطَلِقُوْا عَلَى اسْمِ اللهِ ... أَللّٰهُمَّ أَعِنْهُمْ ...

''چلو! اللہ کا نام لے کر اور دعا کی اے میرے اللہ! ان کی مدد کر!''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاندنی رات میں اپنے گھر واپس تشریف لائے یہ آدمی کعب کے قلعے تک پہنچے کعب کو

---

[1] **سندہ صحیح:** بیہقی کبری: 183/9، ابوداؤد: 300، طبرانی کبیر: 76/19

تحقیق الحدیث: طبرانی نے عقیل بن خالد۔ ابن شہاب۔ عن شیخہ سے مرسل بیان کی ہے۔ ابوداؤد نے متصل سند سے بیان کی ہے۔ اسی سند سے بیہقی نے دلائل سے موصول بیان کی ہے۔ نام درج ذیل ہیں۔ محمد بن یحییٰ بن فارس حکم بن نافع۔ شعیب۔ زہری۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب، زہری، عبدالرحمٰن۔ دونوں ثقہ تابعی ہیں۔ شعیب جب زہری سے بیان کرے تو یہ تمام لوگوں سے اثبت ہوتا ہے۔ (تہذیب: 351/4) اس کے شاگرد ثقہ وثبت ہیں۔ (التقریب: 193/4) اس کا شاگرد بھی ثقہ امام ہے (الذھلی)

Marfat.com

ابونائلہ نے آواز دی۔ ابن اشرف نے نئی شادی کی تھی وہ اپنے لحاف سے کود کر اٹھا۔ اسے اس کی بیوی نے ایک کونے میں ہوکر پکڑا اور کہا:

إِنَّكَ رَجُلٌ مُحَارَبٌ وَإِنَّ صَاحِبَ الْحَرْبِ لَا يَنْزِلُ فِي مِثْلِ هٰذِهِ السَّاعَةِ

''آپ دشمن دار آدمی ہیں اور جنگجو آدمی اس رات کی گھڑی میں نیچے نہیں جایا کرتے۔''

ابونائلہ اگر مجھے سویا ہوا پاتا تو ہرگز نہ جگاتا، میرا خیال رکھتا، لگتا ہے اسے سخت مجبوری ہے۔ بیوی نے کہا: واللہ! اس کی آواز سے شر چنگھاڑ رہی ہے۔ کعب نے کہا: شریف آدمی کو جب کسی حاجت کے لیے بلایا جائے تو وہ ضرور جاتا ہے یہ قلعہ سے نیچے اترا۔ ابونائلہ نے کچھ دیر اس سے باتیں کیں اور دوسروں نے بھی کیں پھر کہا: ابن اشرف! ہم شعب وعجوز تک پیدل چلتے ہیں بقیہ باتیں وہاں کریں گے ساری رات پڑی ہے اس نے کہا: جیسے تمہاری مرضی ویسے کرتے ہیں۔ یہ نکلتے ہیں اور کچھ دیر آپس میں پیدل چلتے ہیں۔ ابونائلہ نے اس کے سر کی مانگ میں ہاتھ رکھا اور اسے سونگھا اور کہا: مَا رَأَيْتُ كَاللَّيْلَةِ طِيبًا أَعْطَرَ قَطُّ میں نے آج تک آج رات جیسی عمدہ مہک والی خوشبو نہیں سونگھی۔ کچھ دیر پھر چلے، خوشبو سونگھی۔ حتی کہ کعب مطمئن ہو گیا پھر کچھ دیر چلنے کے بعد پھر سونگھا اور پھر اس کے سر کی زلفوں کو گرفت میں لیا اور کہا: اللہ کے دشمن کو ماردو۔ انہوں نے اس پر اپنی تلواریں چلادیں مگر یہ کچھ نقصان نہ کرسکیں۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: مجھے یاد آیا کہ میری تلوار میں کدال لگی ہوئی ہے اسے میں نے دیکھا تلواریں کارگر نہیں ہو رہیں تو میں نے وہ کدال لی اور کعب اتنا زوردار چلا رہا تھا کہ ہمارے اردگرد ہر قلعے والوں نے آگ روشن کردی۔ میں نے وہ کدال اس کی ناف میں رکھ دی اور سارا وزن اس پر ڈال دیا حتی کہ وہ کدال زیر ناف تک چلی گئی۔ اللہ کا دشمن نیچے گر گیا۔ حارث بن اوس بن معاذ بھی زخمی ہو گئے اور ان کا سر زخمی ہو گیا یا ان کے پاؤں میں ہم میں سے کسی کی تلوار سے زخم آ گیا۔ اس مہم کے بعد ہم باہر نکلے پہلے ہم بنوامیہ بن زید کے پاس گئے، پھر ہم بنوقریظہ کے پاس سے گزرے پھر حارث بن اوس ہم سے پیچھے رہ گئے تھے ان کا خون کافی بہہ چکا تھا ہم نے کچھ دیر ان کا انتظار کیا تو وہ ہمارے نشاناتِ قدم کی مدد سے ہمارے پیچھے آ رہے تھے۔ ہم نے انہیں اٹھالیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ہم نے آپ کو سلام کیا تو آپ باہر تشریف لائے۔

Marfat.com

ہم نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ اللہ کا دشمن کعب بن اشرف قتل ہو چکا ہے۔ وَتَفَلَ عَلٰی جُرْحِ صَاحِبِنَا اور آپ ﷺ نے ہمارے ساتھی کے زخم پر لعاب مبارک لگائی وہ درست ہو گیا اور ہم اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ آئے۔ اب صبح ہو چکی تھی اور قتل کی اس لرزہ خیز واردات سے یہودی خوف و ہراس میں مبتلا ہو گئے تھے۔ ❶

بنو نضیر اور بنو قریظہ کی خیانت

✡ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بنو نضیر اور قریظہ کے یہودی رسول اکرم ﷺ کے خلاف جنگ لڑے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے بنو نضیر کو جلاوطن کر دیا اور قریظہ کو ٹھہرا دیا اور ان پر احسان کرتے ہوئے انہیں جلاوطن نہ کیا۔ حتی کہ اس کے بعد قریظہ بھی آپ ﷺ سے لڑے تو آپ ﷺ نے ان کے بالغ مردوں کو قتل کر دیا اور ان کی خواتین اور ان کے بچے اور ان کے مال مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیئے۔ بعض رسول اکرم ﷺ سے مل گئے وہ قتل سے بچ گئے۔ یہ ایمان لے آئے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

وَأَجْلٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُوْدَ الْمَدِيْنَةِ كُلَّهُمْ

''رسول اکرم ﷺ نے مدینے کے تمام یہودیوں کو جلاوطن کر دیا تھا۔''

بنو قینقاع کو بھی جو کہ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی قوم تھی اور بنو حارثہ کے یہودیوں کو بھی اور مدینے میں جو بھی ان کے علاوہ یہودی تھا سب کو جلاوطن کر دیا تھا۔ ❷

---

❶ **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق: 3/299۔ بیہقی: 3/200۔ ابن اسحٰق نے اپنے شیخ ثور دیلی سے سماع کی صراحت کی ہے اس کا شیخ ثقہ ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (التقریب: 1/120) زید کا شیخ ثقہ امام ہے جو کہ ابن عباس کا شاگرد ہے۔

❷ مسلم: 1766

Marfat.com

غزوۂ بنو نضیر

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل کا یہ فرمان کہ

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ ❶

''جو بھی تم کھجور کاٹتے ہو یا اسے اپنے تنوں پر کھڑا چھوڑتے ہو یہ اللہ کے حکم سے ہے۔''

لینہ سے مراد کھجور ہے اور فاسقوں کو ذلیل کرنے سے مراد ہے انہیں ان کے قلعوں سے نیچے اتارنا اور انہیں حکم دیا گیا تھا کہ کھجوریں کاٹ دو۔ یہ بات یہودیوں کے دل میں بہت کھٹکی۔ انہوں نے اس پر عمل نہ کیا تاہم مسلمانوں نے کہا: ہم کچھ درخت کاٹ دیتے ہیں اور کچھ رہنے دیتے ہیں۔ ہم نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ضرور پوچھیں گے کیا ہم نے جو درخت کاٹے ہیں، اس میں ہمیں اجر ملے گا اور جو چھوڑا ہے اس میں گناہ تو نہیں......؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو درخت تم نے کاٹے ہیں اور وہ جو چھوڑے ہیں وہ بھی اللہ کے حکم سے چھوڑے ہیں۔

زعفرانی کہتا ہے: عفان نے ہمیں یہ حدیث عبدالواحد سے بیان کی ہے اس نے حبیب سے بیان کی ہے پھر اس سے بھی رجوع کر لیا تو ہم نے یہ حدیث حفص سے بیان کر دی۔ ❷

عبدالرحمن بن کعب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں کہ قریش کے کفار نے لکھا اور عبداللہ بن ابی بن سلول کو پیغام بھیجا اور جو بھی اوس اور خزرج میں سے بت پرست تھے انہیں بھی لکھ کر پیغام بھیجا یہ اس وقت کی بات ہے جب ابھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کے اندر ہی تھے معرکہ بدر نہ ہوا تھا انہوں نے منافق کو لکھا تم نے ہمارے صاحب (یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے شہر میں پناہ دی ہے اور مدینہ میں تمہاری تعداد بھی بہت زیادہ ہے اور ہم اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں: یا تم انہیں قتل کر دو یا پھر شہر بدر کر دو، اگر تم نے ہماری یہ فرمائش پوری نہ کی تو ہم عرب قوم کو تمہارے خلاف لے کر چڑھ دوڑیں گے اور سب اکٹھے ہو کر چل کر تمہارے پاس آئیں گے۔

---

❶ [الحشر]

❷ **سندہ صحیح:** نسائی کبریٰ: 5/182، طبرانی اوسط: 1/186

عفان بن مسلم۔ حفص بن غیاث۔ یہ سند صحیح ہے۔ حبیب اور حفص بن غیاث دونوں ثقہ ہیں۔ (التقریب: 1/150) اور سعید تو امام اور مجاہد ہیں اور ثقہ ہیں۔

Marfat.com

حَتّٰی نَقْتُلَ مُقَاتِلَتَکُمْ وَنَسْتَبِیْحَ نِسَآءَ کُمْ ''اور جو بھی تم میں سے لڑائی کے قابل ہوگا اسے قتل کر دیں گے اور تمہاری خواتین کی بے حرمتی کریں گے۔'' جب یہ دھمکی آمیز پیغام ابن ابی کو پہنچا اور وہ بھی اس سے آگاہ ہوئے جو بتوں کے پرستار تھے تو انہوں نے ایک دوسرے کو پیغام دیا اور مشورہ کے لیے اکٹھے ہوئے اور انہوں نے یہ طے کیا کہ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے خلاف لڑیں۔ یہ بات نبی ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ انہیں بمع جماعت ملے اور فرمایا: قریش کی دھمکی تم تک پہنچی ہے۔ اگر تم اس سے ہراساں ہو کر اس پر عمل کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ایسی تدبیر کھیل رہے ہیں کہ تم خود اپنے خلاف سازش کا شکار ہو جاؤ گے۔ وہ یوں کہ

فَأَنْتُمْ هٰؤُلَآءِ تُرِيْدُوْنَ أَنْ تَقْتُلُوْا أَبْنَآءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ

''کہ وہ تمہیں لڑا کر تمہارا نقصان کرنا چاہتے ہیں کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے بیٹوں کو قتل کرو اور اپنے بھائیوں کو مارو۔''

جب انہوں نے یہ نبی ﷺ سے سنا تو وہ سب بکھر گئے جب یہ بات قریش کے کفار تک پہنچی کہ نبی ﷺ نے انہیں منتشر کر دیا ہے تو پھر واقعۂ بدر رونما ہوا تو قریش کے کفار نے یہودیوں کو یہ لکھ کر بھیجا کہ تم اہل حلقہ اور قلعوں والے ہو، تم ہمارے ساتھی بن کر نبی ﷺ سے لڑو! وگرنہ ہم تمہاری اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور ہمارے اور تمہاری خواتین کی پازیبوں کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہوگی، یعنی ہم تمہاری خواتین کو لونڈیاں بنا لیں گے۔ جب یہ تحریر یہودیوں تک پہنچی تو بنونضیر نے عہد شکنی کا عزم کر لیا۔ تاہم انہوں نے یہ پیغام نبی ﷺ تک پہنچایا اور کہا: تیس آدمی لے کر ہمارے پاس آئیں اور ہم تیس عالم لے کر آتے ہیں اور فلاں جگہ پر ملاقات کرتے ہیں اور بات چیت کرتے ہیں۔ اگر ہمارے عالم آپ کی تصدیق کریں گے اور آپ کے ساتھ ایمان لائیں گے تو ہم سب بھی ایمان لے آئیں گے۔

نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے تیس آدمی لے کر تشریف لائے اور یہودیوں کے بھی تیس عالم آئے۔ جب یہ کشادہ زمین میں آئے تو یہودی ایک دوسرے سے کہنے لگے: تم آپ تک رسائی کیسے پاؤ گے......؟ آپ ﷺ کے ساتھ تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں اور اتنے بڑے یہ جانثار ہیں کہ آپ کی خاطر ایک سے بڑھ کر دوسرا موت کو گلے لگانے کے لیے تیار ہے۔ انہوں نے نبی ﷺ کو پیغام بھیجا کہ ہم ساٹھ آدمی ہیں اس طرح بات سمجھ نہ پائیں گے۔ اپنے تین ساتھی لے کر باہر آ جائیں اور ہمارے بھی تین علما نکلیں گے، وہ آپ کی بات سنیں گے۔ اگر وہ آپ پر ایمان لے آئے اور تصدیق کی تو ہم بھی آپ کے ساتھ ایمان لے آئیں گے۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ اپنے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر نمودار ہوئے۔ یہودیوں نے خنجر چھپا رکھے تھے اور رسول اکرم ﷺ کو دھوکے سے قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ بنونضیر کی ایک خاتون نے اپنے مسلمان بھائی کے بیٹے، یعنی بھتیجے کو ہمدردی سے بتادیا کہ بنونضیر غداری کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا بھائی نہایت ہی تیزی سے آیا اور نبی ﷺ سے ملا اور نہایت ہی رازداری سے نبی ﷺ کو ان تک پہنچنے سے پہلے ہی ان کی بھیانک سازش سے آگاہ کیا۔ یہ سن کر نبی ﷺ واپس لوٹ آئے۔ دوسرے دن نبی ﷺ نے اپنی فوج لے کر ان پر چڑھائی کی اور ان کا محاصرہ کیا اور فرمایا:

إِنَّكُمْ لَا تَأْمَنُوْنَ عِنْدِيْ إِلَّا بِعَهْدٍ تُعَاهِدُوْنِيْ عَلَيْهِ

''اب تمہارے امن کی ایک ہی ضمانت ہے کہ اب مجھ سے نئے سرے سے معاہدہ کرو۔''

انہوں نے نیا معاہدہ کرنے سے انکار کر دیا تو آپ ﷺ نے اس دن ان سے لڑائی کی۔ دوسرے روز آپ ﷺ لشکر لے کر بنوقریظہ کے پاس گئے اور بنونضیر کو چھوڑ دیا اور بنوقریظہ کو پھر نئے معاہدے کی دعوت دی تو انہوں نے آپ ﷺ سے معاہدہ کیا تو آپ ﷺ ان سے واپس ہو گئے۔ اور اب پھر بنونضیر کے اوپر فوج لے کر چڑھائی کی ان سے لڑائی ہوئی حتیٰ کہ انہیں جلاوطن کیا اور انہیں اجازت دی جو ان کے اونٹوں پر لادا جا سکتا ہے وہ لادیں صرف ہتھیار نہ ہوں ان کو لے کر جانے کی اجازت نہیں۔

بنونضیر آئے انہوں نے اپنا سامان اٹھایا ان کا جتنا سامان اونٹ اٹھا سکے، اپنے گھروں کے دروازے، لکڑیاں وغیرہ اٹھالیں۔ وہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو برباد کر رہے تھے، انہیں گرا رہے تھے اور جو لکڑیاں ان کی ضرورت کی تھیں انہیں اٹھائے جا رہے تھے۔ ان کی جلاوطنی شام میں لوگوں کا پہلا حشر تھا یعنی جو قرآن میں سورت حشر میں ذکر آیا ہے کہ اوّل حشر ہے وہ یہی بنونضیر کا جلاوطن ہونا ہے۔ یہ بنونضیر بنواسرائیل کی نسل سے تھے۔ جب سے بنواسرائیل پر اللہ نے جلاوطنی لکھی تھی وہ جلاوطن نہ ہوئے تھے۔ انہیں رسول اکرم ﷺ نے ہی جلاوطن کیا تھا۔ اگر انہیں جلاوطن نہ کیا جاتا تو انہیں بھی ایسے ہی عذاب دیا جاتا جیسا کہ بنوقریظہ کو عذاب کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحشر کی ابتدا سے لے کر وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تک آیات نازل کیں اور بنونضیر جلاوطن ہونے کے بعد جو کھجوریں چھوڑ گئے تھے وہ رسول اکرم ﷺ کی خاص ملکیت تھیں یہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دی ہیں اور یہ خاص آپ ہی کے لیے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ

''جو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو مال لوٹایا ہے ان سے (یعنی بنونضیر سے) تم نے اس پر نہ تو گھوڑے دوڑائے نہ ہی اونٹ دوڑائے ہیں (اس لیے یہ تمہارے لیے نہیں یہ اللہ کے رسول کیلئے ہے)'' (1)

یہ چونکہ بغیر لڑائی کے مال حاصل ہوا تھا تو نبی ﷺ نے اس کا زیادہ تر حصہ مہاجروں کو دیا اور ان میں تقسیم کیا انصار میں سے صرف دو آدمیوں کو دیا تھا وہ بھی سخت ضرورت مند تھے ان کے علاوہ انصار میں سے کسی آدمی کو نہ دیا تھا۔ اور جو باقی بچا تھا وہ زندگی بھر آپ کا رہا ہے اور آپ ﷺ کے بعد بنو فاطمہ کے پاس بطور صدقہ رہا ہے۔

قریش کی یہودیوں کو دھمکی

(۱)......اس کا ترجمہ وتخریج بعینہ وہی ہے جو غزوہ بنونضیر میں ابھی اوپر گزرا ہے۔

(۲)...... سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بنونضیر کی کھجوریں جلانے کا حکم دیا تو اس بارے میں سیّدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَهَانَ عَلٰى سَرَاةِ بَنِيْ لُؤَيٍّ .... حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرٌ

''بنولوی کے سرداروں کے لیے یہ بات معمولی سی ہے کہ انہوں نے بویرہ میں پھیلنے والی آگ لگادی۔''

ان کا ابوسفیان بن حارث نے جواب دیا۔

أَدَامَ اللّٰهُ ذَالِكَ مِنْ صَنِيْعٍ .... وَحَرَّقَ فِيْ نَوَاحِيْهَا السَّعِيْرُ

''اس کارنامہ کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ رکھے کہ (بویرہ) کے اردگرد بھڑکتی ہوئی آگ جلادی ہے۔''

سَتَعْلَمُ أَيُّنَا مِنْهَا بِنُزْهٍ .... وَتَعْلَمُ أَيُّ أَرْضِنَا تَضِيْرُ

''عنقریب تم جان لو گے ہم میں سے کون پاکیزہ ہے اور تم جان لو گے ہماری کون سی زمین نقصان اٹھاتی ہے۔''

(1) الحشر:6

Marfat.com

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح

سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی دختر نیک اختر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے آپ ﷺ کے پاس منگنی کے پیغام آنے شروع ہوئے تو مجھ سے میری ایک لونڈی نے کہا: هَلْ عَلِمْتَ أَنَّ فَاطِمَةَ تُخْطَبُ ؟ کیا تم جانتے ہو کہ سیّدہ فاطمہ کے لیے منگنی کے پیغام آنا شروع ہو گئے ہیں......؟ میں نے کہا: ہاں! یا ناں میں جواب دیا۔ اس نے کہا: علی! آپ بھی پیغام بھیج دیں۔ واللہ! وہ مجھے ترغیب دلاتی رہی۔ میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا ہم آپ ﷺ کی اتنی زیادہ تعظیم کرتے تھے اور آپ ﷺ کی جلالت اتنی زیادہ ہمارے دلوں میں تھی کہ میں آپ ﷺ کے جب سامنے بیٹھا تو گفتگو کی ہمت نہ رہی۔ گویا میرے منہ میں لگام ڈال دی گئی ہے زبان ہے ہی نہیں۔ آپ ﷺ نے خود پوچھا: علی! کوئی حاجت ہے......؟ تو میں جواب نہ دے سکا۔ خاموش رہا۔ آپ ﷺ نے یہ تین مرتبہ کہا: پھر خود ہی فرمایا: لَعَلَّكَ جِئْتَ تَخْطُبُ فَاطِمَةَ ؟ شاید تم فاطمہ سے منگنی کے لیے آئے ہو......؟ میں نے اب لب کشائی کی ہمت پائی اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہاں اسی لیے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تَسْتَحِلُّهَا بِهِ ؟ "کیا تمہارے پاس اس سے نکاح کے لیے کچھ (حق مہر وغیرہ) ہے۔ میں نے عرض کی: واللہ! اے اللہ کے رسول! کچھ نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: فَمَا فَعَلْتَ بِالدِّرْعِ الَّتِي كُنْتُ سَلَحْتُكَهَا

"وہ زرہ کہاں ہے جو میں نے تمھیں پہنائی تھی......؟

میں نے کہا: واللہ! وہ تو حطمی زرہ ہے جس کی قیمت 400 درہم ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِذْهَبْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا وَابْعَثْ بِهَا إِلَيْهَا فَاسْتَحِلَّهَا بِهِ [1]

"علی جاؤ! میں نے اس زرہ کا حق مہر باندھ کر فاطمہ کی آپ سے شادی کر دی۔"

اب وہ زرہ لو اور اسے فاطمہ کے پاس بھیج دینا اس کی وجہ سے اب فاطمہ تمہارے لیے حلال قرار پائی ہے۔

---

[1] اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رزق تقسیم کرتے ہیں اور نہ ہی مشکل کشا ہیں اور نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حق مہر اپنی حیثیت سے بڑھ کر زیادہ سے زیادہ دینا چاہیے۔ چار سو درہم تقریباً ایک سو پانچ تولہ چاندی بنتی ہے جس کی قیمت پاکستانی کرنسی کے مطابق ایک لاکھ سے زائد ہے۔

Marfat.com

ابن اسحٰق کہتے ہیں: میری کتاب میں تو زرہ کی قیمت 400ہی ہے اسے یونس بن بکیر نے جو بیان کیا ہے اس میں صرف چار درہم قیمت ہے۔ ❶

سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

جَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاطِمَةَ فِي خَمِيْلٍ وَّقِرْبَةٍ وَّ وَسَادَةٍ حَشْوُهَا اِذْخِرٌ ❷

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک چادر، مشک اور تکیہ جس میں بھرائی اذخر گھاس کی تھی بطور جہیز دیا تھا۔''

غزوۂ احد کا بیان

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بدر کے دن ذوالفقار تلوار بطور انعام دی تھی۔ یہ وہی تلوار تھی جس کے بارے میں احد کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب دیکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

رَأَيْتُ فِيْ سَيْفِيْ ذِي الْفِقَارِ فَلًّا. وَأَوَّلْتُهُ فَلًّا يَكُوْنُ فِيْكُمْ. وَرَأَيْتُ أَنِّيْ

---

❶ **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق، دلائل نبوت للبیہقی: 160/3، سنن کبریٰ بیہقی: 234/7

اس میں ابن نجیح ہے۔ یہ ثقہ ہے (تقریب: 1/456) یہ واقعہ تفسیر قرآن کے متعلقہ نہیں کیونکہ یحییٰ بن سعید نے کہا ہے کہ ابن نجیح نے مجاہد سے تفسیر کا سماع نہیں کیا۔ ابن حبان نے کہا ہے کہ ابن ابونجیح ابن جریج کی مانند ہے۔ قاسم بن ابوبزہ نے اپنی کتاب میں مجاہد سے تفسیر کے بارے میں بیان کیا ہے ان دونوں نے، یعنی ابن نجیح اور ابن جریج نے بغیر سماع مجاہد سے تفسیر بیان کی ہے۔ احمد کہتے ہیں: ابونجیح ثقہ ہے اس کا والد اللہ کے بہترین بندوں میں سے تھا۔ ابن معین کہتے ہیں: اور زرعہ اور نسائی نے بھی کہا ہے کہ یہ ثقہ ہے۔ ابن ابوحاتم نے کہا ہے میں نے اپنے اباجان سے کہا ابن ابونجیح مجاہد سے بیان کرے آپ کو یہ زیادہ پسند ہے یا خصیف بیان کرے یہ زیادہ پسند ہے۔ انہوں نے کہا: ابن ابونجیح زیادہ پسند ہے۔ ابن ابونجیح کے بارے میں یہ اعتراض ہے کہ یہ تقدیر کے بارے میں بھٹک گیا تھا اور ہے یہ صالح الحدیث۔ ابن سعد نے کہا ہے محمد بن عمر نے کہا ابن ابونجیح ثقہ ہے کثیر الحدیث ہے یہ ذکر کرتے ہیں کہ یہ تقدیر میں تنقید کیا کرتا تھا تاہم ابن حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ عجلی کہتے ہیں یہ ابن ابونجیح مکی اور ثقہ ہے۔ (تہذیب: 6/49)

❷ **سندہ صحیح:** نسائی: 3386، احمد: 643،715،853۔ اگر تمام احادیث کو جمع کیا جائے تو لفظ'' جَهَّزَ ''اور'' جَهَاز'' کے دو مفہوم سامنے آتے ہیں۔ ①......نئی دلہن کو زیب و زینت اور عمدہ لباس سے آراستہ کرنا۔ ②......رخصتی کے موقع پر والد کا اپنی بیٹی کو نیا گھر آباد کرنے کے لیے ضرورت کا کچھ سامان دینا۔ اور یہاں یہ لفظ دوسرے معنی میں ہی استعمال ہوا ہے، لیکن یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہمارے معاشرے میں شادی کے موقع پر جہیز کے حوالے سے جو دلخراش حالات پیدا ہو چکے ہیں اس حدیث میں ان کا کوئی جواز نہیں...... حضرت علی رضی اللہ عنہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی زیر کفالت تھے، ان کا گھر بار تھا اور نہ کوئی آمدنی کا ذریعہ، اس لیے حالات کے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند ایک چیزیں اپنی بیٹی کو دیں جن کی اشد ضرورت تھی، اگر اب بھی ایسی ہی صورتِ حال ہو تو بیٹی والے حسبِ توفیق اپنی بیٹی کو گھر بسانے کے لیے کچھ سامان دے سکتے ہیں، لیکن سامانِ جہیز لڑکی والوں کے ذمہ لازم نہیں ہے۔

موجودہ حالات میں جہیز کی جو صورت حال بن چکی ہے وہ ایک ہندوانہ رسم ہی ہے، کیونکہ ہندو مذہب میں لڑکی کو والدین کی طرف سے وراثت نہیں ملتی اس لیے لڑکے والے جہیز کے ذریعے زیادہ سے زیادہ مال بٹورنے کی کوشش کرتے ہیں اور یاد رہے......! یہ رسم بہت بڑی لعنت بھی ہے جس میں ہزاروں غریب گھرانوں کی جوان بچیوں کو گھروں میں بوڑھا کر دیا۔

تحقیق الحدیث: حماد، عطا بن سائب، والی سند ضعیف ہے۔ کیونکہ عطا بن سائب رحمہ اللہ اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔ اس سے محمد بن فضیل نے روایت کی ہے ابوحاتم نے کہا ہے ابن فضیل کی روایت ان سے غلط اور اضطراب کا شکار ہے۔ (تہذیب: 7/205) لیکن امام احمد کے نزدیک: 1/84 پر اور بیہقی: 3/161 پر اس کی متابعت موجود ہے۔ جو درج ذیل ہے عطا بن سائب کی زائدہ نے متابعت کی ہے۔ طبرانی نے کہا ہے عطا سے جو پہلوں نے بیان کیا ہے جیسا کہ سفیان نے، شعبہ نے، زہیر نے اور زائدہ نے تو وہ صحیح۔ [التہذیب: 7/207]

Marfat.com

مُرْدِفُ كَبْشًا فَأَوَّلْتُهُ كَبْشَ الْكُتَيْبَةِ وَرَأَيْتُ فِي دِرْعٍ حَصِيْنَةٍ فَأَوَّلْتُهَا الْمَدِيْنَةَ وَرَأَيْتُ بَقَرًا تُذْبَحُ

''میں نے اپنی تلوار ذوالفقار میں دندانہ دیکھا ہے۔میں نے اس دندانہ کی یہ تاویل کی ہے کہ تمہارا نقصان ہوگا۔میں نے دیکھا ہے کہ میں نے پیچھے مینڈھا سوار کیا ہوا ہے اس سے میں نے لشکر کے مینڈھا کی تعبیر کی یعنی لشکر میں سے کچھ ذبح ہوں گے اور میں نے دیکھا کہ میں ایک مضبوط زرہ میں ہوں میں نے تاویل یہ کی ہے کہ یہ مدینہ منورہ ہے کہ ہمیں پناہ ملے گی میں نے دیکھا کہ گائے ذبح کی جارہی ہے۔واللہ! گائے بہتر ہے۔واللہ! گائے بہتر ہے۔واللہ! گائے بہتر ہے وہی ہوا جو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا۔'' [1]

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی تلوار ذوالفقار بطور ہدیہ جنگ بدر میں مجھے دی تھی یہ وہی تلوار ہے جس کے بارے میں احد کے دن رسول اکرم ﷺ کو خواب آیا تھا۔وہ یہ ہے کہ مشرک جب احد کے دن آئے تو رسول اکرم ﷺ کی رائے یہ تھی کہ مدینہ میں مقیم رہ کر دشمنوں سے لڑائی کی جائے۔وہ لوگ جو بدر میں شریک نہ ہوئے تھے ان کی خواہش تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ انہیں مدینہ سے باہر میدان میں لے کر جائیں تاکہ یہ دشمن سے لڑیں۔انہیں یہ امید تھی کہ اس طرح نکلنے سے اور میدان میں جوہر دکھانے سے انہیں بھی اصحاب بدر والا شرف و فضل ملے گا۔یہ نبی ﷺ سے اصرار کرتے رہے حتی کہ آپ ﷺ ہتھیار بند ہو گئے کہ میدان میں جائیں۔یہ دیکھ کر یہ لوگ پشیمان ہوئے اور عرض کی: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَقِمْ فَالرَّأْيُ رَأْيُكَ ''اے اللہ کے رسول! مدینے میں رہ کر ہی لڑیں آپ کی رائے درست ہے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَا يَنْبَغِيْ لِنَبِيٍّ أَنْ يَّضَعَ أَدَاتَهُ بَعْدَ أَنْ لَبِسَهَا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ عَدُوِّهِ

''نبی کے لائق نہیں کہ ہتھیار پہننے کے بعد انہیں اتارے حتی کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے دشمن کے درمیان فیصلہ نہ کردے۔''

رسول اکرم ﷺ نے ہتھیار زیب بدن کرنے سے پہلے اس دن کہا تھا: میں نے مضبوط زرہ دیکھی ہے اس کی تاویل مدینہ ہے کہ یہ ہماری پناہ گاہ بنے گا۔اور میں نے ایک مینڈھا پیچھے لگا دیکھا ہے میری تعبیر یہ ہے کہ لشکر

---

[1] **صحیح:** امام احمد: 2445

تحقیق الحدیث: ابن ابی شیبہ: 6/178، حاکم، سندہ قوی۔ابن ابی الزناد صدوق ہے۔مسلم کا راوی ہے اس کا نام عبدالرحمن بن عبداللہ بن ذکوان قرشی ہے اس کا والد ثقہ ہے (التقریب: 1/413) اور عبیداللہ ثقہ، تابعی ہے اور فقیہ ہے (التقریب: 1/535۔احمد: 3/351) میں اس کا شاہد ہے جو ابوزبیر عن جابر ہے۔

Marfat.com

سے مینڈھے کی طرح ذبح ہوں گے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ میری تلوار ذوالفقار میں دندانہ پڑ گیا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ تمہارے اندر شکست وریخت ہوگی اور میں نے گائے ذبح ہوتی دیکھی ہیں واللہ! گائے بہتر ہے، واللہ! گائے بہتر ہے، واللہ! گائے بہتر ہے۔ ❶

سعد بن معاذ اوران کے علاوہ دیگر راویوں نے بیان کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور مسلمانوں کو جب یہ پتہ چلا کہ مشرک احد میں اتر چکے ہیں تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے گائے کو دیکھا ہے میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ خیر ہوگی اور میں نے اپنی تلوار کی دھار میں دندانہ دیکھا ہے اور میں نے اپنا ہاتھ اپنی زرہ میں ڈالا ہے جو بڑی محفوظ ہے میں نے یہ تعبیر کی ہے کہ اس سے مراد مدینہ ہے۔ اگر تم مدینے میں ٹھہرو اور دشمن کو وہیں رہنے دو جہاں یہ اترے ہیں یہ بدترین مقام پر ٹھہرے ہیں اور اگر وہاں سے لڑنے کے لیے اندر آئیں گے تو ہم اس میں رہ کر دشمن سے لڑیں گے۔ عبداللہ بن ابی ابن سلول کی رائے بھی وہی تھی جو رسول اکرم ﷺ کی تھی یہ اپنا مقصد پورا کرنا چاہتا تھا کہ دشمن کی جانب نہ نکلنا پڑے کہ ہم محفوظ رہیں اور رسول اللہ ﷺ ویسے ہی مدینے کو محفوظ تصور کر کے باہر نہ جانا چاہتے تھے۔ مسلمانوں میں سے چند آدمیوں نے کہا: جنہیں اللہ تعالیٰ نے بعد میں احد میں شہادت سے سرفراز کیا تھا اور انہوں نے بھی کہا جو بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے:

يَارَسُوْلَ اللهِ ! أُخْرُجْ بِنَا إِلَى أَعْدَائِنَا لَا يَرَوْنَ إِنَّا جَبُنَّا عَنْهُمْ وَضَعُفْنَا

''اے اللہ کے رسول! ہمیں ہمارے دشمن کے مقابلے میں لے کر جائیں یہ نہ ہو وہ ہمیں بزدل اور کمزور تصور کرے۔''

عبداللہ بن ابی ابن سلول نے کہا: اے اللہ کے رسول! مدینے میں ہی رہو۔ باہر نہ جانا۔ واللہ! ہم نے جب بھی مدینے سے باہر نکل کر دشمن کا سامنا کیا ہے ہمیں نقصان ہی پہنچا ہے۔ اے اللہ کے رسول! انہیں، یعنی دشمن کو چھوڑ دو! اگر وہ ٹھہرتے ہیں تو وہ بدترین قید میں ہیں۔ اگر وہ دشمن مدینے میں داخل ہوتا ہے تو ہمارے مردان کا مقابلہ کریں گے اور ہماری خواتین اور بچے ان پر اوپر سے پتھر پھینکیں گے اور اگر وہ واپس جاتا ہے تو ناکام لوٹے گا۔

---

❶ حاکم: 141/2، **سندہ قوی**

تحقیق الحدیث: حاکم کا شیخ اصم ہے۔ یہ ثقہ امام ہے معروف ہے اور اس کا شیخ مصری ہے جو ثقہ اور فقیہ ہے (التقریب: 178/2) ابن وہب مصری کا نام عبداللہ ہے۔ ثقہ اور حافظ ہے اور معروف عابد ہے (التقریب: 460/1، طبرانی اوسط: 323/5، سند کی تفصیل یہ ہے۔ محمد بن جعفر رازی۔ علی بن جعد۔ ابوشیبۃ حکم، مقسم، ابن عباس۔

Marfat.com

لوگ مسلسل رسول اکرم ﷺ کے سامنے دشمن سے باہر جا کر لڑنے کو خوشنما قرار دیتے رہے۔ حَتّٰى دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَلَبِسَ لَأْمَتَهُ یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ گھر تشریف لے گئے اور ہتھیار پہن لیے اور باہر تشریف لائے اور میدان میں لوگوں کو لڑائی کے مقامات بتانے لگے۔ ❶

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے وہ چچا جن کے نام پر میرا نام رکھا گیا تھا وہ بدر میں شریک جنگ نہ ہو سکے تھے اور یہ محرومی ان پر کوہِ گراں بنی ہوئی تھی کہ پہلا معرکہ تھا اور میں رسول اکرم ﷺ کے شریک ہونے کے باوجود اس میں شریک نہ ہو سکا اور اس سے غائب رہا۔ یہ غم انہیں ستا رہا تھا۔ انہوں نے یہ عزم کر رکھا تھا:

وَإِنْ أَرَانِيَ اللّٰهُ مَشْهَدًا فِيْمَا بَعْدُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيَرَانِيَ اللّٰهُ مَا أَصْنَعُ

''اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد مجھے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ کسی معرکہ میں شرکت کا موقع دیا تو اللہ دیکھے گا میں کیا کارنامہ سرانجام دیتا ہوں۔''

اس لیے میرے چچا کو یہ اندیشہ تھا کہ میدان میں نہ جانے کا آپ فیصلہ نہ دے دیں۔ اب یہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ احد میں حاضر تھے اتنی دیر میں سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ان کے سامنے آئے تو میرے چچا انس نے ان سے کہا: ابوعمرو! کہاں جا رہے ہو اور کہا: وَاهًا لِرِيْحِ الْجَنَّةِ أَجِدُهُ دُوْنَ أُحُدٍ ''واللہ! میں احد کی جانب سے جنت کی خوشبو پا رہا ہوں۔'' پھر لڑے حتی کہ اللہ کی راہ میں جام شہادت نوش کیا۔ ان کے بدن میں اسی 80 سے اوپر تلوار، نیزے اور تیر کے زخم تھے۔ ان کی پہچان ناممکن تھی ان کی بہن اور میری پھوپھی ربیع بنت نضر کہتی ہیں: میں نے اپنے بھائی کے جسدِ خاکی کو پوروں سے پہچانا تھا یہ آیہ مبارکہ انہی کے بارے میں نازل ہوئی:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾ ❷

''ایمانداروں میں سے بعض مرد ایسے ہیں جنہوں نے جو اللہ سے عہد کیا تھا اسے وفا کیا ہے۔ ان میں سے بعض نے تو اپنا وعدہ پورا کر دیا اور بعض منتظر ہیں، انہوں نے اس میں تبدیلی نہیں کی۔''

---

❶ **حسن:** سیرت ابن اسحٰق، یہ ماقبل والی حدیث کی وجہ سے حسن ہے وگرنہ اس کی سند ضعیف ہے۔ تفسیر طبری: 4/71، اس کی سند مرسل ہے کیونکہ ان ائمہ نے یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے یہ سند کس سے حاصل کی ہے۔

❷ الاحزاب: 23

Marfat.com

مفسرین کا خیال ہے کہ یہ آیت حضرت انس بن نضر اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں اتری ہے۔ [1]

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے جنگِ احد کے دن خود کو رسول اکرم ﷺ پر پیش کیا میری عمر اس وقت چودہ برس تھی تو آپ ﷺ نے مجھے شریک جنگ ہونے کی اجازت دے دی۔ پھر مجھے خندق کے دن پیش کیا گیا میری عمر اس وقت پندرہ برس تھی تو آپ ﷺ نے مجھے شریک جنگ ہونے کی اجازت نہ دی۔ نافع نے کہا: میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا وہ اس وقت خلیفہ تھے میں نے انہیں یہ حدیث بتائی تو انہوں نے کہا:

إِنَّ هٰذَا الْحَدَّ بَيْنَ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَكَتَبَ إِلٰى عُمَّالِهِ أَنْ يَّفْرُضُوْا لِمَنْ بَلَغَ خَمْسَ عَشْرَةَ

''یہ چھوٹے اور بڑے، یعنی بالغ اور نابالغ کے درمیان حد فاصل ہے۔ اور انہوں نے اپنے عُمّال کی طرف لکھا کہ جو پندرہ برس کا ہو جائے وہ فریضہ ادا کرے کیونکہ اس پر فرض عائد ہو جاتا ہے۔'' [2]

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

عُرِضْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ فَاسْتَصْغَرَنَا وَشَهِدْنَا أُحُدًا

''کہ میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بدر کے دن رسول اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیے گئے آپ نے ہمیں نابالغ قرار دیا اور ہم نے احد میں شرکت کی۔'' [3]

عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں، یہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ انصار میں سے ایک بزرگ تھے یہ پاؤں سے لنگڑاتے تھے، نبی ﷺ نے جب بدر کے لیے نکلنے کا ارادہ کیا تو انہوں

---

[1] مسلم:1903

[2] بخاری:2664، مسلم:1868

[3] **سندہ صحیح:** ابن ابی شیبہ:542/6

تحقیق الحدیث: الآحاد نے 130 / 4 میں ضحاک کے طریق سے اسے روایت کیا گیا ہے۔ حاکم نے 644/3: میں بیان کی ہے سند یہ ہے۔ عبداللہ بن ادریس ثقہ ہے اور فقیہ ہے اور عابد ہے (التقریب: 1/ 401) اور مطرف ثقہ ہے اور فاضل ہے (التقریب: 253/2) ابو اسحٰق تابعی اور امام ہے معروف ثقہ ہے۔ حاکم کے نزدیک شاہد ہے جس کی سند یہ ہے حمزہ بن عباس عقبی۔ عباس بن محمد دوری۔ ابوالجواب الاحوص بن جواب۔ عمار بن رزیق۔ ابو اسحٰق۔ عبدالرحمن بن عوسجہ۔ عن البراء۔

Marfat.com

نے اپنے بیٹوں سے کہا: مجھے بھی لے چلو! ان کے لنگڑے پن کا ذکر نبی ﷺ سے کیا گیا اور ان کی حالت بتائی گئی تو آپ ﷺ نے انہیں وہیں مدینے میں رہنے کا حکم دیا۔ جب احد کے دن لوگوں نے میدان میں نکلنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے پھر اپنے بیٹوں سے کہا: مجھے لے چلو! انہوں نے کہا: رسول اکرم ﷺ نے آپ کو جہاد میں نہ جانے کی رخصت دی ہے اور گھر میں رہنے کی اجازت دی ہے۔ انہوں نے کہا:

هَيْهَاتَ مَنَعْتُمُوْنِى الْجَنَّةَ بِبَدْرٍ وَّ تَمْنَعُوْنِيْهَا بِأُحُدٍ

''یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ تم نے مجھے بدر کے دن بھی جنت سے روکا تھا اور اب تم احد کے دن بھی مجھے جنت سے روکتے ہو......؟''

وہ نہ رُکے، وہ بھی میدان میں نکل گئے جب دشمن سے مسلمانوں کا سامنا ہوا تو انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے کہا:

أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ الْيَوْمَ أَطَأُ بِعُرْجَتِيْ هٰذِهِ الْجَنَّةَ

''آپ بتائیں! اگر میں آج جامِ شہادت نوش کرتا ہوں تو میں اپنے اس لنگڑے پن کے ساتھ جنت میں چلوں گا......؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! تو اس نے کہا:

فَوَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَطَأَنَّ بِهَا الْجَنَّةَ الْيَوْمَ إِنْ شَآءَ اللهُ

''تو پھر قسم ہے مجھے اس ذات الٰہ کی جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے......! میں ضرور اس کے ساتھ، یعنی لنگڑے پن کے ساتھ آج جنت میں قدم رنجہ فرمائی کروں گا۔''

ان کے ساتھ ان کا ایک غلام تھا جس کا نام سُلَیم تھا اس سے انہوں نے کہا: إِرْجِعْ إِلٰى أَهْلِكَ ''تم اپنے گھر لوٹ جاؤ۔'' اس نے کہا: جناب! آپ کا کیا نقصان ہے اگر آج میں بھی خیر سے دامن بھر لوں......؟

انہوں نے کہا: بیٹا! اگر یہ بات ہے تو پھر آگے بڑھ! وہ غلام آگے بڑھا، وہ بے جگری سے لڑا حتی کہ شہادت سے سرفراز ہوا۔ پھر عمرو آگے بڑھے۔ انہوں نے بھی بے مثال لڑائی کا مظاہرہ کیا حتی کہ شہید ہو گئے۔ [1]

۞ بنوسلمہ کے شیوخ بیان کرتے ہیں سیدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ شدید لنگڑے تھے ان کے چار جوان بیٹے تھے جب بھی رسول اللہ ﷺ غزوہ کے لیے جاتے تو وہ ساتھ ہوتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے جب چاہا کہ احد

[1] **حدیث قوی:** [الجہاد لابن مبارک:69] یہ سند مرسل ہے عکرمہ نے اپنے شیخ کا ذکر نہیں کیا تاہم شواہد کی بنا پر یہ حدیث قوی ہے۔

Marfat.com

میں جائیں تو عمرو سے ان کے بیٹوں نے کہا:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ جَعَلَ لَكَ رُخْصَةً فَلَوْ قَعَدْتَّ فَنَحْنُ نَكْفِيْكَ . فَقَدْ وَضَعَ اللّٰهُ عَنْكَ الْجِهَادَ

''اباجان! اللہ عزوجل نے آپ کو رخصت دی ہے اگر آپ بیٹھ رہیں تو ہم آپ کی جانب سے کافی ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے آپ سے جہاد کو اٹھا لیا ہے۔''

عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے یہ بیٹے مجھے آپ کے ساتھ جہاد میں روانہ ہونے سے روکتے ہیں۔ واللہ! میں یہ امید لیے میدان میں اتر رہا ہوں کہ جامِ شہادت نوش کروں اور اپنے لنگڑے پن سمیت جنت میں جاؤں۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَمَّا أَنْتَ فَقَدْ وَضَعَ اللّٰهُ عَنْكَ الْجِهَادَ

''عمرو! اللہ تعالیٰ نے آپ کو رخصت دی، یعنی جہاد آپ کو معاف کر دیا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بیٹوں سے کہا:

وَمَا عَلَيْكُمْ أَنْ تَدَعُوْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُهُ الشَّهَادَةَ

''نہ روکو! تمھیں کیا اعتراض ہے انہیں چھوڑ دو! شاید اللہ تعالیٰ انہیں درجۂ شہادت پر فائز کر دے۔''

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد کے لیے روانہ ہوئے تو عمرو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے تو میدانِ احد میں شہادت سے کامران ہوئے۔ [1]

✧ سیّدنا مسلم بن صبیح بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ تم نے مجھے بدر میں جنت سے روک دیا تھا اگر میں زندہ رہا تو ضرور جنت میں داخل ہونے کا کارنامہ سرانجام دوں گا۔ ان کی یہ جذباتی بات سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو ان کی عمرو سے ملاقات ہوئی تو ان سے کہا: یہ بات تم نے کہی ہے......؟ انہوں نے کہا: ہاں! میں نے کہی ہے۔ جب معرکۂ احد کا دن آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: لَمْ يَكُنْ لِّيْ هَمٌّ غَيْرُهُ فَطَلَبْتُهُ

[1] **صحیح:** سیرت ابن اسحٰق۔ 4/3
اگر یہ شیوخ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہوں وگرنہ یہ مرسل ہے۔ ابن اسحٰق کا والد ثقہ ہے یہ بعض صحابہ سے روایت کرتا ہے حدیث کی تائید آتی ہے۔ بیہقی کبریٰ: 9/24۔

Marfat.com

''مجھے صرف عمرو کی فکر تھی اس لیے میں اس کی طلب میں تھا۔'' میں نے دیکھا فَإِذَا هُوَ فِي الرَّعِيْلِ الْأَوَّلِ ''تو ہر اوّل دستہ میں تیار کھڑا تھا۔'' ①

سیّدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس واقعے میں حاضر تھا کہ عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول!

أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى أُقْتَلَ أَمْشِيْ بِرِجْلِيْ هٰذِهٖ صَحِيْحَةً فِي الْجَنَّةِ ...؟

''بتائیں اگر میں اللہ کی راہ میں لڑتا ہوں حتی کہ میں شہید ہو جاتا ہوں کیا میں اپنے اس لنگڑے پاؤں کی بجائے درست قدم سے جنت میں چلوں گا......؟

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! تو احد کے دن یہ اور ان کا بھتیجا اور مولیٰ سب جام شہادت نوش کر گئے تھے ان کے قریب سے رسول اکرم ﷺ گزرے اور فرمایا:

كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْكَ تَمْشِيْ بِرِجْلِكَ هٰذِهٖ صَحِيْحَةً فِي الْجَنَّةِ ②

''میں اے عمرو! تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تو اپنے اس صحیح پاؤں کے ساتھ جنّت میں چل رہا ہے۔''

اور رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا ان تینوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا جائے۔

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر (19) غزوات میں شرکت کی ہے مگر احد اور بدر میں شریک نہ ہو سکا تھا مجھے میرے ابا جان نے روک دیا تھا۔ جب میرے والد عبداللہ احد میں شہید ہوئے تو میں رسول اکرم ﷺ سے کسی غزوہ میں کبھی پیچھے نہیں رہا۔ ③

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب احد کا معرکہ قریب تھا تو رات مجھے میرے ابا جان نے بلایا اور کہا:

---

① **درجتہ حسن:** الجہاد لابن مبارک: 74
یہ سند مرسل ہے مسلم بن صبیح تابعی ہے وہ اس واقعے میں موجود نہ تھا تاہم حدیث کے شواہد ہیں۔

② **سندہ حسن:** احمد: 22553
ابو صخر حسن الحدیث ہے بشرطیکہ اس سے زیادہ ثقہ اس کی مخالفت نہ کرے۔ یہ صدوق ہے وہم کرتا ہے۔ (التقریب: 1/202) اس کا شیخ ثقہ تابعی ہے یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوقتادہ سے بیان کرتا ہے سابقہ شواہد کی بنا پر یہ صحیح ہے۔

③ مسلم: 1813

Marfat.com

مَا أَرَانِيْ إِلَّا مَقْتُوْلًا فِيْ أَوَّلِ مَنْ يُّقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ

''بیٹا! میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہوں گا جو پہلے مرحلے میں ہی تمغۂ شہادت اپنے سینے پر سجائیں گے۔''

اور میرے بعد میرا تر کہ جو رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی قدر کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے وہ تم ہو۔ میرے ذمے کچھ قرضہ ہے وہ ادا کرنا اور دوسری بات یہ ہے کہ وَاسْتَوْصِ بِأَخْوَاتِكَ خَيْرًا اپنی بہنوں سے حسن سلوک کرنا۔ صبح ہوئی تو سب سے پہلے شہید میرے بابا تھے۔ ان کے ساتھ قبر میں ایک اور آدمی دفن ہوا

ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِيْ أَنْ أَتْرُكَهُ مَعَ الْآخَرِ ، فَاسْتَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَإِذَا هُوَ كَيَوْمِ وَضَعْتُهُ هُنَيْئَةً غَيْرَ أُذُنِهِ

''میں نے چھ ماہ بعد انہیں نکالا وہ ایسے تر و تازہ تھے جیسے جس دن رکھے تھے اور ایسے لگتے تھے ابھی تھوڑی دیر ہوئی ہے کہ انہیں رکھا گیا ہے صرف کان میں معمولی تغیر آیا تھا۔'' [1]

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ مدینے سے مشرکوں کی طرف نکلے کہ لڑائی کریں۔ مجھ سے میرے باپ عبداللہ نے کہا: اے جابر! اہل مدینہ کا انتظار کرنا اور دیکھنا ہمارا کیا انجام ہوتا ہے۔ واللہ! اگر میری بیٹیاں نہ ہوتیں تو میری یہ خواہش تھی کہ تو میرے سامنے شہید ہوتا۔

حضرت جابر کہتے ہیں۔ میں انتظار والوں میں سے تھا کہ میری پھوپھی میرے ابا جان اور ماموں جان کو ایک اونٹ پر لاد کر لے آئی وہ انہیں لے کر مدینہ میں داخل ہوئی کہ ہم انہیں اپنے قبرستان میں دفن کریں۔ اچانک ایک آدمی نے قریب آ کر پکار لگائی:

أَلَا إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَرْجِعُوْا بِالْقَتْلٰى فَتَدْفِنُوْهَا فِيْ مَصَارِعِهَا حَيْثُ قُتِلَتْ

''آگاہ رہو! کہ نبی ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ مقتولین وہاں لوٹا دو جہاں ان کی قتل گاہیں ہیں۔''

ہم ان، دونوں شہدا کو وہیں واپس لے گئے جہاں وہ شہید ہوئے تھے انہیں لوٹا دیا اور دفن کر دیا۔ جب سیّدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما کا دورِ خلافت تھا کہ ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہا: اے جابر بن عبداللہ! سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

[1] بخاری: 1351

Marfat.com

کے عمال نے آپ کے باپ کو زمین سے نکال باہر کیا ہے ان کا جسدِ خاکی نمایاں ہوا ہے اس کا کچھ حصہ نظر آ رہا ہے۔ میں اباجان کی قبر کے پاس آیا تو میں نے دیکھا بالکل اسی طرح ہیں جس طرح میں نے انہیں دفن کیا تھا۔ متغیر نہ ہوئے تھے وہی شہادت کے زخم تھے اور کوئی نہ تھے میں نے انہیں دفن کر دیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میرے اباجان نے کھجوروں کی صورت میں قرض دینا تھا بعض قرض خواہوں نے میرے ناک میں دم کر دیا تھا قرض کا بڑی سختی سے تقاضا کیا تو میں نبی ﷺ کے پاس آیا میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے اباجان اتنی مدت ہوئی کہ شہید ہوئے تھے وہ کھجوروں کی صورت میں قرض چھوڑ گئے ہیں جو میں نے ادا کرنا ہے بعض قرض خواہ بہت شدت سے تقاضا کر رہے ہیں میری خواہش یہ ہے کہ آپ میری اعانت فرمائیں اور آپ کی سفارش سے ہوسکتا ہے آئندہ پھل اتارنے تک وہ مجھے مہلت دے دیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

نَعَمْ! اٰتِيْكَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَرِيْبًا مِّنْ وَسَطِ النَّهَارِ

"ہاں! میں ان شاء اللہ تقریباً آدھے دن کے وقت آؤں گا۔"

آپ ﷺ تشریف لائے، ساتھ کچھ خاص دوست بھی تھے آپ ﷺ نے اجازت طلب کی اور اندر جلوہ آراء ہوئے میں نے اپنی بیوی سے کہا:

إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَآءَ نِي الْيَوْمَ وَسَطَ النَّهَارِ فَلَا أُرِيَنَّكِ وَلَا تُؤْذِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِيْ بِشَيْءٍ وَّلَا تُكَلِّمِيْهِ

"غور سے میری بات سن لے! رسول اکرم ﷺ آج نصف دن کے وقت تشریف لانے والے ہیں تو مجھے گھر میں نظر نہ آئے اور رسول اکرم ﷺ کو میرے گھر میں کوئی کسی قسم کی اذیت نہ دینا اور نہ ہی بات کر کے آپ ﷺ کو پریشان کرنا۔"

جب آپ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کے لیے بستر بچھایا اور تکیہ لگایا اور آپ ﷺ نے اس پر اپنا سر مبارک رکھا اور سو گئے میں نے اپنے غلام سے کہا: یہ بکری ذبح کرو۔ وہ بہت موٹی تازی تھی کیونکہ گھر کی پلی تھی اور جتنی جلدی یہ کام ہوتا ہے کرو۔ رسول اکرم ﷺ کے بیدار ہونے سے پہلے اس سے فارغ ہو جاؤ۔ میں بھی تمہارا ساتھ دیتا ہوں۔ ہم بکری ذبح کرنے اور اسے تیار کر کے پکانے میں مصروف رہے۔ ہم فارغ ہو چکے تھے لیکن آپ ﷺ سوئے ہوئے تھے۔ میں نے غلام سے کہا: آپ ﷺ جب بیدار ہوں اور وضو کے لیے پانی

Marfat.com

طلب کریں تو وضو سے فراغت سے پہلے پہلے یہ بھنی ہوئی بکری کا گوشت آپ ﷺ کے سامنے رکھ دینا مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کہیں وضو سے فراغت کے بعد تشریف نہ لے جائیں۔ آپ ﷺ جب بیدار ہوئے تو فرمایا: یَا جَابِرُ ائْتِنِیْ بِطَهُوْرٍ جابر! وضو کے لیے پانی لاؤ! آپ ابھی وضو سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ گوشت آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا گیا تو آپ ﷺ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: شاید جابر! تمھیں علم تھا کہ ہمیں گوشت بہت پسند ہے......؟ ابوبکر کو بھی بلا لو، پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں یاران خاص کو بھی بلایا یہ سب داخل ہوئے تو رسول اکرم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک کو کھانے میں رکھا اور فرمایا: بِسْمِ اللّٰهِ كُلُوْا ! بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ! ساتھیوں نے کھایا، حتی کہ سیراب ہو گئے اور کافی گوشت بچ گیا۔ بنوسلمہ ایک مجلس میں بیٹھے آپ کی طرف دیکھ رہے تھے اور آپ ﷺ انھیں بہت محبوب تھے آپ ﷺ ان کی آنکھ کے تارے تھے ان کے ڈر سے کوئی آدمی آپ ﷺ کو اذیت دینے کے لیے قریب نہ آتا تھا۔ (انہیں بھی کھانا دیا) جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کے ساتھی بھی کھڑے ہوئے اور وہ آپ ﷺ سے پہلے نکلے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: خَلُّوْا ظَهْرِیْ لِلْمَلٰٓئِكَةِ "میری کمر کے پیچھے سے ہٹ جاؤ فرشتوں کے لیے جگہ چھوڑ دو۔" جابر کہتے ہیں: میں دروازے کی دہلیز تک ان کے پیچھے گیا، میری بیوی نے ذرا سا جھانکا دوسرا وہ گھر کی چھت کے پردہ میں تھی۔ اس نے کہا:

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! صَلِّ عَلَيَّ وَعَلٰى زَوْجِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ !

"اللہ کے رسول! میرے اور میرے خاوند کے لیے دعائے رحمت کیجیے! اللہ آپ پر رحم کرے!"

تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ آپ پر اور آپ کے خاوند پر رحمت کرے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھ سے کہا: کہ اس قرض خواہ کو بلاؤ جو سب سے زیادہ مطالبہ کرتا ہے وہ آیا تو آپ ﷺ نے اس سے کہا: اَيْسِرْ جَابِرَ بْنَ عَبْدَاللّٰهِ جابر بن عبداللہ کو مہلت دے کر آسانی کرو کہ وہ تمہیں آئندہ پھل اترنے تک قرض دے دے گا۔ اس نے کہا: یہ نہیں ہو سکتا اور اس نے سخت پن کا مظاہرہ کیا اور کہا: کہ یہ یتیموں کا مال ہے میں نہیں چھوڑ سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جابر کہاں ہے......؟ میں نے عرض کی: أَنَا ذَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! "اے اللہ کے رسول! میں یہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: كِلْ لَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ سَوْفَ يُوْفِيْهِ "ماپ کر دو! اللہ عزوجل اسے پورا کرے گا۔" فَنَظَرْتُ إِلَى السَّمَآءِ فَإِذَا الشَّمْسُ قَدْ دَلَكَتْ "میں نے آسمان پر نگاہ

Marfat.com

دوڑائی تو آفتاب ڈھل چکا تھا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر نماز کا وقت ہوا چاہتا ہے یہ مسجد میں چلے گئے میں نے قرض خواہ سے کہا: اپنا برتن قریب کیجیے! میں نے اسے عجوہ کھجور ماپ کر دی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا قرض پورا کر دیا اور کچھ کھجوریں مزید ہمارے لیے بچ گئیں۔ میں دوڑتا ہوا مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ میں ایسے آپ تک پہنچا کہ جیسے آگ کا شرارہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کر لی تھی۔ میں نے کہا:

يَارَسُوْلَ اللهِ ! اَلَمْ تَرَ اَنِّيْ كِلْتُ لِغَرِيْمِيْ تَمْرَةً فَوَفَاهُ اللهُ وَفَضَلَ لَنَامِنَ التَّمْرِ كَذَ اَوكَذَا

''اے اللہ کے رسول! آپ یقین کریں! میں نے اپنے قرض خواہ کی ایک ایک کھجور ماپ کر دی ہے اللہ نے قرض پورا کر دیا ہے اور اتنی اتنی زائد بچ گئی ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: عمر بن خطاب کہاں ہے......؟ انہیں جب پتہ چلا کہ رسول اکرم ﷺ نے یاد کیا ہے تو وہ بھاگے ہوئے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

سَلْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ عَنْ غَرِيْمِهِ وَتَمْرِهِ

''جابر سے اس کے قرض خواہ اور کھجور والے معاملے کے متعلق سوال کرو!''

انہوں نے عرض کی: مجھے ان سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ میں جانتا ہوں جب آپ نے یہ کہہ دیا تھا کہ عنقریب یہ پوری ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ ضرور انہیں پورا کریں گے۔ یہ بات آپ نے تین مرتبہ دہرائی تھی۔ مگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہی جواب دیا۔ حضرت مجھے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ مجھے آپ کی بات پر ہی یقین تھا۔ تین مرتبہ کہنے کے بعد آپ ﷺ نے یہ بات ختم کر دی۔ اور کہا:

يَاجَابِرُ مَا فَعَلَ غَرِيْمُكَ وَتَمْرُكَ ؟

جابر! آپ کے قرض خواہوں نے کیا کیا اور کھجوروں کا کیا بنا......؟

میں نے کہا: اللہ نے وہ پورا کر دیا ہے اور کچھ کھجوریں زائد بچ گئی ہیں۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اپنی بیوی سے کہا: میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے بات نہ کرنا تم نے پھر مطالبہ کر دیا اس نے کہا: کیا خیال ہے، رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائیں اور یونہی چلے جائیں اور میں آپ سے گھر سے باہر

Marfat.com

جانے سے پہلے اپنے لیے اور اپنے خاوند کے لیے دعائے رحمت بھی نہ کرواتی یہ کیسے ہوسکتا تھا؟ [1]

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِصْطَبَحَ الْخَمْرَ يَوْمَ أُحُدٍ نَاسٌ ثُمَّ قُتِلُوْا شُهَدَآءَ

''احد کے دن شراب حرام نہ ہونے کی وجہ سے کچھ لوگوں نے پی رکھی تھی اور وہ شہید ہوئے تھے۔'' [2]

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: إِصْطَبَحَ وَاللّٰهِ أَبِيْ يَوْمَ أُحُدٍ الْخَمْرَ ! ''واللہ! میرے اباجان نے احد کے دن شراب پی رکھی تھی۔ پھر وہ صبح میدان میں گئے اور لڑے حتی کہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر لڑتے لڑتے جام شہادت نوش کر گئے۔ [3]

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے ایک کونے میں ہو کر یہ دعا کی:

يَارَبِّ إِذَا لَقِيْنَا الْقَوْمَ غَدًا ، فَلَقِّنِيْ رَجُلًا شَدِيْدًا بَأْسُهُ شَدِيْدًا حَرْدُهُ فَأُقَاتِلُهُ فِيْكَ وَيُقَاتِلُنِيْ ثُمَّ ارْزُقْنِيْ عَلَيْهِ الظَّفْرَ حَتّٰى أَقْتُلَهُ وَاٰخُذَ سَلَبَهُ

''اے میرے اللہ! کل جب ہم دشمن قوم سے میدان میں ٹکرائیں تو مجھے اس آدمی سے ملانا جو سخت جنگجو ہو اور سخت چاک وچوبند ہو، میں اس پر جنگی جوہر آزماؤں اور وہ مجھ پر لڑائی کے داؤ پیچ آزمائے۔ پھر مجھے اس پر کامیابی سے نواز دے حتی کہ میں اسے قتل کر دوں اور اس کا مال سلب کر لوں۔''

اب عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اٹھے اور محو التجا ہوئے۔ یہاں تک میرے جیسی دعا کی:

''اے اللہ! مجھے اس آدمی سے ملانا جو سخت جنگجو ہو اور سخت چاک وچوبند ہو، میں اس پر جنگی جوہر آزماؤں اور وہ مجھ پر لڑائی کے داؤ پیچ آزمائے۔ لیکن آگے ان کے جذباتِ دعا مجھ سے مختلف تھے انہوں نے دعا کی: ثُمَّ يَأْخُذُنِيْ فَيَجْدَعُ أَنْفِيْ وَأُذُنِيْ اور دورانِ لڑائی مجھے پکڑے اور میری ناک اور کان کاٹ دے، اور مولیٰ کل میری جب

---

[1] **سندہ صحیح :** احمد: 15281، ابن حبان: 7/457۔ من طریق ابی عوانۃ۔ ابوعوانہ کا نام وضاع یشکری ہے یہ ثقہ اور ثبت ہے اور مشہور ہے (تقریب: 2/331) اس کا شیخ نبیح عنزی ہے یہ مقبول ہے اور ثقہ ہے۔ آدمی کا جو سند میں ذکر ہے ابن مدینی اسے نہیں جانتے۔ لیکن عجلی کا کہنا ہے میں اسے پہچانتا ہوں یہ ثقہ ہے۔ ابوزرعہ نے اس کی تعریف کی ہے اور کہا ہے: ثقہ ہے ترمذی، ابن خزیمہ ابن حبان اور حاکم نے اس کی حدیث کی تعریف وتصحیح کی ہے۔ (الجرح والتعدیل: 8/508، تہذیب التہذیب: 10/372)

[2] بخاری: 4044

[3] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق۔ حاکم: 3/223

وہب ثقہ تابعی ہیں انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے حدیث سنی ہے (التہذیب: 11/166)

Marfat.com

آپ سے ملاقات ہو تو مجھ سے پوچھے عبداللہ! تیری ناک اور کان کس لیے کٹے ہیں......؟ تو میں کہوں: فِيْكَ وَفِيْ رَسُوْلِكَ اللہ کریم! تیرے اور تیرے رسول ﷺ کے بارے میں میری یہ حالت ہوئی ہے۔ اللہ تو کہے: کہ تو نے سچ کہا ہے۔"

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا:

يَا بُنَيَّ! كَانَتْ دَعْوَةُ عَبْدِاللهِ بْنِ جَحْشٍ خَيْرًا مِنْ دَعْوَتِيْ

"میرے لختِ جگر! عبداللہ بن جحش کی دعا میری دعا سے مجھ سے بہتر تھی۔"

اور میں نے دن کے آخر میں دیکھا کہ ان کا کان اور ناک دونوں کاٹے گئے اور دھاگے سے لٹکا دیے گئے۔ [1]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس آدمی کے متعلق بتاؤ جس نے نماز ایک بھی نہیں پڑھی پھر بھی جنّت میں داخل ہوگا......؟ جب لوگ نہ جان سکے تو آپ سے، یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سوال کیا وہ کون ہے......؟ تو انہوں نے کہا: اصیرم بن عبدالاشہل عمرو بن ثابت بن قش ہے۔ حصین نے کہا: میں نے محمود بن لبید سے کہا: اصیرم کا کیا معاملہ ہے......؟ کہا یہ اسلام کا انکار کرتے تھے......؟ جب احد کا دن تھا رسول اکرم ﷺ احد کے لیے نکلے تو اصیرم کے لیے یہ بات واضح ہوئی کہ یہ اسلام سے وابستہ ہو جائیں یہ اسلام لے آئے۔ فَأَخَذَ سَيْفَهُ فَغَدَا حَتّٰى أَتَى الْقَوْمَ "تلوار لی اور قوم کے پاس آئے ایک کونے میں سے لوگوں میں گھس گئے اور لڑے یہاں تک کہ زخموں نے انہیں بے بس کر دیا بنو عبدالاشہل کے آدمی معرکہ میں مقتولوں کو تلاش کرنے لگے، وہ اصیرم کے پاس آئے تو بولے: وَاللهِ ! إِنَّ هٰذَا لَلْأُصَيْرِمُ وَمَا جَآءَ بِهِ واللہ! یہ تو اصیرم ہے لیکن یہ پتہ نہیں یہ کس نیت سے آئے ہیں۔ اور جب ہم نے اسے چھوڑا تھا تو وہ اس بات یعنی اسلام کے منکر تھے۔ اصیرم ابھی آخری سانسوں پر تھے تو انہوں نے پوچھا: عمرو! یعنی اصیرم! تم اپنی قوم کے لیے آئے تھے یا اسلام میں رغبت لے کر میدان میں اترے تھے۔ انہوں نے کہا:

بَلْ رَغْبَةً فِي الْإِسْلَامِ اٰمَنْتُ بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ وَأَسْلَمْتُ

"کہا: میں تو اسلام میں رغبت لے کر آیا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ایمان لایا ہوں۔"

---

[1] **سندہ حسن:** حاکم: 86/2، الحلیہ: 108/1۔ یہ سند حسن ہے۔

Marfat.com

اور اسلام میں داخل ہوا ہوں اور میں نے تلوار لی اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نکلا۔

فَقَاتَلْتُ حَتّٰی أَصَابَنِيْ مَا أَصَابَنِيْ، ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ أَنْ مَّاتَ فِيْ أَيْدِيْهِمْ

میں نے لڑائی کی یہاں تک کہ میں اتنا شدید زخمی ہوا ہوں، پھر کچھ دیر بعد ان کے ہاتھوں میں جان دے دی۔"

لوگوں نے ان کا ذکر رسول اکرم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّهٗ لَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ "بے شک وہ جنتی ہے۔" [1]

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن اقیش نے جاہلیت میں سود پر کام کر رکھا تھا اس نے یہ بات پسند نہ کی تھی کہ اسلام لائے حتی کہ وہ سود اکٹھا کر لے۔ یہ احد کے دن آئے اور کہا: میری پھوپھی کے بیٹے کہاں ہیں......؟ انہوں نے بتایا وہ تو احد میں گئے ہیں۔ انہوں نے پوچھا: فلاں کہاں ہے ایک ایک کا نام لیا۔ انہوں نے بتایا وہ احد میں ہیں۔

فَلَبِسَ لَأْمَتَهٗ وَرَكِبَ فَرَسَهٗ ثُمَّ تَوَجَّهَ قِبَلَهُمْ

"انہوں نے ہتھیار باندھے اور گھوڑے پر سوار ہوئے پھر ان کی جانب متوجہ ہوئے۔"

تو مسلمانوں نے انہیں دیکھ کر کہا: عمرو! ہم سے دور چلے جاؤ! انہوں نے کہا: میں تو ایمان لایا ہوں، پھر لڑے حتی کہ زخمی ہو گئے اور زخمی حالت میں انہیں گھر لایا گیا تو ان کے پاس سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ آئے اور ان کی ہمشیرہ سے کہا: ان سے یہ پوچھ دیں کہ اپنی قومی حمیت اور غیظ و غضب سے لڑے ہو یا اللہ کے لیے اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر غصے میں لڑے ہو؟ انہوں نے کہا: بَلْ غَضَبًا لِّلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر غصے میں آ کر لڑا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ فوت ہو گئے اور ایک بھی نماز نہ پڑھنے کے باوجود وہ جنّت میں داخل ہوئے۔ [2]

---

[1] **سندہ حسن:** حاکم: 2/86، احمد: 23634، حاکم: 3/222

تحقیق الحدیث: حصین حسن درجہ کا راوی ہے جب اس کی متابعت نہ ہو تو ضعیف ہے۔ تاہم یہ راوی مقبول ہے۔ (تقریب: 1/182) یہ اوثق ہے۔ (تہذیب) ابوداؤد نے اسے حسن الحدیث قرار دیا ہے اس کا شیخ جو ہے ثقہ تابعی ہے اس کا نام وہب ہے۔ (تقریب: 2/429) اس حدیث کا شاہد ہے جس کی وجہ سے یہ صحت کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔

[2] حاکم: 2/124، بیہقی: 9/167، الشعب: 4/52

محمد بن عمرو بن علقمہ حسن درجے کا ہے اس وجہ سے یہ حدیث حسن ہے یہ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ [التہذیب: 9/376، تقریب: 1/169] یہ صدوق ہے اس کے اوہام بھی ہیں یعنی اگر اس کی مخالفت نہ ہو تو یہ حسن الحدیث ہے یہاں اس کی مخالفت نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کا شاہد ہے۔ بقیہ سند میں ثقات ائمہ ہیں اور ماقبل والی حدیث بھی اس کی شاہد ہے۔

Marfat.com

سیّدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ احد کے لیے روانہ ہوئے تو یمان بن جابر ابوحذیفہ اور ثابت بن وقش بن رغوراء عورتوں اور بچوں کے پاس ٹیلوں میں تھے۔ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: جبکہ یہ دونوں بوڑھے تھے۔

لَا أَبَا لَكَ مَا نَنْتَظِرُ

''تیرا باپ نہ رہے اب ہم کس بات کا انتظار کر رہے ہیں۔''

واللہ! ہماری عمر تو اتنی باقی ہے جتنی گدھے کی پیاس کا وقت ہے ہم قوم کے اہم آدمی ہیں ہم اپنی تلواریں لیں اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جاملیں۔ یہ کہہ کر یہ دونوں مسلمانوں میں داخل ہو گئے۔ مسلمانوں کو علم نہ تھا کہ یہ دونوں اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ ثابت بن وقش کو تو مشرکوں نے شہید کر دیا اور ابوحذیفہ کو مسلمانوں کی تلواروں نے کچل ڈالا انہیں پتہ نہ تھا کہ یہ مسلمان ہو چکے ہیں۔ سیّدنا حذیفہ نے کہا: اولوگو! یہ میرے ابا ہیں یہ میرے ابا ہیں۔ انہوں نے کہا: واللہ! ہم پہچان نہ سکے تھے اور وہ اس بات میں سچے تھے۔ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ [1]

''اللہ! تمہاری مغفرت فرمائے وہ بڑا رحم والا ہے۔''

نبی ﷺ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو باپ کی اس المناک شہادت کے عوض دیت دی تو انہوں نے مسلمانوں پر اسے تقسیم کر دیا جس کی وجہ سے سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت نبی ﷺ کے نزدیک بہت زیادہ بڑھ گئی۔

[1] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحاق۔ حاکم: 3/222۔ عاصم ثقہ تابعی اور مغازی کے ماہر تھے اور محمود صحابی ہیں رضی اللہ عنہ

Marfat.com

احد میں معرکہ آرائی

✿ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ احد کے دن، رسول اکرم ﷺ کے سامنے لڑ رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے۔ أَنَا أَسَدُ اللّٰهِ ''میں ہوں اللہ کا شیر'' [1]

✿ سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہند بنت عتبہ اور اس کی ساتھ والی خواتین جب شکست کھا کر دوڑی تھیں میں نے ان کی پازیبیں دیکھی تھیں کیونکہ وہ کپڑے سمیٹ کر بھاگ رہی تھیں اور ان کے سوا انہیں بچانے والی کوئی چھوٹی یا بڑی رکاوٹ بھی نہ تھی۔

إِذْ مَالَتِ الرُّمَاةُ إِلَى الْعَسْكَرِ حِيْنَ كَشَفْنَا الْقَوْمَ عَنْهُ يُرِيْدُوْنَ النَّهْبَ

''اچانک تیر انداز لشکر کی طرف مائل ہوئے اور ہم نے دشمن قوم کو تتر بتر کر دیا تھا اور مسلمان مال لوٹنا چاہتے تھے۔''

اور اپنے گھوڑوں سے اتر گئے اور پیچھے کی طرف آ گئے۔ ایک نے چلا کر کہا: أَلَا إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ خبردار رہو! محمد ﷺ شہید ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر فَانْكَفَأْنَا ہم پیچھے پلٹے۔

وَانْكَفَأَ عَلَيْنَا الْقَوْمُ بَعْدَ أَنْ هَزَمْنَا أَصْحٰبَ اللِّوَاءِ حَتّٰى مَا يَدْنُوْ مِنْهُ أَحَدٌ مِّنَ الْقَوْمِ

''اور دشمن قوم ہماری طرف پلٹی، حالانکہ ہم نے ان کے جھنڈے والے کو بھی شکست دے دی تھی اس کے پاس ایک آدمی بھی ان کا باقی نہ رہا تھا۔''

---

[1] **سندہ صحیح:** حاکم: 241/3

تحقیق الحدیث: ابن ابی شیبہ: 7/366، حاکم: 3/212۔ یہ عمیر سے مرسل مروی ہے لیکن حاکم نے اسے صحیح سند سے بیان کیا ہے تفصیل درج ذیل ہے۔ محمد بن بالویہ جو کہ ابوعلی ہے (تاریخ بغداد: 1/282) درست یہ ہے کہ اس کی کنیت ابوبکر ہے یہ ثقہ ہے، اس کا شیخ بھی ثقہ ہے (حاکم۔ برقانی سے تقریب: 2/169) میں یہ مروی ہے۔ اس کا شیخ معاویہ بن عمرو بن مہلب ہے ثقہ ہے، بخاری کے شیوخ میں سے ہے۔ (التہذیب: 10/215، تقریب: 2/260) ابواسحٰق کا نام ابراہیم بن محمد فزاری ہے ثقہ اور حافظ ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 1/41) اور عمیر بن اسحٰق تابعی ہے۔ مقبول ہے درست ہے بات یہ ہے کہ ثقہ ہے جو ابن معین نے کہا ہے لیس بشیء کہ یہ کچھ نہیں ان کا مطلب ہے کہ قلیل الحدیث ہے اس کے بعد ابن معین نے کہا تھا یہ ثقہ ہے۔ (قواعد فی علوم الجرح للتھانوی: 263) نسائی نے کہا ہے لیس بہ باس۔ عقیلی نے اسے بیان نہیں کیا کیونکہ صرف اس کے آدمی نے ہی اس سے روایت کی ہے۔

Marfat.com

ہم جیتی بازی اس صدمے کی وجہ سے ہار گئے۔ [1]

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم احد کے دن مشرکوں سے ٹکرائے تھے تو نبی کریم ﷺ نے لشکر میں سے کچھ لوگوں کو جو کہ ماہر تیرانداز تھے انہیں ایک درہ پر بٹھایا اور ان پر سیّدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا اور انہیں حکم دیا۔

لَا تَبْرَحُوْا إِنْ رَأَيْتُمُوْنَا ظَهَرْنَا عَلَيْهِمْ فَلَا تَبْرَحُوْا وَإِنْ رَأَيْتُمُوْهُمْ ظَهَرُوْا عَلَيْنَا فَلَا تُعِيْنُوْنَا

''تم نے یہاں سے ہلنا نہیں! اگر ہم ان پر غالب آئیں تب بھی تم نے اپنی جگہ سے نہیں ہٹنا! اور اگر تم یہ دیکھو کہ دشمن ہم پر غلبہ پا رہا ہے تم نے ہماری مدد کو نہیں آنا بس اپنی جگہ پر رہنا ہے۔''

جب ہم نے دشمن سے ملاقات کی تو وہ بھاگ گیا یہاں تک کہ میں نے خواتین کو دیکھا کہ وہ پہاڑ کی طرف بھاگ رہی ہیں انہوں نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑے اٹھا رکھے ہیں کہ بھاگنے میں رکاوٹ نہ آئے حتی کہ ان کی پازیبیں ظاہر ہو رہی تھیں، مسلمانوں نے شور شرابا کر دیا کہ اَلْغَنِيْمَةَ اَلْغَنِيْمَةَ مال غنیمت لوٹ لیں۔

سیّدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا:

عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا تَبْرَحُوْا

''مجھے نبی ﷺ نے وصیت کی تھی کہ تم نے یہ جگہ نہیں چھوڑنی۔''

مگر انہوں نے ان کی اس یاددہانی کا انکار کر دیا۔ جب انہوں نے انکار کیا تو ان کے چہرے پسپائی کی جانب مڑ گئے اور ستر 70۔ افراد شہید ہو گئے۔ ابوسفیان نے جھانکا اور کہا: أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ ؟ کیا تم لوگوں میں محمد ﷺ ہیں......؟ آپ نے فرمایا: لَا تُجِيْبُوْهُ ''اسے جواب نہ دینا'' پھر اس نے کہا: أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ ؟ ''کیا تم لوگوں میں ابن ابوقحافہ، یعنی ابوبکر صدیق ہیں......؟'' آپ نے فرمایا: لَا تُجِيْبُوْهُ ''اسے جواب نہ دینا'' أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ؟ کیا تم میں ابن خطاب یعنی عمر رضی اللہ عنہ ہیں......؟ یہ کہہ کر اس نے کہا: إِنَّ هٰؤُلَاءِ قُتِلُوْا یہ سب فوت ہو چکے ہیں۔ فَلَوْ كَانُوْا أَحْيَاءً لَأَجَابُوْا اگر یہ زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ یہ سن کر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بے قرار ہو گئے اور خود پر ضبط نہ رکھ سکے۔ فرمایا: تو نے جھوٹ کہا ہے، اے

---

[1] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق۔ تفسیر طبری: 162/4، ایضا: 76/3
یحیی ثقہ ہے۔ التقریب: 351/2۔ اس کا والد بھی ثقہ تابعی ہے۔ (تقریب: 392/1)

Marfat.com

اللہ کے دشمن! اللہ نے تیری رسوائی کا سامان باقی رکھا ہے ہم سب زندہ ہیں۔ اس کے بعد ابوسفیان نے کہا: أُعْلُ هُبُلْ! ھبل کی جے! نبی ﷺ نے فرمایا: اسے جواب دو! لوگوں نے پوچھا کیا جواب دیں......؟ کہا: اسے جواب دو! أَللّٰهُ أَعْلٰى وَأَجَلُّ ''اللہ بلند اور جلالت والا ہے۔ اب ابوسفیان نے کہا: لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ ''ہمارا عزیٰ ہے تمہارا عزیٰ نہیں۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: اسے جواب دو! لوگوں نے کہا: اس کا کیا جواب دیں......؟ فرمایا: کہو! اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ ''اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا مولیٰ نہیں۔''

اس کے بعد ابوسفیان نے کہا: آج کا دن بدر کا بدلہ ہے اور جنگ ایک ڈول کی مانند ہے کبھی تمہارے ہاتھ میں اور کبھی ہمارے ہاتھ میں۔

تمہارے آدمیوں کا مثلہ ہوا ہے میں نے نہ تو اس کا حکم دیا ہے نہ ہی یہ مجھے برا لگا ہے۔ ❶

۞ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی ﷺ سے دور ہٹ گئے۔ میں نے سیّدہ عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا اور اُم سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ کپڑے سمیٹ کر بڑی ہی تیزی سے مشکوں میں پانی اٹھا کر لا رہی تھیں۔ ان کی پنڈلیاں بھی نظر آ رہی تھیں۔ یہ زخمیوں کے منہ میں پانی ڈال رہی تھیں جب پانی ختم ہو جاتا تو پھر لوٹتیں اور مشکیں بھر لاتیں پھر آتیں اور لوگوں کو پانی پلاتیں، بار بار یہ خدمت سرانجام دے رہی تھیں۔ ❷

۞ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ احد کے دن مشرکوں کو واضح شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ ابلیس چلّایا: أَيْ عِبَادَ اللهِ أُخْرَاكُمْ ''اللہ کے بندو! پیچھے کی جانب توجہ کرو'' لوگ جو آگے تھے وہ پیچھے لوٹے اور سخت حملہ کر دیا۔ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ انکے باپ حملہ کی زد میں ہیں تو انہوں نے بلند آواز سے کہا: أَيْ عِبَادَ اللهِ أَبِيْ أَبِيْ! ''اے اللہ کے بندو! میرے والد صاحب کو مار رہے ہو۔'' سیّدہ فرماتی ہیں: وہ نہ رُکے حتی کہ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد کو شہید کر دیا۔ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: غَفَرَ اللهُ لَكُمْ ''اللہ تمہیں معاف کرے! تم نے میرے ابا جان کو شہید کر دیا ہے۔ اس کے باوجود سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ (آخری دم تک اپنے والد کے قاتلوں کیلئے) دعائے خیر کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ سے جا ملے۔ ❸

۞ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے احد کے دن مدد کی ہے اتنی مدد کسی

---

❶ بخاری: 4043,3039

❷ مسلم: 2880

❸ 3824

Marfat.com

مقام پر نہیں کی۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اس بات کا انکار کیا۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میرے اور میری اس بات کا انکار کرنے والے کے درمیان کتاب اللہ دلیل ہے۔ احد کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ❶

''اور البتہ تحقیق اللہ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کیا ہے جب تم اسے اللہ کے حکم سے کاٹ رہے تھے............ اور اس نے تم سے درگزر کیا اور اللہ ایمانداروں پر فضل کرنے والا ہے۔''

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ''اَلْحِسّ'' سے مراد قتل کرنا لیا ہے کہ مسلمانو! تم قتل کر رہے تھے حتی کہ تم خود ہی بزدل ہو گئے وہ یوں کہ تیر اندازوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پہاڑی کی جگہ پر کھڑا کیا تھا اور ان سے کہا تھا: اِحْمُوْا ظُهُوْرَنَا ''تم نے ہماری پشت کو محفوظ بنانا ہے اگر ہم قتل بھی ہو رہے ہوں تو تم نے ہماری مدد کو نہیں آنا اور اگر تم دیکھو کہ ہم مالِ غنیمت لوٹ رہے ہیں تو پھر بھی ہمارے ساتھ شرکت مت کرنا۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالِ غنیمت لوٹنا شروع کیا اور مسلمانوں نے مشرکوں کے لشکر کو شکست دے دی اور اس کی لوٹ مار شروع کی تو تیر انداز بھی سب کے سب لشکر میں مل گئے اور لوٹنا شروع کر دیا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دشمن کا سامنا کیا تھا تو وہ بغیر کسی خلل کے سیسہ پلائی دیوار تھے جب تیر اندازوں نے وہ درّہ چھوڑ دیا تو لشکر میں دراڑ پڑ گئی اس جگہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دشمن کا لشکر داخل ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھگدڑ مچ گئی وہ ایک دوسرے سے ٹکرا گئے اور ایسے بدحواس ہوئے کہ شبہ میں آ کر کئی لوگ اپنے ہی مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ شروع دن میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو برتری تھی انہوں نے مشرکوں کے ساتھی سات یا نو جھنڈا بردار مار دیے تھے اور مسلمانوں نے پہاڑ کی طرف جولانی دکھائی حتی کہ غار تک پہنچ گئے اور حفاظت گاہ میں آ گئے تو شیطان نے آواز دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے۔ اس صدائے منحوس کے بارے میں کسی کو بھی شک نہ ہوا کہ یہ جھوٹی ہو گی حتی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے درمیان میں چلتے ہوئے نمودار ہوئے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چال کے خاص انداز کی وجہ سے آپ کو پہچان لیتے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تو ذرا آگے کی جانب مائل ہو کر چلتے تھے جب ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ دیکھ لیا تو ہم بہت خوش ہوئے ایسا لگا کہ جیسے ہمیں کوئی غم نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری جانب پہاڑ پر چڑھ گئے اور فرمایا:

---

❶ آل عمران: 152

Marfat.com

اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ دَمُّوْا وَجْهَ رَسُوْلِهٖ

''اس قوم پر اللہ کا شدید غضب ہوا جس نے اپنے پیغمبر کے چہرے کو خون آلود کر دیا۔''

اور کبھی آپ ﷺ یہ کہہ رہے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهُمْ اَنْ يَعْلُوْنَا ''اے میرے اللہ! انہیں اس قابل نہ چھوڑنا کہ یہ ہم پر غالب آسکیں۔'' یہ کہتے ہوئے آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم تک پہنچے تو کچھ دیر بعد ابوسفیان پہاڑ کے نیچے سے چلایا کہ ہبل جیت گیا اور ساتھ ہی کہا: ابوبکر کہاں ہے......؟ ابن خطاب کہاں ہے......؟ یہ سن کر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اُجِيْبُهٗ اے اللہ کے رسول! میں اسے جواب نہ دوں......؟ فرمایا: کیوں نہیں، ضرور جواب دو! جب ابوسفیان نے کہا: ہبل بت جیت گیا تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ کہ اللہ بلند اور جلیل القدر ہے۔ ابوسفیان نے کہا اے ابن خطاب! میری آج آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں اس کے بعد ان سے پھر گیا اور کہا: اَيْنَ ابی کبشہ، یعنی رسول اکرم ﷺ کہاں ہیں؟ اور ابوبکر کہاں ہیں؟ اور پھر پوچھنے لگا: عمر کہاں ہیں......؟ تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ رسول اکرم ﷺ ہیں اور یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور میں تیرے سامنے کھڑا ہوں۔ ابوسفیان نے کہا: يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ آج کا دن بدر کے بدلے کا دن ہے اور دن گردش کرتے رہتے ہیں اور جنگ ایک ڈول کی مانند ہے کبھی کسی کے ہاتھ میں کبھی دوسرے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

لَا سَوَآءٌ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاكُمْ فِي النَّارِ

''نہیں! مقتول برابر نہیں۔ ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول دوزخ میں ہیں۔''

تو آگے سے ابوسفیان نے کہا: اگر یہ تمہاری بات درست ہے تو پھر ہم ناکام ہوئے اور خسارہ میں گئے۔ اس کے بعد ابوسفیان نے کہا: تم اپنے مقتولوں میں مُثلہ پاؤ گے۔ یہ ہمارے بڑوں کے حکم سے نہیں کیا گیا، ساتھ ہی وہ جاہلیت کی حمیت وغیرت میں ڈوب گیا، کہنے لگا: تاہم اگر مثلہ ہوا ہے تو یہ ہمیں برا بھی نہیں لگا۔ [1]

---

[1] **سندہ قوی:** احمد: 2609

تحقیق الحدیث: ظاہری طور پر اس میں ضعف ہے لیکن یہ قوی ہے۔ طبرانی: 10/301، حاکم: 2/324۔ اس کے راوی ثقہ ہیں تفصیل یہ ہے عبید اللہ ابوالزناد۔ یہ دونوں تابعی ہیں اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: 1/535۔ اور سلیمان بن داؤد بن داؤد علی ثقہ، فقیہ اور جلیل القدر عالم ہے (تقریب: 1/323) اس کا شیخ عبدالرحمن صدوق ہے یہی ضعف کا باعث ہے۔ جب یہ بغداد آیا تو اس کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔ (تقریب: 1/480) تو یہ سند ضعیف ہے لیکن سلیمان ہاشمی نے جو اس سے روایت کیا ہے وہ حسن ہے۔ ترمذی نے کتاب العلل: 2/606 میں اسے مستحسن قرار دیا ہے۔

Marfat.com

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہب بن عمیر احد میں جب حاضر ہوا تو یہ کافر تھا۔ یہ زخمی ہوا تو مقتولوں میں پڑا تھا۔ اس کے قریب سے انصار کا ایک آدمی گزرا تو اس نے اسے پہچان لیا تو اس نے اس کے پیٹ پر تلوار رکھی جو اس کی کمر تک سے نکل گئی اور اس کے بعد اس نے اسے چھوڑ دیا۔ جب رات آئی تو اسے سردی لگی یہ مکہ میں چلا گیا اور تندرست ہو گیا یہ اور صفوان بن امیہ حطیم میں دونوں اکٹھے ہوئے۔ تو وہب نے کہا:

لَوْلَا عِيَالِيْ وَدَيْنٌ عَلَيَّ لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا الَّذِيْ أَقْتُلُ مُحَمَّدًا

''اگر میرے اہل وعیال نہ ہوتے اور نہ ہی میں مقروض ہوتا میں محمد ﷺ کو قتل کر دیتا۔''

صفوان نے کہا: تو کس طرح ان کو قتل کرے گا......؟ اس نے کہا:

أَنَا رَجُلٌ جَوَادٌ لَا أُلْحَقُ ، آتِيْهِ فَأَغْتَرُّهُ ثُمَّ أَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَأَلْحَقُ بِالْخَيْلِ وَلَا يَلْحَقُنِيْ أَحَدٌ

''میں ایک تیز رفتار آدمی ہوں مجھے پایا نہیں جا سکتا۔ میں ان کے پاس آؤں گا اور بے خبری میں ان پر تلوار کا وار کروں گا اور گھوڑے تک پہنچوں گا اس کے بعد مجھ تک کسی کو رسائی نہ ہوگی۔''

یہ سن کر اس سے صفوان نے کہا: تیرے اہل عیال میرے ذمّے ہیں اور تیرا قرض میرے ذمہ ہے۔ اب یہ وہب نکلا اس نے تلوار کو تیز کیا زہر میں ڈبویا اور اب یہ مدینے کی طرف روانہ ہوتا ہے اور اس کا صرف ایک ہی ارادہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کو قتل کرنا ہے۔ جب یہ مدینے میں آیا تو سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو وہ اس سے ہولناک حد تک پریشان ہوئے اور گرانی محسوس کی اور نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا: میں نے وہب کو دیکھا ہے اس کا آنا مشکوک ہے یہ ایک عہد شکن آدمی ہے، لہٰذا اپنے نبی ﷺ کے گرد ہی گھومنا کہیں یہ کچھ کر نہ دے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے نبی ﷺ کے گرد گہری نگاہ رکھی۔ اب یہ وہب آیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور کہا: أَنْعِمْ صَبَاحًا يَا مُحَمَّدُ ! ''اے محمد! خوش رہو!'' اس کے جواب میں نبی ﷺ نے فرمایا:
قَدْ أَبْدَلَنَا اللّٰهُ خَيْرًا مِّنْهَا ''اب اللہ نے ہمیں اس سے بہتر دعا بدل کر دے دی ہے کہ (السلام علیکم کہا جائے) اس نے کہا: میں آپ سے یہ عہد کرتا ہوں کہ آپ اپنی من پسند بات کریں۔ آپ نے فرمایا: تمہارا آنا کس وجہ سے ہے وہب بن عمیر نے کہا: جِئْتُ أَفْدِيْ أُسَارَاكُمْ میں اس لیے آیا ہوں کہ قیدیوں کا فدیہ دے کر انہیں چھڑاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مَا بَالُ السَّيْفِ اگر تم فدیہ دینے آئے ہو تو پھر یہ تلوار گلے میں حمائل کرنے

Marfat.com

کا کیا مقصد ہے......؟ اس نے کہا: ہم یہ تلواریں بدر کے دن بھی لے کر نکلے تھے مگر ہم کامیاب نہ ہو سکے انہوں نے آپ کا کچھ نہیں بگاڑا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے حطیم میں صفوان سے کہا تھا کہ اگر میرے اہل وعیال نہ ہوتے تو میں خود محمد ﷺ کو قتل کرتا۔ وھب حیران ہوا...... ہیں! کیا کہا......؟ پھر دہرائیں؟ آپ نے پھر اس کی اس بات کو دہرایا جو اس نے حطیم میں کہی تھی تو وہب پکار اٹھا۔ آپ ہمیں اہل زمین کی بات بتاتے تھے تو ہم آپ کو جھٹلاتے تھے اب تو آپ نے اہل آسمان کی بات کی ہے آپ سچے ہیں۔

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

''میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے پیغمبر ہیں۔''

اب اس نے مطالبہ کیا اے اللہ کے رسول! مجھے اپنی پگڑی عنایت فرمادیں۔ تو آپ ﷺ نے اسے اپنی پگڑی مبارک عنایت کردی۔ تو وہب اب مسلمان ہو کر مکے روانہ ہوئے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے تاثرات بیان کرتے ہیں کہ وہب جب مدینے آیا تھا تو مجھے خنزیر سے بھی زیادہ ناپسند تھا جب وہ واپس لوٹ کر گیا تو مجھے اپنی اولاد سے زیادہ عزیز تھا۔ (1)

عمرو بن امیہ ضمری بیان کرتے ہیں میں اور عبیداللہ بن عدی بن خیار جو بنو نوفل بن عبد مناف میں سے تھے سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان کے زمانے میں روانہ ہوئے تھے اور ہم لوگوں کے ساتھ سفر کر رہے تھے جب ہم اس سفر سے واپس ہوئے تو ہم حمص شہر کے پاس سے گزرے تو وحشی جو کہ جبیر بن مطعم کا غلام تھا وہ یہاں ہی سکونت پذیر تھا اور

---

(1) **سندہ قوی:** طبرانی کبیر: 61/17

تفصیل درج ذیل ہے: ابوعمران کا نام عبدالملک بن حبیب ازدی ہے یہ ثقہ تابعی ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 518/1) اس کا شاگرد ضبعی بھی صدوق ہے اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 131/1) اور عبدالرزاق معروف امام ہے، مصنف عبدالرزاق حدیث کی کتاب کا مؤلف ہے، اس کا شاگرد ابن عسکر ثقہ ہے (تقریب: 167/2) اور تستری نے کہا ہے یہ چوٹی کا محدث ہے بہت سخی تھا اور اس نے تصنیف بھی کی ہے۔ بعض نے اسے قوی اور بعض نے اسے ضعیف قرار دیا ہے بہر صورت یہ فنِ حدیث میں ماہر تھا۔

اس سے ابن حبان اور طبرانی نے روایت کی ہے۔ (طبقات الحفاظ: 321/1) ابوعبداللہ بن مندہ نے کہا میں نے دنیا میں ابواسحٰق بن حمزہ سے زیادہ حافظ کسی کو نہیں دیکھا۔ اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے میں نے دنیا میں ابوجعفر تستری سے زیادہ حافظ نہیں دیکھا اور ابوزرعہ نے کہا ہے: میں نے دنیا میں ابوبکر بن ابی شیبہ سے زیادہ حافظ نہیں دیکھا۔ ابن مقری کہتا ہے یہ تاج المحدثین تھا 310ھ میں فوت ہوا۔ (طبقات الحفاظ: 321/1) اور پھر یہ بات ہے کہ یہ حدیث اس نے تنہا بیان نہیں کی۔ ابن مندہ نے اس کی متابعت کی ہے ابن مندہ یہ طبرانی کے شیوخ میں سے ہے۔ ابن مندہ کی ایک روایت میں وارد ہے کہ ابن عسکر کی متابعت ہوئی ہے۔

Marfat.com

یہیں رہتا تھا جب ہم حمص میں پہنچے تو مجھ سے عبید اللہ بن عدی نے کہا:

هَلْ لَّكَ فِيْ أَنْ نَّأْتِيَ وَحْشِيًّا فَنَسْأَلَهُ عَنْ قَتْلِ حَمْزَةَ كَيْفَ قَتَلَهُ

''اب آؤ! وحشی کے پاس چلتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ اس نے سیّدنا حمزہ کو کیسے قتل کیا۔''

عمرو کہتے ہیں: میں نے کہا: اگر تم چاہتے ہو تو اس سے پوچھتے ہیں۔ اب ہم باہر نکلے اور حمص میں اس کا ٹھکانا پوچھتے رہے ہم سے ایک آدمی نے کہا کہ وہ اپنے گھر کے صحن میں ہوگا۔ اس پر خماری غالب آتی ہے اگر تم اسے چیختا ہوا پاؤ تو وہ ایک عربی آدمی ہوگا اس کی عربی روایت غالب ہوگی اور اس وقت تمہارا مقصد حاصل ہوگا اور اس سے جو بات چاہو پوچھ سکتے ہو اور اگر اس کی یہ کیفیت نہ ہوئی جو میں نے بتائی ہے تو پھر اس سے واپس لوٹ آنا اور اسے اسی حالت میں چھوڑ دینا۔ اب ہم نکلے اور پیدل چلتے ہوئے اس کے پاس آئے وہ اپنی چادر بچھائے اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا تھا۔ ہم نے دیکھا تو وہ ایک سیاہ پرندے کی مانند محسوس ہوا اور وہ بغیر کسی حرج کے حالت صحت میں آواز نکال رہا تھا۔ جب ہم اس تک پہنچے تو ہم نے اسے سلام کہا۔ اس نے سر اٹھا کر عبید اللہ بن عدی کی طرف دیکھا اس نے ابن عدی سے کہا: تم ہو! انہوں نے کہا: ہاں، میں ہوں! میں نے تجھے اس کے بعد نہیں دیکھا جب تیری ماں سعدیہ نے ذی طویٰ میں تجھے دودھ پلایا تھا۔ میں نے تجھے اسے پکڑایا تھا اس نے تجھے دونوں پہلوؤں سے پکڑ کر اٹھالیا تھا بس اٹھاتے وقت تمہارے قدم نمایاں ہوئے تھے وہ میں نے دیکھے تھے جب تم میرے پاس آ کر ٹھہرے ہو تو میں نے تمہارے قدم پہچان لیے ہیں۔

اس کے بعد ہم اس کے پاس بیٹھ گئے اور ہم نے کہا: ہم تمہارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ ہمیں سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا المناک سانحہ بتاؤ کہ تم نے انہیں کس طرح شہید کیا تھا......؟ اس نے کہا: میں تمہیں یہ داستانِ المناک اسی طرح بتاتا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ کو بتائی تھی جب آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا تھا۔

بات یہ کہ میں جبیر بن مطعم کا غلام تھا اس کا چچا جس کا نام طعیمہ بن عدی تھا یہ بدر کے دن قتل ہوا تھا۔ جب قریش احد کی طرف روانہ ہوئے تو مجھ سے جبیر نے کہا:

إِنْ قَتَلْتَ حَمْزَةَ عَمَّ مُحَمَّدٍ بِعَمِّيْ فَأَنْتَ عَتِيْقٌ

''اگر تو محمد ﷺ کے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو میرے چچا کے بدلے میں قتل کرے گا تو تو آزاد ہے۔''

وحشی نے کہا: میں بھی لوگوں کے ساتھ نکلا، میں حبشی تھا۔

Marfat.com

أَقْذِفُ بِالْحَرْبَةِ قَذْفَ الْحَبْشَةِ قَلَمَّا أَخْطَأُ بِهَا شَيْئًا

''میں حربہ (نیزہ نما آلہ جنگ) پھینکتا تھا جیسا کہ حبشہ کے لوگ نیزہ پھینکتے تھے وہ کم ہی خطا ہوتا تھا۔''

جب مسلمان اور مشرک آپس میں ٹکرائے تو میں صرف سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پر نظر جمائے تھا اور انہیں غور سے دیکھ رہا تھا کہ وہ لوگوں کے درمیان سے اونٹ کی مانند تھے۔ وہ لوگوں کو گراتے اور پچھاڑتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے تھے ان کے سامنے کوئی نہ ٹھہرتا تھا۔ مگر میں ان کے لیے تیاری میں تھا اور وہی میری مراد تھے ان کے لیے ہی میں ایک درخت کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا کہ وہ جب ہی میرے قریب ہوں تو میں حربہ چلا دوں، میں اسی انتظار میں تھا کہ ان کے سامنے سباع بن عبدالعزیٰ آ گیا اسے دیکھتے ہی سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

هَلُمَّ إِلَيَّ ابْنَ مُقَطِّعَةِ الْبُظُوْرِ

''او! ختنے کرنے والی عورت کے بیٹے ادھر آ!'' اور اس پر ایسا وار کیا کہ اس کا سر اتار دیا۔ وحشی کہتا ہے:

وَهَزَزْتُ حَرْبَتِيْ حَتّٰى رَضِيْتُ مِنْهَا دَفَعْتُهَا عَلَيْهِ فَوَقَعَتْ فِيْ ثُنَّتِهِ حَتّٰى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ رِجْلَيْهِ

''میں نے اپنے حربے کو حرکت دی حتی کہ وہ میری مرضی کے مطابق ہوا تو میں نے ان پر اسے پھینک دیا تو وہ آپ کی ناف کے نیچے لگا اور ٹانگوں کے درمیان سے آر پار ہو گیا۔''

انہوں نے اٹھ کر میری جانب آنے کی کوشش کی لیکن وہ اٹھ نہ سکے اور میں نے ان کی روح پرواز کرنے تک انہیں چھوڑ دیا پھر میں ان کے پاس آیا اور اپنا حربہ لیا اور لشکر میں واپس آ گیا اور بیٹھ گیا۔ کیونکہ میرا اتنا ہی کام تھا اور سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا میرا مقصد آزادی حاصل کرنا تھا اور کچھ نہ تھا۔ فَلَمَّا قَدِمْتُ مَكَّةَ أُعْتِقْتُ جب میں مکے میں آیا تو مجھے آزاد کر دیا گیا۔ اس کے بعد میں مکے ہی میں ٹھہرا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو میں طائف بھاگ گیا اور وہاں ٹھہرا رہا اور جب طائف کا وفد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مسلمان ہونے آیا تو میں نے مقامات کا جائزہ لینا شروع کیا اور میں نے کہا: میں شام، یمن یا کسی اور ملک چلا جاتا ہوں میں اسی فکر میں غلطاں تھا کہ مجھے ایک آدمی نے کہا:

وَيْحَكَ إِنَّهُ وَاللّٰهِ ! مَا يَقْتُلُ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ دَخَلَ فِيْ دِيْنِهِ وَتَشَهَّدَ شَهَادَتَهُ

Marfat.com

''افسوس! تو ویسے ہی فکر مند ہے۔ واللہ! محمد ﷺ اس آدمی کو ہرگز قتل نہیں کرتے جو آپ کے دین میں داخل ہو جاتا ہے اور آپ کی شہادت دیتا ہے۔''

تو میں مدینے میں رسول اکرم ﷺ کے پاس آ گیا۔

فَلَمْ يَرُعْهُ إِلَّا بِيْ قَائِمًا عَلٰى رَأْسِهِ أَتَشَهَّدُ بِشَهَادَةِ الْحَقِّ

''آپ کو اسی وقت پتہ چلا جب میں آپ ﷺ کے سر مبارک پر کھڑا شہادت حق دے رہا تھا۔''

جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو کہا: أَوَحْشِيٌّ ! تو وحشی ہے......؟ میں نے کہا: جی! اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا:

أُقْعُدْ فَحَدِّثْنِيْ كَيْفَ قَتَلْتَ حَمْزَةَ ''بیٹھ جا! اور مجھے میرے چچا کی المناک شہادت کا واقعہ سنا''

تو میں نے جس طرح تمہیں واقعہ سنایا ہے اسی طرح آپ ﷺ کو سنایا۔ جب میں نے سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی المناک شہادت سنائی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

وَيْحَكَ...! غَيِّبْ عَنِّيْ وَجْهَكَ فَلَا اَرَيَنَّكَ

''وحشی! میرے سامنے نہ آیا کرو میں تمہیں ہرگز نہ دیکھ پاؤں۔''

اس کے بعد میں رسول اکرم ﷺ جہاں بھی ہوتے، آپ ﷺ سے پیچھے رہتا تھا تاکہ آپ ﷺ مجھے دیکھ نہ لیں یہ معمول میرا آپ ﷺ کی وفات تک برقرار رہا۔ جب مسلمان یمامہ والے مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے نکلے تو میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ اور میں نے اپنا وہی حربہ جس سے سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا وہ بھی ساتھ لیا جب مسلمان ان سے ٹکرائے تو میں نے دیکھا کہ مسیلمہ کذاب کھڑا ہے اور ہاتھ میں تلوار ہے میں اسے پہچانتا نہ تھا مگر میں نے اندازے سے تیاری کی اور دوسری جانب سے ایک انصاری نے بھی اسے مارنے کی تیاری کی ہم دونوں کا نشانہ وہی تھا۔ جب میں نے اپنے حربہ (نیزہ) کو حرکت دی اور میری مرضی کے مطابق وہ نشانے پہ آ گیا تو میں نے اسے پھینک دیا جو مسیلمہ کو جا لگا اور ساتھ ہی اس پر انصاری نے بھی حملہ کیا اور اس پر تلوار سے وار کیا۔ اب ہمارا رب ہی جانتا ہے ہم میں سے کس نے اسے قتل کیا ہے میں نے یا انصاری نے۔

Marfat.com

فَإِنْ كُنْتُ قَتَلْتُهُ فَقَدْ قَتَلْتُ خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَتَلْتُ شَرَّ النَّاسِ [1]

''اگر اسے میں نے قتل کیا ہے تو میں نے رسول اکرم ﷺ کے بعد سب سے بہتر آدمی حمزہ کو شہید کیا تھا اور اب ساری دنیا سے بدترین مسیلمہ کو بھی میں نے ہی قتل کیا ہے۔''

سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

أَوْجَبَ طَلْحَةُ حِيْنَ صَنَعَ مَا صَنَعَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''کہ سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کے لیے جو سدا بہار کارنامہ سرانجام دیا ہے اس کی وجہ سے انہوں نے اپنے آپ کو جنّت جیسی متاع گرانمایہ کا مستحق قرار دے لیا ہے۔''

لوگ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر شکست و ریخت کا شکار ہو کر دور چلے گئے تھے۔ کچھ تو مقامِ اعوض کے قریب مقام منقی تک چلے گئے اور سیّدنا عثمان بن عفان، سیّدنا عقبہ بن عثمان اور سیّدنا سعد بن عثمان رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ انصار میں سے دو آدمی یہ سب راہِ فرار اختیار کر گئے اور ان کے علاوہ کچھ بنو زریق میں سے آدمی کوہ جلعب تک دور چلے گئے یہ مدینے کے قریب ایک کونے میں پہاڑ تھا وہاں یہ تین دن تک رہے اس کے بعد رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے۔ [2]

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے ڈھال کے ذریعے آپ کو محفوظ کیا تھا۔ اور سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بہت ہی اچھے تیرانداز تھے۔ جب یہ تیر پھینکتے تو نبی ﷺ رخ تاباں اٹھا کر اسے دیکھتے کہ وہ کہاں گرا ہے۔ [3]

سیّدنا سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ کی سر والی لوہے کی ٹوپی ٹوٹ گئی، وَادْمِيَ وَجْهُهُ وَكُسِرَتْ رُبَاعِيَتُهُ اور آپ کا چہرہ مبارک خون آلود ہوا اور آپ ﷺ کا سامنے کا دانت ٹوٹ گیا تو سیّدنا

---

[1] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق: 4/17، ابن اسحٰق کا شیخ ثقہ تابعی ہے اور بخاری اور مسلم کا راوی ہے (تقریب: 1/440 اور سلیمان فقہائے سبعہ میں سے ہے اور ثقہ تابعی ہے (تقریب: 1/331) اور جعفر بھی ثقہ تابعی ہے۔ (تقریب: 1/131)

[2] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق: 3/311۔ اس کی مزید تخریج رقم: 21 کے تحت ملاحظہ کریں۔

[3] بخاری: 2902

Marfat.com

علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں پانی لا رہے تھے۔ اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے زخموں کو دھو رہی تھیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ خون پانی پر غالب آ رہا ہے اتنا کثرت سے بہہ رہا ہے تو سیّدہ نے ایک چٹائی لی اسے جلایا اور اس کی راکھ زخموں میں ڈالی تو خون کی روانی بند ہوگئی۔ [1]

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے احد کے دن کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے یہاں ایک ایسے آدمی کو دیکھا ہے جس نے بے مثال بہادری کا مظاہرہ کیا ہے ہماری نگاہ میں اس جیسا کوئی نہیں۔ لوگ راہِ فرار اختیار کر گئے ہیں وہ پھر بھی ڈٹا رہا۔

وَمَا تَرَكَ لِلْمُشْرِكِيْنَ شَاذَّةً وَّلَا فَاذَّةً إِلَّا تَبِعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ

''وہ اتنا چاک و چوبند ہے کہ جو بھی مشرکوں میں سے اسے اکا دکا آدمی یا بکھرا ہوا انسان ملتا ہے اسے اپنی شمشیر تابدار سے مار دیتا ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: وَمَنْ هُوَ؟ وہ کون ہے......؟ اس کا نسب رسول اکرم ﷺ کو بتایا گیا لیکن آپ اسے پہچان نہ سکے۔ پھر آپ ﷺ سے اس کا حلیہ بیان کیا گیا تب بھی وہ آپ ﷺ کی پہچان میں نہ آیا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ وہ آدمی خود ہی آپ کے سامنے نمودار ہو گیا تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ہے وہ آدمی جس کے متعلق ہم آپ سے بات کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اچھا یہ!

إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ

''یہ تو دوزخی ہے۔'' یہ بات مسلمانوں کے لیے ناگوار تھی۔ انہوں نے کہا:

وَأَيُّنَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِذَا كَانَ فُلَانٌ مِّنْ أَهْلِ النَّارِ

''اگر یہ دوزخی ہے تو پھر ہم میں سے کون جنتی ہوگا۔''

لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا: دوستو! قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یہ اس حال میں فوت نہ ہوگا جس پر یہ اب ہے۔ میں اسکے ساتھ رہوں گا پھر یہ پوری تگ و دو کے ساتھ گیا اور سائے کی مانند اس کے ساتھ رہا يَشُدُّ مَعَهُ إِذَا شَدَّ وَيَرْجِعُ مَعَهُ إِذَا رَجَعَ وہ اگر بھاگتا ہے تو یہ بھی اس کے ساتھ ہی

---

[1] بخاری: 2903

Marfat.com

بھاگتا ہے۔اور اگر وہ واپس لوٹتا ہے تو یہ بھی واپس لوٹتا ہے۔ فَيَنْظُرُ مَا يَصِيْرُ إِلَيْهِ أَمْرُهُ یہ ایسا اس لیے کرتا ہے کہ اس کے انجام کو دیکھے کہ کیا ہوتا ہے۔آخر کار وہ آدمی زخمی ہوا اور یہ برداشت نہ کر سکا موت کو جلد بازی سے گلے لگا لیا اس نے اپنی تلوار زمین پر رکھی اور اس کی دھار پر اپنا سینہ رکھا اور سارا بوجھ اس پر ڈال دیا تو وہ تلوار اس کی کمر سے باہر آ گئی۔اب وہ جائزہ لینے والا آدمی دوڑتا ہوا آتا ہے اور پکار اٹھتا ہے:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ

''میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔''

اور رسول اکرم ﷺ کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے: اللہ کے رسول! وہ جس آدمی کا ہم نے آپ سے ذکر کیا تھا وہ بہت دلیرانہ لڑ رہا تھا اور آپ نے اسے دوزخی کہا تھا تو یہ بات آپ ﷺ کے صحابہ کرام پر گراں گزری تھی میں نے اسی وقت سے اس کی نگرانی شروع کر دی تھی وہ زخمی ہوا اور اس نے صبر کا دامن چھوڑ دیا اور تلوار نیچے رکھ کر خود کو اس پر ڈال دیا اور خود کو ختم کر دیا آپ کی بات درست ثابت ہوئی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

''آدمی بظاہر لوگوں کی نظر میں اہل جنّت کا عمل کرتا ہے لیکن وہ ہوتا دوزخی ہے اور ایک آدمی بظاہر دوزخیوں والے عمل کرتا ہے مگر وہ اہل جنّت سے ہوتا ہے۔'' [1]

سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احد کی جنگ میں ہم اپنی صفوں میں تھے کہ اونگھ کی وجہ سے ہمارے ہاتھوں سے تلواریں چھوٹ چھوٹ کر گر رہی تھیں، میری تلوار میرے ہاتھ سے گرتی اور میں اسے پکڑتا وہ پھر گرتی میں پھر پکڑتا۔ [2]

---

[1] **صحیح:** ابویعلی:13/455، بخاری:3/1061، مسلم:1/106، احد کے ذکر کے علاوہ

تحقیق الحدیث: تفصیل سند کی یہ ہے کہ ابویعلی کا شیخ یحییٰ بن ایوب مقابری بغدادی، عابد اور ثقہ ہے، مسلم کا راوی ہے۔(تقریب:588) سعید بن عبدالرحمن جمحی قاضی یہ بھی مسلم کا راوی ہے، صدوق ہے اس کے کچھ اوہام ہیں۔(تقریب:1/301) ہوسکتا ہے اس حدیث میں بھی وہ وہم کا شکار ہوا ہو اس میں غزوۂ اُحد کا نام داخل کر دیا ہے کیونکہ اس کے علاوہ دیگر راویوں نے ابوحازم سے اور سہل سے غزوہ کا نام لیے بغیر یہ روایت بیان کی ہے۔

[2] بخاری:4207

Marfat.com

سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ احد کی جانب روانہ ہوئے تو کچھ لوگ جو آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے وہ واپس لوٹ آئے۔ اب نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی دو حصوں میں بٹ گئے۔ ایک فریق کہنے لگا: ہم اپنے ان دشمنوں سے لڑیں گے۔ دوسرا کہنے لگا: نہیں یہ بھی بظاہر مسلمان ہیں ہم ان سے نہیں لڑیں گے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ تم منافقوں کے بارے میں دو حصوں میں کیوں بٹ گئے ہو......؟ اور فرمایا: یہ مدینہ طیبہ :

تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ

خبیث وردی آدمیوں کو اسی طرح دور کر دیتا ہے جس طرح آگ چاندی میں سے ردی حصہ کو دور کرتی ہے۔ [1]

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن لوگ نبی ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے مگر سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ڈھال لیے آپ ﷺ پر جھکے ہوئے تھے۔ سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سخت تناؤ کے ساتھ تیر اندازی کرتے تھے انہوں نے اس دن دو یا تین کمانیں توڑی تھیں جو آدمی بھی ان کے پاس سے تیر دان لے کر گزرتا تو اسے نبی ﷺ کہتے:

أَنْثُرْهَا لِأَبِيْ طَلْحَةَ "یہ تیر دان ابوطلحہ کے سامنے بکھیر دو۔" جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تیر اندازی کرتے تو نبی ﷺ دشمن قوم کی طرف سر اٹھا کر دیکھتے تو ابوطلحہ نے کہا:

يَانَبِيَّ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ لَا تُشْرِفْ يُصِبْكَ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ

"اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ سر اٹھا کر نہ دیکھیں کہیں دشمن قوم کا تیر نہ لگ جائے میرا سینہ حاضر ہے۔" [2]

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب میرے ابا جان شہید ہوئے تو میں ان کے چہرے سے کپڑا اٹھاتا تھا اور روتا تھا لوگوں نے مجھے منع کیا کہ ایسا نہ کریں لیکن نبی کریم ﷺ مجھے منع نہ کرتے تھے۔ اتنی دیر میں میری پھوپھی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رونا شروع کر دیا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

أَلَا تَبْكِيْنَ مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رَفَعْتُمُوْهُ

---

[1] بخاری: 4589

[2] مسلم: 3811

Marfat.com

''فاطمہ! نہ روئیں، تمہارے اٹھانے تک عبداللہ کی میت پر فرشتے اپنے پروں سے سایہ کیے ہوئے تھے۔'' [1]

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دن کھانا لایا گیا تو انہیں پرانی تاریخ یاد آ گئی کہنے لگے: مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مجھ سے بہتر تھے وہ شہید ہوئے تو ان کے کفن کے لیے کوئی چیز موجود نہ تھی صرف ایک چادر تھی اور سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور ایک اور آدمی کا بھی ذکر کیا وہ بھی مجھ سے بہتر تھے ان کے کفن کے لیے بھی کچھ نہ تھا صرف ایک ہی چادر تھی۔

لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ عُجِّلَتْ لَنَا طَيِّبٰتُنَا فِيْ حَيَاتِنَا الدُّنْيَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ

''میں ڈر گیا ہوں کہ کہیں ہماری اچھی چیزیں ہماری زندگی میں ہی ہمیں جلدی سے عطا نہ کر دی گئی ہوں، پھر یہ کہہ کر رونا شروع ہو گئے۔'' [2]

معتمر اپنے اباجان سے بیان کرتے ہیں کہ ابوعثمان کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے ساتھ احد کے دن طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہما کے سوا اور کوئی بھی باقی نہ رہا تھا۔ [3]

ابوحازم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو دیکھا جس کے ساتھ وہ نبی ﷺ کا دفاع کرتے رہے تھے وہ شل ہو چکا تھا۔ [4]

سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اٹھ کر ایک چٹان کی طرف جانا چاہتے تھے مگر آپ ﷺ نے دہری زرہ اوپر اوڑھ رکھی تھی، جس کی وجہ سے آپ ﷺ چٹان تک نہ پہنچ سکے۔ تو سیّدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ آپ کے نیچے بیٹھ گئے تو رسول اکرم ﷺ ان کے اوپر کھڑے ہو گئے اور بالکل سیدھے ہو کر چٹان تک چڑھ گئے تو ان کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: أَوْجَبَ طَلْحَةُ طلحہ نے آج اپنے لیے جنّت کا پروانہ حاصل کر لیا ہے۔ [5]

سیّدنا حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے احد کے دن دو زرہیں

---

[1] مسلم: 2471
[2] بخاری: 1274
[3] صحیح بخاری: 4060، صحیح مسلم: 2414
[4] بخاری: 3724
[5] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحق۔ حاکم: 28/3
یحییٰ صغیر تابعی ہے اور ثقہ ہے: 350/2۔ اس کا والد بھی ثقہ تابعی ہے یہ اپنے والد کے زمانے میں مکے کا قاضی تھا۔: 1/392

Marfat.com

زیب تن کر رکھی تھیں۔ [1]

سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے، یہ جنگِ احد کے دن کی بات ہے کہ تم میں سے کسی نے حمزہ رضی اللہ عنہ کی قتل گاہ دیکھی ہے......؟ تو ہم سے علیحدہ کھڑے ایک آدمی نے کہا: أَنَا رَأَيْتُ مَقْتَلَهُ ''میں نے سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قتل گاہ دیکھی ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: چلو ہمیں دکھاؤ! آپ ﷺ روانہ ہوئے حتی کہ سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کے قریب جا کر کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے دیکھا قَدْ بُقِرَ بَطْنُهُ وَقَدْ مُثِلَ بِهِ ''کہ ان کا پیٹ چاک کر دیا گیا۔ اور ان کا مثلہ ہوا ہے'' اس آدمی نے بھی کہا: اے اللہ کے رسول دیکھیں! ان کا مثلہ کر دیا گیا ہے رسول اکرم ﷺ نے انہیں اس حالت دلفگار میں دیکھنا نہ چاہا تھا، پھر شہدائے احد کے درمیان کھڑے ہوئے اور کہا: أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ میں روزِ قیامت ان شہداء پر گواہ ہوں گا۔

لُفُّوهُمْ فِي دِمَآئِهِمْ . فَإِنَّهُ لَيْسَ جَرِيحٌ يُجْرَحُ إِلَّا جُرْحُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَدْمٰى لَوْنُهُ لَوْنُ الدَّمِ وَرِيحُهُ رِيحُ الْمِسْكِ قَدِّمُوْا أَكْثَرَ الْقَوْمِ قُرْاٰنًا فَاجْعَلُوْهُ فِي اللَّحْدِ [2]

''انہیں خون سمیت دفن کر دو۔ ان میں سے ہر زخمی کا جو زخم ہے روزِ قیامت رنگ اس کا خون کا ہوگا اور خوشبو اس کی

---

[1] **سندہ صحیح:** شافعی: 317/1۔

تحقیق الحدیث: سفیان بن عیینہ معروف امام ہے اور اس کا شیخ ثقہ تابعی ہے اور یہ مسلم اور بخاری کا راوی ہے۔ 367/2۔ اور سائب صغیر صحابی ہیں۔ ابوداؤد میں یہ سند ہے۔ مسدد نے سفیان سے بیان کیا ہے کہ کہتے ہیں: میں نے یزید بن خصیفہ سے سنا ہے۔ وہ سائب بن یزید سے بیان کرتے ہیں آگے انہوں نے ایک آدمی سے بیان کیا ہے اس کا انہوں نے نام بھی لیا ہے تاہم صحابی کے نام کا نہ بھی علم ہو تو یہ جہالت نقصان نہیں دیتی۔ (ابوداؤد: 31/3) ابن ماجہ والی سند یہ ہے ہشام بن سوار۔ سفیان بن عیینہ۔ یزید بن خصیفہ۔ سائب بن یزید آگے نبی ﷺ تک ہے۔ (938/2) مسند شاشی والی سند یہ ہے۔ احمد بن زہیر بن حرب۔ ابراہیم بن بشار رمادی اور سفیان بن عیینہ 1/82۔

مزید تحقیق: عبدالکریم بن ہیثم۔ ابراہیم بن بشار رمادی۔ سفیان بن عیینہ۔ یزید بن خصیفہ۔ سائب بن یزید۔ عن رجل من بنی تیم۔ طلحہ بن عبیداللہ اور نبی ﷺ۔ یعنی اس میں ایک صحابی سے زیادہ صحابی ہیں۔ دارقطنی سے اس سائب والی حدیث کے متعلق سوال ہوا جو عن رجل عن طلحۃ بن عبیداللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو انہوں نے کہا: اسے ابن عیینہ نے یزید بن خصیفہ سے روایت کیا ہے اب یزید سے بیان کرنے میں اختلاف ہے۔ ایک کے راوی یہ ہیں: بشر بن سری۔ ابن عیینہ۔ یزید بن خصیفہ۔ سائب بن یزید عن من حدثہ عن طلحہ۔ ابن عیینہ کے اصحاب نے یزید بن خصیفہ۔ سائب سے آگے نبی ﷺ تک بیان کی ہے، یعنی انہوں نے سائب سے اوپر کسی کا ذکر نہیں کیا۔ اس میں بشر بن سری محفوظ نہیں۔ حدیث کا ایک اور شاہد ہے جو کہ بزار نے 3/311: میں بیان کیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے: محمد بن عیسیٰ تیمی۔ اسحٰق بن محمد فروی۔ عبداللہ بن جعفر۔ اسماعیل بن محمد بن سعد۔ عامر بن سعد۔ عن ابیہ سعد......الخ

[2] **سندہ حسن:** ابن ابی شیبہ: 7/372۔ ابن سعد: 3/13، بیہقی: 4/11

تحقیق الحدیث: اس کے راوی ثقہ ہیں۔ عبدالرحمن بن عبدالعزیز میں تنقید ہے تاہم یہ حسن کے رتبہ کا ہے یعقوب بن شیبہ نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ یہ کثیر الحدیث سیرت کا ماہر ہے۔ (ابن سعد) ابن حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ یہ مسلم کا راوی ہے اس پر جرح واضح نہیں۔ ازدی نے کہا ہے یہ قوی نہیں۔ ابن ابی حاتم نے کہا ہے یہ شیخ مضطرب الحدیث (تہذیب: 6/220) صدوق ہے کبھی خطا کرتا ہے۔ (تقریب: 1/489) یہاں کوئی خطا نہیں کی۔

Marfat.com

کستوری کی مانند ہوگی، ان میں سے جسے قرآن پاک زیادہ یاد ہے اسے لحد میں پہلے رکھو۔"

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (1) کہ رسول اکرم ﷺ، سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے

---

(1) **سندہ حسن:** احمد بن حنبل: 12300۔ ابن ابی شیبہ: 318/7، معانی الآثار: 502/1، ابوداوٗد: 195/3

تحقیق الحدیث: اسامہ بن زید لیثی مسلم کا راوی ہے: 53/1، یہ حسن الحدیث ہے بشرطیکہ اس کی مخالفت نہ ہو۔ یہاں اس نے اپنے سے اوثق کی مخالفت کی ہے۔ حاکم: 53/1 میں ہے سیّدنا حمزہ کے علاوہ کسی شہید کی آپ ﷺ نے نمازِ جنازہ نہ پڑھی تھی مگر یہ جملہ شاذ ہے درست نہیں صحیح یہی ہے کہ نبی ﷺ نے شہدائے احد میں سے کسی کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی تھی جو پڑھنے کی روایت کرتا ہے وہ ضعیف اور مضطرب ہے اور بیہقی نے شعبہ، حصین بن عبدالرحمن کی سند سے بیان کیا ہے۔ ابو مالک غفاری کہتے ہیں: شہدائے احد نو 9 نو 9 لائے جاتے ہیں اور دسویں حمزہ ہوتے تھے یہ نو اٹھا لیے جاتے حمزہ کو وہیں رہنے دیا جاتا حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ 12/4۔ یہ سند مرسل ہے۔ یہی احمد بن یونس کے طریق سے مروی ہے۔ ابو یوسف نے حصین سے اور اس نے ابو مالک غفاری سے بیان کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے شہدائے احد میں دس دس کی نمازِ جنازہ پڑھائی تھی ان میں حمزہ بھی تھے ان کی ستر 70 مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھی۔ بیہقی یہ لکھ کر کہتے ہیں: یہ اس نمازِ جنازہ کے بارے میں صحیح ترین روایت ہے مگر یہ مرسل ہے۔ اسے ابوداوٗد نے مراسیل میں بیان کیا ہے جس کی سند کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ھناد۔ ابوالاحوص۔ عطاء۔ شعبی...... یہ بھی منقطع ہے۔ بیہقی مزید بیان کرتے ہیں جس کی سند درج ذیل ہے: احمد بن یونس۔ ابوبکر بن عیاش۔ یزید بن ابی زیاد۔ مقسم۔ ابن عباس نے یہ بیان کیا ہے کہ سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو سیّدہ صفیہ ان کی طلب میں نکلیں انہیں پتہ نہ تھا کہ میرے بھائی کے ساتھ کیا ہوا ہے یہ سیّدنا علی اور سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہما سے ملیں تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امی صفیہ کو بتادو کہ ان کے بھائی حمزہ کو کیا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا: نہیں! علی! یہ تمہاری پھوپھی ہیں ان کو بتاؤ۔ صفیہ نے پوچھا میرے بھائی حمزہ سے کیا سلوک ہوا ہے......؟ انہوں نے کہا: ہمیں نہیں پتہ اتنی دیر میں نبی ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا: حمزہ کی حالت دیکھ کر میری پھوپھی کہیں عقل نہ کھودے آپ نے پھوپھی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ان کے لیے دعا کی تو انہوں نے حمزہ کو دیکھ کر انا للہ پڑھا اور آبدیدہ ہوئیں......الخ۔ پھر آگے ان کی میت وہیں رکھنے کا ذکر کیا ہے جو آپ نے پھوپھی کی پریشانی کے باعث نہ کیا تھا اور سات تکبیرات سے ان کی نمازِ جنازہ پڑھنے کا ذکر کیا ہے۔ (4/12)

اس کے بعد یہ لکھا ہے کہ میں نے یہ روایت ابوبکر بن عیاش۔ عن ابی یزید بن ابی زیاد سے بیان کی ہے یہ دونوں غیر حافظ ہیں اور یہ سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں یزید ضعیف ہے: 2/365۔ ابن ابی شیبہ نے بیان کیا ہے جو سند یہ ہے: عطا بن سائب۔ شعبی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ احد کے دن خواتین مسلمانوں کے پیچھے تھیں جو مشرکوں کے ہاتھوں زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ اور میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں ہم میں سے کسی کا ارادہ دنیا حاصل کرنا نہ تھا تاہم جب اصحاب النبی سے غلطی ہوئی اور حکم کی نافرمانی ہوئی کہ درہ چھوڑ دیا تو سات یا آٹھ افراد میں آپ تنہا رہ گئے تو مشرکوں نے گھیر لیا۔ اللہ اس آدمی پر رحم کرے جس نے ان مشرکوں کا رخ موڑا۔ ان افراد میں سے سات آپ پر قربان ہوگئے تو دو بچنے والے اپنے ساتھیوں سے آپ نے فرمایا: ہم نے ان سے انصاف نہیں کیا۔ ابھی آپ اس حال میں تھے تو ابوسفیان آگیا۔ اس نے کہا: ہبل جیت گیا۔ تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے جواب دو! اللہ اعلیٰ واجل ہے۔ اس نے کہا: ہمارا عزیٰ ہے تمہارا عزیٰ نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کہو! اللہ ہمارا مولیٰ ہے کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔ اس نے کہا: آج کا دن بدر کا بدلہ ہے اور ایک ایک آدمی کا نام لے کر کہا اس کے عوض ہم نے تمہارے آدمی مارے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: برابری والی کوئی بات نہیں، ہمارے شہدا تو زندہ ہیں جنت میں رزق دیے جاتے ہیں اور تمہارے مقتول دوزخ میں عذاب دیے جاتے ہیں۔

ابوسفیان نے کہا: مثلہ بھی ہوا نہ میں نے حکم دیا ہے نہ میں نے منع کیا ہے نہ میں اسے برا سمجھتا ہوں اور نہ ہی میں اس سے خوش ہوں۔ لوگوں نے دیکھا کہ سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کیا گیا ہے اور ہند نے آپ کا جگر چبایا نگل نہ سکی تو باہر پھینک دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہندہ نے کلیجے میں سے کچھ کھایا ہے۔ لوگوں نے کہا: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: حمزہ میں سے کوئی چیز دوزخ میں داخل نہ ہوگی۔ پھر ایک ایک آدمی لانے کا ذکر کیا ہے اور آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھنے کا ذکر کیا ہے اور حمزہ کے ستر مرتبہ جنازہ کا ذکر کیا ہے۔ (7/371) اس کی سند ضعیف ہے اس میں عطا بن سائب عن الشعبی ہے اس کے بعض الفاظ کی تائید ہوتی ہے جو کہ صحیح حدیث میں گزر رہے ہیں۔ عطا سند میں مضطرب ہے کبھی سند کو متصل بیان کرتا ہے تو اور کبھی منقطع بیان کرتا ہے، جیسا کہ مصنف عبدالرزاق 277/5 میں ہے اس کی سند درج ذیل ہے:

Marfat.com

اور ان کی میت پر کھڑے ہوئے دیکھا کہ ان کا مثلہ کر دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَوْلَا أَنْ تَجِدَ صَفِيَّةُ فِيْ نَفْسِهَا لَتَرَكْتُهُ حَتّٰى تَأْكُلَهُ الْعَافِيَةُ

''اگر میری پھوپھی سیّدہ صفیہ پریشان نہ ہوتیں تو میں چچا کو یہیں چھوڑ دیتا حتی کہ انہیں پرندے کھا جاتے۔''

اور قیامت کے دن انہیں ان کے پیٹوں سے نکالا جاتا اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک چادر منگوائی اس میں کفن دیا وہ چادر جب ان کے سر پر پھیلائی جاتی تو ان کے قدم نمایاں ہو جاتے اور جب قدم ڈھانپے جاتے تو ان کا سر ظاہر ہو جاتا۔ شہداء کی تعداد زیادہ تھی اور کپڑوں کی قلت تھی ایک ایک کفن میں دو دو یا تین تین شہداء کفن دیئے جاتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ یہ سوال کرتے تھے ان میں سے جس نے قرآنِ پاک زیادہ یاد کیا ہے اسے قبلہ کی جانب مقدم رکھو۔ رسول اکرم ﷺ نے انہیں نمازِ جنازہ پڑھے بغیر ہی دفن کر دیا تھا۔

✧ سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن ایک خاتون تیز رفتاری سے آ رہی تھی جب شہداء کے قریب آ گئی تو نبی کریم ﷺ نے مناسب نہ سمجھا کہ یہ خاتون شہداء کو دیکھے کیونکہ اس میں ہوسکتا ہے انہیں دیکھنے کی تاب نہ ہو۔ اس لیے کہا: أَلْمَرْأَةَ أَلْمَرْأَةَ عورت، دیکھو عورت! اسے روکو!

← سفیان بن عیینہ۔ عطا بن سائب۔ شعبی، اس میں بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر 70 مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھنے کا ذکر ہے۔ اس میں عطا کا نام متصل آیا ہے یا منقطع آیا ہے۔ دونوں صورتوں میں اس روایت کے رد میں کافی ہے۔ یہاں تو اس نے دوسروں کے دیسے بھی خلاف بیان کیا ہے کبھی اس سے وارد ہے آپ ﷺ نے سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پر اکیلے پر نماز پڑھی ہے اور کبھی کہتا ہے بقیہ شہداء کے ساتھ پڑھی تھی۔ ان اشکالات کی وجہ سے ہی ہم نے سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ والی روایات کتاب کے متن میں بیان نہیں کیں صرف حاشیہ میں وارد کی ہیں۔ وہ اشکالات درج ذیل نقاط میں خلاصۃً ہم بیان کر دیتے ہیں جن کی وجہ سے یہ جنازہ والی روایات ضعیف قرار پائی ہیں۔

① ...... ابن اسحٰق جب ابن زبیر سے بیان کرے تو یہ سند جید ہوتی ہے۔ ابن اسحٰق قوی الحدیث ہے بشرطیکہ یہ اپنے سے اوثق کی مخالفت نہ کرے۔ یہاں اس نے اوثق کی مخالفت کی ہے۔

② ...... انس بن مالک والی حدیث میں اسامہ لیثی نے مضطرب بیان کیا ہے، یہ صدوق تو ہے پر کبھی وہم کر جاتا ہے۔ یہ کبھی تو کہتا ہے نماز نہیں پڑھی گئی اور کبھی کہتا ہے شہدائے احد میں سے کسی پر نماز نہیں پڑھی صرف حضرت حمزہ پر پڑھی جبکہ نہ پڑھنے والی بات درست ہے۔ میں نے جو لکھا ہے اس کی تائید بھی مل گئی کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: دوسرا قول یعنی نمازِ جنازہ پڑھنے والا غیر محفوظ ہے اس میں اسامہ نے غلطی کی ہے اس تائید پر الحمد للہ...... باقی رہی ابن عباس والی حدیث تو اس کی سند جید ہے لیکن یہ انس والی حدیث کے مخالف ہے اور حضرت جابر والی حدیث کے بھی مخالف ہے کیونکہ اس میں جو کہ ابن عباس والی ہے اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے تمام شہدائے احد پر نمازِ جنازہ پڑھی۔

③ ...... سیّدنا جابر والی حدیث (جس میں شہداء کی نمازِ جنازہ نہ پڑھنے کا آتا ہے اس کی ترجیح کی یہ وجہ بھی ہے کہ وہ ان حادثات میں خود حاضر تھے انہوں نے مشاہدہ کیا ہے جبکہ اس وقت ابن زبیر کی عمر دو برس تھی جب کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے والد کے ساتھ مکے میں تھے۔

Marfat.com

زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں نے بغور دیکھا تو وہ میری امی جان سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ میں دوڑتا ہوا گیا اور ان کے شہداء تک پہنچنے سے پہلے ہی ان سے ملا اور شہداء سے پاس جانے سے روکا۔ تو فَلَدَمَتْ فِيْ صَدْرِيْ انہوں نے میرے سینے پر دوہتھڑ مارا وہ ایک طاقتور خاتون تھیں اور کہا: دور ہٹ جاؤ! میں نے کہا: اماں جان! رسول اکرم ﷺ نے آپ کو روکا ہے تو فوراً ٹھہر گئیں اور دو کپڑے نکالے اور کہا:

هٰذَانِ ثَوْبَانِ جِئْتُ بِهِمَا لِأَخِيْ حَمْزَةَ ، فَقَدْ بَلَغَنِيْ مَقْتَلُهُ فَكَفِّنُوْهُ فِيْهِمَا

''یہ دو کپڑے لے کر آئی ہوں جو کہ میرے بھائی حمزہ کے لیے ہیں، مجھے ان کی المناک شہادت کی اطلاع ملی ہے انہیں ان دو کپڑوں میں کفن دے دینا۔''

سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم وہ دو کپڑے لے آئے تاکہ ان میں سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو کفن دیں۔ جب ہم کفن دینے لگے تو ان کے پہلو میں ایک انصار کا آدمی شہید ہوا پڑا تھا اس کا بھی حمزہ کی مانند مثلہ کیا گیا تھا۔ ہمیں بہت زیادہ شرمندگی ہوئی کہ سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو دو کپڑوں میں کفن دیں اور یہ انصاری بے کفن ہی رہے۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ ایک کپڑے میں سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو کفن دیں اور دوسرے کپڑے میں انصاری رضی اللہ عنہ کو کفن دیں اب جب ہم نے اندازہ لگایا تو ان میں سے ایک دوسرے سے بڑے قد والا تھا، پھر ہم نے انکے درمیان قرعہ ڈالا جس کے نام جو کپڑا بطور قرعہ نکلا اس میں ہم نے اسے کفن دیا۔ [1]

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ احد سے واپس آئے تو انصار کی

---

[1] **فی سندہ ضعف ولکن الحدیث صحیح:** مسند احمد بن حنبل: 1418

تحقیق الحدیث: اس سند کے سارے راوی ثقہ ہیں اور یہ متصل ہے لیکن ابن ابوالزناد کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا، یہ اس وقت ہوا جب یہ بغداد آیا تھا۔ اس کا شاگرد بھی بغداد میں سکونت پذیر تھا۔ ابن مدینی جو ماہر نقاد ہیں ان کی رائے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یہ نقل کی ہے کہ جو حدیث اس نے مدینے میں بیان کی ہے وہ صحیح ہے۔ اور جو اس نے بغداد میں بیان کی ہے اسے بغدادیوں نے خراب کر دیا ہے اور اس کی حدیث میں فقہا کی تلقین ملا دی ہے۔ صالح بن محمد کہتا ہے: یہ اپنے باپ سے وہ اشیاء بیان کرتا ہے جنہیں ان کے سوا اور کوئی بیان نہیں کرتا۔

مالک نے۔ اس نے جو باپ سے روایات کی ہیں۔ ان پر فقہائے سبعہ کی کتاب میں تنقید کی ہے۔ یعقوب بن شیبہ کہتا ہے: یہ ثقہ ہے اور صدوق ہے، اس کی حدیث میں ضعف ہے، میں نے علی بن مدینی سے سنا ہے وہ کہتے ہیں: یہ اپنی ان احادیث میں جو مدینہ میں بیان کرتا ہے مقارب الحدیث ہے اور جو عراق میں بیان کرتا ہے اس میں مضطرب ہے۔ علی کہتے ہیں: اس کی وہ احادیث جو اس سے سلیمان بن داؤد ہاشمی بیان کرتا ہے میں نے انہیں دیکھا ہے ان میں مقارب الحدیث ہے۔ (تہذیب التہذیب: 156/6)

ترمذی نے کہا ہے جو سلیمان ہاشمی نے اس سے بیان کیا ہے تو یہ احادیث حسن ہیں اور یہ مقارب الحدیث ہے اور علی نے اسے مستحسن قرار دیا ہے یہ ساری بات یعقوب بن شیبہ نے علی سے بیان کی ہے۔ (العلل: 606/2)

Marfat.com

خواتین کی آہ و بکا سنی جو اپنے خاوندوں کی جدائی میں رو رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: حمزہ پر رونے والا کوئی نہیں۔ یہ بات انصار کی خواتین نے بھی سنی۔ اب حمزہ پر روتی ہوئی آئیں۔ تو رسول اکرم ﷺ رات کو بیدار ہو گئے تو انہیں سنا وہ رو رہی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

وَيْحَهُنَّ لَمْ يَزَلْنَ يَبْكِيْنَ بَعْدُ مُنْذُ اللَّيْلَةِ ، مُرُوْهُنَّ فَلْيَرْجِعْنَ وَلَا يَبْكِيْنَ عَلَى هَالِكٍ بَعْدَ الْيَوْمِ

''افسوس ہے! یہ ساری رات روتی رہی ہیں، واپس چلی جائیں آج کے بعد کسی فوت ہونے والے پر نہ روئیں۔'' [1]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک آدمی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ تو ہم نے کہا: اس کا ہم کیا نام رکھیں......؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا:

سَمُّوْهُ بِأَحَبِّ الْأَسْمَآءِ إِلَيَّ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ

''اس کا نام حمزہ رکھو یہ نام مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔'' [2]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب اُحد سے واپس ہوئے تو بنو عبدالاشہل کے پاس سے گزرے تو ان کی خواتین اپنے شہداء پر رو رہی تھیں اور اس دن زیادہ تر شہداء انہی میں سے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: لٰكِنْ حَمْزَةُ لَا بَوَاكِيَ لَهُ ''لیکن میرے چچا حمزہ پر رونے والا کوئی نہیں!'' سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنو ساعدہ کی خواتین سے کہا وہ مسجد کے دروازہ کے قریب سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے روئیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ان کے ساتھ رونا شروع ہو گئیں۔

رسول اکرم ﷺ سوئے تھے آپ ﷺ مغرب کے قریب بیدار ہوئے اور مغرب کی نماز ادا کی

---

[1] **سندہ صحیح:** احمد: 5563 وھو صحیح بما بعدہ۔ ابن ابی شیبہ: 3/63، حاکم: 3/215، بیہقی کبریٰ: 4/70، ابن ماجہ: 174، طبرانی کبیر: 3/146

تحقیق الحدیث: یہ اسامہ عن نافع عن ابن عمر کے طریق سے ہے۔ اسامہ بن زید حسن الحدیث ہے۔ بشرطیکہ اس کی مخالفت نہ ہو اس کا شیخ نافع کبیر تابعی ہے، ثقہ ہے (تقریب: 1/53) امام البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ: 1/265)

[2] **سندہ حسن:** حاکم: 3/216

تحقیق الحدیث: اس میں حاکم کے شیخ پر انکار کیا گیا ہے، حالانکہ وہ حدیث میں بہت بلند رتبہ رکھتا ہے اور وہ حفظ میں، اتقان میں اور ورع و تقویٰ میں مذاکرہ و تصنیف میں یگانہ روزگار ہے۔ (تذکرہ: 906) اور اس کا شیخ بھی ثقہ اور ثبت ہے۔ (المنتظم: 6/145) سفیان اور عمرو بن دینار دونوں ثقہ اور ثبت اور معروف ہیں۔ (تقریب: 1/312) 2/69۔ اور عمرو بن دینار نے جابر سے سنا ہے۔ یعقوب بن حمید اگر سند میں نہ ہوتا تو یہ سند صحیح ہوتی۔ لیکن اس کی وجہ سے حسن ہے خلاصہ یہ ہے یہ صدوق ہے کبھی وہم کرتا ہے اس کی حدیث حسن ہے۔

Marfat.com

پھر سو گئے اور یہ خواتین رو رہی تھیں۔ اب رسول اکرم ﷺ نمازِ عشاء کے لیے بیدار ہوئے عشاء کی نماز پڑھی پھر سو گئے اور یہ رو رہی تھیں۔ اب رسول اکرم ﷺ بیدار ہوئے تو خواتین رو رہی تھیں اب آپ ﷺ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں یہ اب تک رو رہی ہیں انہیں کہو! یہ چلی جائیں۔ پھر ان خواتین کے لیے اور ان کے خاوندوں کے لیے اور ان کی اولاد کے لیے دعائے خیر کی۔ [1]

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن میرے ابا جان کو رسول اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا ان کا مثلہ کیا گیا تھا۔ انہیں آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا گیا تو میں آگے ہو کر ان کے چہرے سے کپڑا اٹھاتا تھا تو میری قوم کے لوگوں نے مجھے ایسا کرنے سے منع کیا۔ اچانک ایک چلانے والی کی آواز بلند ہوئی۔ بتایا گیا کہ وہ عمرو کی بیٹی یا بہن تھی تو آپ ﷺ نے اس سے کہا: مت رو! عبداللہ پر فرشتوں نے اپنے پروں سے سایہ کر رکھا تھا۔ [2]

سیّدنا قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے علم کے مطابق عرب کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں جو انصار سے بڑھ کر شہداء کا وارث ہے اور روزِ قیامت سب سے زیادہ یہی قبیلہ عزت والا ہوگا۔ قتادہ مزید بیان کرتے ہیں انصار میں سے 71، احد میں اور بئر معونہ میں 70۔ اور یمامہ کی جنگ میں 70، افراد نے جام شہادت نوش کیا۔

بئر معونہ رسول اکرم ﷺ کے عہدِ مبارک میں تھا اور یمامہ کا دن سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں تھا جس دن مسیلمہ کذاب قتل ہوا تھا۔ [3]

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ شہدائے احد میں سے دو، آدمیوں کو ایک کپڑے میں جمع کرتے اور فرماتے: أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِّلْقُرْآنِ ان میں سے قرآن پاک زیادہ کس کو یاد ہے؟ جب اشارہ کیا جاتا یہ ہے تو اسے لحد میں پہلے اتارتے اور فرماتے:
أَنَا شَهِيْدٌ عَلَى هٰؤُلَآءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ میں روزِ قیامت ان کی گواہی دوں گا اور حکم دیا کہ انہیں خون

---

[1] **حسن وسندہ منقطع**: مسند اسحٰق بن راہویہ: 599/2۔
تحقیق الحدیث: رجالہ ثقات واثبات۔ عائشہ رضی اللہ عنہا اور محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی کے درمیان انقطاع ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو یہ سند صحیح ہوتی۔ ابو حاتم نے کہا: اس نے جابر سے نہیں سنا۔ نہ ہی ابو سعید سے اور نہ ہی عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے۔ تاہم ماقبل والی حدیث کی وجہ سے یہ حسن ہے۔

[2] بخاری: 1293

[3] بخاری: 4078

Marfat.com

آلود کپڑوں سمیت دفن کر دو انہیں غسل دیا گیا اور نہ ہی ان کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور انہیں دفن کر دیا گیا۔ [1]

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ سے میری ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: جابر! مَالِيْ أَرَاكَ مُنْكَسِرًا کیا ہے تم ٹوٹے پھوٹے سے نظر آتے ہو.....؟ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے ابا جان شہید ہو چکے ہیں اور پیچھے قرض بھی چھوڑ گئے ہیں اور اہل وعیال یعنی بچیاں بھی چھوڑ گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: أَلَا أُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللّٰهُ بِهِ أَبَاكَ کیا میں تمہیں وہ بشارت نہ دوں جس شان سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے ابا سے ملاقات کی ہے۔ سنو!

إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْ خَلْقِهِ قَطُّ إِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ. وَإِنَّ اللّٰهَ أَحْيَا أَبَاكَ فَكَلَّمَهُ كِفَاحًا. يَاعَبْدِيْ تَمَنَّ عَلَيَّ مَا شِئْتَ أُعْطِيْكَ

"اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی سے جب بھی بات کی ہے وہ پردے کے پیچھے سے کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے بابا کو زندہ کر کے ان سے سامنے گفتگو کی ہے اور کہا ہے: اے میرے بندے! جو چاہتا ہے آرزو کر میں تجھے عطا کروں گا۔"

عبداللہ نے کہا: مجھے اللہ کریم دنیا میں بھیج میں تیری راہ میں پھر جام شہادت نوش کروں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا: نہیں یہ نہیں ہوگا۔ میں نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ دوبارہ دنیا میں کسی کو نہ لوٹاؤں گا۔ انکے بارے میں اور دیگر شہداء کے لیے یہ کہا گیا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا [2]

"اور ہرگز نہ تو گمان کر ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ہیں کہ یہ مردہ ہیں بلکہ یہ زندہ ہیں۔"

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کہ کیا تم یہ جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بابا کو زندہ کیا اور کہا: آرزو کرو! انہوں نے کہا: مجھے دنیا کی طرف لوٹایا جائے میں دوبارہ تیری راہ

---

[1] بخاری: 1343

[2] آل عمران: 169 **صحیح:** ابن خزیمہ (فی التوحید): 2/890، ترمذی: 3256۔ ابن حبان: 15/490، ابن ماجہ: 190، طبرانی کبیر: 24/348، السنۃ (لابی عاصم: 1/267) الجہاد ابن مبارک: 2/511، حاکم؛ 3/224

تحقیق الحدیث: موسیٰ بن ابراہیم بن کثیر انصاری، طلحہ بن خراش، جابر بن عبداللہ، اس سند میں ضعف ہے کیونکہ اس کا مدار موسیٰ بن ابراہیم پر ہے یہ صدوق ہے کبھی خطا کرتا ہے۔ (2/280) اس کی مفصل توثیق نہیں جو لفظاً معتبر ہو۔ ابن ابی حاتم خاموش رہا۔ (الجرح والتعدیل: 8/133) ابن حبان نے اسے ثقہ کہا ہے اور خطا کرنے کا کہہ کر اس پر جرح کی ہے (7/449) قوسین کے درمیان والے الفاظ اسی کی خطا سے ہیں دوسری روایت حسن ہے۔

Marfat.com

میں شہید ہو جاؤں۔ تو اللہ نے کہا: میں نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ یہ دنیا میں لوٹائے نہیں جائیں گے۔ [1]

عامر بن امیہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تذکرہ

ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن رسول اکرم ﷺ شدید زخمی ہوئے اور آپ ﷺ نے شہدائے احد کو دفن کرنے کے متعلق یہ ہدایات دیں:

إِحْفِرُوْا وَ أَوْسِعُوْا وَأَحْسِنُوْا کہ ان کے گڑھے کھودو اور وسیع قبریں بناؤ اور اچھے انداز سے ان کی قبریں تیار کرو۔ اور دو، دو یا تین، تین ایک قبر میں دفن کرو اور جو ان میں سے قرآن پاک کو زیادہ جانتا ہے اسے قبر میں پہلے رکھو۔ ہشام کہتے ہیں: میرے ابا جان شہید ہوئے تھے انہیں دو آدمیوں سے پہلے قبر میں رکھا گیا تھا کیونکہ انہیں زیادہ قرآن یاد تھا۔ [2]

سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تذکرہ

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا سعد بن ابی ربیع کی بیوی اپنی دو بیٹیوں کو لے کر جو کہ حضرت سعد ہی سے پیدا ہوئی تھیں۔ رسول اکرم ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ دونوں سعد بن ربیع کی بیٹیاں ہیں ان کا باپ احد کے دن آپ ﷺ کے ساتھ مل کر جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گیا تھا۔

---

[1] **سندہ حسن:** احمد:14881

تحقیق الحدیث: ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس وجہ سے احمد نے اسے متفرد بیان کیا ہے۔ یہ ابن عقیل کی وجہ سے حسن الحدیث ہے، ابن عقیل حسن الحدیث ہے بشرطیکہ اس کی مخالفت نہ ہو، امام احمد رحمہ اللہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس حدیث کو امام حمیدی نے (مسند حمیدی: 532/2) میں روایت کیا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس پر تعلیق لکھی ہے کہ یہ حدیث اس سند سے حسن، غریب ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل نے جابر سے کچھ بیان کیا ہے۔ ہم صرف موسیٰ بن ابراہیم کی حدیث سے ہی جانتے ہیں۔ اسے علی بن عبداللہ بن مدینی اور دیگر کبار اہل حدیث نے بھی اسے موسیٰ بن ابراہیم سے روایت کیا ہے۔

[2] **سندہ صحیح:** ترمذی: 1810، بیہقی: 413/3، نسائی: 2018، ابن ماجہ: 1560، عبدالرزاق: 508/3) احمد: 16251

تحقیق الحدیث: یہ حدیث حمید بن ہلال اور ابو دھماء اور ہشام بن عامر کے طریق سے ہے۔ حمید ثقہ تابعی ہے اور عالم ہے (1/204) اس کا شیخ بھی ثقہ تابعی ہے اس کا نام فرقہ بن بہیس ہے: 125/2۔ اس کی متابعت بھی ہوئی ہے۔ صحابی رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے اس کی متابعت کی ہے۔ جس کا نام سعد بن ہشام بن عامر ہے یہ بھی ثقہ ہے۔ (1/289)

Marfat.com

اب ان کے چچا نے مال لے لیا ہے ان کے لیے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا اور ظاہر ہے ان کے نکاح کے لیے مال اشد ضروری ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

يَقْضِي اللهُ فِيْ ذَالِكَ اس بارے میں اللہ تعالیٰ ہی فیصلہ فرمائے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے وراثت کی آیت نازل فرمائی۔ تو رسول اکرم ﷺ نے ان بچیوں کے چچا کو پیغام بھیجا وہ آیا تو اس سے کہا:

أَعْطِ ابْنَتَيْ سَعْدٍ الثُّلُثَيْنِ وَأَعْطِ أُمَّهُمَا الثُّمُنَ وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَكَ

"سعد کی بیٹیوں کو 2/3 دو اور ان بچیوں کی ماں کو 1/8 دو جو باقی بچے وہ تمہارا ہے۔" [1]

احد میں منافقوں کا کردار

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ احد کی جانب روانہ ہوئے تو جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ گئے تھے ان میں سے بعض لوگ واپس لوٹ آئے تو نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے بارے میں دو حصوں میں بٹ گئے ان میں سے ایک فریق کہنے لگا: ہم ان سے لڑائی کریں گے اور ایک فریق کہنے لگا: ہم ان سے نہیں لڑیں گے تو یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی:

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا [2]

"کیا ہے تمہیں کہ تم منافقوں کے بارے میں دو فرقے ہو گئے ہو اور اللہ تعالیٰ انہیں ان کی کمائی کی وجہ سے اوندھا کرے گا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ (طیبہ) یعنی مدینہ گناہوں کو ایسے دور کرتا ہے جیسے کہ آگ چاندی میں سے ردّی

---

[1] **سندہ حسن:** ترمذی: 2092

تحقیق الحدیث: امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور کہا ہے اسے صرف عبداللہ بن محمد بن عقیل نے بیان کیا ہے اور اس سے شریک نے اسے روایت کیا ہے۔ (ابوداود: 2891، حاکم: 4/370، بیہقی: 6/229، دارقطنی: 4/79، ابن ماجہ: 2720 میں انہوں نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے متعدد سندوں سے بیان کی ہے اور یہ سند حسن ہے وجہ یہ ہے کہ ابن عقیل حسن درجہ کا راوی ہے یہ مشہور تابعی ہے جب یہ اوثق کی مخالفت نہ کرے تو یہ حسن الحدیث ہے (تقریب: 1/448)

[2] النساء: 88

Marfat.com

چاندی کو صاف کرتی ہے۔ [1]

جنگِ اُحد میں خوف وہراس کی حالت

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: یہ آیہ مبارکہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے:

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا [2]

''جب تم میں سے دو گروہوں نے ارادہ کیا کہ وہ بزدل ہو جائیں اور اللہ ان کا ولی ہے۔''

یہ ہمارے دو گروہ تھے ایک بنو حارثہ اور دوسرا بنو سلمہ تھا۔ یہ آیت نازل ہوئی تو ہمیں بہت مسرت ہوئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان گروہوں کے لیے خود ان کے ولی ہونے کا کہا ہے۔ [3]

درّہ میں کھڑے ہونیوالے تیراندازوں کے قائد کا تعارف

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے احد کے دن تیرانداز مقرر کیے تھے ان پر امیر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا۔ دشمنوں نے ہمارے (70) افراد شہید کیے۔ اور جنگِ بدر میں نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مشرکوں کے (70) آدمی قتل کیے اور (70) ہی اسیر کیے۔

اس لیے ابوسفیان نے کہا تھا کہ احد کا دن بدر کا بدلہ ہے اور جنگ ایک ڈول کی مانند ہے کبھی کسی کے ہاتھ کبھی کسی کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ [4]

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا:

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ إِنْ تَشَآءُ لَا تُعْبَدْ فِي الْأَرْضِ

---

[1] صحیح بخاری:4589، صحیح مسلم:2776

[2] آل عمران:122

[3] بخاری:4051

[4] بخاری:3986

Marfat.com

''اے میرے اللہ! اگر تیری مرضی ہے کہ تو اس دھرتی پر پوجا نہ کیا جائے تو پھر تو جو چاہے کر دے۔'' [1]

سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے احد کے دن اپنا سر اٹھایا تو میں نے اپنے مسلمان قومی ساتھیوں کو دیکھا کہ وہ اپنی ڈھال کے نیچے اونگھ کی وجہ سے جھکے جا رہے تھے۔ [2]

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اُحد کے دن نبی ﷺ نے پیدل دستہ پر جو کہ (50) آدمی تھے، سیّدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا اور کہا کہ اگر تم دیکھو کہ

تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوْا مَكَانَكُمْ هٰذَا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ

''ہمیں پرندے اچک رہے ہیں پھر بھی تم نے اس جگہ سے پیچھے نہیں ہٹنا۔ حتی کہ میں تمہیں پیغام بھیجوں تب ہٹنا ہے۔''

اور اگر تم دیکھو کہ دشمن قوم نے ہمیں شکست سے دوچار کر دیا ہے اور لتاڑ دیا ہے تب بھی جگہ نہ چھوڑنا حتی کہ میں تمہیں پیغام بھیجوں تو تب اس سے ٹلنا ہے۔ مسلمانوں نے دشمنوں کو شکست دی۔ واللہ! ہم نے دیکھا کہ خواتین بھاگ رہی ہیں اور ان کی پازیبیں اور پنڈلیاں نظر آ رہی تھیں، وہ کپڑے سمیٹ کر بھاگ رہی ہیں۔ سیّدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہا: غنیمت لوٹو کیونکہ اب ہمارے ساتھی غالب آ گئے ہیں۔ اب انتظار کی ضرورت نہیں۔ سیّدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَنَسِيْتُمْ مَا قَالَ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''کیا تم رسول اللہ ﷺ کی پرتاکید بات کو بھول گئے ہو.....؟''

انہوں نے کہا: ہم ضرور جاتے ہیں اور مالِ غنیمت حاصل کرتے ہیں۔ جب یہ غنیمت پر ٹوٹ پڑے تو ان کے چہرے پھر گئے اور شکست کا سامنا کرنا پڑا، یہ بھاگ رہے تھے اور رسول اکرم ﷺ انہیں پیچھے سے پکار رہے تھے۔ نبی ﷺ کے ساتھ (12) آدمی باقی رہ گئے تھے۔ دشمنوں نے ہمارے (70) آدمی شہید کیے اور بدر کے دن نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے (70) آدمی مارے تھے اور (70) قید کیے۔

---

[1] مسلم: 1743

[2] **سندہ صحیح:** تفسیر طبری: 140/4، حاکم: 325/2

یہ سند شرط مسلم پر ہے۔ حاکم نے اسے حجاج بن منہال کے طریق سے بیان کیا ہے اور کہا ہے: حماد بن سلمہ نے یہ بیان کی ہے ترمذی: 3007 میں اور ضیاء نے المختارہ: 62/3 میں، روح بن عبادہ، حماد بن سلمہ، کے طریق سے اسے بیان کیا ہے اور حماد نے ثابت سے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اس کی سند صحیح ہے۔ یہ مسلم کی شرط پر ہے۔ (صحیح مسلم: 1/62)

Marfat.com

ابوسفیان نے کہا: یہاں محمد ﷺ ہیں، نبی ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو جواب نہ دینے کا کہا، پھر اس نے کہا: ابوبکر ہیں......؟ اور پھر کہا: ابن خطاب کہاں ہے؟ یہ آوازیں اس نے تین تین مرتبہ دیں۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف رُخ کر کے کہتا ہے: أَمَّا هٰؤُلَآءِ، فَقَدْ قُتِلُوْا یہ سب مارے جا چکے ہیں۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ضبط نہ کر سکے کہا: كَذَبْتَ وَاللّٰهِ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ ''واللہ! اے اللہ کے دشمن تو جھوٹ بول رہا ہے ہم سب زندہ ہیں اور تجھے پریشان کرنے کے لیے اللہ نے ہمیں باقی رکھا ہے۔ اس نے اس دن کی شکست کو بدر کا بدلہ قرار دیا اور جنگ کو ڈول سے تشبیہ دی اور کہا مثلہ ہوا ہے، اس کا میں نے حکم تو نہیں دیا تاہم میں اسے برا بھی قرار نہیں دیتا، پھر ہبل بت کی کامیابی کا نعرہ لگایا تو رسول اکرم ﷺ نے کہا: اسے کہو! اللہ تعالیٰ اعلیٰ واجل ہے۔ اور اس نے عزیٰ کے غلبے کا اعلان کیا تو آپ ﷺ نے کہا: اسے جواب دو! اللہ ہمارا مولیٰ ہے، تمہارا مولیٰ کوئی نہیں! [1]

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ حضرت مجھے بتائیں کہ اگر میں شہید ہو جاتا ہوں تو میں کہاں جاؤں گا......؟ فرمایا: فِي الْجَنَّةِ ''تم جنت میں جلوہ گر ہو گے۔'' اس کے ہاتھ میں کھجوریں تھیں وہ اس نے پھینک دیں ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ پھر وہ لڑا حتی کہ وہ شہید ہو گیا۔ [2]

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن رسول اکرم ﷺ نے تلوار لی اور کہا: مَنْ يَّأْخُذُ مِنِّيْ هٰذَا...؟ ''کون ہے جو اسے مجھ سے لے لے......؟'' سب لوگوں نے ہاتھ پھیلایا کہ میں لیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: فَمَنْ يَّأْخُذُهُ بِحَقِّهِ؟ ''اس کا حق ادا کرنے کے لیے کون لیتا ہے......؟'' تو سب کے قدم رُک گئے۔ سماک بن خرشہ ابودجانہ نے کہا: أَنَا آخُذُهُ بِحَقِّهِ میں اسے اس کے حق کی ادائیگی کے لیے لیتا ہوں۔ اور تلوار ہاتھ میں تھام لی اس کے ساتھ مشرکوں کی کھوپڑیاں اڑا دیں اور اس کا حق ادا کر دیا۔ [3]

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو کبھی کسی کے لیے اپنے ماں باپ کو فدائی انداز پر جمع کرتے نہیں سنا۔ احد کے دن میں نے سنا تھا: يَاسَعْدُ إِرْمِ فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ سعد! تیراندازی کرو! میرے

---

[1] بخاری: 3039 ۔ اس واقعہ سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ صحابہ سے ہونے والی کوتاہی کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے، لہٰذا اب ہمیں بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کی کسی کوتاہی پر بحث کرنے کی اجازت نہیں ہے اور مزید یہ بھی واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عزت وعظمت اور توحید کے معاملے میں بہت زیادہ حساس اور غیرت والے تھے۔ آپ نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا کہ اللہ ہی ہمارا مولیٰ اور وحدہٗ لاشریک ہے۔ آج ہمیں بھی توحید اور اللہ تعالیٰ کی عزت وعظمت کے معاملے میں کسی مصلحت اور مفاد کا شکار نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی کسی کی ناراضی کی پروا کرنی چاہیے۔

[2] بخاری: 4046

[3] مسلم: 2470

Marfat.com

ماں باپ تم پر قربان ہوں۔ [1]

سیّدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد کے دن انصار کے سات افراد اور دو قریش کے آدمیوں کے درمیان تنہا رہ گئے تھے۔ جب دشمنوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھیرے میں لے لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنَّا وَلَهُ الْجَنَّةُ أَوْ هُوَ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ

''کون ہے جو انہیں ہم سے دور کرے وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا۔''

انصار میں سے ایک آدمی آگے بڑھا اور لڑا حتی کہ شہید ہوگیا۔ دشمن نے مزید گھیرا تو پھر کہا: انہیں مجھ سے کون دور کرتا ہے اسے اس کے صلے میں جنّت ملے گی، پھر انصار کا ایک آدمی آگے بڑھا اور لڑا حتی کہ وہ شہید ہوگیا۔ اسی طرح سات افراد شہید ہوگئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندہ بچنے والے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا: ہم نے اپنے ان دوستوں سے انصاف نہیں کیا۔ [2]

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب احد سے واپس ہوئے تو سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے وہ آپ کے راستے میں شہید ہوئے پڑے تھے۔ ان کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھہر گئے اور ان کے لیے دعا کی۔ پھر یہ آیہ مبارکہ پڑھی:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾ [3]

''ایمانداروں سے ایسے آدمی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچا کیا ہے ان میں سے بعض نے مقصد پورا کر لیا اور ان میں سے بعض منتظر ہیں انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔''

---

[1] بخاری:2905

نوٹ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فدائی جملہ سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے بھی کہا تھا۔ (بخاری۔ کتاب المناقب)
دونوں میں مطابقت یوں ہے کہ یا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے علم کے مطابق کہا ہے یا پھر ان کا مقصد صرف جنگِ احد میں سوائے سعد کے اور کسی کے لیے نہیں کہا۔ حضرت زبیر کے لیے آپ نے کسی اور جنگ میں کہا تھا۔

[2] مسلم:1789

[3] الاحزاب:23

Marfat.com

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَشْهَدُ أَنَّ هٰؤُلَآءِ شُهَدَآءُ عِنْدَاللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . فَأْتُوْهُمْ وَزُوْرُوْهُمْ . وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا يُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ أَحَدٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا رَدُّوْا عَلَيْهِ [1]

''میں تو گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے نزدیک روزِ قیامت شہداء ہیں۔ ان کے ہاں آؤ......! اور ان کی زیارت کرو۔ اس ذات کی قسم! میری جان جس کے ہاتھ میں ہے ان پر جو بھی سلام کہتا ہے وہ اس کا جواب دیتے ہیں۔ یہ سلسلہ قیامت کے دن تک جاری ہے۔''

حنظلہ رضی اللہ عنہ غسیل الملائکہ کا تذکرہ

عباد بن عبداللہ اپنے باپ سے اور دادا سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا تھا جب حنظلہ بن ابو عامر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے یہ شہید یوں ہوئے تھے کہ ان کا اور ابوسفیان بن حارث کا ٹکراؤ ہوا، ان پر شداد بن اسود نے غلبہ پا کر حملہ کیا اور تلوار سے شہید کر دیا تو اس وقت رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

---

[1] **سندہ حسن:** حاکم: 271/2

تحقیق الحدیث: حاکم نے ایک دوسرے طریق سے بھی اسے روایت کیا ہے: 3/221 جو درج ذیل ہے۔ محمد بن صالح بن ھانئ۔ یحییٰ بن محمد بن یحییٰ الشہید۔ عبداللہ بن عبدالوہاب حجی۔ حاتم بن اسماعیل۔ عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن ابی فروہ۔ قطن بن وھیب۔ عبید بن عمیر۔ ابوذر رضی اللہ عنہ۔ اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء: 1/107 میں درج ذیل سند سے بیان کیا ہے۔ ابراہیم بن عبداللہ۔ احمد بن حسن۔ محمد بن اسحق السراج، قتیبہ بن سعید۔ حاتم بن اسماعیل۔ عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن ابی فروہ قطن بن وہب۔ عبید بن عمیر مرسلاً۔

اس سند میں ظاہر طور پر یہ اضطراب نظر آتا ہے درست پہلی سند ہے۔ دوسری اور تیسری روایت حاتم بن اسماعیل سے ہے یہ حسن الحدیث ہے بشرطیکہ اس کی مخالفت نہ کی گئی ہو۔ یہاں اس نے ثقہ کی مخالفت نہیں کی۔ سلیمان بن بلال روایت میں مضطرب ہے۔ کبھی ابوذر کی جانب اس کی نسبت کرتا ہے اور کبھی اسے مرسل بیان کرتا ہے۔ حاکم نے اسے اس سند سے بھی روایت کیا ہے۔: 3/200۔ محمد بن صالح بن ہانئ۔ یحییٰ بن محمد بن یحییٰ الشہید۔ عبداللہ بن عبدالوہاب حجبی۔ حاتم بن اسماعیل۔ عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن ابی فروہ۔ قطن بن وہب۔ عبید بن عمیر۔ ابوذر۔

عُبَید اور عمیر دونوں نبی ﷺ کے عہدِ مبارک میں پیدا ہو گئے تھے۔ بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے اور ان کی توثیق پر اجماع ہے۔ (التہذیب: 7/71۔ جامع التحصیل: 285) اور اس کا شاگرد جو اس سے روایت کرتا ہے وہ بھی صدوق ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما عبید سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ اور عبدالاعلیٰ ثقہ اور فقیہ تھا۔ (التقریب: 1/464) اور حاتم حسن الحدیث ہے بشرطیکہ اس کی مخالفت نہ ہو۔

حافظ نے کہا: یہ صحیح الکتاب اور صدوق ہے کبھی وہم کا شکار ہو جاتا ہے یہ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 1/137) اور عبداللہ حجبی ثقہ ہے اور بخاری کا راوی ہے (تقریب: 1/430) یحییٰ ذہلی ثقہ اور حافظ ہے۔ (تقریب: 2/357)

اس کا شاگرد بھی ثقہ، حافظ اور زاہد ہے اور جو ابوجعفر ہے اس کے متعلق ابن جوزی کہتے ہیں: یہ فہم رکھتا تھا اور حافظ تھا اور ثقہ تھا، اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتا تھا اس کے بارے میں ابن یعقوب کہتا ہے کہ میں محمد بن صالح کے ساتھ رہا ہوں میں نے اسے ہر وہ کام کرتے دیکھا ہے جس سے اللہ راضی ہوتا ہے۔ اور میں نے اس سے کوئی چیز ایسی نہیں سنی جو قابلِ اعتراض ہو یہ رات کا قیام کرتا تھا۔ (المنتظم: 6/370) بیہقی نے اسے: 3/284 پر حاکم کے طریق سے بیان کیا ہے: 3/24 یہ صحیح سند سے ہے۔ ابن جعد نے 432 میں اس کا شاہد بیان کیا ہے جو درج ذیل ہے: محمد بن حبیب جارودی۔ عبدالعزیز بن ابی حازم۔ عن ابیہ۔ عن سہل بن سعد۔ یہ سند قوی ہے اس کے راوی ثقہ ہیں اور عبدالعزیز بن ابو حازم سلمہ بن دینار مدنی صدوق اور فقیہ ہے۔ (تقریب: 356)

Marfat.com

إِنَّ صَاحِبَكُمْ تَغْسِلُهُ الْمَلَائِكَةُ فَسْأَلُوْا صَاحِبَتَهُ

''تمہارے ساتھی حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں، اس کی رفیقہ حیات سے اس کی صورتِ حال پوچھو۔''

اس سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا جب انہوں نے میدانِ جنگ میں جانے کی آواز سنی تو یہ جنبی تھے اسی حالت میں جوشِ جہاد میں نکل کھڑے ہوئے غسل یاد نہ رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لِذَالِكَ غَسَلَتْهُ الْمَلَائِكَةُ اسی وجہ سے انہیں فرشتے غسل دے رہے تھے۔ [1]

جب نبی ﷺ کا چہرۂ اقدس خون سے رنگین ہوا

سیّدنا عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا مبارک چہرہ احد کے دن زخمی ہوا اور آپ ﷺ کا دانت مبارک ٹوٹ گیا۔ اور پیاس سے آپ کی طبیعت خراب ہوگئی اور نڈھال ہو کر اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑے آپ ﷺ کے ساتھیوں نے آپ ﷺ کو وہیں بٹھا دیا تو اتنی دیر میں اچانک ابی بن خلف آیا وہ آپ ﷺ کو اس لیے تلاش کر رہا تھا کہ اس کا بھائی امیہ بن خلف مارا گیا تھا۔ وہ اس کا انتقام لینے کے لیے آپ ﷺ کا پیچھا کر رہا تھا۔ اس نے آتے ہی کہا: وہ شخص کہاں ہے جس کا خیال ہے کہ میں نبی ہوں......؟ وہ سامنے آئے! اگر وہ سچا نبی ہوگا تو مجھے قتل کرے گا ورنہ وہ سچا نہیں......!

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: أَعْطُوْنِي الْحَرْبَةَ ''مجھے نیزہ دو!'' لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپکے لیے حرکت کرنا ممکن نہیں۔ آپ نیزہ کیا کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: إِنِّيْ قَدِ اسْتَسْقَيْتُ اللهَ دَمَهُ ''میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کا خون بہانے کی ہمت مانگی ہے۔'' آپ ﷺ نے وہ نیزہ لیا اور اس کی طرف چلے اور اسے مارا تو وہ سواری سے نیچے آن گرا، اسکے ساتھیوں نے اسے اٹھایا اور بچا کر لے گئے اور اس سے

---

[1] **سندہ صحیح**۔ ابن اسحٰق، صحیح ابن حبان: 7025

اسی طریق سے حاکم نے: 225/3 میں اسے بیان کیا ہے۔ یحییٰ۔ صغیر تابعی ہے اور ثقہ ہے: 350/2۔ اس کا والد بھی ثقہ تابعی ہے یہ اپنے والد کے زمانے میں مکے کا قاضی تھا۔ 392/1۔ دوسری سند بھی قوی ہے اس میں عاصم ثقہ ہے اور محمد بن لبید صغیر صحابی ہے۔

Marfat.com

کہا: کوئی زیادہ زخم نظر تو نہیں آ رہا، اس نے کہا:

إِنَّهُ قَدِ اسْتَسْعَى اللّٰهَ دَمِيْ ، إِنِّيْ لَأَجِدُ لَهَا ، مَا لَوْ كَانَتْ عَلٰى رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ لَوَسِعَتْهُمْ [1]

''اس نے میرے خون کی نذر مانی ہے، میں اپنے اندر اتنی تکلیف محسوس کر رہا ہوں اگر اسے ربیعہ اور مضر قبائل پر تقسیم کیا جائے تو سب پر غالب آ جائے۔''

سرزمین احد میں دھنسنے کا عبرتناک واقعہ

سیّدنا عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن ایک آدمی نے کہا:

اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ عَلَى الْحَقِّ فَاخْسِفْ بِيْ

''اے میرے اللہ! اگر محمد ﷺ سچے ہیں تو مجھے زمین میں دھنسا دے۔''

پھر اسے دھنسا دیا گیا۔ [2]

نبی کریم ﷺ کی شہادت کی افواہ

سیّدنا عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ جو کہ بنوسلمہ میں سے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ جنگِ احد میں ہزیمت کے بعد جب یہ خبر مشہور ہو چکی تھی کہ رسول اکرم ﷺ شہید ہو چکے ہیں، سب سے پہلے جس نے رسول اکرم ﷺ کو پہچانا کہ آپ ﷺ زندہ ہیں، وہ سیّدنا کعب رضی اللہ عنہ تھے۔

کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوہے کی ٹوپ کے اندر آپ ﷺ کی خوبصورت آنکھیں چمک رہی تھیں۔ میں

---

[1] **سندہ صحیح:** ابن ابی شیبہ: 7/371

یہ سند مرسل ہے۔ ابن ابی شیبہ نے ساتھ ہی یہ بیان کیا ہے عفان۔ حماد بن سلمہ، ہشام بن عروہ، عن ابیہ، عن الزبیر۔ مثلہ۔ یہ سند صحیح ہے عفان ثقہ ہے اور ثبت ہے، یہ جب حدیث کے ایک حرف میں بھی شک کرتا تو اسے چھوڑ دیتا تھا۔ اس کا شیخ بھی ثقہ اور عابد تھا۔ مسلم کا راوی تھا۔ (1/197)

[2] **سندہ حسن:** بزار۔ زوائد: 2/329۔ رجالہ صحیح: 6/122 مجمع الزوائد

زید بن حباب مسلم کا راوی ہے جب اس کی مخالفت نہ ہوئی ہو تو اس کی حدیث حسن ہے۔ (1/273) بزار کا شیخ بخاری کا راوی ہے۔ اس کا نام عبدة بن عبداللہ صفار ہے۔ (1/530) اور حسین بھی ثقہ ہے مسلم کا راوی ہے (1/180) اور عبداللہ ثقہ تابعی ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (1/403)

Marfat.com

پہچان کے بعد اپنی بلند آواز سے آپ ﷺ کو پکارا اور مسلمانوں میں آواز دی:

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ أَبْشِرُوْا هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''اے مسلمان جماعت! خوش ہو جاؤ! یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔''

آپ ﷺ نے میری طرف اشارہ کیا کہ کعب خاموش رہو! مسلمانوں نے رسول اکرم ﷺ کو پہچان لیا تو وہ آپ ﷺ کی طرف لپک پڑے۔ آپ ﷺ جس گھاٹی میں تھے ادھر یہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر بن ابوقحافہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ بھی تھے یہ مسلمانوں کا ایک گروہ موجود تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے گھاٹی کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی تو ابی بن خلف آ گیا وہ یہ کہہ رہا تھا: اے محمد......! آپ اب کہاں جاؤ گے......؟ لَا نَجَوْتُ إِنْ نَجَوْتَ ''اگر آپ آج بچ گئے تو پھر میں ناکام ہوا۔''

یہ سن کر آپ ﷺ کے ساتھیوں نے کہا: اگر اجازت ہو تو ہم میں سے کوئی آدمی اس پر حملہ کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چھوڑ دو......! جب یہ رسول اکرم ﷺ کے قریب ہوا تو آپ ﷺ نے حارث بن صمہ سے ایک نیزہ لیا۔ تو ابی بن خلف اسے دیکھتے ہی کانپنے لگا اور ایسے اس کی کمر سے بال اڑنے لگے جیسا کہ اونٹ کپکپائے تو اس کی کمر سے اڑتے ہیں، پھر جب وہ سامنے آیا تو رسول اکرم ﷺ نے اسے وہ نیزہ مارا تو وہ کئی بار اپنے گھوڑے سے گرا اور کچھ دیر بعد مر گیا۔ [1]

---

[1] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق: 1/301۔

اسی طریق سے ابونعیم نے 482 پر اسے روایت کیا ہے۔ زہری، اپنے طبقے کا امام ہے اور اس کا شیخ بھی ثقہ ہے یہ بخاری اور مسلم کا راوی ہے یہ نبی ﷺ کے دیدار سے شرف یاب ہوا۔ جب آپ ﷺ نے نیزہ پکڑا اور...... کئی بار اس کے گھوڑے سے گرنے والی عبارت یہ حصہ ضعیف ہے کیونکہ یہ بغیر سند ہے ابن اسحٰق کا کلام ہے۔

Marfat.com

احد کے دن فرار ہونے پر

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کا جواب

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: احد میں طلحہ نے میرے لیے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے اس کی وجہ سے انھوں نے اپنے لیے جنّت واجب کرلی ہے۔ جب لوگ شکست خوردہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور چلے گئے، حتی کہ بعض ''منقا'' جگہ جو کہ ''اعوص'' جگہ کے قریب ہے وہاں تک پہنچ گئے اور حضرت عثمان اور عقبہ بن عثمان اور سعد بن عثمان اور انصار کے دو آدمی اور کچھ بنوزریق کے آدمی بھی راہِ فرار اختیار کر گئے، حتی کہ مدینہ کی ایک جانب کوہِ جلعب ہے وہاں تک پہنچ گئے اور وہاں تین دن تک رہے۔ اس کے بعد جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ گئے تو انھیں تسلی دیتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کوئی بات نہیں تم جنگی چال کے تحت ہی گئے تھے فکر نہ کرنا گناہ نہیں۔ [1]

عثمان بن موہب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ اہلِ مصر میں سے ایک آدمی آیا اور بیت اللہ کا حج کیا تو اس نے کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا اور پوچھا:

مَنْ هٰؤُلَآءِ الْقَوْمُ ...؟ ''یہ کون لوگ ہیں......؟ لوگوں نے بتایا: هٰؤُلَآءِ قُرَيْشٌ یہ قریش کے لوگ ہیں! اور اس نے پوچھا: فَمَنِ الشَّيْخُ ''ان میں یہ بزرگ کون ہے......؟

لوگوں نے بتایا کہ یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں اب وہ بیٹھ گیا اور سوال کیا:

هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ ...؟

''کیا آپ جانتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ احد کے دن میدان سے بھاگ گئے تھے......؟''

انہوں نے کہا: ہاں! پھر بولا:

---

[1] فزعموا تک سند کا حصہ درست ہے۔ ابن اسحٰق نے اسکے بعد والا حصہ بغیر سند بیان کیا ہے اور اسے طبری نے تاریخ 69/2 میں بھی بیان کیا ہے۔ سند یہ ہے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر اس نے اپنے باپ سے اس نے عبداللہ بن زبیر سے، پھر انھوں نے حضرت زبیر سے بیان کی ہے۔ یہ سند صحیح ہے، یحییٰ صغیر تابعی ہے، ثقہ ہے۔ 350/2، اس کا والد بھی ثقہ تابعی ہے اپنے والد عبداللہ کے زمانے میں یہ عباد مکہ کا قاضی تھا اس کا والد صحابی ہے۔ طبری۔ 362/1

Marfat.com

تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَّلَمْ يَشْهَدْ..؟

''آپ یہ بھی جانتے ہیں وہ بدر سے بھی غائب رہے تھے......؟'' حاضر نہ ہوئے تھے۔

کہا: ہاں! جانتا ہوں، پھر اس نے کہا: بیعتِ رضوان میں بھی حاضر نہ تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہاں! جانتا ہوں۔ یہ سن کر اس نے تعجب سے کہا: اللہ اکبر! سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: آؤ! اب میں وضاحت سے بتاتا ہوں۔

① ......عثمان رضی اللہ عنہ احد کے دن جو بھاگے تھے میں اسکا گواہ ہوں کہ أَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَلَهُ

''اللہ تعالیٰ نے ان سے درگزر کر دیا ہے اور معاف کر دیا ہے۔

② ......جو وہ بدر میں حاضر نہ ہوئے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی لختِ جگر ان کے نکاح میں تھیں جو کہ بیمار تھیں عثمان سے خود رسول اکرم ﷺ نے کہا تھا۔

إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَّ سَهْمَهُ

''عثمان! تمہارے لیے وہی اجر ہے جو بدر میں حاضر ہونے والے کا اجر ہے اور اسی طرح مال غنیمت کا حصہ بھی ہے۔''

③ ......جو وہ بیعتِ رضوان میں حاضر نہ تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی مکے کی وادی میں ان سے زیادہ معزز ہوتا تو آپ ﷺ ان کی جگہ اسے مکہ بھیجتے۔ رسول اکرم ﷺ نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا اور ان کے سفیر بن کر جانے کے بعد بیعتِ رضوان ان پر برپا ہوئی تھی۔ تو رسول اکرم ﷺ نے بیعت لیتے ہوئے کہا تھا اور اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا اور کہا: هٰذِهٖ يَدُ عُثْمَانَ ''یہ میرے عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے۔'' اور اسے بائیں ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا: یہ عثمان کا ہاتھ ہے میں ان کی طرف سے بیعت کر رہا ہوں۔ یہ تینوں باتیں بتا کر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ اپنے ساتھ اپنی قوم کے پاس لے جا اور انہیں بتانا۔ (تا کہ ان کی غلط فہمی دور ہو جائے) [1]

زمین پر چلتا شہید

یحییٰ بن عبدالحمید اپنی دادی سے بیان کرتے ہیں جو کہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ہیں، یہ بیان کرتی ہیں کہ رافع رضی اللہ عنہ کو احد یا خیبر میں سینے میں تیر پیوست ہو گیا وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول!

[1] بخاری: 4066,3698

Marfat.com

رافع رضی اللہ عنہ کو احد یا خیبر میں سینے میں تیر پیوست ہو گیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تیر نکال دیجیے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا رَافِعُ إِنْ شِئْتَ نَزَعْتُ السَّهْمَ وَالْقُطْبَةَ جَمِيْعًا...؟

”رافع! اگر چاہتے ہو تو میں تیر اور میخ دونوں نکال دیتا ہوں۔“

اور اگر چاہتے ہو تو میں تیر نکال دیتا ہوں اور میخ چھوڑ دیتا ہوں اگر یہ تم مانتے ہو تو میں شَهِدْتُ لَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ شَهِيْدٌ روزِ قیامت یہ گواہی دوں گا کہ تم شہید ہو۔ انہوں نے کہا: صرف تیر نکال دیں، میخ رہنے دیجیے۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیر نکالا اور میخ چھوڑ دی۔ اس کے بعد رافع رضی اللہ عنہ کا سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں یہ زخم پھوٹ پڑا یہ نمازِ عصر کے بعد ہوا تھا یہ اسی وقت فوت ہو گئے۔

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اطلاع دی گئی کہ سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فوت ہو چکے ہیں تو انہوں نے ان کے لیے رحمت کی دعا کی۔ اور کہا: رافع جیسے فرزندِ اسلام کو دفن کرنے کے لیے یونہی نہ لے کر جائیں بلکہ مدینے میں اور ارد گرد کی بستیوں میں ان کی وفات کی اطلاع کی جائے۔ جب جنازہ ادا ہو چکا اور ہم نے ان کی نمازِ جنازہ ادا کر لی تو سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما ان کی قبر کے سرہانے بیٹھ گئے اسی دوران ہماری ایک لونڈی چلا کر رونے لگی۔ اس سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: بے وقوف کہیں کی! اس طرح چلّا کر رو کر ہمارے اس بزرگ کو اذیت نہ پہنچا اس کا کچھ فائدہ نہیں، وہ تو زندہ شہید تھے۔ [1]

معرکہ احد کے بعد ایک ایمان افروز دعا

سیّدنا رفاعہ زرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب احد کا دن تھا اور مشرک شکست کھا کر منتشر ہو گئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: إِسْتَوُوْا حَتّٰى أُثْنِيَ عَلٰى رَبِّيْ ساتھیو! سیدھے ہو کر بیٹھ جاؤ! میں اپنے رب کی ثناء

---

[1] **سندہ قوی:** طبرانی کبیر:239/4

تحقیق الحدیث: احمد:27128۔ سند کی تفصیل یہ ہے: حسن بن موسیٰ۔ عفان۔ عمرو بن مرزوق۔ یہ سند صحیح ہے۔ یحییٰ ثقہ تابعی ہے (الجرح والتعدیل:168/9) اس کا شاگرد عمرو بن صدوق ہے (التقریب:78/2) تہذیب:101/8۔ اور عمرو کے تمام تلامذہ ثقہ ہیں۔ (تقریب:203/2، 154/1) اور ابو ولید سے مراد طیالسی ہے۔ (تقریب:319/2) طبرانی کا شیخ اور شاگرد حجاج یہ بھی ثقہ ہیں اور علی کا تعارف یہ ہے کہ علی بن عبدالعزیز بن مرزبان بغوی ہے۔ (البلغہ:228)

Marfat.com

کرلوں، لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صفیں بنالیں۔ تو آپ ﷺ نے درج ذیل تعریفات کیں۔

أَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ

''اے میرے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہی ہیں۔''

أَللّٰهُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطتَّ وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ

''اے میرے اللہ! جسے تو کشادہ کرے اسے کوئی تنگ نہیں کرسکتا اور جسے تو تنگ کرنے پر آئے اسے کوئی کشادہ نہیں کرسکتا۔''

وَلَا هَادِيَ لِمَا أَضْلَلْتَ وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ هَدَيْتَ

''جسے تو گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جسے تو ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔''

وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ

''اور جو تو روک لے وہ کوئی عطا کرنے والا نہیں اور جو تو عطا کردے اسے کوئی روکنے والا نہیں۔''

وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا بَاعَدتَّ وَلَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ

''جو تو دور کرے اسے کوئی قریب نہیں کرسکتا اور نہ ہی کوئی اسے دور کرسکتا ہے جو تو قریب کرے۔''

أَللّٰهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ

''اے میرے اللہ! ہمارے اوپر اپنی برکات، رحمت، فضل اور رزق کی فراوانی کردے۔''

أَللّٰهُمَّ أَنِّيْ أَسْئَلُكَ النَّعِيْمَ الْمُقِيْمَ الَّذِيْ لَا يَحُوْلُ وَلَا يَزُوْلُ

''اے میرے اللہ! میں تجھ سے دائمی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں جو کبھی نہ رکیں اور نہ ہی زوال پذیر ہوں۔''

أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ النَّعِيْمَ يَوْمَ الْعَيْلَةِ وَالْأَمْنَ يَوْمَ الْخَوْفِ

''اے میرے اللہ! میں تجھ سے اس دن کی نعمت کا سوال کرتا ہوں جب محتاجی ہو اور خوف کے دن تیرا امن مانگتا ہوں۔''

أَللّٰهُمَّ أَنِّيْ عَائِذٌ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَعْطَيْتَنَا وَشَرِّ مَا مَنَعْتَ

''اے میرے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے جو تو نے ہمیں دیا ہے اور اس چیز کے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں جو تو نے روکی ہے۔''

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْإِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ إِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ

”اے میرے اللہ! ایمان ہمارے ہاں محبوب کردے اور اسے ہمارے دلوں میں مزین کردے اور کفر ہمارے ہاں ناپسندیدہ کردے۔ فسق اور نافرمانی بھی ناپسندیدہ کردے اور ہمیں راہ پانے والوں میں سے بنادے۔“

اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَأَحْيِنَا مُسْلِمِيْنَ وَأَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ

”اے میرے اللہ! ہماری موت حالتِ اسلام میں کرنا اور ہمیں مسلمان زندہ رکھنا اور ہمیں موت کے بعد نیکوں کے ساتھ ملانا بغیر رسوائی کے اور فتنہ آزمائی کے۔“

اَللّٰھُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ

”اے میرے اللہ! ان کافروں کو برباد کردے جو تیرے پیغمبروں کو جھٹلاتے ہیں اور تیری راہ سے روکتے ہیں ان پر اپنی وبا اور عذاب مسلّط کردے۔“

اَللّٰھُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ إِلٰهَ الْحَقِّ

”اے میرے اللہ! ان کافروں کو بھی مار ڈال جو کتاب دیے گئے۔ اے حقیقی معبود! (دعا قبول کرلے)“ [1]

معرکہ کے بعد آپ ﷺ کی رقّت آمیز تمنّا

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو اصحابِ احد کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

---

[1] **سندہ قوی :** احمد بن حنبل: 15492

تحقیق الحدیث: ان سب کو مروان بن معاویہ فزاری کے طریق سے بیان کیا ہے تفصیل سند درج ذیل ہے: عبدالواحد بن ایمن۔ عبید بن رفاعہ زرقی۔ عن ابیہ۔ مروان کی متابعت ہوئی ہے اور بزار نے کی ہے جو یہ ہے خلاد بن یحییٰ ثقہ ہے۔ بخاری کے کبار اساتذہ میں سے ہے: 1/230۔ اور مروان ثقہ اور حافظ ہے (2/239) اور عبدالواحد صغیر تابعی ہے مسلم کا راوی ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ (تقریب: 2/525) اور عبید بھی ثقہ ہے نبی ﷺ کے عہد مبارک میں پیدا ہوا تھا۔ (1/543)

Marfat.com

أَمَا وَاللّٰهِ ! لَوَدِدْتُ أَنِّي غُودِرْتُ مَعَ أَصْحَابِ بَحْضِ الْجَبَلِ

''واللہ! میری خواہش ہے کہ میں بھی کوہِ احد کے دامن میں پڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ رہنے کے لیے چھوڑ دیا جاؤں (لیکن ایسا ممکن نہیں) ❶

جب مشرک بھاگ گئے

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (آل عمران:172)

''جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول کی بات کو قبول کیا حالانکہ انہیں زخم آئے تھے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے احسان کیا اور تقویٰ اختیار کیا ان کے لیے عظیم اجر ہے۔''

سیّدہ نے عروہ سے کہا: بھانجے! تمہارے باپ زبیر اور ابوبکر رضی اللہ عنہما بھی ان لوگوں میں شامل ہیں کیونکہ احد کے دن یہ بھی زخمی ہوئے تھے۔ مشرک جب واپس ہوئے تو آپ ﷺ کو اندیشہ ہوا کہ یہ واپس لوٹ آئیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کا پیچھا کون کرے گا تو ستّر آدمیوں نے یہ دعوت قبول کی ان میں ابوبکر اور زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ ❷

ابن عباس رضی اللہ عنہما مزید وضاحت کرتے ہیں کہ مشرک جب احد سے واپس لوٹے اور روحاء جگہ تک پہنچے تو انہیں یہ سوچ آئی کہ تم نے یہ کیا کیا ہے کہ نہ تو تم نے محمد ﷺ کو قتل کیا ہے نہ ہی تم نے مسلمانوں کی دوشیزاؤں کو اپنے پیچھے گرفتار کر کے سوار کیا ہے یہ تو بہت ہی برا کام ہوا ہے۔ چلو! پھر دوبارہ چل کر حملہ آور ہوتے ہیں۔ ادھر یہ بات رسول اکرم ﷺ تک بھی پہنچ چکی تھی آپ ﷺ نے لوگوں کو ان کا پیچھا کرنے کے لیے بلایا۔ لوگوں نے اس

❶ **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق
حاکم:2/86، احمد:3/375۔ احمد نے ابن اسحٰق کے طریق سے ہی بیان کیا ہے اور مجمع الزوائد:2/702۔ میں حارث سے ہے۔ عاصم تابعی ثقہ اور مغازی کا ماہر عالم ہے۔:1/385 اور عبدالرحمن بن جابر ثقہ تابعی ہے۔:1/475)

❷ بخاری:4077، مسلم:3849

Marfat.com

پکار پر لبیک کہا اور چل دیے حتیٰ کہ یہ حمراء الاسد تک پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی جو اوپر والی حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ یہ کہہ کر ابوسفیان نے جان چھڑائی کہ تم سے ہمارا یہ وعدہ ہے کہ ہم تم سے مقام بدر میں ٹکرائیں گے جہاں تم نے ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا تھا، یہ کہہ کر اس نے راہِ فرار اختیار کی بزدل تو لوٹ آئے، جو بہادر تھے انہوں نے لڑائی والے مشرکوں کا مال بھی لیا اور تجارت بھی کی وہاں ایسا کوئی دشمن نہ ملا۔ مگر یہ مال و دولت لے کر لوٹے، تو انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ

''یہ اللہ کی نعمت اور فضل لے کر پلٹے انہیں کسی تکلیف نے نہ چھوا۔'' [1]

(طبرانی کبیر: 247/11) یہ سند جواز کے طریق سے آئی ہے۔ عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں یہ ثقہ اور ثبت اور عالم ہے (30/2) اور عمرو بن دینار ثقہ اور ثبت ہے (69/2) اور سفیان بن عیینہ معروف امام اور ثقہ و ثبت اور حافظ اور حجت ہے۔ (312/1) جواز راوی بھی ثقہ ہے۔

شہدائے احد کا فقید المثال استقبال

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے بھائی احد میں شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کے پیٹوں میں ڈال دیا جو جنّت کی نہروں میں وارد ہوتے ہیں اور اس کے پھل کھاتے ہیں اور قندیلوں پر جو کہ سونے کی ہیں ان پر بیٹھتے ہیں اور عرش کے سائے میں رہتے ہیں۔ یہ اپنی عمدہ نشست اور کھانے اور اپنے حسن مقام کو دیکھ کر کہتے ہیں:

يَالَيْتَ إِخْوَانَنَا يَعْلَمُوْنَ بِمَا صَنَعَ اللّٰهُ لَنَا، لِئَلَّا يَزْهَدُوْنَ فِي الْجِهَادِ وَلَا يَنْكِلُوْا عَنِ الْحَرْبِ

''کاش ہمارے بھائی جان لیں کہ ہمارے اللہ نے ہمارے ساتھ کتنا اچھا سلوک کیا ہے۔ تاکہ یہ جہاد میں بے رغبتی نہ کریں اور نہ ہی یہ جنگ سے پہلو تہی کریں۔''

---

[1] **سندہ صحیح:** نسائی کبریٰ: 317/6

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ عزّوجل نے کہا: أَنَا أُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ ''میں انہیں تمہارا پیغام پہنچادیتا ہوں۔'' تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ پر یہ آیت تاری:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ يُرْزَقُوْنَ ١٦٩

''اور تو ہرگز گمان نہ کر ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئے ہیں کہ یہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق دیے جاتے ہیں۔'' [1]

شہداءِ اُحد کے بدنوں کی حفاظت

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جب وادی کی جانب گئے تو کہا: جس کا شہید ہو تو وہ اپنے شہید کے پاس آئے، یعنی اگر کوئی احد کے اپنے شہید کے پاس آنا چاہے تو آسکتا ہے۔

یہ لوگ آئے، تو انہوں نے شہداء کو نکالا تو وہ تروتازہ تھے۔ قبر سے انہیں دیکھنے کے لیے نکالتے ہوئے ایک آدمی کے پاؤں پر کسّی لگ گئی تو اس سے خون پھوٹ پڑا۔

سیّدنا ابوسعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب اتنے سال بعد یہ شہداء متغیر نہیں ہوئے تو امید ہے کبھی متغیر نہ ہوں گے۔ [2]

سفیان بن عیینہ معروف امام ہیں ثقہ، حافظ اور حجت ہیں۔ (312/1) ان کا شیخ ابوزبیر ہے اس کا نام محمد بن مسلم بن تدرس ہے صدوق ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (207/2) یہ مدلس ہے لیکن یہاں اس نے اپنے استاد

---

[1] **حسن:** سیرت ابن اسحٰق

تحقیق الحدیث: ابن اسحٰق کے طریق سے ہی احمد نے 2388 میں اور ابوداؤد نے 2520 میں حاکم نے 325/2 اور عبد بن حمید نے 227/1 میں اور ابویعلیٰ نے 219/4 میں اور بیہقی نے 163/9 میں اور ابن مبارک نے الجہاد 1/ 60 میں بیان کیا ہے۔

اسے ابوزبیر نے عن (سے) بیان کیا ہے اگر یہ ایسا نہ کرتا تو یہ سند صحیح تھی۔ ابوزبیر نے اپنے استاد کے نام میں تدلیس کی ہے تاہم دوسری روایت میں صراحت کی ہے کہ میرے استاد وامام مجاہد سعید بن جبیر تھے۔ ابوزبیر کی ابن مبارک نے متابعت بیان کی ہے اس حدیث کا ایک حسن درجے کا شاہد ہے۔ (تفسیر ابن جریر: 171/ 4) یہ شاہد درج ذیل ہے۔ محمد بن اسحٰق۔ اعمش۔ ابوالضحیٰ۔ مسروق بن اجدع۔ یہ کہتے ہیں ہم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس اوپر والی آل عمران کی آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بھی وہی تفسیر بتائی جو اوپر بھی ہم نے لکھی ہے کہ یہ روحیں جنت میں اڑتی ہیں۔...... الخ

[2] **سندہ صحیح:** عبدالرزاق: 277/5

Marfat.com

سے صراحت سے بتایا ہے کہ میں نے یہ حدیث سنی ہے۔

احد کے شاہسواروں کا تذکرہ

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ احد کے دن سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور بڑے ہی فخریہ انداز میں کہا: خُذِيْ هٰذَا السَّيْفَ غَيْرَ ذَمِيْمٍ یہ تلوار لو اسے سنبھال کر رکھو اس سے میں نے ایسا کام کیا ہے جو قابل ستائش ہے میدان میں اس کی کارکردگی کی کوئی مذمت نہیں کر سکتا۔ یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا:

لَئِنْ كُنْتَ أَحْسَنْتَ الْقِتَالَ ، لَقَدْ أَحْسَنَهُ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَ أَبُوْ دُجَانَةَ سِمَاكُ بْنُ خَرْشَةَ [1]

''اے علی! اگر آپ نے جنگ میں حسن کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے تو سہل بن حنیف اور ابو دجانہ جو کہ شاہسوار ہیں ان کی کارکردگی بھی بہت اچھی اور مثالی ہے۔''

سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت کا تذکرہ

سیّدہ ام فضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے گھر میں نبی ﷺ کے جسم کا ٹکڑا موجود ہے۔ کہتی ہیں میں گھبرا گئی اور رسول اکرم ﷺ کے گھر گئی اور اس کا آپ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بہت ہی بہتر خواب ہے۔

تَلِدُ فَاطِمَةُ غُلَامًا فَتُكَفِّلِيْنَهُ بِلَبَنِ ابْنِكِ قُثَمَ

---

[1] **سندہ صحیح:** طبرانی کبیر: 104/7، حاکم: 26/3

تحقیق الحدیث: سند درج ذیل ہے۔ عکرمہ، عمرو اور سفیان یہ ثقہ ائمہ ہیں اور معروف ہیں منجاب راوی بھی ثقہ ہیں (2/264) حاکم نے جو کہا ہے کہ اس کی سند بخاری کی شرط پر ہے یہ درست نہیں۔ یہ مسلم کی شرط پر ہے وجہ یہ ہے کہ منجاب صرف مسلم کا راوی ہے۔ اس کا ایک شاہد بھی ہے جس میں ضعف ہے اسے ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے اور اسی کے طریق سے حاکم نے 3/27 پر بیان کیا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس۔ عکرمہ۔ ابن عباس اور حسین ضعیف ہے۔ 1/176۔

Marfat.com

''کہ فاطمہ ایک بچہ جنم دے گی تم اس کی اپنے قثم کے ساتھ دودھ پلا کر کفالت کرو گی۔''

پھر سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جنم دیا اور میں نے اسے دودھ پلایا حتی کہ وہ چلنے پھرنے لگا تو میں نے دودھ چھڑوایا۔ ایک دن میں اسے یعنی حسن رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائی اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں بٹھا دیا تو اس نے پیشاب کر دیا۔ میں نے اس کے کندھے کے درمیان مارا اور کہا: پیشاب کیوں کر دیا......؟
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أُرْفُقِيْ بِابْنِيْ رَحِمَكِ اللهُ أَوْ أَصْلَحَكِ اللهُ أَوْ جَعْتِ ابْنِيْ

''امّ فضل! میرے بیٹے سے نرمی کرو، اللہ تم پر رحم کرے، یا کہا۔ تمہاری اصلاح کرے تم نے میرے بیٹے کو درد سے دوچار کر دیا ہے۔''

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اپنا تہبند مجھے اتار کر دیں میں دھو دوں اور کوئی دوسرا کپڑا پہن لیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ وَيُنْضَحُ بَوْلُ الْغُلَامِ

''لڑکی پیشاب کرے تو اسے دھو دیا جاتا ہے اور جب لڑکا پیشاب کرے تو اس پر چھینٹے مارے جاتے ہیں دھونے کی ضرورت نہیں۔'' [1]

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھا۔ رسول

---

[1] **اسنادہ حسن:** احمد: 26875، سندہ حسن۔ ابن ماجہ: 522، ابویعلی: 12/500، طبرانی: 3/20، ابن خزیمہ: 1/143 میں قابوس کے طریق سے بیان کی ہے تفصیل درج ذیل ہے:
تحقیق الحدیث: ہمارے شیخ محمد مصطفیٰ اعظمی حفظہ اللہ نے اس سند کو حسن قرار دیا ہے امام البانی رحمہ اللہ نے ان کی تائید کی ہے۔ (صحیح ابن ماجہ: 1/85، صحیح ابوداود: 1/75) قابوس تابعی ہے۔ لا باس بہ (تقریب: 2/115) طبرانی میں جو یہ آیا ہے کہ عن ابیہ اس نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے اس کا نام نہیں بتایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اس کا والد صحابی ہے صحابی عادل ہوتا ہے۔ اور سماک صدوق تابعی ہے یہ روایت اس نے عکرمہ سے نہیں کی (تقریب: 1/322) اور اسرائیل ثقہ ہے اور معروف ہے (تقریب: 1/64) اس کی متابعت ہوئی ہے اس کا شاگرد بھی ثقہ ہے اور بخاری اور مسلم کا راوی ہے (تقریب: 2/344) احمد کے نزدیک 6/339 پر اس حدیث کی دو سندیں ہیں تفصیل ملاحظہ کریں:
① ......عفان۔ وہب۔ ایوب۔ صالح۔ ابوالخلیل۔ عبداللہ بن حارث۔ ام فضل۔ یہ سند صحیح ہے ابوالخلیل جس کا نام صالح بن ابومریم ضبعی بصری ہے اسے ابن معین اور نسائی نے ثقہ قرار دیا ہے (تقریب: 1/273) اس کا شیخ ثقہ تابعی ہے، باقی راوی بھی ثقہ ہیں۔ حاکم نے 3/194 پر اسے روایت کیا ہے سند کی تفصیل یہ ہے:
② ......ابوعبداللہ محمد بن علی جوہری۔ ابوالاحوص محمد بن ہیثم قاضی۔ محمد بن مصعب اوزاعی۔ عن ابی عمار شداد بن عبداللہ۔ ام الفضل۔

Marfat.com

اکرم ﷺ تشریف لائے تو کہا: أَرُوْنِیْ ابْنِیْ مَا سَمَّیْتُمُوْهُ میرا بیٹا تو مجھے دکھاؤ اور بتاؤ کیا نام رکھا ہے......؟ میں نے کہا: حرب نام رکھا ہے۔ کہا: نہیں! اس کا نام ''حسن'' ہے۔

جب حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام بھی حرب رکھا۔ پھر رسول اکرم ﷺ تشریف لائے اور کہا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ اور بتاؤ کیا نام رکھا ہے......؟ میں نے کہا: میں نے اس کا نام حرب رکھا ہے۔ فرمایا: نہیں! یہ ''حسین'' ہے۔ جب تیسرا بیٹا پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام بھی حرب رکھا۔ نبی ﷺ تشریف لائے کہا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ اور بتاؤ اس کا کیا نام رکھا ہے......؟ میں نے بتایا حرب ہی رکھا ہے۔ فرمایا: نہیں اس کا نام محسن ہے۔ فرمایا: میں نے ان کے ہارون علیہ السلام کے بچوں کے ناموں کے وزن پر نام رکھے ہیں۔ ان کے ایک لڑکے کا نام شَبر تھا دوسرے کا نام شُبَیر تھا اور تیسرے کا نام مُشبر تھا۔ [1]

سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا ہے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی زبان یا ہونٹ چوم رہے تھے۔

وَأَنَّهُ لَنْ يُّعَذَّبَ لِسَانٌ أَوْ شَفَتَانِ مَصَّهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ [2]

''اور جس زبان یا ہونٹوں کو رسول اکرم ﷺ نے چوما ہے انہیں ہرگز عذاب نہ ہوگا۔''

---

[1] **سندہ قوی:** احمد: 953,769 ۔ الادب للبخاری: 286 ۔ حاکم: 180/ ، طبرانی: 96/2 ، ابن حبان اور سنن بیہقی: 166/6 ابواسحٰق کے طریق سے بیان کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: ہانی بن ہانی عن علی اور ابوہانی ثقہ ہے۔ عجلی نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور لفظی توثیق کی ہے کہا: یہ ثقہ تابعی ہے۔ نسائی نے اس کی توثیق کی ہے: لیس بہ بأس۔ شافعی اور ابن معین نے اس پر تنقید کی ہے لیکن جس نے توثیق کی اس کا علم ان ائمہ پر حجت ہے۔ (تہذیب: 11/22) اور ابن حبان نے بھی اس کی توثیق کی ہے شیخ شعیب نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔ (صحیح ابن حبان: 15/409) اور ابواسحٰق معروف ہے اس کا شاہد ہے جو منقطع سند سے ہے (طبرانی)

[2] **سندہ صحیح:** احمد: 16848

تحقیق الحدیث: ہاشم ثقہ ہے اور ثبت ہے (تقریب: 2/314) اور حریز ہاشم سے بھی زیادہ ثقہ ہے۔ (تقریب: 1/159، تہذیب: 2/237) اور عبدالرحمٰن بن ابی عوف کبیر تابعی ہیں اور ثقہ ہیں۔ (تقریب: 1/494)

انتباہ: یہاں ایک علمی امانت کا تصور ذہن میں رکھیں کہ اس سند کے راوی بعض سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے نظریات نہ رکھتے تھے، پھر بھی انہوں نے علمی معیار کا پورا خیال رکھا ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ سے برسرپیکار رہے اور حریز ناصبی فرقے سے تھا جو علی رضی اللہ عنہ کے ایمان وصداقت کے قائل نہ تھے لیکن حدیثِ حسن کو بیان کرتا ہے یہ اس بات کی واضح شہادت ہے کہ اسلامی جرح وتعدیل کا علم اور اس کے نقاد اس علم کو بیان کرنے میں دیانتدار تھے اور کسی کو ثقہ قرار دینے اور جرح کرنے میں گہری دقت سے یہ لوگ کام لیتے تھے۔

Marfat.com

عُرینہ اور عکل کے مجرموں کا بیان

۞ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عکل اور عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ آئے اور بظاہر اسلام قبول کیا تو انہوں نے کہا:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ إِنَّا کُنَّا أَھْلَ ضَرْعٍ وَّلَمْ نَکُنْ أَھْلَ رِیْفٍ

''اے اللہ کے رسول! ہم جانوروں کا دودھ پینے والے لوگ ہیں کھیتی باڑی والے نہیں۔''

انہیں مدینے کی آب وہوا موافق نہ آئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ میرے اونٹ اور چرواہا ہے اِدھر چلے جائیں وہاں اونٹوں کے پیشاب اور اونٹنیوں کے دودھ ملا کر پییں۔ وہ گئے، بعد میں انہوں نے یہ کیا کہ مدینے کے قریب حرہ مقام کے ایک کونے پر پہنچ کر انہوں نے کفر کا ارتکاب کر لیا اور اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئے۔

وَقَتَلُوْا رَاعِیَ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوْا الذَّوْدَ

''اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔''

جب اس المناک واقعے کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے پیچھے ان کی جستجو کرنے کے لیے آدمی بھیجے۔ انہیں گرفتار کر کے لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں گرم سلائیں پھیرنے کا حکم دیا اور ان کے ہاتھ کاٹنے کا کہا اور انہیں حرہ زمین کے ایک کونے میں چھوڑ دیا حتی کہ اسی حالت میں مر گئے۔

سیّدنا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقہ کرنے کی ترغیب دلاتے تھے، اور مثلہ سے منع کرتے تھے۔ [1]

اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ عرینہ قبیلے سے لوگ آئے تھے ابوقلابہ حضرت انس سے بیان کرتے ہیں کہ عکل قبیلے سے یہ افراد آئے تھے اصل میں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے دونوں قبیلوں کے تھے۔

۞ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں گرم سلائیں اس لیے ڈالی تھیں کہ

---

[1] بخاری: 4192

Marfat.com

انہوں نے بھی چرواہوں کی آنکھوں میں گرم سلاخیں ڈالی تھیں۔ ❶

خالد نبیح کا انجام

سیّدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: کہ مجھ تک یہ اطلاع پہنچی ہے کہ خالد بن سفیان بن نبیح

يَجْمَعُ لِيَ النَّاسَ لِيَغْزُوَنِيْ وَهُوَ بِعَرَنَةَ فَأْتِهِ فَاقْتُلْهُ

''میرے خلاف لڑنے کے لیے لوگوں کو جمع کر رہا ہے اور وہ عرنۃ نامی جگہ پر ہے۔ آپ جائیں اور اس کو قتل کر دیں۔''

عبداللہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے اس کا تعارف کرا دیں اور حلیہ بتا دیں تا کہ مجھے اس کی پہچان ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب آپ اسے دیکھیں گے تو تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ عبداللہ کہتے ہیں میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت دی ہے میں کبھی کسی چیز سے ہیبت زدہ نہیں ہوا۔ میں تلوار حمائل کر کے روانہ ہوا حتی کہ میں نے ''عَرَنَۃ'' وادی میں اسے پایا کہ وہ اپنی خواتین کے ٹھہرنے کی جگہ تلاش کر رہا تھا۔ یہ عصر کے وقت کی بات ہے۔ جب میں اسے ملا تو رسول اکرم ﷺ نے جو رونگٹے کھڑے ہونے کا کہا تھا ایسا ہی ہوا۔ میں اس کی طرف ہوا اور مجھے اندیشہ لاحق ہوا اگر میں نے اس سے لمبی چوڑی بات کی تو نماز کا وقت باقی نہ رہے گا، اس لیے میں نے احتیاطاً چلتے چلتے ہی نماز پڑھ لی، رکوع اور سجدہ میں نے اپنے سر کے اشارے ہی سے کر لیا تھا جب میں اس تک پہنچا تو اس نے کہا: تم کون ہو......؟

میں نے کہا: میں ایک عرب آدمی ہوں۔ میں نے سنا تھا کہ آپ اس آدمی رسول اللہ ﷺ کے خلاف جمعیت اکٹھی کر رہے ہو۔ میں اسی سلسلے میں آپ کے پاس آیا ہوں۔ اس نے کہا: ہاں! میں اسکے خلاف مہم جوئی میں مصروف ہوں۔ میں نے کہا: میں کسی کام کے لیے آیا ہوں مجھے یہاں رات گزارنے کی اجازت ہے۔ اس نے کہا: ہاں! ہمارے ساتھ مل جاؤ۔

میں کچھ دیر اس کے ساتھ چلا۔ جب میں نے قابو پایا تو میں نے تلوار سے حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا اور وہاں سے نکل آیا۔ اسے میں نے اس حال میں چھوڑا کہ اس کی خواتین اس پر جھک کر بین کر رہی تھیں۔ میں ایک پہاڑ میں چھپ گیا اور اس میں ٹھہر گیا۔ جب لوگ چلے گئے تو میں مدینے میں رسول اکرم ﷺ کے پاس آ گیا تو رسول

❶ مسلم: 1671

Marfat.com

اکرم ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: أَفْلَحَ الْوَجْهُ ''یہ چہرہ کامیاب ہوا ہے۔'' میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ نے سچ فرمایا۔ میں نے خالد کو قتل کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے ساتھ لیا اور اپنے گھر میں داخل ہوئے اور مجھے ایک عصا دیا اور فرمایا: أَمْسِكْ هٰذِهِ عِنْدَكَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ أُنَيْسٍ ''عبداللہ! اسے اپنے پاس رکھنا'' جب یہ لاٹھی لے کر لوگوں کے سامنے آیا تو انہوں نے کہا: یہ لاٹھی کیسی ہے......؟ میں نے انہیں بتایا کہ یہ مجھے رسول اکرم ﷺ نے دی ہے اور مجھے اپنے پاس رکھنے کا حکم دیا ہے، لوگوں نے کہا: واپس جا کر رسول کریم ﷺ سے اگر پوچھ لو کہ یہ کس لیے ہے تو بہت اچھا ہوگا۔

عبداللہ کہتے ہیں: میں رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! یہ لاٹھی آپ نے مجھے کس لیے عنایت فرمائی ہے......؟

آيَةٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ أَقَلَّ النَّاسِ الْمُتَخَصِّرُوْنَ يَوْمَئِذٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

''یہ میرے تمہارے درمیان روزِ قیامت نشانی ہوگی کیونکہ اس دن چند لوگ ہوں گے جو لاٹھیوں کا سہارا لیے ہوں گے۔''

سیّدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے اس لاٹھی کو اپنی تلوار میں جڑ لیا اور یہ جڑی ہی رہی تھی حتی کہ جب ان کی وفات ہوئی تو اسے بھی ان کے ساتھ کفن میں ڈال دیا گیا اور دونوں کو اکٹھا دفن کر دیا گیا۔ [1]

---

[1] **حسن:** سیرت ابن اسحٰق، صرف قوسین کے درمیان والے الفاظ حسن نہیں۔

تحقیق الحدیث: اسی سند سے احمد:496/3 میں اور ابن خزیمہ نے 91/2 میں اسے بیان کیا ہے۔ اس سند میں ضعف ہے تاہم یہ حدیث صحیح ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس سند کو حسن قرار دیا ہے۔ باقی احمد اور ابوداؤد والی سند ضعیف ہے۔ یہ طبرانی نے مسند العبادلہ (76) میں اور ابوداؤد نے ((1249) میں مختصر بیان کیا ہے۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (ضعیف ابی داؤد (123) اور ابن اسحٰق نے سماع کی صراحت کی ہے اس نے اپنے شیخ سے یہ سنی ہے جو کہ ثقہ ہے۔ (احمد:492/3) اب ایک مشکل باقی ہے عبداللہ بن انیس کے متعلق جب ہم نے تقریب کی جانب رجوع کیا تو ان کا نام ضمرہ یا عمرہ لکھا ہے۔ اور جب ہم نے سنن بیہقی:256/3 کی جانب رجوع کیا تو انہوں نے عبیداللہ نام لیا ہے یہی زیادہ صحیح ہے کیونکہ ان کے شاگرد نے اس نام کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ ان کے نام کی معرفت سے ہماری غرض پوری نہیں ہوتی۔ آدمی تابعی ہے اور اس کی توثیق نہیں ہوئی۔ اس کی حدیث شاہد یا متابعت کی محتاج ہے یہ متابعت طبرانی میں ہے جو کہ درج ذیل ہے مصعب بن ابراہیم۔ حدثنی ابی۔ عبدالعزیز دراوردی۔ یزید بن عبداللہ بن ھاد۔ محمد بن کعب قرظی۔ عبداللہ بن انیس۔

اس سند میں خطا ہے درست یہ ہے کہ یزید بن عبدالملک بن ھاد ہے یہ ثقہ تابعی ہے اور محمد بن کعب قرظی اور سند کے تمام راوی ثقہ ہیں اور یہ سند متصل ہے۔ (تقریب:1/512، 2/203) اور طبرانی کا شیخ ثقہ ہے (مجمع البحرین:155/3) اور دراوردی کی روایت عبیداللہ العمری سے نہیں آتی۔ اسی طرح ضحاک نے (احاد والمثانی:77/4) عبدالعزیز۔ یزید بن عبداللہ بن ھاد۔ محمد بن کعب۔ عبداللہ بن انیس۔ یہ سند حسن ہے۔ اور یہ حدیث دو سندوں سے صحیح ہے۔ اور قوسین کے درمیان والے اضافے ضحاک اور طبرانی نے بیان کیے ہیں بہر صورت یہ حدیث حسن ہے۔

Marfat.com

عامر بن طفیل کا واقعہ

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے ماموں کو جو کہ ام سلیم کے بھائی تھے، (70) سواروں کے ساتھ بھیجا۔ مشرکوں کا رئیس عامر بن طفیل تھا اس نے تین باتوں کا اختیار دیا اس نے کہا: نرم زمین والے تمہارے لیے ہوں اور مٹی کے گھروں والے میرے لیے ہوں گے یا پھر میں تمہارا خلیفہ ہوں گا یا پھر میں تم سے اہل غطفان کے ہزاروں آدمی لے کر لڑوں گا۔ عامر کو ایک عورت کے گھر سے نیزہ مارا گیا تو اسے اونٹ کی مانند گلٹی نکل آئی اس نے کہا: میرے پاس میرا گھوڑا لاؤ! وہ گھوڑے کی پیٹھ پر ہی مر گیا، یعنی مسلمانوں سے صلح کرنے کی پاداش میں کسی نے اسے قتل کر دیا۔ اب ام سلیم کے بھائی حرام ان دشمنوں کی طرف چلے اور ساتھ ایک لنگڑا آدمی تھا اور ایک اور آدمی تھا۔ حرام نے کہا: تم دونوں یہاں قریب رہو اور یہیں رہنا جب تک میں نہ آجاؤں۔ اگر انہوں نے مجھے امن دیا تو تم خود بخود امن میں ہو جاؤ گے اور اگر انہوں نے مجھے شہید کر دیا تو تم نے اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جانا ہے۔ حرام نے ان لوگوں سے کہا: کیا تم مجھے اطمینان دلاتے ہو کہ میں رسول اکرم ﷺ کا پیغام پہنچا سکوں۔ یہ ان سے باتیں کرنے لگے تو انہوں نے ایک آدمی کو اشارہ کیا وہ ان کے پیچھے سے آیا اور نیزہ مارا اور اسے جسم سے آر پار کر دیا۔ تو حرام نے کہا: اَللّٰهُ أَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اللہ اکبر! قسم ہے کعبے کے رب کی میں کامیاب ہوا۔ ان ظالموں نے ان ستر آدمیوں کو شہید کر دیا صرف وہ اپاہج بچا جو کہ پہاڑ کی چوٹی پر تھا تو ان کے بارے میں یہ آیت اتری، پھر یہ آیت قرآن پاک سے منسوخ ہو گئی۔

إِنَّا قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا

''ہماری ہمارے رب سے ملاقات ہوئی ہے وہ ہم سے راضی ہوا اور اس نے ہمیں راضی کیا۔''

اور نبی ﷺ نے رعل، ذکوان، بنولحیان اور عصیہ قبائل کے لیے (30) دن تک بد دعا کی۔ [1]

---

[1] بخاری: 4091

Marfat.com

رجیع کا دلخراش سانحہ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے دس آدمیوں پر مشتمل ایک فوجی دستہ بھیجا تاکہ وہ دشمن کے حالات کی خبر گیری کرے اور ان پر سیّدنا عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا جو کہ عاصم بن عمر کے دادا تھے۔ یہ دستہ فوج وہاں سے نکلا اور جب (ھداۃ) جگہ پر پہنچے جو عُسفان اور مکے کے درمیان مقام ہے تو ہُذیل قبیلہ جنہیں بنولحیان کہتے ہیں یہ تقریباً دو سو آدمیوں کو لے کر جو تیر انداز تھے، اس دستے کے پیچھے لگ گئے۔

جو یہ مسلمان مدینے سے کھجوریں لائے تھے کہ یہ زادِ راہ تھا جہاں انہوں نے بیٹھ کر کھائی تھیں یہ بنولحیان پیچھا کرتے ہوئے یہاں تک پہنچ گئے اور کہنے لگے:

هٰذَا تَمْرُ يَثْرِبَ ''یہ یثرب کی کھجوریں ہیں'' اس کی روشنی میں بنولحیان نے مسلمانوں کے نشانات قدم کا کھوج لگایا آخر انہیں پالیا۔ جب سیّدنا عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے انہیں دیکھا تو ایک پہاڑ میں پناہ گزیں ہو گئے اور ان دشمنوں نے انہیں گھیر لیا اور ان سے کہا:

إِنْزِلُوْا وَأَعْطُوْنَا بَأَيْدِيْكُمْ وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيْثَاقُ وَلَا نَقْتُلُ مِنْكُمْ أَحَدًا

''نیچے اتر آؤ! اور خود کو ہمارے حوالے کر دو ہم تمہیں عہد و میثاق دیتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو قتل نہ کریں گے۔''

دستے کے امیر سیّدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَمَا أَنَا فَوَاللّٰهِ لَا أَنْزِلُ الْيَوْمَ فِيْ ذِمَّةِ كَافِرٍ

''میں تو کافر کے ذمے میں نہیں اترتا۔''

اور دیکھا کہ شہید ہونے والا ہوں تو دعا کی: اَللّٰهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ ''اے میرے اللہ! ہماری صورتِ حال سے ہمارے نبی ﷺ کو آگاہ کر دینا۔''

انہوں نے عاصم پر تیر برسائے اور انہیں شہید کر دیا۔ یہ ساتویں تھے جو شہید ہوئے۔ دوسرے تین ان کے عہد و میثاق پر یقین کرتے ہوئے اتر آئے۔ ان میں سے ایک سیّدنا خبیب رضی اللہ عنہ تھے دوسرے ابن دثنہ تھے اور ایک ان

Marfat.com

دونوں کے علاوہ آدمی تھے۔ پہاڑ سے اترتے ہی انہوں نے قابو کر لیے اور انہی کی تندیوں سے انہیں مضبوط طور پر جکڑ دیا۔ تیسرے نے کہا: یہ پہلی عہد شکنی ہے۔ واللہ! میں تمہارے ساتھ نہ جاؤں گا میں نے ان شہداء کو آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ یہ میرے لیے نمونہ ہیں۔ انہوں نے اس مسلمان کو گھسیٹا اور پوری کوشش کی کہ یہ ان کے ساتھ چلے لیکن وہ مسلسل انکاری تھا آخر انہوں نے شہید کر دیا۔ اور یہ سیّدنا خبیب رضی اللہ عنہ اور سیّدنا ابن دثنہ رضی اللہ عنہ کو لے گئے اور مکہ میں انہیں فروخت کر دیا۔ یہ واقعہ بدر کے بعد کی بات ہے۔ خبیب رضی اللہ عنہ کو بنو حارث بن عامر بن نوفل ابن عبد مناف نے خریدا۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث بن عامر کو بدر کے دن قتل کیا تھا خبیب ان کے ہاں قیدی ہو گئے۔

عبید اللہ بن عیاض بیان کرتے ہیں کہ مجھے خود حارث کی بیٹی نے بتایا تھا کہ جب سیّدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی دینے پر ان کا اتفاق ہوا تو یہ ابھی میرے گھر ہی تھے۔ انہوں نے زیر ناف بال اتارنے کے لیے اس سے استرا مانگا میں نے انہیں دیا۔ تو مجھے پتہ نہ چلا انہوں نے میرا بیٹا پکڑ لیا۔ میں نے اچانک دیکھا کہ میرے بیٹے کو لے کر انہوں نے اپنی گود میں بٹھایا ہوا ہے اور استرا ان کے ہاتھ میں تھا۔ یہ ہوش اڑا دینے والا منظر دیکھ کر میں بہت گھبرائی۔ یہ گھبراہٹ سیّدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے بھانپ لی جو کہ میرے چہرے پر نمایاں تھی۔ یہ دیکھ کر مجھ سے مخاطب ہوئے۔ کیا آپ کو ڈر ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا؟ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ یہ حارث کی بیٹی کہتی ہے:

وَاللّٰہ ! مَا رَأَیْتُ أَسِیْرًا قَطُّ خَیرًا مِّنْ خُبَیْبٍ

''واللہ! میں نے آج تک خبیب سے بہتر قیدی نہیں دیکھا۔''

میں نے دیکھا کہ وہ قید میں بند ہیں اور انگور کھا رہے ہیں اور مکہ میں کوئی پھل نہ تھا۔ إِنَّہٗ لَرِزْقٌ مِّنَ اللّٰہِ ''بے شک یہ اللہ کی جانب سے رزق تھا'' جو اللہ نے خبیب کو دیا تھا۔ جب سیّدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو حرم سے باہر لے کر گئے کہ انہیں قتل کریں تو انہوں نے کہا: مجھے چھوڑو! میں دو رکعت ادا کر لوں۔ انہوں نے اجازت دی تو انہوں نے دو رکعت نماز ادا کی اور کہا:

لَوْلَا أَنْ تَظُنُّوْا أَنَّ مَابِیْ جَزَعٌ لَطَوَّلْتُھَا

''اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم گمان کرو گے کہ میں نے موت کے خوف سے بے صبر ہو کر نماز طویل کر دی ہے تو میں نماز کو اور لمبا کر دیتا'' اور کہا:

اَللّٰھُمَّ أَحْصِہِمْ عَدَدًا ''اے میرے اللہ! ان دشمنوں میں سے ایک ایک کو شمار کر لینا۔ یہ جانے نہ

Marfat.com

پائیں اور یہ روح پرور اور وجد آفرین شعر کہے:

وَلَسْتُ أُبَالِيْ حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا

عَلٰى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ

''میں مسلمان مارا جاؤں تو مجھے پروا نہیں کہ اللہ کی راہ میں کس پہلو پر قتل ہوں گا۔''

وَذَالِكَ فِيْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَإِنْ يَّشَأْ

يُبَارِكْ عَلٰى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعِ

''یہ تو اللہ کی ذات کے لیے اور وہ چاہے تو بوٹی بوٹی کیے ہوئے اعضا کے جوڑ جوڑ میں برکت دے۔''

سیّدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو حارث کے بیٹے نے شہید کیا۔ خبیب رضی اللہ عنہ پہلے جانثار ہیں جنہیں باندھ کر شہید کیا گیا ہو اور دو رکعت پڑھی ہوں۔ یہ انہوں نے ہر ایک مسلمان کے لیے ایک اچھا طریقہ جاری کر دیا ہے۔ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی دعا کو اللہ تعالیٰ نے قبول کر لیا۔ جس دن یہ شہید ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان شہداء کی المناک صورت سے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آگاہ کر دیا تھا۔ قریش کے بعض کفار نے آدمی بھیجے تاکہ وہ عاصم رضی اللہ عنہ کے بدن کا کوئی حصہ لے کر آئیں تاکہ یقینی پہچان ہو سکے یہ اس لیے ایسا کرنا چاہتے تھے کہ انہوں نے بدر کے دن قریش کے کسی بڑے آدمی کو قتل کیا تھا۔ جب یہ گئے تو اللہ تعالیٰ نے عاصم رضی اللہ عنہ کی میت مبارک کے تحفظ کے لیے شہد کی مکھیاں مقرر کر دیں جو سائبان کی مثل اوپر آ گئیں۔ قریش کے ایلچی کے ظالم ہاتھوں سے اللہ نے حضرت عاصم کی یوں حفاظت کی وہ ان کے بدن کے گوشت کا کوئی حصہ بھی نہ اتار سکے۔ [1]

✿ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو شہید نہ کیا تھا کیونکہ میں ابھی اس وقت چھوٹا تھا لیکن ابو میسرہ جو کہ بنو عبدالدار سے تھا، اس نے نیزہ لیا اور اسے میرے ہاتھ میں دیا اور خود میرا ہاتھ پکڑا پھر اس نے خبیب کو نشانہ لگایا اور وہ شہید ہو گئے۔ [2]

---

[1] بخاری: 4086

[2] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق: 127/4

تحقیق الحدیث: یحییٰ صغیر تابعی ہیں اور ثقہ ہیں (350/2) ان کا والد بھی ثقہ تابعی ہے یہ اپنے والد کے زمانے میں مکے کا قاضی تھا۔ 392/1

Marfat.com

70 قراء کرام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے غداری کا المیہ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ہمارے ساتھ کچھ آدمی بھیجیں، جو ہمیں قرآن وسنّت کی تعلیم دیں۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ انصار کے (70) آدمی بھیجے جنہیں قرائے کرام کہا جاتا تھا۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان میں میرے ماموں جن کا نام حرام تھا وہ بھی تھے۔ ان کا کام یہی تھا شب وروز کنوئیں سے پانی لاتے اور مسجد میں رکھتے تھے اور ایندھن لاتے اسے فروخت کرتے اور اس سے یہ فقراء اور اصحابِ صفہ کے لیے کھانا خریدتے تھے۔ یہ تھے وہ قرائے کرام جنہیں آپ ﷺ نے بھیجا۔ ان منافقوں اور غداروں نے ان قراء کو اپنی جگہ پر پہنچنے سے پہلے ہی شہید کر دیا۔ شہید ہونے سے پہلے ان قراء نے یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا إِنَّا قَدْ لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا

''اے اللہ! ہمارا یہ پیغام ہمارے پیارے نبی ﷺ تک پہنچا دینا کہ ہم اے رب! تجھ سے ملے ہیں اور ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے۔''

ان غداروں میں سے ایک شخص میرے ماموں کے پاس آیا اور اچانک پچھلی جانب سے نیزہ مارا جو ان کے جسم سے آر پار ہو گیا تو میرے ماموں حرام نے یہ ایمان افزا بات کہی: فُزْتُ وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ ''کعبے کے رب کی قسم! میں کامیاب ہوا۔'' [1]

رسول اکرم ﷺ نے اپنے پاس والے ساتھیوں سے کہا: تمہارے بھائی قراء کرام جنہیں میں نے بھیجا تھا انہیں فریب دہی سے شہید کر دیا گیا ہے اور انہوں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ ہمارا یہ پیغام ہمارے نبی ﷺ تک پہنچا دینا۔ اللہ نے مجھے وہ پیغام دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: ہم اپنے اللہ سے ملاقات کرنے سے بہت خوش ہوئے ہیں اور ہمارا اللہ بھی ہم سے بہت خوش ہوا ہے۔

عاصم کہتے ہیں: میں نے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے قنوت کے متعلق پوچھا رکوع سے پہلے ہے یا بعد میں ہے......؟

[1] مسلم: 677

Marfat.com

اور ساتھ ہی میں نے کہا کہ آپ کے حوالے سے پتہ چلا ہے کہ فلاں کہتا ہے: آپ نے قنوت کرنے کا مقام رکوع کے بعد بتایا ہے......؟ انہوں نے کہا: اس نے غلط بتایا ہے پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ماہ تک رکوع کے بعد قنوت کی۔ بنوسلیم کے کچھ قبائل پر آپ بددعا کرتے رہے۔ (40) یا (70) آپ ﷺ نے قراء بھیجے تھے۔ [یاد رہے......! اوپر بغیر شک کے (70) قراء کا ذکر آیا ہے یہ اضافہ درست ہے]

ان مشرک لوگوں نے دھوکے سے انہیں شہید کر دیا، حالانکہ ان مشرکوں اور آپ کے درمیان معاہدہ تھا۔ انہوں نے غداری کی اور قراء کو شہید کر دیا۔ میں نے آپ ﷺ کو اتنا غمزدہ کبھی نہ دیکھا جتنا زیادہ آپ ﷺ نے ان پر غم واندوہ کیا تھا۔ [1]

جیسا کہ بخاری میں بھی آتا ہے کہ آپ ﷺ نے رعل اور ذکوان قبائل پر ایک ماہ تک بددعا کی تھی۔ اس سے آپ ﷺ کے غم کا خود ہی اندازہ ہو جاتا ہے۔ [2]

سیّدنا مرثد بن ابومرثد رضی اللہ عنہ کی مہمات

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی تھا جسے مرثد بن ابومرثد کہا جاتا تھا۔ یہ ایسا آدمی تھا کہ مکے سے مسلمان قیدیوں کو اٹھا کر مدینہ منورہ لاتا تھا۔ ایک زانیہ عورت مکے میں تھی جسے عناق کہا جاتا تھا جاہلیت میں اس سے ان کے دوستانہ مراسم تھے۔ مرثد نے مکے میں قید ایک مسلمان سے وعدہ کیا تھا کہ میں اسے اٹھانے آؤں گا۔ مرثد کہتے ہیں حسبِ وعدہ میں اسے اٹھانے کے لیے گیا تو میں ایک دیوار کے سائے میں اس کے انتظار میں کھڑا تھا۔ رات چاندنی تھی کہ عناق آ گئی۔ اس نے دیوار کے پہلو میں میرے بدن کا سایہ دیکھا جب وہ مجھ تک پہنچی تو اس نے مجھے پہچان لیا اور پوچھا: مرثد ہو......؟ میں نے کہا: ہاں! میں مرثد ہوں تو اس نے کہا: مَرْحَبًا وَّ أَهْلًا ''جی آیاں نوں!'' آؤ ہمارے ہاں شب بسری کرو! میں نے کہا: اللہ نے زناکاری حرام کی ہے، میں ایسا نہیں کر سکتا۔

---

[1] بخاری: 3170

[2] بخاری: 1003

Marfat.com

اس نے کہا: میں شور کردوں گی اور ساتھ ہی آواز لگادی: اے خیمے والو! یہ ہے وہ آدمی جو تمہارے قیدیوں کو اٹھا کر لے جاتا ہے۔ یہ سن کر آٹھ افراد میرے پیچھے ہولیے۔ میں ایک پہاڑ کی غار میں چلا گیا وہ آئے حتی کہ وہ میرے سر پر آن کھڑے ہوئے کہ ان میں سے ایک نے پیشاب کیا وہ میرے سر پر پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مجھ سے اندھا کر دیا۔ میں انہیں نظر نہ آیا۔ پھر وہ واپس لوٹ گئے اور میں بھی اپنے ساتھی کے پاس آیا اور اسے اٹھالیا۔ وہ بھاری وجود کا آدمی تھا۔ میں اسے لے کر اذخر گھاس تک آیا اور اس کی بیڑیاں کھولیں۔ میں نے اسے اٹھایا وہ مجھ سے تعاون کرتا رہا حتی کہ میں اسے مدینے لے آیا اور پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے عرض کی:

اے اللہ کے رسول! کیا میں عناق سے نکاح کرسکتا ہوں......؟ رسول کریم ﷺ نے کچھ دیر خاموشی اختیار کی کچھ جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی۔

اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً٘ وَّ الزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ١ۚ وَ حُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ۝۳ [1]

''زانی صرف زانیہ یا مشرکہ سے ہی نکاح کرتا ہے اور زانیہ سے صرف زانی یا مشرک ہی نکاح کرتا ہے، یہ ایمانداروں پر حرام کیا گیا ہے۔''

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے سیّدنا مرثد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ زانی ہی زانیہ سے نکاح کرتا ہے۔ لہٰذا فَلَا تَنْكِحْهَا اس عناق سے نکاح نہ کرو۔ [2]

تیروں کے کھلاڑی آپ ﷺ کی خدمت میں

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں تیر باز کے لقب سے مشہور عرب کا آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس ہدیہ لے کر آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے اسلام قبول کرنے کو کہا۔ اس نے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا تو نبی ﷺ نے کہا: فَإِنِّیْ لَا أَقْبَلُ هَدِیَّةَ مُشْرِكٍ ''میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔'' اس نے نبی کریم ﷺ سے

---

[1] النور:2

[2] **حسن غریب:** ترمذی: 3177، (ترمذی) سندہ قوی۔ ابوداؤد: 2051 ،بیہقی سنن کبریٰ: 7/153، نسائی: 6/66، حاکم: 2/180 یہ سند صحیح ہے۔ عبید اللہ ثقہ ہے (1/530) اور عمرو بن شعیب عن جدہ عبد اللہ بن عمرو بن عاص والی سند قوی اور مشہور ہے۔

Marfat.com

کہا: اہل نجد کی جانب سے جس کو چاہتے ہو بھیج دو میں اسے پناہ دیتا ہوں۔

آپ ﷺ نے ان کی جانب کچھ لوگ بھیجے جن میں منذر بن عمرو تھا اسے مُعْتَق (آزاد کیا ہوا) کہا جاتا تھا کیونکہ اسے موت کے وقت آزاد کیا گیا تھا۔ ان کے خلاف عامر بن طفیل نے لشکر کشی کی خواہش کی بنو عامر اس میں تعاون کریں تو انہوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور انہوں نے ملاعب الاسنّة (تیروں کے کھلاڑی) سے عہد کو توڑنے سے صاف انکار کر دیا۔

پھر عامر نے بنو سلیم سے لشکر کشی میں تعاون کا مطالبہ کیا تو انہوں نے عامر کی بات مان لی اور تقریباً سو تیر انداز ان مسلمانوں کے پیچھے لگا دیئے انہوں نے مسلمانوں کو بئر معونہ میں پالیا اور صرف عمرو بن امیہ ضمری کو چھوڑا تھا دوسرے سب افراد کو شہید کر دیا تھا۔ [1]

آپ ﷺ کی سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے شادی

سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے پیغام نکاح بھیجا تو میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے اولیاء میں سے کوئی بھی یہاں موجود نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا ولی موجود ہے یا غائب وہ نکاح کو ناپسند نہیں کرے گا۔ میں نے اپنے بیٹے سے کہا: میری شادی نبی ﷺ سے کر دے۔ اس نے نبی ﷺ سے میرا نکاح کر دیا۔ ان سے رسول اکرم ﷺ نے کہا: میں نے جو تمہاری سوتنوں کو دیا ہے وہ تمہیں بھی دوں گا، وہ یہ ہے۔

رَحْيَيْنِ وجَرَّةٍ وَمِرْفَقَةٍ مِنْ آدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ

---

[1] **سنده صحيح** ، طبرانی کبیر: 19 / 70۔

تحقيق الحديث: سند درج ذیل ہے محمد بن عبداللہ حضرمی۔ احمد بن بکر بالسی۔ محمد بن مصعب اوزاعی۔ زہری۔ عبدالرحمٰن۔ احمد بن عمرو خلال مکی۔ محمد بن ابی عمر عدنی۔ عبدالرزاق۔ معمر۔ زہری۔ ابن کعب عن ابیہ۔ مزید یہ ہے کہ محمد بن علی صائغ مکی۔ محمد بن مقاتل مروزی۔ عبداللہ بن مبارک۔ معمر۔ زہری۔ ابن کعب بن مالک۔ کعب۔ یہ سند صحیح ہے۔ اوزاعی نے اسے کعب تک بیان کیا ہے اسی طرح معمر نے بیان کیا ہے اور یونس نے اسے مرسل بیان کیا ہے اور اوزاعی ثقہ اور جلیل القدر ہے اور عبدالرحمن بن کعب ثقہ ہے۔ یہ کبیر تابعی ہے یہ نبی ﷺ کے عہدِ مبارک میں پیدا ہوا تھا۔ 496/1) ابن عبدالبر نے تمہید میں 12 / 2 میں اس کا شاہد بیان کیا ہے۔ مزید سند یہ ہے کہ ابوعمر احمد بن محمد بن احمد۔ وہب بن مرہ۔ ابن وضاح۔ یوسف بن عدی۔ ابن مبارک۔ یونس۔ معمر۔ زہری۔ عبدالرحمن بن مالک۔ عامر بن مالک۔ اسے ”ملاعب الاسنة“ کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

''دو چکیاں، ایک گھڑا، ایک تکیہ جو چمڑے سے بنا تھا اور اس کی بھرائی کھجور کے پتوں سے تھی۔ یہ چیزیں میں آپ کو دوں گا۔

اب رسول اکرم ﷺ سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ تو جب انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو اپنی بیٹی زینب کو گود میں بٹھا لیا۔ رسول اکرم ﷺ واپس آ گئے، اندر داخل نہ ہوئے۔ سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ نے بھانپ لیا۔ یہ سیّدہ امّ سلمہ کے رضاعی بھائی تھے۔ یہ سیّدہ کے پاس آئے اور کہا:

أَيْنَ هٰذِهِ الْمَشْقُوْحَةُ الْمَقْبُوْحَةُ الَّتِيْ آذَيْتِ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

''تم نے یہ نامراد کہاں بٹھا رکھی ہے، اس کی وجہ سے تو نے رسول اکرم ﷺ کو اذیت دی''

اور اس بچی کو اٹھا کر لے گئے۔ اب رسول اکرم ﷺ سیّدہ کے پاس داخل ہوئے اور گھر کے ہر کونے میں نگاہ ڈالی اور پوچھا زینب کہاں ہے......؟ انہوں نے بتایا: عمار بھائی آئے تھے اور اسے اٹھا کر لے گئے ہیں۔ جب رسول اکرم ﷺ سیّدہ کے پاس آئے تو کہا:

إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ وَإِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِنِسَآئِيْ

''اگر تم چاہتی ہو تو میں تمہارے لیے سات دن یہاں گزارتا ہوں اور اگر میں تمہارے لیے سات دن گزاروں گا تو پھر ساری بیویوں کے لیے سات دن گزاروں گا۔'' [1]

امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے تین دن کا کہا تھا تاکہ باری جلدی آ جائے اور باری آنے میں زیادہ دن نہ لگیں۔

---

[1] **سندہ صحیح:** احمد: 26529

تحقیق الحدیث: اسی طریق سے حاکم نے 195 / 2 میں اور ابو یعلی نے 334 / 12 میں بیان کیا ہے۔ ثابت بنانی ثقہ تابعی ہے اور اس نے صراحت کی ہے اس نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے (حاکم) اس کا شاہد بھی ہے جو کہ ابن سعد 938، احمد: 307 / 3 میں ہے یہ ابن جریج کے طریق سے ہے وہ یہ ہے حبیب بن ابی ثابت، عبدالحمید بن عبداللہ، قاسم بن محمد، ابوبکر بن عبدالرحمن، سیّدہ امّ سلمہ۔ ابوبکر بن عبدالرحمن ثقہ تابعی ہے۔ فقیہ اور عابد ہے (تقریب: 398 / 2) اور عبدالحمید بن عبداللہ مخزومی توثیق کا محتاج ہے۔ لیکن وہ اس سند میں متابعت کیا گیا ہے۔ قاسم بن محمد مخزومی نے اس کی متابعت کی ہے وہ بھی اسی درجے کا ہے جیسا کہ مخزومی ہے۔ (تقریب: 120 / 2) تہذیب: 118 / 6۔ اور حبیب ثقہ ہے اور جلیل القدر فقیہ ہے اور ابن جریج نے یہاں تدلیس نہیں کی۔

اس حدیث کا ایک اور شاہد ہے جو ضعیف سند سے ہے جو کہ ابن سعد 90/8 میں اور احمد 26619 میں اور حاکم 17/4 میں آتا ہے۔

Marfat.com

پہلا غزوہ ذات الرقاع

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم ذات الرقاع میں آئے تو ہماری عادت تھی جو بھی سایہ دار درخت ہوتا، اسے ہم رسول اکرم ﷺ کے لیے رہنے دیتے۔ یہاں بھی ہم نے سایہ دار درخت آپ ﷺ کے لیے رہنے دیا۔

ایک مشرکوں کا آدمی آیا۔ رسول اکرم ﷺ کی تلوار درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی۔ اس نے اللہ کے نبی ﷺ کی تلوار لی اور سونت کر کہنے لگا: کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں......؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! پھر اس نے کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا......؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اَللّٰهُ يَمْنَعُنِيْ مِنْكَ ''مجھے تجھ سے اللہ بچائے گا۔''

یہ صورتِ حال دیکھ کر رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ڈانٹا۔ وہ تلوار اسی طرح میان میں ڈال کر درخت پر لٹکا دی گئی۔ [اس آدمی کا نام غورث بن حارث تھا] پھر نماز کے لیے اذان ہوئی تو آپ ﷺ نے ایک گروہ کو دو رکعات پڑھائیں۔ پھر وہ گروہ پیچھے آ گیا اور پھر آپ نے دوسرے گروہ کو دو رکعات پڑھائیں۔ رسول اکرم ﷺ کی چار رکعات ہوئیں اور لوگوں کی دو دو رکعات ہوئیں۔ [1]

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر غزوہ کیا۔ نجد کی جانب یہ غزوہ ہوا تھا۔ جب رسول اکرم ﷺ واپس لوٹے تو میں بھی ساتھ تھا ایک خاردار وادی میں دوپہر کے قیلولے کے لیے اترے تو لوگ درختوں کے سائے کے حصول کے لیے وادی میں بکھر گئے۔

رسول کریم ﷺ کیکر کے ایک درخت کے نیچے آرام فرما ہوئے اور اپنی تلوار اس درخت کے ساتھ لٹکا دی اور لوگ اپنے اپنے مقام پر جا کر سو گئے تو اچانک رسول اکرم ﷺ ہمیں آواز دے رہے تھے۔ ہم گئے تو آپ کے پاس ایک دیہاتی تھا آپ نے ہمیں بتایا:

إِنَّ هٰذَا إِخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِيْ وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِيْ يَدِهِ صَلْتًا

---

[1] بخاری: 4136، مسلم: 843

Marfat.com

''اس نے میرے اوپر میری تلوار سونت لی تھی جب کہ میں سویا ہوا تھا تو میں اس کی آواز سے بیدار ہوا تو یہ تلوار اب بھی اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تھی۔''

اور اس نے مجھ سے کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا تو میں نے تین مرتبہ کہا: تجھ سے مجھے میرا اللہ بچائے گا۔ [1]

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ذات الرقاع کے نخلستان کی جانب گئے غطفان قبیلے کی جمعیت سے آپ ﷺ کی ملاقات ہوئی۔ لڑائی تو نہ ہوئی تاہم بعض نے خوف کے حالات پیدا کر دیئے تو نبی کریم ﷺ نے نمازِ خوف کی دو رکعات پڑھائیں۔ [2]

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ ذات الرقاع میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا تھا۔ میں ایک ناتواں اونٹ پر سوار تھا جب رسول اکرم ﷺ واپس لوٹے تو میرے قافلے کے رفقا تو آگے گزر گئے اور میں پیچھے رہ گیا۔ رسول اکرم ﷺ مجھ سے ملے اور فرمایا: مَالَكَ يَا جَابِرُ ''جابر تجھے کیا ہے......؟'' میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرا اونٹ سست ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے بٹھاؤ! پھر رسول کریم ﷺ نے خود ہی اسے بٹھایا اور کہا: یہ اپنے ہاتھ والی لاٹھی مجھے دے دو یا فرمایا: کسی درخت سے لاٹھی کاٹ کر لاؤ۔ میں نے لا دی۔ تو آپ ﷺ نے چند مرتبہ اسے یہ لاٹھی چبھوئی اور مجھ سے کہا: جابر سوار ہو جاؤ! میں سوار ہو گیا تو وَالَّذِيْ بَعَثَهُ بِالْحَقِّ يُوَاهِقُ نَاقَتَهُ مُوَاهَقَةً ''اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے تو گردن لمبی کرتے ہوئے آپ ﷺ کی اونٹنی کے ساتھ چلنے لگا اور رسول اکرم ﷺ میرے ساتھ باتیں کرنے لگے اور کہا: جابر آپ یہ اونٹ مجھے فروخت کرنا پسند کرتے ہو......؟

میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں یہ ویسے ہی آپ کو ہبہ کرتا ہوں۔ فرمایا: نہیں! یہ مجھے قیمت سے دو! میں نے کہا: پھر خود ہی اس کی قیمت مقرر کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے یہ ایک درہم کا لیا تھا......؟ میں نے کہا: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: دو درہم کا لیا تھا......؟ میں نے کہا: نہیں! رسول اکرم ﷺ نے اتنی قیمت اٹھائی کہ فرمایا: ایک اوقیہ (چالیس) درہم کا لیا ہے......؟

---

[1] بخاری: 2910

[2] **سندہ صحیح** : بخاری: 4127 ، وھب بن کیسان ثقہ تابعی ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے 339/2 اس نے جابر سے سماع کیا ہے۔

Marfat.com

میں نے عرض کی: میں راضی ہوں اور یہ اونٹ آپ کا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو سمجھ لو کہ میں نے یہ لے لیا ہے۔اس کے بعد مجھ سے آپ ﷺ نے فرمایا: يَا جَابِرُ هَلْ تَزَوَّجْتَ بَعْدُ ''جابر! تم نے شادی کی ہے......؟'' میں نے کہا:

اے اللہ کے رسول! میں نے شادی کی ہوئی ہے۔فرمایا: کیا شوہر دیدہ سے یا دوشیزہ سے......؟ میں نے کہا:
بَلْ ثَيِّبًا ''شوہر دیدہ'' سے۔آپ ﷺ نے فرمایا:
أَفَلَا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ ''تم نے دوشیزہ لڑکی سے نکاح کرنا تھا کہ آپس میں خوب دل لگی ہوتی۔''میں نے عرض کی:

اے اللہ کے رسول! بات یہ ہے کہ میرے والد محترم احد میں شہید ہوئے تھے اور سات بیٹیاں چھوڑی تھیں اس لیے میں نے ایک ایسی خاتون سے شادی کی ہے جو انتظام اچھا کر سکے۔ان کے سر جوڑ کر رکھے۔اور ان کی نگرانی کرے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: أَصَبْتَ إِنْ شَاءَ اللهُ ''ماشاء اللہ! تمہارا درست فیصلہ ہے اور آپ ﷺ نے مزید فرمایا: جب ہم ''صرارا'' مقام پر آئیں گے تو ہم حکم دیں گے کہ اونٹ ذبح کیے جائیں۔ہم نے آج کا دن وہیں قیام رکھنا ہے تا کہ ہماری آمد کا سن کر اپنے قالین وغیرہ گھر والے جھاڑ لیں۔

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس قالین ہی نہیں۔تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اب نہیں تو عنقریب ہوں گے۔جابر! فَإِذَا أَنْتَ قَدِمْتَ فَاعْمَلْ عَمَلًا كَيِّسًا جب گھر پہنچو تو دانا آدمی والا کام کرنا، جب ہم صرارا میں آئے تو رسول اکرم ﷺ نے اونٹ ذبح کرنے کا حکم دیا۔اس جگہ پر ہم نے وہ دن گزارا۔جب رات ہوئی تو رسول اکرم ﷺ مدینے میں داخل ہوئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ داخل ہوئے۔تو میں نے اونٹ فروخت کرنے والی بات اپنی بیوی کو بتادی اور راستے میں جو کچھ رسول اکرم ﷺ نے کہا تھا وہ بھی اسے بتادیا تو اس نے کہا: آپ ﷺ کی بات کے سامنے آپ سر تسلیم خم کر دیں۔

جب صبح ہوئی تو میں نے اونٹ کے سر کے بالوں سے اسے پکڑا اور اسے آپ ﷺ کے پاس لا کر آپ کے دروازے پر بٹھا دیا اور قریب ہی مسجد میں بیٹھ گیا۔رسول اکرم ﷺ باہر تشریف لائے۔اونٹ دیکھا اور فرمایا: یہ کیا ہے......؟ لوگوں نے بتایا: اے اللہ کے رسول! یہ اونٹ جابر لائے ہیں۔

پوچھا: جابر کہاں ہیں......؟ مجھے بلا کر آپ ﷺ کے پاس لایا گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا: بھتیجے آؤ!
خُذْ بِرَأْسِ جَمَلِكَ فَهُوَ لَكَ ''اونٹ پکڑو! اور اسے لے جاؤ یہ تمہارا ہے۔'' اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو

Marfat.com

بلایا اور کہا: إِذْهَبْ بِجَابِرٍ فَأَعْطِهِ أُوْقِيَةً ”جاؤ! جابر کو (40) درہم دے دو۔ انہوں نے مجھے (40) درہم بھی دیے اور کچھ زیادہ دیا۔ جابر کہتے ہیں:

واللہ! وہ ہمارے ہاں بڑھتے رہے اور ہمارے گھر میں ہی رہے کبھی کم نہ ہوئے تھے۔ (حرہ) کے دن جب مدینے پر حملہ ہوا تھا اس دن کوئی لے گیا تھا۔ [1]

سیدنا صالح بن خوات رحمۃ اللہ علیہ اس سے بیان کرتے ہیں جو ذات الرقاع کے غزوہ میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ حاضر تھے یہ بتاتے ہیں کہ آپ نے نمازِ خوف پڑھی۔ ایک گروہ نے آپ ﷺ کے ساتھ صف بندی کی اور ایک گروہ دشمن کے سامنے تھا۔ اور وہ گروہ جو آپ ﷺ کے ساتھ تھا اسے ایک نماز پڑھائی اور خود اسی طرح کھڑے رہے اور گروہ نے خود نماز پوری کی اور واپس چلے گئے انہوں نے دشمن کے سامنے صف بندی کی۔ اب دوسرا گروہ آیا آپ ﷺ نے انہیں وہ رکعت پڑھائی جو آپ ﷺ کی نماز سے باقی رہتی تھی، پھر آپ ﷺ بیٹھے رہے اور اس گروہ نے اپنی نماز مکمل کی، آپ ﷺ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔ آپ ﷺ کی چار رکعات تھیں اور ان لوگوں کی دو دو رکعات تھیں۔ [2]

غزوۂ جلیبیب کا تذکرہ

سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جلیبیب رضی اللہ عنہ ایک ایسا آدمی تھا کہ یہ خواتین سے میل جول رکھنے میں مشہور تھا۔ خواتین کے پاس سے گزرتا اور ان سے دل لگی کرتا تھا، میں نے اپنی بیوی کو روک رکھا تھا کہ جلیبیب کو نہ آنے دینا، اگر وہ تمہارے پاس آیا تو پھر مجھ سے برا کوئی نہیں۔

انصار میں سے کوئی خاتون بیوہ ہوتی تو وہ اس وقت تک اس کی شادی نہ کرتے جب تک یہ رسول اللہ ﷺ کو نہ بتاتے وہ اس لیے ایسا کرتے کہ کہیں رسول کریم ﷺ کو ضرورت نہ ہو۔ رسول کریم ﷺ نے

[1] **صحیح:** سیرت ابن اسحٰق، اسی طریق سے احمد نے 375/3 میں بیان کی ہے۔ [یہ حملہ یزید کی فوجوں نے کیا اور بہت تباہی مچائی اور قتل وغارت کی]
تحقیق الحدیث: اس میں سلیمان تابعی ثقہ ہے۔ تقریب: 329۔ اس کا شاگرد ابو بشر اس کا نام جعفر بن ایاس ہے (تہذیب: 214/4) یہ بھی ثقہ تابعی ہے۔ (تقریب: 129) ابو عوانہ ثقہ اور ثبت ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے، اس کا نام وضاح بن عبداللہ یشکری ہے۔

[2] بخاری: 4129، ابن حبان: 138/7، حاکم: 31/3، عبد بن حمید: 330/1، ابو یعلی: 312/3

Marfat.com

ایک انصاری سے کہا: تمہاری بیٹی کی شادی میں کروں گا۔اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ضرور۔ یہ تو میرا اعزاز ہے اور میرے لیے پرمسرت موقع ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: إِنِّیْ لَسْتُ أُرِیْدُھَا لِنَفْسِیْ میں خود اس سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔اس نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! پھر آپ کس کے لیے رشتہ مانگ رہے ہیں......؟ فرمایا: جلیبیب کے لیے مانگتا ہوں۔عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں اس بچی کی ماں سے مشورہ کے بعد بتاؤں گا۔ وہ گھر آیا اور بچی کی ماں سے دریافت کیا کہ تیری بیٹی کا رشتہ رسول اکرم ﷺ نے مانگا ہے۔اس نے کہا: یہ تو بہت خوشی کی بات ہے۔اس نے کہا: آپ اپنے لیے نہیں، بلکہ جلیبیب کے لیے رشتہ مانگ رہے ہیں۔

کہنے لگی: جلیبیب کو تو ہرگز رشتہ نہ دیں گے۔اللہ کی قسم! اس سے بیٹی کا رشتہ نہ کرنا۔جب وہ ایلچی جانے کے لیے کھڑا ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کو اس لڑکی کی والدہ کا جواب بتائے کہ اس نے انکار کر دیا ہے تو وہ لڑکی کہتی ہے:

مَنْ خَطَبَنِیْ إِلَیْکُمْ ''میرا رشتہ تم سے کس نے مانگا ہے......؟'' اس کی ماں نے بتایا کہ جلیبیب کے لیے رسول اللہ ﷺ نے رشتہ مانگا ہے۔ اس لڑکی نے نہایت ایمان افروز بات کہی:

أَتَرُدُّوْنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَمْرَہٗ ...؟ ، إِدْفَعُوْنِیْ فَإِنَّہٗ لَنْ یُّضَیِّعَنِیْ

''کیا تم رسول اکرم ﷺ کے حکم کو رد کرنے جا رہے ہو......؟ مجھے اس کے حوالے کر دو میرا اللہ مجھے کبھی ضائع نہ کرے گا۔''

اب اس لڑکی کا باپ رسول اکرم ﷺ کو اطلاع دیتا ہے اور کہتا ہے: جیسے آپ کی مرضی اس میری بیٹی کی شادی جلیبیب سے کر دیجیے۔مجھے قبول ہے۔آپ ﷺ نے شادی کر دی یہ راضی خوشی رہنے لگے۔

رسول اکرم ﷺ ایک غزوہ کے لیے روانہ ہوئے جب وہ ختم ہوا تو اپنے ساتھیوں سے کہا:

هَلْ تَفْقِدُوْنَ مِنْ أَحَدٍ ''کیا تم کسی کو گم پاتے ہو جو مل نہیں رہا......؟'' لوگوں نے بتایا: فلاں فلاں آدمی نہیں مل رہا۔آپ ﷺ نے فرمایا: پھر ڈھونڈو! کوئی غائب تو نہیں۔لوگوں نے بتایا نہیں کوئی بھی اور غائب نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے جلیبیب نظر نہیں آ رہا؟ فَاطْلُبُوْہُ فِی الْقَتْلٰی ''اسے شہداء میں ڈھونڈو! لوگوں نے آپ ﷺ کے کہنے پر ڈھونڈا تو انہوں نے سات آدمیوں کو قتل کیا تھا۔بعد میں شہید ہوئے۔لوگوں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ جلیبیب سات کافروں کو جہنم رسید کر کے ان کے درمیان شہید ہوا پڑا ہے۔

Marfat.com

اس کے پاس نبی ﷺ تشریف لائے اور اس کے سر پر کھڑے ہوئے اور کہا: اس نے سات افراد کو قتل کیا ہے اور بعد میں قتل ہوا ہے۔

هٰذَا مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ ، هٰذَا مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ

''یہ مجھ سے اور میں اس سے ہوں یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔''

یہ آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ کہا۔ پھر رسول کریم ﷺ نے اسے اپنے بازوؤں پر اٹھایا۔ آپ ﷺ کے بازو ہی اس کی چارپائی تھے، پھر آپ ﷺ نے اسے قبر میں اتارا، غسل نہ دیا تھا اور قبر کے گڑھے میں جلیبیب کو اتار دیا۔ ان کی بیوی بہت زیادہ برکت والی تھیں۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کی بیوہ کے لیے یہ دعا فرمائی:

أَللّٰهُمَّ صُبَّ عَلَيْهَا الْخَيْرَ صَبًّا وَلَا تَجْعَلْ عَيْشَهَا كَدًّا كَدًّا

''اے میرے اللہ! اس جلیبیب کی بیوہ پر خیر کی برکھا برسا دے اور اس کی گزران میں کبھی گدلا پن نہ آئے۔''

راوی کا بیان ہے کہ انصار میں اس بیوہ سے بڑھ کر کوئی بھی برکت والا نہ تھا۔ سب سے زیادہ اس کے گھر میں رونق رہتی تھی۔ [1]

دوسرا غزوۂ بدر

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان نے نبی کریم ﷺ سے کہا: بدر کا مقام تمہاری وعدہ گاہ ہے۔ یہاں ہماری اور تمہاری ملاقات ہوگی کیونکہ اسی مقام پر تم نے ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا تھا۔ تاہم جو بزدل تھے وہ تو واپس لوٹ گئے، یعنی مشرک چلے گئے اور جو بہادر تھے، یعنی مسلمان جو تھے انہوں نے لڑنے کی تیاری کی اور تجارت بھی کی لیکن وہاں کوئی بھی موجود نہ تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

---

[1] **سندہ صحیح**۔ مسلم: 2472، احمد: 19784

اس سارے واقعہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی پسند اور حدیث کو ہر فیصلے پر ترجیح دینی چاہیے اور اہل اسلام کی ساری برکتیں اسی بات میں پنہاں ہیں کہ وہ آپس میں دین کی بنیاد پر رشتہ داریاں قائم کریں۔ لیکن صد افسوس! کہ بڑے بڑے مذہبی لوگوں میں بھی برادری کی محبت تعصب کی حد تک موجود ہوتی ہے، وہ اپنی جوان بچیاں بوڑھی تو کر لیتے ہیں، مگر غیر برادری میں رشتہ نہیں کرتے، چاہے لڑکا حد درجہ باعمل اور باکردار ہی کیوں نہ ہو...... یاد رہے......! ایسا کرنا بدترین گناہ ہے۔

Marfat.com

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ [1]

''یہ اللہ کی نعمت اور اس کا فضل لے کر لوٹے، انہیں کسی پریشانی نے نہیں چھوا۔''

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح اور پردہ کا حکم

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَا أَوْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى شَيْءٍ مِنْ نِسَآئِهِ مَا أَوْلَمَ عَلٰى زَيْنَبَ أَوْلَمَ بِشَاةٍ

''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کا اتنا ولیمہ نہیں کیا جتنا زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا تھا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بکری ذبح کر کے ان کا ولیمہ کیا تھا۔'' [2]

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی کی اور اپنی اہلیہ کے پاس داخل ہوئے تو میری امی ام سلیم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کچھ حلوا سا بھیجا۔ ایک تھال میں رکھ کر مجھے دیا اور کہا: انس یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے جاؤ! اور کہنا:

بَعَثَتْ بِهٰذَا إِلَيْكَ أُمِّيْ وَهِيَ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ ، إِنَّ هٰذَا لَكَ مِنَّا قَلِيْلٌ يارسولَ الله!

''یہ میری امی نے آپ کے لیے بھیجا ہے اور امی آپ کو سلام کہتی ہیں۔ اور عرض پرداز ہیں یہ تھوڑا سا کھانا ہے جو آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ اے اللہ کے رسول! قبول فرما لینا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انس رکھ دو! اور جاؤ فلاں فلاں کو بلا لاؤ! ان کے علاوہ جو بھی ملے اسے بھی بلا لینا۔ میں انہیں بلا لایا۔ یہ تقریباً (300) کے قریب افراد تھے۔ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا أَنَسُ هَاتِ التَّوْرَ ''انس یہ تھال لے آؤ! لوگ اتنے زیادہ تھے کہ چبوترہ اور حجرہ دونوں ان سے بھر گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] آل عمران: 174

سندہ صحیح: نسائی کبریٰ: 6/317۔ طبرانی کبیر: 11/247۔ عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا شاگرد ہے۔ ثقہ، ثبت اور عالم ہے۔ 2/30 اور عمرو بن دینار ثقہ اور ثبت ہے۔ 2/69 اور سفیان بن عیینہ معروف امام ہے۔ ثقہ، ثبت، حافظ اور حجت ہے۔ 1/312۔

[2] بخاری: 5168

Marfat.com

لِيَتَحَلَّقْ عَشْرَةٌ عَشْرَةٌ وَلْيَأْكُلْ كُلُّ إِنْسَانٍ مِمَّا يَلِيهِ

''دس دس آدمیوں کا حلقہ بنالیں اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔''

انہوں نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ ایک گروہ کھاتا تھا وہ چلا جاتا تھا اور دوسرا گروہ اندر آ کر کھاتا تھا۔ سب نے کھانا کھالیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے کہا: انس! اب یہ تھال اٹھالو! میں نے جب اٹھایا تو میں یہ نہیں بتا سکتا کہ جب میں نے اسے رکھا تھا اس وقت زیادہ تھا یا جب میں نے اٹھایا تھا اس وقت کھانا زیادہ تھا۔

اس موقع پر کچھ گروہ بیٹھ کر رسول اکرم ﷺ کے گھر میں باتوں میں مصروف ہو گئے اور رسول اکرم ﷺ ان کے جانے کا انتظار کر رہے تھے اور آپ ﷺ کی اہلیہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا دیوار کی جانب چہرہ پھیرے تشریف فرما تھیں۔ انہوں نے، یعنی باتیں کرنے والوں نے رسول کریم ﷺ کے لیے بہت بوجھ بنا رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اپنی دیگر بیویوں کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں سلام کیا۔ اس کے بعد واپس تشریف لائے تو پھر انہیں احساس ہوا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو گرانی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اب وہ جلدی سے دروازے سے باہر چلے گئے اور رسول اکرم ﷺ نے پردہ لٹکا دیا۔ آپ ﷺ اندر داخل ہوئے میں حجرہ میں ہی بیٹھا تھا کہ کچھ ہی دیر بعد آپ ﷺ تشریف لائے اور یہ آیت نازل ہوئی اسے لوگوں کے سامنے آپ ﷺ نے پڑھا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ ... الی آخر الآیۃ

''اے ایماندارو! نبی ﷺ کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر یہ کہ تمہیں کھانے کی اجازت دی جائے۔ اس کے پکنے کا انتظار نہ کرو۔ لیکن جب تم کو بلایا جائے تو داخل ہو جاؤ اور جب تم کھانا کھالو تو منتشر ہو جاؤ۔ باتوں میں نہ لگ جاؤ اس سے نبی ﷺ کو اذیت ہوتی ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے اس آیت کے حصول میں میں سب لوگوں سے زیادہ قریب تر ہوں۔ اس کے بعد نبی ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے پردہ کر لیا تھا۔ [1]

---

[1] مسلم: 1051/2

Marfat.com

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں حسبِ عادت آپ ﷺ کے ساتھ اندر داخل ہونے لگا تو آپ ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا کیونکہ یہ پردہ کے حکم والی آیت نازل ہوچکی تھی۔ آپ ﷺ نے اس پر عمل کیا۔ [1]

غزوۂ بنو مصطلق اور سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

ابن عون بیان کرتے ہیں: میں نے نافع رحمہ اللہ کو لکھا کہ لڑائی سے پہلے کافروں کو دعوتِ اسلام دی جائے یا نہیں......؟ تو انہوں نے لکھا کہ یہ شروع اسلام میں تھا اب نہیں وجہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے بنو مصطلق پر جب حملہ کیا تو وہ بے خبر تھے اور ان کے جانور پانی پی رہے تھے۔ آپ ﷺ نے وہ افراد جو لڑنے کے قابل تھے انہیں قتل کرنے کا حکم دیا اور ان کے دوسرے لوگوں کو قید کر لیا۔ اس دن ہی آپ ﷺ نے سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث کو حاصل کیا تھا۔ نافع بتاتے ہیں کہ یہ واقعہ مجھ سے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا تھا وہ اس لشکر میں شامل تھے۔ [2]

ابن محیریز بیان کرتے ہیں کہ میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے ملا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ غزوۂ بنو مصطلق کی کوئی بات سنائیں! انہوں نے کہا: ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ غزوۂ بنو مصطلق میں گئے۔ ہم نے لونڈیاں حاصل کیں جو عرب قبائل سے تھیں۔ ہمیں گھروں اور بیویوں سے جدا ہوئے کافی دیر ہوچکی تھی جس وجہ سے ہمیں عورتوں کی اشتہاء ہوئی۔ اور ہم نے یہ چاہا کہ ان لونڈیوں سے عزل کریں) اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَّا تَفْعَلُوْا اگر عزل کرو تو کچھ نہیں ہوگا۔ اجازت ہے لیکن یہ یاد رکھیں!

مَا مِنْ نَّسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ

[1] بخاری: 1428

[2] بخاری: 2541، مسلم: 1730

Marfat.com

''جو روح بھی قیامت تک آنے والی ہے وہ آ کر ہی رہے گی تم عزل کرو یا نہ کرو۔'' [1]

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے کسی کام سے بھیجا۔ آپ ﷺ اس وقت بنو مصطلق کی جانب جا رہے تھے۔ جب میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ اونٹ پر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے بات کی تو آپ ﷺ نے زمین کی جانب اشارہ کیا۔ پہلے تو میں یہ سمجھ نہ سکا کہ آپ ﷺ کیوں بات نہیں کرتے۔ میں نے دوبارہ بات کی تو پھر پتہ چلا کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہیں اور مجھے زمین پر بیٹھنے کا اشارہ کر رہے ہیں یہ حدیث سناتے ہوئے زہیر نے اشارہ کر کے بھی دکھایا تھا۔ میں نے سنا کہ آپ قراءت کر رہے ہیں اور رکوع اور سجدے کے لیے اشارہ کرتے ہیں جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

مَا فَعَلْتَ فِيْ الَّذِيْ أَرْسَلْتُكَ لَهُ ، فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِيْ أَنْ أُكَلِّمَكَ إِلَّا أَنِّيْ كُنْتُ أُصَلِّيْ

''جابر! میں نے جس کام کے لیے آپ کو بھیجا تھا اس کا کیا کیا ہے......؟ مجھے آپ سے بات کرنے میں یہ چیز رکاوٹ تھی کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔''

زہیر بیان کرتے ہیں کہ ابوزہیر راوی کعبے کی طرف رخ کیے بیٹھے تھے انہوں نے نبی ﷺ کے انداز کی عکاسی کرتے ہوئے بتایا کہ بنو مصطلق قبلہ کے علاوہ دوسری جانب رہتے تھے۔ [2]

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے بنو مصطلق کے قیدیوں کو تقسیم کیا تو جویریہ بنت حارث، ثابت بن قیس بن شماس یا ان کے چچا کے بیٹے کے حصے میں آئیں۔ انہوں نے قسطوں پر آزادی کا ان سے معاملہ طے کر لیا۔ یہ جویریہ رضی اللہ عنہا نہایت ہی دلکش اور خوبصورت تھیں۔ انہیں جو بھی دیکھتا یہ اس کے دل میں اتر جاتیں۔ یہ رسول اکرم ﷺ کے پاس آئیں اور اپنی قسط میں تعاون کا مطالبہ کیا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ واللہ! جب میں نے جویریہ کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا تو یہ مجھے اچھی نہ لگیں۔ وجہ یہی تھی کہ میں نے ان کی خوبصورتی دیکھ لی تھی اور مجھے اندیشہ ہوا کہ آپ اسے میری سوتن نہ بنا دیں (اور وہ اپنے حسن و جمال کی وجہ سے میرے ہم پلہ نہ ہو جائے) تاہم یہ آپ ﷺ کے پاس آتی ہیں اور کہتی ہیں:

---

[1] بخاری: 2542

[2] مسلم: 540

Marfat.com

يَارَسُوْلَ اللهِ! أَنَا جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ أَبِيْ ضَرَارٍ سَيِّدِ قَوْمِهِ

''اے اللہ کے رسول! میں حارث بن ضرار جو کہ اپنی قوم کے سردار تھے ان کی نورِ چشم ہوں۔''

اور میں جس ابتلاو آزمائش میں گھر چکی ہوں یہ بات آپ پر مخفی نہیں۔ میں ثابت بن قیس یا ان کے چچا کے بیٹے کے حصے میں آئی ہوں میں نے ان سے قسطوں پر آزادی کا معاملہ کیا ہے میں آپ سے کتابت کی قسطوں میں تعاون مانگنے آئی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

فَهَلْ لَكِ فِيْ خَيرٍ مِّنْ ذَالِكِ کیا میں اس سے بہتر کام نہ کروں جو تمہارے لیے سراپائے خیر ہو۔
انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہے......؟ فرمایا:

أَقْضِي عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَاَتَزَوَّجُكِ ''میں قسطیں ادا کرتا ہوں اور بعد میں تم سے شادی کر لیتا ہوں''

انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! یہ ٹھیک ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں یہی کرتا ہوں۔ یہ اطلاع لوگوں تک پہنچ گئی کہ رسول اکرم ﷺ نے جویریہ کی قسطیں ادا کر دی ہیں اور ان سے نکاح کر لیا ہے تو وہ یہ کہنے لگے: اب تو اس بنو مصطلق سے نبی ﷺ کا دامادی کا رشتہ ہے، ہم ان کو قیدی بنا کر کیسے رکھ سکتے ہیں جو بھی جس کے پاس ان میں سے کوئی قیدی تھا، انہوں نے آزاد کر دیا۔ بنو مصطلق کے تقریباً سو خاندان نبی ﷺ کے جویریہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے کی وجہ سے آزاد ہوئے۔

فَمَا أَعْلَمُ امْرَأَةً كَانَتْ أَعْظَمَ عَلَى قَوْمِهَا بَرَكَةً مِّنْهَا

''ہمارے علم کے مطابق کوئی بھی خاتون اپنی قوم کے لیے اتنی زیادہ برکت والی نہیں ہوئی تھیں جتنی سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا تھیں۔'' [1]

---

[1] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق: 259/4۔ اسی طریق سے احمد نے: 26365 میں اور ابوداود نے 3931 میں ابن حبان نے 361/9 میں حاکم نے 27/4 میں طبرانی کبیر نے 61/26 میں بیان کی ہے۔ محمد بن جعفر ثقہ ہے اور بخاری، مسلم کا راوی ہے 150/2 اور عروہ ثقہ تابعی ہے مغازی کا امام ہے۔

☆...... احادیثِ صحیحہ کے مطابق آپ ﷺ نے گیارہ شادیاں کیں، سب سے پہلی شادی سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی اور سب سے آخری نکاح حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ آپ ﷺ کی وفات کے وقت آپ ﷺ کی 9 بیویاں زندہ تھیں، سیّدہ خدیجہ اور سیّدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہما کا انتقال آپ کی زندگی میں ہو چکا تھا اور سب سے آخر میں سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال واقعہ کربلا کے بعد ہوا۔ آپ ﷺ نے متعدد نکاح پختہ عمر والی بیوہ عورتوں سے کئی ایک حکمتوں کے پیش نظر کیے، جن میں سے ایک بنیادی حکمت یہی تھی کہ ہر قبیلے کی خاتون تک خواتین کے ذریعے اللہ کا دین پہنچے اور امتِ مسلمہ کی خواتین کو اپنے پیچیدہ مسائل سیکھنے سمجھنے میں کسی قسم کی کوئی شرم وحیا آڑے نہ آئے...... اس اعتبار سے امہات المومنین رضی اللہ عنہن خواتین اسلام پر سب سے بڑی احسان کرنے والی ہیں۔

Marfat.com

افک (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان کا) دلفگار واقعہ

سیّدہ عائشہ امّ المومنین بیان کرتی ہیں کہ بہتان بازوں نے جب جو کہنا تھا کہا۔ ہر راوی نے حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا ہے اور یہ ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔ سیّدہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر پر روانہ ہوتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ ان میں سے جس کا نام نکلتا اسے اپنے ساتھ لے کر جاتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک غزوہ پر جاتے ہوئے بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالا۔ یہ قرعہ میرے نام نکلا۔ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئی۔ یہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کی بات ہے۔ میں ایک ہودج (چھولداری) میں سوار کی جاتی تھی اور اسی سے اترتی تھی۔ ہم چلتے رہے آپ جب غزوہ سے فارغ ہو کر واپس آئے اور ہم مدینے کے قریب ہوئے اور ہم واپس آ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں سے کوچ کرنے کا اعلان کیا۔ میں لشکر سے گزر کر آگے چلی گئی اور جب میں نے اپنا کام پورا کیا تو میں اپنے مقام پر آ گئی اور میں نے اپنے گلے کو ہاتھ لگایا تو میرا ہار نہ تھا۔ میں جہاں گئی تھی وہاں دوبارہ گئی اور اپنا ہار ڈھونڈنے لگی۔ مجھے اس کی تلاش کی وجہ سے رکنا پڑا۔ وہ آدمی جو میرے ہودج (چھولداری) کو اٹھانے پر مامور تھے اور میری سواری کا بندوبست کرتے تھے۔ انہوں نے میری سواری تیار کی جس پر میں سوار ہوتی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ میں ہودج میں ہی ہوں۔

وَكَانَ النِّسَآءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يَهْبَلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ

''اس وقت خواتین ہلکے جسم والی تھیں بھاری بدن والی نہ تھیں نہ ہی پُر گوشت ہوتی تھیں۔''

وہ صرف ضرورت کے مطابق کھاتی تھیں۔ اس لیے ان لوگوں نے ہودج (چھولداری) کے ہلکا ہونے کا احساس نہ کیا۔ انہوں نے اسے اٹھایا اور چل دیئے۔ اور ویسے بھی میں نوعمر لڑکی تھی۔ جب انہوں نے اونٹ کو اٹھایا اور چل پڑے تو میں نے وہاں اپنا ہار پایا۔ لشکر روانہ ہو چکا تھا جب میں ہار ڈھونڈ کر لائی تو میں لشکر گاہ میں آئی تو وہاں نہ پکارنے والا اور نہ ہی کوئی جواب دینے والا تھا۔ میں اپنی اسی منزل میں ٹھہر گئی جس میں میں پہلے تھی اور میرا خیال تھا وہ جب مجھے چھولداری میں نہ پائیں گے تو میرے پاس آئیں گے۔

Marfat.com

فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَنِمْتُ

''اسی کش مکش میں میں وہاں اپنی جگہ بیٹھ گئی اور سو گئی۔''

صفوان بن معطل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے رہتے تھے۔ یہ میرے ٹھہرنے کی جگہ پر آئے تو انہوں نے سوئے انسان کا وجود دیکھا تو مجھے پہچان لیا۔ انہوں نے آیاتِ حجاب نازل ہونے سے پہلے مجھے دیکھا ہوا تھا، افسوس سے انا اللہ پڑھا تو میں بیدار ہوگئی۔ میں نے اپنی چادر سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔ واللہ! اس نے کوئی بات نہیں کی اور نہ ہی میں نے انا اللہ کے علاوہ کوئی اور بات سنی تھی۔ اس نے اپنی سواری بٹھائی اور میں اس پر سوار ہوگئی اور وہ اسے ہانک کر چلنے لگے۔ اور جب ہم لشکر سے ملے تو دوپہر کا وقت تھا۔ وہ لشکر والے وہاں ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔

فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ ''پھر ہلاک ہوا جس نے ہلاک ہونا تھا'' اور اس طوفان بدتمیزی میں جو پیش پیش تھا وہ عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔ عروہ کہتے ہیں:

أَنَّهُ كَانَ يُشَاعُ وَيَتَحَدَّثُ بِهِ عِنْدَهُ فَيُقِرُّهُ وَيَسْتَمِعُهُ وَيَسْتَوْشِيهِ

''یہ اسے پھیلا رہا تھا اور باتیں بناتا تھا اور یہ اس بہتان کا اقرار کر رہا تھا اور اسے غور سے سنتا تھا اور اس شرانگیز بات کو آگے پہنچا رہا تھا۔''

اور اس نے یہاں تک اس مہم کو عام کیا کہ حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم بھی اس طوفان کی نذر ہوگئے انکے علاوہ مکمل ایک جماعت تھی جن کا سرغنہ ابن سلول منافق تھا۔ سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کے اس ناروا فہم کا حصہ بننے کے باوجود سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ میرے پاس حسان کو برا بھلا نہ کہا کرو۔ کیونکہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفاع میں کہا ہے:

فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي .... لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

''بلاشبہ میرا باپ اور اس کا والد اور میری عزت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کے تحفظ پر قربان ہے۔''

سیدہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم مدینے میں آگئے اور یہاں آکر میں ایک ماہ میں بیمار رہی۔ لوگ اس جھوٹ کا طوفان باندھنے والوں کی بات کو پھیلا رہے تھے اور مجھے کچھ پتہ نہ تھا۔

وَهُوَ يُرِيبُنِي فِي وَجْعِي إِنِّي لَا أَعْرِفُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ أَشْتَكِي

Marfat.com

''صرف یہ بات مجھے شک میں ڈال رہی تھی کہ بیماری کی حالت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو مجھ سے مدارات اور لطف وکرم برتا کرتے تھے اب کی بار وہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نظر نہ آرہا تھا۔''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لاتے سلام کہتے اور پوچھتے: کیسی ہو......؟ اور واپس چلے جاتے یہ بات مجھے شک میں ڈال رہی تھی کہ کچھ گڑ بڑ ہے مگر اس شرارت کا مجھے پتہ نہ تھا جو میرے خلاف کی گئی۔ میں کافی کمزور ہو چکی تھی میں ام مسطح کے ساتھ مناصع مقام کی جانب گئی یہ ہماری حاجت گاہ تھی اور ہم قضائے حاجت کے لیے رات ہی کو جایا کرتی تھیں یہ اس وقت کی بات ہے ابھی ہم نے گھروں میں لیٹرینیں نہیں بنائی تھیں۔ ہم پرانے عربوں کی عادت کے مطابق جنگل میں ہی جایا کرتے تھے اور ہم گھروں میں حاجت گاہیں بنانے کو اذیت ناک سمجھتے تھے۔

میں اور ام مسطح چل رہی تھیں انکے والد کا نام ابورہم بن مطلب بن عبد مناف تھا ان کی والدہ بنت صخر بن عامر تھیں۔ یہ میرے ابا محترم جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں ان کا بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب تھا۔ میں اور ام مسطح اپنی حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر لوٹیں تو چادر پاؤں نیچے آنے کی وجہ سے یہ پھسلیں اور کہا: مسطح ہلاک ہو میں نے کہا: ام مسطح آپ نے بہت بری بات کہی ہے۔ تم اس آدمی کو گالی دے رہی ہو جو بدر میں شریک تھا۔ انہوں نے کہا: ارے تجھے نہیں پتہ اور تم نے سنا نہیں وہ کیا کہتا ہے......؟ میں نے کہا: وہ کیا کہتا ہے......؟ تو ام مسطح نے مجھے یہ طوفان بدتمیزی اٹھانے والوں کے متعلق بتایا۔

یہ سن کر فَازْدَدتُ مَرَضًا عَلٰى مَرَضِیْ ''میری بیماری میں اور اضافہ ہو گیا'' جب میں واپس آئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس اندر تشریف لائے اور فرمایا: کیسی ہو......؟ میں نے عرض کی: أَتَاْذَنُ لِیْ أَنْ اٰتِیَ أَبَوَیَّ ''آپ مجھے اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت دیتے ہیں......؟'' وہاں جانے کا میرا مقصد یہ تھا کہ میں اس خبر کے متعلق جو اڑائی گئی تھی یقین حاصل کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اجازت دے دی۔ میں نے امی سے کہا: یَا اُمَّتَاهْ مَاذَا یَتَحَدَّثُ النَّاسُ ؟ ''اے امی جان! لوگ یہ کیا باتیں کر رہے ہیں......؟'' انہوں نے کہا: یَا بُنَیَّةُ هَوِّنِیْ عَلَیْكِ ''بیٹی! خود کو ہلکا رکھو!'' واللہ! ایسا کم ہی ہوا ہے کہ کوئی حسین عورت کی سوتنیں بھی ہوں اور وہ اس سے محبت بھی کرتا ہو تو یہ اس پر کیا کچھ بناتی ہیں۔ میں نے کہا: سُبْحَانَ اللہ! کیا لوگ یہ باتیں کر رہے ہیں اور میں نے رونا شروع کر دیا اور میں ساری رات روتی رہی۔ صبح تک میرے آنسو نہ رکے تھے اور نہ ہی آنکھ لگی تھی، صبح بھی روتی رہی۔

Marfat.com

ادھر رسول اکرم ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلایا اور وحی رک چکی تھی۔ آپ ﷺ نے ان سے سوال کیا اور اپنی اہلیہ سے جدائی کے بارے میں مشورہ طلب کیا تو سیّدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا جو میں جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ کی اہلیہ اس عیب سے بالکل پاک ہے۔ ہم تو ان کے متعلق صرف خیر ہی کا گمان رکھتے ہیں۔ اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں تنگ ہوتے ہیں......؟ اللہ نے آپ کو سہولت دی ہے وَالنِّسَآءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ ''عائشہ کے علاوہ اور بھی بہت ساری خواتین ہیں'' (انہیں چھوڑ کر کوئی اور شادی کرلیں) باقی لونڈی سے پوچھ لیجیے وہی درست بات بتا سکتی ہے۔ اب رسول کریم ﷺ نے سیّدہ بریرہ کو بلایا اور کہا: أَيْ بَرِيْرَةُ هَلْ رَأَيْتِ شَيْئًا يُرِيْبُكِ ''بریرہ! تجھے عائشہ میں کوئی مشکوک چیز نظر آئی ہے......؟'' بریرہ نے کہا:

وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا قَطُّ أَغْمِصُهُ ، أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ أَهْلِهَا فَتَأْتِيْ الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ

''اس ذات کی قسم! میں نے اس میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس پر اعتراض کرسکوں، زیادہ سے زیادہ یہ دیکھا ہے کہ وہ ایک نوعمر لڑکی ہے۔ آٹا گوندھ کر رکھ دیتی ہے اور بے فکری سے سوجاتی ہے اور بکری آٹے کو کھا جاتی ہے۔''

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ اسی دن کھڑے ہوئے اور منبر پر عبداللہ بن ابی کی شکایت کی: اے مسلمانوں کی جماعت! اس عبداللہ نے مجھے سخت اذیت دی ہے۔ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِيْ إِلَّا خَيْرًا ''واللہ! جہاں تک میں جانتا ہوں میری اہلیہ سراپا خیر ہے'' اور جس آدمی کے ساتھ انہوں نے تہمت لگائی ہے وہ بھی ایک صالح آدمی ہے۔ وَمَا يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِيْ إِلَّا مَعِيْ ''یہ جب بھی کبھی میرے گھر آیا ہے تو میرے ساتھ ہی آیا ہے تنہا کبھی نہیں آیا۔

یہ درد کی بات سن کر سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو بنو عبدالاشہل سے تھے، اٹھے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں آپ کی یہ اذیت دور کرتا ہوں۔ اگر اوس قبیلے سے ہے تو میں اس کی گردن اڑا دیتا ہوں اور اگر وہ ہمارا خزرجی بھائی ہے تو پھر بھی ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔ جو حکم ہوگا وہ کر گزریں گے۔ یہ سن کر خزرج کا ایک آدمی کھڑا ہوا، حضرت حسان کی والدہ خاندانی رشتہ میں اس کی چچا کی بیٹی لگتی تھی، یہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے جو خزرج کے سردار

Marfat.com

تھے۔ یہ تھے تو بہت صالح آدمی لیکن حمیت میں آ گئے اور حضرت سعد سے کہا: تم غلط کہتے ہو۔ واللہ! تم اسے قتل نہیں کرسکو گے نہ ہی تم میں اسے قتل کرنے کی ہمت ہے اگر وہ تمہارے گروہ اور قوم سے ہوتا تو تم کبھی اسے قتل کرنا پسند نہ کرتے۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے یہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچا کے بیٹے تھے انہوں نے سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا: تم غلط بول رہے ہو۔ واللہ! ہم ضرور اسے قتل کریں گے تم منافق ہو منافقوں کی حمایت کر رہے ہو اور ان کے لیے لڑ رہے ہو۔ اب اوس اور خزرج دونوں قبیلے بھڑک اٹھے۔ قریب تھا کہ آپس میں ایک دوسرے پر حملہ آور ہو جائیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر ہی تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ٹھنڈا کیا۔

میں سارا دن روتی رہی، میرے آنسو تھمنے کا نام نہ لیتے تھے اور نہ ہی رات نیند آتی تھی۔ صبح میرے پاس والدین آئے اور نہ تو نیند آ رہی تھی نہ ہی آنسو برسنے سے رک رہے تھے۔ حَتّٰی أَنِّیْ لَأَظُنُّ أَنَّ الْبُکَآءَ فَالِقُ کَبِدِیْ "میرا خیال تھا یہ آہ و بکا میرا جگر پاش پاش کر دے گی۔" میرے والدین میرے پاس تھے اور میں رو رہی تھی کہ اسی دوران انصار کی ایک خاتون نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی میں نے اسے اجازت دی وہ بھی میرے ساتھ مل کر رونے لگی۔

اسی دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آتے ہیں، سلام کہا اور بیٹھ گئے۔ یہ المناک دور کی پہلی بار تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح بیٹھے تھے۔ پورا ایک ماہ گزر چکا تھا اس بارے کوئی وحی کا پیغام نہ آ رہا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے تو شہادتین پڑھی، یعنی اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کی گواہی دی اور فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ يَاعَائِشَةُ إِنَّهُ بَلَغَنِيْ عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّءُكِ اللّٰهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِيْ إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

"عائشہ! تمہارے متعلق مجھے یہ بات پہنچی ہے اگر آپ اس الزام سے بری ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی آپ کی براءت کی تائید کریں گے اور اگر آپ نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اللہ سے توبہ و استغفار کر لیں کیونکہ بندہ جب اعترافِ گناہ کرتا ہے اور پھر توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتے ہیں۔"

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بات ختم کی تو میرے آنسو وہیں رُک گئے اور ایک قطرہ تک نہ آیا۔ میں

Marfat.com

نے اپنے اباجان سے کہا: أَجِبْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَنِّيْ ''میری جانب سے رسول اکرم ﷺ کو جواب دیجیے!''انہوں نے کہا: بیٹی! مجھے پتہ نہیں چل رہا رسول اکرم ﷺ سے کیا کہوں......؟

میں نے خود ہی کہنا چاہا نوعمر بچی تھی قرآن پاک زیادہ نہ پڑھ سکتی تھی تاہم میں نے کہا: میں جواب دیتی ہوں میں نے کہا: یہ بات آپ نے سن لی ہے اور یہ آپ کے دلوں میں بیٹھ چکی ہے اور آپ نے اسے سچا تسلیم کر لیا ہے۔ اگر میں کہتی ہوں کہ میں اس بہتان سے بری ہوں تو میری تصدیق نہیں کریں گے اور اگر میں اعتراف کروں تو یہ ایک ایسا معاملہ ہوگا اللہ جانتا ہے میں اس سے بری ہوں لیکن آپ اسے درست سمجھیں گے۔ واللہ! میری آپ کی یوسف علیہ السلام کے باپ کی سی مثال ہے انہوں نے کہا تھا:

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰي مَا تَصِفُوْنَ ۝ [1]

''اچھا صبر ہے اور اللہ ہی ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے اس پر جو تم بیان کرتے ہو۔''

تَحَوَّلْتُ وَاضْطَجَعْتُ عَلٰى فِرَاشِيْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّيْ حِيْنَئِذٍ بَرِيْئَةٌ

''یہ کہہ کر میں کروٹ بدل کر اپنے بستر پر دراز ہوگئی۔ اللہ جانتا تھا کہ میں بری ہوں۔''

مجھے یقین تھا کہ میرا اللہ میری براءت کرے گا لیکن یہ بات میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھی کہ وہ میرے بارے میں وحی نازل کرے گا جس کی تلاوت ہوگی۔ وجہ یہ ہے کہ میں خود کو اس سے کم درجہ تصور کرتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں وحی سے کلام کریں گے۔ میرا خیال یہ تھا کہ رسول اکرم ﷺ کو خواب دکھایا جائے گا جس میں اللہ تعالیٰ مجھے اس الزام سے بری کر دیں گے۔

واللہ......! ابھی رسول کریم ﷺ وہیں جلوہ گر تھے، مجلس میں ہی تشریف فرما تھے اور گھر میں موجود افراد میں سے کوئی باہر بھی نہیں گیا تھا کہ اسی وقت آپ ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہوگئی، آپ ﷺ کے رُخِ تاباں پر وحی کی نشانی جو کہ پسینہ آتا تھا وہ آنے لگا اور موتی بن کر بہنے لگا۔ یہ کیفیت آپ ﷺ پر سخت سردی کے دن میں بھی طاری ہو جاتی تھی کیونکہ وحی کا بوجھ ہوتا تھا۔ یہ وحی کی کیفیت دور ہوئی تو رسول اکرم ﷺ مسکراتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

[1] یوسف:18

Marfat.com

يَا عَائِشَةُ ! أَمَّا اللهُ فَقَدْ بَرَّأَكِ

''عائشہ! اللہ تعالیٰ نے تجھے اس بہتان سے بری قرار دے دیا ہے۔''

یہ سن کر میری امّی نے مجھ سے کہا: قُوْمِيْ إِلَيْهِ ''آپ ﷺ کی خدمت میں اٹھو اور شکریہ ادا کرو۔'' میں نے کہا: وَاللهِ لَا أَقُوْمُ إِلَيْهِ ''واللہ! میں کھڑی نہیں ہوں گی۔'' فَإِنِّيْ لَا أَحْمَدُ إِلَّا اللهَ عَزَّوَجَلَّ میں تو صرف اپنے رب عزوجل کی ہی تعریف کروں گی۔ [1] اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

إِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْإِفْكِ ..... الخ (نور:11) جنھوں نے طوفان باندھا ہے وہ تم میں سے ایک جماعت ہے......اس سے لے کر دس آیات نازل ہوئیں جن میں میری براءت نازل ہوئی۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسطح بن اثاثہ کو ان کی قرابت کی وجہ سے اور فقر و فاقہ کی بنا پر خرچہ دیا کرتے تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بیٹی کے دکھ کی وجہ سے کہا:

وَاللهِ! لَا أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِيْ قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ

''واللہ! میں مسطح پر کچھ خرچ نہ کروں گا کیونکہ اس نے عائشہ کے بارے میں نازیبا بات کہی تھی۔''

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ .... وَاللهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (نور:22)

''تم میں سے فضل والے قسم نہ اٹھائیں.......... اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سن کر کہا:

بَلَى وَاللهِ! إِنِّيْ لَأُحِبُّ أَنْ يَّغْفِرَ اللهُ لِيْ ''ضرور میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا اللہ مجھے بخشے۔'' اور قسم کا کفّارہ ادا کر دیا اور مسطح کا خرچہ حسب سابق دوبارہ جاری کر دیا اور کہا: واللہ! میں اس خرچے کو ہمیشہ جاری رکھوں گا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اسی پریشانی کے عالم میں رسول اکرم ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے میرے بارے پوچھا کہ تم عائشہ کے بارے میں کیا جانتی ہو......؟ انہوں نے کہا:

يَارَسُوْلَ اللهِ أَحْمِيْ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَاللهِ! مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا

---

[1] معلوم ہوا کہ جب خوشی ملے عظمت و صداقت کو چار چاند لگ جائیں تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنی چاہیے اور زبان پر صرف اللہ کی رحمت، اللہ کا کرم اور اللہ کا فضل کے بول رہنے چاہئیں۔

Marfat.com

''میں اپنے کان اور آنکھ کو اے اللہ کے رسول! اس الزام کے سننے سے بھی بچانا چاہتی ہوں، واللہ! میں تو ان میں خیر ہی جانتی ہوں۔''

سیّدہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے یہی آپ کی بیوی تھی جو میرے مدمقابل تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی پرہیزگاری کی وجہ سے محفوظ رکھا اور ان کی بہن (حمنہ) نے اپنی بہن کی خاطر محاذ قائم کیا تو وہ ہلاک ہونے والوں میں ہلاک ہوگئی۔

مذکورہ واقعہ بیان کرنے کے بعد ابن شہاب زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو محدثین کے گروہ سے مجھ تک یہ حدیث پہنچی ہے یہ اس کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے: عروہ بتاتے ہیں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس آدمی کے سبب انہوں نے جھوٹ کہا تھا۔ سبحان اللہ! مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نیک آدمی نے جن کے بارے میں یہ بات کہی گئی تھی کبھی کسی غیر عورت کا پہلو کھول کر نہیں دیکھا اور وہ بعد میں اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے تھے۔ [1]

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب مجھ تک ان طوفان بازوں کی بات پہنچی تو میں نے ارادہ کیا تھا کہ خود کو کسی کنوئیں میں گرا دوں۔ [2]

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب میرا عذر قرآن پاک میں اترا تو رسول کریم ﷺ منبر سے نیچے اترے اور حکم دیا کہ دو آدمیوں اور ایک عورت کو جنہوں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف بے حیائی میں حصہ لیا تھا انہیں حد لگائی جائے، تہمت لگانے میں عبداللہ بن ابی مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے اور حمنہ بنت جحش تھیں جو سیّدہ زینب بن جحش کی بہن تھیں۔ انہوں نے صفوان بن معطل سلمی کے ساتھ تہمت لگائی تھی اس لیے انہیں کوڑے مارے گئے۔ [3]

---

[1] بخاری: 4141، مسلم: 2770۔ اس المناک واقعہ سے یہ عقیدہ روزِ روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ مستقبل کے حالات جاننے والی ذات صرف اور صرف اللہ ہی کی ہے اور وہی عالم الغیب ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ آپ کے اہل خانہ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ایک ماہ سے زائد مدت تک پریشان نہ رہتے۔

[2] **سندہ حسن :** طبرانی اوسط: 184/1

تحقیق الحدیث: ابن خداش کی وجہ سے یہ حدیث حسن ہے یہ صدوق ہے لا بأس بہ یہ حماد بن زید کے پاس آتا جاتا تھا وہ اس کی اچھی تعریف کرتے تھے۔ (الجرح والتعدیل: 3/327، تہذیب: 3/74) اس کی جرح غیر مفسر ہے توثیق معتبر ہے یحییٰ بن معین۔ ابوحاتم اور صالح بن محمد بغدادی نے اسے صدوق کہا ہے اور ابن سعد نے اسے ثقہ کہا ہے۔ یعقوب بن شیبہ نے اسے ثقہ اور صدوق قرار دیا۔

یحییٰ بن معین نے کہا میں نے اس سے حدیث لکھی ہے یہ غار والی حدیث بیان کرتا ہے۔ سلیمان بن حرب نے اس کا انکار کیا ہے اور تعریف بھی کی ہے کہ یہ صدوق ہے لا بأس بہ۔ ابن حبان نے اسے ثقہ کہا ہے۔ یہ 224ھ میں فوت ہوا۔ ابن قانع نے ثقہ کہا ہے۔ ابن مدینی نے اسے ضعیف کہا ہے اور زکریا ساجی نے اس میں ضعف بیان کیا ہے۔ طبرانی کا شیخ بھی ثقہ ہے (البلغہ: 61) اور حماد ثقہ، ثبت اور فقیہ ہے 1/197۔

[3] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق۔ اسی سند سے بیہقی نے 8/250 میں اسے بیان کیا ہے۔

عمرہ، عائشہ کی شاگرد ہے یہ ثقہ تابعیہ ہے 2/607 عمرہ کا شاگرد بھی ثقہ تابعی ہے اور بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ 1/405

Marfat.com

غزوۂ سیف البحر کا بیان

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساحل کی جانب جب دستہ فوج بھیجا تو اس پر سیّدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ یہ تین سو افراد پر مشتمل تھا۔ جب ہم روانہ ہوئے تو راستے میں زادِ راہ ختم ہوگیا۔ سیّدنا ابوعبیدہ نے حکم دیا کہ لشکر سامان سفر اکٹھا کرے وہ جمع کر لیا گیا تو وہ سارا سامان سفر کھجوریں ہی تھا۔

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں روزانہ اس میں سے تھوڑا تھوڑا دیا کرتے تھے حتی کہ وہ ختم ہوگیا پھر ہمیں صرف ایک ایک کھجور دی جاتی تھی۔ راوی کہتا ہے: میں نے پوچھا: ایک کھجور سے کیا ہوتا تھا......؟ انہوں نے کہا:

لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِيْنَ فَنِيَتْ "جب وہ نہ ملتی تھی تو ہمیں بہت کمی محسوس ہوتی تھی۔" پھر ہم سمندر تک پہنچے تو ایک مچھلی ہاتھ آئی جو ایک ٹیلے کی مانند تھی لشکریوں نے اسے اٹھارہ دن کھایا۔ سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے مچھلی کے کانٹوں کو گاڑنے کا حکم دیا پھر سواری تیار کرنے کا کہا جو ان دونوں کانٹوں کے نیچے سے گزری مگر ان کانٹوں کو لگی نہ تھی وہ اتنے بلند تھے۔ [1]

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تین سو سوار تھے۔ ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کے ایک قافلے کی نگرانی کے لیے بھیجا اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہمارے امیر تھے ہم ساحل پر پندرہ دن ٹھہرے۔

فَاَصَابَنَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ حَتّٰى أَكَلْنَا الْخَبَطَ

ہمیں راہ میں سخت بھوک سے دوچار ہونا پڑا حتیٰ کہ ہم نے پتے کھائے اسی وجہ سے اس دستۂ فوج کا نام ہی جیش الخبط (پتوں والا لشکر) پڑ گیا۔ سمندر نے ہمارے لیے مچھلی باہر ڈال دی۔ جس کا نام عنبر تھا ہم نے آدھا ماہ اسے کھایا اور اس کی چربی بطورِ تیل جسموں پر ملی حتی کہ ہمارے جسم اسی طرح بحال ہوگئے جیسے پہلے تھے۔ سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کا کانٹا لیا اور اسے گاڑ دیا اور ایک دراز قد آدمی لیا اور اونٹ لیا اسے اس کانٹے کے نیچے سے گزارا وہ اتنا بڑا کانٹا تھا۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی تین اونٹ ذبح کرتا تھا اور پھر دوسرا کرتا تھا روزانہ تین تین اونٹ ذبح ہوتے اس کے بعد سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں منع کر دیا۔

---

[1] بخاری: 2483

Marfat.com

قیس کے والد سعد رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں میں اس لشکر میں موجود تھا لشکر بہت بھوکا ہو گیا تو حکم ہوا اونٹ ذبح کرو میں نے ذبح کیا پھر بھوک لگی تو اونٹ ذبح کرنے کا حکم ہوا میں نے ذبح کیا پھر بھوکے ہوئے تو پھر اونٹ ذبح کیا اس کے بعد اونٹ ذبح کرنے سے روک دیا گیا۔ [1]

عبادہ بن ولید کہتے ہیں: میں اور میرے ابا جان انصار کے قبیلے میں طلب علم کے لیے گئے تھے سب سے اوّل جو ملے وہ ابو یسر تھے پھر طویل حدیث بیان کی ہے جس میں یہ بیان تھا کہ لوگوں نے رسول اکرم ﷺ سے بھوک کی شکایت کی آپ ﷺ نے تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کھانا مہیا کرے گا۔ ہم سیف البحر میں آئے تو سمندر نے جوش مارا اور ایک مچھلی باہر پھینک دی ہم نے اس کے ایک پہلو میں آگ جلا دی اور بھون کر سیر ہو کر کھائی۔

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں اور پانچ اور آدمی اس مچھلی کے چشم خانے میں داخل ہوئے وہ اتنا گہرا تھا کہ ہم ایک دوسرے کو دیکھ نہ پائے تھے۔ پھر ہم نے اس کا کانٹا لے کر کمان بنایا اور قافلے میں دراز قد والے کو بلایا اور سب سے بڑے اونٹ پر اسے سوار کیا وہ سر جھکائے بغیر اس کمان کے نیچے سے گزر گیا تھا۔ [2]

بنو نضیر اور بنو قینقاع اور بنو قریظہ کے یہود کی جلاوطنی کا بیان

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ اچانک ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ نمودار ہوئے اور فرمایا: یہودیوں کی جانب چلو۔ ہم روانہ ہو گئے اور ان کے بیت المدراس (تعلیم گاہ) میں آ گئے۔ نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر انہیں پکارا:

يَا مَعْشَرَ يَهُوْدِ أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا

''اے گروہِ یہود......! اسلام قبول کرلو سلامت رہو گے۔''

انہوں نے جواب دیا ابو القاسم! آپ نے یہ بات پہنچا دی ہے......؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہی میرا ارادہ تھا۔ دوسری اور تیسری مرتبہ بھی رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی تو انہوں نے کہا: آپ نے یہ دعوت پہنچا دی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

1. بخاری: 4361 [اللہ تعالیٰ اخلاص والے لوگوں کو ہی غیبی رزق دیتا ہے۔]
2. مسلم: 3014

Marfat.com

إِعْلَمُوْا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَأَنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ ، فَمَنْ وَّجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ فَاعْلَمُوْا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ

''یہ جان لو! زمین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہے میں تمہیں جلاوطن کرنا چاہتا ہوں، اور تم میں سے جو مال رکھتا ہے اسے فروخت کر لے۔''

پھر میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ زمین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے۔ [1]

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بنونضیر اور قریظہ آپس میں لڑ پڑے، آپ ﷺ نے بنونضیر کو جلاوطن کر دیا اور قریظہ پر احسان کیا اسے وہیں ٹھہرا دیا۔ حتیٰ کہ قریظہ نے بھی آپ ﷺ سے جنگ شروع کر دی آپ نے ان کے مردوں کو قتل کر دیا اور ان کی خواتین اور بچوں کو اور ان کے مال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ صرف انہیں چھوڑا جو نبی ﷺ سے مل گئے اور ایمان لائے اور مدینے کے تمام یہودیوں کو آپ ﷺ نے جلاوطن کیا۔ بنوقینقاع عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا گروہ ہے انہیں اور بنوحارثہ کو اور مدینے کے دیگر تمام یہودیوں بھی کو جلاوطن کر دیا تھا۔ [2]

سیّدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بنونضیر کے نخلستان کو جلا دیا اور کاٹ دیا جو کہ ''بُوَیرہ'' جگہ پر تھا حسان رضی اللہ عنہ نے کہا تھا:

وَهَانَ عَلٰى سَرَاةِ بَنِيْ لُؤَيٍّ

حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرٌ

''بنولوی کے سرداروں نے نہایت ہی آسانی کے ساتھ بویرہ مقام پر نخلستان میں پھیلنے والی آگ لگا دی۔'' [3]

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بنونضیر کے مال اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کے لیے مال فیٔ بنائے ہیں۔

مِمَّا لَمْ يُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ

---

[1] بخاری: 3167، مسلم: 1765

[2] بخاری: 4028، مسلم: 1765

[3] بخاری: 2326، مسلم: 1746

Marfat.com

''ان پر مسلمانوں نے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے۔''

یہ رسول اکرم ﷺ کے لیے ہی خاص تھے۔ آپ ﷺ اس مال کو اہل وعیال پر خرچ کرتے، پورے سال کا خرچہ دیتے اور جو اس سے باقی بچتا اسے ہتھیاروں اور گھوڑوں میں صرف کر دیتے تھے تاکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیاری ہو جائے۔ [1]

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سورۃ توبہ کے متعلق سوال کیا انہوں نے کہا: توبہ کا نام ''سورۃ فاضحہ'' بھی ہے۔ یہ نازل ہوتی رہی اور ایک ایک منافق کے متعلق بتاتی رہی حتی کہ انہوں نے یہ خیال کیا کہ یہ کسی منافق کو باقی نہ چھوڑے گی، پھر میں نے سورۃ الانفال کے متعلق پوچھا: انہوں نے کہا: یہ بدر کے بارے میں اتری ہے۔ میں نے پوچھا: سورۃ الحشر......؟ کہا یہ بنونضیر کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ [2]

غزوۂ خندق اور غزوۂ بنوقریظہ کا تذکرہ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جو لوگ جتھے چڑھا کر لائے تھے وہ قریش، غطفان اور بنوقریظہ میں سے تھے اور حیی بن اخطب، سلام بن ابی حقیق، ابو رافع، ربیع بن ابی حقیق، ابو عامر، وحوح بن عامر، ہوذہ بن قیس بھی ان میں شامل تھے۔ وحوح، ابو عامر اور ہوذہ یہ بنووائل میں سے تھے۔ اور دیگر سارے بنونضیر میں سے تھے۔ یہ سب قریش کے پاس آئے اور کہا:

هٰؤُلَآءِ أَحْبَارُ يَهُوْدٍ وَأَهْلُ الْعِلْمِ بِالْكِتَابِ الْأَوَّلِ فَاسْئَلُوْهُمْ أَدِيْنُكُمْ خَيْرٌ أَمْ دِيْنُ مُحَمَّدٍ ...؟

''یہ سب یہودیوں کے علما ہیں اور پہلی کتابوں کا علم رکھنے والے ہیں۔ ان سے پوچھو کہ تمہارا دین بہتر ہے یا محمد ﷺ کا دین بہتر ہے......؟''

انہوں نے یہودی علماء سے پوچھا تو انہوں نے کہا: اے قریش! تمہارا دین بہتر ہے اور تم محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے متبع لوگوں سے زیادہ ہدایت پر گامزن ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں کہا:

---

[1] بخاری: 2904 مسلم: 1756

[2] بخاری: 4882 مسلم: 3031

Marfat.com

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ

''کیا تو نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو کتاب سے حصّہ دیئے گئے ہیں وہ جبت اور طاغوت کے ساتھ ایمان لاتے ہیں۔''

اور جبت اور طاغوت والوں کو زیادہ راہِ راست والے قرار دیتے ہیں۔ [1]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حارث غطفانی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد ﷺ! ہمیں مدینے کی کھجوروں میں آدھا حصے دار بنادو!

آپ ﷺ نے فرمایا: حَتّٰى أَسْتَأْمِرَ السَّعُوْدَ ''یہ تب کروں گا جب میں اپنے سعد نامی دوستوں سے مشورہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے سعد بن معاذ، سعد بن عبادہ، سعد بن ربیع، سعد بن خیثمہ اور سعد بن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین کو پیغام بھیجا کہ میرے پاس آئیں۔ یہ سب حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے یوں بات کا آغاز کیا:

إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ الْعَرَبَ قَدْ رَمَتْكُمْ عَنْ قَوْسٍ وَّاحِدَةٍ

''میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ عرب نے میری وجہ سے تمہیں اپنی مخالفت کا نشانہ بنایا ہے اور تمہاری طرف بیک دست کمان سے تیر چھوڑا ہے''

اب معاملہ یہ ہے جو تم سے مشورہ طلب کرنا ہے، وہ یہ ہے: يَسْأَلُكُمْ أَنْ تُشَاطِرُوْهُ تَمْرَ الْمَدِيْنَةِ

---

[1] **حسن لغیرہ:** تفسیر طبری: 5/135

تحقیق الحدیث: اس میں محمد بن ابو محمد راوی ہے اس میں جہالت ہے جس کی وجہ سے یہ ضعیف ہے۔ ابن اسحٰق نے اگرچہ متہم نہیں کیا، پھر بھی یہ روایت اس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ابن اسحٰق نے اس کا شاہد بیان کیا ہے۔ (تفسیر طبری: 21/129) جو درج ذیل ہے۔ یزید بن رومان۔ مولیٰ آل زبیر۔ عروہ بن زبیر۔ وعمن لا اتہم۔ عبیداللہ بن کعب بن مالک۔ زہری۔ عاصم بن عمر بن قتادہ۔ عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم۔ محمد بن کعب قرظی۔ عن غیرھم من علمائنا۔

اس میں یہ بھی آتا ہے کہ یہ سارے یہودی مکے میں گئے اور قریش کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ کرنے پر ابھارا اور کہا: ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور محمد ﷺ کو جڑ سے ختم کر دیں گے۔

ان سے قریش نے کہا: اے گروہِ یہود! تم اہل کتاب اور اہل علم ہو ہمیں بتاؤ جب ہم اس کے پاس آئیں تو دین کے بارے میں بات ہوگی۔ بتاؤ! ہمارا دین بہتر ہے یا محمد ﷺ کا دین بہتر ہے......؟ انہوں نے کہا: تمہارا دین بہتر ہے اور تم حق کے زیادہ قریب ہو بہ نسبت محمد ﷺ کے۔ اوپر والی آیت ان کے بارے میں ہی نازل ہوئی تھی۔ تمام سندیں مرسل ہیں اگرچہ عبداللہ بن کعب کو رؤیت نبوی بھی حاصل ہے، پھر بھی یہ ایک دوسری سند کے لیے تقویت کا باعث نہیں، کیونکہ بعض اوقات ان کا مصدر ایک ہی ہوتا ہے لیکن یہ ساری سندیں ابن عباس والی اس سند کی وجہ سے جو پہلے نمبر پر بیان ہوئی سے قوت لیتی ہیں، لہٰذا یہ شدید ضعف نہ رہا یہ حسن لغیرہ ہوئی۔

Marfat.com

وہ تم سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اسے مدینے کی کھجوروں میں حصے دار بناؤ اگر تم نے اپنے عوام کے سامنے یہ معاملہ رکھنے کے بعد مجھے بتانا ہے تو ایسا کرلو اچھی طرح غور وفکر کرلو۔ انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول!

أَوْحِیَ مِنَ السَّمَآءِ فَالتسْلِيْمُ لِأَمْرِ اللهِ ، أَوْ عَنْ رَأْيِكَ أَوْ هَوَاكَ فَرَأْيُنَا تَبعٌ لِّهَوَاكَ وَ رَأْيِكَ ...؟

''اگر یہ آسمان کی طرف سے وحی کا حکم ہے تو پھر اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم ہے اور اگر یہ آپ کی رائے ہے تو ہم آپ کی رائے اور خواہش کا احترام کرتے ہیں۔''

ہم تابع ہیں، اگر آپ ہمارے اوپر نرمی کے خوف سے ایسا کرنا چاہتے ہیں کہ یہ ہمیں پریشان نہ کریں تو واللہ! ہم دونوں کے لیے میدان برابر ہے وہ اس قابل ہیں کہ ہم انہیں اچھی کھجوریں تو دور کی بات ہے ردی کھجوریں بھی نہ دیں گے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: یہودیو! تمہارے لیے یہی ہے جو میرے ساتھی کہتے ہیں۔

انہوں نے کہا: محمد ﷺ! آپ نے ہم سے عہد شکنی کی ہے اس بارے میں سیّدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا تھا:

يَا جَارُ مَنْ يَّغْدِرُ بِذِمَّةِ جَارِهِ
أَبَدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا لَا يَغْدِرُ

''اے وہ پڑوسیو! جو ہمیشہ اپنے پڑوسی کے عہد سے غدر کرتے ہو۔ محمد ﷺ کبھی بھی عہد شکن نہیں ہوئے۔''

وَأَمَانَةُ الْمَرْءِ حَيْثُ لَقِيْتَهَا
كَسْرُ الزُّجَاجَةِ صَدْعُهَا لَا يُجْبَرُ

''آدمی کی امانت جہاں بھی تو اسے پائے گا وہ برقرار ہے تو درست ہے اگر اسے ٹھیس لگ جائے تو وہ شیشے کے ٹوٹنے کی مانند ہے جس کی شکن کبھی بھری نہیں جاتی۔''

إِنْ تَغْدُرُوْا فَالْغَدْرُ مِنْ عَادَتِكُمْ
وَاللُّؤْمُ يَنْبُتُ فِيْ أُصُوْلِ السَّخْبَرِ

Marfat.com

''اگر تم نے غدر سے کام لیا ہے تو یہودیو! غدر کرنا تمہاری عادت ہے اور کمینگی تو یہودیوں کی جڑوں میں اگتی ہے۔'' ❶

ابوعثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خندق کے دن رسول اکرم ﷺ نے جب پتھر پر ضرب لگائی اور کہا:

بِسْمِ اللهِ وَبِهِ بَدَيْنَا

وَلَوْ عَبَدْنَا غَيْرَهُ شَقِيْنَا

''اللہ کے نام کے ساتھ میں ضرب لگا رہا ہوں اور اسی کی طاقت سے ہم نمایاں ہیں اگر ہم اس کے علاوہ کسی کی پرستش کرتے تو ہم بدنصیب ہوتے۔

حَبَّذَا رَبًّا حَبَّذَا دِيْنًا

''واہ! کتنا ہی اچھا ہمارا رب ہے اور کتنا ہی اچھا ہمارا دین ہے۔'' ❷

سیّدنا سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم خندق کھود رہے تھے ہمارے پاس رسول کریم ﷺ تشریف لائے اور مٹی ہم اپنے کندھوں پر لاد کر ڈھو رہے تھے تو ہماری محنت دیکھ کر بطورِ تسلی یہ اشعار کہے:

أَللّٰهُمَّ لَاعَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ

---

❶ **سندہ حسن:** طبرانی اوسط: 28/6

تحقیق الحدیث: اس کے متن میں کچھ اضافہ ہے جو درست نہیں اس میں سعد بن ربیع کا نام زائد ہے۔ یہ ابن علقمہ کو وہم ہوا ہے اور بزار کو بھی وہم ہوا ہے۔ (زوائد: 2/331) عقبہ والی سند حسن ہے اور محمد بن عمرو بن علقمہ کی حدیث حسن ہے۔ بشرطیکہ اپنے سے زیادہ ثقہ کی مخالفت نہ کرے۔ یہ بخاری اور مسلم کا راوی ہے بلکہ یہ صحاح ستہ کا راوی ہے۔ (تقریب: 2/192) اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن ثقہ تابعی ہے اور کثیر الحدیث ہے (تقریب: 2/430) اور عثمان صدوق ہے مسلم کا راوی ہے اور عقبہ بن سنان بن عقبہ بن سنان بن سعد بن جابر بصری۔ ابوحاتم کا شیخ ہے ابوحاتم نے اسے صدوق کہا ہے۔ (الجرح والتعدیل: 6/311)

❷ زوائد الہیثمی: 3/702

تحقیق الحدیث: معاویہ راوی ثقہ ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (التہذیب: 10/215) اس کا شیخ ثقہ ہے اور حافظ ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے 1/41) اور سلیمان بن طرخان تیمی ثقہ تابعی ہے اور عابد وزاہد ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے: 1/326۔ اور ابوعثمان نہدی کا نام عبدالرحمان بن مل ہے۔ یہ جاہلیت اور اسلام کا دور پانے والا مخضرم ہے۔ ثقہ ہے، ثبت ہے اور عابد ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے (1/499) اور یہ صحابہ سے روایت کرتا ہے اس کے شیوخ میں ضمناً کوئی تابعی نہیں آتا۔ یہ حدیث متصل ہے (طبقات المحدثین باصبہان: 1/440) سند درج ذیل ہے۔ سلیمان تیمی۔ ابوعثمان۔ سلمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے خندق کے دن ضرب لگائی۔

Marfat.com

فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ

''اے میرے اللہ! زندگی صرف آخرت کی ہے مہاجروں اور انصار کو بخش دے۔'' [1]

سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ خود بھی خندق کے دن مٹی ڈھو رہے تھے حتی کہ آپ ﷺ کا پیٹ مبارک گرد سے اٹا پڑا تھا۔ اور یہ فرما رہے تھے:

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

''واللہ! اگر اللہ تعالیٰ نہ ہوتے تو ہم ہدایت یاب نہ ہوتے اور نہ ہی ہم صدقہ کرتے اور نہ ہی ہم نماز پڑھتے۔''

فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَّاقَيْنَا

''ہمارے اوپر سکینت و اطمینان نازل کر دے اور اگر ہماری دشمنوں سے مڈبھیڑ ہو تو ہمارے قدم ثابت رکھنا۔''

إِنَّ الْأُلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا

''بے شک ان دشمنوں نے ہم پر سرکشی کی ہے جب یہ ہم سے فتنہ کا ارادہ کریں تو ہم انکار کرتے ہیں۔''
اور جب أَبَيْنَا (ہم انکار کرتے ہیں) کہتے تو آپ ﷺ اپنی آواز بلند کر لیتے تھے۔ [2]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ خندق کی طرف گئے تو مہاجر اور انصار یخ بستہ صبح میں خندق کھود رہے تھے۔ ان کے پاس غلام بھی نہ تھے خود کام کرتے۔ جب رسول اکرم ﷺ نے ان کی محنت و کاوش اور بھوک کو دیکھا تو کہا:

---

[1] بخاری: 3797

[2] بخاری: 4104

Marfat.com

أَللّٰهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةِ

فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ

''اے اللہ! زندگی جو ہے وہ آخرت کی زندگی ہی ہے اور انصار اور مہاجروں کو بخش دے۔''

تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ کے جواب میں کہا:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا

عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا

''ہم وہی ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے دستِ حق پرست پر بیعت کر رکھی ہے کہ جب تک ہم زندہ ہیں اس وقت تک ہم جہاد کرتے رہیں گے۔'' [1]

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جنگِ خندق کے دن خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت ترین پتھر کا سامنا ہوا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی: خندق کھودتے ہوئے ایک چٹان آڑے آ گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں آتا ہوں پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے وَبَطْنُهُ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ اور آپ ﷺ کے پیٹ مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا تین دن سے ہم نے کوئی چیز نہ چکھی تھی۔

نبی ﷺ نے کدال لی اور چٹان پر ماری تو وہ ریت بن کر بہہ گئی۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیے! آپ ﷺ نے اجازت دی۔ میں نے گھر جا کر بیوی سے کہا: میں نے نبی ﷺ کو جس خستہ حالی میں دیکھا ہے اس پر مجھے صبر کا یارا نہیں۔ کچھ پاس ہے......؟

اس نے کہا: عِنْدِيْ شَعِيْرٌ وَعَنَاقٌ ''میرے پاس کچھ جَو اور ایک سال کا بھیڑ، بکری کا بچہ ہے۔'' میں نے وہ بکروٹا ذبح کیا اور جَو پیس دیئے اور ہم نے گوشت ہنڈیا میں رکھا، آٹا گوندھ دیا اور ہنڈیا ابھی چولہے پر ہی تھی جو کہ پکنے کے قریب تھی کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: میرے ہاں تھوڑا سا کھانا ہے۔ اے اللہ کے رسول! آپ ہوں یا ایک دو آدمی ساتھ لے لیں۔ فرمایا: بتاؤ تو سہی کتنا ہے......؟ میں نے گوشت اور جَو کی مقدار بتائی۔

---

[1] بخاری: 4099

Marfat.com

فرمایا: كَثِيرٌ طَيِّبٌ ''بہت ہے اچھا ہے۔'' فرمایا: جابر اہلیہ سے کہو!

لَا تَنْزِعُ الْبُرْمَةَ وَلَا الْخُبْزَ مِنَ التَّنُّوْرِ حَتّٰى اٰتِيَ

''ہنڈیا نیچے نہ اتارے اور نہ ہی تندور سے روٹیاں نکالے میرے آنے کا انتظار کرے۔''

آپ ﷺ نے ساتھیوں سے کہا: اٹھو! مہاجر وانصار سب اٹھے اور جابر کے گھر کی جانب چل پڑے۔ جب جابر رضی اللہ عنہ گھر گئے بیوی کو بتایا کہ سب آ رہے ہیں۔ نبی ﷺ اور مہاجر وانصار اور جو بھی وہاں موجود ہیں، سب آ رہے ہیں۔ بیوی نے کہا: کیا آپ ﷺ نے تم سے کچھ پوچھا تھا......؟ کہا: ہاں! پوچھا تھا اس نے کہا: پھر ہماری پریشانی نہیں نبی ﷺ خود ہی کچھ کریں گے۔

اب لوگ جابر رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہونے کو تیار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: أُدْخُلُوْا وَلَا تَضَاغَطُوْا ''داخل ہو جاؤ اور ایک دوسرے کو تنگ نہ کرنا'' اب آپ ﷺ روٹی کا ٹکڑا لیتے تھے اور اس پر گوشت رکھتے تھے اور ہنڈیا کو ڈھانپ دیتے تھے اور تنور بھی ڈھانپ دیتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیش کرتے جا رہے تھے اسی طرح پھر نکالتے اور ڈھانپتے تھے۔ روٹی کا ٹکڑا لیتے رہے اور سالن بھی ڈالتے رہے حتی کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوب سیر ہو گئے، پھر بھی کھانا اور سالن باقی تھا۔ اب آپ ﷺ نے جابر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سے کہا:

كُلِيْ هٰذَا وَأَهْدِيْ ''اسے خود بھی کھاؤ اور ہدیہ بھی دو۔''

فَإِنَّ النَّاسَ أَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ [1]

''وجہ یہ ہے کہ لوگ بھوک سے نڈھال ہیں۔''

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب خندق کھودی جا رہی تھی میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کو شدید بھوک لگی ہے۔ میں بیوی کے ہاں پلٹ کر آیا اور میں نے کہا: هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ؟ ''کیا تمہارے پاس کچھ ہے......؟'' اس نے ایک تھیلا نکالا جس میں تقریباً ایک صاع جو تھے اور ہمارے گھر میں ایک پالتو بکری تھی، اسے میں نے ذبح کیا اور جو میں نے پیس دیئے اور بکری کا پہلی فرصت میں گوشت بنا کر ہنڈیا میں رکھا اور میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آ گیا۔ آنے سے پہلے میری بیوی نے عرض کی کہ اللہ کے رسول ﷺ کے اور آپ کے

---

[1] بخاری:4101

Marfat.com

ساتھیوں کے سامنے میری لاج رکھنا۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت ہی راز داری سے التجا کی کہ ہمارے پاس ایک صاع جو تھے اور ایک بکروٹی تھی آپ ﷺ تشریف لائیں اور چند افراد اور ساتھ لے لیں اور کھانا تناول فرما لیں۔ نبی ﷺ نے بلند آواز سے کہا:

يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ

''اے خندق والو، میرے ساتھیو! جابر نے تمہارے لیے کھانا بنایا ہے تم سب آ جاؤ!''

اور مجھے رسول اکرم ﷺ نے کہا:

لَا تُنْزِلَنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزَنَّ عَجِيْنَتَكُمْ حَتَّى اَجِيْئَ

''ہنڈیا نیچے نہ اتارنا اور نہ ہی گوندھے ہوئے آٹے کی روٹیاں پکانا میرے آنے کا انتظار کرنا۔''

میں بیوی کے پاس آیا تو رسول کریم ﷺ آگے آگے تشریف فرما تھے اور دوسرے لوگ پیچھے تھے۔ بیوی نے کہا: تم نے یہ کیا کیا......؟ آپ ﷺ کو بتایا ہے کہ ہمارے پاس کھانا کتنا ہے۔ میں نے کہا: بتا دیا ہے۔

آپ ﷺ گھر تشریف لے آئے تو اہلیہ نے آٹا نکالا۔ آپ ﷺ نے اس میں لعاب مبارک ڈالا اور برکت کی دعا کی، پھر ہنڈیا پر آئے اس میں بھی لعاب مبارک ڈالا اور فرمایا: میرے سامنے روٹی پکانے والی کو بلاؤ وہ پکائے، آپ ﷺ نے میری اہلیہ سے کہا: روٹی پکاؤ،

وَاقْدَحِيْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوْهَا

''اور اپنی ہنڈیا سے سالن بھر کر دو اور اسے چولہے سے نیچے نہ اتارنا۔''

کھانے والوں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ انہوں نے خوب کھایا اور کھانا پھر بھی باقی چھوڑا اور یہ کھا کر چلے گئے اور ہماری ہنڈیا اور آٹا اسی طرح تھا۔ [1]

۞ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی ہمشیرہ بیان کرتی ہیں کہ مجھے میری امی عمرہ بنت رواحہ نے بلایا اور مجھے میرے کپڑے میں ایک لپ کھجوریں ڈال کر دیں اور کہا:

---

[1] بخاری: 4102

Marfat.com

أَيْ بُنَيَّةُ إِذْهَبِيْ إِلَى أَبِيْكِ وَخَالِكِ عَبْدِاللهِ ابْنِ رَوَاحَةَ بِغَدَائِهِمَا

''بیٹی! اپنے ماموں اور باپ کے لیے صبح کا ناشتہ لے جاؤ۔''

میں نے وہ لیں اور چل پڑی۔ میرا گزر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہوا۔ میں اپنے ابا جان اور ماموں کو تلاش کر رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اِدھر آؤ! یہ تیرے پاس کیا چیز ہے......؟

میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! یہ کھجوریں ہیں میری امی نے مجھے دے کر بھیجی ہیں کہ اپنے ابا جان بشیر بن سعد اور ماموں عبداللہ بن رواحہ کو دے آؤ تاکہ وہ صبح کا کھانا کھالیں۔

فرمایا: لے آؤ! میں نے وہ کھجوریں رسول کریم ﷺ کی دونوں ہتھیلیوں میں ڈال دیں اتنی کم تھیں کہ آپ ﷺ کی لپ مبارک سے بھی کم تھیں وہ بھی بھری نہ گئی تھی۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ کپڑا بچھایا جائے اور کھجوریں اس میں بکھیر دیں ایک آدمی سے کہا:

أُصْرُخْ فِيْ أَهْلِ الْخَنْدَقِ أَنْ هَلُمَّ إِلَى الْغَدَآءِ

''خندق والوں کو آواز دو کہ آؤ اور صبح کا کھانا کھالو۔''

اہل خندق جمع ہو گئے اور اس سے کھانا شروع کر دیا اور وہ کھجوریں بڑھتی جاتی تھیں حتی کہ اہل خندق کھا کر واپس چلے گئے، کھجوریں پھر بھی کپڑے کے کناروں سے اس میں گرتی جاتی تھیں۔ [1]

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب چٹان آڑے آئی تو رسول اللہ ﷺ نے کدال لی اور اپنے کپڑے سمیٹ لیے اور کہا: بسم اللہ! پھر اسے کدال ماری تو چٹان کا تیسرا حصہ ٹوٹ گیا اور کہا:

أَللهُ أَكْبَرُ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الشَّامِ ، وَاللهِ ! أَنِيْ لَأُبْصِرُ قُصُوْرَهَا الْحُمْرَ السَّاعَةَ

''مجھے شام کی کنجیاں عطا کر دی گئیں ہیں، واللہ! اس وقت میں شام کے سرخ محل دیکھ رہا ہوں۔''

پھر دوسری ضرب لگائی تو چٹان کا ایک تہائی حصہ اور کٹ گیا اور آپ ﷺ نے کہا:

---

[1] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق: 4/174

تحقیق الحدیث: سعید بن میناء مولیٰ بختری بن ابی ذباب حجازی ہے ابوالولید کنیت ہے۔ ثقہ تابعی ہے (تقریب: 241) اس نے یہ حدیث جابر سے سنی ہے اس کی استاد صغیرہ صحابیہ ہیں اس نے اس صحابیہ سے بیان کیا ہے۔ (بیہقی دلائل نبوت: 3/427)

Marfat.com

''اللہ اکبر! مجھے فارس کی کنجیاں بھی دی گئی ہیں اور میں مدائن کا سفید محل دیکھ رہا ہوں۔''

پھر آپ ﷺ نے تیسری ضرب لگائی اور فرمایا: بسم اللہ! پتھر کا بقیہ حصہ بھی کٹ گیا۔ اللہ اکبر!

''مجھے یمن کی کنجیاں بھی دی گئی ہیں اور میں صنعاء شہر کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔'' (1)

نبی ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خندق کھودنے کا حکم دیا تو ایک چٹان رکاوٹ بنی۔ اس کی وجہ سے خندق کھودنا ممکن نہ رہی، رسول اکرم ﷺ اٹھے اور کدال لی اور اپنی چادر مبارک خندق کے کنارے پر رکھی اور فرمایا:

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾

''تیرے رب کا کلمہ صدق وعدل کے لحاظ سے پورا، ہوا اس کے کلمات کو کوئی تبدیل کرنے والا نہیں، وہ سننے والا جاننے والا ہے۔'' (2)

اس سے چٹان کا تیسرا حصہ ٹوٹ گیا۔ یہ منظر سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے بچشم خود دیکھ رہے تھے کہ رسول کریم ﷺ کی ضرب سے بجلی کوندی ہے۔ آپ ﷺ نے دوسری بار یہی آیت پڑھ کر ایک اور ضرب لگائی تو پتھر کا تہائی حصہ اور ٹوٹ گیا اس سے بھی سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے روشنی نکلتے دیکھی۔ آپ ﷺ نے پھر تیسری ضرب لگائی اور یہی آیت تلاوت کی جو تیسرا حصہ چٹان کا باقی تھا وہ بھی گر گیا اور رسول اکرم ﷺ نے خندق سے باہر نکل کر اپنی چادر پکڑی اور بیٹھ گئے۔ سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے یہ عجیب منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ جب آپ ضرب لگاتے تھے، ہر ضرب کے ساتھ روشنی نمودار ہوتی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: يَاسَلْمَانُ رَأَيْتَ ذَالِكَ ...؟ ''سلمان آپ نے دیکھا تھا.....؟'' تو سلمان نے کہا: ہاں! اللہ کے رسول! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے یہ دیکھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

فَإِنِّيْ حِيْنَ ضَرَبْتُ الضَّرْبَةَ الْأُوْلٰى ، رُفِعَتْ لِيْ مَدَائِنُ كِسْرٰى وَمَا

---

(1) **حسن:** ابن ابی شیبہ: 7/378۔ صرف تیسری ضرب سے لے کر آخر تک الفاظ جن میں صنعاء کے دروازے کا ذکر ہے یہ اضافہ ضعیف ہے۔
تحقیق الحدیث: احمد نے: 18694 میں درج ذیل سند سے بیان کی ہے محمد بن جعفر، عوف، میمون۔ اس سند کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے حسن قرار دیا ہے۔ (فتح الباری: 7/397) یہ واقعہ حضرت براء سے اس کی بہ نسبت اضافہ سے آیا ہے۔ (احمد، نسائی) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جو اسے حسن قرار دیا ہے وہ محل نظر ہے کیونکہ میمون میں ضعف ہے۔ (2/292) تہذیب: 10/351 تاہم بعد والی حدیث کی وجہ سے یہ حدیث بھی حسن درجے کی ہو جاتی ہے۔
[یاد رہے! مسند احمد کے محققین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے]

(2) الانعام: 115

Marfat.com

حَوْلَهَا وَمَدَائِنُ كَثِيْرَةٌ حَتّٰى رَأَيْتُهَا بِعَيْنَيَّ

''میں نے جب پہلی ضرب لگائی کسریٰ ایران اور اس کے اردگرد کے شہر میرے سامنے کیے گئے اور بھی بہت سارے شہر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔''

جو دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے وہ علاقے ہمارے ہاتھوں فتح ہوں اور ہماری غنیمت کا حصہ ہوں اور انہیں ہم برباد کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی دعا کی اور دوسری ضرب لگائی تو کہا: قیصر جو روم کا بادشاہ ہے اور اس کے اردگرد کے شہروں کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کہنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ دعا کی اور تیسری ضرب لگائی تو فرمایا: حبشہ اور اردگرد کے شہر اور بستیاں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں، اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

دَعُوْا الْحَبْشَةَ مَا وَدَعُوْكُمْ وَاتْرُكُوْا التُّرْكَ مَا تَرَكُوْكُمْ

''حبشہ والے جب تک تم سے ٹکراتے نہیں اسی حالت میں چھوڑ دو اور ترک والے جب تک تم سے تعرض نہ کریں انہیں بھی چھوڑ دو۔'' [1]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کھودی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے پیٹوں پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھ رکھے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ان کی یہ حالت زار

---

[1] **درجته حسن وسنده ضعيف:** نسائی: 3176

تحقیق الحدیث: ابوسکینہ کی وجہ سے اس میں ضعف ہے اس کی صحبت میں اختلاف ہے۔ (تہذیب التہذیب: 12/125) یہ ابوسکینہ حمصی آزاد کردہ افراد میں سے ہے...... عن رجل عن النبی۔ تفصیل یہ ہے بلال بن سعد یحییٰ بن ابوعمرو شیبانی۔ ابن ابی حاتم، عن ابیہ ابوسکینہ وہی ہے جس نے جعفر بن برقان سے روایت کی ہے اسکو صحبت حاصل نہیں۔ ابوزرعہ سے سوال ہوا کہ ابوسکینہ کا نام کیا ہے......؟ انہوں نے کہا: مجھے اس کے نام کی پہچان نہیں، طبرانی نے معجم میں کہا ہے ابوسکینہ کسی نام کی طرف منسوب نہیں۔ اس کی صحبت میں اختلاف ہے، اس سے بلال بن سعد، جمیل بن عبداللہ، محمد بن احمد البراء۔ علی بن مدینی نے بیان کیا ہے ابوسکینہ کی صحبت کا علم نہیں۔

ابن عبدالبر کہتے ہیں: ابوسکینہ شامی حمصی کے نام کا پتہ نہیں۔ نہ ہی نسبت کا پتہ ہے اس سے بلال بن سعد نے بیان کیا ہے اسے صحابہ میں ذکر کرنے کی کوئی دلیل نہیں۔ ایک قول ہے کہ اس کی حدیث مرسل ہے اسے صحبت حاصل نہیں۔ ایک قول ہے اس کا نام محلم ہے نسبت کا علم نہیں۔ قاضی ابوالقاسم عبدالصمد بن سعید نے کتاب الصحابۃ میں کہا ہے جو لوگ حمص میں اترے ہیں ان میں ابوسکینہ بھی ہے یہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھا جو اپنے داماد کے ہاں اترا تھا۔ ابوسکینہ کا نام محلم بن سوار تھا اس سے بلال بن سعد نے بیان کیا تھا۔ عبدالحق نے الاحکام الکبریٰ میں ذکر کیا ہے۔ ابوسکینہ کا نام زیاد بن مالک ہے کہ جس سے جعفر بن برقان نے بیان کیا ہے یہ حدیث پہلی اور بعد والی کی وجہ سے حسن ہے۔

Marfat.com

دیکھی تو فرمایا: هَلْ دَلَلْتُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُطْعِمُنَا أَكْلَةً "کیا کوئی ایسا آدمی بتا سکتے ہو جو ہمیں کھانا کھلائے......؟" ایک آدمی نے کہا: جی ہاں! میں بتا سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بتاؤ! صحابہ اس آمی کے پاس گئے وہ خندق کھود رہا تھا جو خندق کھودنے کی جگہ اس کے حصے میں آئی تھی وہ اسے بذاتِ خود بڑی جانفشانی سے کھود رہا تھا۔ مگر رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس آدمی کے گھر تشریف لے گئے۔ اس کی بیوی نے اسے پیغام بھیجا کہ گھر آ جاؤ! رسول اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لا چکے ہیں۔ وہ آدمی دوڑتا ہوا آیا اور ماں باپ کی فدویت اور قربانی کا کہہ کر اظہارِ مسرت کیا۔ اس کے پاس ایک بکری تھی اور اس کے پیچھے ایک بکروٹا تھا وہ جب ذبح کرنے کے لیے اٹھا تو نبی ﷺ نے بکروٹے کو ذبح کرنے کا کہا، اس نے بکروٹا ذبح کیا۔

اس کی بیوی نے آٹا پیس کر اسے گوندھا اور روٹیاں پکائیں، ادھر ہنڈیا پک گئی تو اس نیک خاتون نے پیالے میں شوربا ڈال کر روٹیاں اس میں ڈالیں اور ثرید بنا کر اسے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خدمت میں پیش کیا۔ نبی ﷺ نے اس میں اپنی انگلی مبارک رکھی اور کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيهَا "اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اے میرے اللہ! اس میں برکت ڈال!

سب نے کھایا اور جب وہ فارغ ہو کر واپس جا رہے تھے ابھی تک انہوں نے پیالے کا تیسرا حصہ نہ کھایا تھا دو حصے ابھی باقی تھے۔ دس صحابی آتے تھے وہ کھا کر چلے جاتے، پھر دس آتے کھا کر چلے جاتے حتی کہ سب نے سیر ہو کر کھایا، پھر جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہونے لگے تو گھر والی خاتون کے لیے دعا کی اور دیگر اہل خانہ پر برکت کی دعا کی اور خندق کھودنے چلے گئے۔ جب وہاں گئے تو فرمایا: مجھے سلمان فارسی کے پاس لے چلو! اس کے سامنے ایک چٹان آڑے آئی ہے جس سے وہ بے بس ہو چکے ہیں۔ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کہا:

دَعُوْنِيْ فَأَكُوْنَ أَوَّلَ مَنْ ضَرَبَهَا

"اسے ہاتھ نہ لگانا میرے آنے تک اسے اسی حالت میں رہنے دینا میں ہی اس پر پہلی ضرب لگاؤں گا۔"

آپ ﷺ اس چٹان کے پاس آئے اور بسم اللہ پڑھ کر اسے ضرب لگائی تو اس کا تہائی حصہ ٹوٹ گیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ قُصُوْرُ الرُّوْمِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ

Marfat.com

''اللہ اکبر! کعبے کی رب کی قسم! روم کے محل نظر آ رہے ہیں۔''

پھر ایک دوسری ضرب لگائی تو اس کا ایک اور ٹکڑا گر گیا۔ اب آپ ﷺ نے کہا: اللہ اکبر! کعبے کے رب کی قسم! فارس کے محل نظر آئے۔ یہ سن کر منافق کہنے لگے: ہماری جانوں پر بنی ہوئی ہے، خندق کھود کر ہمارا برا حال ہو رہا ہے اور آپ ہمیں فارس اور روم کے محلات کی خبریں سنا رہے ہیں۔ [1]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خندق کے دن لوگوں کو بلایا کہ میرا فلاں کام کون کرے گا......؟ یہ بلاوا سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے قبول کیا۔ پھر بلایا تو انہوں نے ہی قبول کیا، پھر بلایا پھر انہوں نے ہی حاضر باش ہونے کا کہا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ ''ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے میرا حواری زبیر ہے۔'' ثوری کہتے ہیں یہ اعزاز زبیر رضی اللہ عنہ کو قریظہ کے دن دیا تھا چونکہ خندق کی جنگ قریظہ کی جنگ ایک ہی دن ہوئی تھی، اس لیے انہوں نے بنو قریظہ والے دن کہہ دیا کہ حواری کا اعزاز زبیر کو اس دن ملا تھا ایک ہی بات ہے۔ [2]

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں اور عمر بن ابوسلمہ خندق کے دن حسان ٹیلے کے پاس خواتین کی نگرانی پر مامور تھے۔ میں گردن دراز کر کے والد صاحب کو دیکھتا اور کبھی وہ گھوڑے پر گردن دراز کر کے مجھے دیکھتے تھے۔ جب بنو قریظہ کی جانب جاتے ہوئے مسلح ہو کر میرے ابا جان گئے تھے میں نے انہیں پہچان لیا تھا۔ بعد میں میں نے اس بات کا ذکر اپنے ابا جان سے کیا تو انہوں نے کہا: بیٹے! آپ نے مجھے دیکھا تھا میں نے کہا: ہاں! میں نے دیکھا تھا انہوں نے کہا: اسی دن رسول اکرم ﷺ نے میرے لیے اپنے والدین کی فدویت کا اعزاز دیا تھا۔ آپ نے کہا تھا: فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ ''زبیر! تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔'' [3]

---

[1] **حسن:** طبرانی کبیر: 11/376 ہے۔

تحقیق الحدیث: مجمع الزوائد: 6/132 میں کہا ہے کہ اسے طبرانی نے بیان کیا ہے اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں صرف عبداللہ بن احمد بن حنبل اور نعیم عنبری دونوں صحیح کے راوی نہیں لیکن یہ دونوں ثقہ ہیں۔ تاہم عنبری کے حالات کو دیکھا تو اسے صرف ابن حبان نے ہی ثقہ قرار دیا ہے۔ ابن حبان نے کہا ہے: نعیم عنبری شیخ ہے یہ حسن سے روایت کرتا ہے اور اس سے مسلمہ بن مخلد بیان کرتا ہے۔ (الثقات: 7/537) بہر صورت ماقبل والی حدیث کی وجہ سے یہ بھی حسن ہے۔

[2] بخاری: 7261، مسلم: 2415

[3] مسلم: 2416، بخاری: 4057

Marfat.com

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی حج، عمرہ یا غزوہ کے سفر سے واپس لوٹتے تو ہر بلند مقام پر چڑھتے ہوئے تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے، پھر کہتے:

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ

''نہیں کوئی معبود مگر وہی اللہ جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی اسی کی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔ ہم لوٹ کر آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت اور سجدہ کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا، اپنے بندے کی مدد کی اور اس اکیلے ہی نے جتھوں کو شکست دی۔'' [1]

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ خندق کے دن زخمی ہوئے، انہیں قریش کے حبان بن عرقہ نامی آدمی نے تیر مارا تھا۔ جو ان کی اکحل رگ میں لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگایا تاکہ قریب سے ان کی مزاج پرسی کر سکیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خندق سے واپس تشریف لائے ابھی ہتھیار اتارے ہی تھے اور غسل کر رہے تھے تو جبریل علیہ السلام آئے وہ ابھی اپنے سر سے گرد و غبار جھاڑ رہے تھے اور کہا: آپ نے ہتھیار رکھ دیے ہیں جبکہ ابھی تک میں نے نہیں رکھے۔ ان کی جانب چلیے......! فرمایا: کہاں جاؤں......؟ جبریل علیہ السلام نے بنو قریظہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا: ادھر جانا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس آئے۔ بنو قریظہ آپ کے فیصلہ پر آمادہ ہو گئے۔ آپ نے اس فیصلہ کا معاملہ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا تو سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں یہ فیصلہ دیتا ہوں کہ ان کے لڑائی کے قابل لوگوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی خواتین اور بچوں کو قید کر لیا جائے اور ان کے مال تقسیم کر دیے جائیں۔

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فِيْكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوْا رَسُوْلَكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْرَجُوْهُ

---

[1] بخاری: 1797

Marfat.com

''اے میرے اللہ! تو جانتا ہے کہ سب سے زیادہ جو جہاد کرنا مجھے پسند ہے وہ ان لوگوں سے ہے جنہوں نے تیرے رسول کی تکذیب کی اور اسے باہر نکالا۔''

اے میرے اللہ! میں دیکھ رہا ہوں جنگ تھم چکی ہے اگر جنگ نے پھر شروع ہونا ہے تو مجھے باقی رکھنا تاکہ میں ان لوگوں سے جہاد کرسکوں۔ اور اگر اب جنگ بندی ہی رہنی ہے تو پھر میرے اس زخم کو جاری کردے اور اسی زخم کو میری موت کا باعث بنادے۔ اس کے بعد ان کی یہ رگ گلے کے قریب والے گڑھے سے پھٹ پڑی۔ مسجد میں بنوغفار کا خیمہ تھا۔ اچانک وہ خون ان کے خیمہ میں پہنچ گیا تو وہ گھبرا گئے اور پکار اٹھے!

يَا أَهْلَ الْخَيْمَةِ مَا هٰذَا الَّذِیْ يَأْتِيْنَا مِنْ قِبَلِكُمْ

''اے اہل خیمہ! یہ کیسا خون ہے جو تمہاری طرف سے ہماری طرف آرہا ہے۔''

وہ سعد رضی اللہ عنہ کے زخم کا خون تھا جو بہہ پڑا اور اسی سبب سے سعد رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے۔ [1]

✿ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب نبی ﷺ جنگ احزاب سے واپس لوٹے تو ہم سے فرمایا:

لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُ الْعَصْرَ إِلَّا فِیْ بَنِیْ قُرَيْظَةَ

''ہرگز کوئی بھی نمازِ عصر یہاں نہ پڑھے وہ بنوقریظہ میں جا کر پڑھیں۔''

بعض نے وقت ہوا تو رستے میں ہی نمازِ عصر پڑھ لی، بعض نے کہا: ہم تو بنوقریظہ ہی میں پہنچ کر پڑھیں گے۔ اس کا ذکر جب انہوں نے نبی ﷺ سے کیا تو آپ نے کسی کو بھی غلط قرار نہ دیا۔ [2]

✿ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے شریک ہونے کے لیے خود کو احد کے دن رسول اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ ابھی میری عمر چودہ برس تھی تو آپ ﷺ نے مجھے قبول نہ کیا، پھر میں نے خود کو خندق کے دن پیش کیا اس وقت میں 15 برس کا تھا تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔

نافع بیان کرتے ہیں میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا، یہ اس وقت خلیفہ تھے۔ میں نے انہیں یہ حدیث بتائی تو انہوں نے کہا: یہ بالغ اور نابالغ کی حد ہے اور انہوں نے اپنے وزراء کے نام خط لکھا جس میں یہ حکم جاری کیا کہ جب

---

[1] بخاری: 4122

[2] بخاری: 4119,321/1

Marfat.com

بچے پندرہ برس کی عمر کو پہنچ جائیں تو انہیں فرائض کی ادائیگی کا پابند کریں۔ [1]

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں مشرکوں کا ایک آدمی قتل ہوا، انہوں نے اسے دفن کرنے کا مطالبہ کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے انکار کر دیا اور کہا: اس کی دیت دو پھر دفن کی اجازت ہو گی۔ بنو عامر بن لوی میں سے عمرو بن عبدود کو سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مقابلے میں قتل کیا تھا۔ [2]

محمد بن کعب قرظی اور عثمان بن یہوذا اپنی قوم کے آدمیوں سے بیان کرتے ہیں کہ خندق کے دن سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا تھا اس کے بعد سیّدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب آئے تو ان کا چہرہ چمک رہا تھا۔ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: هَلَّا إِسْتَلَبْتَ دِرْعَهُ "تمہیں عمرو کی زرہ اتار کر لانی چاہیے تھی کیونکہ عرب میں اس سے بہتر کسی کی زرہ نہیں۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں نے اسے تلوار ماری تو اس نے اپنے وجود سے اپنا دفاع کیا تھا اب مجھے شرم آئی کہ میں اس کی زرہ چھین کر لے آتا۔ [3]

مہلب بن ابو صفرہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (یہ خندق کے دن کی بات ہے) کہ یہ دشمن میرا خیال ہے رات شبخون مارے گا اگر ایسا ہو تو فَشِعَارُكُمْ حمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ تو تمہاری لڑنے کی علامت (کوڈ ورڈ) حم لاینصرون ہو گی۔ [4]

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل قریظہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر رضامند ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر آئے جب مسجد کے قریب آئے تو آپ نے انصار

---

[1] بخاری: 2664، مسلم: 1868

[2] **سندہ صحیح:** حاکم: 3/33۔

اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ حکم راوی نے مقسم سے سنا نہیں تاہم بعد والی روایت اس کی شاہد ہے جو کہ حاکم 1/34 میں موجود ہے اور 3/36 پر بھی بیان کی ہے۔

[3] ابن اسحٰق، سند ضعیف ہے متن حسن ہے۔

ابن اسحٰق والی سند سے ہی بیہقی نے بیان کی ہے 308/6 مرسل ہونے کی وجہ سے سند ضعیف ہے ماقبل والی حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔

[4] **سندہ صحیح:** احمد بن حنبل 16615، ترمذی: 1682، ابن جارود: 1/266، حاکم: 2/117، طبرانی: 7/298، بیہقی: 6/361، ابوداؤد: 2597، ابن ابی شیبہ: 7/375، عبدالرزاق: 2/117۔ ابو اسحٰق کے طریق عن المہلب۔] یہ سند صحیح ہے مہلب ثقہ ہے اور یہ امراء میں سے ہے ابو اسحٰق نے اس سے سنا ہے اور کہا ہے مہلب سے افضل امیر میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ (تہذیب: 10/293)

[یاد رہے! مسند احمد کے محققین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن مولف کی رائے صائب ہے]

Marfat.com

سے کہا: قُوْمُوْا إِلَى سَيِّدِكُمْ أَوْ خَيْرِكُمْ ''اپنے سردار کے احترام میں کھڑے ہو جاؤ! جب وہ آئے تو کہا: هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ سعد! یہ بنو قریظہ آپ کے فیصلے پر اترے ہیں۔ سعد نے فیصلہ میں کہا: تُقْتَلُ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبٰى ذَرَارِيْهِمْ ان کے لڑنے کے قابل لوگوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کے بچوں کو قیدی بنا لیا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ دیا ہے یا کہا: اللہ بادشاہ کے حکم کے مطابق فیصلہ دیا ہے۔ [1]

✿ عبداللہ بن سہل بن عبدالرحمن بن سہل انصاری جو کہ بنو حارثہ میں سے ہیں، یہ بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بنو حارثہ کے قلعے میں تھیں۔ یہ جنگِ خندق کے دن کی بات ہے۔ یہ مدینے کے قلعوں میں سے بہت زیادہ محفوظ قلعہ تھا۔ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ بھی ان کے ساتھ تھیں، یہ پردہ کا حکم اترنے سے پہلے کی بات ہے۔

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ گزرے تو ان کی زرہ چھوٹی تھی۔ اس سے ان کے بازو باہر تھے اور ان کے ہاتھ میں نیزہ تھا اس کو لیے ہوئے پہلوانی چال چل رہے تھے اور کہہ رہے تھے:

لَبِثْ قَلِيْلًا يَشْهَدُ الْهِيْجَا جَمَلُ
لَا بَأْسَ بِالْمَوْتِ إِذَا حَانَ الْأَجَلُ

''کچھ دیر تو ہوئی جنگ میں مگر اونٹ جنگ میں حاضر ہے کہ جب اجل آ جائے تو موت میں کوئی مضائقہ نہیں۔''

یعنی خود کو جنگ کا اونٹ قرار دیا کہ میں جنگ میں حاضر حاضر ہوں۔ ان سے ان کی والدہ نے کہا: بیٹے! جلدی ملو تم نے دیر کر دی ہے۔ میں نے ان کی امی سے کہا: امّ سعد! میری مرضی یہ تھی کہ سعد کی زرہ دراز ہوتی۔ انہوں نے کہا: مجھے بھی خوف ہے کہ کہیں انہیں تیر نہ لگ جائے یہی ہوا سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بڑی رگ میں تیر لگ گیا۔ [2]

✿ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں خندق کے دن نکلی، لوگوں کے نشاناتِ قدم کا پیچھا کر رہی تھی کہ میں نے اپنے پیچھے زمین پر آہٹ سنی۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کے ساتھ ان کے بھتیجے حارث بن اوس بھی تھے۔ وہ ڈھال اٹھائے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھ کر میں نیچے زمین پر بیٹھ گئی۔ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ گزرے۔ ان پر

---

[1] بخاری: 4121، مسلم: 1768.

[2] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق: 185/4

تحقیق الحدیث: حاکم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے اور عبداللہ بن سہل ثقہ تابعی ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے اس کا مکمل نام یہ ہے عبداللہ بن عبدالرحمن بن سہل انصاری (تقریب: 467/2) بخاری کہتے ہیں عبداللہ کا سماع سیّدہ عائشہ سے ثابت ہے۔ (تہذیب: 215/12) اس کی کنیت ابولیلیٰ ہے۔

Marfat.com

لوہے کی زرہ تھی جس سے ان کے اعضا، یعنی بازو باہر تھے۔ مجھے سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کے متعلق اندیشہ سا ہوا کہ ان کے کسی بازو پر زخم نہ آجائے۔ سعد بہت بڑے جسم والے اور دراز قد تھے، یہ گزرتے ہوئے کہہ رہے تھے مجھے جنگ میں کچھ تاخیر ہوئی ہے مگر اونٹ حاضر ہے اور جب اجل آن پہنچے تو پھر موت میں کوئی مضائقہ نہیں۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں اٹھی اور ایک باغ میں داخل ہوئی تو اس میں کچھ مسلمان افراد تھے جن میں سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان میں ایک وہ بھی تھا جس نے سر پر لوہے کا ٹوپ پہنا ہوا تھا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: عائشہ! تم کیا لینے آئی ہو......؟ واللہ! تمہاری بڑی جرأت ہے تمہیں اس بات سے خوف نہیں آیا کہ ہمیں کس امتحان سے گزرنا پڑ سکتا ہے یا جنگی چال کے طور پر سمٹنا پڑ سکتا ہے۔ مجھے کافی ملامت کی حتی کہ میں نے تمنا کی کاش! زمین پھٹ جائے اور میں اسی وقت اس میں اتر جاؤں۔ جب آدمی نے چہرے سے خود اتارا تو وہ طلحہ بن عبیداللہ تھے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: عمر! افسوس ہے، آپ نے تو آج حد کر دی۔ کہاں کا سمٹنا اور کہاں کا بھاگنا ہے ہماری راہ فرار تو اللہ عزوجل کی جانب ہی ہے۔ اسی موقع پر یہ ہوا کہ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کو قریش کے ایک مشرک آدمی نے جسے ابن عرقہ کہا جاتا تھا تیر مارا اور فخریہ انداز میں کہا: لو! یہ ابن عرقہ کا تحفہ ہے۔ یہ تیر سعد رضی اللہ عنہ کی رگ میں لگا، جس سے یہ کٹ گئی۔ سعد رضی اللہ عنہ نے اللہ سے دعا کی:

أَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِيْ حَتّٰى تُقِرَّ عَيْنِيْ مِنْ قُرَيْظَةَ

''میرے اللہ! اس وقت تک مجھے فوت نہ کرنا جب تک قریظہ سے میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں۔''

یہ بنو قریظہ، سعد رضی اللہ عنہ کے جاہلیت میں حلیف اور دوست تھے اس دعا کے بعد سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کا زخم خشک ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں پر ہوا چھوڑ دی اور ایمانداروں کو لڑائی میں کفایت کی۔ اللہ تعالیٰ قوی اور غالب ہے۔ ابوسفیان اور ان کے ساتھی تہامہ میں پہنچ گئے۔ عیینہ بن بدر اور اس کے ساتھی نجد میں جا پہنچے اور بنو قریظہ واپس لوٹ گئے اور اپنے قلعوں میں بند ہو گئے۔ اور رسول اکرم ﷺ مدینے میں تشریف لے آئے اور ہتھیار اتار دیئے اور چمڑے کا خیمہ لگانے کا حکم دیا جو سعد رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں لگا دیا گیا۔ جبریل علیہ السلام آتے ہیں اور ان کے دانتوں پر غبار پڑی ہوئی تھی، فرمایا:

أَقَدْ وَضَعْتَ السَّلَاحَ...؟ وَاللّٰهِ ! مَا وَضَعَتِ الْمَلَائِكَةُ بَعْدُ السَّلَاحَ
أُخْرُجْ إِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَقَاتِلْهُمْ

Marfat.com

''کیا تم نے ہتھیار اتار کر رکھ دیئے ہیں......؟ واللہ! ابھی تک فرشتوں نے تو ہتھیار نہیں اتارے، بنوقریظہ کی جانب روانہ ہو جاؤ اور ان سے لڑو......!''

رسول اکرم ﷺ جب روانہ ہوئے تو بنوغنم کے پاس سے گزرے یہ مسجد کے پڑوس میں رہتے تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا: مَنْ مَرَّ بِكُمْ...؟ ''تمہارے پاس سے کون گزرا ہے......؟'' انہوں نے کہا: مَرَّبِنَا دِحْيَةُ الْكَلْبِيْ ''ہمارے پاس سے دحیہ کلبی گزرے ہیں'' اصل بات یہ تھی کہ سیّدنا جبریل علیہ السلام چہرے میں اور داڑھی میں اور عمر میں دحیہ کلبی کا روپ دھارتے تھے۔

اب رسول کریم ﷺ بنوقریظہ کے پاس آئے اور (25) دن ان کا محاصرہ کیا۔ جب محاصرے نے شدت اختیار کی اور ان کی آزمائش میں اضافہ ہوا تو انہیں کسی نے کہا: معاملہ طے کرلو!

إِنْزِلُوْا عَلٰى حُكْمِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''اور رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اتر آؤ......!''

انہوں نے ابولبابہ بن عبدالمنذر سے مشورہ کیا تو انہوں نے اشارہ کیا کہ تم آپ ﷺ کے حکم پر اترے تو ذبح کردیئے جاؤ گے۔ انہوں نے کہا: ہم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر اترتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بات نہیں! سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر آجاؤ مجھے کوئی اعتراض نہیں!

رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا انہیں لایا گیا۔ وہ بغیر زین والے گدھے پر سوار تھے، گدی تھی جس میں کھجور کے پتے بھرے تھے اس پر بیٹھے تھے اور ان کی قوم نے انہیں گھیرے میں لے رکھا تھا جب یہ مسجد کی طرف آرہے تھے تو یہودیوں نے گھیر لیا اور منت سماجت کرنے لگے۔ ابوعمرو...... ! ہم آپ کے حلیف اور دوستانہ مراسم والے ہیں اور غمی وخوشی کے ساتھی ہیں۔ دیکھ لو تم اچھی طرح جانتے ہو۔ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ خاموش تھے، کچھ جواب نہ دیتے تھے اور نہ مڑ کر انہیں دیکھتے تھے حتیٰ کہ سعد جب بنوقریظہ کے گھروں کے قریب آئے تو ان کی طرف مڑ کر دیکھا اور کہا:

قَدْ اٰنَ لِيْ أَن لَّا اُبَالِيَ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ

''اب گھڑی آن پہنچی ہے کہ میں اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی پروا نہ کروں۔''

سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سعد جب نبی ﷺ کے قریب آئے تو آپ نے فرمایا: اپنے سردار

Marfat.com

کی جانب بڑھو! اور انہیں سواری سے نیچے اتارو! سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارا سیّد تو اللہ عزوجل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں اتارو! جب انہوں نے نیچے اتارا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کے بارے میں فیصلہ کیجیے......!

سعد رضی اللہ عنہ نے کہا:

میں ان کے بارے میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے لڑائی کے قابل لوگوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کے بچوں کو قید کر لیا جائے اور ان کے مال تقسیم کر دیئے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَقَدْ حَكَمْتَ فِيهِمْ بِحُكْمِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَحُكْمِ رَسُوْلِهِ

''تم نے ان کے بارے میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔''

اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی:

''اے میرے اللہ! اگر تو نے اپنے نبی کو باقی رکھنا ہے تو قریش کی جنگ سے انہیں بچانا ہے تو مجھے بھی باقی رکھنا اور اگر تو نے جنگ آپ سے ختم کر دی ہے تو مجھے قبض کر لینا۔''

اس کے بعد ان کا زخم پھوٹ پڑا، حالانکہ وہ پہلے ٹھیک ہو چکا تھا صرف درخت کے پتے کی مانند تھا پھر یہ اپنے خیمے میں آئے جس کو رسول اللہ ﷺ نے لگایا تھا۔ ان کے پاس رسول کریم ﷺ اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں تشریف رکھتے تھے۔ میں نے سنا کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ دونوں رو رہے تھے اور میں اپنے حجرے میں تھی کیونکہ یہ لوگ آپس میں بہت ہی رحمدل تھے۔

علقمہ کہتے ہیں میں نے سیّدہ سے کہا: اے امی جان! سیّدنا سعد کی اس حالت زار پر رسول اکرم ﷺ کی کیفیت کیا تھی؟ کہا:

كَانَتْ عَيْنُهُ لَا تَدْمَعُ عَلَى اَحَدٍ وَلٰكِنَّهُ كَانَ اِذَا وَجَدَ فَاِنَّمَا هُوَ اٰخِذٌ بِلِحْيَتِهِ

''آپ کی آنکھوں سے آنسو نہ بہتے تھے آپ جب غمزدہ ہوتے تو داڑھی مبارک پکڑ لیتے تھے، سعد رضی اللہ عنہ کی بیماری پر آپ کی یہی کیفیت تھی۔'' (1)

---

(1) **حسن:** احمد: 25097 اسحاق بن راہویہ: 2/544، حاکم: 3/383، ابن حبان: 15/498

تحقیق الحدیث: یہ حدیث عمرو، راوی کی وجہ سے کمزور ہے یہ توثیق کی محتاج ہے۔ (تقریب: 2/75) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ عمرو مقبول ہے جب اس کی متابعت یا شاہد ہو۔ [سیرت ابن کثیر: 3/237] حدیث کی تائید دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہے۔

Marfat.com

سیّدنا عبداللہ بن قتادہ رضی اللہ عنہما کوفے کی مسجد میں یہ بتا رہے تھے کہ یہ آیہ مبارکہ:

لَا تَخُونُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ ❶

''اللہ اور رسول ﷺ سے خیانت نہ کرو۔''

اس وقت اتری تھی جب بنو قریظہ نے سیّدنا ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے جنگ قریظہ کے دن پوچھا تھا کہ محاصرہ سے نجات کے معاملے میں ہم کیا کریں......؟ کیا ہم آپ ﷺ کے فیصلے پر اتریں تو ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے حلق کی جانب اشارہ کر کے فرمایا: تمہیں ذبح کر دیا جائے گا تو یہ آیت اتری کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ سے خیانت نہ کرو۔ ❷

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نعیم ایک ایسا آدمی تھا جو بات پھیلانے میں بہت مشہور تھا۔ نبی ﷺ نے اس سے کہا: یہودیوں نے مجھے یہ پیغام دیا ہے اگر آپ پسند کریں تو ہم قریش اور غطفان کے کچھ افراد گروی لے کر آپ کے حوالے کرتے ہیں اور آپ انہیں قتل کر دیں تو ہم ایسا کرنے کے لیے تیار ہیں۔ یہ بات سن کر نعیم بہت ہی تیزی کے ساتھ اپنی قوم کے پاس گیا اور یہ بات جو نبی پاک ﷺ نے اسے بتائی تھی اس کی اپنی قوم کو خبر کر دی۔ انہوں نے یہ سن کر کہا:

وَاللّٰهِ! مَا كَذَبَ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِمْ وَإِنَّهُمْ لَأَهْلُ غَدْرٍ

''واللہ! محمد ﷺ جھوٹ نہیں بولتے انہوں نے ضرور ایسا کہا ہوگا اور یہودی ہیں بھی عہد شکنی کرنے والے۔''

جب یہ بات قریش تک پہنچی کہ یہودی تو ہمارے خلاف سازش کر رہے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں، اس سے شکستہ دل ہو کر کوچ کر گئے اور شرمندہ ہوئے۔ ❸

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں احزاب کی جنگ میں جب سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کی رگ کٹ گئی تو رسول اکرم ﷺ نے اسے آگ سے داغا تو وہ پھول گئی اور اس سے خون بہنا بند ہوا۔ دوبارہ پھر اسے داغا تو رگ پھول گئی

---

❶ الانفال:27

❷ **درجته حسن وسنده مرسل:** سعید ابن منصور:5/204

تحقیق الحدیث: عبداللہ، راوی کبیر تابعی ہے اور ثقہ ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے (1/441) اس کا شاہد بھی ہے ابن لہیعہ۔ ابو اسود۔ عروہ راوی اس شاہد کے ہیں۔ (البدایہ والنہایہ:4/119)

❸ **سنده صحیح:** فتح الباری:402/7، یزید مولی آل الزبیر ثقہ تابعی ہے (تقریب:264/2)

Marfat.com

اور ابھی خون رستا تھا جب انہوں نے یہ دعا کی کہ میرے اللہ! مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک بنوقریظہ کے انجام سے میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں۔ تو خون اسی وقت رُک گیا۔ بنوقریظہ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر اترے تو انہوں نے ان کے بڑے قتل کرنے اور عورتوں کو زندہ چھوڑنے اور انہیں قیدی بنانے کا فیصلہ کیا تو آپ ﷺ نے ان کے فیصلے کو اللہ کے حکم کے مطابق قرار دیا۔ چار سو آدمی تھے جو بنوقریظہ کے قتل کیے گئے۔ جب ان کے قتل سے فراغت ہوئی تو سعد رضی اللہ عنہ کی رگ پھر پھٹ گئی اور وہ فوت ہو گئے۔ (1)

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احزاب کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آپ یہ فرما رہے تھے اس وقت آپ خندق کے دہانے پر جلوہ گر تھے۔

شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطٰی حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ مَلَأَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ أَوْ قَالَ قُبُوْرَهُمْ وَ بُطُوْنَهُمْ نَارًا

''انہوں نے ہمیں ہماری نمازِ عصر سے مصروف کر دیا حتی کہ آفتاب غروب ہو گیا، اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور ان کے گھروں......اور پیٹوں کو آگ سے بھرے۔''

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ خندق کے دن سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ غروبِ آفتاب کے قریب رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کفارِ قریش کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں نماز نہیں پڑھ سکا حتی کہ آفتاب غروب ہونے کو ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا واللہ! میں بھی نہیں پڑھ سکا۔ اس کے بعد ہم وادی بطحان کی جانب گئے اور آپ نے نماز کے لیے وضو کیا ہم نے بھی وضو کیا اور آفتاب کے غروب ہونے کے بعد ہم نے پہلے نمازِ ظہر پڑھی پھر اس کے بعد نمازِ مغرب ادا کی۔ (2)

---

(1) **سندہ صحیح:** احمد: 14773 ترمذی: 1582، ابن حبان: 106/11، احمد: 350/3 میں لیث۔ ابوزبیر۔ جابر سے یہ روایت وارد ہوئی ہے۔

تحقیق الحدیث: بظاہر یہ سند ضعیف نظر آتی ہے وجہ یہ ہے کہ ابوزبیر مدلّس ہے یہ بھی ان کی (عن) سے بیان کی ہوئی روایت ہے۔ لیکن اس حالت میں یہ نقصان دہ نہیں کیونکہ ابوزبیر سے جس راوی نے یہ بیان کی ہے وہ لیث بن سعد ہے اس کے لیے جو ابوزبیر نے بیان کیا ہے وہ بیان کیا ہے جو اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اس صورت میں یہ ثقہ ہے۔ (تہذیب: 9/442) حجین رازی بھی ثقہ ہے (1/155) یہ حدیث اختصار کے ساتھ مسلم میں بھی ہے- 2208)

(2) بخاری: 596، مسلم: 631

Marfat.com

سیّدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ احزاب کے دن رسول اکرم ﷺ نے مشرکوں کے خلاف یہ دعا پڑھی:

اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ ، اَللّٰھُمَّ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اَللّٰھُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ [1]

”اے میرے اللہ! کتاب اتارنے والے، جلدی حساب لینے والے، اے میرے اللہ! جتھوں کو شکست دے۔ اے میرے اللہ! انہیں شکست دے اور ان کے قدم ہلا دے۔“

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سیّدنا حسان رضی اللہ عنہ سے کہا:

اُهْجُهُمْ وَجِبْرِيْلُ مَعَكَ

ان مشرکوں کی ہجو (مذمت) بیان کرو، جبریل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں۔ [2]

ایک روایت میں ہے کہ یہ بات آپ ﷺ نے سیّدنا حسان رضی اللہ عنہ سے جنگ قریظہ کے دن کہی تھی کہ مشرکوں کی ہجو کرو جبریل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں۔

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ احزاب کی جنگ میں رسول اکرم ﷺ نے کہاں نماز پڑھی تھی......؟ انہوں نے کہا:

فِيْ بَطْنِ الشِّعْبِ عِنْدَ خِرْبَةٍ هُنَاكَ وہاں ایک ویران جگہ میں گھاٹی تھی اس کے اندر آپ نماز پڑھتے تھے اور جب رسول اکرم ﷺ نے واپسی کی اجازت دی کہ لوگ واپس چلے جائیں تو مجھے ہی بلا کر کہا تھا کہ انہیں میرے پاس بلاؤ میں انہیں بلا کر لایا تو آپ نے انہیں واپس جانے کا کہا۔ [3]

---

[1] بخاری: 2933، مسلم: 1742۔ رسول اللہ ﷺ کی تمام دعاؤں کا خاصہ ہے کہ آپ بغیر کسی نبی، ولی کے واسطے، وسیلے کے براہِ راست ربنا، اللھم کہہ کر ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے۔

[2] بخاری: 4123

[3] طبرانی: 12/369

ہیثمی نے مجمع الزوائد: 6/135 میں اس کی سند کی وضاحت کی ہے تاہم اس پر ہم مزید یہ بحث کرتے ہیں طبرانی کے راوی ثقہ ہیں۔ عبداللہ راوی ثقہ ہے (تقریب: 1/537) اور عبدالعزیز دراوردی صدوق ہے (تقریب: 1/512) اور مصعب بھی صدوق ہے۔ (تقریب: 2/252) اور طبرانی کا جو شیخ ہے اس کے متعلق شیخ حماد انصاری نے خاموشی اختیار کی ہے۔ (البلغہ: 280، تاریخ بغداد میں اس کی توثیق ہے: 2/227) اس پر ایک اعتراض آتا ہے امام احمد نے کہا ہے دراوردی عبداللہ بن عمر سے حدیث بیان کرنے میں پلٹا کھا جاتا ہے۔ راجح بات یہی ہے کہ اس نے پلٹا نہیں کھایا اور اس کی متابعت بھی ہوئی ہے ابن وہب جیسے ثقہ امام نے متابعت کی ہے۔ (ابن کثیر تفسیر احزاب)

Marfat.com

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے ماموں سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے خندق والی رات میں جو کہ شدید ٹھنڈی تھی اور تیز و تند ہوا والی تھی مدینے میں بھیجا اور کہا: ہمارے گھر سے کھانا اور لحاف لے آؤ۔

میں نے اس کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے دی اور فرمایا:

مَنْ أَتَيْتَ مِنْ أَصْحَابِيْ فَمُرْهُمْ يَرْجِعُوْا

''تمہیں جو بھی میرا اصحابی رضی اللہ عنہ ملے اسے کہنا کہ وہ میرے پاس آئے۔''

میں گیا اور ہوا ہر چیز اڑا رہی تھی۔ میری جس سے بھی ملاقات ہوتی میں اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کا کہتا۔ ہوا کی اتنی زیادہ تیزی اور تندی تھی کہ کوئی آدمی گردن نہ موڑ سکتا تھا۔ میرے پاس میری ڈھال تھی۔ ہوا اسے میرے ساتھ مارتی رہی۔ اس ڈھال میں لوہے کی میخ لگی ہوئی تھی۔ ڈھال کو ہوا نے دھکیلا حتی کہ اس میخ کا کچھ حصہ میرے ہاتھ میں پیوست ہو گیا اور ہوا نے ڈھال کو زمین میں داخل کر دیا۔ [1]

ابراہیم تیمی رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ ایک آدمی نے کہا: کاش! کہ میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل کر دشمنوں سے لڑتا اور بہادری دکھاتا۔

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے کیا کرنا تھا یہ پتا نہیں! میں بتاتا ہوں کہ احزاب کی جنگ میں تند و تیز اور سرد ہوا چلتی تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا رَجُلٌ يَأْتِيْنِيْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ وَجَعَلَهُ اللّٰهُ مَعِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

''کوئی آدمی ہے جو میرے پاس قوم کی خبر لائے، اللہ اسے میرے ساتھ جنت میں جگہ دے گا۔''

ہم سب خاموش تھے، ایک نے بھی جواب نہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جملہ پھر دہرایا، ہم پھر خاموش رہے کسی نے جواب دینے کی ہمت نہ پائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکماً فرمایا:

حذیفہ...... اٹھو! اور مجھے دشمن قوم کی اطلاع دو۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا نام لے کر کہا تو میرے پاس

---

[1] **سندہ صحیح:** ابن جریر

اگر اس کو نقل کرنے میں ابن کثیر کو غلطی نہیں ہوئی تو اس کی سند صحیح ہے۔ ابن کثیر نے اسے نقل کرنے میں غلطی نہیں کی اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ طبری نے اسے 127/21 میں بیان کیا ہے۔ اس نے اسے ابن وہب سے بیان کیا ہے آگے عبداللہ بن عمر تک ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا ہے: اسے طبرانی نے ابن عمر سے صحیح سند سے بیان کیا ہے۔

Marfat.com

سوائے کھڑا ہونے کے اور کوئی چارۂ کار نہ رہا، فرمایا:

إِذْهَبْ فَأْتِنِيْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ وَلَا تُذْعِرْهُمْ عَلَيَّ

''جاؤ! میرے پاس قوم کفار کی خبر لاؤ اور انہیں خوفزدہ نہ کرنا۔''

بس خاموشی سے آنا، میں جب نبی ﷺ کے پاس سے نکل کر باہر چل دیا تو ایسا تھا کہ شدید سردی کے باوجود میں کسی گرم حمام میں چل رہا ہوں۔ جب میں دشمن کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ ابوسفیان آگ کے ساتھ اپنی کمر تاپ رہے ہیں۔ میں نے تیر اپنی کمان کے درمیان رکھا اور انہیں مارنے کا ارادہ کیا تو مجھے رسول اکرم ﷺ کی یہ بات یاد آ گئی کہ انہیں ڈرانا نہیں، اگر میں انہیں مارتا تو سیدھا نشانہ انہیں کو لگتا مگر میں نے تیر نکال لیا نہ مارا۔ میں واپس لوٹا اور واپسی میں پھر ایسے تھا جیسے کہ میں گرم حمام میں چل رہا ہوں۔ جب میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ کو قوم کے حالات سے باخبر کیا اور فارغ ہوا تو مجھے قرار ہوا۔ میں سو گیا رسول اکرم ﷺ نے اپنی چادر کے زائد حصے کو میرے اوپر ڈال دیا۔ اس میں آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے میں صبح تک سویا رہا، صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: قُمْ يَا نَوْمَانُ ''سونے والے اٹھ جاؤ!'' [1]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَ أُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ [2]

''بادِ صبا کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے اور قوم عاد پچھم کی ہوا سے برباد کی گئی۔''

سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ نے اس وقت کہا تھا جب جنگِ خندق میں جتھے بھاگ گئے تھے کہ

أَلْآنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ إِلَيْهِمْ

''اب ہم ان سے جنگ کریں گے یہ ہم سے لڑنے کے قابل نہیں رہے اب ہم ہی ان کی طرف چڑھائی کریں گے یہ اس قابل نہیں رہے۔'' [3]

---

[1] مسلم: 1788

[2] بخاری: 1035، مسلم: 900

[3] بخاری: 4110

Marfat.com

سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ خندق میں ہمیں نمازوں کی فرصت نہ ملی تھی حتی کہ مغرب کے بھی کافی دیر بعد وقت ملا۔ جنگ کے بارے میں نماز کے متعلقہ حکم نازل نہ ہوا تھا جب کہ لڑائی سے بچا ؤ رہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝ ❶

''اور کافی ہوا اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو لڑائی کے لیے، اللہ تعالیٰ قوت والا غالب ہے۔''

اب مغرب کے بعد ہی رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں نے ظہر کی نماز کی اقامت کہی اور اسی طرح نماز پڑھی جس طرح اس کے وقت میں پڑھتے تھے، پھر مغرب کی اقامت کہی اسے بھی اسی طرح پڑھا جیسا کہ اس کے وقت میں پڑھتے تھے۔ ❷

عمر بن قتادہ بنوقریظہ کے ایک شیخ سے بیان کرتے ہیں کہ تم جانتے ہو کہ ثعلبہ، اسید جو کہ سعیہ کے بیٹے ہیں اور اسد بن عبید جو کہ ھذیل قبیلے کے فرد تھے یہ نہ تو بنوقریظہ سے تھے اور نہ بنونضیر سے تھے یہ ان کے علاوہ تھے یہ سب کیسے ایمان لائے۔ میں نے کہا: نہیں! میں نہیں جانتا۔ یہ کیسے اسلام لائے۔

اس نے بتایا کہ شام سے ایک یہودی ہمارے پاس آیا۔ اسے ابن ھیبان کہا جاتا تھا، وہ ہمارے ہاں ٹھہرا رہا۔ واللہ! اس سے بہتر ہم نے کوئی آدمی نہیں دیکھا، پانچوں نمازیں بہترین انداز پر ادا کرتا تھا۔ یہ رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے دو سال پہلے آیا تھا۔ ہم جب قحط سے دوچار ہوتے یا بارش کی قلت ہو جاتی تو ہم اس سے کہتے: ابن ھیبان! باہر نکلیں اور ہمارے لیے بارش کی دعا کیجیے وہ کہتا:

لَا وَاللّٰهِ ! حَتّٰى تُقَدِّمُوْا أَمَامَ مَخْرَجِكُمْ صَدَقَةً

''نہیں۔ واللہ! میں اس وقت تک نہیں نکلوں گا جب تک تم نکلنے سے پہلے صدقہ نہ دو گے۔''

---

❶ احزاب: 25

❷ **سندہ صحیح:** احمد: 11198، نسائی: 661، ابن حبان: 7/147

تحقیق الحدیث: یہ کئی طرق سے مروی ہے۔ ابن ابی ذئب، سعید بن ابی سعد، عبدالرحمن بن ابی سعید عن ابیہ۔ یہ سند صحیح ہے۔ سعید مقبری ثقہ تابعی ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے 1/297۔ اس کا شیخ بھی اسی طرح ہے مگر یہ صرف مسلم کا راوی ہے، بخاری کا نہیں (1/481) ابن ابی ذئب کا نام عبدالرحمن ہے یہ ثقہ ہے، ثبت ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے (2/185)

Marfat.com

ہم نے کہا: ہم کتنا صدقہ دیں......؟ تو وہ کہتا: ایک صاع (2) کلوسوگرام یا اس سے آدھا کلو اور (50) گرام جو صدقہ دو۔ جب ہم یہ کرتے تو پھر وہ حرہ کے اوپر والے علاقے میں جاتا اور ہم بھی اس کے ساتھ ہوتے وہ بارش طلب کرتا۔ واللہ......! وہ ابھی گھاٹیوں کے پاس سے گزرتا تو بارش ہو جاتی۔ یہ کئی بار ہوا۔ اللہ کی قدرت جب اس کی وفات کا وقت ہوا تو ہم اس کے پاس اکٹھے ہوئے تو اس نے کہا: اے گروہ یہود! تم جانتے ہو مجھے شراب والی اور شاداب سرزمین سے تنگی اور بھوک والی زمین میں کیا چیز لائی ہے۔ ہم نے کہا: یہ ہمیں نہیں پتہ تم ہی جانتے ہو۔ اس نے بتایا:

إِنَّهُ إِنَّمَا أَخْرَجَنِيْ أَتَوَقَّعُ خُرُوْجَ نَبِيٍّ قَدْ أَظَلَّ زَمَانُهُ

''مجھے وہاں سے یہ چیز نکال لائی ہے کہ مجھے توقع تھی کہ اس نبی کے ظہور کا وقت ہوا چاہتا ہے۔''

جو آخری نبی ہے اور یہ شہر ان کی ہجرت گاہ ہے، اس لیے میں آیا تھا کہ اس کی اتباع کروں میں تم سے کہتا ہوں جب وہ نمودار ہو تو سب سے پہلے اس کی اتباع کرنا۔ اے گروہِ یہود!

فَإِنَّهُ يُسْفَكُ الدِّمَآءُ وَيُسْبَى الذَّرَارِيُّ وَالنِّسَآءُ مِمَّنْ خَالَفَهُ

''جو اس کی مخالفت کرے گا اس کی خونریزی ہوگی اور بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے گا۔''

ایسا ہونے سے تمہیں کوئی چیز نہ بچا سکے گی یہ کہہ کر وہ فوت ہو گیا۔ جب وہ رات ہوئی جس میں بنو قریظہ مفتوح ہوئے تو یہ تین نوجوان جن کا اوپر ذکر ہوا ہے یہ نوعمر نوجوان تھے۔ انہوں نے کہا: اے گروہِ یہود! یہ وہی نبی ہے، ابن ھیبان نے جس کا ذکر کیا تھا۔ انہوں نے کہا: یہ وہ نہیں! ان تینوں نے کہا: اے گروہِ یہود! کیوں نہیں یہ وہی نبی ہیں اور وہی صفات جو ابن ھیبان نے بیان کی تھیں وہ سب اس میں پائی جاتی ہیں یہ تینوں نیچے آئے اور اسلام قبول کر لیا۔

وَخَلَّوْا أَمْوَالَهُمْ وَ أَوْلَادَهُمْ وَأَهَالِيَهِمْ

''وہ اپنے مال اور اولاد اور اہل و عیال سب چھوڑ گئے۔''

ان کے مال قلعہ میں تھے جو مشرکوں کے پاس تھا جب وہ قلعہ فتح ہوا تو آپ ﷺ نے ان کا مال انہیں واپس کر دیا۔ [1]

---

[1] **سندہ صحیح:** ابن اسحٰق۔ بیہقی: 9/114 عاصم ثقہ تابعی ہے اور مغازی کا ماہر ہے 1/385۔ اس میں شیخ قرظی صحابی ہیں ان کی جہالت نقصان دہ نہیں۔

Marfat.com

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں بنوقریظہ میں سے سب مرد ہی قتل کیے گئے تھے صرف ایک عورت قتل ہوئی تھی۔ وہ عورت میرے پاس تھی اور میرے پاس باتیں کر رہی تھی اور ہنس رہی تھی اور اتنا زیادہ ہنس رہی تھی کہ کبھی اوپر کبھی نیچے آرہی تھی اور رسول اکرم ﷺ بازار میں مردوں کو قتل کر رہے تھے۔ اچانک آواز دینے والے نے آواز دی۔ فلاں عورت کہاں ہے......؟ وہ عورت کہنے لگی: میں یہاں ہوں۔ اس آدمی نے کہا؛ مجھے قتل کیا جارہا ہے اس عورت نے کہا: مجھے بھی قتل کر دیا جائے، پوچھا گیا: تجھے کیوں قتل کیا جائے......؟ اس نے کہا: ایک حادثہ پیدا ہوا ہے۔ اسے لے جایا گیا اور اس عورت کی گردن اڑا دی گئی۔

سیّدہ فرماتی ہیں: واللہ! میں اس تعجب خیز منظر کو کبھی نہ بھولوں گی کہ اتنی عمدہ طبیعت اور زیادہ مسکرانے والی عورت مسکراتی ہوئی قتل ہوگئی۔ [1]

سیّدنا عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بنوقریظہ کے دن نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کیے گئے جو زیر ناف بال والا تھا اسے قتل کر دیا جاتا اور جس کے زیر ناف بال نہ اُگے تھے اسے رہا کر دیا جاتا۔ میں ان میں سے تھا جس کے زیرِ ناف بال نہ اُگے تھے۔ اس لیے مجھے رہا کر دیا گیا۔ [2]

محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب خندق کے دن سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کی بڑی رگ زخمی ہوئی اور ان کی طبیعت بوجھل ہوگئی تو انہیں ایک خاتون کے پاس رکھا گیا جسے رفیدہ کہتے تھے یہ زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھی۔

نبی کریم ﷺ جب بھی سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرتے تو پوچھتے: اب کیسے ہو......؟ اور جب صبح گزرتے تو پوچھتے: اب کیسے ہو......؟ تو سعد آپ کو اپنی صورت حال بتاتے۔ ان کی طبیعت شدید بوجھل ہوئی تو رات کو ان کی قوم نے انہیں اٹھا کر بنوعبدالاشہل میں اپنے گھروں میں رکھ لیا۔ رسول اکرم ﷺ تشریف لائے اور ان کے متعلق حسبِ سابق سوال کیا تو لوگوں نے بتایا۔ انہیں ان کی قوم اپنے ہاں لے گئی ہے۔ ان کی مزاج پرسی کے لیے رسول اللہ ﷺ گئے تو ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ گئے۔ آپ ﷺ تیز قدمی سے جا رہے تھے حتی کہ

تَقَطَّعَتْ شُسُوْعُ نِعَالِنَا وَسَقَطَتْ أَرْدِيَتُنَا عَنْ أَعْنَاقِنَا

---

[1] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق۔ احمد: 26364۔ محمد بن جعفر ثقہ ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے 150 / 2۔ اور عروہ ثقہ تابعی اور مغازی کا معروف امام ہے۔ (2 / 19)

[2] **سندہ صحیح:** ابن اسحٰق، ترمذی: 1584، ابوداؤد: 4404، داری: 2/294، ابن ماجہ: 2541، ابن ابی شیبہ: 6/542] عبدالملک بن عمیر ثقہ تابعی اور فقیہ ہے (1/521) اس کا شیخ صحابی ہے۔

Marfat.com

”ہمارے جوتوں کے تسمے ٹوٹ گئے اور ہماری چادریں ہمارے کندھوں سے گر گئیں۔“

آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے اس بات کی شکایت کی کہ اللہ کے رسول! آپ کی تیز روی کی وجہ سے ہم تو تھک گئے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ اللہ کے فرشتے کہیں ہم سے آگے نہ بڑھ جائیں اور انہیں سیّدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کی مانند غسل نہ دے دیں۔ اب رسول اللہ ﷺ گھر میں پہنچ گئے، انہیں غسل دیا جارہا تھا اور ان کی والدہ رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں۔ امّ سعد کے لیے ہلاکت ہے کہ سعد نہ رہا۔ اب تو ماں غم واندوہ کی گٹھڑی بن گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: كُلُّ نَائِحَةٍ تَكْذِبُ إِلَّا أُمَّ سَعْدٍ ”ہر نوحہ گر جھوٹ بولتی ہے سوائے امّ سعد کے“ یہ سچ کہتی ہے۔ غسل کے بعد سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ کو دفن کرنے کے لیے لے کر گئے تو لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ ہم نے اتنی ہلکی میت کبھی نہ اٹھائی جتنی سعد رضی اللہ عنہ کی میت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہلکی کیوں نہ ہو

وَقَدْ هَبَطَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ كَذَا وَكَذَا ، لَمْ يَهْبِطُوْا قَطُّ قَبْلَ يَوْمِهِمْ

”ان کی میت کو اٹھانے کے لیے کثیر تعداد میں فرشتے نازل ہوئے ہیں، اس دن سے پہلے اتنی تعداد میں کبھی نہیں اترے۔“ [1]

✡ اس روایت میں ہے کہ ان کا زخم پہلے تو بند ہوا پھر اس سے خون بہنے لگا اور بہتا ہی رہا حتی کہ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے اور اس حدیث میں یہ اضافہ ہے۔

أَلَا يَا سَعْدُ سَعْدُ بَنِيْ مُعَاذٍ

فَمَا فَعَلَتْ قُرَيْظَةُ وَالنَّضِيْرُ

”خبردار! اے سعد! وہ سعد کہ جو بنو معاذ میں سے ہے۔ قریظہ اور نضیر کا کیا بنا ہے۔“

---

[1] **سندہ حسن:** طبقات الکبریٰ: 3/427

تحقیق الحدیث: عاصم ثقہ تابعی ہے اور مغازی کا ماہر ہے (1/375) محمود صحابی ہیں۔ عبدالرحمن راوی حسن الحدیث ہے بشرطیکہ اس کی مخالفت نہ ہو۔ یہ بخاری اور مسلم کا راوی ہے (1/483) اس کی معتبر انداز پر توثیق کی گئی ہے۔ ابن معین نے اسے ثقہ کہا ہے اور کہا ہے: لیس بہ باس۔ صالح ہے ابوزرعہ۔ نسائی اور دارقطنی نے اسے ثقہ کہا ہے۔ ابن عدی نے اس کی حدیث کو معتبر قرار دیا ہے اور کہا ہے اس کی حدیث لکھی جاتی ہے اس پر جو جرح ہوئی ہے وہ مفسر نہیں۔ ابن حبان کہتا ہے یہ خطا کرتا ہے اور وہم کرتا ہے اس کی بات نقص والی ہے۔ احمد اور یحییٰ نے صالح قرار دیا ہے۔ ازدی کہتا ہے یہ قوی نہیں۔ بہرصورت عبدالرحمن پر جرح غیر واضح ہے حسن الحدیث ہونا درست ہے۔

Marfat.com

لَعَمْرُكَ إِنَّ سَعْدَ بنِي مُعَاذٍ

غَدَاةَ تَحَمَّلُوْا لَهُوَ الصَّبُوْرُ

''مجھے تیری عمر کی قسم! سعد جو کہ بنو معاذ میں سے ہے جس صبح لوگوں نے اسے اٹھالیا اور وہ صبر کا پیکر تھا۔''

تَرَكْتُمْ قِدْرَكُمْ لَا شَيْءَ فِيْهَا

وَقِدْرُ الْقَوْمِ حَامِيَةٌ تَفُوْرُ

''سعد کی موت سے تم نے اپنی ہنڈیا خالی کر دی ہے اس میں کچھ نہیں رہا لیکن دشمن قوم کی ہنڈیا گرم ہے جوش مار رہی ہے۔''

وَقَدْ قَالَ الْكَرِيْمُ أَبُوْ حُبَابٍ

أَقِيْمُوْا قَيْنُقَاعَ وَلَا تَسِيْرُوْا

''کریم ابوحباب نے کہا تھا: قینقاع قبیلے کو ٹھہرالو انہیں نہ جانے دو۔''

وَقَدْ كَانُوْا بِبَلْدَتِهِمْ ثِقَالًا

كَمَا ثَقُلَتْ بِمِيْطَانِ الصُّخُوْرُ

''لیکن یہ بنو قینقاع اپنے شہر میں بوجھ تھے جس طرح میطان جگہ کی چٹانیں بوجھل ہیں، اس لیے انہیں جلاوطن کیا گیا۔''

سلام بن ابی الحقیق کے قتل کا واقعہ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابورافع یہودی کی جانب کچھ انصار کے آدمی بھیجے۔ جن پر عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ ابورافع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دیتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف لوگوں کی مدد کرتا تھا۔ ابورافع سرزمین حجاز میں ایک قلعہ میں رہتا تھا۔ یہ انصار جب اس قلعے کے قریب ہوئے تو آفتاب غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے مویشی واپس لا کر محفوظ کر چکے تھے۔ عبداللہ بن عتیک نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

إِجْلِسُوْا مَكَانَكُمْ، فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ وَمُتَلَطِّفٌ لِلْبَوَّابِ لَعَلِّيْ أَنْ أَدْخُلَ

Marfat.com

''اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ! میں جاتا ہوں اور چال چلتا ہوں شاید دربان مجھے داخل ہونے دیں۔''

یہ کہہ کر آگے ہوئے اور دروازے کے بالکل قریب ہوئے اور کپڑے سے نقاب کر لیا اور یہ تاثر دیا گویا کہ قضائے حاجت کر رہے ہیں اور لوگ اندر داخل ہو چکے ہیں۔ دربان نے انہیں آواز دی: اللہ کے بندے! اگر تو اندر آنا چاہتا ہے تو داخل ہو جا سب لوگ آ چکے، میں دروازہ بند کرنا چاہتا ہوں، میں داخل ہو گیا اور چھپ گیا جب لوگ داخل ہو چکے اور دروازہ بند ہو گیا تو اس دربان نے چابیاں ایک کیل پر لٹکا دیں۔ میں نے وہ چابیاں لیں اور دروازہ کھول دیا۔ ابورافع کے پاس رات کو افسانہ گو باتیں کرتے تھے۔ وہ اپنی ایک بالکونی میں بیٹھتا تھا جب اس کے پاس سے افسانہ گو چلے گئے تو میں اس کی طرف چڑھا

كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ مِنَ الدَّاخِلِ

''جو دروازہ میں کھولتا اندر سے اسے بند کر دیتا۔''

میرا خیال یہ تھا کہ میرے ساتھی شاید مجھ تک نہ پہنچ سکیں، اس لیے میں ان سے پہلے ہی ابورافع کو قتل کر دوں میں اس تک پہنچا تو وہ

فِيْ بَيْتٍ مُّظْلِمٍ وَّسْطَ عِيَالِهِ ، لَا أَدْرِيْ أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ

''تاریک گھر میں اپنے اہل و عیال کے درمیان تھا، مجھے پتا نہ تھا وہ گھر میں کس جگہ ہے؟''

میں نے آواز دی: ابورافع! اس نے کہا: کون ہے......؟ میں آواز کی جانب لپکا اور تلوار ماری چونکہ میں دہشت زدہ تھا یہ وار رائیگاں گیا۔ ابورافع نے شور کر دیا تو میں گھر سے باہر آ گیا اور قریب ہی ٹھہر گیا۔ میں دوبارہ اندر داخل ہوا، میں نے کہا: ابورافع! یہ آواز کیسی تھی......؟ کہا: تیری ماں کے لیے ویل ہو۔ گھر میں کچھ دیر پہلے مجھے ایک آدمی نے تلوار ماری ہے۔ میں نے اب اسے پھر تلوار ماری اور اسے لہولہان تو کر دیا لیکن میں اسے قتل نہ کر سکا۔ پھر میں نے تلوار کی دھار اس کے پیٹ پر رکھی جو کہ اس کی کمر تک اتر گئی اب میں نے جان لیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ اب میں نے ایک ایک دروازہ کھولا حتی کہ میں ایک سیڑھی تک پہنچا میں نے اس پر اپنا پاؤں رکھا میں نے یہ سمجھا کہ زمین تک پہنچ چکا ہوں، چاندنی رات تھی میں گر پڑا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی میں نے اسے پگڑی کے ساتھ باندھ لیا، پھر میں چل پڑا اور میں دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے دل میں کہا، میں جاؤں گا نہیں جب تک یہ نہ جان لوں کہ میں نے ابورافع کو قتل کر دیا ہے یا نہیں......؟

Marfat.com

جب مرغ نے اذان دی تو اس کی موت کی خبر دینے والا قلعہ کی دیوار پر کھڑا ہوا اور کہا: حجاز کا مشہور تاجر ابو رافع فوت ہو چکا۔ تو اس کے بعد میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہا: اب اپنی نجات کی فکر کریں۔ ابو رافع قتل ہو چکا ہے۔ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس کے قتل کا سارا واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

أُبْسُطْ رِجْلَكَ ''پاؤں پھیلاؤ'' میں نے اپنا پاؤں پھیلایا۔ فَمَسَحَهَا فَكَأَنَّهَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ

''آپ ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیرا، میری کیفیت یہ تھی کہ کبھی بیمار ہی نہیں ہوا۔'' [1]

سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا

مسور بن مخرمہ سے عروہ بن زبیر اور مروان دونوں بیان کرتے ہیں اور یہ ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔ یہ دونوں ایک طویل حدیث بیان کرتے ہیں جس میں یہ آتا ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ جاہلیت میں ایک قوم کے ساتھ تھے۔ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس قوم کا مال لوٹ لیا، پھر آئے اور اسلام قبول کر لیا۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

أَمَّا الْإِسْلَامُ فَأَقْبَلُ أَمَّا الْمَالُ فَلَسْتُ مِنْهُ فِي شَيْءٍ

''اسلام تو میں قبول کرتا ہوں اور مال میں سے کچھ نہ لوں گا۔'' [2]

سیّدہ امّ حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا کی شادی

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں عبید اللہ بن جحش ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو لے کر ہجرت پر روانہ ہوئے۔ امّ حبیبہ ان کی بیوی تھیں۔ یہ ہجرت حبشہ کی طرف کی تھی۔ جب یہ سرزمین حبشہ میں آئے تو عبید اللہ بیمار ہوا۔ جب اس کی وفات کا وقت آ گیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے نام وصیت کی:

---

[1] بخاری: 4039

[2] بخاری: 2731

Marfat.com

”تو رسول اللہ ﷺ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی۔“

وَبَعَثَ مَعَهَا النَّجَاشِيُّ شُرَحْبِيلَ بْنَ حَسَنَةَ ❶

”اور نجاشی نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شرحبیل بن حسنہ کو بھیجا تا کہ انہیں نبی ﷺ تک پہنچائیں۔“

❂ اور ایک دوسری روایت کے الفاظ اس سے ملتے جلتے ہیں اور اس کے آخر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کا حق مہر چار سو درہم تھا۔ ❷

صلح حدیبیہ کا تاریخ ساز معاہدہ اور ذی قرد کا واقعہ

❂ مسور بن مخرمہ اور مروان دونوں بیان کرتے ہیں ان میں سے ایک دوسرے کی تائید کرتا ہے کہ حدیبیہ کے زمانے میں رسول اکرم ﷺ جب مدینے سے روانہ ہوئے ابھی راستے ہی میں تھے تو نبی ﷺ نے فرمایا: خالد بن ولید غمیم جگہ پر قریش کا ایک فوجی دستہ لے کر بطورِ جاسوس موجود ہیں اس لیے تم دائیں جانب ہو جاؤ!

---

❶ **سندہ صحیح:** ابن حبان: 13/386

تحقیق الحدیث: اس کے راوی درج ذیل ہیں عبدالرحمن بن خالد بن مسافر۔لیث بن سعد۔یحییٰ بن ایوب مصری۔ابن معین کہتے ہیں: یہ مصر پر حاکم تھے ان کے پاس زہری کی کتاب تھی اس میں دو یا تین سو احادیث تھیں۔لیث ان سے بیان کرتے تھے۔ان کا دادا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیت المقدس کی فتح میں شریک تھا۔ابوحاتم کہتے ہیں یہ صالح تھے،نسائی کہتے ہیں: لیس بہ باس۔ابن حبان نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ابن یونس کہتا ہے: یہ مصر کی ولایت پر 118ء میں براجمان تھے اور 19 میں معزول ہوئے۔یہ حدیث میں ثبت تھے۔عجلی کہتا ہے: یہ ابن مسافر مصری ثقہ تھے۔ذہلی کہتا ہے یہ ثبت ہے دارقطنی کہتا ہے: یہ ثقہ ہے ساجی کہتا ہے: یہ اہل صدق میں سے ہے کچھ منکر روایات بیان کرتا ہے نسائی نے اسے طبقات میں زہری کے شاگردوں میں بیان کیا ہے (تہذیب: 6/150) اس ترجمے سے پتہ چلتا ہے ابن مسافر ثقہ ہے صرف صدوق نہیں جیسا کہ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے اور ابن عفیر نے کہا ہے 1/304 یہ بخاری اور مسلم کے شیوخ میں سے ہے۔باقی ذہلی اور ابن خزیمہ تو معروف امام ہیں۔عروہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا عبیداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں۔عبیداللہ کا نجاشی کے پاس آنا جانا تھا اس نے نجاشی کے پاس جانے کے لیے سفر کیا تو وہاں پہنچ کر فوت ہوا۔اب ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ نے شادی کر لی ہے یہ ابھی سرزمین حبشہ ہی میں تھیں۔نکاح نجاشی نے کیا تھا اور چار ہزار حق مہر باندھا،پھر تیار کر کے اور خود ہی ضروری سامان دے کر انہیں رسول اکرم ﷺ کے ہاں شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ بھیجا جتنا بھی جہیز تھا نجاشی نے اپنے پاس سے دیا تھا۔رسول اکرم ﷺ نے ایک بھی چیز نہ بھیجی تھی۔نبی ﷺ کی بیویوں میں سے زیادہ حق مہر چار سو درہم تھے صرف سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر چار ہزار تھا وہ بھی نجاشی نے باندھا تھا۔

❷ **سندہ صحیح:** [احمد بن حنبل: 27408۔سندہ صحیح،ابوداؤد: 2107،حاکم: 2/198،بیہقی: 7/139]

تحقیق الحدیث: یہ کئی طرق سے ہے ان میں ایک سند ابن مبارک،معمر،زہری،عروہ،ام حبیبہ والی ہے یہ سند صحیح ہے۔بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے۔معمر بن راشد،زہری کا شاگرد ہے۔ثقہ ثبت اور فاضل ہے (تقریب: 2/266) اور اس کا شاگرد اور احمد کا شیخ عبداللہ بن مبارک کا ابن حجر نے بایں القاب ذکر کیا ہے۔ثقہ ہیں۔ثبت ہیں،فقیہ ہیں،عالم ہیں،جواد ہیں،مجاہد ہیں،ان میں خیر کی تمام عادات موجود ہیں۔(تقریب: 1/445)

Marfat.com

ایسا ہی ہوا۔ واللہ! خالد کو پتہ بھی نہ چلا تھا کہ ہم قترۃ الجیش مقام پر پہنچ گئے۔ اب خالد ایڑ لگا کر قریش کی آگاہی کے لیے ان کے ہاں پہنچ گئے۔ ادھر نبی ﷺ بھی چل دیئے حتی کہ جب وہ گھاٹی آئی جو خالد کے دستے کے قریب اترتی تھی تو آپ کی سواری بیٹھ گئی لوگوں نے اسے اٹھانے کے لیے حل حل کہا لیکن وہ بیٹھی رہی۔ انہوں نے کہا: خَلَأَتِ الْقَصْوَاءُ قصواء اونٹنی اڑ گئی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

مَا خَلَأَتِ الْقَصْوَاءُ وَمَا ذَاكَ بِخُلُقٍ لَّهَا وَلٰكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيْلِ

''قصواء اڑی نہیں نہ ہی یہ اس کی عادت ہے اسے اللہ نے روکا ہے جس نے ہاتھیوں کو روکا تھا۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا يَسْأَلُوْنَنِيْ خُطَّةً يُّعَظِّمُوْنَ فِيْهَا حُرُمَاتِ اللّٰهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهُ

''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ کوئی بھی ایسی بات جس میں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم ہو گی مجھ سے کریں گے میں اس پر زبان دینے کو تیار ہوں۔''

پھر آپ ﷺ نے اونٹنی کو ڈانٹا اور وہ کود کر اٹھی۔ آپ ﷺ نے خالد والے دستے سے کنارہ کشی کر لی اور حدیبیہ کے دور والے کنارے پر اتر گئے۔ وہاں تھوڑا سا پانی تھا لوگوں نے اسے گھونٹ گھونٹ کر کے خشک کر دیا جب پانی نہ رہا تو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے پیاس کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے اپنے ترکش سے تیر نکالا اور حکم دیا کہ اس کو اس کنوئیں میں رکھو!

فَوَاللّٰهِ ! مَا زَالَ يَجِيْشُ لَهُمْ بِالرِّيِّ حَتّٰى صَدَرُوْا عَنْهُ

''واللہ! اس سے پانی جوش مار کر نکل رہا تھا حتی کہ لوگ سیراب ہو کر واپس آئے۔''

اسی دوران بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم خزاعہ کے چند افراد لے کر آیا۔ یہ لوگ اہل تہامہ میں سے ایسے تھے کہ یہ رسول اکرم ﷺ کے خیر خواہ اور راز دان تھے۔ اس ورقا نے کہا: میں نے کعب بن لوی اور عامر بن لوی قبیلے کو اس حال میں چھوڑا تھا کہ یہ حدیبیہ کے متعدد چشموں پر اترے ہیں ان کے پاس خواتین اور بچے بھی ہیں۔ یہ آپ کو بیت اللہ سے روکنے اور آپ سے لڑنے کے لیے آئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

إِنَّا لَمْ نَجِئْ لِقِتَالِ أَحَدٍ وَّلٰكِنَّا جِئْنَا مُعْتَمِرِيْنَ

''ہم تو کسی سے لڑنے نہیں آئے ہم تو عمرہ کرنے آئے ہیں۔''

لیکن قریش کو تو جنگ نے گرویدہ کرلیا ہے اور اسے آگ لگا رکھی ہے اگر وہ آمادہ ہوں اور ان کی مرضی ہو تو میں ان سے ایک مدت کے لیے صلح طے کر لیتا ہوں وہ میرا اور لوگوں کا راستہ چھوڑ دیں اگر یہ چاہتے ہیں کہ دوسرے لوگوں کی طرح رہیں یہ کر سکتے ہیں، یہ منظور نہ ہو تو یہ اپنی مستقل حیثیت میں رہیں۔ اور اگر یہ میری اس تجویز کو قبول کرنے سے انکاری ہیں تو پھر

فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَأُقَاتِلَنَّهُمْ عَلٰى أَمْرِيْ هٰذَا حَتّٰى تَنْفَرِدَ سَالِفَتِيْ وَلَيُنْفِذَنَّ اللّٰهُ أَمْرَهُ

''مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں ان سے اس بات پر اس وقت تک لڑوں گا جب تک میری گردن تن سے جدا نہیں کر دی جاتی اور اللہ لازماً اپنے حکم کو نافذ کر کے رہے گا۔''

بدیل نے کہا: میں آپ کی بات قریش تک پہنچاتا ہوں۔ وہ گیا اور قریش کے پاس پہنچ کر کہا: میں تمہارے پاس اس آدمی سے مل کر آرہا ہوں اور میں نے اس کی بات سنی ہے۔ اگر تم اجازت دو تو میں پیش خدمت کروں؟ ان میں سے جو کم عقل تھے انہوں نے کہا: ہمیں اس کی بات سننے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ان میں سے جو اصحابِ رائے تھے انہوں نے کہا: بتاؤ کیا سن کر آئے ہو......؟ پھر اس نے بتایا: جو وہ آپ سے سن کر آیا تھا کہ میں لڑنے نہیں آیا۔ عروہ بن مسعود اٹھا۔ اس نے کہا: اے قوم! میں تمہارے لیے والد کی حیثیت رکھتا ہوں؟ انہوں نے کہا: ضرور تم والد کے قائم مقام ہو۔ کیا تم کوئی میرے اوپر تہمت لگاتے ہو......؟ سب نے کہا: نہیں! کوئی تہمت نہیں! پھر اس نے کہا: تم جانتے ہو کہ میں نے اہل عکاظ سے کہا تھا کہ وہ یہاں سے نکل جائیں۔ جب انہوں نے انکار کیا تو میں تمہارے پاس اپنے اہل وعیال، اولاد اور اپنے اطاعت شعار سب لے کر آ گیا تھا۔ انہوں نے کہا: بالکل درست ہے۔ عروہ نے کہا: اگر یہ تمام باتیں جو میں نے کی ہیں۔ درست ہیں تو پھر میں کہتا ہوں:

فَإِنَّ هٰذَا قَدْ عَرَضَ لَكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ إِقْبَلُوْهَا

''اس محمد ﷺ نے تمہارے لیے نہایت ہی دانشمندانہ نظریہ پیش کیا ہے اسے قبول کر لو۔''

Marfat.com

اور مجھے چھوڑو کہ میں آپ ﷺ کے پاس جاؤں۔قریش نے کہا: جاؤ اجازت ہے۔ عروہ اب آپ ﷺ کے پاس آتا ہے تو بات کرنے لگتا ہے تو نبی ﷺ نے بھی اس سے یہی کہا جو بدیل سے کہا تھا کہ میں عمرہ کرنے آیا ہوں لڑنے نہیں آیا۔ دوران گفتگو عروہ نے کہا: محمد ﷺ! آپ بتائیں......!

إِنِ اسْتَأْصَلْتَ أَمْرَ قَوْمِكَ هَلْ سَمِعْتَ بِأَحَدٍ مِّنَ الْعَرَبِ إِجْتَاحَ أَهْلَهُ قَبْلَكَ

''اگر آپ نے اپنی قوم کی جڑ کاٹ دی تو عرب میں سے آپ نے کسی کو سنا ہے کہ اپنے ہی گھر کو بنیادوں سے لے کر سارا تباہ کر دیا ہو یہ صرف آپ ہی کریں گے آپ سے پہلے کسی نے ایسا نہیں کیا۔

اگر یہ تباہی والا معاملہ نہیں بھی ہوتا تو واللہ! میں یہاں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں اور مجھے یہ مختلف لوگوں کا ملغوبہ نظر آ رہا ہے جب مقابلہ ہوگا تو یہ تجھے چھوڑ کر راہِ فرار اختیار کریں گے ان پر اعتماد کرتے ہوئے بھول میں نہ آ جانا۔ اس کے جواب میں سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

اُمْصُصْ بِبَظْرِ اللَّاتِ أَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَنَدَعُهُ

''لات کی شرم گاہ چوس جا کر! کیا ہم آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے......؟''

عروہ نے کہا: یہ کون ہے......؟ لوگوں نے کہا: یہ ابو بکر ہیں رضی اللہ عنہ۔ عروہ نے کہا:

أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوْلَا يَدٌ كَانَتْ لَكَ عِنْدِيْ لَمْ أَجْزِكَ بِهَا لَأَجَبْتُكَ

''اس ذات کی قسم! میری جان جس کے ہاتھ میں ہے اگر تمہارا مجھ پر احسان نہ ہوتا جس کا ابھی تک میں بدلہ نہیں دے سکا تو میں تمہاری بات کا جواب ضرور دیتا۔''

جواب دینے میں آپ کا احسان رکاوٹ ہے۔ عروہ جب بھی بات کرتا تو آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگاتا۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے سر پر بطورِ محافظ کھڑے تھے، ان کے پاس تلوار تھی اور انہوں نے سر پر لوہے کا خود پہن رکھا تھا اب جب عروہ نے رسول اکرم ﷺ کی داڑھی مبارک کی جانب ہاتھ بڑھایا تو مغیرہ نے تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر مارا اور کہا:

أَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''اپنا ہاتھ رسول اکرم ﷺ کی داڑھی مبارک سے پیچھے ہٹالو۔''

Marfat.com

عروہ نے سر اٹھا کر دیکھا اور کہا: یہ کون ہے......؟ لوگوں نے بتایا: یہ مغیرہ بن شعبہ ہیں۔ تو عروہ نے کہا: او عہد شکن! میں تو تیری اس عہد شکنی کا ابھی تک تاوان دینے میں مصروف ہوں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مغیرہ جاہلیت میں ایک قوم کے ساتھ تھے انہیں قتل کر دیا اور ان کے مال لوٹ لیے پھر واپس آ کر مسلمان ہو گئے تو نبی ﷺ نے فرمایا:

أَمَّا الْإِسْلَامُ فَأَقْبَلُ وَأَمَّا الْمَالُ فَلَسْتُ مِنْهُ فِيْ شَيْءٍ

''اسلام تو میں آپ کا قبول کرتا ہوں لیکن یہ مال جو ہے اس سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔''

اس معاملے کی طرف اشارہ تھا۔ عروہ مغیرہ کا رشتے دار ہونے کی وجہ سے وہ تاوان ابھی پورا کر رہا تھا، اس لیے اس نے مغیرہ سے طنز کیا۔ اب عروہ نے بچشم خود نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب مشاہدہ کیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ کی تھوک بھی نیچے نہیں گرتی کسی نہ کسی کے ہاتھ پر گرتی ہے جسے وہ اپنے چہرے یا جسم پر مل لیتا ہے اور جب نبی ﷺ ان میں سے کسی کو حکم دیتے ہیں تو وہ لپک کر اسے سرانجام دیتا ہے اور آپ ﷺ جب وضو کرتے ہیں تو اس کے گرنے والے پانی کے حصول کے لیے ایسے بھاگتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑ پڑیں گے اور جب آپ ﷺ بات کرتے ہیں تو یہ لوگ آوازیں پست کر لیتے ہیں اور تعظیم کی وجہ سے آپ ﷺ کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ یہ سب مشاہدہ کرنے کے بعد عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس آتا ہے اور ان سے کہتا ہے:

وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوْكِ عَلٰى قَيْصَرَ وَكِسْرٰى وَالنَّجَاشِيْ

''میں بادشاہوں کے پاس گیا ہوں خصوصاً روم کے بادشاہ قیصر اور ایران کے بادشاہ کسریٰ اور حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس گیا ہوں۔''

وَاللهِ! إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''واللہ! میں نے کبھی کسی بادشاہ کی اتنی تعظیم نہیں دیکھی جتنی میں نے محمد ﷺ کے ساتھیوں کو آپ ﷺ کی تعظیم کرتے دیکھا ہے۔''

وَاللهِ ! إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ

Marfat.com

''واللہ! اگر وہ تھوکتے ہیں وہ بھی ساتھی نیچے نہیں گرنے دیتے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرتا ہے وہ پھر اسے اپنے چہرے اور چمڑے پر ملتا ہے۔''

وَإِذَا أَمَرَهُمْ إِبْتَدَرُوْا أَمْرَهُ وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهِ وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُّوْنَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَّهُ

''اور جب وہ اپنے ساتھیوں کو حکم دیتے ہیں وہ ادھر لپک کر جاتے ہیں اور جب آپ ﷺ وضو کرتے ہیں آپ ﷺ کے وضو کا پانی حاصل کرنے پر قریب ہیں کہ وہ لڑ پڑیں۔ اور جب آپ ﷺ بات کرتے ہیں تو یہ خاموش ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے یہ آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔''

اس لیے میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ انہوں نے بہت ہی بھلائی کی تجویز دی ہے اسے قبول کرلو۔ اب بنو کنانہ کا ایک آدمی کھڑا ہوا اس نے کہا: مجھے آپ ﷺ کے پاس جانے دو۔ قریش نے کہا: تم چلے جاؤ! یہ جب نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نمودار ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اس قوم کا فرد ہے جو اونٹوں کی تعظیم کرتے ہیں، اس لیے اونٹ اس کے سامنے کردو۔ آپ ﷺ نے اس کے سامنے اونٹ کر دیئے اور لوگ بھی تلبیہ کہہ کر اس کا استقبال کرنے لگے۔ جب اس نے یہ دیکھا تو کہا: سبحان اللہ! انہیں تو بیت اللہ سے نہیں روکنا چاہیے۔ جب وہ اپنے ساتھیوں کے پاس گیا تو ان سے کہا: میں نے دیکھا ہے کہ اونٹوں کا شعار کیا ہے اور قلادہ پہنایا گیا ہے۔ میرے خیال کے مطابق انہیں بیت اللہ سے نہ روکا جائے۔ ان میں سے ایک کھڑا ہوا جسے مکرز بن حفص کہتے ہیں اس نے کہا: اب مجھے اجازت دو میں جاؤں انہوں نے اجازت دی۔ جب یہ نبی ﷺ کے سامنے نمودار ہوا تو نبی ﷺ نے فرمایا: یہ مکرز ہے یہ ایک فاجر آدمی ہے۔ ابھی یہ نبی ﷺ سے بات کر رہا تھا کہ سہیل بن عمرو آپ ﷺ کے پاس آیا۔ جب یہ سہیل بن عمرو آیا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

لَقَدْ سُهِّلَ لَكُمْ مِّنْ أَمْرِكُمْ ''اب تمہارے لیے معاملہ آسان کر دیا گیا ہے۔'' اس نے کہا: هَاتِ أُكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابًا ''لاؤ! ہم آپس میں تحریر لکھ لیں۔''

نبی کریم ﷺ نے کاتب منگوایا اور اس سے کہا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھو! سہیل نے کہا: ہم نہیں جانتے رحمٰن کیا ہے...... ؟ یہ لکھو'' بِاسْمِكَ اَللّٰهُمَّ جیسا کہ پہلے لکھا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے اصرار کیا۔ انہوں نے کہا: ہم تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی لکھیں گے۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: باسمك اللّٰهم ہی لکھو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: لکھو......!

هٰذَا مَا قَاضٰی عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ

''یہ وہ تحریر ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے طے کی ہے۔''

اس کے جواب میں سہیل نے کہا:

وَاللهِ ! لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتَلْنَاكَ

''اللہ کی قسم! اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول تسلیم کرتے ہوتے ہم آپ کو بیت اللہ سے روکتے اور نہ ہی ہم آپ سے لڑتے۔''

آپ محمد بن عبداللہ لکھیں۔ آپ ﷺ نے چونکہ اس سے پہلے کہا تھا کہ یہ کوئی بھی اللہ کی حرمت والی تجویز پر آئیں گے جس میں اس کی تعظیم ہو تو میں اسے قبول کروں گا اس کے تحت ہی آپ نے یہ تجاویز قبول کیں۔ پہلے تو آپ ﷺ نے کہا:

عَلٰى أَنْ تُخَلُّوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَطُوْفَ بِهٖ

''تم درمیان میں حائل نہ ہونا بیت اللہ میں داخل ہونے دو ہم اس کا طواف کریں گے اور چل پڑیں گے۔''

اس کے جواب میں سہیل نے کہا: ہم عربوں سے یہ بات نہیں کہلوانا چاہتے کہ تم زبردستی بیت اللہ میں داخل ہو گئے ہو، داخلے کی اجازت ہوگی لیکن آئندہ سال ہوگی۔ اور دوسری شق سہیل نے یہ طے کی:

لَا يَأْتِيْكَ مِنَّا رَجُلٌ وَّإِنْ كَانَ عَلٰى دِيْنِكَ إِلَّا رَدَدْتَّهٗ إِلَيْنَا

''ہمارا جو آدمی بھی آپ کے پاس آئے گا خواہ وہ آپ کے دین پر ہی ہو، اسے آپ ہمیں واپس کریں گے۔''

مسلمانوں پر یہ شق بہت ہی گراں گزری کہ ایک مسلمان ہو کر آیا ہو، اسے مشرکوں کے ہاں کیسے لوٹایا جائے گا......؟ ابھی یہ سلسلہ جاری تھا کہ ابوجندل آ گئے یہ سہیل بن عمرو جو کہ دستاویز لکھوا رہا تھا اس کا بیٹا تھا۔ یہ بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا، بیڑیوں میں ہی لڑکھڑاتا ہوا مکے کی نچلی سطح سے نمودار ہوا اور خود کو مسلمانوں کے درمیان لا کر ڈال دیا۔ سہیل نے کہا:

هٰذَا يَا مُحَمَّدُ أَوَّلُ مَا أُقَاضِيْكَ عَلَيْهِ أَنْ تَرُدَّهٗ إِلَيَّ

''اے محمد! جو میں نے معاہدہ طے کیا ہے اس کی رو سے آپ اسے واپس کر دیں۔''

Marfat.com

نبی ﷺ نے فرمایا: ابھی ہمارا معاہدہ مکمل نہیں ہوا۔ اسے لوٹانے کے ہم پابند نہیں۔ اس نے کہا: تب ہمارا معاہدہ کبھی نہیں ہوگا، اگر آپ نے اسے واپس نہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چلو! خصوصی طور پر مجھے دے دو۔ اس نے کہا: میں کبھی ایسا نہ کروں گا۔ فرمایا: نہیں! ضرور اجازت دو! اس نے کہا: یہ نہیں ہوسکتا، حالانکہ مکرز نے کہا تھا کہ ہم آپ کو اسے رکھنے کی خصوصی اجازت دیتے ہیں لیکن سہیل نہ مانا۔ یہ صورت حال دیکھ کر مجھے مشرکوں کے حوالہ کر دیا جائے گا۔ ابوجندل نے کہا: اَیْ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اُرَدُّ اِلَی الْمُشْرِکِیْنَ ''اے مسلمان گروہ! مجھے مشرکوں کے ہاں واپس کر دیا جائے گا......؟'' جب کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں۔ کیا تم دیکھ نہیں رہے مجھے کتنی زیادہ اذیت دی گئی ہے۔ وَکَانَ قَدْ عُذِّبَ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی اللّٰہِ ''انہیں اللہ کی راہ میں شدید تکالیف سے دوچار کیا گیا تھا۔'' یہ معاہدہ ہونے کے بعد سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اللہ کے نبی ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا: اَلَسْتَ نَبِیَّ اللّٰہِ حَقًّا ''کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں......؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں......! میں سچا نبی ہوں۔ پھر میں نے کہا: کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے......؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیوں نہیں! میں نے کہا: تو پھر ہم اپنے دین میں اتنی زیادہ ڈھیل کا مظاہرہ کیوں کر رہے ہیں......؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَلَسْتُ أَعْصِیْہِ وَھُوَ نَاصِرِیْ

''میں اللہ کا رسول ہوں اور میں کسی صورت میں اس کی نافرمانی نہیں کر سکتا وہی میرا حامی و مددگار ہے۔''

پھر میں نے کہا: آپ نے تو ہمیں بتایا تھا کہ ہم بیت اللہ میں آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے کہا تھا لیکن یہ نہ کہا تھا کہ اسی سال داخل ہوں گے۔ میں نے کہا: نہیں اس سال کا تو نہیں کہا تھا فرمایا: آپ ضرور آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ اس کے بعد میں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور جو میں نے نبی ﷺ سے کہا تھا وہی بات ان کے سامنے دہرائی تو انہوں نے کہا:

أَیُّھَا الرَّجُلُ إِنَّہٗ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَیْسَ یَعْصِیْ رَبَّہٗ وَھُوَ نَاصِرُہٗ فَاسْتَمْسِكْ بِغَرْزِہٖ

''اے بھلے مانس! وہ اللہ کے رسول ہیں، آپ ﷺ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے، وہی ان کا حامی و ناصر ہے،

Marfat.com

اس لیے آپ ﷺ کے طرزِ عمل کو مضبوط تھام لو یہی حق ہے۔''

پھر میں نے طواف والی بات کی تو انہوں نے بھی کہا وہ بھی ہوگا۔ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ اپنی اس بے باکانہ گفتگو کے باعث کفارہ کے طور پر بے شمار اعمال سرانجام دیتا رہا ہوں۔

جب اس دستاویز کی تحریر سے فراغت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا: قُوْمُوْا فَانْحَرُوْا ثُمَّ احْلِقُوْا ''اٹھو! اونٹ ذبح کرو اور سر منڈواؤ۔'' ان میں سے ایک آدمی بھی نہ اٹھا۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ ان سے یہ کہا۔ جب کوئی بھی نہ اٹھا تو آپ ﷺ سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس داخل ہوئے اور جو لوگوں کا رویہ تھا، ان سے اس کا ذکر کیا۔ سیّدہ نے کہا: یَانَبِیَّ اللّٰہِ أَتُحِبُّ ذَالِكَ ..؟ اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا آپ نے جو حکم دیا ہے یہ اٹل ہے آپ یہی چاہتے ہیں......؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی حکم ہے انہوں نے کہا: پھر باہر تشریف لے جائیں کسی سے بات نہ کریں اور اپنا اونٹ ذبح کریں اور حجام کو بلائیں اور سر منڈوائیں پھر دیکھیں۔

آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ دیکھا تو اٹھے قربانیاں ذبح کیں اور ایک دوسرے کے سر مونڈھنے لگے۔ اور غم اس قدر تھا کہ کہیں ایک دوسرے کو مار ہی نہ ڈالیں۔ اس کے بعد ایماندار خواتین آئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں:

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ❶

''اے لوگو جو ایماندار ہو! جب تمہارے پاس ایماندار خواتین آئیں جو ہجرت والی ہیں تو ان کا امتحان لو۔''

اس کے بعد سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی دو بیویوں کو طلاق دی کیونکہ وہ حالتِ شرک میں تھیں۔ ان میں سے ایک سے معاویہ بن ابوسفیان نے شادی کی تھی کیونکہ یہ بھی ابھی حالتِ شرک میں تھے دوسری سے صفوان بن امیہ نے کی۔ اس کے بعد نبی ﷺ مدینہ منوّرہ لوٹ گئے۔ آپ ﷺ کے پاس ابوبصیر آئے جو قریش کے آدمی تھے اور یہ مسلمان تھے۔ قریش نے ان کی طلب میں دو آدمی بھیجے اور کہا: جو آپ نے ہم سے معاہدہ کیا ہے اسی کے تحت ہم اسے لینے آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ابوبصیر کو ان کے حوالے کر دیا۔ وہ دونوں انہیں لے کر نکلے جب وہ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو سواریوں سے اتر کر وہ کھجوریں کھانے لگے، ان میں سے ایک سے ابوبصیر نے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ تیری تلوار بہت عمدہ ہے۔ اس نے سونت کر کہا: ہاں یہ بہت ہی جیّد ہے میں نے اس کا بارہا تجربہ کیا ہے۔ ابوبصیر نے کہا: مجھے دکھانا! تلوار لے کر اسے قابو کیا اور ایسی تلوار ماری کہ اسے ٹھنڈا کر دیا اور دوسرا بھاگ نکلا اور مدینے پہنچ گیا اور دوڑتے ہوئے

❶ الممتحنۃ:10

Marfat.com

مسجد میں آیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا: لَقَدْ رَأَى هٰذَا ذُعْرًا ''اس نے کوئی خوف ناک منظر دیکھا ہے۔'' جب یہ نبی ﷺ تک پہنچا تو کہنے لگا: قُتِلَ وَاللهِ صَاحِبِيْ وَإِنِّيْ لَمَقْتُوْلٌ ''واللہ! میرا ساتھی مارا گیا ہے اور اگر مجھے بچایا نہ گیا تو میں بھی مارا جاؤں گا۔'' اتنی دیر میں ابوبصیر آ گئے اور کہا: اللہ کے نبی! آپ نے اپنا عہد پورا کر دیا ہے، آپ نے تو مجھے واپس کر دیا تھا یہ تو اللہ نے مجھے ان سے نجات دلائی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

وَيْلُ أُمِّهِ مِسْعَرَ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ

''اس کی ماں ہلاک ہو یہ جنگ بھڑکائے گا، کاش! اسے کوئی سمجھاتا۔''

جب ابوبصیر نے آپ ﷺ کے یہ تاثرات سنے تو انہیں یقین ہوا کہ نبی ﷺ انہیں مشرکوں کے حوالے کر دیں گے تو وہ وہاں سے نکلے اور سیف البحر میں آ گئے۔ ادھر ابوجندل بھی مشرکوں سے چھوٹ کر ابوبصیر سے مل گئے جو آدمی بھی قریش کی قید سے بھاگتا وہ ابوبصیر سے مل جاتا حتی کہ ان کے پاس ایک جماعت تیار ہو گئی۔ یہ سنتے کہ قریش کا کوئی قافلہ شام کی طرف سے آ رہا ہے، اسے سامنے آ کر قتل کر دیتے اور اس کا مال لوٹ لیتے۔ قریش نے نبی ﷺ کو اللہ کا واسطہ اور رشتہ داری کا حوالہ دے کر پیغام بھیجا اور خود ہی کہا: جو بھی مسلمان تمہارے پاس آئے گا وہ امن میں ہوگا ہمارے پاس نہ آئے گا۔ نبی ﷺ نے ابوبصیر اور ان کے رفقاء کی طرف پیغام بھیجا کہ قریش سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں تو اس بارے میں اللہ کا فرمان نازل ہوا۔

وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ [1]

''وہی اللہ ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روکے اور تمہارے ہاتھ ان سے روکے مکے کے اندر بعد اس کے کہ اس نے تمہیں ان پر غلبہ دیا تھا۔''

آگے حمیّت یعنی غیرت کا ذکر ہے کہ ان میں جاہلی حمیّت تھی یہ جاہلی حمیت یہی تھی، جو انہوں نے اللہ کے نبی ہونے کا اقرار نہ کیا تھا اور انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا بھی انکار کیا تھا اور مسلمانوں کو بیت اللہ میں نہیں جانے دیا۔ [2]

---

[1] الفتح: 24

[2] بخاری: 2731

Marfat.com

سیّدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے چار عمرے کیے تھے سارے ذوالقعدہ میں تھے۔صرف وہ عمرہ جو آپ ﷺ نے حج کے ساتھ کیا تھا وہ ذوالقعدہ میں نہ تھا۔ایک عمرہ ذوالقعدہ کا یہ تھا جو حدیبیہ سے کیا تھا اور ایک وہ عمرہ تھا جو حدیبیہ سے اگلے سال کیا تھا وہ بھی ذوالقعدہ میں تھا اور ایک عمرہ ''جِعِرّانہ'' سے کیا تھا جہاں حنین کی غنیمت تقسیم کی تھی یہ بھی ذوالقعدہ میں تھا اور ایک عمرہ اپنے حج کے ساتھ تھا۔ (1)

مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے سال روانہ ہوئے آپ ﷺ کا ارادہ صرف بیت اللہ کی زیارت کا تھا۔لڑائی کرنا مقصد نہ تھا آپ ﷺ نے اپنے ساتھ (70) قربانی کے اونٹ لیے۔افراد سات سو تھے ہر اونٹ دس آدمیوں کی طرف سے قربان ہونا تھا۔آپ ﷺ جب عسفان جگہ پر پہنچے تو آپ ﷺ کو بشر بن سفیان کعبی ملا اور کہا: اللہ کے رسول! یہ قریش جو ہیں انہوں نے آپ کی روانگی کا سن لیا ہے وہ بھی خواتین، بچے اور جانور لے کر روانہ ہوئے ہیں۔انہوں نے چیتوں کے چمڑے پہن رکھے ہیں اور انہوں نے اللہ سے معاہدہ کرلیا ہے کہ وہ آپ کو زبردستی بیت اللہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔

یہ خالد بن ولید ہے جو اپنے فوجی دستے کو لے کر کراع الغمیم تک پہنچ چکا ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: افسوس ہے کہ قریش کو تو جنگ نے کھالیا ہے۔انہیں چاہیے تھا یہ مجھے اور لوگوں کو بیت اللہ میں آزادی سے جانے دیتے۔یہ درمیان میں نہ آتے۔اگر دوسرے لوگ مجھے نقصان پہنچاتے تو قریش کا مقصد حاصل ہو جاتا اور اگر اللہ مجھے غلبہ دیتا تو یہ اسلام میں داخل ہوتے، پھر قریش کی عزت ہے، اگر یہ ایسا نہ کریں گے صرف یہ لڑیں گے کہ ان کے پاس قوت ہے، تو یہ ان کی خام خیالی ہے۔واللہ! اگر یہ لڑیں گے تو میں بھی لڑوں گا یا تو اللہ تعالیٰ مجھے غلبہ دے دے یا پھر میری گردن اس کی راہ میں کٹ جائے۔اس سے آگے وہی دونوں نے بیان کیا ہے جیسا کہ اوپر والی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے لوگوں کو دائیں جانب چلنے کا حکم دیا ثنیۃ المرار میں جا نکلے اور خالد بن ولید کو جب علم ہوا تو وہ قریش کو بتانے چلے گئے کہ محمد ﷺ ہم سے نکل گئے ہیں۔ثنیۃ المرار میں آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔لوگوں نے کہا: یہ اڑ گئی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اڑی نہیں، نہ ہی اڑنا اس کی عادت ہے اسے اللہ نے روکا ہے جس نے ہاتھیوں کو روکا تھا اور میں ہر صلح کی بات قبول کرنے کو تیار ہوں۔جیسا کہ اوپر گزرا ہے۔لوگوں نے پانی کی عدم دستیابی کی شکایت کی تو تیر سے پانی ابلنے لگا حتی کہ لوگ سیراب ہو گئے۔پھر بدیل بن ورقاء آیا اس نے جا کر قریش

---

(1) بخاری: 4148، مسلم: 1253

Marfat.com

سے کہا: محمد ﷺ لڑنے نہیں آئے وہ تو بیت اللہ کی زیارت کو آئے ہیں۔قریش نے کہا: نہیں پھر بھی ہم انہیں ہرگز داخل ہونے کی اجازت نہ دیں گے۔ پھر مکرز بن حفص آیا اس نے بھی آپ ﷺ کا پیغام پہنچایا۔ پھر انہوں نے حلس بن علقمہ کنانی کو بھیجا یہ حبشیوں کا سردار تھا۔ اسے دیکھ کر نبی ﷺ نے فرمایا: یہ قوم ایسی ہے کچھ ان میں الحاح وزاری ہے، اس لیے اس کے سامنے قربانی کے جانور کر دیئے۔ اس نے دور ہی سے دیکھا کہ وادی سے جانور اتر رہے ہیں اور قلادے پہن رکھے ہیں اور ان کی تندیاں زیادہ دیر رکنے کی وجہ سے کھائی جا چکی ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ سے ملے بغیر ہی چلا گیا اور قریش سے کہا: ان کو بیت اللہ سے روکنا تو سراسر زیادتی ہے۔ انہوں نے بہت برا جواب دیا:

إِجْلِسْ ..! إِنَّمَا أَنْتَ أَعْرَابِيٌّ لَا عِلْمَ لَكَ

''بیٹھ جا......! تو ایک دیہاتی سا آدمی ہے تجھے کیا پتہ ہے۔''

پھر قریش نے عروہ بن مسعود ثقفی کو بھیجا جیسا کہ ابھی اوپر گزرا ہے کہ اس نے نبی ﷺ کے ساتھیوں کے فرار ہونے کی بات کی اور حضرت ابوبکر نے کہا: لات کو چوسنے والے، بھلا ہم بھاگیں گے......؟ پھر مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اسے آپ ﷺ کی داڑھی کو ہاتھ لگانے سے منع کیا پھر عروہ نے نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی آپ ﷺ سے عقیدت و محبّت کا بے مثال منظر دیکھا کہ تھوک زمین پر گرنے نہیں دیتے وغیرہ یہ بچشم خود دیکھا اور فوراً حکم مانتے ہیں، وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیتے اور پھر یہ سارا مشاہدہ جا کر قریش کو بتایا اور بتایا کہ وہ آپ ﷺ کا ایک بال تک زمین پر نہیں گرنے دیتے، میں نہیں مانتا، وہ محمد ﷺ کو کیسے تمہارے حوالے کریں گے باقی جو تمہاری مرضی ہے کرو۔ عروہ کے آنے سے پہلے رسول اکرم ﷺ نے خراش بن امیہ خزاعی کو مکے کی جانب بھیجا تھا اور اسے ثعلب نامی اونٹ پر سوار کیا۔ جب خراش مکے میں داخل ہوا تو قریش نے اس کی اونٹنی کے پاؤں کاٹ دیئے اور خراش کو قتل کرنا چاہا مگر لوگوں نے بیچ بچاؤ کرا دیا اور یہ رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا۔ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا تاکہ انہیں مکے بھیجیں انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے کوئی اندیشہ ہے کہ وہاں کوئی میری قوم میں سے موجود نہیں۔ جو میری حفاظت کر سکے اور قریش جانتے ہیں کہ مجھے ان سے سخت عداوت ہے اور میں ان کے لیے سخت طبیعت ہوں۔ میں آپ کو وہ آدمی بتاتا ہوں جو کہ مجھ سے زیادہ معزز ہے وہ ہیں سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔

نبی کریم ﷺ نے انہیں بلایا اور قریش کے پاس بھیجا کہ آپ قریش کو بتائیں کہ محمد ﷺ لڑنے نہیں

Marfat.com

آئے وہ تو اس گھر کی زیارت کرنے اور اس کی حرمت کی عظمت بجالانے آئے ہیں۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور مکے آئے۔ ان کی ملاقات ابان بن سعید بن عاص سے ہوئی۔ وہ اپنی سواری سے اترے اور ابان نے انہیں اپنے سامنے بٹھایا اور خود سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار ہوا اور انہیں پناہ دی تاکہ ان تک یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام پہنچا سکیں جو آپ نے انہیں دیا ہے۔ سیّدنا عثمان نے یہ پیغام دیا آپ ابوسفیان اور قریش کے بڑوں کے پاس گئے اور انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام پہنچایا تو انہوں نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا:

إِنْ شِئْتَ أَنْ تَطُوْفَ بِالْبَيْتِ فَطُفْ بِهِ

"اگر تم بیت اللہ کا طواف کرنا چاہتے ہو تو کرلو۔"

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا:

مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ حَتّٰى يَطُوْفَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

"میں اس وقت تک طواف نہیں کروں گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طواف نہ کریں گے۔"

قریش نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو روک لیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں تک یہ اطلاع پہنچی کہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا گیا۔ اسی دوران قریش نے سہیل بن عمرو کو بھیجا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح کریں اور صلح میں یہ شق ضرور ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سال بیت اللہ میں داخل نہ ہوں گے تاکہ عرب یہ بات نہ کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زبردستی مکے میں داخل ہوئے ہیں۔ اب سہیل آیا تو اسے دیکھتے ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قَدْ أَرَادَا الْقَوْمُ الصُّلْحَ حِيْنَ بَعَثُوْا هٰذَا الرَّجُلَ

"اب قوم قریش کا ارادہ ہے کہ صلح ہو کیونکہ اس آدمی کا آنا ہی صلح کی تمہید ہے۔"

کچھ دیر گفت وشنید کے بعد صلح نامہ طے پایا۔ ابھی لکھنا باقی تھا کہ جیسا کہ ابھی اوپر والی حدیث میں گزرا ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کود کر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں ہم حق پر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے نبی ہیں تو ہم صلح میں اتنی پستی کیوں اختیار کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات مانو، یہی سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کی۔ آپ نے بھی یہی کہا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، اللہ مجھے ضائع نہ کرے گا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اپنی اس جرأت پر روزے رکھتا رہا، نماز پڑھتا رہا اور غلام آزاد کرتا رہا کہ میں نے

Marfat.com

بہت جرأت کی ہے یہ اعمال خیر اپنے لیے کفارہ بناتا رہا۔

رسول کریم ﷺ نے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے کہا یہ دستاویز لکھو۔ انہوں نے بسم اللہ لکھی تو سہیل بن عمرو نے انکار کر دیا باسمک اللھم لکھنے کو کہا اور محمد رسول اللہ کی جگہ کہا: محمد بن عبداللہ لکھو!

اس کی شقوں میں یہ تھا جو مسلمان ہو کر تمہارے پاس آئے گا، اسے واپس ہمیں دیا جائے گا۔ ہم کافر ہونے والے کو واپس نہ کریں گے اور یہیں حدیبیہ سے واپس جانا ہے مکے میں اس سال داخل نہ ہوں گے اور آئندہ سال ہوں گے اور تین دن کے بعد چلے جائیں گے اور دس سال تک جنگ بندی ہے۔ لوگ اس میں امن سے رہیں گے اور ایک دوسرے سے ہاتھ روک کر رکھیں گے۔ اور ایک شق یہ بھی تھی جو قوم چاہے محمد ﷺ کے ساتھ حلیف ہو جائے اور جو چاہے قریش کے عقد میں شامل ہو جائے۔ خزاعہ قبیلے والے نہایت ہی تیزی سے رسول اکرم ﷺ کے عقد وعہد میں آ گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم قریش کے عقد وعہد میں شامل ہوتے ہیں۔ اور پھر ابوجندل آ گئے ابھی معاہدہ تحریر نہ ہوا تھا اس معاہدے سے مسلمان پہلے شدید غصے میں تھے اوپر سے ابوجندل والا معاملہ ہو گیا۔ سہیل نے اسے واپس کرنے کا اصرار کیا آپ ﷺ نے اسے واپس کر دیا اور جلتی پہ تیل کا کام یہ ہوا کہ سہیل نے ابوجندل کو وہیں مارنا شروع کر دیا۔ یہ چلا چلا کر کہہ رہے تھے:

يَا مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِيْنَ أَتُرَدُّوْنَنِيْ إِلَى أَهْلِ الشِّرْكِ فَيَفْتِنُوْنِيْ فِيْ دِيْنِيْ

''اے مسلمانو! مجھے اہل شرک کے حوالے کر دو گے......؟ یہ تو میرے دین کو آزمائش میں ڈال دیں گے۔''

اس سے مسلمانوں میں اور اشتعال پیدا ہوا تاہم ادباً خاموش تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے ابوجندل کو مشرکوں کے حوالے تو کر دیا اور ساتھ ہی تسلی دی ابوجندل صبر کرو! اور ثواب کا یقین رکھو۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے اور آپ کے ناتواں ساتھیوں کے لیے کشادگی اور نکلنے کی راہ بنائے گا۔ ہم نے معاہدہ طے کر لیا ہے ایک دوسرے کو پیمان دے دیا ہے، لہٰذا ہم ہرگز عہد شکنی نہیں کر سکتے۔ یہ صورت دیکھ کر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اور تو کچھ نہ کر سکے۔ ابوجندل کو جب سہیل لے جا رہا تھا تو یہ ابوجندل کے پہلو میں چلنے لگے اور کہنا شروع کیا: ابوجندل صبر کرو ان مشرکوں کا خون تو کتوں کے خون کی مانند رائیگاں ہے اور ساتھ ہی تلوار کا دستہ ابوجندل کے قریب کر دیا انہیں امید تھی کہ ابوجندل تلوار لے کر اپنے باپ کو مارے گا لیکن یہ اپنے باپ کی رعایت کر گئے۔ ادھر یہ دستاویز مکمل ہوئی تو جیسا کہ ابھی اوپر والی حدیث میں گزرا ہے کہ آپ نے حدیبیہ میں ہی قربانی کرنے سر منڈوانے اور احرام اتارنے کا کہا مگر حکم کی تبدیلی کی

Marfat.com

امید پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمل نہ کیا، پھر سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے مشورے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ عملاً کیا تو سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قربانی کی سر منڈوائے اور احرام کھول دیئے لیکن غم اتنا تھا کہ ایک دوسرے سے بات نہ کرتے تھے۔ اب معاہدہ کے تحت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے کی جانب روانہ ہوئے اور ابھی مکے اور مدینے کے درمیان ہی تھے کہ رستے میں سورۃ الفتح نازل ہوئی۔ [1]

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ہم صلح حدیبیہ میں پندرہ سو کی تعداد میں تھے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ [2]

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کے دن فرمایا: أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ ''تم روئے زمین میں سب سے زیادہ بہتر ہو''۔ ہم چودہ سو تھے اگر اب میں حدیبیہ میں ہوتا تو تمہیں درخت کی جگہ دکھاتا۔ [3]

سیّدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے مقام پر میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور جوئیں میرے چہرے پر گر رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: أَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ ...؟ کعب! یہ سر کی جوئیں اذیت تو نہیں دے رہیں......؟ میں نے کہا: جی ہاں! فرمایا:

فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ أَوِ انْسُكْ [4]

''سر منڈاؤ! اور تین دن کے روزے رکھو یا چھ مساکین کو کھانا کھلاؤ یا اس سر منڈوانے کے عوض قربانی کرو۔''

سیّدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حدیبیہ کے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے احرام باندھا تھا اور میں نے نہیں باندھا تھا۔ ہمیں اطلاع ملی کہ ''غیقة'' جگہ کی جانب دشمن ہے ہم اس کی طرف گئے میرے ساتھیوں نے جنگلی گدھا دیکھ لیا، وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسنے لگے، میں نے اسے دیکھ لیا۔ میں نے اس کے پیچھے گھوڑا دوڑا دیا اور اسے نیزہ مارا جو اس میں پیوست ہو گیا۔ میں نے ساتھیوں سے مدد

---

[1] **سندہ صحیح:** بخاری، احمد بن حنبل: 18910، ابن اسحٰق نے اس میں سماع کی صراحت کی ہے تدلیس مضر نہیں ہوئی۔

[2] بخاری: 4153

[3] بخاری: 4154، مسلم: 1856

[4] بخاری: 4190

Marfat.com

مانگی مگر انہوں نے تعاون سے انکار کر دیا۔ ہم نے اس کا گوشت کھایا۔ میں رسول اللہ ﷺ سے ملا۔ ہمیں خوف تھا کہ کہیں آپ ہم سے جدا نہ ہو جائیں۔ میں نے گھوڑا سرپٹ دوڑایا اور میں جلدی سے چلا۔ رستے میں بنو غفار کے ایک آدمی سے ملا۔ رات تھی، میں نے کہا: رسول اکرم ﷺ کہاں ہیں۔ اس نے کہا: میں نے آپ ﷺ کو تعہن نامی جگہ میں چھوڑا تھا اور دوپہر کا آرام آپ ﷺ نے ''سقیا'' میں کیا ہوگا۔ میں رسول اکرم ﷺ سے ملا اور میں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ کے ساتھیوں نے پیغام بھیجا ہے وہ آپ کو سلام کہتے ہیں اور وہ اندیشہ میں تھے کہ آپ کہیں رستہ گم نہ کر دیں۔ اس لیے آپ ان کا انتظار کیجیے آپ نے ان کا انتظار کیا۔ میں نے آپ ﷺ سے کہا: اللہ کے رسول! ہم نے جنگلی گدھا شکار کیا ہے اور ہمارے پاس اس کا گوشت بچا ہوا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کہا: کھاؤ! حالانکہ وہ حالتِ احرام میں تھے۔ (1)

سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حدیبیہ کے سال رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ رات بارش ہوئی تو آپ ﷺ نے صبح نماز پڑھائی اور ہماری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا:

أَتَدْرُوْنَ مَا ذَا قَالَ رَبُّكُمْ ''تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا کہا ہے......؟'' ہم نے کہا: اللہ جانتا ہے یا پھر اس کا رسول جانتا ہے آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَ كَافِرٌ بِيْ ''میرے بندے کچھ تو مومن رہے ہیں اور کچھ نے میرے ساتھ کفر کیا ہے۔'' جس نے یہ کہا ہے:

مُطِرْنَا بِرَحْمَةِ اللهِ وَبِرِزْقِ اللهِ وَبِفَضْلِ اللهِ

''ہم اللہ کی رحمت، رزق اور فضل سے بارش دیئے گئے ہیں

فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِيْ كَافِرٌ بِالْكَوَاكِبِ

''یہ میرے ساتھ ایمان لائے ہیں اور ستاروں کا انکار کیا ہے۔''

جس نے یہ کہا: مُطِرْنَا بِنَجْمِ كَذَا وَ كَذَا ''ہمیں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ملی ہے'' فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ كَافِرٌ بِيْ ''تو یہ ستارے پر ایمان رکھتا ہے اور میرا انکار کرتا ہے۔'' (2)

---

(1) بخاری: 1822

(2) بخاری: 4147

Marfat.com

سیّدنا ابو عیاش زرقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عسفان کے مقام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہمارا سامنا مشرکوں سے ہوا۔ ان پر خالد بن ولید سپہ سالار مقرر تھے اور یہ ہمارے اور قبلے کے درمیان حائل تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی تو مشرک بہت افسردہ ہوئے کہ ہم نے تو موقع ضائع کر دیا ہے۔ انہیں نماز کی حالت بے خبری میں حملہ کر کے نقصان پہنچایا جا سکتا تھا۔ اب کہنے لگے: کوئی بات نہیں ان کے ہاں ایک ایسی نماز آنے والی ہے جو انہیں اپنے بیٹوں اور جانوں سے زیادہ عزیز ہے، یعنی عصر کی نماز ہے تو ظہر کے بعد اور عصر سے پہلے جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے:

وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ [1]

''اور جب تو ان میں ہو تو ان کے لیے نماز قائم کر۔''

جب نمازِ عصر کا وقت ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حکم دیا انہوں نے ہتھیار لیے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے دو صفوں میں کھڑے ہو گئے اور نماز میں جب آپ رکوع میں گئے تو ہم سب نے رکوع کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوپر اٹھے ہم سب بھی اوپر اٹھے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قریب والی صف سمیت سجدہ کیا اور دوسری صف والے کھڑے ان کی حفاظت کرتے رہے۔ جب پہلی صف والوں نے سجدہ کر لیا تو یہ کھڑے ہو گئے اور پھر دوسری صف والے بیٹھ گئے اور سجدہ کیا پھر یہ پچھلی صف والے آگے آ گئے اور پہلوں کی صف کے مقام پر کھڑے ہو گئے اور پہلی صف والے ان کی جگہ پر آ گئے تو ان سب نے اکٹھے رکوع کیا پھر رکوع سے سر اٹھایا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا اس صف نے بھی جو آپ کے نزدیک تھی اور دوسری صف والے کھڑے تھے ان کی چوکیداری کرتے رہے تھے۔ جب یہ بیٹھ گئے تو یہ نگرانی والے بھی بیٹھ گئے اور انہوں نے سجدہ کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کے ساتھ سلام پھیرا اور واپس ہو گئے دشمن کے مقابلے میں آ گئے۔ اس طریقے سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ نمازِ خوف پڑھائی تھی، ایک دفعہ عسفان میں اور ایک دفعہ بنو سلیم کی سرزمین میں پڑھائی۔ [2]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضجنان اور عسفان کے درمیان اترے تو مشرکوں نے کہا:

إِنَّ لَهُمْ صَلَاةً هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَبْنَائِهِمْ وَهِيَ الْعَصْرُ فَأَجْمِعُوا

---

[1] النساء: 102

[2] **سندہ صحیح:** مصنف عبدالرزاق: 2/505

مجاہد راوی ثقہ تابعی اور تفسیر کا امام ہے (2/229) اور منصور بن معمر ثقہ ہے اور ثبت ہے تدلیس نہیں کرتا۔ (2/227)

Marfat.com

أَمْرَكُمْ فَمِيْلُوْا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً وَّاحِدَةً

''ان کے ہاں ایک ایسی نماز ہے جو انہیں اپنے باپوں اور بیٹوں سے زیادہ پیاری ہے وہ ہے نمازِ عصر، اس لیے اپنا عزم پختہ کر لو اور ان پر یکبارگی حملہ کر دو۔''

اس کے بعد جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو حکم دیا کہ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دو حصے کر لینا۔ ان میں سے ایک کو نماز پڑھا لینا اور دوسرے کو ان کے پیچھے کھڑا کرنا اور وہ ہتھیار اور بچاؤ کا سامان لے کر کھڑے ہوں، پھر دوسرا فریق آئے، وہ آپ کے ساتھ نماز پڑھے اور یہ بھی اپنا بچاؤ کریں اور اسلحہ بھی ساتھ لیں۔ اس طرح ان میں سے ہر ایک فریق کی ایک ایک رکعت ہو گی اور رسول اکرم ﷺ کی دو رکعات ہوں گی۔ [1]

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ہم عسفان میں تھے کہ ہمیں رسول اکرم ﷺ نے پہلے تو یہ فرمایا کہ مشرکوں کے جاسوس اب ضجنان میں ہوں گے تو پھر فرمایا: تم میں سے جبل حنظل کا راستہ کون جانتا ہے......؟ اور رات ہوئی تو کہا:

هَلْ مِنْ رَّجُلٍ يَّنْزِلُ فَيَسْعٰى بَيْنَ يَدَيِ الرِّكَابِ

''کوئی تم میں سے ایسا ہے کہ دوڑتا ہوا قافلے کے آگے اترے۔''

ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ہوں اور وہ اترا تو پتھر اسے زخمی کرنے لگے اور درخت کے کانٹے اس کے کپڑوں میں اٹکنے لگے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: سوار ہو جا! پھر دوسرا اترا اسے بھی پتھر زخمی کرنے لگے اور درخت کی شاخیں کپڑوں میں اٹکنے لگیں تو آپ نے اس سے بھی کہا سوار ہو جاؤ......!

پھر ہم ایک رستے میں اترے اور چلنا شروع ہوئے۔ ہم اس گھاٹی پر آئے جو حنظل کہلواتی تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اس گھاٹی کی مثال اس دروازہ کی سی ہے جس میں بنو اسرائیل داخل ہوئے تھے اور انہیں کہا گیا تھا کہ اس دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور زبان سے کہو! ہمارے گناہ معاف کر دو ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَجُوْزُ أَحَدُ اللَّيْلَةَ هٰذِهِ الثَّنِيَّةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ

---

[1] **سندہ صحیح:** احمد بن حنبل: 10765، نسائی: 3/174، ترمذی: 5/243
ابن شقیق تابعی ثقہ ہے: 1/301، اس کا شاگرد صدوق ہے: 1/422، عبدالصمد بن عبدالوارث صدوق ہے: 1/507۔

Marfat.com

''اس گھاٹی سے آج رات جو بھی گزرے گا اسے بخش دیا جائے گا۔''

یہ سن کر لوگ بہت تیزی سے گزرنا شروع ہو گئے۔ ان میں سے سب سے آخر میں جو گزرے وہ قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ تھے۔ اس کے بعد لوگ ایک دوسرے کے ساتھ روانہ ہوئے اور جو بچھڑ گئے تھے وہ آپس میں مل گئے۔ جب رسول اکرم ﷺ اترے تو ہم بھی اتر پڑے۔ [1]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ يَّصْعَدِ الثَّنِيَّةَ ثَنِيَّةَ الْمِرَارِ فَإِنَّهُ يُحَطُّ عَنْهُ مَا حُطَّ عَنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ

''کون ہے جو مرار کی گھاٹی پر چڑھے تو اس سے اسی طرح گناہ دور کر دیے جائیں گے جس طرح بنو اسرائیل سے دور کیے گئے۔''

سب سے پہلے جو گھوڑے اس گھاٹی پر چڑھے وہ ہمارے بنو خزرج کے گھوڑے تھے اسکے بعد پھر دوسرے لوگوں کے گھوڑے وہاں پہنچے۔ تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

وَ كُلُّكُمْ مَغْفُوْرٌ لَهُ إِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ

''تم سب مغفور ہو صرف سرخ اونٹ والا نہیں بخشا گیا۔''

ہم اس اونٹ والے کے پاس آئے اور اس سے کہا: آؤ! تمہارے لیے رسول اکرم ﷺ سے استغفار کرنے کا کہتے ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ واللہ! مجھے میرا گم شدہ جانور مل جائے یہ بہتر ہے کہ تمہارا ساتھی، یعنی نبی میرے لیے استغفار کرے۔ کیونکہ وہ اپنے گم شدہ جانور کو تلاش کر رہا تھا۔ [2]

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب ہم قریش کے معاہدے کے تحت آئندہ سال کے عمرے سے واپس آئے تو ہم میں سے دو آدمی بھی اس درخت پر جمع نہ ہوئے جس کے نیچے ہم نے بیعت کی تھی۔ یہ اللہ کی رحمت سے ہوا تھا کہ اس کا نشان ہی نہ رہا۔ راوی کہتا ہے: میں نے نافع سے پوچھا: عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعَهُمْ عَلَى الْمَوْتِ؟ ''کس بات پر بیعت ہوئی تھی؟ موت پر یا کسی اور چیز پر ہوئی تھی؟ کہا: نہیں! انہوں نے صبر پر بیعت کی تھی۔ [3]

---

[1] **سندہ صحیح:** البزار۔ 144/6، مجمع الزوائد للبزار

تحقیق الحدیث: بزار کا شیخ ثقہ ہے (تاریخ بغداد: 366/6) آگے اس کا شیخ صدوق ہے اور بخاری اور مسلم کا راوی ہے: 145/2) باقی زید اور عطا ثقہ تابعی ہیں، ہشام راوی حسن الحدیث ہے یہ تب ہے جب منفرد ہو۔ تاہم یہ زید سے روایت کرنے میں ثابت ترین ہے۔ (تہذیب: 39/11)

[2] مسلم: 2780

[3] بخاری: 2958

انتباہ: دراصل یہ بیعت موت اور صبر پر دونوں پر تھی، روایات میں اختلاف نہیں، کسی نے ایک کو شق کو بیان کر دیا، کسی نے دوسری شق کو بیان کر دیا۔

Marfat.com

نافع بیان کرتے ہیں کہ لوگ یہ باتیں کرتے ہیں کہ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے باپ عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے مسلمان ہوئے تھے، حالانکہ ایسا نہیں ہوا تھا۔ بات یہ تھی کہ حدیبیہ کے دن سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ میرا گھوڑا فلاں انصاری کے پاس ہے اسے لے آؤ تا کہ اگر لڑائی کی صورت پیدا ہو تو میں لڑائی کر سکوں۔ اِدھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درخت کے پاس بیعت لے رہے تھے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ تھا۔

فَبَايَعَهُ عَبْدُ اللهِ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى الْفَرَسِ

''تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی بیعت کی پھر گھوڑا لینے گئے۔''

جب عبداللہ اپنے باپ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ لڑائی کے ہتھیار باندھ رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درخت کے نیچے بیعت لے رہے ہیں، پھر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبداللہ کے ساتھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیعت ہوئے۔

فَهِيَ الَّتِيْ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ

''یہ ہے کہ جو کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے باپ عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے ایمان لائے ہیں۔''

ایسا نہیں......! ایمان تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی پہلے لائے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت پہلے کی ہے۔ [1]

اس میں ہے کہ لوگ حدیبیہ کے دن درختوں کے سایوں میں علیحدہ علیحدہ بیٹھے تھے لیکن یکا یک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ سے کہا کہ دیکھو کیا ماجرا ہے......؟ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھیر رکھا ہے، یہ گئے تو دیکھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت ہو رہے ہیں، پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما واپس آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی بیعت کی۔ [2]

ابوزبیر بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ حدیبیہ کے دن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تعداد کتنی تھی......؟ کہا: ہم چودہ سو تھے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی تھی اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کیکر کے درخت کی ٹہنیوں کو نیچے سے پکڑ رکھا تھا کہ آپ کے اوپر نہ گریں۔ ہم نے بیعت کی تھی مگر جد بن قیس انصاری اپنے اونٹ کے پیٹ کے نیچے چھپ گیا۔ [3]

---

[1] بخاری: 4186

[2] بخاری: 4187

[3] مسلم: 1856

Marfat.com

سیّدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس دن دیکھا جس دن نبی ﷺ درخت والے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے اور میں اس درخت کی ٹہنی اٹھائے تھا جو کہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر گرتی تھی۔ اور چودہ سو ہماری تعداد تھی۔ ہم نے موت پر بیعت نہ کی تھی، ہم نے اس پر بیعت کی تھی کہ ہم جنگ سے فرار اختیار نہ کریں گے۔ [1]

یزید بن ابو عبید جو کہ سلمہ بن اکوع کے مولیٰ ہیں یہ بیان کرتے ہیں میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ

''آپ نے حدیبیہ کے دن کس چیز پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی......؟''

کہا: موت پر بیعت کی تھی۔ [2]

سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بیعت کے بعد درخت کے سائے کے نیچے ٹھہرا۔ جب لوگ کم ہوئے تو آپ نے کہا: ابن اکوع بیعت کیوں نہیں کرتے......؟ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں نے بیعت کرلی ہے۔ فرمایا: دوبارہ پھر کرو! میں نے آپ ﷺ کی دوسری بار بیعت کی۔ یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سلمہ سے کہا: ابو مسلم! تم نے کس چیز پر اس دن بیعت کی تھی......؟ کہا: موت پر بیعت کی تھی۔ [3]

سیّدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں آئے ہم چودہ سو تھے اور پچاس بکریاں تھیں۔ پانی کی کمی کی وجہ سے وہ سیراب نہ ہوتی تھیں۔ رسول اکرم ﷺ کنوئیں کے اندر اترے یا تو آپ ﷺ نے دعا کی یا اس میں لعاب ڈالا وہ کنواں جوش مار کر پانی دینے لگا۔ ہم نے پیا اور پلایا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے ہمیں درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت کے لیے بلایا۔ سلمہ کہتے ہیں: میں نے سب سے پہلے آپ ﷺ کی بیعت کی۔ پھر لوگ بیعت ہونے لگے حتی کہ جب تقریباً آدھے لوگوں نے بیعت کرلی تو آپ ﷺ نے فرمایا: سلمہ بیعت کرو! میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں نے تو سب سے پہلے بیعت کی ہے۔ کہا: پھر کرو! میں نے دوبارہ بیعت کی۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میرے پاس ہتھیار نہیں تو رسول

---

[1] مسلم: 1858
[2] بخاری: 4169
[3] بخاری: 2960

Marfat.com

اللہ ﷺ نے ڈھال دی۔ آپ ﷺ نے پھر بیعت لی اور جب لوگوں کی تعداد بیعت کرنے میں آخر تک پہنچی تو فرمایا: سلمہ! بیعت کیوں نہیں کرتے......؟ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں نے شروع میں اور درمیان میں دوبار بیعت کی ہے۔ کہا: اب بھی کرو! میں نے تیسری مرتبہ آپ سے بیعت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سلمہ!

أَيْنَ حَجَفَتُكَ أَوْ دَرَقَتُكَ الَّتِيْ أَعْطَيْتُكَ

''وہ جو میں نے تمھیں ڈھال دی تھی وہ کہاں ہے......؟''

میں نے کہا: اللہ کے رسول! میرے چچا عامر سے میری ملاقات ہوئی تو وہ بھی غیر مسلح تھے، میں نے انہیں دے دی ہے۔ یہ سن کر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہاری مثال اس کی مانند ہے، یہ کہتا ہے:

أَللّٰهُمَّ أَبْغِنِيْ حَبِيْبًا هُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَّفْسِيْ

''اے اللہ! مجھے ایسا محبوب ملے جو مجھے میری جان سے بھی پیارا ہو۔''

بھوکے سخی بنے ہو۔ سلمہ کہتے ہیں: اس کے بعد مشرکوں نے ہم سے صلح کا نام و پیام شروع کیا اور ہماری صلح طے پائی۔ میں سیّدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے تابع تھا۔ میں ان کے گھوڑے کو پانی پلاتا، اس کی دیکھ بھال کرتا اور اس کی خدمت کرتا اور جو مجھے کھانا دیتے وہ کھاتا۔ میں نے اپنے اہل وعیال اور مال اللہ کے لیے اور اس کے رسول ﷺ کے لیے مہاجر بنا رکھے تھے۔ جب ہم نے صلح کی، یعنی ہمارے اور اہل مکہ کے درمیان صلح طے پائی اور ایک دوسرے سے میل ملاپ ہوا تو میں ایک درخت کے پاس آیا جس کے نیچے سے میں نے کانٹے صاف کیے اور اس کے تنے کے پاس لیٹ گیا۔ تو مکے کے چار مشرک میرے پاس آئے انہیں علم نہ تھا کہ میں یہاں ہوں۔ وہ رسول اکرم ﷺ کے بارے میں ہتک آمیز باتیں کرنے لگے۔ مجھے وہ بہت ہی برے لگے۔ میں ایک دوسرے درخت کی طرف پلٹ گیا۔ انہوں نے ہتھیار لٹکا دیے اور لیٹ گئے۔ وہ اسی حالت میں تھے کہ ایک نے یہ پکار پکاری جو کہ وادی کی ڈھلوان سے آئی تھی کہ اے مہاجرو! مدد کو آؤ ابن زنیم قتل ہوا وہ نعوذ باللہ نبی ﷺ کو اس نام سے پکارتے تھے۔

میں نے اپنی تلوار سونت لی اور وہ چاروں سوئے ہوئے تھے۔ میں نے انہیں باندھ دیا اور ان کا اسلحہ میں نے لے لیا اور انہیں اپنے ہاتھ میں جھاڑو کی مانند لے لیا اور میں نے کہا:

Marfat.com

وَالَّذِیْ کَرَّمَ وَجْہَ مُحَمَّدٍ لَا یَرْفَعُ أَحَدٌ مِّنْکُمْ رَأْسَہُ إِلَّا ضَرَبْتُ الَّذِیْ فِیْہِ عَیْنَاہُ

''اس ذات کی قسم! جس نے محمد ﷺ کے چہرۂ مبارک کو عزت دی ہے تم میں سے جس نے بھی سر اٹھایا میں اسے اڑا کر رکھ دوں گا۔''

اور میں انہیں ہانک کر رسول اکرم ﷺ کے پاس لے آیا۔ اتنی دیر میں میرے چچا عامر ایک آدمی کو لائے جو بہت بڑے جسم والا تھا اسے مکرز کہا جاتا تھا۔ اسے ایک معمولی اور ہلکے بدن والے گھوڑے پر لاد کر ہانک کر لا رہے تھے اور (70) مشرک تھے جنہیں یہ لائے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور کہا:

دَعُوْھُمْ یَکُنْ لَّھُمْ بَدْءُ الْفُجُوْرِ وَثَنَاہُ

''انہیں چھوڑ دو فتن و فجور کی ابتداء بھی ان سے ہے اور اس کی انتہا بھی انہی پر ہے۔''

ہم نے کوئی زیادتی نہیں کرنی اور رسول اکرم ﷺ نے انہیں درگزر کرتے ہوئے رہا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیۂ مبارکہ نازل کی:

وَھُوَ الَّذِیْ کَفَّ اَیْدِیَھُمْ عَنْکُمْ وَ اَیْدِیَکُمْ عَنْھُمْ بِبَطْنِ مَکَّۃَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَکُمْ عَلَیْھِمْ [1]

''وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روکے اور تمہارے ہاتھ ان سے روکے وادیٔ مکہ میں اس کے بعد کہ تم نے ان پر غلبہ پا لیا تھا۔''

سلمہ کہتے ہیں: ہم مدینے واپس لوٹ رہے تھے کہ ایک منزل پر ہم اترے۔ ہمارے اور بنولحیان کے درمیان ایک پہاڑ حائل تھا۔ بنولحیان مشرک تھے۔ اس رات جو اس پہاڑ پر گیا تھا، اس کے لیے رسول اکرم ﷺ نے دعائے مغفرت کی تھی کیونکہ وہ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جاسوس تھا۔ اس لیے آپ ﷺ اسے دعا دیتے تھے۔ سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بطورِ جاسوس اس پہاڑ پر دو یا تین مرتبہ چڑھا تھا۔ اس کے بعد ہم مدینے کی جانب آئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری اپنے غلام رباح کے ہاتھ بھیجی تھی اور میں بھی اس کے ساتھ تھا۔ میں طلحہ کا گھوڑا لے کر آیا تھا۔ اس پر سوار تھا۔ یہ رات کا وقت تھا۔

جب صبح ہوئی تو عبدالرحمن فزاری نے رسول اکرم ﷺ کی سواری پر حملہ کیا اور سارے جانور ہانک کر

---

[1] الفتح:48

Marfat.com

لے گیا اور چرواہے کو قتل کر دیا۔ میں نے رباح سے کہا: یہ گھوڑا لو اور اسے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ تک پہنچا دینا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنا کہ فزارہ کے مشرکوں نے آپ کے جانوروں پر حملہ کر دیا ہے اور میں ایک ٹیلے پر کھڑا ہوا اور مدینے کی طرف منہ کیا اور تین دفعہ پکار کر کہا: یَا صَبَاحَاہْ صبح کی مدد کی ضرورت ہے ڈاکہ پڑ گیا ہے۔ اور میں ان فزاری لوگوں کے قدموں کی نشانوں کے پیچھے چلنے لگا اور انہیں تیر مارنے شروع کر دیئے اور یہ شعر گنگنانے لگا:

أنا ابْنُ الْأَكْوَعِ ... والْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ

''میں سلمہ بن اکوع ہوں۔ آج کا دن ماں کا دودھ کس نے پیا ہے یہ ثابت کرنے کا دن ہے۔''

ان میں سے جس آدمی کے بھی میں قریب ہوتا اس کی سواری میں تیر اتار دیتا اور تیر کا پھل اتار کر اس کے کندھے میں سے نکل آتا اور ساتھ ہی میں کہتا: یہ لے ابن اکوع کا تحفہ ہے اور آج کس نے ماں کا دودھ پیا ہے پتہ چل جائے گا۔ واللہ! میں ان پر تیر باری کرتا رہا اور ان کو زخمی کرتا رہا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک گھڑسوار میری طرف پلٹا، میں ایک درخت پاس تھا اس کی بنیاد میں بیٹھ گیا اور اسے تیر مارا اور اس کی سواری زخمی کر دی حتی کہ یہ لوگ پہاڑ کی تنگنائی میں داخل ہونے پر مجبور ہو گئے اور میں پہاڑ پر چڑھ گیا اور انہیں پتھروں کی بارش کر کے روکتا رہا یہی صورت حال جاری رہی میں ان کا پیچھا کرتا رہا حتی کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر سواری چھڑوا لی لیکن پیچھا میں نے اب بھی نہ چھوڑا تھا وہ تیس سے زائد چادریں اور تیس نیزے چھوڑ گئے تا کہ وہ اپنا بوجھ ہلکا کریں وہ جو بھی چھوڑ کر بھاگ رہے تھے میں اس کے قریب ایک پتھروں کی ڈھیری لگاتا جاتا تھا تا کہ اس کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پہچان ہو جائے کہ یہ مال میں نے چھڑایا ہے۔

یہ فزاری مشرک جب گھاٹی کی تنگنائی میں آئے تو ان میں سے ابن بدر فزاری اور کچھ ساتھی صبح کا ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گئے تو میں پہاڑی کی ایک چوٹی پر بیٹھ گیا تو ایک فزاری نے کہا: یہ مجھے کیا نظر آ رہا ہے......؟ انہوں نے کہا: یار! یہ تو ہم نہ ٹلنے والی مصیبت کے قابو میں آ گئے ہیں۔

وَاللهِ ! مَا فَارَقَنَا مُنْذُ غَلَسٍ يَرْمِينَا حَتّٰى انْتَزَعَ كُلَّ شَيْءٍ فِيْ أَيْدِيْنَا

''واللہ! یہ رات سے ہمارا پیچھا کر رہا ہے ہم سے جدا نہیں ہو رہا اس نے تو ہمارے ہاتھ میں سے ہر چیز چھین لی ہے۔''

لہٰذا چار آدمیوں کو انہوں نے کہا: اس کو گرفتار کرنے کے لیے اوپر چڑھو۔ ان میں سے چار آدمی پہاڑ پر

Marfat.com

چڑھے اور اتنے قریب ہوئے کہ مجھ سے ہم کلام ہوسکیں تو میں نے ان سے کہا: کیا تم مجھے جانتے ہو......؟ انہوں نے کہا: نہیں! تم کون ہو......؟ میں نے کہا: میں سلمہ بن اکوع ہوں۔

وَالَّذِیْ کَرَّمَ وَجْہَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا أَطْلُبُ رَجُلًا مِّنْکُمْ إِلَّا أَدْرَکْتُہٗ

''اور قسم مجھے اس اللہ کی جس نے محمد ﷺ کے چہرے کو عزت بخشی ہے تم میں سے جسے چاہوں پکڑ سکتا ہوں۔''

اور تم میں سے کوئی بھی مائی کا لعل ایسا نہیں جو مجھے پکڑ سکے۔ ان میں سے ایک نے کہا: میرا خیال ہے یہ درست کہتا ہے، یہ کہہ کر وہ واپس لوٹ گئے۔ میں وہیں رکا رہا حتی کہ رسول اکرم ﷺ کے گھڑ سواروں کو میں نے دیکھا وہ درختوں کے درمیان سے نمودار ہو رہے ہیں۔ ان میں سے سب سے پہلے جو تھے وہ اخرم اسدی تھے ان کے پیچھے ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ تھے ان کے پیچھے مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہ تھے میں نے اخرم کے گھوڑے کی لگام پکڑی تو پیٹھ پھیر کر چلے گئے۔ میں نے کہا: اخرم ان سے احتیاط میں رہو یہ کہیں آپ سے کٹ نہ جائیں ان پر نظر رکھنا تا کہ رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آجائیں۔ انہوں نے کہا: سلمہ!

إِنْ کُنْتَ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ وَتَعْلَمُ أَنَّ الْجَنَّۃَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ فَلَا تَحُلْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ الشَّہَادَۃِ

''اگر تم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور تم جانتے ہو کہ جنّت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو میرے اور شہادت کے درمیان رکاوٹ نہ ہو بنو۔''

یہ سن کر میں نے ان کے گھوڑے کی لگام چھوڑ دی۔ اخرم اور عبدالرحمن فزاری کا ٹکراؤ ہوا تو اخرم نے عبدالرحمن کے گھوڑے کو زخمی کر دیا اور عبدالرحمن نے اخرم کو نیزہ مارا اور شہید کر دیا اور ان کا گھوڑا لے کر بھاگ نکلا۔ ادھر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ جو کہ رسول اللہ ﷺ کے خاص گھڑ سوار تھے آگے بڑھے اور اسے نیزہ مار کر قتل کر دیا سلمہ کہتے ہیں: مجھے قسم ہے اس اللہ کی جس نے محمد ﷺ کے چہرے کو عزت بخشی ہے۔ میں نے ان مشرکوں کا یہاں تک پیچھا کیا اور میں پیدل ہی بھاگ رہا تھا اور میں اتنا دور نکل گیا کہ محمد کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دھول بھی مجھے نظر نہیں آتی تھی۔

وہ مشرک غروب آفتاب سے کچھ پہلے ایک گھاٹی میں داخل ہوئے۔ وہاں پانی بھی موجود تھا۔ وہ گھاٹی (ذوقرد) تھی وہ پیاسے تھے وہاں سے پانی پینا چاہتے تھے جب انہوں نے دیکھا کہ میں ان کے پیچھے بھاگتا ہوا آرہا ہوں تو وہ مارے خوف کے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ پی سکے اور میں نے انہیں بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ وہ وہاں سے نکلے اور ایک گھاٹی

Marfat.com

میں بھاگ گئے۔ میں ان میں سے ایک آدمی جو بھاگ کر آتا تھا اس کے کندھے کی نرم ہڈی میں تیر پیوست کرتا اور ساتھ کہتا: یہ لو! میں ابن اکوع ہوں۔ اور پتہ چلتا ہے ماں کا دودھ کس نے پیا ہے وہ کہتا ہے: یَاثَکِلَتْہُ اُمُّہُ اَکْوَعُہُ بُکْرَۃً ''اس کی ماں گم پائے یہ پتہ نہیں کیسا اکوع ہے جو صبح سے ہی پیچھا کرنے نکلا ہے اور ہمارے پیچھے ہی پڑ گیا۔ میں نے کہا: او اپنی جان کے دشمن! میں وہی اکوع ہوں جس نے تجھے صبح ہی آن لیا ہے۔ انہوں نے گھاٹی پر دو گھوڑے چھوڑ دیئے تھے انہیں ہانک کر میں رسول اکرم ﷺ کے پاس لے آیا۔ مجھے عامر ملا اس کے پاس ایک چھوٹی سی مشک تھی جس میں تھوڑا سا دودھ تھا اور ایک مشک تھی جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ میں نے وضو کیا اور پانی بھی پیا پھر میں رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ اس چشمے پر تشریف رکھتے تھے جس سے میں نے مشرکوں کو بھگایا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے وہ اونٹ اور جو مال بھی میں نے مشرکوں سے چھینا تھا وہ سب اکٹھا کر لیا۔ ہر نیزہ اور چادر سب کچھ اکٹھا کیا۔ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے وہ اونٹنی ذبح کی جو میں نے دشمن سے چھڑائی تھی اور وہ اس کی کلیجی اور کوہان رسول اکرم ﷺ کے لیے بھون رہے تھے۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجیے کہ میں سو افراد منتخب کروں اور دشمن قوم کا پیچھا کروں جو بھی ان کا مخبر ملے میں اسے قتل کر دوں۔

یہ سن کر رسول اکرم ﷺ ہنسے کہ دن کی روشنی میں بھی آپ کی داڑھیں ظاہر ہوئیں۔ اور فرمایا: سلمہ! کیا تم یہی کرو گے......؟ میں نے کہا: جی! میں ایسا ہی کروں گا۔ اس اللہ کی قسم! جس نے آپ کو عزت دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: إِنَّهُمُ الْآنَ لَيُقْرَوْنَ فِيْ أَرْضِ غَطْفَانَ ''وہ اب سرزمین غطفان میں ٹھہرے ہوئے ہیں'' اتنی دیر میں غطفان کا ایک آدمی آیا اور اس نے بتایا کہ میں نے ان کے لیے اونٹ ذبح کیے ہیں اور وہ کھال اتار رہے ہیں۔ جب انہوں نے کھال اتار لی تو غبار اٹھتے ہوئے دیکھا اور کہنے لگے: مسلمان آ گئے ہیں یہ کہہ کر وہ نکل بھاگے۔ صبح ہوئی تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

خَيْرُ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ أَبُوْقَتَادَةَ وَخَيْرُ رَجَالَتِنَا سَلِمَةُ

''ہمارے گھڑ سواروں میں سے بہترین کارکردگی جو آج کے دن جس نے پیش کی ہے وہ ابوقتادہ ہیں۔''

اور ہمارے پیادہ دستہ میں آج سب سے زیادہ بہترین کارکردگی سلمہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے مجھے دو حصے دیئے ایک گھڑ سوار والا حصہ اور دوسرا پیدل والا حصہ دیا۔ اور مجھے اپنے پیچھے سوار کیا۔ آپ ﷺ عضبا اونٹنی پر سوار تھے اور مدینے واپس لوٹ آنے کے لیے روانہ ہوئے۔ ابھی ہم چل رہے تھے کہ

Marfat.com

انصار میں سے ایک آدمی تھے جن سے آگے کوئی نہیں گزرتا تھا اتنا تیز دوڑتے تھے انہوں نے للکارا۔ کیا کوئی ہے جو مدینے تک بھاگنے میں میرا مقابلہ کرے؟ یہ وہ بار بار للکار رہے تھے۔ میں نے جب ان کی بات سنی تو میں نے ان سے کہا:

أَمَا تُكْرِمُ كَرِيْمًا وَّلَا تَهَابُ شَرِيْفًا

''تم کسی کریم کی عزت کو خاطر میں نہیں لا رہے اور نہ ہی کسی شریف سے ہیبت میں آ رہے ہو۔''

انہوں نے کہا: مجھے کسی کی پروا نہیں۔ صرف رسول اکرم ﷺ کی عزت و شرافت کا خیال ہے۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ ذَرْنِيْ فَلِأُسَابِقَ الرَّجُلَ ''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے اجازت مرحمت فرمائیے کہ میں اس آدمی سے دوڑ میں مقابلہ کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری مرضی ہے تو اجازت ہے اس کے بعد میں نے اس سے کہا: چلو بھائی دوڑیں۔ میں نے اپنے پاؤں موڑ لیے اور جست لگا کر میں نے دوڑنا شروع کر دیا اور ایک دو چھلانگیں میں نے خود کو باندھ کر رکھا یعنی پیچھے رہا اور میں نے سانس منہ میں بند رکھنا شروع کر دی اور پھر میں اس کے پیچھے دوڑنے لگا ایک دو جست لگا کر پھر میں نے سانس روک لی۔ پھر میں نے اٹھان لی اور ان سے جا ملا اور ان کے کندھے کو تھپتھپایا اور کہا: تم آگے بڑھ گئے ہو اس نے کہا: میرا بھی خیال یہی ہے تاہم جب ہم مدینے میں پہنچے تو میں دوڑ میں ان پر غالب آ گیا اور مدینے میں پہنچ کر ابھی تین راتیں ہی ہم ٹھہرے تھے کہ ہم خیبر کی جانب روانہ ہوئے۔ رسول کریم ﷺ بھی ہمارے ساتھ تھے میرے چچا عامر لوگوں کو یہ شعر سنانے لگے:

تَا اللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

''اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے اور نہ ہی ہم صدقہ کرتے نہ ہی نماز پڑھتے۔''

وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا
فَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَا قَيْنَا
وَأَنْزِ لَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا

''اللہ کریم! ہم تیرے فضل سے بے پروا نہیں ہو سکتے اور اگر ہماری دشمن سے ملاقات ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھنا، اور ہمارے اوپر سکینت واطمینان ضرور نازل کرنا۔''

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ کون ہے......؟ انہوں نے کہا: میں عامر ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: غَفَرَ لَكَ رَبُّكَ "عامر تجھے اللہ بخشے۔" رسول اکرم ﷺ مخصوص انداز پر جس انسان کے لیے بھی مغفرت کی دعا کرتے وہ شہید ہو جایا کرتا تھا۔ اس پر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اونٹ سے پکار کر کہا: کیونکہ وہ دور تھے اللہ کے نبی! آپ ہمیں عامر سے مزید فائدہ اٹھانے دیتے......؟ آپ ﷺ نے دعا کر دی ہے یہ تو شہید ہو جائیں گے۔ جب ہم خیبر میں آئے تو ان کا بادشاہ مرحب تلوار لہراتا ہوا نکلا اور کہا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّيْ مَرْحَبُ

شَاكِي السَّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ

إِذَا الْحُرُوْبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

"خیبر کے در و دیوار جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں ہتھیار زیب تن کیے ہیں اور میں تجربہ کار بہادر ہوں۔ اور جب جنگیں سامنا کرتی ہیں تو میں شعلہ جوالہ بن جاتا ہوں۔"

اب دونوں کی تلواریں ٹکرائیں، مرحب کی تلوار عامر رضی اللہ عنہ کی ڈھال میں پیوست ہوئی اور اب عامر رضی اللہ عنہ نے مرحب پر نچلی طرف سے وار کیا تو ان کی اپنی تلوار ہی انہیں لگ گئی جس سے ان کی اکحل رگ جو دل کو جاتی ہے کٹ گئی جو ان کے لیے جان لیوا ثابت ہوئی۔ سلمہ کہتے ہیں میں باہر نکلا تو نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ کہتے ہوئے سنے گئے کہ عامر کے عمل ضائع ہو گئے کہ انہوں نے خودکشی کی ہے۔ اب میں رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا۔ میں آبدیدہ تھا۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! کیا عامر کے عمل ضائع ہو چکے ہیں......؟ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ کون کہتا ہے......؟ میں نے عرض کی: آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کچھ کہہ رہے ہیں۔ فرمایا: جو بھی کہتا ہے اس نے غلط کہا۔ بَلْ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ بلکہ اس کے لیے دہرا اجر ہے۔ سلمہ کہتے ہیں: پھر آپ ﷺ نے مجھے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا ان کی آنکھیں دکھتی تھیں اسی دوران آپ ﷺ نے ایک بہت ہی اعزاز والا اعلان کیا۔

لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ أَوْ يُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُوْلُهُ

"کہ میں جھنڈا ایک ایسے آدمی کو دینے والا ہوں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے یا اس سے اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ محبت کرتے ہیں۔"

میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں سہارا دے کر میں لا رہا تھا کیونکہ ان کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ آپ ﷺ

Marfat.com

نے ان کی آنکھوں پر لعاب مبارک لگایا تو وہ تندرست ہو گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں جھنڈا دیا اور یہ میدان کے لیے روانہ ہوئے تو ادھر سے مرحب وہی شعر گنگناتا ہوا آیا کہ خیبر کا ہر ذرّہ جانتا ہے میں مرحب ہوں۔ تو ادھر سے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مدمقابل ہوئے اور یہ گنگنانے لگے:

أَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ أُمِّیْ حَیْدَرَہْ

کَلَیْثِ الْغَابَاتِ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہْ

أُوْفِیْهِمْ بَالصَّاعِ کَیْلَ السَّنْدَرَہْ

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔ میں جنگل کا شیر ہوں جسے دیکھ کر بہت بھیانک منظر سامنے آتا ہے جس پیمانے پر یہ خونریزی کریں گے ان سے بھی زیادہ وسیع پیمانے پر قتل وغارت گری اور خونریزی کروں گا۔"

اس کے بعد سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کے سر پر تلوار کی کاری ضرب لگائی اور اسے قتل کر دیا۔ یہ فتح خیبر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہوئی۔ [1]

✡ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حدیبیہ کا دن تھا نبی ﷺ نے فرمایا: رات کو کوئی بھی آگ نہ جلائے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: آگ جلا کر جو چاہو کرو۔ اس کے بعد کوئی قوم تمہارے صاع اور مُدّ (صاع کا چوتھا حصہ) کو نہیں پا سکتی، یعنی تمہارا نقصان نہیں کر سکتی۔ [2]

✡ سیّدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن دو غلام صلح سے پہلے رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے تو ان کے مالکوں نے کہا: محمد! یہ غلام آپ کے دین میں رغبت لے کر نہیں آئے یہ تو غلامی سے بھاگ کر نکلے ہیں حتی کہ آپ ﷺ کے بعض ساتھیوں میں سے بھی کچھ لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول! یہ سچ کہتے ہیں یہ ان کے غلام ہیں انہیں لوٹا دیں۔ رسول اکرم ﷺ غصے میں آ گئے اور فرمایا:

مَا أَرَاکُمْ تَنْتَهُوْنَ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ! حَتّٰی یَبْعَثَ اللّٰهُ عَلَیْکُمْ مَنْ یَّضْرِبُ رِقَابَکُمْ عَلٰی هٰذَا

---

[1] مسلم: 1807

[2] **سندہ قوی:** احمد بن حنبل: 11208، حاکم: 38/3، ابن ابی شیبہ: 263/5، سنن کبریٰ نسائی: 268/5

تحقیق الحدیث: سند میں محمد بن ابو یحییٰ اسلمی صدوق ہے اور اس کا باپ بھی صدوق ہے: 218/2، اس کے باپ کا نام سمعان ہے۔

Marfat.com

’’میں دیکھ رہا ہوں اے گروہ قریش! تم باز نہیں آؤ گے حتی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر وہ آدمی مسلط کرے جو تمہاری گردنیں اڑائے تب تم ان حرکتوں سے باز آؤ گے۔

اور وہ غلام لوٹانے سے انکار کر دیا اور فرمایا: هُمْ عُتَقَآءُ اللّٰهِ میں انہیں نہیں لوٹاؤں گا یہ اللہ کے لیے آزاد ہیں۔ (1)

یہ روایت بھی سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہی ہے اس میں ہے کہ قریش کے کچھ افراد آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: محمد ﷺ! ہم آپ کے پڑوسی اور حلیف ہیں ہمارے کچھ غلام دین میں رغبت کی وجہ سے آپ کے پاس نہیں آئے وہ ویسے بھاگ آئے ہیں انہیں واپس کر دو۔

آپ ﷺ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کے بارے میں پوچھا اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بھی پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ سچ کہتے ہیں تو غصہ سے نبی ﷺ کا چہرہ مبارک بدل گیا تو یہ لوگ خاموش ہو گئے۔ (2)

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حدیبیہ کی صلح کی دستاویز سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے تحریر کی تھی۔ (3)

سیّدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ذوالقعدہ کے مہینے میں عمرہ کیا تھا، یعنی ہر عمرہ آپ کا ذوالقعدہ میں ہے۔ اب آپ عمرے کے لیے آئے تو اہل مکہ نے آپ کو بغیر صلح مکے میں داخل ہونے سے روک دیا اب صلح نامہ طے ہوا تو انہوں نے لکھا کہ آئندہ سال یہاں آؤ گے اور تین دن ٹھہرو گے پھر چلے جاؤ گے اور جب مکے والوں نے دستاویز لکھتے ہوئے بسم اللہ اور رسول اللہ لکھنے سے انکار کیا آپ ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: رسول اللہ کا لفظ مٹاؤ! تو انہوں نے کہا: نہیں! وَاللّٰهِ لَا اَمْحُوْكَ أَبَدًا واللہ! میں رسول نہیں مٹاؤں گا۔ رسول

---

(1) **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق، صرف عتقاء اللہ کے الفاظ صحیح نہیں۔ حاکم: 136/2، ابوداؤد: 65/3، الضیاء فی المختارہ: 69/2، بیہقی سنن کبریٰ: 229/9، ابن اسحٰق کے (عن) سے بیان کرنے کی وجہ سے اس سند کی صحت پر اثر پڑا ہے اگر نہ ہوتی تو سند صحیح تھی۔
تحقیق الحدیث: باقی سند یہ ہے ابان بن صالح ثقہ ہے (1/30) اس کا شیخ بھی ثقہ اور ثبت ہے مدلس نہیں (2/277) اور ربعی راوی بھی ثقہ اور عابد ہے اور جاہلیت اور اسلام کا دور اس نے دیکھا ہے۔ (1/243) آئندہ حدیث میں ابن اسحٰق کے شیخ کی تائید ہو رہی ہے۔

(2) **حسن:** احمد بن حنبل: 1336۔ شیخین کریمین سے پوچھنے والا ٹکڑا ضعیف ہے، باقی حسن ہے۔ (فضائل صحابہ: 649/2، ترمذی: 3715، نسائی کبریٰ: 5/115)

تحقیق الحدیث: تفصیل سند یہ ہے کہ شریک۔ منصور۔ ربعی بن حراش۔ علی بن ابو طالب۔ اس سند میں شریک بن عبداللہ نخعی ہے جس کی وجہ سے سند میں ضعف ہے (351) تاہم پہلی والی حدیث کی وجہ سے یہ حدیث حسن ہے۔

(3) [عبدالرزاق: 5/343]

سندہ قوی: عکرمہ اس میں راوی ہے اس کی وجہ سے یہ حسن ہے کیونکہ وہ حسن درجے کا راوی ہے بشرطیکہ اس کی مخالفت نہ ہوئی ہو یہ بخاری اور مسلم کا راوی ہے (2/30) اس کے شیخ میں بھی کوئی حرج نہیں۔ (1/332)

Marfat.com

کریم ﷺ نے وہ دستاویز خود لے لی اور محمد بن عبداللہ لکھ دیا۔ اس میں یہ بھی شق تھی کہ لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ سَلَاحٌ إِلَّا فِي الْقِرَابِ مکے میں داخل ہوتے ہوئے تلواریں میانوں میں ہوں گی اور اہل مکہ میں سے اگر کوئی جانا چاہے گا تو اسے نہ جانے دیا جائے گا۔ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی مکے میں رہنا چاہے تو اسے روکا نہ جائے گا جب دستاویز کے مطابق تین دن ہو گئے تو قریش علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اپنے ساتھی سے کہو کہ جائیں مدت کے تین دن پورے ہو گئے ہیں۔

نبی ﷺ روانہ ہونے لگے تو سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے پکارنا شروع کر دیا: يَا عَمِّ! يَا عَمِّ! چچا جان! چچا جان! اسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پکڑ لیا اور اس کا ہاتھ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تھماتے ہوئے کہا: دُوْنَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ اِحْمِلِيْهَا "یہ چچا کی بیٹی پکڑ لو اور اسے اٹھا لو۔" اب سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا زید، سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ تینوں دعویدار بن گئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے دلیل دی کہ میں اس کا زیادہ حقدار ہوں کیونکہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے، اس لیے اس کا میں زیادہ حقدار ہوں۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میرے بھائی کی بھتیجی ہے میں حقدار ہوں۔ نبی ﷺ نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ دیا اور فرمایا: خالہ ماں کے قائمقام ہے۔ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی یوں حوصلہ افزائی فرمائی: أَنْتَ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْكَ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ اور سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی یوں دلجمعی کی کہ اشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ کہ تم میری شکل اور اخلاق میں بہت زیادہ میل کھاتے ہو اور سیدنا زید سے کہا: تم میرے بھائی اور مولیٰ ہو۔ [1]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے حدیبیہ کے سال جو قربانیاں کی تھیں ان میں ابو جہل کا اونٹ بھی تھا اور اس کے سر پر چاندی کا ایک کڑا سا تھا یہ اس لیے قربانی کرنے لے گئے تھے تاکہ اس کی وجہ سے مشرکوں کو غصے میں ڈالا جائے۔ [2]

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن کچھ آدمیوں نے قصر، حجامت کروائی اور کچھ نے سر منڈوایا۔ تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: يَرْحَمُ اللهُ الْمُحَلِّقِيْنَ "اللہ تعالیٰ سر منڈوانے والوں پر رحم کرے۔" لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول وَالْمُقَصِّرِيْنَ "قصر کرانے والوں پر بھی رحمت کی دعا فرمائیں۔" آپ ﷺ نے پھر

---

[1] بخاری: 2699

[2] **سندہ صحیح:** ابن اسحٰق۔ حاکم: 1/639، احمد: 2362، ابن خزیمہ: 4/287، سنن کبریٰ بیہقی: 5/230، ابوداؤد: 1749]
تحقیق الحدیث: جریر بن حازم ابن ابو نجیح۔ یسار مکی ابو یسار ثقفی مولیٰ ہے ثقہ ہے اس پر تقدیر کے انکار کی تہمت ہے کبھی تدلیس بھی کرتا ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 326) اور مجاہد بن جبر ابو حجاج مخزومی مکی جو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا شاگرد ہے یہ تفسیر کا امام ہے۔ (تقریب: 520)

Marfat.com

فرمایا: اللہ سر منڈوانے والوں پر رحم کرے۔ لوگوں نے کہا: قصر کرانے والوں پر بھی۔ اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے پھر سر منڈوانے والوں پر ہی رحمت کی دعا کی۔ لوگوں نے کہا: قصر والوں پر بھی دعا کیجیے! تو اب فرمایا: قصر کرانے والوں پر بھی اللہ رحم کرے۔ اب لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول!

فَلِمَ ظَاهَرْتَ التَّرْحِيْمَ لِمُحَلِّقِيْنَ دُوْنَ الْمُقَصِّرِيْنَ

''آپ ﷺ نے حلق کرانے والوں پر دعائے رحمت میں زیادتی فرمائی ہے قصر کرانے والوں کے لیے کم کیا ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: حلق والوں نے میری بات میں شک نہیں کیا۔ (1)

✿ زید اپنے باپ اسلم سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ایک سفر میں محو رفتار تھے اور سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی رات کو آپ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا مگر آپ ﷺ نے انہیں جواب نہ دیا۔ پھر سوال کیا: آپ ﷺ نے پھر جواب نہ دیا۔ پھر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ خود کو کوسنے لگے۔

ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَالِكَ لَا يُجِيْبُكَ

''عمر! تجھے تیری ماں گم پائے تو نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے میں تین مرتبہ اصرار کیا ہے اور آپ نے جواب نہیں دیا۔ (خیر نہیں)''

یہ کہہ کر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی اور سب لوگوں سے آگے گزر گیا۔ مجھے اندیشہ یہ تھا کہ میرے بارے میں کہیں قرآن نازل نہ ہو جائے۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ کوئی میرا نام لے کر چلا چلا کر بلا رہا تھا۔ میں خوفزدہ تھا کہ میرے بارے میں قرآن نازل ہوا ہوگا۔ میں رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا اور سلام کہا: تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ

''رات میرے اوپر سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہے جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے۔''

پھر آپ ﷺ نے سورت الفتح کی ابتدائی آیات پڑھیں۔ (2)

✿ سہل بن حنیف سے روایت ہے انہوں نے جنگِ صفین میں لڑنے والوں کو روکا تھا اس پر دلیل دی کہ حدیبیہ

---

(1) **سندہ صحیح:** ابن ہشام: 4/288

تحقیق الحدیث: عبداللہ بن ابو نجیح یسار مکی ابو یسار ثقفی مولی ہے یہ ثقہ ہے اس پر تقدیر کی تہمت ہے کبھی تدلیس کرتا ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 326) مجاہد بھی اس کا راوی ہے اوپر والی حدیث میں اس کا تعارف گزرا ہے۔

(2) بخاری: 5012

Marfat.com

کے دن اگر ہم لڑنا چاہتے تو لڑ سکتے تھے لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بے تابی کا ذکر بھی کیا ہے جو انہوں نے نبی ﷺ سے اظہار کیا تھا کہ ہم حق پر ہیں ہمارے مقتول جنّتی اور دشمن کے دوزخی ہیں تو پھر ہم کیوں نرمی دکھا رہے ہیں اس کے باوجود صلح کو سب نے قبول کیا تھا لڑائی نہ کی تھی اور جب سورۃ الفتح نازل ہوئی اور آپ ﷺ نے پڑھ کر سنائی تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا یہ فتح ہے......؟ تو نبی ﷺ نے کہا: ہاں! یہ فتح ہے تو ان کی طبیعت خوش ہوگئی اور وہ واپس لوٹ گئے۔ [1]

سیّدنا مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، یہ ایک نامور قاری تھے، کہتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں حاضر تھے۔ جب ہم واپس آئے تو لوگ اپنے اونٹ تیزی سے چلانے لگے اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے اتنی جلدی کیوں ہے......؟ بتایا گیا کہ نبی ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ نبی ﷺ کراع الغمیم جگہ پر اپنی سواری پر تھے۔ جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپ ﷺ نے سورت الفتح پڑھی کہ یہ صلح فتح مبین ہے۔ ایک آدمی نے سوال کیا: اللہ کے رسول! کیا یہ فتح ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں!

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ إِنَّهٗ لَفَتْحٌ

''اس ذات کی قسم! محمد ﷺ کی جان جس کے ہاتھ میں ہے یہ فتح ہے۔''

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے خیبر کا مال غنیمت اہل حدیبیہ پر تقسیم کیا تھا۔ (18) حصے کیے۔ لشکر (1500) پر مشتمل تھا (300) گھڑ سوار تھے اور آپ ﷺ نے گھڑ سوار کو دو حصے دیئے اور پیدل کو ایک حصہ دیا۔ [2]

ابن خثیم کہتے ہیں: میں نے ابو طفیل سے سوال کیا کہ کعبے کے تین چکر دوڑ کر لگائے جاتے ہیں اس کی کیا وجہ

---

[1] مسلم: 1785

[2] ابوداؤد کہتے ہیں: (300) گھڑ سوار والی روایت میں وہم ہے (200) شہسوار تھے۔ ابوداؤد: 2736 حسن۔ تفسیر طبری: 71/36، حاکم: 1432، دارقطنی: 105/4، ابن ابی شیبہ: 489/6، احمد: 15470، طبرانی: 445/19، ابن سعد: 105/2)

تحقیق الحدیث: یہ کثیر سندوں میں مروی ہے۔ تفصیل یہ ہے مجمع بن یعقوب انصاری۔ عبدالرحمن بن یزید۔ مجمع بن جاریہ۔ اس سند کو امام البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (ضعیف ابوداؤد: 268) تاہم پہلی حدیث کی وجہ سے یہ حسن ہے، اسے صحیح قرار دینے کے اسباب یہ ہیں:

اس کی علت یہ ہے کہ تابعی یعقوب بن مجمع ہے۔ ذہبی کہتا ہے: مسلم نے مجمع سے روایت نہیں لی۔ نہ ان کے باپ سے روایت لی ہے، حالانکہ یہ دونوں ثقہ ہیں ان سے چار راوی بیان کرتے ہیں ان میں سے دو ثقہ ہیں اور دو ضعیف ہیں۔ ثقہ بیان کرنے والے ہیں ان میں ایک مجمع ہے جو یعقوب کا بیٹا ہے اور سفیان ثوری ہیں اور دو ضعیف ہیں ان کو بھی ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے۔ (مستدرک: 131/2) تاہم اس حدیث کا شاہد ہے جس سے یہ قوی قرار پاتی ہے۔

Marfat.com

ہے......؟ ابو طفیل نے بتایا کہ انکے بارے میں، مَیں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا تھا انہوں نے بتایا کہ رسول اکرم ﷺ جب "مرظہران" جگہ سے قریش سے صلح کے لیے اترے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تک یہ بات پہنچی کہ قریش کہتے ہیں: کہ تم نے ناتواں سے بیعت کی ہے یہ سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا: اللہ کے رسول! اگر ہم اپنی سواریوں کا گوشت کھائیں، ان کی چربی پکائیں اور گوشت کے شوربے کے گھونٹ پییں تو جب ہم ان قریش کے پاس جائیں گے تو ہمارے اندر طاقت ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں ایسا کرنے کی ضرورت نہیں!

وَلٰكِنِ ائْتُوْنِيْ بِفَضْلِ أَزْوَادِكُمْ تم جو اضافی زادِ راہ ہے وہ لے آؤ! یہ سن کر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کپڑے بچھا دیئے اور ان پر کھانا اکٹھا کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کے لیے برکت کی دعا کی۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کھانا کھایا حتی کہ کوکھیں نکل آئیں اور جو باقی بچا وہ انہوں نے اپنے تھیلوں میں بند کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ جب قریش کے پاس پہنچے اور قریش حطیم کی جانب جمع تھے رسول اکرم ﷺ نے اضطباع کر لیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کہا: لَا يَرَى الْقَوْمُ فِيْكُمْ غُمَيْزَةً قوم تم میں کمزوری نہ دیکھے۔

اور آپ نے رکنِ یمانی کا استلام کیا اور جب قریش نظر نہ آئے تو آپ عام چال چلے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی عام چال چلے اور حجر اسود کا استلام کیا۔ اس طرح دوڑ کر تین چکر لگائے۔ جب قریش کو نظر آتے تھے تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین رمل کرتے تھے (دوڑتے تھے) جیسا کہ جنگل کے ہرن دوڑتے ہیں اور اس وقت سے یہ سنّت قرار دے دیا گیا ہے۔ [1]

سیّدنا سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں گئے تو ہمیں شدید بھوک کی مشقّت سے دوچار ہونا پڑا۔ ہم نے ارادہ کیا کہ ہم کچھ سواریاں ذبح کر لیں۔ نبی ﷺ نے ہمیں سواریاں ذبح کرنے سے منع کیا اور ہمیں زادِ راہ جمع کرنے کا حکم دیا۔ ہم نے زادِ راہ اکٹھا کیا اور چمڑے کا دستر خوان بچھایا، زادِ راہ اکٹھا ہوا۔ ہم نے اندازہ لگایا تو اتنا تھا جتنا بکری بیٹھی ہو تو انبار لگتا ہے اور ہماری تعداد (1400) تھی۔ ہم نے کھایا اور

---

[1] **حسن:** ابن حبان: 120/9، بیہقی فی الدلائل: 119/4

تحقیق الحدیث: اس کے دو طرق ہیں (1) موسیٰ بن عقبہ، ابن شہاب، ابن عباس (2) یحییٰ بن سلیم طائفی، عبداللہ بن عثمان بن خثیم، ابو طفیل۔ شیخ شعیب نے صحیح ابن حبان کی تعلیق میں اسے صحیح کہا ہے اور اس کے راویوں کو ثقہ اور صحیح کے راوی کہا ہے۔ درست بات یہ ہے کہ اس کے تمام راوی صحیح کے راوی نہیں اور نہ ہی سارے راوی ثقہ ہیں حسن بن سفیان صحیح نہیں۔ عباس بن ولید بن نصر زسی ثقہ ہے اور بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 294) اور عبداللہ بن خثیم صدوق ہے مسلم اور بخاری کا راوی ہے۔ (تقریب: 313) اور یحییٰ بن سلیم طائفی ثقہ نہیں، مگر صدوق اور سیٔ الحفظ ہے۔ (تقریب: 591) اس کا بیہقی میں شاہد ہے، اس کی سند قوی تو ہے اگر ابن عباس اور امام زہری میں انقطاع کا احتمال نہ ہو بعد والی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے، اس لیے یہ سند قوی ہے۔

Marfat.com

خوب سیر ہوئے اور ہم نے اپنے توشہ دان بھی بھر لیے۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: کیا وضو کا پانی ہوگا۔ ایک آدمی ایک چمڑے کا برتن لایا جس میں ایک قطرہ پانی تھا آپ ﷺ نے اسے ایک پیالے میں ڈالا۔ ہم نے اسی سے وضو کیا اور خوب پانی استعمال کیا۔ ہم (1400) تھے اس کے بعد آٹھ اور آدمیوں نے کہا: کیا وضو کے لیے پانی ہے......؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وضو سے فراغت ہو چکی ہے اب پانی نہیں۔ [1]

غزوۂ خیبر

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ خیبر میں آئے اور اللہ تعالیٰ نے قلعہ پر فتح مندی عطا کی تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ حیی بن اخطب کی بیٹی صفیہ حسن و جمال سے مالا مال ہے اور اس کا خاوند فوت ہو چکا ہے۔ یہ ابھی دلہن ہی تھیں تو آپ ﷺ نے اپنے لیے صفیہ کو خاص کر لیا اور انھیں لے کر نکلے جب ہم ''سد الروحاء'' جگہ پر پہنچے، تو صفیہ اتریں اور نبی ﷺ کے ساتھ جمع ہوئیں پھر (صبح) آپ ﷺ نے ایک حلوہ سا بنا کر چھوٹے سے دسترخوان پر دعوت دی کہ اردگرد سے کچھ لوگ آئے۔ یہ رسول اکرم ﷺ نے سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا تھا۔ اب ہم مدینے کی جانب روانہ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ

يُحَوِّيْ لَهَا وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ ، ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهِ ، فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ ، فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهِ حَتّٰى تَرْكَبَ

''سیّدہ کے لیے اپنی چادر سے پردہ کر رہے ہیں، پھر آپ ﷺ اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔ آپ ﷺ اپنا گھٹنا مبارک نیچے رکھتے ہیں اور سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کے گھٹنے مبارک پر پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاتی ہیں۔'' [2]

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مہاجر جب مکے سے مدینہ منوّرہ میں آئے تو ان کے پاس کوئی چیز نہ تھی اور انصار زمیندار، جاگیر والے تھے تو انصار نے ان سے تقسیم کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ یہ مہاجروں کو ہر سال پھل دیں گے اور کام بھی خود کریں گے اور مشقت بھی یہ خود اٹھائیں گے، مہاجر کوئی تکلیف نہ اٹھائیں۔ سیّدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے

---

[1] مسلم: 1729

[2] مسلم: 2235

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ کو کھجور کا ایک پھلدار درخت دیا تھا اور نبی ﷺ نے انہیں امّ ایمن لونڈی دی تھی جو کہ اسامہ بن زید کی والدہ تھیں۔ نبی ﷺ جب اہل خیبر کی لڑائی سے فارغ ہوئے اور مدینے کی جانب واپس آئے تو مہاجروں نے انصار کے عطیات اور دودھ والے جانور انہیں واپس کر دیئے اور جو پھل وغیرہ تھے وہ بھی واپس کر دیئے۔ تو نبی کریم ﷺ نے بھی میری والدہ امّ سلیم کا پھل والا درخت واپس کر دیا اور امّ ایمن کی جگہ اپنی جیب خاص سے باغ دے کر میری والدہ سے امّ ایمن کو لے لیا۔ [1]

ایک روایت میں ہے امّ سلیم رضی اللہ عنہا کی والدہ تھیں یہ عبداللہ بن عبدالمطلب، یعنی آپ ﷺ کے والد کی لونڈی تھیں۔ یہ حبشہ سے تھیں جب سیّدہ آمنہ نے رسول اکرم ﷺ کو جنم دیا تو آپ ﷺ کے والد عبداللہ فوت ہو چکے تھے آپ ﷺ بعد میں پیدا ہوئے۔ امّ ایمن آپ ﷺ کی پرورش کرتی تھیں جب رسول اکرم ﷺ بڑے ہوئے امّ ایمن کو آزاد کر دیا اور ان کا نکاح زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما سے کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ کی وفات سے پانچ ماہ بعد یہ امّ ایمن بھی فوت ہوئیں۔ [2]

بخاری 973/2 کی یہ حدیث شروع کتاب میں گزر چکی ہے جہاں یہودیوں کی جلاوطنی کا ذکر ہے کہ اہل خیبر نے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ہاتھ توڑ دیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان یاد دلایا کہ جب تک اللہ کو منظور ہوگا ہم تمہیں جلاوطن نہیں کریں گے۔ مگر اہل خیبر نے عبداللہ پر تشدد کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جلاوطنی کا حکم دیا۔ تو انہوں نے بہت منّت وسماجت کی کہ ہمیں نبی ﷺ نے ٹھہرایا ہے اور جلاوطنی کا تو آپ نے ہم سے مزاحاً کہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جھوٹ بولتے ہو، ان کے مالوں کی قیمت دے کر انہیں جلاوطن کر دیا۔

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا میری خدمت کے لیے ایک لڑکا تلاش کرو۔ یہ کام خیبر کی طرف نکلنے سے پہلے ہو۔ سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے پیچھے سوار کیا میں بلوغت کے قریب لڑکا تھا۔ مجھے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت پر مامور ہوا۔ آپ ﷺ روانہ ہوئے اور جس مقام پر اترتے۔ میں نے سنا کثرت سے آپ ﷺ یہ پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ

---

[1] بخاری: 2630

[2] مسلم: 1771

Marfat.com

وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ

''اے میرے اللہ! میں غم اور پریشانی سے بے بسی اور سستی سے کنجوسی اور بزدلی سے قرض کے غلبے اور مردوں کے غلبہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

اس کے بعد ابھی جو سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی شادی کا ذکر بیان ہوا ہے، وہ ذکر کیا ہے اور جب نبی ﷺ مدینے کے قریب آئے، جبل احد کو دیکھا تو فرمایا:

هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ''یہ پہاڑ ہے یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبّت کرتے ہیں۔'' اور جب آگے بڑھ کر مدینے پر نظر پڑی تو کہا: اے میرے اللہ! اس کے دو پہاڑوں کے درمیان کی جگہ اسے ایسے ہی محترم قرار دیتا ہوں جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو محترم قرار دیا تھا اور دعا کی:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ [1]

''اے میرے اللہ! مدینے والوں کے صاع اور پیمانے میں برکت ڈال دے۔''

سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہمیں یہ اطلاع ملی، ہم ابھی یمن میں تھے کہ رسول اکرم ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں۔ ہم ہجرت کر کے آپ ﷺ کی طرف چل پڑے میں اور میرے دو بھائی بھی تھے ایک کا نام ابوبردہ اور دوسرے کا نام ابورہم تھا۔ میں ان دونوں سے چھوٹا تھا۔ ہماری قوم کے 55 یا 53 آدمی تھے۔ ہم کشتی میں سوار ہوئے اور کشتی نے ہمیں حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس لا ڈالا۔ وہاں ہم جعفر بن ابوطالب اور ان کے ساتھیوں سے ملے تو جعفر نے کہا: کہ رسول اکرم ﷺ نے ہمیں یہاں بھیجا ہے اور ہمیں یہیں ٹھہرنے کا حکم دیا ہے تو تم بھی ہمارے ساتھ ہی ٹھہر جاؤ۔ فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتّٰى قَدِمْنَا جَمِيْعًا ہم ان کے ساتھ ہی ٹھہر گئے، پھر ہم مدینے میں سب اکٹھے مل کر آئے۔ جب ہم آئے تو نبی ﷺ نے خیبر فتح کر لیا تھا۔ اس سے ہمیں بھی باقاعدہ حصہ دیا حالانکہ کسی اور کو جو خیبر میں شریک نہ تھا کسی کو حصہ نہ دیا تھا۔ صرف ہمیں کشتی والوں کو اور جعفر اور ان کے ساتھیوں کے لیے حصہ تقسیم کیا تھا۔ [2]

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو نبی ﷺ کی خدمت میں بکری کا گوشت پیش

---

[1] مسلم: 1365

[2] بخاری: 3136، مسلم: 2502

Marfat.com

کیا گیا جس میں زہر ملایا گیا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: یہاں کے تمام یہودیوں کو اکٹھا کرو۔ وہ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا: میں تم سے سوال کرنا چاہتا ہوں تم مجھے اس کا جواب سچ کے ساتھ دینا۔

انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ ان سے نبی ﷺ نے پوچھا بتاؤ! تمہارا باپ کون ہے......؟ انہوں نے کہا: ہمارا باپ فلاں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم جھوٹ کہتے ہو! تمہارا باپ تو فلاں ہے۔ کہنے لگے: آپ نے سچ کہا ہے۔ آپ ﷺ نے دوبارہ یہ بات دہرا کر کہا: میں ایک سوال کرنا چاہوں گا تم اس کے متعلق مجھے سچ سچ بتانا۔ انہوں نے کہا: ابوالقاسم ﷺ! ہم سچ بتائیں گے اگر ہم نے جھوٹ کہا تو جیسا آپ نے ہمارے متعلق سچ جان لیا ہے اس کا بھی آپ کو پتہ چل جائے گا۔ آپ ﷺ نے ان سے کہا: بتاؤ! دوزخ والے کون ہیں......؟ انہوں نے کہا: ہم کچھ دیر وہاں جائیں گے اور پھر ہم وہاں سے باہر آ جائیں گے اور تم ہمارے بعد دوزخ میں جاؤ گے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: اِخْسَئُوْا فِیْهَا ''اس میں دفع ہو جاؤ'' ہم کبھی بھی تمہارے پیچھے دوزخ میں نہ جائیں گے۔ نبی ﷺ نے پھر فرمایا: اگر میں تم سے سوال کروں تو سچ جواب دو گے......؟ انہوں نے کہا: ہاں سچ بولیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

هَلْ جَعَلْتُمْ فِيْ هٰذِهِ الشَّاةِ سَمًّا

''کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے......؟''

انہوں نے کہا: ہاں! ملایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے یہ کیوں ملایا ہے......؟ انہوں نے کہا: اس لیے کہ اگر آپ ﷺ جھوٹے ہیں تو آپ ﷺ کو ختم کر کے ہم راحت پائیں اگر آپ ﷺ نبی ہیں تو نقصان نہ ہوگا۔ [1]

✪ سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حبشہ پہنچے اور پھر جعفر طیار کے ساتھ مدینے آنے کی بات سنا کر کہتے ہیں کہ کشتی سے بچ کر جو لوگ ہم سے پہلے پہنچے تھے، ہم آئے تو وہ کہنے لگے: ہم ہجرت میں سبقت لے گئے ہیں۔ درمیان میں یہ ہے کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا آئیں یہ بھی ہمارے ساتھ کشتی میں آئی تھیں۔ یہ امّ المومنین سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں تا کہ ان سے ملاقات کریں کیونکہ یہ بھی حبشہ کی مہاجرہ تھیں۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو دیکھا کہ اسماء حفصہ کے پاس بیٹھی ہیں۔ پوچھا: حفصہ! یہ کون ہے......؟ انہوں نے کہا: یہ اسماء بنت عمیس ہیں۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے

[1] بخاری: 3169

Marfat.com

کہا: اچھا! یہ حبشہ والی ہے اور سمندر والی ہے۔ اسماء نے کہا: ہاں! وہی ہوں۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم ہجرت میں تم پر سبقت رکھتے ہیں اور ہم تمہاری نسبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ حقدار ہیں۔ اسماء یہ سن کر غضبناک ہوئیں، کہا:

ہرگز ایسا نہیں ہے! تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ تم میں سے جو بھوکا ہوتا آپ اسے کھانا کھلاتے اور جو انجان ہوتا اسے وعظ سناتے جب کہ ہم اس سرزمین پر تھے جہاں کے لوگ ہم سے بہت دور تھے اور حبشہ میں ہم بغض کا شکار تھے اور یہ صرف اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے ہی تھا۔

وَأَيْمُ اللهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا

''اللہ کی قسم! میں نہ تو کچھ کھاؤں گی اور نہ پیوں گی۔''

جب تک آپ کی یہ بات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر نہ کرلوں کہ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تم پیچھے رہ گئے ہم ہجرت میں آگے بڑھ گئے۔ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہوں گی ہم وہاں ہمیشہ ہراساں رہے اور اذیت میں مبتلا رہے۔ واللہ! یہ پوری پوری بات آپ سے ذکر کروں گی نہ جھوٹ بولوں گی نہ ٹیڑھا پن ہوگا اور نہ ہی اس میں اپنی طرف سے اضافہ کروں گی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو میں نے کہا: اللہ کے نبی! سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یوں کہا ہے کہ تم پیچھے رہ گئے ہو ہم آگے بڑھ گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے کیا کہا......؟ میں نے بتایا کہ میں نے یہ جواب دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ مجھ پر زیادہ حق نہیں رکھتے۔ ان کی اور ان کے ساتھیوں کی تو ایک ہجرت ہے وَلَكُمْ أَنْتُمْ أَهْلَ السَّفِينَةِ هِجْرَتَانِ ''اور اے کشتی والو! تمہارے لیے دو ہجرتیں ہیں۔'' اس کے بعد ابوموسیٰ اور کشتی والے ٹولیوں کی صورت میں میرے پاس آتے تھے اور اس حدیث کے متعلق مجھ سے پوچھتے تھے۔ یہ حدیث دنیا میں سب سے زیادہ ان کی مسرت کا باعث تھی اور اس کی ان کے دلوں میں بہت بڑی قدر تھی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دو ہجرت والا قرار دیا تھا۔

سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں سیّدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ تو یہ حدیث مجھ سے بار بار سنا کرتے تھے۔ [1]

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو خیبر پر عامل بنایا تو وہ آپ کے پاس عمدہ کھجوریں لایا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا خیبر کی تمام کھجوریں اسی طرح ہیں......؟ اس نے کہا: نہیں!

---

[1] بخاری: 4230، مسلم: 2503

Marfat.com

اللہ کے رسول! ہم دو صاع عام کھجور کے دیتے ہیں اور ان کھجوروں کا ایک صاع لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو!

بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمْ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا ❶

''یہ ملی جلی کھجوریں درہموں کے عوض فروخت کرو، پھر دراہم سے یہ چنی ہوئی کھجوریں لو۔''

✡ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں اور سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھیں کہ رستہ میں سواری پھسل گئی۔ نبی ﷺ گر پڑے اور آپ ﷺ کی اہلیہ بھی گر گئیں۔ یہ دیکھ کر سیّدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ رسول اکرم ﷺ گر گئے ہیں۔ وہ رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہا:

يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَكَ هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ...؟

''اللہ کے نبی ﷺ! میں آپ پر قربان! کوئی تکلیف تو نہیں پہنچی......؟ ''

آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! لیکن میری بیوی کو پکڑو! سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے چہرے پر کپڑا ڈالا اور خاتون کی طرف گئے اور اسے اس پر الٹ دیا۔ اب خاتون کھڑی ہوئی۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کی سواری تیار کی اور سب سفر پر روانہ ہو گئے۔ جب یہ مدینے کے باہر تھے اور قریب سے مدینہ نظر آنے لگا تو نبی ﷺ نے کہا:

آئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

''ہم لوٹ کر آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔'' ❷

✡ سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم خیبر کو فتح کر کے واپس لوٹے تو ہم رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بے تحاشا لہسن کھایا کیونکہ سب بھوکے تھے، پھر ہم مسجد میں گئے تو رسول اکرم ﷺ نے بدبو محسوس کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

" مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْخَبِيْثَةِ شَيْئًا فَلَا يَقْرُبُنَا فِي الْمَسْجِدِ

❶ بخاری: 2201

❷ بخاری: 3086، مسلم: 1345

Marfat.com

''جس نے یہ خبیث درخت میں سے کچھ کھایا ہو تو وہ مسجد میں ہمارے قریب نہ آئے۔''

اب لوگ یہ کہنا شروع ہو گئے کہ یہ حرام ہے یہ حرام ہے۔ یہ بات نبی ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: لوگو!

إِنَّهُ لَيْسَ بِيْ تَحْرِيْمُ مَا أَحَلَّ اللهُ لِيْ وَلٰكِنَّهَا شَجَرَةٌ أَكْرَهُ رِيْحَهَا

''میرے لائق نہیں کہ میں وہ چیز جسے اللہ نے حلال کیا ہے اسے حرام کہوں، البتہ یہ ایسا درخت ہے کہ میں اس کی ہوا کو پسند نہیں کرتا۔'' (1)

۞ سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خیبر کے دن ایک ہار خریدا جو کہ (12) دینار میں میں نے لیا تھا۔ اس میں سونا بھی تھا اور موتی بھی تھے میں نے اسے علیحدہ علیحدہ کر دیا تو میں نے دیکھا کہ یہ بارہ دینار سے زیادہ ہے۔ میں نے اس کا نبی ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اس وقت تک فروخت نہ کیا جائے جب تک سونا علیحدہ اور موتی علیحدہ نہ کر لیے جائیں۔ (2)

۞ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ خیبر میں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا مشرک شکست کھا گئے تو ہم ان کی سواریوں میں مصروف جو بھی اونٹ ملے لوگوں نے جلدی سے ذبح کیے اور دیکھتے ہی دیکھتے ہنڈیاں جوش مارنے لگیں، رسول اللہ ﷺ نے انہیں الٹ دینے کا حکم دیا۔ اس کے بعد مال تقسیم کیا آپ ﷺ نے ہر دس آدمیوں کو ایک بکری دی میرے ساتھ والے نو تھے اور دسواں میں مل گیا تو ہمیں بھی ایک بکری مل گئی۔ (3)

---

(1) مسلم: 565

(2) مسلم: 1591

(3) **سندہ صحیح:** دارمی: 296/2، حاکم: 146/2، احمد بن حنبل: 19058

تحقیق الحدیث: یہ حاکم نے عبیداللہ کے طریق سے بیان کی ہے۔ عبداللہ بن جعفر بن غیلان رقی ابوعبدالرحمن قریشی مولیٰ۔ یہ ثقہ ہے لیکن یہ آخری عمر میں متغیر ہو گیا تھا اس کا اختلاط زیادہ فحش نہیں۔ یہ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 298)

یہاں یہ منفرد نہیں اس کی متابعت ہوئی ہے اور عبیداللہ بن عمرو بن ابوالولید رقی ابووہب اسدی ثقہ اور فقیہ ہے کبھی وہم کا شکار ہوتا ہے۔ (تقریب: 373) اس کا شیخ جو کہ زید بن ابی انیسہ انصاری ہے کنیت اس کی ابواسامہ ہے یہ کوفی ہے پھر یہ ''الرھا'' میں سکونت پذیر ہو گیا۔ ثقہ ہے کچھ یہ مفرد روایات بیان کرتا ہے۔ (تقریب: 222) اس نے یہ حدیث قیس بن مسلم جدلی کوفی سے سنی ہے جو کہ ثقہ ہے مرجۂ فرقہ سے ہونے کی تہمت اس پر لگی ہے۔ (تقریب: 458) اور عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ انصاری مدنی ثم کوفی ثقہ ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اس کے سماع حدیث میں اختلاف ہے (تقریب: 349) طبرانی: 78/7 میں اس کی متابعت موجود ہے۔ متابعت والے راوی یہ ہیں غیلان بن جامع قیس بن مسلم۔ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ۔ غیلان کوفہ کا قاضی ہے اور ثقہ ہے اور یہ مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 443) اور یزید بن عبدالرحمن ابوخالد دالانی۔ قیس (طبرانی اوسط: 161/1)

Marfat.com

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنے گروہ کے ساتھ مل کر مدینے میں آیا نبی ﷺ خیبر میں تھے آپ ﷺ نے سباع بن عرفطہ کو مدینے پر نائب بنایا تھا جب میں پہنچا تو آپ، یعنی سباع صبح کی نماز کی پہلی رکعت میں سورت مریم پڑھ رہے تھے اور دوسری رکعت میں مطففین پڑھتے تھے۔ میں نے دل میں کہا: فلاں کو ہلاکت ہے جب ماپ کر لیتا ہے تو پورا ماپ کر لیتا ہے اور جب ماپ کر دیتا ہے تو کمی کرتا ہے۔ جب انھوں نے نماز پڑھ لی تو ہمیں کچھ زادِ راہ دیا حتی کہ ہم خیبر میں آئے تو نبی ﷺ نے خیبر فتح کر لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے گفتگو کی اور ہمیں حصہ میں شامل کر لیا۔ [1]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں اسلام لانے کے ارادہ سے آیا تو میرے ساتھ میرا ایک غلام بھی تھا۔ ہم ایک دوسرے سے بھٹک گئے یہ بعد میں آیا اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ دیکھتے ہی نبی ﷺ نے فرمایا:

يَا أَبَاهُرَيْرَةَ هٰذَا غُلَامُكَ قَدْ أَتَاكَ

''ابو ہریرہ! یہ ہے تمہارا غلام دیکھو یہ آ گیا ہے!''

یہ دیکھ کر سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: أَمَا أَنِّیْ أُشْهِدُكَ أَنَّهُ حُرٌّ میں آپ ﷺ کو گواہ بنا کر اسے آزاد کرتا ہوں تو اس نے کہا:

يَا لَيْلَةً مِنْ طُوْلِهَا وَعَنَائِهَا
عَلٰی أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ

''اے رات! تیری درازی اور پُر مشقت ہونے کے باوجود (مجھے کوئی ملال نہیں) کیونکہ تیرے اندر مجھے کفر کے گھروندے سے نجات ملی ہے۔''

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اہل خیبر سے لڑائی کی اور انہیں محل میں محصور ہونے پر مجبور کر دیا اور ان کی زمین اور کھیتی اور نخلستان پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے اس شرط پر آپ سے صلح کی کہ یہ یہاں سے جلاوطن ہو جائیں اور یہ یہودی اپنی سواریوں پر جو بھی اٹھا کر لے جا سکتے ہیں، وہ لے جائیں اور جو چاندی یا

[1] **سندہ قوی:** احمد: 8552، حاکم: 38/2، اس نے خثیم بن عراک کی سند سے بیان کی ہے، بیہقی: 334/6، طبرانی اوسط: 161/3
تحقیق الحدیث: عراک بن مالک غفاری کنانی المدنی ثقہ اور فاضل ہے (تقریب: 388) اس کے بیٹے خثیم بن عراک بھی لاباس بہ (تقریب: 192)

Marfat.com

سونا ہوگا وہ رسول اکرم ﷺ کا ہوگا، یہودی نہیں لے جائیں گے اور رسول اکرم ﷺ نے اہل خیبر سے یہ شرط منوائی تھی کہ یہ ایک چیز نہ چھپائیں گے نہ ہی غائب کریں گے۔ اگر یہ چھپائیں گے تو پھر کوئی معاہدہ نہ ہوگا نہ ہی حفاظت ہوگی۔ یہودیوں نے ایک مٹکا غائب کر دیا جس میں مال اور زیور تھا یہ حیی بن اخطب کا تھا جب یہ خیبر کی جانب آیا تھا تو اسے بھی ساتھ اٹھا لایا تھا جب نضیر قبیلے والے جلاوطن کیے گئے تھے تو وہ خیبر میں مٹکا ساتھ لے آیا تھا۔

رسول اکرم ﷺ نے حیی کے چچا سے کہا:

مَا فُعِلَ مَسْكُ حُيَيٍّ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مِنَ النَّضِيْرِ

''اس مٹکا کا کیا بنا ہے جو حیی بنو نضیر سے لایا تھا۔''

اس نے کہا: وہ تو اخراجات اور جنگوں کی نذر ہو گیا ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

أَلْعَهْدُ قَرِيْبٌ وَالْمَالُ أَكْثَرُ مِنْ ذَالِكَ

''ابھی تھوڑی ہی مدت ہوئی ہے اور مال زیادہ ہے'' اتنا خرچ کرنے سے وہ ختم نہیں ہو سکتا۔ صحیح صحیح بتاؤ۔ رسول اکرم ﷺ نے حیی کے چچا کو سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا تاکہ اسے سختی سے منوائیں انہوں نے سختی کی تو اس نے بتایا۔ اس سے پہلے حیی ایک ویرانے میں گیا تھا تو اس کے چچا نے کہا کہ میں نے حیی کو ویرانے میں گھومتے دیکھا ہے وہ اس جگہ گھوم رہا تھا لوگ اسے ساتھ لے گئے اور اس کی اشارہ کردہ جگہ پر گھومتے رہے تو ویرانے سے وہ مٹکا مل گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے ابوحقیق کے دونوں بیٹوں کو قتل کروا دیا ان میں سے ایک صفیہ بنت حیی بن اخطب کا خاوند تھا۔ اور رسول کریم ﷺ نے ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا اور ان کے عہد شکنی کرنے کی وجہ سے ان کے مال تقسیم کر دیئے اور ارادہ کیا کہ انہیں جلاوطن کر دیا جائے انہوں نے منت وسماجت کی کہ محمد ﷺ

دَعْنَا نَكُوْنُ فِيْ هٰذِهِ الْاَرْضِ نُصْلِحُهَا وَنَقُوْمُ عَلَيْهَا

''ہمیں یہیں رہنے دو! ہم زمین کی اصلاح کریں گے اور اس کی دیکھ بھال کریں گے۔''

جلاوطن نہ کریں! رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نوکر نہ تھے جو اس زمین کی نگرانی کرتے، صحابہ فارغ نہ تھے، لہٰذا خیبر کی سرزمین بٹائی پر انہیں دے دی۔ کھیتیاں، کھجوریں اور جو چیز بھی رسول اکرم ﷺ نے مناسب تصور کی وہ بھی بٹائی پر دے دی۔ اب عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہر سال ان کے پھلوں کا اندازہ لگانے میں سختی سے کام لیتے ہیں یہودیوں نے انھیں رشوت دینے کی کوشش کی تو عبداللہ نے کہا:

Marfat.com

يَا أَعْدَاءَ اللّٰهِ أَتُطْعِمُوْنِيْ السُّحْتَ اللہ کے دشمنو! تم مجھے حرام کھلانا چاہتے ہو......؟ واللہ! میں اس ہستی کی طرف سے آیا ہوں جو مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے اور تم مجھے بندروں اور خنزیروں سے زیادہ مبغوض ہو۔ اس کے باوجود

وَلَا يَحْمِلُنِيْ بُغْضِيْ إِيَّاكُمْ وَحُبِّيْ أَيَّاهُ عَلٰى أَنْ لَّا أَعْدِلَ عَلَيْكُمْ

''کہ مجھے تم سے بغض ہے اور نبی کریم ﷺ سے محبت ہے، تمہارا بغض اور پیارے پیغمبر کی محبت کے باوجود میں عدل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑوں گا۔''

یہودی پکار اٹھے......! بِهٰذَا قَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ ''اسی عدل کی وجہ سے آسمان اور زمین قائم ہیں۔'' سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے جب رسول اکرم ﷺ نے نکاح کے بعد خلوت کی تو ان کے چہرے کی جلد پر زردی دیکھی تو پوچھا: يَاصَفِيَّةُ مَا هٰذِهِ الْخُضْرَةُ ''صفیہ یہ نیل سا کیسا ہے......؟'' انہوں نے بتایا کہ میرا سر ابن ابی حقیق کی گود میں تھا چونکہ اس سے نکاح ہو چکا تھا اور میں لیٹی ہوئی تھی میں نے خواب میں دیکھا کہ چاند میری گود میں گرا ہے میں نے یہ خواب اسے سنایا تو اس نے مجھے تھپڑ مارا اور کہا: تم یثرب کے بادشاہ کے پاس جانے کی آرزو مند ہو، یہ وہ نیل ہے۔ صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میرے خاوند اور میرے بھائی اور میرے باپ کو نبی ﷺ نے قتل کروا دیا تھا، اس وجہ سے رسول اکرم ﷺ سے مجھے سب لوگوں سے بڑھ کر دل میں بوجھ سا تھا، آپ ﷺ ہمیشہ مجھے اس انداز سے ٹھنڈا کرتے رہے کہ تیرے باپ نے عرب کو اکٹھا کر کے میرے خلاف چڑھائی کی اور اس کا ایک ایک کام مجھے بتاتے رہے حتی کہ یہ گرانی میرے دل سے ختم ہوگئی، یعنی پہلے ایک فطرتی طور پر دل میں کدورت سی تھی کہ آپ نے میرے باپ، خاوند اور بھائی کو مروا دیا ہے، لیکن جب آپ نے مجھے صورتِ حال سے آگاہ کیا تو میری یہ غلط فہمی دور ہوئی اور حقیقت کھل کر سامنے آگئی تو یہ کدورت محبّت میں بدل گئی۔ رسول اکرم ﷺ اپنی ہر بیوی کو سالانہ کھجور اڑتالیس سو صاع دیتے تھے اور (1200) صاع جَو دیتے تھے۔ جب سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت تھا تو یہودیوں نے دھوکا دیا اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو گھر کی چھت سے نیچے گرا دیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جس کے پاس خیبر کا حصہ ہے وہ یہاں حاضر کر دے۔ جب انھوں نے حاضر کر دیا تو آپ نے یہ مال ان کے درمیان تقسیم کر دیا۔ یہودیوں کا ایک رئیس کہنے لگا: ہمیں جلاوطن نہ کیجیے ہمیں اسی طرح رہنے دو جس طرح ہمیں رسول اکرم ﷺ اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ٹھہرا رکھا تھا اسی طرح ہم رہیں۔ ان کے رئیس سے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے میں رسول اکرم ﷺ کے فرمان کو بھول گیا ہوں آپ ﷺ نے ہمیشہ ٹھہرنے کا نہیں

Marfat.com

کہا تھا۔ وہ کیفیت کیسی عبرتناک ہوگی جب تمہاری سواری تمہیں لے کر شام کی جانب روانہ ہوگی تمہیں عہد شکنی کا مزہ ضرور چکھایا جائے گا اور خیبر سے حاصل شدہ مال جو تھا وہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اہل حدیبیہ میں تقسیم کر دیا۔ [1]

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ سے آئے اور ریت والی زمین میں اترے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مَنْ یَّکْلَؤُنَا ''ہماری نگرانی کون کرے گا......؟'' سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: میں کروں گا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم سو جاؤ! لوگ سو گئے۔ اتنی دیر میں سوئے رہے کہ آفتاب طلوع ہو گیا پھر لوگ بیدار ہوئے ان میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اٹھے تو کہنے لگے: رسول اللہ سے بات کریں، آپ سوئے تھے جب آپ بیدار ہوئے تو فرمایا: اِفْعَلُوْا کَمَا کُنْتُمْ تَفْعَلُوْنَ جس طرح فجر کی نماز روزانہ پڑھتے ہیں، اب بھی اسی طرح پڑھو۔ ہم نے یہی کیا۔ اور آپ ﷺ نے قانون بنا دیا کہ جو سو جائے یا بھول جائے وہ اسی طرح کرے۔ اسی دوران رسول اکرم ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اسے تلاش کرنے میں مصروف ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی رسی درخت کے ساتھ لٹک گئی ہے۔ میں اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نہایت ہی مسرت سے اس پر سوار ہوئے۔ نبی ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ ﷺ پر شدت طاری ہو جاتی تھی۔ ہم اسے پہچان جاتے تھے۔ آپ ﷺ ہمارے پیچھے علیحدہ چلے گئے اور آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اپنے کپڑے سے ڈھانپ لیا۔ ہم پہچان گئے کہ یہ شدت وحی اترنے کی ہے۔ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور بتایا کہ میرے اوپر سورۃ الفتح اتری ہے۔ [2]

---

[1] **سندہ صحیح:** ابن حبان: 11/607۔ طبرانی: 24/67، بیہقی: 9/137، الآحاد والمثانی: 5/441

تحقیق الحدیث: یہ حماد کے طرق سے ہے حماد بن سلمہ، عبیداللہ بن عمر، نافع، ابن عمر، عبیداللہ بن عمر بن حفص ثقہ اور ثبت ہے، نافع سے جو کہ ثقہ امام ہے اس سے روایت کرنے میں بہت زیادہ ثقہ ہے۔ (1/537)

[2] **سندہ صحیح:** احمد بن حنبل: 4421۔ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ارواء الغلیل: 293، ابوداؤد: 447، ابن ابی شیبہ: 7/390، نسائی کبریٰ: 5/267، بزار (زوائد) 1/202، طبرانی: 10/226

تحقیق الحدیث: یہ سب ثقہ راوی کے طرق سے بیان کرتے ہیں جو کہ جامع بن شداد ہے۔ تفصیل یہ ہے عبدالرحمن بن ابو علقمہ، عبداللہ بن مسعود

ملاحظہ: مؤلف کہتے ہیں: اس سند کی تصحیح پر تفصیل کی ضرورت ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے ارواء میں یہ کہنے پر ہی اکتفا کیا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔ انہوں نے اس کا سند و متن بیان نہیں کیا۔ انہوں نے بخاری کا ایک شاہد بیان کیا ہے اور اسے مسلم کی حدیث کے متوازی پیش کیا ہے جو اس قصے کے مماثل ہے۔ لیکن باریک بینی سے اگر سند و متن میں غور کیا جائے تو ہماری بات شیخ رحمہ اللہ کی تصحیح پر جو بیان ہوئی ہے اس میں ہم معذور ہیں۔ مسلم والی حدیث خیبر کے متعلق وضاحت کرتی ہے اور یہ حدیث حدیبیہ کا واقعہ بیان کرتی ہے یہ تو متن پر بات ہے۔ سند کے متعلق یہ بحث ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی کی صحبت مشکوک ہے۔ یہ وہ راوی ہے جس نے وفد ثقیف کا واقعہ بیان کیا ہے۔ امام دارقطنی نے اسے مجہول قرار دیا ہے۔ کہتے ہیں: اس کی صحبت درست ثابت نہیں اور نہ ہی ہم پہچانتے ہیں۔ ابوحاتم کہتے ہیں: یہ تابعی ہے اسے صحابیت کا شرف حاصل نہیں۔ ہم اگر اسے کبیر تابعی بھی قرار دیں اور اس سے دو ثقہ بیان کرتے ہیں وفد ثقیف کا واقعہ خیبر کے بعد واقع ہوا ہے۔ ابن عبدالبر اور ابن قیم کا بھی ادھر ہی میلان ہے کہ یہ خیبر کے بعد واقع ہوا ہے۔

Marfat.com

سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دنوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز کے بعد اپنے مبارک ہونٹوں کو حرکت دیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ ہونٹوں کو حرکت دیتے ہیں جب کہ آپ ایسا نہیں کیا کرتے تھے آپ کیا کہتے ہیں......؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں یہ دعا کرتا ہوں:

اَللّٰهُمَّ بِكَ اُحَاوِلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ وَبِكَ اُصَاوِلُ

''اے میرے اللہ! تیرے ساتھ میں کوشش کرتا ہوں اور تیرے سبب میں لڑتا ہوں اور تیری وجہ سے میں حملہ کرتا ہوں۔'' [1]

سیّدنا سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ خیبر کے سال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ جب صہباء مقام پر آئے جو کہ خیبر کے قریب ہے تو عصر کی نماز پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زادراہ منگوایا جو صرف ستو تھے۔ آپ نے انہیں بھگونے کا حکم دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کھائے، ہم نے بھی کھائے پھر نماز مغرب کے لیے اٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف کلی کی ہم نے بھی صرف کلی کی، وضو نہ کیا تھا۔ [2]

سیّدنا ابو بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا، جھنڈا سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پکڑا۔ مگر خیبر فتح کیے بغیر ہی واپس آگئے۔ پھر دوسرے دن جھنڈا سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لیا مگر اسے بغیر فتح کیے ہی واپس لوٹ آئے۔ لوگ اس دن گہری مشقت سے دوچار تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنِّیْ دَافِعُ اللِّوَاءَ غَدًا اِلٰی رَجُلٍ یُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَیُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ

''میں کل ایسے آدمی کو جھنڈا دوں گا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔''

لَا یَرْجِعُ حَتّٰی یَفْتَحَ ''وہ فتح یاب ہو کر ہی لوٹے گا۔'' ہم نے بہت ہی خوشدلی سے رات گزاری کہ کل فتح ہوگی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب صبح کی نماز ادا کی اور اٹھے اور جھنڈا منگوایا۔ لوگ اپنی صفوں میں تھے، پھر

---

[1] **سندہ صحیح:** ابن حبان: 5/374، شرط مسلم پر ہے
تحقیق الحدیث: عبدالرحمٰن کبیر تابعی ہے اور ثقہ ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 1/496) ثابت بھی ثقہ ہے، حماد ثقہ امام ہے مگر یہ مسلم کا راوی ہے۔

[2] بخاری: 209

Marfat.com

آپ ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ ان کی آنکھیں خراب تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر لعاب لگایا اور جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھما دیا تو وہ فتح یاب ہو کر لوٹے تھے۔ بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بھی ان میں شامل تھا جنہوں نے فتح حاصل کی تھی۔ (1)

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے خیبر کے دن جھنڈا لیا اور اسے حرکت دی اور فرمایا: مَنْ يَّأْخُذُهَا بِحَقِّهَا ...؟ ''اسے کون لیتا ہے کہ اس کا حق ادا کرے......؟ ایک آیا اس نے کہا: میں لیتا ہوں۔ فرمایا: پیچھے ہٹ جاؤ! پھر ایک آیا۔ اس سے بھی آپ ﷺ نے یہی کہا، پھر نبی ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِيْ كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ لَأُعْطِيَنَّهَا رَجُلًا لَا يَفِرُّ

''مجھے قسم ہے اس ذات کی محمد ﷺ کے چہرے کو جس نے عزت بخشی ہے میں یہ جھنڈا اس آدمی کو دوں گا جو راہِ فرار اختیار نہ کرے۔''

هَاكَ يَا عَلِيُّ ''علی رضی اللہ عنہ کو لاؤ۔'' وہ آئے انہیں جھنڈا دیا اور وہ چل پڑے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خیبر اور فدک فتح کرنے کی توفیق دی اور وہاں سے عجوہ اور قدید کھجوریں بھی لائے۔ (2)

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن سیّدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا اور ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اتنے قریب تھے:

وَقَدَمِيْ لَتَمَسُّ قَدَمَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''کہ میرا قدم رسول اکرم ﷺ کے قدم سے لگ رہا تھا۔''

جب ہم خیبر والوں کے پاس آئے تو آفتاب طلوع ہو کر روشن ہو رہا تھا اور وہ لوگ اپنے مویشی اور کلہاڑے

---

(1) **سنده قوی:** احمد: 22993، نسائی کبریٰ: 5/109

تحقیق الحدیث: یہ زید بن حباب ابو حسین عکلی کے طریق سے ہے۔ اس نے طلبِ حدیث کے لیے سفر کیا تھا۔ صدوق ہے، ثوری سے حدیث بیان کرنے میں خطا کر جاتا ہے۔ (تقریب: 222) نسائی نے اس کی متابعت بیان کی ہے۔ ابوبکر مروزی نے اس کی متابعت کی ہے۔ معاذ بن خالد بن شقیق بن دینار بھی صدوق ہے۔ (تقریب: 536) ان کا شیخ حسین بن واقد مروزی ثقہ ہے اسے کچھ اوہام ہوئے ہیں یہ مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب التہذیب: 169) اور عبداللہ بن بریدہ بن حصیب اسلمی ثقہ تابعی ہے (تقریب: 297)

(2) **سنده قوی:** فضائل صحابہ، احمد بن حنبل: 11122، ابو یعلیٰ: 2/499

تحقیق الحدیث: عبداللہ بن عصمہ ابو علوان صدوق تابعی ہے۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں: میں نے ابو زرعہ سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: کوفی ہیں۔ لا باس بہ (جرح والتعدیل: 5/126)

Marfat.com

لے کر اور ٹوکرے لے کر کام کے لیے باہر جا رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا تو کہا: محمد ﷺ لشکر سمیت آ گئے، ادھر رسول اکرم ﷺ نے یہ نعرہ بلند کیا:

خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ

''خیبر برباد ہوا ہم جب کسی قوم کے آنگن میں اتر آتے ہیں تو ڈرائے گیوں کی صبح بری ہوتی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے خیبر والوں کو شکست سے دوچار کیا۔ مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ اس سے آگے سیّدہ صفیہ کا لونڈی بن کر آنا، پھر نبی ﷺ کا انہیں آزاد کر کے نکاح کرنا اور ولیمہ کرنا بیان کیا ہے اور جیسا کہ اوپر گزرا ہے کہ نبی ﷺ کی سواری پھسل گئی تھی۔ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی اہلیہ رضی اللہ عنہا گر گئے تھے اس کا بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے۔ پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اٹھایا اور نبی ﷺ کی اہلیہ رضی اللہ عنہا بھی اٹھیں اور دوبارہ سوار ہو کر مدینے پہنچے۔ [مسلم: 1045/2] مسلم: 1047/2 میں ہے کہ سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا پہلے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی تھیں۔ لوگوں نے سیّدہ کے متعلق نبی ﷺ کے سامنے مدح سرائی کی تو آپ ﷺ نے دحیہ کو پیغام بھیجا کہ صفیہ کو لے کر آئیں، آپ ﷺ نے دحیہ کو اس کی مانگ کے مطابق دے دیا اور صفیہ کو رکھ لیا، پھر اسے میری امّی اُمّ سلیم کے حوالے کیا کہ اسے سنواریں اور خیبر سے باہر نکل کر خیمہ لگایا بطور بیوی انہیں رکھا اور صبح ولیمہ کیا۔ اس میں آپ ﷺ کی سواری کے پھسلنے کی وجہ بھی بیان ہوئی ہے کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ مدینے کی دیواریں دیکھ کر شوق پیدا ہوا، صحابہ اور آپ ﷺ نے سواریاں تیز کر دیں جس کی وجہ سے سواری پھسلی اور آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی اہلیہ سواری سے گر پڑے تو لوگوں نے پوچھا حضرت کچھ تکلیف تو نہیں......؟ فرمایا: نہیں! راہ دیکھنے کے لیے بچیاں بھی مدینے سے باہر آئی ہوئی تھیں وہ سیّدہ صفیہ کو گرتے دیکھ کر ہنس پڑیں۔ یہ ہنسی فطری تھی اور کچھ نہ تھا۔

۞ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر فتح کر لیا تو حجاج بن علاط نے کہا: اللہ کے رسول! مکے میں میرا مال ہے اور میرے اہل و عیال بھی وہیں ہیں، میں ان کے پاس جانا چاہتا ہوں مجھے اجازت ہے اگر میں آپ کے بارے کچھ غلط بیان دے دوں......؟ رسول اکرم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور کہا: جتنا مال بھی تیرے پاس ہے وہ اکٹھا کر دے۔ میں چاہتا ہوں کہ محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والا مال غنیمت خرید لوں۔ ان کی تو جڑ کاٹ دی گئی ہے اور ان کے مال لوٹ لیے گئے ہیں۔ یہ بات پورے مکے میں پھیل گئی۔ مسلمان تو بہت زیادہ شرمندہ و افسردہ ہوئے اور مشرکوں نے بڑی فرحت و مسرت کا اظہار کیا۔

Marfat.com

یہ خبر جب سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو ان کے تو گویا پاؤں کٹ گئے وہ تو کھڑے ہونے کے قابل نہ رہے۔ اپنا بیٹا لیا جس کا نام قثم تھا اسے چت لیٹ کر اپنے سینے پر رکھا اور کہا:

حَيُّ قُثَمَ حَيُّ قُثَمَ

شَبِيْهُ ذِى الْأَنْفِ الْاَشَمِّ

''قثم کا قبیلہ واہ قثم کا قبیلہ تو ایک مثالی اور اونچی ناک والا ہے۔''

بَنِيْ ذِى النَّعَمِ

بِرَغْمِ مَن رَّغِمِ

''نعمتوں سے معمور ہے جس کی ناک خاک آلود ہے''

یعنی لوگوں کی مرضی کے برخلاف پھر بھی وہ بڑا قبیلہ ہے، پھر سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حجاج بن علاط کی جانب ایک غلام بھیجا اور کہا: افسوس ہے! تو یہ کیا خبر سنا رہا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے وہ تو اس سے بہتر ہے جو تو کہہ رہا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی فتح کا وعدہ کیا ہے اور تو شکست کی خبر سنا رہا ہے۔ حجاج بن علاط نے ان کے غلام سے کہا:

اِقْرَأْ عَلَى أَبِي الْفَضْلِ السَّلَامَ کہ ابوفضل عباس سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ میں انہیں تنہائی میں ملنا چاہتا ہوں۔ کوئی بھی گھر مجھے بتائیں۔ میں انہیں کہاں ملوں......؟ ان کے لیے بات بہت زیادہ خوش کن ہوگی۔ اب غلام سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور گھر کے دروازے پر ہی کہتا ہے:

أَبْشِرْ يَا أَبَا الْفَضْلِ ابوفضل خوش ہو جاؤ! یہ سن کر سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کود پڑے اور خوش ہو کر غلام کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور غلام نے وہ پیغام مسرت جو حجاج نے دیا تھا، اسے سیّدنا عباس تک پہنچایا تو انہوں نے اس غلام کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد حجاج، سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر فتح کر لیا ہے اور اہل خیبر کا مال بطور غنیمت حاصل کر لیا ہے اور ان کے حصے کر دیئے ہیں اور حیی کی بیٹی صفیہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عقد نکاح کے لیے منتخب کر لیا ہے تاہم پہلے اسے یہ اختیار دیا تھا کہ اگر چاہتی ہے تو اپنے گھر والوں کے پاس جائے۔ اگر چاہتی ہے تو میں تجھے آزاد کر کے نکاح کر لیتا ہوں تو اس نے آزاد ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی بن کر رہنا پسند کیا ہے۔ باقی میں نے یہ رویہ کیوں اختیار کیا ہے......؟ میں یہاں آیا ہوں، میرا یہاں مال تھا۔ میں اسے اکٹھا کرنا چاہتا تھا کہ میں اسے ساتھ لے کر جاؤں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ خلاف واقع بات کرنے کی اجازت لے لی

Marfat.com

تھی آپ نے مجھے ایسی بات کرنے کی اجازت دی تھی۔ میری بات تین دن تک خفیہ رکھنا، پھر جس سے چاہتے ہو بیان کر دینا کوئی حرج نہیں۔ حجاج کی بیوی نے جو بھی اس کے پاس زیورات اور سامان تھا۔ جمع کیا اور اسے دے دیا۔ تین دن کے بعد حجاج کی بیوی کے پاس سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ آئے اور اس سے کہا:

تمہارے خاوند کا کیا بنا......؟ اس نے بتایا کہ وہ تو اتنے دن سے جا چکا ہے اور کہنے لگی: اللہ آپ کو رسوائی سے بچائے۔ اے ابو الفضل! اس نے ہمارے لیے بڑی گرانی والی بات سنائی ہے وہ آپ تک بھی پہنچ چکی ہے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا:

لَا يُخْزِنِيَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ بِحَمْدِللّٰهِ إِلَّا مَا أَحْبَبْنَا

''اللہ نے مجھے رسوا نہیں کیا اور نہ ہی کچھ ہوا ہے الحمد للہ وہی ہوا ہے جو ہمیں پسند ہے۔''

فَتَحَ اللّٰهُ خَيْبَرَ عَلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وجَرَتْ فِيْهَا سِهَا مُ اللّٰهِ

''اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر ﷺ کے لیے خیبر فتح کر دیا ہے اور اس کے مال میں تو اللہ کے مقرر کردہ قانون کے مطابق حصے بھی بن چکے۔''

اور رسول اکرم ﷺ نے صفیہ کو اپنے لیے بطورِ بیوی منتخب کر لیا ہے۔ اگر تجھے اپنے خاوند حجاج سے کچھ ملنے کی ضرورت ہے تو اس سے مل جاؤ۔ اس نے کہا: عباس! آپ سچ کہہ رہے ہو؟ سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے جو تجھے بتایا ہے وہ سچ ہے۔ اس کے بعد سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ قریش کی مجالس کے پاس آئے جس کے پاس سے بھی وہ گزرتے طنزاً ان سے کہتے: ابو الفضل! تمہیں خیر کی خبر آئے گی۔ وہ جواباً ان سے کہتے: الحمد للہ! مجھے خیر کی خبر ہی پہنچی ہے کہ حجاج نے مجھے بتا دیا ہے کہ خیبر کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے ہاتھوں فتح کروا دیا ہے۔ اس نے یہ بات تین دن کے لیے خفیہ رکھنے کا مجھے کہا تھا۔ وہ اپنا مال لینے آئے تھے، وہ اپنا سارا مال لے گئے ہیں۔ اس کے بعد

فَرَدَّ اللّٰهُ الْكَآبَةَ الَّتِيْ كَانَتْ بِالْمُسْلِمِيْنَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ

''جو پریشانی مسلمانوں پر چھائی تھی اسے اللہ تعالیٰ نے بدل کر مشرکوں پر ڈال دیا۔''

مسلمان حالتِ غم سے نکل کر سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے انہیں صحیح صورتِ حال سے آگاہ کیا تو مسلمان بہت خوش ہوئے اور مشرکوں پر غیظ و غضب اور غم کے بادل چھا گئے۔ [1]

---

[1] **سنده صحيح:** احمد بن حنبل: 12409

تحقيق الحديث: عبد الرزاق اور معمر ثقہ ہیں، بخاری اور مسلم کے راوی ہیں (تقریب: 1/505) اور ثابت بنانی ثقہ تابعی ہے (1/115)

Marfat.com

سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ خیمے کے دروازے پر آئے۔ وہاں ایک عورت تھی جو قریب الولادت تھی۔ اس کے گھر بچہ ہونے والا تھا (لونڈی سمجھ کر اس کے پاس کوئی آدمی آنا چاہتا تھا) آپ ﷺ نے اس سے پوچھا یہ اس سے جماع کرنا چاہتا ہے......؟ لوگوں نے بتایا: جی ہاں! رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَلْعَنَهُ لَعْنًا يَدْخُلُ مَعَهُ قَبْرَهُ

''میں نے ارادہ کیا کہ اسے ایسی لعنت کروں جو اس کے ساتھ قبر میں جائے''

یہ اس سے کیسے خدمت لے سکتا ہے یہ اس کے لیے حلال نہیں۔ [1]

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا اس آدمی کو دوں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح نصیب کرے گا۔ لوگوں نے ساری رات بے تابی سے گزاری کہ یہ جھنڈا کس خوش نصیب کو ملے گا۔ اب صبح ہوئی تو یہ سب رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے۔ ان میں سے ہر ایک کی امید یہی تھی کہ یہ جھنڈا شاید اسے مل جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ ...؟

لوگوں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے پیغام بھیجو اور انہیں میرے پاس لے کر آؤ......! جب وہ آئے تو ان کی آنکھوں پر لعاب لگایا اور دعا کی تو وہ تندرست ہو گئے گویا انہیں کوئی تکلیف تھی نہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں جھنڈا دیا تو انہوں نے کہا:

يَارَسُوْلَ اللهِ! أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا

''اللہ کے رسول! جب تک یہ ہماری طرح مسلمان نہیں ہو جاتے میں اس وقت تک ان سے لڑائی کروں گا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

أُنْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللهِ فِيْهِ فَوَاللهِ ! لَأَنْ يَّهْدِىَ اللهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ لَكَ حُمُرُ النَّعَمِ

''اپنے انداز پر چلو جب ان کے درمیان میں اترو، انہیں اسلام کی دعوت دو۔ اور انہیں بتاؤ کہ اللہ کے حقوق واجبہ

[1] مسلم: 1441

Marfat.com

ان پر کیا ہیں۔ اللہ کی قسم......! اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے ایک آدمی کو بھی راہِ ہدایت پر گامزن کر دیں تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔“ [1]

سیدنا عمرو بن میمون رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس (9) افراد آئے اور کہا: اے ابو عباس! یا تو ہمارے ساتھ اٹھو! یا پھر ہمیں ان سے علیحدگی میں ملو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں تمہارے ساتھ جاتا ہوں۔ یہ واقعہ ان کے نابینا ہونے سے پہلے کا ہے۔ وہ اس وقت تندرست تھے۔ اب انہوں نے بات کا آغاز کیا۔ ہمیں تو علم نہیں انہوں نے ابن عباس سے کیا کہا۔ ہمیں اتنا پتا ہے کہ وہ (غصے سے) اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے اور اُف تف کرتے واپس آئے اور افسوس سے کہنے لگے: یہ اس آدمی پر تنقید کرتے ہیں جس نے آپ ﷺ کے ساتھ زندگی گزاری ہے اور جسے نبی ﷺ نے کہا تھا میں خیبر کی فتح کے لیے اس آدمی کو بھیجوں گا جسے اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہ کرے گا اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور سب لوگ نظریں اٹھا کر دیکھنے لگے وہ کون ہے تو آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا وہ گھر میں چکی پر آٹا پیس رہے تھے، ابن عباس نے کہا: یہ کام تنقید کرنے والو! تم میں سے کوئی بھی نہیں کرتا۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے تو ان کی آنکھیں خراب تھیں وہ کھلتی نہ تھیں نبی ﷺ نے ان کی آنکھوں پر تھوک لگایا اور تین مرتبہ جھنڈا لہرایا اور پھر علی رضی اللہ عنہ کو دیا اور وہ فتح خیبر میں نبی ﷺ کے لیے سیدہ صفیہ کو لائے۔

پھر نبی ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورت توبہ دے کر بھیجا اور ان کے پیچھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ انہوں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سورت توبہ لے کر لوگوں کو سنائی۔ وجہ یہ ہے کہ اس سورت کو وہی آدمی لے کر جا سکتا تھا جو نبی ﷺ کا رشتے دار ہو، اس لیے علی رضی اللہ عنہ لے کر گئے۔ اور نبی ﷺ نے اپنے چچوں کے بیٹوں سے کہا:

أَيُّكُمْ يُوَالِينِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ؟ تم میں سے کون ہے جو دنیا و آخرت میں میرا دوست بنے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ ان میں سے سب نے انکار کر دیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں دنیا و آخرت میں آپ کا دوست ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: أَنْتَ وَلِيِّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ”تو دنیا و آخرت میں میرا دوست ہے۔“ پھر انہیں چھوڑ کر ایک اور آدمی سے کہا: تم میں سے کون ہے جو دنیا و آخرت میں میرا دوست ہو......؟ ان سب نے انکار کر دیا پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں! آپ نے پھر یہی کہا: تم دنیا و آخرت میں میرے دوست

---

[1] بخاری: 3701، مسلم: 2406

Marfat.com

ہو۔سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے لوگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے ہیں۔یہ معاملہ بھی ہوا کہ رسول اکرم ﷺ نے کپڑا لیا، اسے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ،سیّدہ فاطمہ اور سیّدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما پر ڈالا اور یہ آیت پڑھی:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تاکہ تم سے پلیدی دور کرے اے اہل بیت! اور تمہیں پاک کرے پاک کرنا۔''

اس کے علاوہ انہوں نے اپنی جان کی قربانی پیش کی کہ ہجرت کی رات نبی ﷺ کی چادر اوپر اوڑھ لی اور آپ ﷺ کی جگہ پر سوگئے۔اور مشرکین نبی ﷺ کو نشانہ بنائے ہوئے تھے۔اسی دوران سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ یہ نبی ﷺ تھے کہا: يَانَبِيَّ اللهُ! اے اللہ کے نبی! تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں! نبی ﷺ تو بئر میمون کی جانب جا چکے ہیں۔ان سے مل جایئے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ چل پڑے اور نبی ﷺ کے ساتھ غار میں داخل ہوگئے۔سیّدنا علی رضی اللہ عنہ چادر میں سونے کے بعد وہی انداز اپنائے ہوئے تھے اور وہی حرکات وسکنات کرتے تھے جو رسول اکرم ﷺ کرتے تھے۔صبح تک چادر میں ہی لیٹے رہے صبح جب سر سے چادر اٹھائی تو مشرک کہنے لگے: تو تھا.....! ہم تو تیرے ساتھی پیغمبر کو نشانہ بنائے ہوئے تھے اور تو وہی کرتا رہا ہے جو نبی ﷺ کرتے تھے۔ہم تو تجھے پہچان ہی نہیں سکے۔

اور پھر یہ بات ہے کہ ہم غزوۂ تبوک میں گئے تھے تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے نبی! میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ان سے نبی ﷺ نے کہا: نہیں! تم میرے ساتھ نہیں جاؤ گے۔سیّدنا علی رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہوگئے تو ان سے نبی ﷺ نے فرمایا:

أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى إِلَّا أَنَّكَ لَسْتَ بِنَبِيٍّ

''کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ تم میرے ہاں اسی مرتبہ پر ہو جو ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ درجہ رکھتے تھے مگر یہ بات ہے کہ تم نبی نہیں ہو''

مناسب یہی ہے جب میں کہیں جاؤں تو خلیفہ تم ہی بنو اور ان کے لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا تم میرے اور ہر مومن کے دوست ہو اور ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا:

سُدُّوْا أَبْوَابَ الْمَسْجِدِ غَيْرَ بَابِ عَلِيٍّ

---

[1] الاحزاب: 33

Marfat.com

''مسجد کے تمام دروازے بند کردو سوائے علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے یہ رہنے دو۔''

چونکہ مسجد میں اور کوئی رستہ نہ تھا مسجد ہی سے ان کا رستہ گزرتا تھا یہ حالتِ جنابت میں وہاں سے گزرتے تھے۔ اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَإِنَّ مَوْلَاهُ عَلِيٌّ

''جس کا میں دوست ہوں بے شک علی بھی اس کا دوست ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن پاک میں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ علی رضی اللہ عنہ اور درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں سے راضی ہیں۔ جو ان کے دلوں میں ہے اللہ نے وہ جان لیا ہے اس کے بعد ان پر اللہ تعالیٰ کبھی ناراض نہیں ہوئے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ ایک دفعہ ایک بدری صحابی رضی اللہ عنہ کی کوتاہی پر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ حضور مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن اڑا دوں......؟ آپ نے فرمایا: عمر! تم ایسا کرو گے؟

وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: إِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ

''تمھیں کیا خبر یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جھانک کر کہا ہو کہ جو چاہو تم عمل کرو، میں نے تمھیں بخش دیا ہے۔'' [1]

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں خیبر فتح کرنے کے لیے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں اس کی غار میں چڑھا تھا اور میں نے لڑائی کی، میں نے خوب لڑائی کے جوہر دکھائے یہاں تک میں لوگوں کی نظروں کا مرکز بن

---

[1] لابأس به وفی متنه نكارة والمتن الراجح الذی فيه ذكر ابی بكر۔ احمد بن حنبل: 3061، مستدرک حاکم: 143/3، نسائی کبریٰ: 112/5، طبرانی کبیر: 12/ 97] یہ وضاح کی سند سے بیان ہوئی ہے جس کی کنیت ابوعوانہ ہے۔

تحقيق الحديث: عمرو بن میمون اودی۔ ابوعبداللہ ایک قول ہے ان کی کنیت ابویحییٰ ہے مخضرم ہیں مشہور ہیں، ثقہ اور عابد ہیں۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 427) ان کا شاگرد ابوبلج فزاری ہے اس کا نام یحییٰ بن سلیم ہے ابن ابی سلیم یا ابن ابی اسود ہے، صدوق ہے کبھی خطا کر جاتا ہے۔ (تقریب: 625) اس نے اس متن میں کئی خطائیں کی ہیں۔ [یاد رہے! مسند احمد کے محققین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے]

(1)...... بات یہ ہے کہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما ان حادثات میں سے کسی حادثے میں شریک نہ تھے۔ جب آپ ﷺ نے اپنے چچا کے بیٹوں کو مخاطب کیا تھا ابن عباس اس وقت ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے اور جب سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے بستر پر رات گزاری تھی یہ ابھی دودھ پیتے بچے تھے۔ اور جب دیگر حادثات ہوئے تھے اس وقت یہ مکے میں ابھی بچے تھے۔ لہٰذا ہمارا اعتماد اس متن اور الفاظ پر ہوگا جو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت کیے ہیں جنہوں نے ان حوادث کو دیکھا اور سنا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بھی روایت پر عمل ہوگا جو ابوبلج نے روایت کی ہے۔ مؤلف کہتے ہیں: میں نے ابن عباس کی ان روایات کو ملاحظہ کیا ہے جو سیرت کے بارے میں ہیں ان میں معمولی مخالفت ہے۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو ان واقعات میں حاضر تھے۔ یہ روایات ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مشاہدہ کی مانند ہیں۔ بہر صورت اعتماد انہی روایات پر ہے جو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کی ہیں جو ان واقعات میں حاضر تھے۔

Marfat.com

گیا۔ میں نے سرخ کپڑا اوڑھ رکھا تھا۔

فَلَمْ أَعْلَمْ أَنِّيْ رَكِبْتُ فِي الْإِسْلَامِ ذَنْبًا أَعْظَمَ مِنْهُ لِلشُّهْرَةِ

''میرے علم کے مطابق میں نے اسلام لانے کے بعد سب سے بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے کہ میں نے یہ کارنامہ شہرت کے لیے کیا تھا۔'' [1]

✿ عبداللہ اور حسن جو کہ محمد بن علی کے بیٹے ہیں، یہ علی سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے سنا کہ وہ عورتوں سے متعہ کے بارے میں نرم نظریہ رکھتے تھے۔ میں نے کہا: مَهْلًا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ ''ابن عباس! سوچ کر بولو! کہ رسول اللہ ﷺ نے

نَهَى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ [2]

''متعہ سے خیبر کے دن منع کیا تھا اور گھریلو گدھے کا گوشت کھانے سے بھی منع کیا تھا۔''

✿ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن لوگ بھوک سے لاچار ہو گئے۔ انہوں نے گھریلو گدھے لیے۔ انہیں ذبح کیا اور ان کو ہنڈیوں میں بھرا اور پکانا شروع کر دیا۔ یہ بات نبی ﷺ تک پہنچی تو رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ ہنڈیاں انڈیل دو! ہم نے انڈیل دیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

سَيَأْتِيْكُمْ بِرِزْقٍ هُوَ أَحَلُّ مِنْ ذَا وَ أَطْيَبُ

''اللہ تعالیٰ عن قریب تمہیں حلال اور بہت ہی عمدہ رزق سے نوازیں گے۔''

اس حکم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جوش مارتی ہنڈیاں الٹ دیں۔ اس دن رسول اکرم ﷺ نے گھریلو گدھوں کا گوشت اور خچروں کا گوشت اور ہر کچلی والے درندے کا گوشت اور پنجے سے شکار کرنے والے پرندوں کا گوشت حرام کر دیا اور فرمایا جس جانور کو باندھ کر مارا گیا ہو یہ کھانا حرام ہے اور چیزا چک کر لے جانا اور ڈاکہ ڈالنا

---

[1] **سندہ قوی:** الکامل فی ضعفاء الرجال: 2/34، رویانی: 1/79

تحقیق الحدیث: رویانی نے جس سند سے بیان کیا ہے وہ یہ ہے محمد بن مزاحم، بکیر بن معروف، مقاتل بن حبان۔ مقاتل صدوق ہے مسلم کا راوی ہے (التقریب: 2/272) اس کا شاگرد بکیر بھی صدوق ہے اس میں جو جرح ہوئی ہے وہ غیر مفسر ہے (تہذیب: 1/434) بخاری نے احمد سے بیان کیا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ نسائی نے بھی یہی کہا ہے۔

احمد سے اس کے متعلق یہ بھی آتا ہے، یہ ذاهب الحدیث تھا۔ ابن مبارک سے ہے کہ یہ اس پر تہمت ہے، ابن محمد طاطری کہتا ہے: بکیر بن معروف ابومعاذ ثقہ ہے۔ ابن عدی کہتا ہے: کثیر الروایت نہیں، امید ہے لا بأس بہ، اس کی حدیث زیادہ منکر نہیں۔ ابوداؤد نے بھی کہا ہے لیس بہ بأس۔ ابن حبان نے اسے ثقات میں شمار کیا ہے۔ اور راوی ابن مزاحم جو ابووھب کنیت والا جو ہے یہ صدوق ہے (تقریب: 2/206)

[2] مسلم: 1407

Marfat.com

بھی حرام ہے۔ (1)

سیّدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شرکت کی۔ لوگ بھوکے تھے۔ ہمارے پاس گھریلو گدھے تھے۔ ہم نے انہیں ذبح کیا۔ نبی ﷺ کو اس بات کی اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انہوں نے لوگوں میں منادی کی کہ جس نے یہ گواہی دی کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، وہ یہ سن لے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: أَنَّ لُحُوْمَ حُمُرِ الإِنْسِ لَا تَحِلُّ ''کہ گھریلو گدھوں کا گوشت حلال نہیں۔'' وہاں باغوں میں لہسن اور پیاز تھا۔ لوگ بھوکے تھے اور بڑی مشقت میں مبتلا تھے وہ مسجد میں گئے تو پیاز اور لہسن کی بو سے مسجد معمور ہوگئی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الْبَقْلَةِ الْخَبِيْثَةِ فَلَا يَقْرَبْنَا

''جس نے یہ بدبودار سبزی کھائی ہو وہ ہمارے قریب نہ آئے۔''

اور لوٹ مار کرنا، کچلی والا درندہ کھانا اور باندھ کر مارا ہوا جانور بھی حرام ہے۔ (2)

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور زہر ملا کر بکری کا پکا ہوا گوشت لائی۔ آپ ﷺ نے اس سے کھایا۔ پھر اس عورت کو نبی ﷺ کے پاس لایا گیا اور کہا گیا: کہ ہم اس عورت کو قتل نہ کردیں......؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، اسے قتل نہ کرو!

آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس زہر کی تاثیر ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں۔ (3)

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے چند افراد آئے اور کہا: فلاں بھی شہید ہے، فلاں بھی شہید ہے، ایک آدمی کے پاس سے گزرے تو اس کے لیے بھی یہی کہا کہ وہ بھی شہید ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

(1) **حسن:** ابن ابی شیبہ: 7/396، امام احمد: 14890

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے ہاشم بن قاسم۔ عکرمہ بن عمار۔ یحییٰ بن ابی کثیر۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمن۔ جابر بن عبداللہ۔ اس میں ضعف ہے کیونکہ عکرمہ کے یحییٰ سے بیان کرنے میں اضطراب ہے۔ آئندہ سند آرہی ہے اس حدیث کی تائید کرتی ہے اس لیے یہ سند حسن ہے۔ (تقریب: 1/30)

(2) **سندہ ضعیف:** احمد: 17741، یہ حسن درجہ کی ہے وطبرانی کبیر: 22/216، مسند الشامیین: 2/183

تحقیق الحدیث: بقیہ عن بحیر بن سعد۔ یہ ضعیف ہے کہ بقیہ بن ولید کثرت سے تدلیس کرتا ہے۔ جامع التحصیل: 150۔ لیکن یہ حدیث ماقبل والی حدیث کی وجہ سے حسن ہے اس کے بعض الفاظ کے شواہد ہیں جو صحیح احادیث میں آئے ہیں۔

(3) بخاری: 923

Marfat.com

كَلَّا إِنِّيْ رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِيْ بُرْدَةٍ غَلَّهَا

''ہرگز نہیں! میں نے اسے دوزخ میں دیکھا ہے اس نے ایک چادر چرا کر خیانت کی تھی۔''

اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابن خطاب! جاؤ اور لوگوں میں یہ منادی کرادو:

أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ ❶

''کہ جنّت میں صرف ایماندار داخل ہوں گے۔'' سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے باہر آ کر بلند آواز سے پکارا کہ جنّت میں صرف ایماندار داخل ہوں گے۔

✡ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے خیبر کو فتح کیا تو سونا اور چاندی ہمارا مالِ غنیمت نہ تھا بلکہ ہمیں مالِ غنیمت میں گائے، اونٹ، سامان اور باغات ملے تھے۔ اس کے بعد ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل کر واپس آ رہے تھے۔ وادی القریٰ میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک غلام تھا جسے مدعم کہا جاتا تھا۔ بنوضباب میں سے ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا تھا۔ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری سے سامان اتار رہا تھا۔ اسے اچانک ایک تیر لگا تو لوگوں نے بہت مسرت کا اظہار کیا اور کہا: اسے شہادت مبارک ہو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بَلْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِيْ أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ تَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا

''وہ چادر جو اس نے خیبر کے دن تقسیم غنیمت سے پہلے حاصل کی تھی وہ اس پر آگ بن کر شعلہ زن ہے۔''

لوگوں نے جب یہ وعید سنی تو ایک آدمی جوتی کا تسمہ یا دو تسمے لے آیا اور کہا: میں نے بغیر تقسیم انہیں لیا تھا۔ اب واپس کر رہا ہوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ ❷ ایک تسمہ اور دو تسمے بھی جو ناجائز لیے ہوں گے وہ بھی آگ کا باعث ہیں۔

✡ سیّدنا ثابت بن حارث انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہلہ بنت

---

❶ مسلم: 114

❷ بخاری: 4234

Marfat.com

عاصم بن عدی اور ان کی بیٹی کے لیے جو ابھی پیدا ہوئی تھی حصہ دیا تھا۔ ❶

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر میں تھے۔ اسے فتح کیا تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے حصہ مقرر کر دو۔ بنو سعید بن عاص میں سے ایک نے کہا: اللہ کے رسول! انہیں حصہ نہ دینا! سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ ابن قوقل کا قاتل ہے۔ آگے سے سعید بن عاص کے بیٹے نے کہا:

وَاعَجَبًا لِوَبْرٍ تَدَلّٰى عَلَيْنَا مِنْ قُدُوْمِ ضَأْنٍ ، يَنْعىٰ عَلٰى قَتْلِ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ أَكْرَمَهُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيَّ وَلَمْ يُهِنِّيْ عَلٰى يَدَيْهِ

''واہ! بڑے تعجب کی بات ہے بھیڑیے کے اگلے حصے کی اون سے لڑکھڑانے والا کیڑا، ایک مسلمان آدمی کے قتل کی اطلاع دے رہا ہے جسے اللہ نے میرے ہاتھوں شہادت دے کر عزت بخشی ہے اور مجھے اس کے ہاتھوں موت سے دوچار کر کے رسوا نہیں کیا۔''

راوی کہتا ہے اس کے بعد مجھے معلوم نہیں ان کے لیے حصہ مقرر کیا تھا یا نہیں کیا تھا۔ دوسری روایت میں ہے حصہ مقرر نہ کیا تھا۔ ❷

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر سے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دو غلام تھے۔ ان میں سے ایک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا: اسے نہ مارنا......! غلاموں کو مارنے سے مجھے منع کیا گیا ہے۔ میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! ہمیں خادم عنایت فرمائیں۔ دو خادم تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے جو مرضی ہے لے لو۔ انہوں نے عرض کی: آپ چن دیں! ایک کی طرف اشارہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ لے لو! اسے مارنا نہیں! کیونکہ جب میں خیبر سے واپس آیا تھا تو میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور میں نمازیوں کو بلاوجہ مارنے سے منع کیا گیا ہوں۔ اور ایک غلام سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا: إِسْتَوْصِ بِهِ مَعْرُوْفًا ''اس سے بہتر سلوک کرنا۔''

---

❶ **صحیح:** طبرانی کبیر: 82/2۔ طبقات: 114/2

تحقیق الحدیث: عتاب بن زیاد، عبداللہ بن مبارک، ابن لہیعہ، اس سند میں ابن لہیعہ کے باوجود جو کہ ضعیف ہے پھر بھی سند صحیح ہے۔ نقاد محدثین نے یہ حد بندی کی ہے کہ یہ سند انہوں نے صحیح دستاویزات سے حاصل کی ہے یہ ابن لہیعہ کی اختلاط سے پہلے کی ہے ان میں سے عبداللہ بن مبارک ہیں جنہوں نے کہا ہے میں نے یہ حدیث اس کے مختلط ہونے سے پہلے بیان کی ہے۔ ابن لہیعہ کا شیخ حارث بن یزید ثقہ تابعی ہے۔ ثبت اور عابد ہے (تقریب: 145/1) طبرانی کا شیخ اور اس کے شیخ کا شیخ بھی ثقہ ہے۔ (تقریب: 166/1، البلغۃ: 228)

❷ بخاری: 4239,2827

Marfat.com

انہوں نے اسے آزاد کر دیا۔ کچھ دیر بعد ان سے رسول اکرم ﷺ نے پوچھا: مَا فَعَلَ الْغُلَامُ غلام کا کیا بنا......؟ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ نے مجھے اس سے بہتر سلوک کرنے کا حکم دیا تھا میں نے کر دیا ہے اسے آزاد کر دیا ہے۔ ❶

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ہم سے خطاب فرمایا اس میں کہا:

إِنَّكُمْ تَسِيْرُوْنَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ وَتَأْتُوْنَ الْمَآءَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ غَدًا

''تم پچھلے پہر چل کر رات بھی چلو گے تو کل تم ایک پانی کے چشمے پر پہنچو گے۔''

یہ سن کر لوگ چلنا شروع ہوئے۔ ایک دوسرے کو مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ جب رات کی تاریکی چھا گئی تو چلتے چلتے رسول اکرم ﷺ کے پہلو میں میں بھی چل رہا تھا۔ رسول اکرم ﷺ اونگھ گئے اور سواری کی ایک جانب مائل ہو گئے۔ میں نے آپ کو سہارا دیا اس انداز پر سہارا دیا کہ آپ بیدار بھی نہ ہوں اور سواری پر آپ برابر ہو گئے۔ کچھ دیر پھر آپ چلتے رہے اور رات کا حصہ گزرا تو پھر آپ مائل ہو گئے پھر آپ کو بیدار کیے بغیر میں نے آپ کو سواری پر برابر کر دیا۔ آپ لڑکھڑا گئے۔ میں آپ کے پاس آیا اور سہارا دیا آپ نے سر اٹھایا اور پوچھا: کون ہو......؟ میں نے عرض کی: میں ابوقتادہ ہوں فرمایا: مَتٰى كَانَ هٰذَا مَسِيْرُكَ مِنِّيْ ''کب سے میرے ساتھ یوں چلتے آرہے ہو میں نے کہا: میں رات بھر ساتھ چلتا رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حَفِظَكَ اللّٰهُ بِمَا حَفِظْتَ بِهٖ نَبِيَّهٗ ''اللہ آپ کی حفاظت کرے جیسا کہ تم نے اس کے نبی کی حفاظت کی ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ہم لوگوں سے چھپ کر چل رہے ہیں یا ہمیں کوئی دیکھ رہا ہے؟ میں نے عرض کی نہیں! ایک سوار آیا ہے اور ایک اور سوار آگیا ہے حتی کہ سات سوار جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ شاہراہ عام سے ہٹ کر کچھ دیر کے لیے لیٹ گئے، لیٹنے سے پہلے کہا تھا: إِحْفَظُوْا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا ''ہماری نماز کا خیال رکھنا ہمیں بیدار کر دینا لیکن کوئی نہ اٹھ سکا۔ سب سے پہلے جو بیدار ہوئے وہ رسول اکرم ﷺ تھے اور آپ ﷺ پر دھوپ پڑ رہی تھی۔ ہم گھبرا کر اٹھے۔ پھر فرمایا: سوار ہو جاؤ! ہم سوار ہو گئے۔ جب آفتاب بلند ہوا تو آپ سواری سے اترے اور وضو کا برتن منگوایا۔ اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے معمولی سا وضو کیا تو تھوڑا سا پانی باقی بچا

---

❶ **حسن:** احمد: 22154، طبرانی کبیر: 8/275

تحقیق الحدیث: یہ سند حماد کے طریق سے ہے۔ ابوغالب صاحب ابوامامہ۔ حسن الحدیث ہے بشرطیکہ اس کی مخالفت نہ ہو۔ (تقریب: 664) اس کا نام حزور ہے ایک قول ہے سعید بن حزور ہے ایک قول ہے اس کا نام نافع ہے بصری ہے اصبہان میں اترا ہے، صدوق ہے خطا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ بقیہ راوی ثقات ائمہ ہیں۔

Marfat.com

تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ نے فرمایا:

إِحْفَظْ عَلَيْنَا مِيضَأَتَكَ فَسَيَكُونُ لَهَا نَبَأٌ

''اس وضو کے برتن کی حفاظت کرنا اس سے بہت ہی شاندار خبر آشکارا ہو گی۔''

پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی۔ رسول اکرم ﷺ نے دو رکعات نماز پڑھی، روزانہ کی طرح فجر کی نماز پڑھی اور آپ ﷺ سوار ہوئے ہم بھی سوار ہوئے تو ہم آپس میں زیرلب ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے جو ہم نے نماز فجر میں کوتاہی کی ہے معلوم نہیں اس کا کفارہ کیا ہے......؟ آپ ﷺ نے فرمایا: أَمَا لَكُمْ فِيَّ أُسْوَةٌ ''کیا مجھ میں تمہارے لیے نمونہ نہیں......؟'' یعنی جس طرح میں نے کیا ہے اسی طرح کیا کرو پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ سوجانے میں کوتاہی نہیں۔ کوتاہی تو اس نے کی ہے جو نماز نہیں پڑھتا حتی کہ دوسری نماز کا وقت آجاتا ہے۔ جو سوجائے فَلْيُصَلِّهَا حِينَ يَنْتَبِهُ لَهَا ''تو وہ جب بیدار ہو تو اسی وقت پڑھ لے اور جب دوسرے دن پڑھے تو پھر اس نماز کے وقت میں اسے پڑھے۔

اس کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا: لوگوں نے کیا کیا ہے......؟ صبح ہوئی تو نبی ﷺ لوگوں سے بچھڑ گئے تھے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ نہ کہو کہ رسول اکرم ﷺ تمہارے پیچھے رہ گئے ہیں، یہ کہو کہ آپ ﷺ تمہارے بعد آئیں گے، پیچھے رہ گئے کہنا ادب کے خلاف ہے۔ لوگوں نے کہا: نہیں! ہم یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے آگے ہیں۔ اگر یہ لوگ سیّدنا ابوبکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما کی بات مان لیتے تو بھلائی پالیتے۔

جب دن پھیل گیا اور ہر چیز سورج کی گرمی سے گرم ہوئی تو ہم، یعنی ابوقتادہ اور رسول کریم ﷺ لوگوں تک پہنچے تو لوگوں نے آپ ﷺ سے کہا: اللہ کے رسول! ہم تو پیاس سے مر گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر ہلاکت نہیں آئے گی۔ آپ ﷺ نے وہی وضو کا برتن منگوایا اور رسول اکرم ﷺ پانی ڈالنا شروع ہوئے اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ پلاتے جا رہے تھے جب لوگوں نے دیکھا کہ برتن میں پانی ہے تو وہ اس پر ٹوٹ پڑے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: أَحْسِنُوا الْمَلأَ كُلُّكُمْ سَيَرْوَى اچھے انداز سے پانی بھرو۔ ہر ایک سیراب ہو گا۔ تو لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ لوگ سب سیراب ہو گئے صرف میں (ابوقتادہ) اور رسول اکرم ﷺ باقی رہ گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں پانی ڈالتا ہوں اور تم پیو۔ میں نے کہا: میں اللہ کے رسول! اس وقت تک نہ پیوں گا جب تک آپ نہ نوش فرمائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا ''قوم کا ساقی آخر میں پیتا ہے''۔ تب میں نے پانی لیا اور پھر رسول اکرم ﷺ نے پیا اور سارے لوگ بھی سیراب ہوئے۔ عبداللہ بن رباح کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث جامع مسجد میں بیان کی تھی تو عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا:

Marfat.com

نوجوان! دیکھ لو! یہ کیا بیان کر رہے ہو؟ میں بھی اس رات کے سواروں میں سے تھا۔ میں نے کہا: پھر تو آپ اس حدیث کو مجھ سے زیادہ جانتے ہوں گے......؟ انہوں نے کہا: تم کس قبیلے سے ہو......؟ میں نے کہا: میں انصار میں سے ہوں۔ تو انہوں نے کہا: نہیں! تم بیان کرو۔ انصار ان واقعات کو خوب جانتے ہیں، حالانکہ میں اس رات حاضر تھا اس کے باوجود میرے خیال میں اتنا کسی نے بھی اسے یاد نہیں رکھا جتنا اچھے انداز پر تم نے اسے محفوظ کیا ہے۔ [1]

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ خیبر سے آئے تو ادھر حبشہ سے سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ آئے۔ رسول اکرم ﷺ جب ان سے ملے تو ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا:

وَاللهِ! مَا أَدْرِیْ بِأَیِّهِمَا أَنَا أَفْرَحُ بِفَتْحِ خَیْبَرَ أَمْ بِقُدُوْمِ جَعْفَرٍ [2]

---

[1] مسلم: 681

[2] **حسن بالشواہد:** مستدرک: 233/3

تحقیق الحدیث: اسماعیل بن ابی خالد اور زکریا بن ابی زائدہ نے مرسل بیان کی ہے۔ علی بن عیسیٰ حیری۔ ابراہیم بن ابی طالب۔ ابوعمر۔ سفیان۔ شعبی۔ یہ سند مرسل ہے۔ اجلح بن عبداللہ نے اسے متصل بیان کیا ہے۔ حسن عرنی میں ضعف ہے۔ یہ صدوق نہ تھا۔ [الجرح والتعدیل: 6/3۔ حاکم نے (2/681) اس سند سے بیان کیا ہے ابوالحسن علی بن محمد بن عقبہ شیبانی۔ ہیثم بن خالد۔ ابوغسان نہدی اجلح بن عبداللہ۔ شعبی۔ جابر بن عبداللہ۔

مؤلف کہتے ہیں: حاکم کے شیخ کی توثیق نہیں ملی۔ ثقات نے شعبی سے مرسل بیان کیا ہے اور حاکم نے بھی شعبی سے مرسل بیان کیا ہے۔ ابن ہشام نے بھی سیرت نبوی میں 5/5 میں اس سند سے بیان کیا ہے۔ سفیان بن عیینہ۔ اجلح شعبی۔ جعفر۔ ابن ابی شیبہ: 351/7 میں مرسل ہے۔ جو یہ ہے علی بن مُسہر، اجلح۔ شعبی لیکن طبرانی کبیر: 100/22 میں بسند لا باس بہ سے بیان کیا ہے۔ ابوعقیل۔ انس بن مسلم خولانی۔ احمد بن خالد بن مسرح۔ ولید بن عبدالملک بن مسرح حرانی۔ مخلد بن یزید۔ مسعر۔ عون بن ابی جحیفہ عن ابیہ۔ یہ سند اس قابل ہے کہ اسے حسن قرار دیا جائے۔ کیونکہ طبرانی کے شیخ احمد بن خالد میں ضعف ہے جس کی وجہ سے اسے حسن قرار دیا جائے تو بہتر ہے۔ لسان المیزان: 165/1 میں حافظ نے کہا: یہ کوئی چیز نہیں۔ باقی جو راوی ہے انس بن سلم بن حسن بن سلم۔ ابوعقیل، خولانی، انطرطوسی اس نے 289ھ میں عیسیٰ بن سلیمان شیزری سے بیان کیا ہے درج ذیل سند ہے مخلد بن مالک حرانی۔ ایوب بن سلیمان رمانی۔ جو ابن مطاعن کے نام سے معروف ہے۔ جو کہ سلیمہ اور مغیرہ بن عبدالرحمن بن عوف حرانی۔ عبید بن رزین۔ ابراہیم بن ہشام غسانی۔ احمد بن حرب موصلی احمد بن ابی حواری الزاہد۔ رحیم۔ معلل بن نفیل۔ ابواحمد۔ عبدالملک بن سرح۔ محمد بن رجاء شخشانی۔ ابونعیم عبید بن ہشام حلبی۔ اسماعیل بن ابی کریمہ۔ عمر بن ہشام حرانی۔ عبداللہ بن احمد بن ذکوان۔ ہشام بن عمار۔ مؤمل بن اھانہ، ابوبشر، بکر بن خلف۔ ابورافع عبدالعزیز بن یحییٰ۔ ابووہب ولید بن عبدالملک حرانی۔ عمر بن ضحاک۔ اس سے ابوقاسم بن ابی عقب۔ یحییٰ بن عبداللہ بن حارث زجاج۔ ابوعلی بن شعیب محمد بن منصور بن نصر بن ابراہیم۔ ابوعبداللہ بن مروان۔ ابوحسن بن جوصا، ابراہیم بن احمد بن حسن۔ ابواحمد بن عدوی۔ ابوبکر احمد بن اسحٰق لخمی بن اعرابی۔ ابوعثمان سعید بن محمد بن حرب۔ ابوصالح سہل بن اسماعیل بن سہل طرسوسی القاضی نے بیان کیا ہے۔ بلغہ میں (107) اس کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے۔

اخوان (179) میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ضعیف سند سے بیان کیا ہے بیہقی نے دلائل نبوت میں غزوۂ خیبر میں یہ درج ہے ابوعبداللہ۔ حسن بن ابی اسماعیل علوی۔ احمد بن محمد بیروتی۔ محمد بن احمد بن ابی طیبہ مکی بن ابراہیم رعینی۔ سفیان ثوری۔ ابوزبیر۔ جابر۔ ابوزبیر کے عن سے بیان کرنے کی وجہ سے یہ سند کمزور ہے محمد بن مسلم تدرس اسدی۔ صدوق ہے مسلم کا راوی ہے مگر یہ تدلیس کرتا ہے۔ (تقریب: 506) مکی بن ابراہیم میں جہالت ہے اور کئی منکر روایات بیان کرتا ہے۔ اس کی حدیث غیر محفوظ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے کندھے کے درمیان بوسہ دیا اور جعفر تعظیماً ایک پاؤں پر چل کر آپ ﷺ سے ملے تھے۔ ابن وہب 250ھ میں فوت ہوئے یہ لیث بن عبداللہ بن مہاجر کا بھائی ہے۔ لسان المیزان (6/87) اس کے اور بھی شواہد ہیں جو ضعف سے خالی نہیں تاہم ان کی وجہ سے یہ سند حسن ہے۔

Marfat.com

''واللہ! میں یہ فیصلہ نہیں کر پا رہا کہ میں خیبر کی فتح سے زیادہ خوش ہوں یا جعفر ؓ کی آمد سے زیادہ خوش ہوں۔''

غزوۂ فزارہ

سیّدنا ایاس بن سلمہ ؒ بیان کرتے ہیں کہ میرے ابا جان سیدنا سلمہ ؓ نے بیان کیا ہے ہم نے غزوہ فزارہ کیا۔ ہمارے سربراہ سیّدنا ابوبکر ؓ تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے انہیں ہمارے اوپر امیر مقرر کیا تھا۔ جب اس چشمہ فزارہ تک پہنچنے کا فاصلہ تقریباً ایک گھنٹے کا رہ گیا تو سیّدنا ابوبکر ؓ نے ہمیں یہ حکم دیا کہ رات کے پچھلے پہر پڑاؤ ڈال لیں۔ اس کے بعد اچانک ان پر حملہ کر دیا اور فزارہ کے چشمے میں وارد ہو گئے۔ ان میں سے کچھ لوگ مارے گئے اور کچھ قیدی ہوئے۔ میں نے ان پر نظر ڈالی تو ایک قافلہ تھا ان میں بچے بھی تھے مجھے اندیشہ ہوا یہ آگے بڑھ کر پہاڑ میں محفوظ نہ ہو جائیں۔ میں نے ان پر تیر پھینکا تو وہ ٹھہر گئے۔ میں انہیں ہانک کر لے آیا۔ ان میں بنوفزارہ کی ایک عورت تھی۔ اس نے چمڑہ اوڑھ رکھا تھا اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی جو عرب کی حسین ترین لڑکی تھی۔ سیّدنا ابوبکر ؓ نے مالِ غنیمت کے طور پر وہ مجھے دے دی۔ ہم مدینے میں آئے تو میں نے ابھی اس لڑکی کا پردہ کھول کر نہ دیکھا تھا کہ بازار میں مجھے رسول اکرم ﷺ ملے اور فرمایا: وہ لڑکی مجھے دے دو۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! یہ مجھے بہت زیادہ پسند آئی ہے اور میں نے ابھی تک اس کی پردہ کشائی بھی نہیں کی۔

دوسرے دن بازار میں رسول اکرم ﷺ پھر ملے اور فرمایا: سلمہ! وہ خاتون مجھے دے دو۔ اللہ تمہارے باپ کا بھلا کرے۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! یہ آپ ہی کی ہے میں نے ابھی تک اس کی پردہ کشائی نہیں کی۔ وہ خاتون لے کر رسول اکرم ﷺ نے اہل مکہ کو دی اور مکے سے مسلمانوں کا اسے فدیہ بنا کر اپنے قیدی چھڑا لیے۔ [1]

چالیس آدمیوں کا فوجی دستہ اور پانی کا معجزہ

سیّدنا عمران بن حصین ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ ہم رات بھر چلتے رہے جب صبح قریب ہوئی تو ہم نے آرام کے لیے پڑاؤ ڈالا۔ ہماری آنکھ لگ گئی۔ جب آفتاب کی تابناک

---

[1] مسلم: 1755

Marfat.com

کرنیں پڑیں تو ہم میں سے سب سے پہلے جو بیدار ہوئے وہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم نبی ﷺ کو نیند سے بیدار نہیں کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو وہ نبی ﷺ کے نزدیک کھڑے ہو کر اللہ اکبر! بلند آواز سے کہنا شروع ہوئے حتی کہ رسول کریم ﷺ بیدار ہو گئے۔ جب آپ ﷺ نے سر اٹھا کر سورج کو دیکھا تو وہ پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا۔ حکم دیا یہاں سے کوچ کریں۔ اور آپ ﷺ ہمیں لے کر اتنی دیر تک چلے کہ آفتاب سفید ہو گیا۔ اب آپ ﷺ اترے اور ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ قوم میں سے ایک آدمی علیحدہ رہا۔ ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھی جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو اس سے رسول اکرم ﷺ نے کہا:

يَا فُلَانُ ! مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا

''تم نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی......؟''

اس نے کہا: اللہ کے نبی ﷺ! میں جنبی تھا تو اسے رسول اکرم ﷺ نے تیمم کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے مٹی سے تیمم کر کے نماز ادا کی۔ عمران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے جلدی سے ایک قافلے کے ساتھ بھیجا کہ ہم پانی ڈھونڈیں۔ ہم سخت پیاس سے دوچار تھے۔ ہم چل رہے تھے کہ ایک خاتون کو ہم نے دیکھا کہ دو مشکوں کے درمیان اپنے پاؤں لٹکائے چل رہی تھی۔ ہم نے اس سے دریافت کیا: أَيْنَ الْمَاءُ ''پانی کہاں ہے......؟'' اس نے کہا: یہاں تمہیں پانی کبھی نہ ملے گا۔ ہم نے کہا: آپ کے گھر اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ......؟ اس نے کہا: ایک دن اور رات کی مسافت ہے ہم نے اس سے کہا: إِنْطَلِقِيْ إِلَى رسولِ الله ﷺ ''تم رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو۔ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ کون ہیں......؟ وہ میرا کیا کریں گے......؟ ہم نے اس کی کچھ پروا نہ کی۔ ہم اسے رسول اکرم ﷺ کے پاس لے کر آئے اور اسے جب رسول اکرم ﷺ کے سامنے لے کر آئے تو آپ ﷺ نے اس کے متعلق سوال کیا تو اس نے آپ کو وہی جواب دیا جو ہمیں دیا تھا اور اس نے یہ بھی بتایا کہ میں یتیم بچوں والی ہوں۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کی سواری کو بٹھایا جائے۔ اسے بٹھایا گیا تو آپ ﷺ نے مشک کے اوپر والے حصے میں کلّی والا پانی ڈالا اور مشک اٹھائی۔ ہم نے اس سے پانی پیا۔ ہم (40) آدمی تھے اور سخت پیاسے تھے۔ ہم نے اتنا پانی پیا کہ ہم سیراب ہو گئے اور ہم سب نے اپنی مشکوں کو بھر لیا اور برتن بھی بھر لیے اور جو ہمارا ساتھی جنبی تھا اس نے غسل کیا۔ صرف اونٹ کو نہ پلایا تھا کیونکہ اس میں پانی کی برداشت ہوتی ہے اور مشکوں کی یہ حالت تھی کہ وہ پانی کے بوجھ سے پھٹنا چاہتی تھیں۔

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے لے آؤ! ہم روٹی کے ٹکڑے اور کھجور وغیرہ لے آئے اور اس کی ہتھیلی بھر دی۔ آپ ﷺ نے اس سے کہا: یہ لے جاؤ اور اپنے اہل وعیال کو کھلاؤ اور جان رکھو ہم نے تمہارے پانی میں ذرّہ بھر کمی نہیں کی۔ اب یہ خاتون اپنے گھر آئی اور کہنے لگی: میں ایک ایسے آدمی سے ملی ہوں جو سب انسانیت سے بڑا جادوگر ہے یا پھر وہ نبی ہے۔ جیسا کہ اس کا خیال ہے اور جو اس نے دیکھا تھا تو وہ بات سنائی۔ اس خاتون کی بدولت اس علاقے کے لوگوں کو اللہ نے ہدایت سے ہمکنار کیا۔ وہ خاتون اور وہ سب لوگ اسلام لے آئے۔ [1]

انصار کے ایک فوجی دستے کا عبرتناک واقعہ

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور ان کے اوپر ایک آدمی کو امیر مقرر کیا۔ اس نے آگ جلائی اور کہا: اس میں داخل ہو جاؤ! انہوں نے داخل ہونے کا ارادہ کر لیا اور ان میں سے کچھ نے کہا: ہم نے اس آگ سے تو بھاگ کر اسلام قبول کیا تھا، پھر اسلام لانے کا کیا فائدہ......؟

انہوں نے اس بات کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے ان لوگوں سے جنہوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تھا کہا:

لَوْ دَخَلُوْهَا لَمْ يَزَالُوْا فِيْهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

''اگر یہ داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس آگ میں رہتے۔''

اور دوسروں سے کہا:

لَاطَاعَةَ فِي الْمَعْصِيَةِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ [2]

''نافرمانی میں امیر کی اطاعت نہیں، امیر کی اطاعت نیک کام میں ہے۔''

---

[1] مسلم: 682 ، بخاری: 3571

[2] بخاری: 7257، مسلم: 1840

Marfat.com

علقمہ بن مجزز کا واقعہ

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدنا علقمہ بن مجزز رضی اللہ عنہ کو ایک دستہ فوج پر امیر مقرر کر کے بھیجا۔ میں بھی ان میں شامل تھا۔ جب یہ دستہ رأس غزات یا اس کے علاوہ کسی رستے پر پہنچے تو لشکر کے ایک حصے نے ان سے اجازت طلب کی انہوں نے اجازت دے دی۔ ان پر جو اجازت طلب کرنے والے تھے عبداللہ بن حذافہ بن قیس سہمی کو امیر مقرر کیا۔ میں بھی ان میں موجود تھا جنہوں نے عبداللہ کی سربراہی میں غزوہ کیا تھا۔ راستے میں تھے تو عبداللہ نے آگ جلائی تاکہ وہ تاپیں یا اس پر کچھ پکائیں۔

سیّدنا عبداللہ کی طبیعت میں دل لگی تھی تو انہوں نے کہا:

أَلَيْسَ لِيْ عَلَيْكُمُ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ ...؟

''کیا تم پر میری بات کو سننا اور اطاعت کرنا لازم نہیں .....؟ ''

سب نے کہا: ضرور بالضرور واجب ہے۔ انہوں نے کہا: میں جس چیز کا بھی حکم دوں تم پر اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ کیا تم وہ کرو گے جو میں تمہیں حکم دوں گا؟ انہوں نے کہا: ہاں! انہوں نے کہا:

فَإِنِّيْ أَعْزِمُ عَلَيْكُمْ إِلَّا تَوَاثَبْتُمْ فِيْ هٰذِهِ النَّارِ

''میں تمہیں بالعزم حکم دیتا ہوں کہ تم اس آگ میں کود پڑو۔''

لوگ اٹھے اور انہوں نے چھلانگیں لگانے کے لیے کمریں کس لیں۔ عبداللہ کو یقین ہو چکا کہ یہ آگ میں کود پڑیں گے تو کہا: أَمْسِكُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ ''خود کو روک لو'' میں تو تم سے مزاح کر رہا تھا۔ جب ہم واپس آئے تو اس حادثہ کا آپ سے ذکر کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَمَرَكُمْ مِنْهُمْ بِمَعْصِيَةِ اللهِ فَلَا تُطِيْعُوْهُ [1]

---

[1] **سندہ جیّد:** ابن ماجہ: 2863

تحقیق الحدیث: اسے محمد بن عمرو بن علقمہ کے طرق سے بیان کیا گیا ہے اس کا شیخ ابن ابی شیبہ ہے۔ (6/543، ابو یعلی: 2/52، ابن حبان: 10/421، احمد: 11639، عبدالرزاق: 11/335) اس کی سند یہ ہے معمر۔ یحیٰی بن ابی کثیر یہ مرسل ہے۔ محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص لیثی صدوق ہے اوہام کا شکار ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے اس کا شیخ عمر بن حکم بن ثوبان مدنی تابعی ہے اور صدوق ہے۔ (تقریب: 411)

Marfat.com

''جو لوگوں میں سے تمہیں اللہ کی نافرمانی کا حکم دے تو اس کی اطاعت نہ کرو۔''

سریہ حرقات

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک دستۂ فوج میں بھیجا۔ ہم نے جہینہ قبیلے کے حرقات مقام پر صبح حملہ کر دیا۔ میں نے ایک آدمی کو پالیا اس نے مجھے دیکھ کر لا الہ الا اللہ کہا۔ پھر بھی میں نے اسے نیزہ مار دیا۔ مدینے میں آ کر میں نے اس کا ذکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا کیونکہ اس بارے میں میرے دل میں خلش واقع ہوئی تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَقَتَلْتَهُ ...؟

''کیا اس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا تم نے پھر بھی اسے قتل کر دیا......؟''

میں نے کہا: اللہ کے رسول! اس نے یہ ہتھیاروں کے ڈر سے کہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ ''تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا؟ حَتّٰى تَعْلَمَ حتی کہ تجھے پتہ چل جاتا کہ اس نے ڈرتے ہوئے کہا ہے یا صحیح کہا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو اتنی بار دہرایا کہ میں نے آرزو کی کہ میں اس دن مسلمان نہ ہوتا اور نہ یہ دن دیکھنا پڑتا۔ سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں کسی مسلمان کو قتل نہ کرتا تھا جب تک اسامہ اسے قتل نہ کرتے تھے کیونکہ اس واقعہ کے بعد وہ بہت محتاط ہو گئے تھے۔ ایک آدمی نے کہا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ

''ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور دین سارا اللہ کے لیے ہو جائے۔''

اس کے جواب میں سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے اس وقت تک لڑائی کی ہے جب تک فتنہ نہ رہا تھا۔ تم اور تمہارے ساتھی اس لیے لڑائی کرتے ہیں کہ فتنہ ہو۔ [1]

---

[1] بخاری: 3930، مسلم: 96

Marfat.com

وہ بارہ شہداء جن کی آمد پر جنّت جھوم گئی

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کو اچھا خواب بہت بھلا لگتا تھا۔ آپ ﷺ کبھی خود ہی لوگوں سے پوچھتے تھے: هَلْ رَاٰى أَحَدٌ مِّنْكُمْ ...؟ ''کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے......؟'' جب کوئی آدمی کہتا کہ میں نے دیکھا ہے تو آپ اس سے سوال کرتے اگر تو وہ اچھا ہوتا تو آپ اس کے خواب کو پسندیدہ قرار دیتے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ کے پاس ایک خاتون آئی، اس نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا میں جنّت میں داخل ہوں اور وہاں میں نے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی ہے جس کی وجہ سے جنت لرز اٹھی ہے۔ میں نے دیکھا تو فلاں بن فلاں کو جنّت میں لایا جا رہا ہے حتی کہ اس خاتون نے (12) افراد شمار کیے۔

اس سے پہلے رسول کریم ﷺ نے ایک دستۂ فوج بھیجا تھا۔ اس عورت نے اپنا خواب جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ان شہداء نے اطلس کا لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ اور ان کی رگوں سے خون جاری تھا۔ انہیں کہا گیا کہ نہر سدخ یا نہر بیدج کی طرف جائیں۔ انہوں نے اس میں غوطہ لگایا اور جب اس سے نکلے تو ان کے چہرے چودھویں رات کے مکمل چاند کی مانند چمک رہے تھے، پھر ان کے پاس سونے کی کرسیاں لائی گئیں یہ ان پر بیٹھ گئے۔ ایک پیالہ ان کے سامنے پیش کیا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ انہوں نے وہ کھائیں اور وہ جس پہلو بھی پھرتے پھل کھاتے ہیں اور مرضی سے کھاتے ہیں۔ اس خاتون نے کہا: میں بھی کھاتی ہوں۔

اب دستۂ فوج کی اطلاع دینے والا آیا اس نے کہا: اللہ کے رسول! ہمارا معاملہ یہ ہوا ہے کہ فلاں فلاں شہید ہو چکا ہے حتی کہ اس خاتون نے جو افراد شمار کیے تھے، اتنے اس قاصد نے بیان کیے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اس خاتون کو میرے پاس لاؤ......! وہ آئی۔ تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قُصِّيْ عَلٰى هٰذَا رُؤْيَاكِ اس قاصد پر اپنا خواب بیان کرو۔ اس خاتون نے وہ خواب جس طرح رسول اکرم ﷺ سے بیان کیا تھا، اسی طرح اس آدمی سے بیان کیا اور یہ ان (12) شہداء پر چسپاں ہوتا تھا۔ [1]

---

[1] **سندہ صحیح:** احمد: 12385، ابویعلی: 6/44، ابن حبان: 13/418، عبد بن حمید: 1/380

تحقیق الحدیث: سلیمان بن مغیرہ کے طریق سے سب نے بیان کیا ہے۔ سلیمان بن مغیرہ قیسی مولیٰ بصری ہے۔ کنیت ابوسعید ہے ثقہ ہے۔ (تقریب: 254) اس کا شیخ ابن اسلم بنانی ہے یہ ثقہ تابعی ہے اس نے انس سے سنا ہے۔ (تہذیب اور تقریب: 1/115)

Marfat.com

جب سیّدنا خالد بن ولید اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما مسلمان ہوئے

سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں جب نجاشی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا تو ہماری سفارت ناکام ہوئی اور جو میں قریش کی حمایت میں سفیر بن کر گیا تو بادشاہ سے گفتگو میں یہ بات واضح ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین سچا ہے۔ سیّدنا عمرو نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی تو بادشاہ نے کہا: عمرو! افسوس......!

أَطِعْنِيْ وَاتَّبِعْهُ فَإِنَّهُ وَاللهِ لَعَلَى الْحَقِّ

''میری بات مانو! تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرو یقیناً وہ حق پر ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ آپ کو اسی طرح غلبہ دے گا جس طرح اس نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور اسکے لشکروں پر غلبہ دیا تھا۔ عمرو کہتے ہیں: میں نے نجاشی بادشاہ سے کہا: میں آپ کے لیے تمہارے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرتا ہوں۔ اس نے کہا: درست ہے۔ اس نے ہاتھ پھیلایا اور میں نے اسلام پر اس سے بیعت کی۔ اس کے بعد میں بادشاہ سے جدا ہو کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ اب میری رائے بدل چکی تھی اور میں نے ساتھیوں سے اسلام لانے کا معاملہ چھپا کر رکھا، پھر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قصد کیے وہاں سے روانہ ہوا کہ میں اسلام قبول کر لوں گا جب میں واپس آیا تو میری سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ یہ فتح مکہ سے کچھ دیر پہلے کی بات ہے۔ یہ مکے سے آرہے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا: ابوسلیمان! کہاں جارہے ہو......؟ انہوں نے کہا: وَاللهِ لَقَدِ اسْتَقَامَ الْمِنْسَمُ ''واللہ! اب تو رستہ سیدھا نظر آچکا اور یہ آدمی (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نبی ہے۔ کب تک ہم مخالفت کریں گے میں تو اسلام قبول کرنے جارہا ہوں۔ سیّدنا عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا: میں بھی اسلام لانے ہی آیا ہوں۔

ہم دونوں مدینے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ خالد بن ولید نے بیعت کی اور اسلام قبول کیا۔ ان کے بعد میں نے قریب ہو کر کہا: اللہ کے رسول! میں اس شرط پر آپ سے بیعت کرنا چاہتا ہوں کہ میرے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں۔ جو مجھے یاد نہیں وہ بھی اور جو بعد والے ہیں وہ بھی معاف کر دیئے جائیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عمرو بیعت کرو!

Marfat.com

فَإِنَّ الْإِسْلَامَ يَجُبُّ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَإِنَّ الْهِجْرَةَ تَجُبُّ مَا كَانَ قَبْلَهَا

''اسلام پہلی ہر چیز ختم کر دیتا ہے اور ہجرت اس سے پہلے والے تمام گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔''

میں نے اس کے بعد بیعت کی اور واپس آیا۔ [1]

شماسہ مہری کہتے ہیں ہم عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔ وہ موت کی کشمکش میں تھے۔ کافی دیر روتے رہے اور اپنا چہرہ دیوار کی جانب پھیر رکھا تھا۔ ان کے بیٹے نے کہا: ابا جان! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو فلاں فلاں خوشخبری دی ہے۔ (آپ اتنے زیادہ آزردہ ہیں) چہرہ بیٹے کی جانب کیا اور کہا: میں سب سے زیادہ افضل شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تصوّر کرتا ہوں میں تین حالات سے گزرا ہوں۔

① ...... میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سخت ترین بغض رکھتا تھا یہ چیز مجھے بہت ہی زیادہ پسند تھی کہ میں آپ کو جہاں تک ممکن ہو قتل کر دوں گا اگر میں اس حال میں مرجاتا تو میں دوزخی ہوتا۔

② ...... جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی شمع روشن کی تو میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے کہا: اُبْسُطْ يَمِيْنَكَ فَلِأُبَايِعَكَ ''ہاتھ پھیلائیں میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔'' آپ نے دایاں ہاتھ پھیلایا تو فَقَبَضْتُ يَدِيْ ''میں نے اپنا ہاتھ سکیڑ لیا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَالَكَ يَا عَمْرُو ''کیا ہوا......؟'' میں نے کہا: میں ایک شرط لگانا چاہتا ہوں۔ کہا: کیا شرط لگانا چاہتے ہو......؟ میں نے کہا: کہ مجھے بخش دیا جائے!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عمرو! تم نہیں جانتے کہ اسلام پہلے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے اور ہجرت پہلے سارے گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور حج اپنے سے پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

✿ اس کے بعد یہ صورت ہوئی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے اور میری آنکھوں میں سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت تھی۔

---

[1] **لا بأس به:** احمد: 17777، ابن اسحٰق۔ حاکم: 514/3، زوائد الہیثمی: 933/2

تحقیق الحدیث: داؤد بن عمرو۔ ابو راشد۔ محمد بن اسحٰق۔ ابن اسحٰق نے سماع حدیث کی صراحت کی ہے تدلیس کا شبہ تو ختم ہوا۔ اور ابن اسحٰق کا شیخ یزید بن ابو حبیب مصری۔ ابو رجاء ہے اس کے باپ کا نام سوید ہے یہ ثقہ اور فقیہ ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 600) راشد جو کہ حبیب کا مولیٰ ہے یحییٰ بن معین کہتے ہیں: یہ ثقہ ہے، اس سے مصری راوی بیان کرتے ہیں۔ (الجرح والتعدیل: 486/3) اور جو حبیب بن اوس یا ابن ابی اوس ثقفی ہے یہ فتح مصر میں حاضر ہوا تھا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ادراک کیا ہے کیونکہ حجۃ الوداع میں سب بنو ثقیف ایمان لے آئے تھے۔ اس لحاظ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہے۔ (الاصابہ: 15/2) ابن حبان نے اسے ثقہ تابعی شمار کیا ہے۔

Marfat.com

وَمَا كُنْتُ أُطِيْقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنِيْ مِنْهُ إِجْلَالًا لَهُ

''مجھ میں ہمت نہ تھی کہ آپ کو نظر بھر کر دیکھ سکوں اتنی آپ ﷺ کی جلالت چھائی تھی۔''

اگر مجھ سے کوئی آپ ﷺ کا حلیہ صحیح طرح پوچھنا چاہے تو ممکن نہیں بتا سکوں کہ میں نے نظر بھر کر آپ ﷺ کو دیکھا ہی نہیں۔ اگر میں اس حال میں آغوشِ موت میں جاتا تو امید تھی میں اہل جنّت سے ہوتا، اس کے بعد ہم نے کچھ ایسی کارگزاریاں کی ہیں پتہ نہیں میرا کیا حال ہوگا......؟ اگر میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی نہ ہو، نہ ہی آگ لے کر جانا اور جب تم مجھے دفن کر دو تو میرے اوپر یکبارگی مٹی ڈالنا اور میری قبر کے گرد اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ میں تمہارے ساتھ مانوس رہوں اور اپنے رب کے فرشتوں کو جواب دے سکوں۔ ❶

نجاشی کی وفات کا تذکرہ

✡ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن حبشہ کا نجاشی فوت ہوا تو رسول کریم ﷺ نے اس کی وفات کی اطلاع دی اور فرمایا: إِسْتَغْفِرُوْا لِأَخِيْكُمْ ''اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو۔'' اور عید گاہ میں نبی ﷺ نے لوگوں کی صف بندی کی اور نماز میں چار تکبیرات کہیں۔ ❷

✡ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن نجاشی رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ ''آج نیکوکار آدمی فوت ہوا ہے۔'' اٹھو......! وہ ہے اصحمہ، فَصَلُّوْا عَلٰى اَخِيْكُمْ ''اپنے اس بھائی کی نمازِ جنازہ پڑھو'' ❸

✡ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی ﷺ نے نجاشی کی وفات پر استغفار کا حکم دیا تو بعض نے کہا: عجیب بات ہے آپ ہمیں اس کے لیے استغفار کا کہتے ہیں......؟ جب کہ وہ سرزمین حبشہ میں فوت ہوا ہے۔

دوسری روایت جو کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی آتی ہے کہ جب نجاشی کی موت کی اطلاع آئی تو آپ ﷺ

---

❶ مسلم: 121

❷ بخاری: 1327، مسلم: 951

❸ بخاری: 3877، اس پر آپ ﷺ نے چار تکبیرات کہی تھیں۔ [بخاری: 3879، مسلم: 952]

Marfat.com

نے فرمایا: اس کی نمازِ جنازہ پڑھو! لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول! ہم حبشی کی نمازِ جنازہ پڑھیں......؟ تو اللہ نے یہ آیت نازل کی:

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ [1]

''اہل کتاب میں سے وہ بھی ہیں جو اللہ کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور جو تمہاری طرف نازل ہوا ہے اس پر بھی ایمان لاتے ہیں اور جو ان کی طرف نازل ہوا ہے اس پر بھی اللہ کی خشیت کی وجہ سے ایمان لاتے ہیں۔

سیّدہ امّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نجاشی فوت ہوئے تو ہم بیان کرتے تھے:

أَنَّهُ لَا يَزَالُ يُرٰى عَلٰى قَبْرِهِ نُوْرٌ [2]

''کہ ان کی قبر پر ہمیشہ نور چمکتا نظر آتا تھا۔''

مُہر والی انگوٹھی کب تیار ہوئی؟

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خط لکھنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا کہ یہ لوگ جو عجمی ہیں وہ ایسا خط نہیں پڑھتے جس پر مہر نہ لگی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس کا نقش یہ تھا، (محمد رسول اللہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: گویا اب بھی میں اس انگوٹھی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک میں دیکھ رہا ہوں۔ اس کی سفیدی اب بھی نظر آ رہی ہے۔ [3]

---

[1] آل عمران: 199

حسن بالشواہد: طبرانی اوسط: 120 / 3، تفسیر ابن کثیر: 444 / 1۔ ابن ابی حاتم۔ ابن مردویہ نے۔ حماد بن سلمہ کی حدیث سے بیان کیا ہے۔
تحقیق الحدیث: اس میں معمولی ضعف ہے کیونکہ اس میں مؤمل بن اسماعیل ہے۔ (تقریب: 555) یہ صدوق ہے اور سئ الحفظ ہے مابعد والی حدیث کی وجہ سے حسن ہے۔ نسائی کبریٰ (1/319) سندہ قوی (طبرانی اوسط: 5/223) ابوبکر ثقہ اور عابد ہے اس کا شیخ حمید طویل ہے یہ ثقہ تابعی ہے انھوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ (تقریب: 1/624)

[2] **سندہ صحیح:** سیرت نبوی: 184/2، تاہم یہ پتہ نہیں چل سکا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان کون سا واسطہ ہے جس نے وہ نور دیکھا تھا۔
[ابوداؤد: 16/3] ابن اسحٰق کے طریق سے ہے۔ یزید مولیٰ آل زبیر ہے یہ اور عروہ بن زبیر دونوں ثقہ ہیں۔

[3] بخاری: 65، مسلم: 2092

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ انگوٹھی بنائی تو لوگوں سے کہا: میں نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی ہے اور اس میں محمد رسول اللہ نقش کیا ہے۔

فَلَا يَنْقُشْ اَحَدٌ عَلٰى نَقْشِهٖ

''میرے اس نقش کے مطابق کوئی بھی نقش نہ بنوائے۔''

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی ہاتھ میں پہنی۔ پھر یہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی پھر یہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی پھر یہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی حتی کہ یہ اریس کنوئیں میں گر گئی۔ [1]

فرمانرواؤں کے نام خطوط

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسریٰ، قیصر، نجاشی اور ہر ایک جابر و باجبروت بادشاہ کے پاس خط بھیجا، انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی۔ یہ وہ نجاشی نہیں جس کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ جنازہ پڑھی تھی۔ [2]

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا خط عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کو دے کر انہیں حکم دیا کہ بحرین کے عظیم لیڈر کو دے دیں انہوں نے بحرین کے بڑے کو دیا تو اس نے کسریٰ کو دیا۔ کسریٰ نے پڑھ کر اسے پھاڑ ڈالا۔ ان پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بددعا کی:

أَنْ يُّمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ

''مکمل طور پر ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔'' [3]

سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں قبط، یعنی مصر کے امیر نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو لونڈیاں ہدیہ میں دیں۔ یہ دونوں بہنیں تھیں اور ایک خچر بھی دی۔ آپ مدینے میں خچر پر سوار ہوتے تھے۔ ان لونڈیوں میں سے ایک تو آپ نے

---

[1] مسلم: 2092

[2] مسلم: 1774

[3] بخاری: 4424

Marfat.com

اپنے لیے پسند کرلی۔ اس سے آپ ﷺ کے لختِ جگر ابراہیم پیدا ہوئے اور دوسری لونڈی آپ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو دے دی۔ [1]

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی پر تہمت تھی کہ اس کے رسول ﷺ کی امّ ولد لونڈی سے تعلقات خراب ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ جاؤ اور اس کی گردن اڑا دو۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے تو اسے دیکھا کہ وہ ایک کنوئیں میں ٹھنڈک حاصل کر رہا ہے۔ اس سے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: باہر آؤ! اور اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے باہر نکالا تو وہ مقطوع الذکر تھا فَكَفَّ عَلِيٌّ عَنْهُ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے مارنے سے ہاتھ روک لیا اور نبی ﷺ کے پاس آئے کہا: اللہ کے رسول! وہ تو مجبوب ہے مَالَهُ ذَكَرٌ اس کا تو ذکر ہی نہیں۔ [2]

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے منہ در منہ یہ بتایا کہ جو صلح کی مدت میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان طے پائی تھی، اس کے دوران میں تجارت کی غرض سے بیرون ملک گیا۔ میں شام میں تھا کہ نبی ﷺ کا مکتوب گرامی ہرقل تک پہنچا۔ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ اسے لے کر آئے تھے۔ انہوں نے بصریٰ کے سربراہ کو یہ مکتوب گرامی دیا۔ اس نے ہرقل کو دیا۔ اب ہرقل نے کہا: جو آدمی نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یہاں اس کی قوم کا کوئی آدمی ہو تو اسے میرے پاس لے آؤ۔ انہوں نے کہا: موجود ہے۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے بلایا گیا، قریش کے کچھ دیگر افراد بھی ساتھ تھے۔ ہم جب ہرقل کے پاس آئے تو اس نے ہمیں اپنے سامنے بٹھالیا اور کہا: تم میں سے اس آدمی کے نسب میں قریب ترین کون ہے......؟ جس کا خیال ہے کہ وہ نبی ہے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں! انہوں نے مجھے اس کے سامنے بٹھا دیا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا اور اس نے اپنے ترجمان کو بلایا اور کہا: کہ اس ابوسفیان سے کہہ دے کہ میں اس سے اس آدمی کے متعلق پوچھنے والا ہوں، جو خود کو نبی خیال کرتا ہے۔ اگر یہ غلط بیان کرے تو یہ اس کے ساتھی اس کی تردید کر دیں۔

---

[1] **حسن:** زوائد الہیثمی: 1/511، الاحاد والمثانی: 447۔ طبرانی اوسط: 4/37۔

تحقیق الحدیث: بشیر بن مہاجر کوفی غنوی صدوق ہے لین الحدیث ہے یہ مسلم کا راوی ہے اس کا ایک ضعیف شاہد ہے۔ (تقر...: 1/125) شاہد کی تفصیل درج ذیل ہے۔ محمد بن یحییٰ باہلی۔ یعقوب بن محمد۔ عن رجل سماہ۔ لیث بن سعد۔ زہری۔ عروہ۔ عائشہ۔ اس سند میں یہ ہے کہ روم کے بادشاہ نے جس کا نام مقوقس تھا۔ اس نے ایک قبطی لونڈی ہدیہ دی جو بادشاہوں کی نسل سے تھی اس کا نام ماریہ تھا ساتھ اس لونڈی کے چچا کا بیٹا بھی دیا تھا جو نوجوان تھا۔ (الآحاد والمثانی: 447/5)

[2] مسلم: 2771

Marfat.com

ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میرا جھوٹ یہ منتقل کر کے کہیں گے، ابوسفیان نے ہرقل کے دربار میں جھوٹ بولا تھا تو میں جھوٹ بولتا۔ اب ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا: اس سے پوچھو! كَيْفَ حَسَبُهُ فِيْكُمْ...؟ ''اس آدمی کا حسب کیسا ہے......؟'' میں نے کہا: هُوَ فِيْنَا ذُوْ حَسَبٍ ''وہ صاحب حسب ہیں۔'' ہرقل نے کہا: فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ...؟ کیا اس کے آباء واجداد میں سے کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے......؟ ابوسفیان نے کہا: نہیں! ہرقل نے کہا:

فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ...؟

''کیا تم نے ان کے نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے انہیں کبھی جھوٹ بولنے کا الزام دیا تھا؟''

ابوسفیان نے کہا: نہیں! ہرقل نے کہا:

أَيَتَّبِعُهُ أَشْرَافُ النَّاسِ أَمْ ضُعَفَاءُهُمْ ...؟

''کیا ان کی اتباع اشراف لوگوں نے کی ہے یا ناتواں قسم کے لوگوں نے......؟''

ابوسفیان نے کہا: ناتواں لوگوں نے اتباع کی ہے۔ ہرقل نے کہا: اس کے پیروکار زیادہ ہو رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں......؟ ابوسفیان نے کہا: زیادہ ہو رہے ہیں۔ ہرقل نے کہا:

هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهِ بَعْدَ أَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ سُخْطَةً لَّهُ ؟

''ان کے دین میں داخلے کے بعد کوئی ناراض ہو کر پھرا بھی ہے یا کہ نہیں......؟''

ابوسفیان نے کہا: نہیں! ہرقل نے کہا: کیا تم نے کبھی ان سے لڑائی کی ہے......؟ ابوسفیان نے کہا: ہاں! ہرقل نے کہا: فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ ...؟ ''تمہاری اس سے لڑائی کیسی رہی......؟''

ابوسفیان نے کہا:

تَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالًا يُّصِيْبُ مِنَّا وَنُصِيْبُ مِنْهُ

''جنگ ڈول کی مانند رہی ہے کبھی انہوں نے ہمیں نقصان پہنچایا اور کبھی ہم نے انہیں نقصان پہنچایا۔''

ہرقل نے کہا: کیا انہوں نے کبھی عہد شکنی کی ہے......؟ ابوسفیان نے کہا: نہیں! اب ہم نے ان سے صلح کی مدت طے کی ہے پتا نہیں کیا کریں گے۔ ابوسفیان کہتے ہیں:

Marfat.com

وَاللهِ ! مَا أَمْكَنَنِيْ مِنْ كَلِمَةٍ أُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهِ

''واللہ! اس بات کے سوا کوئی اور غلط بات کرنے کی جرأت نہ کرسکا۔''

ہرقل نے کہا: فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ کیا انہوں نے جو بات اب کہی ہے اس سے پہلے بھی کبھی کسی نے کہی تھی......؟ ابوسفیان نے کہا: نہیں!

ہرقل نے ان سوالات کے بعد اپنے ترجمان سے کہا: ابوسفیان سے کہہ دو! میں نے تم سے ان یعنی نبی ﷺ کے نسب کے متعلق پوچھا تو تم نے بتایا: أَنَّهُ فِيْكُمْ ذُوْ نَسَبٍ ''وہ صاحب نسب ہیں۔'' وَكَذَالِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِيْ أَحْسَابِ قَوْمِهَا ''پیغمبر اپنی قوم کے اچھے نسب والے ہی ہوا کرتے ہیں۔'' میں نے تم سے پوچھا ہے ان کے بڑوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہے تو تم نے کہا نہیں گزرا۔ اگر کوئی ان کے بڑوں میں بادشاہ گزرا ہوتا تو میں کہتا: یہ ایک ایسا آدمی ہے جو اپنے بڑوں کا ملک لینا چاہتا ہے۔

ہرقل نے کہا: میں نے تم سے پوچھا ہے: ان کے پیروکار اشراف ہیں یا ضعیف ہیں تم نے کہا ہے ضعفا ہیں۔ پیغمبروں کے تابع یہی لوگ ہوتے ہیں۔ ہرقل نے کہا: میں نے تم سے سوال کیا کہ دعوائے نبوت سے پہلے کبھی تم نے انہیں جھوٹ بولتے سنا ہے تم نے کہا ہے نہیں۔

فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبُ فَيَكْذِبُ عَلَى اللهِ

''تو میں نے پہچان لیا تھا کہ جب وہ لوگوں کے سامنے جھوٹ نہیں بولتے تو وہ اللہ تعالیٰ پر بھی جھوٹ نہیں بول سکتے یہ سچے ہیں۔''

ہرقل نے کہا: میں نے تم سے پوچھا ہے کیا ان کے دین سے کوئی ناراض ہو کر مرتد بھی ہوا ہے تم نے بتایا کہ نہیں۔

وَكَذَالِكَ الْإِيْمَانُ إِذَا خَالَطَ بَشَاشَةَ الْقُلُوْبِ

''ایمان کی یہی کیفیت ہوتی ہے کہ جب یہ دلوں میں آجائے تو بشاشت و مسرت پیدا کرتا ہے اور ایمان تکمیلی مراحل طے کرتا ہے۔''

ہرقل نے کہا: میں نے تم سے یہ پوچھا کہ تمہاری لڑائی کی کیا صورت حال رہی ہے تو تم نے بتایا ہے کبھی ان کا نقصان ہوا کبھی تمہارا نقصان ہوا۔ پیغمبروں کی یونہی آزمائش ہوتی ہے آخر انجام کار ان کا ہی اچھا ہوتا ہے۔ ہرقل نے کہا: میں نے تم سے یہ بھی پوچھا ہے کہ انہوں نے کبھی عہد شکنی بھی کی ہے تم نے بتایا کہ نہیں! میں کہتا ہوں: پیغمبر عہد شکن نہیں ہوتے۔ ہرقل نے کہا: میں نے تم سے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ یہ بات ان سے پہلے کسی نے کہی ہے تم نے

Marfat.com

کہا ہے نہیں۔ اگران سے کسی بڑے نے کہی ہوتی تو میں کہتا: رَجُلُ إِئْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ کہ اس آدمی نے پہلے کی نقالی میں یہ بات کہہ دی ہے۔

پھر ہرقل نے ابوسفیان سے کہا: وہ تمہیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں......؟ ابوسفیان نے کہا:

يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّلَةِ وَالْعِفَافِ

''آپ ہمیں نماز پڑھنے، زکوۃ دینے اور صلہ رحمی کرنے اور پاکدامنی کا حکم دیتے ہیں۔''

اب ہرقل نے کہا: اگر وہ کچھ جو تم نے بتایا ہے حق ہے تو پھر فَإِنَّهُ نَبِيٌّ آپ اللہ کے نبی ہیں میں یہ تو جانتا تھا کہ وہ نبی نمودار ہونے والا ہے لیکن مجھے یہ اندازہ نہ تھا کہ وہ تم سے ہوگا۔ اگر میں ان تک رسائی پالوں تو میں ان سے بڑی چاہت سے ملاقات کروں۔ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ اگر میں آپ ﷺ کے پاس ہوتا تو آپ ﷺ کے قدم دھوتا اور میں ایک اہم بات کرنے لگا ہوں: وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهُ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ ان کی فرمانروائی میرے ان قدموں تک پہنچے گی۔

اس کے بعد ہرقل نے رسول اکرم ﷺ کا مکتوب گرامی منگوایا اور اسے پڑھایا جس کا آغاز یوں تھا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ مکتوب گرامی قدر روم کے عظیم بادشاہ ہرقل کی جانب بھیجا گیا ہے۔ سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى ''اس پر سلامتی ہے جو ہدایت کی اتباع کرتا ہے۔'' اما بعد!

فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ ، أَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ

''میں تمہیں دعوتِ اسلام دیتا ہوں۔ اسلام قبول کرلو، سلامتی میں آجاؤ گے۔ اسلام قبول کرو گے تو اللہ تعالیٰ یقیناً تمہیں دہرا اجر دیں گے۔''

اگر تم نے روگردانی کی تو تم پر اپنا بھی اور دیگر عیسائیوں کا بھی گناہ ہوگا اور ساتھ آپ ﷺ نے یہ آیت:

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللهَ... الخ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ تک تحریر فرمائی۔

''کہہ دو! اے اہل کتاب! ایک ایسے کلمے کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم صرف ایک اللہ کی عبادت کریں گے۔ مسلمون تک اس آیت کو تحریر کیا۔''

ہرقل جب مکتوب گرامی کی تلاوت سے فارغ ہوا تو ایوان میں آوازیں بلند ہوئیں اور شور محشر برپا ہوگیا۔

Marfat.com

ابوسفیان کہتے ہیں: ہمیں حکم ہوا اور باہر نکال دیا گیا میں نے ساتھیوں سے کہا کہ محمد ﷺ کا (یہ لوگ آپ کو ابن ابی کبشہ کہتے تھے اس لیے ابوسفیان نے ابن ابی کبشہ کہا تھا) معاملہ تو بہت شہرت پا گیا ہے ان سے تو رومیوں کا فرمانروا بھی خوفزدہ ہے۔ ابوسفیان کہتے ہیں: اس کے بعد ہمیشہ سے مجھے یقین رہا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا دین غالب آئے گا حَتّٰى أَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ ”یہاں تک کہ اللہ نے مجھے دین اسلام میں داخلے کی توفیق دی۔“

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں ہرقل نے روم کے سربرآوردہ لوگوں کو بلا کر ایک کمرے میں اکٹھا کیا اور کہا: اے گروہِ روم! کیا تم رشد وفلاح جو کہ ہمیشہ والی ہے، اس کے طلبگار ہو اور تم چاہتے ہو کہ تمہاری بادشاہت بھی برقرار رہے تو وہ اسی دین میں ہے جس کا پیغام آیا ہے۔ یہ سن کر رومی تو

فَحَاصُوْا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ إِلَى الْأَبْوَابِ

”پھر کر جیسا کہ جنگلی گدھے بھاگتے ہیں دروازوں کی طرف آئے تو وہ بند تھے۔

ہرقل نے کہا: میرے پاس آؤ! وہ آئے تو کہا: إِنِّيْ اخْتَبَرْتُ شِدَّتَكُمْ عَلٰى دِيْنِكُمْ بھائی! کیوں بھڑک اٹھے ہو! میں نے تو آزمایا ہے کہ تم اپنے دین پر کتنی شدت سے کاربند ہو۔ میں نے تمہارے جذبہ حب المذہبی کو بہت پسند کیا ہے۔ یہی میری چاہت تھی۔ اب رومیوں نے اسے سجدہ کیا اور اس سے خوش ہو گئے۔ [1]

✪ سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں کے ایک آدمی نے نبی ﷺ پر جادو کیا۔ آپ ﷺ بیمار ہو گئے تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور آخری دو قل لے کر آئے اور بتایا کہ ایک یہودی آدمی نے آپ ﷺ پر جادو کیا ہے اور یہ جادو کا عمل فلاں کنوئیں میں ہے۔ آپ ﷺ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو وہ جادو زدہ کنوئیں سے (اس عمل کو) لے آئے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا، اس عمل کی گرہیں کھول دی جائیں اور آپ ﷺ نے معوذتین کی آیات پڑھنا شروع کیں۔ یہ پڑھی جا رہی تھیں ادھر گانٹھیں کھلتی جاتی تھیں۔ حتی کہ نبی اکرم ﷺ كَأَنَّمَا أُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ کی طبیعت اتنی ہلکی ہوئی گویا کہ بندھی رسی سے آزادی حاصل ہو گئی ہے۔ نبی ﷺ نے اس یہودی کا جس نے جادو کیا تھا، ذکر تک نہیں کیا نہ ہی آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر کچھ اس کے اثرات نظر آئے تھے۔ [2]

---

[1] بخاری: 4553، مسلم: 1373

[2] **صحیح:** عبد بن حمید: 1/115

تحقیق الحدیث: اعمش ثقہ امام ہے معروف ہے لیکن مدلس ہے۔ اس کا شیخ، یزید بن حبان تیمی کوفی ہے یہ بھی ثقہ تابعی ہے۔ اس نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ (تقریب: 600) اور تہذیب التہذیب: 11/281)

Marfat.com

غزوۂ مؤتہ

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ موتہ میں رسول اکرم ﷺ نے سیّدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو امیر مقرر کیا اور فرمایا:

إِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ وَإِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُاللهِ بْنُ رَوَاحَةَ

''اگر سیّدنا زید رضی اللہ عنہ شہید کر دیے جائیں تو جعفر رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا جائے اور اگر سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو پھر سیّدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنانا۔''

عبداللہ کہتے ہیں: میں بھی اس غزوہ میں شریک تھا۔ ہم نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا تو وہ شہداء میں پائے گئے ان کے جسم میں (90) سے اوپر نیزے اور تیر کے زخم تھے۔ [1]

سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے سیّدنا عبداللہ رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر زید ابن حارثہ کو امیر مقرر کیا اور فرمایا: اگر زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو جعفر رضی اللہ عنہ تمہارے امیر ہوں گے۔ اگر وہ شہید ہو جائیں تو تمہارے امیر عبداللہ بن رواحہ ہوں گے۔ جب یہ دشمن سے ملے تو زید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ پھر جھنڈا جعفر رضی اللہ عنہ نے لیا اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے، پھر جھنڈا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لیا یہ بھی لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس کے بعد جھنڈا سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں فتح دی۔

نبی ﷺ باہر نکل کر لوگوں کے پاس آئے اور اللہ کی حمد وثناء کی اور کہا: إِنَّ إِخْوَانَكُمْ لَقُوا الْعَدُوَّ تمہارے بھائی دشمن سے ملے ہیں۔ زید نے جھنڈا لیا اور لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ انکے بعد جعفر نے جھنڈا لیا۔ وہ بھی لڑتے ہوئے شہید ہو گئے، پھر جھنڈا عبداللہ بن رواحہ نے لیا، وہ بھی لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ پھر جھنڈا اللہ کی تلوار خالد بن ولید نے لیا ہے اللہ نے ان کے ہاتھوں فتح دی ہے۔ تین دن تک آپ ﷺ نے سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ کی خبر نہ لی۔ اس کے بعد ان کے پاس آئے اور کہا: آج کے بعد میرے بھائی پر مت رونا! میرے دونوں بھتیجوں کو بلاؤ!

عبداللہ کہتے ہیں: ہمیں لایا گیا ہماری حالت پرندوں کے بچوں جیسی تھی، یعنی بال بکھرے تھے۔ فرمایا: میرے پاس حجام کو لے کر آؤ۔ حجام آیا تو اس نے ہمارے سر مونڈے اور آپ ﷺ نے فرمایا: میرا بھتیجا محمد

---

[1] بخاری: 4261

Marfat.com

ہمارے چچا ابوطالب سے مشابہت رکھتا ہے اور عبداللہ میری شکل وشباہت پر اور میرے اخلاق پر ہے۔ پھر میرا ہاتھ پکڑا اور لہرایا اور کہا:

اَللّٰهُمَّ اخْلُفْ جَعْفَرًا فِيْ أَهْلِهِ وَبَارِكْ لِعَبْدِاللّٰهِ فِيْ صَفْقَةِ يَمِيْنِهِ

''اے میرے اللہ! جعفر کے گھر میں اس کا نائب بنادے اور عبداللہ کی تجارت میں برکت کر دے۔''

یہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ کہا: عبداللہ کہتے ہیں: ہماری امی آئیں اور آپ کے لیے ہماری یتیمی کا ذکر کیا اور آپ کے سامنے زبردستی خوشی کا اظہار کرنے لگیں۔ دل میں غم تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

أَلْعَيْلَةَ تَخَافِيْنَ عَلَيْهِمْ وَأَنَا وَلِيُّهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

''تم محتاجی سے ڈرتی ہو۔ میں دنیا و آخرت میں ان کا سرپرست ہوں۔''

بچوں کی فکر مت کرو۔ [1]

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب زید بن حارثہ اور جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی اطلاع آئی تو نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر حزن وملال نمایاں تھا اور میں نے دروازے کی درز سے جھانکا، آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: اللہ کے رسول! جعفر کی خواتین رو رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ انہیں روکو! وہ گیا پھر آیا اور کہا: میں نے انہیں روکا ہے لیکن وہ نہیں مان رہیں۔ آپ ﷺ نے پھر اسے حکم دیا وہ گیا پھر آیا اور کہا: میں نے انہیں روکا ہے وہ نہیں مان رہیں۔ وہ ہم پر غالب ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: فَاحْثُ فِيْ أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ ''ان کے منہ میں مٹی ڈالو''

سیّدہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو جس لشکر میں بھی بھیجا ہے انہیں امیر مقرر کرتے تھے اگر آج زید زندہ ہوتے تو رسول اکرم ﷺ انہیں خلیفہ مقرر کرتے۔ [2]

---

[1] سندہ صحیح: احمد: 1750۔ طبرانی کبیر: 2/105، حاکم: 3/337، سنن کبریٰ نسائی: 5/180

تحقیق الحدیث: انہوں نے بھی احمد والی سند سے بیان کیا ہے تفصیل درج ذیل ہے۔ وہب بن جریر بن حازم بن زید، ابوعبداللہ ازدی مصری ثقہ ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 585) اس کا والد بھی ثقہ ہے۔ (تقریب: 138) محمد بن عبداللہ بن ابی یعقوب تمیمی ضبی۔ اس نے حسن بن سعد مولیٰ حسن بن علی سے بیان کیا ہے اور اس سے جریر بن حازم نے بیان کیا ہے۔ (تہذیب: 9/253) یہ ثقہ ہے (تقریب: 490) اس کا شیخ حسن بن سعد بن معبد ھاشمی مولیٰ کوفی بھی ثقہ ہے (تقریب: 161)

[2] سندہ جید: ابن ابی شیبہ: 6/392، حاکم: 3/238، سنن نسائی کبریٰ: 5/52، احمد: 24313

تحقیق الحدیث: محمد بن عبید۔ وائل (زوائد احمد: 6/281) سعید بن محمد وراق۔ وائل بن داؤد تیمی کوفی ثقہ ہے (تقریب: 580) اس کا شیخ البہی ثقہ تابعی ہے یہ سند متصل ہے (مسلم: 2536) آگے سند ہے۔ سدی۔ عبداللہ البہی۔ عائشہ۔

Marfat.com

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کچھ واقعات بیان کر رہے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کر رہے تھے۔ اسی دوران عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جو آپ کی شان میں اشعار کہے تھے ان کا حوالہ دیتے ہوئے کہا: تمہارے بھائی عبداللہ بن رواحہ نے غلط تو نہیں کہا بلکہ اس میں نہایت ہی معقولیت ہے اور ان کے یہ اشعار پڑھے۔

وَفِينَا رَسُوْلُ اللهِ يَتْلُو كِتَابَهُ
إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِّنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ

''ہمارے درمیان اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اس وقت تلاوت کرتے ہیں جب فجر نمودار ہوتی ہے۔''

أَرَانَا الْهُدٰى بَعْدَ العِمٰى فَقُلُوْبُنَا
بِهِ مُوْقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ

''آپ نے ہمیں راہِ ہدایت دکھائی جب کہ پہلے ہم اس سے ناآشنا تھے اور ہمارے دلوں کو آپ کے فرمان پر یقین ہے کہ جو آپ نے کہا ہے وہ ضرور واقع ہوگا۔''

يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ
إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِيْنَ الْمَضَاجِعُ

''آپ رات کو اپنے بستر سے پہلو علیحدہ رکھتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں جبکہ مشرکوں کے بستر اس وقت نیند سے بوجھل ہوتے ہیں۔''

خالد بن شمیر بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن رباح ہمارے پاس آئے تو لوگ ان کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شاہسوار ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیش الامراء کا دستہ بھیجا اور انہیں حکم دیا زید بن حارثہ کو امیر بنانا اگر یہ شہید ہو جائیں تو جعفر کو امیر بنانا اگر یہ شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ انصاری کو امیر مقرر کرنا۔ جعفر رضی اللہ عنہ فوراً کر بولے: اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے اس بات پر خوف ہے کہ آپ مجھ پر زید رضی اللہ عنہ کو امیر بنا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِمْضُوْا فَإِنَّكَ لَا تَدْرِيْ أَيَّ ذَالِكَ خَيْرٌ

''چلو! تمہیں علم نہیں کیا چیز بہتر ہے۔''

لشکر چل پڑا! اللہ کی جتنی مرضی تھی وہ اتنی دیر ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر براجمان

Marfat.com

ہوئے اور حکم دیا کہ کہا جائے نماز کے لیے جمع ہو جاؤ۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اس لشکر کے بارے میں بتاؤں یہ دشمن سے ملے ہیں۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے ان کے لیے استغفار کرو۔ لوگوں نے ان کے لیے استغفار کیا۔ اس کے بعد جھنڈا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لیا ہے انہوں نے دشمن قوم پر سخت حملہ کیا ہے حتی کہ وہ بھی شہید ہو گئے۔ میں ان کی شہادت پر گواہ ہوں۔ فَاسْتَغْفِرُوْا لَهُ ''ان کے لیے استغفار کریں۔'' اس کے بعد جھنڈا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لیا ہے وہ بہت ثابت قدمی سے لڑے ہیں حتی کہ وہ بھی شہید ہو چکے ان کے لیے استغفار کریں۔ اب جھنڈا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لیا ہے۔ اب امراء نہیں رہے۔ انہوں نے خود ہی امارت حاصل کر لی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنی دو انگلیاں بلند کیں اور کہا:

اَللّٰهُمَّ هُوَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِكَ فَانْصُرْهُ

''اے میرے اللہ! یہ تیری تلوار ہے اس کی مدد فرما۔''

اس دن سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا نام سیف اللہ پڑ گیا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا:

إِنْفِرُوْا فَامِدُّوْا إِخْوَانَكُمْ وَلَا يَتَخَلَّفَنَّ أَحَدٌ

''نکلو اپنے بھائیوں کی مدد کرو ایک بھی پیچھے نہ رہے۔''

اس کے بعد لوگ گرمی کے باوجود پیدل اور سوار ہو کر نکل پڑے۔ [1]

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بھی ان مسلمانوں میں سے تھا جو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ موتہ کے لیے گئے تھے۔

جب یہ مسلمانوں کو لے کر گئے تو میرے ساتھ یمن کا ایک آدمی بطورِ معاون روانہ ہوا۔ اس کے پاس صرف ایک تلوار تھی۔ ایک مسلمان نے اونٹ ذبح کیا تو اس معاون نے اس سے چمڑے کا ایک ٹکڑا مانگا۔ اس نے دے دیا تو اس معاون نے ڈھال بنالی۔ ہم چلتے رہے حتی کہ روم کی جماعتوں سے ہماری جنگی ملاقات ہوئی۔ ان میں ایک آدمی تھا جو سرخ گھوڑے پر سوار تھا اور اس کی زین سنہری تھی اور اس کے ہتھیاروں پر بھی سونے کا پانی لگا ہوا تھا

---

[1] **سندہ قوی:** احمد: 22551۔ ابن ابی شیبہ: 7/412، ابن حبان: 15/522، سنن کبریٰ: 5/69

تحقیق الحدیث: عبداللہ بن رباح انصاری۔ ابو خالد مدنی ہے۔ بصرہ میں رہائش پذیر تھا۔ ثقہ ہے۔ (تقریب: 302) اس کا شاگرد خالد بن سمیر سدوسی بصری تابعی ہے۔ یہ صدوق ہے تھوڑا سا وہم کر جاتا ہے یہ حسن الحدیث (تقریب: 188) اور اسود بن شیبان سدوسی بصری۔ اس کی کنیت ابو شیبان ہے ثقہ ہے اور عابد ہے (تقریب: 111)

Marfat.com

اور مسلمانوں کے خلاف اشتعال پیدا کر رہا تھا۔ وہ معاون آدمی جو یمن سے آیا تھا، وہ ایک چٹان کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا۔ وہ رومی اس یمنی کے قریب سے گزرا تو اس نے تلوار مار کر اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں جس کی وجہ سے وہ گر پڑا۔ یہ اس پر چڑھ گیا اور اس رومی کو قتل کر دیا۔ اس کا گھوڑا اور ہتھیار اس نے سمیٹ لیے۔ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کیا تو سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس سے وہ مال اپنے قبضے میں لے لیا۔

سیّدنا عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا:

أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى بِالسَّلَبِ لِلْقَاتِلِ

''کیا آپ جانتے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مال سلب اسے دینے کا فیصلہ کیا ہے جس نے کافر کو قتل کیا ہے۔''

انہوں نے کہا: درست ہے! لیکن میرے خیال کے مطابق یہ مال اس یمنی کے لیے بہت زیادہ ہے۔ میں نے کہا: اسے واپس دے دو، وگرنہ میں اس سے رسول اکرم ﷺ کو ضرور آگاہ کروں گا۔ انہوں نے مال واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ عوف رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں ہم رسول اکرم ﷺ کے پاس اکٹھے ہوئے تو میں نے آپ ﷺ سے یمنی معاون کا واقعہ سنایا اور جو خالد رضی اللہ عنہ نے کیا تھا وہ بھی بتایا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خالد! تم نے ایسا کیوں کیا......؟ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے یہ مال اس کے لیے زیادہ تصور کیا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: خالد! رُدَّ عَلَيْهِ مَا أَخَذْتَ مِنْهُ ''جو لیا ہے اسے واپس کر دو۔''

عوف کہتے ہیں: میں نے خالد سے کہا: اب اچھے رہے ہو؟ لے لو مال! میں نے وعدہ پورا کر دکھایا ہے، یعنی خالد کو طعنہ زنی کی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا ہوا ہے......؟ میں نے بتایا کہ خالد کو میں نے طعنہ سا دیا ہے کہ تم یہ مال رکھنا چاہتے تھے......؟ بتاؤ! اب رکھ لیا ہے؟ یہ سن کر رسول اکرم ﷺ غضبناک ہو گئے اور فرمایا: خالد! نہ دینا!

هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْا أُمَرَآءَ لِيْ لَكُمْ صَفْوَةُ أَمْرِهِمْ وَعَلَيْهِمْ كُدْرَةُ

''کیا تم میرے لیے امراء کی جان بخشی نہیں کر سکتے؟ ان کی کارگزاریوں کے فوائد تو تم سمیٹ لو جبکہ تلخیاں ان کے لیے ہوں۔''

یعنی میرے امراء کے متعلق صاف دلی ہی رہنے دو ان سے بدظنی نہ کرو۔ [1]

---

[1] صحیح: احمد: 23997؛ مسلم: 1753۔

تحقیق الحدیث: زہیر بن حرب۔ ولید بن مسلم۔ صفوان بن عمرو۔ عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر۔ عن ابیہ۔ عوف بن مالک اشجعی۔

Marfat.com

۞ عباد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میرے رضاعی باپ نے بیان کیا ان کا تعلق بنومرہ بن عوف سے تھا۔ یہ بھی غزوۂ موتہ میں تھے۔ انہوں نے کہا: وَاللّٰهِ لَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى جَعْفَرٍ "واللہ! گویا کہ میں اب بھی سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہا ہوں۔" جب وہ اپنے سرخ گھوڑے پر میدان میں داخل ہوئے پھر اس کی کونچیں کاٹ دیں اور لڑے حتی کہ جام شہادت نوش کرلیا اور وہ یہ کہہ رہے تھے:

يَا حَبَّذَا الْجَنَّةُ وَاقْتِرَابُهَا
طَيِّبَةٌ وَّ بَارِدًا شَرَابُهَا

"کتنی اچھی جنّت ہے جو بالکل قریب ہے، جو بہت ہی عمدہ ہے اور اس کا آب وشراب کتنا ہی ٹھنڈا ہے۔"

وَالرُّوْمُ قَدْ دَنَا عَذَابُهَا
كَافِرَةٌ بَعِيْدَةٌ أَنْسَابُهَا

"رومیوں کے عذاب کا وقت قریب آچکا ہے، یہ کافر ہیں ان کا نسب بھی بہت دور کا ہے۔

عَلَيَّ إِذَا لَاقَيْتُهَا ضِرَابُهَا

"جب ان سے میری جنگی ملاقات ہوگی تو میرا فرض ہے کہ انہیں تلوار سے ماروں۔"

جب جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علم تھام لیا اور آگے بڑھے وہ بھی اپنے گھوڑے پر تھے، اس سے اترنا چاہتے تھے اور کچھ تردّد میں نظر آرہے تھے پھر کہنے لگے:

أَقْسَمْتُ يَا نَفْسُ لَتَنْزِلِنَّهْ
لَتَنْزِلِنَّ أَوْ لَتُكْرِهِنَّهْ

"اے میری جان! میں نے قسم کھائی ہے تو میدان کے لیے گھوڑے سے ضرور نیچے اترے گی ضرور اترے گی خواہ خوشی سے اترے یا جبرًا اترے۔"

إِنْ أَجْلَبَ النَّاسُ وَ شَدُّوْا الرَّنَّهْ
مَا لِيْ أَرَاكِ تَكْرَهِيْنَ الْجَنَّةْ

"اگرچہ لوگ کھینچ کر لائے جاتے ہیں اور سخت آہ وزاری کرتے ہیں۔ اے جان! تجھے کیا ہوا کہ تو جنّت کو ناپسند کررہی ہے۔"

Marfat.com

قَدْ طَالَ مَا قَدْ كُنْتِ مُطْمَئِنَّةً

هَلْ أَنْتِ إِلَّا نُطْفَةٌ فِيْ شَنَّهْ

''اے جان! عرصہ دراز سے تو مطمئن ہے تیری مقدار تو اتنی ہے جتنا مشک میں پانی کا قطرہ ہے۔''

يَا نَفْسُ إِلَّا تُقْتَلِيْ تَمُوْتِيْ

هٰذَا هَمَامُ الْمَوْتِ قَدْ صَلِيْتِ

''اے جان! اگر تو شہید نہ ہوئی تب بھی مرنا تو ہے ہی، یہ موت تیرے پیچھے لگی ہے۔''

وَمَا تَمَنَّيْتِ فَقَدْ أُعْطِيْتِ

إِنْ تَفْعَلِيْ فِعْلَهُمَا هُدِيْتِ

جو بھی تو تمنا کرے گی وہ تجھے عطا ہوگا۔ اگر تو ان جیسا یعنی جعفر اور عبداللہ جیسا کارنامہ سرانجام دے گی تو تجھے ہدایت مل گئی۔''

پھر گھوڑے سے اترے تو ان کے پاس ان کا چچا کا بیٹا آیا۔ اس نے گوشت والی ہڈی دی جو پکی ہوئی تھی اور کہا: شُدَّ بِهٰذَا صُلْبَكَ ۔ بھائی! یہ کھا کر کچھ کمر مضبوط کرلو۔ ان دنوں میں آپ نے کافی فاقے کاٹے ہیں۔ انہوں نے وہ اس کے ہاتھ سے لی اور اسے نوچا تو لوگوں کے ایک کونے سے شکست کی ایک آواز کو سنا اور پھر خود کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو دنیا میں مگن ہے اور فوج کا دستہ بکھر رہا ہے۔ اس کے بعد وہ ہڈی پھینک دی اور تلوار لی۔ آگے بڑھے اور شہید ہو گئے۔ ان کے بعد ثابت بن اقرم جو کہ بنو عجلان سے تھے، انہوں نے جھنڈا لیا اور کہا:

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ إِصْطَلِحُوْا عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ

''مسلمانو! کسی ایک آدمی کو امیر بنانے پر اتفاق کرلو۔''

انہوں نے کہا: ہم تم پر اتفاق کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: میں تو امیر نہیں بنوں گا۔ آخر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر اتفاق ہوا۔ جب انہوں نے جھنڈا لیا اور قوم کا دفاع کیا اور ان میں گھس گئے پھر سمٹ گئے اور کافر لوگ ان سے دور ہٹ گئے اور یہ مسلمانوں کو لے کر واپس آئے۔ [1]

---

[1] **سندہ صحیح :** سیرت ابن اسحٰق: 5/28

تحقیق الحدیث: یحییٰ ثقہ ہے یہ اپنے والد کا خلیفہ ہے۔ دارقطنی کہتے ہیں: یحییٰ بن عباد اور اس کا باپ عباد بھی دونوں ثقہ ہیں۔ (تہذیب: 11/205)

Marfat.com

سیّدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب میرے ابا جان سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع آئی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَإِنَّهُ قَدْ جَآءَهُمْ مَا يُشْغِلُهُمْ

''آل جعفر کے لیے کھانا تیار کرو انہیں ایسی المناک خبر پہنچی ہے جس نے انہیں ہر چیز سے بے خبر کر دیا ہے۔'' [1]

سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو رسول اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اسماء! لَا تَقُوْلِيْ هُجْرًا وَلَا تَضْرِبِيْ صَدْرًا ''کوئی غلط بات نہ کہنا نہ ہی سینہ کوبی کرنا۔'' اسی دوران سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور جعفرؓ پر رونے لگیں۔ پھر کہنے لگیں۔ یَابْنَ عَمَّاهْ! ہائے میرے چچا کے بیٹے! تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جعفر جیسے عظیم انسان پر رونے والی کو رونا چاہیے۔ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ اپنے گھر کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: آلِ جعفر کے لیے کھانا تیار کرو آج کے صدمے میں یہ ہر چیز بھول گئے ہیں۔ سیّدنا عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما نے سودہ بنت حارثہ سے بیان کیا ہے یہ سودہ عمرو بن حزم کی اہلیہ تھیں یہ کہتی ہیں جب کوئی فوت ہو جاتا تو لوگوں سے کہا جاتا تھا کہ میت والوں کے لیے کھانا تیار کیا جائے اسی سلسلے میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آلِ جعفر کے لیے کہا تھا۔ [2]

تنبیہ: اس کی سند میں راوی بظاہر ساقط لگتا ہے۔

ابن اسحٰق نے بھی اسی اوپر والی حدیث کے مفہوم میں سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے ہی روایت بیان کی ہے۔

---

[1] **درجته حسن و سنده ضعيف:** ترمذی: 998، حمیدی: 1/247، احمد: 1751، ابوداؤد: 3132، ابن ماجہ: 1610، بیہقی: 4/61، دارقطنی: 2/87، ابن راہویہ: 5/41، ابویعلیٰ: 12/173، عبدالرزاق: 3/550، طبرانی کبیر: 2/108، حاکم: 1/527]

تحقیق الحدیث: ان سب نے خالد بن سارہ مخزومی کی سند سے بیان کیا ہے یہ عبداللہ بن جعفر کا دوست تھا۔ خالد بن سارہ مخزومی اسے خالد بن عبید بن سارہ بھی کہا جاتا ہے صدوق ہے۔ (تقریب: 188) یہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے لیکن رجال کی دیگر کتابوں میں اس کی توثیق نہیں کی گئی بلکہ یہ خاموش ہیں صرف ابن حبان نے کہا ہے یہ خالد عبداللہ بن جعفر سے بیان کرتا ہے اور اس سے اس کا بیٹا جعفر بن خالد بیان کرتا ہے اور ابن حبان کی خاموشی کسی راوی کی توثیق اعتبار نہیں کی جاتی۔ (ابن حبان: 6/264، جنہوں نے خاموشی اختیار کی ہے خالد کے بارے میں توثیق نہیں کی وہ درج ذیل کتابیں ہیں۔ الجرح والتعدیل: 3/335، لسان المیزان: 7/207، تہذیب الکمال: 8/78، تہذیب التہذیب: 3/81، تاریخ کبیر: 3/153) تاہم عبدالرزاق نے اہل مدینہ کے ایک آدمی سے اور اس نے عبداللہ بن ابوبکر سے اس نے اپنی امی اسماء بنت عمیس سے اسے بیان کیا یہ حسن سند ہے۔

ایک غلطی کا ازالہ: امام شافعی رحمہ اللہ نے اس طرح سند بیان کی ہے کہ سفیان بن عیینہ جعفر بن محمد، عن ابیہ عبداللہ بن جعفر۔
یہاں راوی کو شاید وہم ہوا ہے اس میں جعفر جو مشہور امام ہیں وہ نہیں روایت کر رہے یہ خالد بن سارہ کے بیٹے جعفر ہیں یہ بھی ثقہ ہیں۔ (مسند شافعی: 1/361)

[2] **فی إسناده سقط:** عبدالرزاق: 3/550

Marfat.com

اس کے آخر میں ہے عبداللہ بن ابی بکر نے کہا ہے کہ میت والے گھر والوں کو کھانا کھلانا شروع سے ایک طریقہ بن گیا تھا اور لوگ حدیث سمجھ کر اس پر عمل کرتے رہے ہیں۔ اب چھوڑ دیا گیا ہے (اس کا درجہ حسن ہے) ابن ماجہ: 514/1۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ اس میں امّ عیسیٰ خزاعیہ ہے اس کا حال نامعلوم ہے (تقریب: 758) اس کی اسناد قوی نہیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں امّ عون بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب اسے امّ جعفر بھی کہا جاتا ہے یہ مقبولہ ہے جب اس کی متابعت ہو بہر صورت ماقبل والی حدیث کی وجہ سے اس حدیث کی سند حسن ہے۔

۞ الکامل فی ضعفاء الرجال (410/3) میں بھی حدیث ہے اس کا درجہ حسن ہے، اس کے دو راوی جو کہ صباح کے بیٹے ہیں ضعیف ہیں۔ ابن عدی نے اس کے متعلق خود لکھا ہے۔ غریب جدًا۔ اس سند کے ساتھ بہت غریب ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے ابن عیینہ، جعفر بن خالد عن ابیہ۔ عبداللہ بن جعفر۔ یہ اس میں سعید بن صباح کے متعلق آتا ہے یہ کثیر الحدیث نہیں۔ امید ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ ایک راوی ورقاء عمر یشکری ہے جو کہ ابو بشر کوفی ہے جو مدائن میں اترا تھا۔ صدوق ہے (تقریب: 580)

۞ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوئی۔ ان کی بہن رونے لگیں۔ اور کہنے لگیں: وَاجَبَلَاهْ ! ہائے میرے پہاڑ جیسے بھائی! جب انہیں ہوش آیا تو کہنے لگے:

مَا قُلْتِ شَيْئًا إِلَّا قِيلَ لِيْ أَنْتَ كَذَالِكَ [1]

''بہن! تو نے مجھے جو بھی کہا ہے وہ مجھے کہا گیا ہے کیا تو وہی ہے جو تیری بہن کہہ رہی ہے۔

اس سے آگے حدیث کا یہ حصہ بھی ہے کہ جب عبداللہ فوت ہو گئے تو پھر بہن نہیں روئی تھی۔ (حوالہ مذکور)

۞ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی میت پر کھڑے ہو کر دیکھا اور میں نے نیزے، تلوار کے (50) زخم شمار کیے۔ ان میں سے ایک بھی کمر پر نہ تھا، سب سامنے تھے۔ [2]

۞ سالم بن ابو جعد بیان کرتے ہیں کہ مؤتہ کے یہ شہداء نبی ﷺ کو خواب میں دکھائے گئے۔ سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ دو پروں کے ساتھ ہیں اور خون میں لت پت ہیں اور زید رضی اللہ عنہ ان کے سامنے تخت پر ہیں اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہ

---

[1] بخاری: 4267

[2] بخاری: 4260

Marfat.com

ان دونوں کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ [1]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ مَلَكًا يَطِيْرُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ بِجَنَاحَيْنِ فِي الْجَنَّةِ ''وہ فرشتہ بن گئے ہیں اور اپنے دونوں بازوؤں کے ساتھ وہ جنّت میں اڑان لے رہے ہیں۔'' [2]

اسماعیل عن رجل (ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں) کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے جعفر رضی اللہ عنہ کو جنّت میں دیکھا ہے ان کے دونوں بازو اور قدم خون میں لت پت تھے۔ [فضائل صحابہ احمد: 890/2] اس میں راوی مجہول ہے تاہم پہلی حدیث کی وجہ سے یہ حسن ہے۔

عامر بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب ابن جعفر رضی اللہ عنہ کو سلام کرتے تو کہتے:

أَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ!

''اے دو بازوؤں والے کے بیٹے! تم پر سلام ہو۔'' [3]

ترمذی: 654/5 میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جعفر رضی اللہ عنہ کو جنّت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے دیکھا ہے۔ ترمذی نے کہا ہے: یہ غریب ہے عبداللہ بن جعفر والی حدیث کو یحییٰ بن معین وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ عبداللہ بن جعفر، علی بن مدینی کا والد ہے۔ (درجتہ حسن) وسندہ ضعیف۔ جیسا کہ ترمذی نے کہا ہے یہ عبداللہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں عبداللہ بن جعفر نجیح سعدی۔ مولیٰ۔ ابو جعفر مدینی جو کہ علی بصری کا والد ہے۔ اس کی اصل مدینہ سے ہے یہ ضعیف ہے یہ منفرد نہیں۔ اس کی ایک آدمی نے تائید کی ہے جس میں ضعف ہے یہ تائید صحیح (ابن حبان: 521/15) میں موجود ہے۔ جو کہ درج ذیل ہے یحییٰ بن نصر۔ حدثنی ابی یحییٰ بن نصر بن حاجب القرشی۔ عاصم احول، هلال بن خباب۔ ثور بن یزید۔ یہ اہل مرو میں شمار ہوتا ہے۔ اس سے

---

[1] **حسن سندہ ضعیف:** ابن ابی شیبہ: 209/4۔ طبرانی کبیر: 107/2، الاحاد والمثانی: 276/1] یہ سند مرسل ہے۔
تحقیق الحدیث: ابن شیبہ کا شیخ ثقہ ہے، حافظ اور فاضل ہے۔ (تقریب: 587) اور اس کا شیخ قطبہ بن عبدالعزیز بن سیاہ کوفی صدوق ہے۔ (تقریب: 455) اور عدی ثقہ ہے۔ (تقریب: 388) اور سالم بن ابی جعد کوفی مشہور ہے ارسال زیادہ کرتا ہے، یعنی کبار صحابہ رضی اللہ عنہم سے مرسل روایات بیان کرتا ہے۔ (جامع التحصیل: 179) تاہم اس کا درج ذیل شاہد ہے۔

[2] **سندہ ضعیف وھو حسن بما قبلہ:** ابویعلی: 11/350
تحقیق الحدیث: ضعف کی وجہ۔ عبداللہ بن جعفر بن نجیح ہے یہ ضعیف ہے (تقریب: 1/298) پہلی اور بعد والی حدیث کی وجہ سے یہ حسن ہے۔

[3] بخاری: 4264

Marfat.com

ابراہیم بن سعید جوہری۔ احمد بن سیار اور ایک جماعت نے بیان کیا ہے۔ ابوزرعہ کہتے ہیں: لیس بشیء۔ ابن عدی کہتے ہیں: یہ حسن احادیث روایت کرتا ہے مجھے امید ہے لا بأس بہ، مہنا کہتا ہے میں نے احمد بن حنبل سے سوال کیا تو انہوں نے کہا یہ جہمی تھا۔ ابوحاتم کہتے ہیں: انہوں نے اسے کمزور قرار دیا ہے اس کا والد اگر اس کی مخالفت نہ کی جائے تو حسن ہے۔ [1]

مستدرک حاکم: 42/3 میں سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ اضافہ ہے کہ جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر جبریل علیہ السلام نے دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جعفر رضی اللہ عنہ کو دو پر لگا دیئے ہیں جن کے ساتھ وہ فرشتوں کے ساتھ اڑان لے رہے ہیں۔ (درجتہ حسن) لیکن اس کی سند میں خطا ہے درست وہی ہے جو پیچھے ابن ابی شیبہ والی سند گزری ہے۔

سیّدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: میں محو خواب تھا، دو آدمی آئے اور مجھے بازوؤں سے پکڑا اور نہایت ہی مشکل پہاڑ پر مجھے لے گئے اور کہا: چڑھو! میں نے کہا: میں اس پر چڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ انہوں نے کہا: آپ چڑھنا شروع کریں ہم آپ کے لیے آسان کر دیں گے۔ میں نے چڑھنا شروع کر دیا حتی کہ میں پہاڑ کے درمیان پہنچ گیا تو اچانک میں نے سخت ترین آوازیں سنیں۔ میں نے کہا: یہ آوازیں کیسی ہیں......؟ انہوں نے کہا: هٰذَا عُوَاءُ أَهْلِ النَّارِ ''یہ دوزخیوں کی چیخ وپکار ہے۔'' مجھے پھر لے کر چل پڑے۔ میں نے ایک قوم دیکھی جو اپنی ایڑیوں کے بل لٹکی ہوئی ہے ان کی باچھیں پھٹی ہوئی ہیں جن سے خون بہہ رہا ہے۔ میں نے کہا: یہ کون ہیں......؟ انہوں نے کہا:

هٰؤُلَآءِ الَّذِيْنَ يُفْطِرُوْنَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ

''یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ وقت پر نہیں افطار کرتے۔''

میں نے کہا: یہود ونصاریٰ ناکام ہوئے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مجھے وہ پھر لے کر چلے تو میں نے ایک قوم کو دیکھا وہ سخت پھولے ہوئے ہیں اور بدترین بدبودار ہیں اور بہت ہی برے منظر والے ہیں میں نے کہا: یہ کون ہیں......؟ انہوں نے کہا: یہ کفار کے مقتول ہیں۔ پھر مجھے ایک اور قوم کے پاس لے کر گئے۔ یہ سخت ترین پھولے ہوئے تھے اور بدترین بدبودار تھے ایسے ان کی بدبو تھی جیسا کہ لیٹرینوں سے اٹھتی ہے میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ زانی مرد اور زانیہ خواتین ہیں۔ مجھے پھر لے گئے میں نے دیکھا کہ کچھ خواتین ہیں ان کی چھاتیوں کو سانپ ڈس رہے ہیں میں نے کہا: یہ کون ہیں......؟ کہا: یہ وہ ہیں جو اپنی اولاد کو دودھ پینے سے روکتی تھیں۔ مجھے پھر لے کر چلے۔

---

[1] لسان المیزان: 278/6

Marfat.com

میں نے کچھ بچے دیکھے ہیں يَلْعَبُوْنَ بَيْنَ نَهْرَيْنِ وہ دونہروں کے درمیان کھیل رہے ہیں۔ میں نے کہا: یہ کون ہیں......؟ انہوں نے کہا: یہ ایمانداروں کے بچے ہیں۔

انہوں نے پھر چھلانگ لگائی تو میں نے تین افراد کو دیکھا کہ وہ شرابِ طہور پی رہے ہیں۔ میں نے کہا: یہ کون ہیں......؟ انہوں نے کہا: یہ جعفر، زید اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم ہیں وہ پھر مجھے لے کر جست لگاتے ہیں، تین افراد اور ہیں میں نے کہا: یہ کون ہیں......؟ انہوں نے کہا: یہ ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں اور یہ تینوں بزرگ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ [1]

عبدالرحمٰن بن جبیر اپنے باپ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موتہ کے دن والے شہداء پر شدید گھبراہٹ کا شکار ہوئے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: دجال تم جیسی قوم کو ضرور پائے گا۔ ہوسکتا ہے وہ تم سے بہتر ہوں جن کو وہ پائے۔ یہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین مرتبہ کہا اور فرمایا:

وَلَنْ يُخْزِيَ اللهُ أُمَّةً أَنَا أَوَّلُهَا وَعِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ آخِرُهَا

''اس امت کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہ کریں گے جس کے اوّل میں مَیں ہوں اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اس کے آخر میں ہیں۔'' [2]

غزوہ ذات السلاسل

سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے پیغام بھیجا۔ میں حاضر ہوا تو فرمایا:

خُذْ عَلَيْكَ ثِيَابَكَ وَسَلَاحَكَ ثُمَّ ائْتِنِيْ

''اپنا لباس اور ہتھیار لے کر میرے پاس آؤ''

---

[1] **سندہ صحیح**: ابن خزیمہ: 3/237، ابن حبان: 16/536، بیہقی: 4/216، طبرانی کبیر: 8/157، حاکم: 2/228

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر ازدی۔ ابوعتبہ شامی دارانی ثقہ ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 353) اس کا شیخ سلیم بن عامر کلاعی۔ اسے خبائری کہا جاتا ہے کنیت ابویحییٰ حمصی ہے یہ ثقہ ہے مسلم کا راوی ہے (تقریب: 249)

[2] **سندہ صحیح**: حاکم: 3/43

تحقیق الحدیث: عبدالرحمٰن بن جبیر حضرمی حمصی ثقہ ہے۔ (تقریب: 338) اس کا شاگرد صفوان بن عمرو بن ھرم سکسکی ابوعمرو الحمصی ہے یہ بھی ثقہ ہے۔ (تقریب: 277) اور عیسیٰ بن یونس بن ابی اسحٰق سبیعی ثقہ ہے۔ (تہذیب: 8/212) اور زکریا بن عدی بن صلت تیمی مولیٰ، ابویحییٰ کوفی ثقہ ہے۔ جلیل القدر ہے (تقریب: 216) اور اس کا شاگرد محمد بن شاذان ابوبکر جوہری بغدادی ثقہ ہے۔ (تقریب: 483)

[یادرہے! قال الذهبي ذامرسل وهو خبر منكر المستدرك: 4351، وانظر: السلسلة الضعيفة: 5099]

Marfat.com

میں یہ لے کر جب آیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام وضو کر رہے تھے۔ میرے اوپر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گہری نظر ڈالی، پھر سر جھکایا اور فرمایا: میں تمہیں اس لشکر کا امیر بنا کر بھیجنا چاہتا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ تمہیں سلامتی دیں گے اور مالِ غنیمت بھی دیں گے اور

وَأَرْغَبُ لَكَ مِنَ الْمَالِ رَغْبَةً صَالِحَةً

''میں یہ چاہتا ہوں اور مجھے بہت ہی چاہت ہے کہ میں تمہیں اچھا مال دوں۔''

میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میں مال کی خاطر مسلمان نہیں ہوا۔ میں تو اپنی چاہت سے اسلام لایا ہوں اور دوسری میری تمنا یہ ہے کہ مجھے رسول اکرم ﷺ کی رفاقت رہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

يَا عَمْرُو نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلْمَرْءِ الصَّالِحِ

''عمرو! اچھا اور حلال مال نیک آدمی کے لیے ایک عمدہ نعمت سے کم نہیں۔'' [1]

۞ حارث بن یزید بکری کہتے ہیں: میں مدینے آیا اور مسجد میں داخل ہوا تو وہ مسجد لوگوں سے بھری پڑی تھی اور سیاہ جھنڈے لہرائے گئے تھے اور سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ تلوار لٹکائے ہوئے تھے اور رسول اکرم ﷺ کے سامنے کھڑے تھے۔ میں نے پوچھا: لوگوں کا کیا معاملہ ہے......؟ انہوں نے کہا: يُرِيْدُ أَنْ يَّبْعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَجْهًا ''کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارادہ ہے کہ سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو کسی جانب جنگ کے لیے روانہ کریں۔'' [2]

۞ رافع بن عمرو طائی بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو ذات السلاسل

---

[1] **سندہ صحیح:** احمد: 17763، الادب المفرد للبخاری: 229، بیہقی فی الشعب: 2/91، ابن حبان: 8/6، حاکم: 2/257]

تحقیق الحدیث: مسعر بن کدام بن ظہر ھلالی۔ ابوسلمہ کوفی۔ یہ ثقہ، ثبت اور فاضل ہے۔ (تقریب: 528) اس کا شیخ ثقہ تابعی اور بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ اس کا شاہد (الاحاد والمثانی: 1/87) میں درج ذیل سند ہے محمد بن عبداللہ بن نمیر۔ عبدہ بن سلیمان۔ اسماعیل۔ عن رجل من بنی اسد۔ یہ کہتے ہیں: میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا یہ راوی ثقہ ہیں۔ ابن نمیر ثقہ ہے حافظ اور فاضل ہے اس کا شیخ ثقہ اور ثبت ہے۔ اس کا شیخ اسماعیل بن ابی خالد ثقہ تابعی ہے اور ثبت ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔

[2] **سندہ صحیح:** ترمذی: 3274، بخاری تاریخ کبیر: 2/260

[illegible] ابوبکر۔ سلام بن سلیمان۔ ابوالمنذر القاریؒ۔ عاصم۔ امام عاصم کی وجہ سے یہ حدیث حسن ہے۔ عاصم بن بہدلہ بن ابی نجود اسدی۔ مولیٰ۔ کوفی۔ ابوبکر المقری صدوق ہے اس کے اوہام ہیں یہ قراءت میں حجت ہے۔ بخاری اور مسلم میں اس کی حدیث دوسروں سے مل کر آتی ہے۔ بقیہ راوی ثقہ ہیں۔ اور شقیق بن سلمہ اسدی۔ ابووائل کوفی ثقہ ہے اور یہ مخضرم ہے (تقریب: 285، 268) اس کا شیخ صحابی ہے رضی اللہ عنہ۔ ان کا نام حارث بن حسان ہے۔

Marfat.com

کے لشکر پر امیر مقرر کر کے بھیجا۔ اس لشکر میں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے ساتھ بھیجا اور دیگر سربرآوردہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی بھیجا تھا، یہ چل دیئے حتی کہ یہ جبل طے میں اترے تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اُنْظُرُوْا اِلٰی رَجُلٍ دَلِیْلٍ بِالطَّرِیْقِ ''کوئی ایسا آدمی تلاش کرو جو اس راستے کا ماہر ہو۔'' انہوں نے کہا: یہ اگر ہوسکتا ہے تو رافع بن عمرو ہی ہوسکتا ہے کیونکہ یہ اس علاقے کا ڈاکو رہا ہے۔ رافع کہتے ہیں: جب ہم غزوہ سے فارغ ہوئے اور جہاں سے ہم نے غزوہ میں جانے کا آغاز کیا تھا تو میں نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا۔ اس کے بعد میں ان کے پاس آیا اور میں نے کہا: یَا صَاحِبَ الْخِلَالِ! اے اوصاف حمیدہ والے! میں نے آپ کے ساتھیوں سے آپ کا تعارف حاصل کیا ہے۔ مجھے وہ بات بتایئے جسے یاد رکھنے پر میں آپ کی مثل ہوجاؤں۔ انہوں نے فرمایا: کیا تم اپنی پانچ انگلیوں کی تعداد یاد رکھ سکتے ہو......؟ میں نے کہا: ہاں! سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

تَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَتُقِيْمُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ إِنْ كَانَ لَكَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ

''تم کہو! نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور تم پانچ نمازیں ادا کرو اگر مال ہو تو زکاۃ دو، بیت اللہ کا حج کرو اگر طاقت ہے اور رمضان کے روزے رکھو۔''

انہوں نے فرمایا: یہ پانچوں باتیں یاد ہوئی ہیں......؟ میں نے کہا: جی ہاں! یاد ہوئی ہیں۔ مزید فرمایا: کہ ایک اور بات ہے: لَا تُؤَمَّرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ ''تم نے دو آدمیوں پر بھی امیر نہیں بننا۔''

میں نے کہا: امارت تو آپ ہی حق ہے جو شہری ہو۔ فرمایا: قریب ہے کہ یہ امارت عام ہوجائے اور تم تک بھی اس کی باری پہنچ جائے بلکہ تم سے کم تر تک بھی پہنچ سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا تو لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے۔ بعض داخل ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی، بعض کو تلواروں نے مجبور کیا کہ وہ اسلام میں آئیں۔ یہ اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اللہ کے پڑوسی اور اس کی پناہ میں ہیں۔ آدمی جب امیر ہوتا ہے تو لوگ آپس میں ظلم کرتے ہیں یہ ان میں سے ایک دوسرے کا حق لے کر نہیں دیتا تو پھر اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لیتے ہیں۔ آدمی اپنے ہمسائے کی بکری پکڑتا ہے اور غصے سے اس کا ایک ایک پٹھا جدا کر دیتا ہے، یعنی پڑوسی کا غصہ اس بے چاری بے زبان پر اتارتا ہے۔ جان لو! اللہ اس کے پڑوسی کی مدد کے پیچھے ہے۔

رافع کہتے ہیں: میں ایک سال ہی ٹھہرا تھا کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ نامزد ہو گئے۔ میں سوار ہو کر ان کے پاس

Marfat.com

آیا اور میں نے اپنا تعارف کروایا کہ میں رافع ہوں، فلاں دن میں نے فلاں مقام پر آپ سے ملاقات کی تھی۔ انہوں نے فرمایا: میں نے پہچان لیا ہے۔ میں نے عرض کی: كُنْتَ نَهَيْتَنِيْ عَنِ الْأَمَارَةِ ''کہ آپ نے مجھے تو امارت لینے سے منع کیا تھا۔'' وہ تو ایک وقتی امارت تھی جس سے آپ نے مجھے منع کیا تھا اور

رَكِبْتَ بِأَعْظَمَ مِنْ ذَالِكَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''خود تو عظیم ترین امارت لے لی ہے کہ ساری امت محمدیہ علیہا التحیہ کے امیر بن گئے ہیں۔''

انہوں نے کہا: ہاں! درست ہے مگر یاد رکھنا...... ! میں ان میں کتاب اللہ نافذ کروں گا۔

فَمَنْ لَّمْ يَقُمْ فِيْهِمْ بِكِتَابِ اللهِ فَعَلَيْهِ بَهْلَةُ اللهِ يَعْنِي لَعْنَةَ اللهِ

''جو ان لوگوں میں اللہ کی کتاب قائم نہ کرے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔'' [1]

رافع طائی جاہلیت میں چور تھا۔ یہ شتر مرغ کے انڈے لیتا، اس میں پانی بھرتا اور جنگل میں رکھتا اور پانی پینے والوں کو پکڑ لیتا۔ جب یہ اسلام لایا تو یہ مسلمانوں کا رستہ بتانے والا رہنما بن گیا۔ غزوۂ ذات السلاسل جب ہوا تو رافع نے یہ دعا کی: اَللّٰهُمَّ وَفِّقْ لِيْ رَفِيْقًا صَالِحًا

''اے اللہ! مجھے صالح ساتھی سے ملاقات کی توفیق دے۔''

اللہ تعالیٰ نے اسے توفیق ارزاں فرمائی کہ وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا۔

رافع خود بیان کرتے ہیں کہ وہ مجھے اپنے بستر پر سلاتے اور فدک کے مال سے حاصل کردہ اپنی چادر مجھے پہننے کے لیے دیتے اور صبح خود اسے پہنتے اور اس کے دونوں کناروں کے درمیان کچھ فاصلہ رکھتے تھے۔ نبی ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد ہوازن قبیلے نے کہا: ہم تو صاحبِ خلال یعنی ابوبکر کی بات مانیں گے۔ اس کے بعد ان سے متاثر ہوا اور میں نے کہا: ابوبکر!

عَلِّمْنِيْ شَيْئًا يَّنْفَعْنِيَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ بِهِ وَلَا تُطِلْ عَلَيَّ فَأَنْسٰى

''مجھے وہ چیز سکھا دو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے مگر لمبی نہ ہو کہ میں بھول جاؤں۔''

---

[1] **حسن وفیہ ضعف یسیر:** طبرانی کبیر: 5/21
تحقیق الحدیث: ابراہیم بن مہاجر بن جابر بجلی کوفی، صدوق ہے لین الحفظ ہے یہ مسلم کا راوی ہے مابعد والی حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔ (تقریب: 94)

Marfat.com

انہوں نے اللہ کی عبادت کرنے اور اس کے ساتھ شرک نہ کرنے اور اگر مال ہو تو صدقہ کرنے کا حکم دیا اور ضرورت پڑے تو دین کی خاطر ہجرت کرنے کا بھی کہا اور فرمایا: یہ بہت درجے کا عمل ہے۔ اور دو آدمیوں پر امیر بننے سے روکا۔ میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی اور میں نے کہا: امارت تو ویسے بھی اتنی مرغوب چیز نہیں۔ میں نے اس کی وجہ سے لوگوں پر مصیبت پڑتی دیکھی ہے اس کا ذکر بھی کیا۔ انہوں نے کہا: لوگ دین میں زبردستی اور خوشی سے دونوں طرح داخل ہوئے ہیں تاہم یہ سارے لوگ اللہ کی رعایت، مدد اور ذمہ کے مستحق ہیں۔ ان میں سے جو بھی ظلم کرے گا وہ اللہ کے ذمے کو توڑتا ہے۔ مجاہد نے یہ اضافہ بیان کیا ہے اگر ممکن ہو تو اللہ کے ذمے کو توڑنا نہیں وگرنہ وہ اپنے ذمہ کو توڑنے کی وجہ سے تم سے پوچھ گچھ کرے گا۔ اگر تم اللہ کی طلب سے بچنا چاہتے ہو تو پھر ایسا کر لو۔ [1]

سیّدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوے میں گئے اور سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ہمارے اوپر امیر تھے۔ ہمیں سخت بھوک لگی تھی۔ یہ ایک قوم کے پاس سے گزرے جنہوں نے اونٹ ذبح کیے تھے۔ عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا: میں تمہارے ان اونٹوں کا سارا کام کرتا ہوں بشرطیکہ تم نے ان سے مجھے بھی کھانے کے لیے دینا ہے میں نے انہیں سمیٹا اور اس کے عوض جو مجھے انہوں نے دیا وہ میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لایا، انہوں نے اس کے کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر میں ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر گیا، انہوں نے بھی انکار کر دیا، پھر میں نے اس کے بعد فتح مکہ ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے بھیجا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: أَنْتَ صَاحِبُ الْجُزُوْرِ ''تم ہی وہ ہو جس نے اونٹوں کو سمیٹ کر مزدوری لی تھی......؟'' میں نے کہا: اللہ کے رسول! ہاں! میں وہی ہوں۔ بس یہی کہا اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تھا۔ [2]

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: عمرو تو لوگوں کو آگ بھی نہیں جلانے دیتے۔ انہوں نے تو لوگوں کو

---

[1] **سندہ صحیح:** الاحاد والمثانی: 4/442

تحقیق الحدیث: سلیمان بن ابی مسلم احول تابعی ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے، احمد نے کہا ہے، ثقہ ہے ثقہ ہے۔ (تقریب: 254) اس کا شاگرد طلحہ بھی ثقہ ہے اور قاری ہے اور فاضل ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 1/380) ابن ابی شیبہ: 7/92۔ میں اس کی متابعت موجود ہے۔ اعمش نے ان دو راویوں سے متابعت کی ہے ① سلیمان بن میسرہ ② محمد بن جحادہ ہے یہ ثقہ ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے (تقریب: 471) اور عبدالوارث عنبری ثقہ ہے اور ثبت ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے، (تقریب: 367) اور ضحاک کا شیخ بھی ثقہ ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔

[2] **سندہ قوی:** احمد: 23978۔ ابن حبان: 1/454، بیہقی: 6/120، طبرانی کبیر: 18/71، رویانی: 1/396] سب نے یزید کے طریق سے بیان کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: یزید بن ابی حبیب مصری ابورجاء ثقہ اور فقیہ ہے (تقریب: 600) اور اس کا شیخ ربیعہ بن لقیط تجیبی مصری ثقہ تابعی ہے۔ (معرفۃ الثقات: 358) اس سے اہل مصر نے بیان کیا ہے۔ (ثقات ابن حبان: 4/30) مالک بن ہدم مصری ثقہ تابعی ہے۔ (معرفۃ الثقات: 261)

Marfat.com

ان کے منافع حاصل کرنے سے بھی روک دیا ہے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: انہیں قائم رہنے دو۔

وَلَّاهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلَيْنَا لِعِلْمِهِ بِالْحَرْبِ

''رسول اکرم ﷺ نے انہیں ماہرِ جنگ ہونے کی وجہ سے ہمارے اوپر سربراہ بنایا ہے۔'' ❶

۞ سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ ذات السلاسل کے دوران ایک ٹھنڈی رات میں جنبی ہوا۔ مجھے اندیشہ لاحق ہوا کہ اگر میں نے غسل کیا تو مارا نہ جاؤں۔ میں نے تیمم کیا اور ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھادی۔ انہوں نے اس بات کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: عمرو! صَلَّيْتَ بِأَصْحٰبِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ ...؟ ''تم نے اپنے ساتھیوں کو حالت جنابت میں نماز پڑھادی ہے؟'' میں نے اس رکاوٹ کا آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے ذکر کیا جس کی وجہ سے میں غسل نہ کرسکا اور میں نے کہا: میں نے اللہ کا فرمان سن رکھا ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا [النساء:29]

''اپنی جانوں کو قتل نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ مہربان ہے۔'' ❷

ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث میں راوی عبدالرحمٰن بن جبیر مصری ہے جو خارجہ بن حذافہ کا مولیٰ ہے یہ عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر نہیں۔ ❸

۞ حارث بن یزید کہتے ہیں: میں علاء بن حضرمی کی شکایت لگانے کے لیے رسول اکرم ﷺ کے پاس جانے کے لیے نکلا۔ میں ربذہ کے قریب سے گزرا تو میں نے بنوتمیم کی ایک بڑھیا کو دیکھا جو ربذہ سے علیحدہ جگہ پر بیٹھی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا: اللہ کے بندے! مجھے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ایک کام ہے۔ کیا تم میرا وہ پیغام رسول

---

❶ **درجه حسن وسنده منقطع:** ابن ابی شیبہ: 6/539

تحقیق الحدیث: منذر بن ثعلبہ طائی سعدی۔ ابونضر بصری۔ ثقہ ہے (تقریب: 546) لیکن یہ روایت منقطع ہے کیونکہ ثعلبہ تابعی عبداللہ بن بریدہ بن حصیب نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سنا نہیں۔ ابوزرعہ نے اسے مرسل کہا ہے۔ (جامع التحصیل 207) بعد والی حدیث کی وجہ سے یہ حسن ہے۔

❷ **سنده حسن** ابوداؤد: 334

❸ احمد: 17812، حاکم: 1/285، بیہقی: 1/225

تحقیق الحدیث: ان ائمہ نے اسے کئی طرق سے بیان کیا ہے سند درج ذیل ہے یزید بن ابی حبیب مصری یہ ثقہ ہے اور فقیہ ہے (تقریب: 600) اس کا شیخ عمران بن ابی انس قرشی عامری المدنی ہے جو اسکندریہ میں اترا تھا ثقہ ہے مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 429) اور عبدالرحمٰن بن جبیر مصری تابعی کبیر ہے۔ ثقہ اور عالم ہے علم فرائض کا ماہر ہے مسلم کا راوی ہے یہ عمرو بن عاص سے بیان کرتا ہے اور اس سے عمران بن انس بن ابی انیس اور یزید بن ابی حبیب بھی بیان کرتا ہے۔ (تہذیب: 6/140)

Marfat.com

اکرم ﷺ تک مجھے ساتھ لے کر پہنچ. . گے......؟ میں نے کہا: پہنچادوں گا میں وہ پیغام لے کر، یعنی اسے سوار کر کے مدینہ منورہ میں آیا تو مسجد لوگوں سے معمور تھی اور سیاہ جھنڈا لہرا رہا تھا اور بلال رضی اللہ عنہ تلوار سونتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کے سامنے کھڑے تھے۔ میں نے پوچھا یہاں کیا ہو رہا ہے......؟ انہوں نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو کسی جانب لڑنے کے لیے بھیج رہے ہیں۔ میں بیٹھ گیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ میں نے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے اجازت دی، میں داخل ہوا اور سلام عرض کیا۔ تو آپ نے مجھ سے کہا: تمہارے اور بنو تمیم کے درمیان کوئی چپقلش ہے؟ میں نے کہا: ہاں! ہماری اور ان کی خاندانی ضد چل رہی ہے۔ میں بنو تمیم کی ایک بڑھیا کے پاس سے گزرا جوان سے الگ تھی۔ اس نے مجھ سے مطالبہ کیا تھا کہ میں اس کو اٹھا کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لے جاؤں۔ وہ آچکی ہے اور دروازہ پر ہے، اجازت چاہتی ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اجازت دی۔ وہ اندر آئی۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول! ہمارے اور بنو تمیم کے درمیان کوئی پردہ حائل کر دیں میں تو چاہتا ہوں کہ اپنے اور ان کے درمیان بیابان حائل کر دوں۔ یہ سن کر وہ بڑھیا تو گرمی اور جوش میں آ گئی اور کود پڑی اور کہنے لگی: اللہ کے رسول! اپنے مضر قبیلے کو کہاں تک لاچار کرو گے۔

میں نے کہا: جیسا کہ مقولہ ہے اس کی اور میری مثال ایسے ہی ہے جیسے کہ کہتے ہیں: بکری نے اپنی موت خود اٹھا رکھی ہے۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ میں جس بڑھیا کو اٹھا کر لایا ہوں، وہ میرے خلاف مدعیہ بن جائے گی۔ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور پھر رسول اللہ ﷺ کی پناہ میں آتا ہوں کہ أَنْ أَكُوْنَ كَوَافِدِ عَادٍ ''کہ میں عاد کے وفد کی مانند ہو جاؤں، حالانکہ نبی ﷺ اس مثال کو اس سے زیادہ جانتے تھے، پھر بھی حکم دیا یہ مثال کیا پس منظر رکھتی ہے؟ وہ بتاؤ۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے، یعنی حارث کے منہ سے کہلوانا چاہتے تھے۔ میں نے کہا کہ عاد قوم قحط سالی سے دوچار ہو گئی انہوں نے اپنا ایک آدمی نمائندہ بنا کر بھیجا جس کا نام ''قیل'' تھا۔ وہ معاویہ بن بکر کے پاس سے گزرا اور ایک ماہ تک اس کے پاس ٹھہرا رہا۔ وہ معاویہ اسے شراب پلاتا اور دو لونڈیاں اس کے لیے گانا گاتیں۔ ان دونوں کا نام ''الجرادتان'' تھا جب ایک ماہ بیت گیا تو یہ تہامہ کے پہاڑوں میں نکل گیا اور پکار لگائی۔

أَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّيْ لَمْ أَجِئْ إِلٰى مَرِيْضٍ فَأُدَاوِيَهُ وَلَا إِلٰى أَسِيْرٍ فَأُفَادِيَهُ

''اے میرے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں کسی مریض کا علاج کرنے نہیں آیا اور نہ ہی کسی قیدی کا فدیہ دے کر اسے چھڑانے آیا ہوں۔''

Marfat.com

اور یہ دعا بھی کی: أَللّٰهُمَّ اسْقِ عَادًا مَا كُنْتَ تَسْقِيْهِ

''اے میرے اللہ! عاد کو اسی طرح پانی سے شاداب کر جس طرح تو کیا کرتا تھا۔'' اس کے بعد اس کے قریب سے سیاہ بادل گزرے۔ ان سے صدا آئی کہ ان میں سے جو بادل چاہتا ہے اختیار کر۔ اس نے ایک بادل چنا جو سیاہ تھا اس سے آواز آئی:

خُذْهَا رَمَادًا رِمْدَادًا لَا تُبْقِيْ مِنْ عَادٍ أَحَدًا.

''یہ راکھ پکڑ لے جو کہ عاد سے کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑے گی۔''

حارث کہتے ہیں: میرے مبلغ علم کے مطابق عاد قوم کی تباہی کے لیے جو ہوا چھوڑی گئی تھی وہ میری انگوٹھی کے سوراخ جتنی تھی جو چلی تھی اور قوم عاد تباہ ہوئی۔ یہ بالکل سچ ہے۔ اس دن سے یہ ضرب المثل بن چکی ہے کہ مرد ہو یا عورت جب انہیں بطورِ وفد بھیجا جائے تو اسے کہا جاتا ہے تو ایسا نہ ہو جیسا کہ عاد کا آدمی وفد بن کر گیا تھا۔ [1]

سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ذات السلاسل (غزوہ) میں امیر بنا کر بھیجا۔ میرے ساتھیوں نے آگ جلانے کی اجازت چاہی تو میں نے انہیں روک دیا۔ تو لوگوں نے اس بارے میں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بات کی جو کہ شریک غزوہ تھے۔ انہوں نے سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے بات کی تو انہوں نے سختی سے کہا: جو آگ جلائے گا، میں اسے اس میں پھینک دوں گا۔ اس کے بعد جب دشمن سے ملے تو انہوں نے اسے شکست سے دوچار کر دیا اور مسلمانوں نے پیچھا کرنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے اس سے بھی منع کر دیا۔ یہ لشکر واپس مدینہ منورہ لوٹا تو اس نے عمرو رضی اللہ عنہ کے خلاف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے عرض کی: اللہ کے رسول!

إِنِّيْ كَرِهْتُ أَنْ اٰذَنَ لَهُمْ أَنْ يُّوْقِدُوْا نَارًا فَيَرٰى عَدُوُّهُمْ قِلَّتَهُمْ

''میں نے آگ جلانے کو اس لیے ناپسند کیا تھا کہیں دشمن ان کی قلت تعداد نہ دیکھ لے۔''

---

[1] **سندہ حسن:** احمد بن حنبل: 3/482۔ تفسیر طبری: 8/220

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے ابوکریب۔ ابوبکر بن عیاش۔ عاصم، عاصم بن بہدلہ جو کہ ابن ابی نجود ہے کنیت ابوبکر ہے۔ المقری ہے اس کی وجہ سے یہ سند حسن ہے۔ یہ صدوق ہے کچھ اوہام کرتا ہے، قراءت میں حجت ہے۔ (تقریب: 285) اس کے شیخ شقیق بن سلمہ اسدی ابووائل کوفی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پایا ہے لیکن آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا نہیں۔ (تہذیب: 4/317) یہ ثقہ ہے اور مخضرم (جاہلیت اور اسلام کا زمانہ دیکھنے والا ہے) تقریب 268

Marfat.com

وَكَرِهْتُ أَنْ يَتَّبِعُوهُمْ فَيَكُونَ لَهُمْ مَدَدٌ فَيَعْطِفُوا عَلَيْهِمْ

''اور میں نے انہیں دشمن کا پیچھا کرنے سے اس لیے روکا تھا کہیں دشمن کو فوجی رسد نہ مل جائے اور وہ پلٹ کر ان پر حملہ نہ کردے۔''

ان کے اس دانشورانہ فیصلے پر رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف کی۔ عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اللہ کے رسول! مَنْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْكَ ...؟ ''لوگوں میں سے زیادہ آپ کو کون محبوب ہے......؟''

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یہ تم کیوں پوچھ رہے ہو......؟ انہوں نے کہا:

لِأُحِبَّ مَنْ تُحِبُّ ''تاکہ جس سے آپ محبت کرتے ہیں میں بھی اس سے محبت کروں۔''

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عائشہ! (جس سے میں سب سے زیادہ محبت رکھتا ہوں۔)

عمرو کہتے ہیں: مردوں میں سے کس سے زیادہ محبت کرتے ہیں......؟

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: أَبُوهَا ''(عائشہ کے باپ رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں)۔ [1]

ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دستہ بھیجا جو نجد کی جانب گیا تھا۔ وہ ایک ایسے آدمی کو پکڑ لایا جو بنو حنیفہ میں سے تھا۔ اسے ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا۔ اسے لا کر مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ نبی ﷺ باہر تشریف لائے تو اس کے پاس آئے اور کہا: ثمامہ کیا خیال ہے......؟ اس نے کہا: محمد! (ﷺ) میرے پاس بہتری ہے، وہ یہ ہے:

إِنْ تَقْتُلْنِيْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَإِنْ تُنعِمْ تُنعِمْ عَلَى شَاكِرٍ وَإِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ

''اگر آپ مجھے قتل کر دیں گے تو اس آدمی کو قتل کریں گے جس کے خون کا بدلہ لینے والے زندہ ہیں اور اگر آپ احسان

---

[1] **سندہ صحیح:** ابن حبان: 404/20۔ بخاری: 3662، مسلم: 2384 مختصراً

اس میں قیس راوی مخضرم، دونوں زور دیدہ راوی ہے، یہ ثقہ ہے اس کا شاگرد بھی ثقہ ہے اور یحییٰ راوی بھی ثقہ ہے اسی یحییٰ والی سند سے اسے ابن خزیمہ وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔

Marfat.com

دیں گے تو ایسے آدمی پر احسان کریں گے جو اس احسان کا قدردان ہے اور اگر آپ مال کا ارمان رکھتے ہیں تو منہ مانگا طلب کرو، وہ آپ کی تمنا کے برابر دیا جائے گا''

یہ سن کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اس کی حالت پر چھوڑ دیا۔ اب دوسرا دن تھا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس قیدی سے پھر یہی سوال کیا تو اس نے ترکی بہ ترکی وہی جواب دیا جو گذشتہ روز دیا تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اسی حالت پر چھوڑ دیا۔ اب اگلے دن پھر اس سے پوچھا تو اس نے وہی بے باک جواب دیا جو گزشتہ دو دن سے دے رہا تھا۔ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: أَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ ''ثمامہ کو قید و بند سے آزاد کر دو'' وہ گیا، مسجد کے قریب ہی نخلستان تھا، وہاں سے غسل کیا اور مسجدِ نبوی میں لوٹ آیا اور پکار اٹھا: اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ اور یہ تاثرات بیان کیے، اے محمد ﷺ!

وَاللّٰهِ! مَا كَانَ عَلَى الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَّجْهِكَ

''واللہ! روئے زمین پر سب سے زیادہ مبغوض چہرہ میرے نزدیک آپ کا تھا۔''

فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوْهِ إِلَيَّ

''اب آپ کا رُخِ تاباں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے۔''

وَاللّٰهِ مَا كَانَ دِيْنٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِيْنِكَ

''واللہ! مجھے سب سے زیادہ مبغوض آپ کا دین لگتا تھا۔

فَأَصْبَحَ دِيْنُكَ أَحَبَّ الدِّيْنِ إِلَيَّ

''اب آپ کا دین تمام ادیان سے پیارا ہو گیا ہے۔

وَاللّٰهِ! مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ

''واللہ! ہر شہر سے زیادہ مبغوض مجھے آپ کا شہر تھا۔

فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلَادِ إِلَيَّ

''اب آپ کا شہر مجھے سب سے زیادہ محبوب لگتا ہے''

بات یہ ہے کہ آپ کا فوجی دستہ مجھے گرفتار کر کے ادھر لے آیا ہے، میں عمرہ کا ارادہ رکھتا تھا۔ آپ کی کیا رائے ہے مجھے اجازت مل جائے گی......؟ رسول اکرم ﷺ نے اسے اجازت و بشارت دی اور عمرہ کرنے کا حکم دیا۔

Marfat.com

جب ثمامہ مکہ آیا تو کسی نے کہا: صَبَوْتَ بے دین ہو گیا ہے؟ کہا: نہیں! ولکن اسلمتُ ''میں تو اسلام لے آیا ہوں'' محمد رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا ہے بے دین نہیں ہوا، واللہ!

لَا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتَّى يَأْذَنَ النَّبِيُّ ﷺ [1]

''اب یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی تمہیں نہ آئے گا جب تک کہ رسول اللہ ﷺ کی اجازت نہ ہوگی۔''

اس میں کچھ اضافہ ہے کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کے اسلام کی وجہ یہ ہوئی کہ رسول اکرم ﷺ نے اللہ سے دعا کی کیونکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے کافی رکاوٹیں آ رہی تھیں۔ اس لیے دعا کی کہ اللہ مجھے اپنی طرف سے اس ثمامہ پر مضبوطی عطا فرما کہ میں اس پر قدرت پاؤں۔ یہ ثمامہ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے آیا تو یہ مشرک تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارادہ تھا کہ اسے میں قابو میں لا کر قتل کر دوں۔ یہ حالتِ شرک پر تھا اور عمرہ کرنے نکلا۔ یہ حیرانگی اور سراسیمگی کی حالت میں تھا۔ یہ گرفتار ہوا اور مدینے میں داخل ہوا۔ اسے رسول اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے مسجد کے ستون کے ساتھ باندھنے کا حکم دیا اور باہر تشریف لائے تو اس سے کہا: ثمامہ کیا خیال ہے......؟ اب تو اللہ نے تجھے مضبوط پکڑ لیا ہے۔ تو اس نے وہی جواب دیا جو ابھی اوپر گزرا ہے کہ مارو گے تو بدلہ لیا جائے گا، احسان کرو گے تو قدردانی کروں گا۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے تاثرات بیان کرتے ہیں۔ جب ثمامہ کے قتل کا معاملہ سامنے آیا تو ہم نے کہا: ہم مسکینوں نے اسے قتل کر کے کیا لینا ہے ہمیں تو اس کے قتل کرنے کی بجائے ایک بھی اونٹ مل جائے تو بہتر ہے کچھ کھانے کو تو ملا ہو گا ہم نے اس کا خون بہا کر کیا لینا ہے۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے چھوڑ دیا۔ یہ ایک باغ سے غسل کر کے آتا ہے، رسول اکرم ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مسجد میں جلوہ آراء تھے۔ اس نے وہی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین، شہر اور چہرے کی ناپسندیدگی کا اظہار کیا پھر ان کی محبوبیت کا تذکرہ کیا اور کلمہ پکارا پھر اجازت لے کر عمرے کے لیے مکہ روانہ ہوا۔ وہاں انہوں نے اسے بے دین کہہ کر غصہ دلایا تو اس نے کہا: میں نے تو مسلمان ہو کر رسول اکرم ﷺ کی تصدیق کی ہے، آپ پر ایمان لایا ہوں اور یاد رکھو! مکہ والو! جب تک میں باقی ہوں تمہارا سارا اناج میرے پاس سے آتا ہے۔ اب تمہیں ایک دانہ بھی نہ ملے گا اور اس نے اناج روک لیا۔ جب قریش مشقت میں مبتلا ہوئے تو رسول اکرم ﷺ کو خط لکھا اور رشتہ داری کا واسطہ دے

---

[1] بخاری: 4372، مسلم: 1764

Marfat.com

کر کہا کہ وہ ثمامہ سے کہیں کہ وہ اناج کی ترسیل بحال کر دے تو رسول اکرم ﷺ نے ثمامہ کو لکھا کہ غلہ بھیج دے۔ (1)

اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان ہوا ہے کہ ثمامہ بن اثال جب رسول اکرم ﷺ کے پاس قید ہو کر آیا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے آزاد کر دیا۔ یہ مکے میں گیا پھر واپس لوٹ کر گھر گیا تو یمامہ سے آنے والے غلے کو روک لیا۔ قریش اتنے تنگ ہوئے کہ انہوں نے مردار تک کھانا شروع کر دیا۔ ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: أَلَسْتَ تَزْعَمُ أَنَّكَ بُعِثْتَ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ "آپ کے بقول آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رحمتِ عالم بنا کر بھیجا گیا ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیوں نہیں......! میں رحمتِ عالم ہوں۔ انہوں نے آپ ﷺ کو مخاطب کر کے کہا:

اچھے رحمتِ عالم ہو! ہمارے بڑوں کو تلوار سے تہہ تیغ کیا اور ہمارے چھوٹوں کو بھوک سے مار دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں کہا:

وَلَقَدْ اَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ (2)

"البتہ ہم نے انہیں عذاب کے ذریعے پکڑا ہے پھر بھی وہ پست نہ ہوئے نہ رب کے لیے گڑگڑائے تھے۔" (3)

---

(1) **صحیح جید:** بیہقی: 9/66۔ دلائل: 4/79۔ میں بھی بیہقی نے اسے بیان کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: امام حاکم بھی قوی ہیں ان کا شیخ اصم جو مفید امام ہے، ثقہ ہے اور محدث مشرق ہے کنیت ابوعباس ہے نام محمد یعقوب نیساپوری ہے یہ اپنے زمانے کا محدث تھا (تذکرۃ الحفاظ: 3/860) اس کا اپنے شیخ یونس بن بکیر سے سماع ثابت ہے دارقطنی نے کہا ہے لا بأس بہ اور ابوکریب نے اس کی تعریف کی ہے یونس سے پوچھا گیا کچھ مغازی کے بارے میں بیان کرو اس نے کہا: کناس مقام پر رہنے والے نوجوان کے پاس چلے جائیں اس نے اپنے باپ کے ساتھ مل کر ہم سے مغازی کا سماع کیا تھا۔ خطیب بغدادی کہتا ہے: عطاردی نے اپنے باپ کے ساتھ مل کر ہم سے مغازی کا سماع کیا تھا۔ خطیب بغدادی کہتا ہے: عطاردی نے اپنے باپ یونس سے چند اوراق جو کہ مغازی سے رہ گئے تھے (روایت کیے ہیں یہ اس کے روایت میں ثبت ہونے پر دلالت ہے) تہذیب: 1/45۔ ابن اسحٰق نے تدلیس نہیں کی اس کا شیخ سعید بن ابی سعید ہے جو کیسان مقبری ابوسعد مدنی کے نام سے ہے یہ ثقہ ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 1/236)

(2) المومنون: 76

(3) **درجہ حسن وسندہ ضعیف** دلائل نبوت بیہقی: 4/81، تفسیر طبری: 18/45

تحقیق الحدیث: ابن حمید یحییٰ بن واضح والی سند ضعیف ہے کیونکہ ابن حمید ضعیف ہے۔ لیکن پہلی حدیث کی وجہ سے یہ حدیث حسن ہے۔

Marfat.com

فتح مکہ کے اہم واقعات

عبید اللہ بن ابی رافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اور سیّدنا زبیر اور سیّدنا مقداد رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور کہا: روضہ خاخ تک چلو۔

فَإِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً مَّعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا

''وہاں ایک خاتون ہوگی اس کے پاس خط ہے۔ وہ خط اس سے وصول کر لو۔''

ہم چلے، ہمارے گھوڑے ہمیں سرپٹ لیے جا رہے تھے حتیٰ کہ ہم اس باغ تک پہنچ گئے تو وہاں ہم نے اس خاتون کو پایا اور ہم نے کہا: خط نکال دے......! اس نے کہا: میرے پاس کوئی خط نہیں، ہم نے کہا:

لَتُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ

''تو خط نکال دے وگرنہ ہم تیرے کپڑے اتار کر تلاشی لیں گے۔''

اس نے اپنی چٹیا سے خط نکال دیا۔ وہ خط لے کر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ تو اسے پڑھا تو یہ حاطب بن ابی بلتعہ نے مکے کے کچھ مشرک لوگوں کے نام لکھا تھا جس میں اس نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض سرگرمیوں سے آگاہ کیا تھا۔ انہیں بلا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حاطب یہ کیا ہے......؟ اس نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے سزا دینے میں جلدی نہ کرنا۔ بات یہ ہے کہ میں قریش میں سے نہ تھا بلکہ ان کا حلیف تھا جو آپ کے ساتھ مہاجر ہیں مکے میں ان کی قرابتداریاں ہیں۔ ان کے رشتہ داران کے گھروں اور مالوں کی حفاظت کرتے ہیں، میں نے چاہا کہ اگرچہ میرا نسب ان میں سے نہیں۔ میں اس قرابتداری کے عوض ان پر احسان کر دوں۔ میں نے یہ اپنے دین میں ارتداد اختیار کرتے ہوئے اور اسلام کے بعد کفر پر رضا کی خاطر نہیں کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ اس نے سچ بتایا ہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا ''یہ بدر میں حاضر ہونے والوں میں سے ہے، جن پر اللہ نے جھانک کر کہا ہے: إِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ جو چاہو عمل کرو میں نے تمہارے لیے بخشش کا اعلان کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ فرمان اتارا:

Marfat.com

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ (1)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمن کو دوست تم ان کی طرف دوستی کی پینگیں بڑھاتے ہو اور ان کی یہ حالت ہے کہ انہوں نے حق آجانے کے باوجود کفر کیا ہے۔''

مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اور قریش کے درمیان جب صلح طے پائی تو اس میں ایک شق یہ تھی کہ جو چاہے محمد ﷺ کے عہد و پیمان میں داخل ہو جائے اور جو چاہے قریش کے عہد میں داخل ہو جائے۔ یہ سن کر خزاعہ قبیلہ فوراً کہنے لگا: ہم تو محمد ﷺ کے عہد و پیمان میں داخل ہوتے ہیں اور بنو بکر کہنے لگے: ہم تو قریش کے عہد و پیمان میں شامل ہوتے ہیں۔ اس صلح والے عہد و پیمان پر یہ تقریباً سات سے آٹھ ماہ تک قائم رہے۔ اس کے بعد بنو بکر جو کہ قریش کے عہد و پیمان میں داخل تھے یہ بنو خزاعہ پر حملہ آور ہو گئے جو کہ رسول اکرم ﷺ کے عہد و پیماں میں داخل تھے۔ رات کا وقت تھا مکے کے قریب ''وتیر'' چشمے پر تھے قریش نے ...اب کون سا محمد ﷺ کو علم ہے اور رات ہے، کوئی بھی ہمیں دیکھ نہیں رہا۔ ان قریش نے بنو بکر کی گھوڑوں اور ہتھیاروں سے مدد کی اور رسول اکرم ﷺ سے کینے کا غصہ انہوں نے بنو خزاعہ پر نکالا۔ عمرو بن سالم سوار ہو کر رسول اکرم ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور ''وتیر'' پر جو بنو بکر نے خزاعہ پر ظلم کیا تھا مدینے میں جا کر وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتایا اور رسول اکرم ﷺ کے پاس پہنچ کر درج ذیل اشعار پرسوز انداز پر کہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ نَاشِدٌ مُحَمَّدًا
حَلْفَ أَبِيْنَا وَأَبِيْهِ الْأَتْلَدَا

''اے میرے اللہ! میں محمد ﷺ کے پاس اپنے آباؤ اجداد کے حلف کا واسطہ لے کر آیا ہوں۔''

كُنَّا وَالِدًا وَكُنْتَ وَلَدًا
ثَمَّتْ أَسْلَمْنَا وَلَمْ نَنْزِعْ يَدًا

''اے محمد! ﷺ ہم آپ کے والد کی مانند ہیں آپ ہمارے بچے کی طرح ہیں اور ہم اسلام لائے ہیں ہم نے ذرّہ برابر ہاتھ نہیں کھینچا۔''

---

(1) سورۃ الممتحنہ: 1، بخاری: 4274، مسلم: 2494

Marfat.com

فَانْصُرْ رَسُوْلَ اللّٰهِ نَصْرًا عَتَدًا

وَادْعُوْا عِبَادَ اللّٰهِ يَأْتُوْا مَدَدًا

''اللہ کے رسول! ہماری مضبوط مدد کیجیے اور اللہ کے بندوں کو دعوت دو کہ ہماری مدد کے لیے دوڑ آئیں۔''

فِيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ تَجَرَّدَا

إِنْ سِيْمَ خَسْفًا وَجْهُهُ تَرَبَّدَا

''ان میں اللہ کے رسول ﷺ ہیں جو اس زیادتی سے خالی ہیں اگر ان لوگوں کو (جو کہ برے ہیں) زمین میں دھنسا دیا جائے تو آپ کا چہرہ پریشانی سے متغیر ہو جاتا ہے۔''

فِيْ فَيْلَقٍ كَالْبَحْرِ يَجْرِيْ مُزْبِدًا

إِنَّ قُرَيْشًا أَخْلَفُوْكَ الْمَوْعِدَا

''ایسی اونٹنی پر سوار ہو کر آیا ہوں جو رفتار میں بحرِ بیکراں ہے جھاگ نکالے جارہی ہے اور یہ بتانے آیا ہوں کہ قریش نے آپ کے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے۔''

ونَقَضُوْا مِيْثَاقَكَ الْمُؤَكَّدَا

وَزَعَمُوْا أَنْ لَّسْتُ أَدْعُوْا أَحَدَا

''انہوں نے آپ کا پختہ عہد و پیمان ریزہ ریزہ کر دیا ہے اور ان کا خیال تھا کہ میں اس ظلم پر کسی کو نہیں بلاؤں گا۔''

فَهُمْ أَذَلُّ وَأَقَلُّ عَدَدًا

قَدْ جَعَلُوْا إِلَيَّ بِكُدَاءَ مَرْصَدًا

''یہ بہت کم تعداد میں تھے انہوں نے کداء مقام پر میرے خلاف گھات لگائی تھی۔''

هُمْ بَيَّتُوْنَا بِالْوَتِيْرِ هُجَّدًا

فَقَتَلُوْنَا رُكَّعًا وَّسُجَّدًا

''انہوں نے ہم پر وتیر چشمے پر شب خون مارا کہ ہم تہجد میں مصروف تھے انہوں نے ہمیں رکوع اور سجدے کی حالت میں بھی قتل کرنے سے گریز نہیں کیا۔''

یہ سن کر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: عمرو بن سالم، تیری حمایت ہم کریں گے۔ اتنی دیر میں ایک بادل

Marfat.com

آسمان پر گزرا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: بنوکعب یہ بادل تمہاری نصرت وحمایت لے کر آنے کا اعلان کر رہا ہے۔ اس کے بعد رسول کریم ﷺ نے لوگوں کو تیاری کا حکم دیا اور اپنے روانہ ہونے کو خفیہ رکھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی: أَنْ يُّعْمِي عَلَى قُرَيْشٍ خَبْرَهُ ''کہ اللہ کریم ہماری تیاری سے قریش بے خبر رہیں تا کہ ان کے شہر میں دشمن تک اچانک پہنچ سکوں۔ ❶

سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جو کہ رسول ﷺ کی ازواج میں سے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے میرے ہاں رات گزاری، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کے لیے وضو کرنے اٹھے تو میں نے سنا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام دورانِ وضو یہ کہہ رہے ہیں: لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ ''میں حاضر، میں حاضر'' یہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین مرتبہ کہا اور پھر کہا: نُصِرْتَ نُصِرْتَ ''تمہاری مدد ہوگی تمہاری مدد ہوگی'' یہ بھی تین مرتبہ کہا۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر نکلنے لگے تو میں نے پوچھا: اللہ کے رسول! آپ سے دورانِ وضو میں نے تین بار لبیک اور تیری مدد ہوگی کے الفاظ سنے ہیں جیسے آپ کسی کے ساتھ بات کر رہے ہیں، کیا آپ کے ساتھ کوئی تھا......؟ تو آپ نے فرمایا: هٰذَا رَاجِزُ بَنِيْ كَعْبٍ يَسْتَصْرِخُنِيْ ''یہ بنوکعب کا آدمی دردناک اشعار کے ذریعے مجھے چلا چلا کر بلا رہا ہے کہ قریش نے بنوبکر کی اس ستم رانی پر مدد کی ہے آپ بھی ہمارے حلیف ہیں آپ بھی مدد کے لیے آئیں۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر تشریف لے گئے اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ میرا سامان تیار کر دیں اور کسی کو علم نہ ہو، اسی دوران سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں:

يَا بُنَيَّةُ مَا هٰذَا الْجِهَازُ ''یہ کیسی تیاری ہے......؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے تو علم نہیں! سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حیرت سے کہتے ہیں: رومیوں سے لڑنے کا موقع تو نہیں......؟ پتہ نہیں! رسول اللہ ﷺ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں وہ کہنے لگیں مجھے بھی علم نہیں۔ تین دن تو خاموشی سے ٹھہرے رہے، پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو جو اشعار اوپر درج ہوئے ہیں جن میں رسول اکرم ﷺ سے آپ کے حلیف قبیلہ بنوکعب نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعاون کی اپیل کی ہے وہ اس قبیلے کے آدمی نے سنائے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

میں حاضر، میں حاضر، تمہاری مدد کو آ رہا ہوں، تمہاری مدد کو آ رہا ہوں۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ''روحاء'' جگہ پر بادل دیکھا تو فرمایا: یہ بادل مدد کا باعث ہے۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی: اللہ! ان قریش کو ہماری آمد کا پتہ نہ چلے۔

---

❶ **سندہ قوی:** [سنن کبریٰ بیہقی: 233/9]

اس سے پہلے بخاری کی سند سے ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے جس میں صلح حدیبیہ کا قصہ ہے اس کی وجہ سے یہ مشہور حدیث ہے۔ اور اسکے لئے مرسل شواھد بھی ہیں، جو اسکے بعد آئیں گے۔

Marfat.com

اس کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام (مَرُّ) مقام پر اترے۔ ابوسفیان بن حرب حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء یہ بھی اس رات باہر نکلے، انہوں نے جب (مَرُّ) مقام پر قریب سے نگاہ ڈالی تو ابوسفیان نے کافی تعداد میں آگ دیکھی اور کہا: یہ آگ بنوکعب کی جلائی ہوئی لگتی ہے اور جنگ بھڑکے گی۔ اس اندیشہ سے جنگ جوش نہ مارے مزنیہ قبیلہ نے ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں کو لیا کیونکہ انکی چوکیداری مزنیہ کے ذمہ تھی اور سیّدنا عباس بن عبدالمطلب کے پاس لے گئے۔

ابوسفیان نے عباس بن عبدالمطلب سے کہا کہ ہمارے لیے رسول اکرم ﷺ سے امن طلب کریں۔ عباس رضی اللہ عنہ انہیں رسول اکرم ﷺ کے پاس لے گئے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مطالبہ کیا کہ جسکو میں نے امن دیا ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے امن دے دیں تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

قَدْ آمَنْتُ مَنْ اٰمَنْتَ مَا خَلَا اَبَا سُفْيَانَ

''اے چچا! جسے آپ نے امان دی میں اسے امان دیتا ہوں۔ ابوسفیان کو امان نہیں۔''

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! یہ پابندی بھی اٹھالیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پابندی اٹھادی فرمایا: چچا! آپ نے جس کو بھی پناہ دی میں نے بھی اسے پناہ دی۔ اس کے بعد ابوسفیان نے کہا: اب ہم جانا چاہتے ہیں تو عباس نے کہا: صبح ہونے دو ابھی نہ جانا۔ اب صبح ہوئی تو رسول اکرم ﷺ نے وضو کرنا شروع کیا تو مسلمان آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وضو سے گرنے والے پانی کے قطرات پر ٹوٹ ٹوٹ کر لپکے۔ اور انہیں اپنے چہروں پر ملنے لگے یہ دیکھ کر ابوسفیان نے کہا:

لَقَدْ أَصْبَحَ مُلْكُ بْنُ أَخِيْكَ عَظِيْمًا ①

''تمہارے بھتیجے کی سلطنت شاندار ہو چکی۔''

عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ بادشاہت نہیں یہ نبوت ہے اور یہ لوگ رغبت سے اس کی چھاؤں میں آئے ہیں۔

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اکرم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ساتھ لے کر چلے، دس ہزار مسلمان آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مرالظہران سے گزرے۔ کچھ سلیم قبیلے

---

① **سندہ ضعیف:** طبرانی صغیر: 2/167، پہلی حدیث اسکی تائید کرتی ہے۔
تحقیق الحدیث: اس سند میں محمد بن عبداللہ قرمطی کے نام سے معروف ہے لیکن اس کی توثیق نہیں کی (تاریخ بغداد: 5/433) پہلی حدیث کی تائید کی وجہ سے یہ قابل قبول ہے۔

Marfat.com

اور مزنیہ والے مسلمان جتنی تعداد میں تھے وہ بھی ساتھ مل گئے مہاجر اور انصار جتنے بھی تھے وہ سارے کے سارے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے۔ ان میں سے ایک بھی پیچھے نہ رہا تھا۔ قریش ان خبروں سے بے بہرہ تھے انہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ کیا ہونے والا تھا۔ ابوسفیان بن حارث۔ عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ''ثنیۃ العقاب'' جگہ پر ملے، یہ مکہ اور مدینے کے درمیان ہے۔ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آنے کی التماس کی تو امّ المؤمنین سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اللہ کے رسول! آپ کے چچا کے اور پھوپھی کے بیٹے دونوں ملاقات کی اجازت مانگتے ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مجھے ان سے ملنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ جو میرے چچا کا بیٹا ہے اس نے میری ہتکِ عزت کی ہے اور جو میرا پھوپھی کا بیٹا ہے اس نے بھی مکے میں میرے خلاف جو منہ میں آیا کہا ہے۔ بہرصورت جب ان تک اطلاع پہنچی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ملاقات سے انکار کر دیا ہے تو ابوسفیان بن حارث جو پھوپھی کا بیٹا تھا اس نے کہا: مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا تو اجازت دے دیں یا پھر میں اپنے اس بیٹے کو انگلی لگاؤں گا اور زمین پر نکل جاؤں گا بھوکا اور پیاسا مر جاؤں گا۔

یہ بات جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر رقت طاری ہوگئی۔ اب یہ دونوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو ابوسفیان بن حارث نے اپنے اسلام لانے کا اظہار اور اپنی معذرت کہ جو کچھ گزر چکا ہے اس پر پشیمانی کا اظہار انہوں نے درج ذیل اشعار میں کیا:

لَعَمْرُكَ أَنِّيْ يَوْمَ أَحْمِلُ رَايَةً

لِتَغْلِبَ خَيْلَ اللَّاتِ خَيْلُ مُحَمَّدِ

''تیری عمر کی قسم! جس دن میں جھنڈا اٹھاؤں گا تو لات بت کے لشکر پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لشکر غالب آئیگا۔''

لَكَ الْمُدْلِجُ الْحَيْرَانَ أَظْلَمَ لَيْلَةً

فَهٰذَا أَوَانُ الْحَقِّ أَهْدِيْ وَأَهْتَدِيْ

''تیرے لیے تاریک رات میں سفر کرنے والے حیرانگی ہے! اب یہ حق کے ظہور کا وقت آگیا ہے میں راہنمائی حاصل کرتا ہوں اور ہدایت یافتہ ہوتا ہوں۔''

فَقُلْ لِثَقِيْفٍ لَا أُرِيْدُ قِتَالَكُمْ

وَقُلْ لِثَقِيْفٍ تِلْكَ عِنْدِيْ فَأَوْعِدِيْ

Marfat.com

''ثقیف سے کہہ دو! میں تم سے لڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا اور اس ثقیف سے کہہ دو، حق میرے پاس ہے مجھے دھمکی دو کوئی پروانہیں۔''

هَدَانِيْ هَادٍ غَيْرُ نَفْسِيْ وَدَلَّنِيْ
إِلَى اللهِ مَنْ طَرَدتُّ كُلَّ مَطْرَدِ

''مجھے میری جان کے علاوہ دوسرے نے راہ دکھائی ہے، یعنی نبی ﷺ نے اور مجھے اللہ کی طرف دعوت دی ہے، حالانکہ میں اس رہنما کی دعوت کو مکمل طور پر مسترد کرتا رہا ہوں۔''

أَفِرُّ سَرِيْعًا جَاهِدًا عَنْ مُّحَمَّدٍ
وَأُدَّعِيْ وَلَوْلَمْ أَنْتَسِبْ لِمُحَمَّدٍ

''میں محمد ﷺ سے نہایت ہی تیزی اور پوری کوشش سے راہِ فرار اختیار کیا کرتا تھا اور محمد ﷺ سے اگر میں نسبت نہ بھی رکھتا ہوتا تو میں پھر بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت کا دعویٰ کرتا کیونکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت عظمت والے ہیں۔''

هُمْ عُصْبَةٌ مَنْ لَّمْ يَقُلْ بِهَوَاهُمْ
وَإِنْ كَانَ ذَا رَأْيٍ يُلِمُّ وَيُفَنِّدُ

''یہ ایک ایسی جماعت ہے جو اپنی خواہش سے نہیں بولتی، حالانکہ کوئی کتنی بھی اچھی رائے والا ہو وہ کسی غلطی میں گرجاتا ہے اور عقل سے عاری ہو جاتا ہے، یہ ایسے نہیں۔''

فَمَا كُنْتُ فِي الْجَيْشِ الَّذِيْ نَالَ عَامِرًا
وَلَا كُلَّ عَنْ خَيْرٍ لِسَانِيْ وَلَا يَدِيْ

''میں اس لشکر میں نہ تھا جس نے عامر تک رسائی پائی ہے اور کوئی بھی میری زبان اور ہاتھ کے خیر سے محروم نہیں۔''

قَبَائِلُ جَاءَتْ مِنْ بِلَادٍ بَّعِيْدَةٍ
تَوَابِعُ جَاءَتْ مِنْ سِهَامٍ وَّسَرْدَدِ

''دور دور کے شہروں سے قبائل آتے ہیں اور پے در پے آتے ہیں اور مسلسل حصے پاتے ہیں''

وَإِنَّ الَّذِيْ أَخْرَجْتُمْ وَشَتَمْتُمْ
سَيَسْعٰى لَكُمْ سَعْيُ أَمْرِئٍ غَيْرَ قَعْدَدِ

Marfat.com

”بے شک وہ پیغمبر جنہیں تم نے مکہ سے نکال دیا اور جسے تم نے گالیاں دیں وہ تمہاری نجات کے لیے ایسی تگ ودو کرتے ہیں کہ جوست روی کا شکار نہیں ہوتی۔“

جب ابوسفیان بن حارث اس جملہ پر آئے کہ ”میں نے دعوت دینے والے کو مسترد کر دیا“ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے کو تھپتھپا کر کہا ”تم نے ہی مجھے مسترد کیا تھا“ [1]

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ مکے کی جانب روانہ ہوئے تو مدینہ منوّرہ پر ابورہم کلثوم بن حصین غفاری رضی اللہ عنہ کو نائب بنایا اور 8 ہجری رمضان المبارک کے دس دن گزر چکے تھے اور رسول اکرم ﷺ نے روزہ رکھا ہوا تھا اور لوگوں نے بھی روزہ رکھا ہوا تھا حتی کہ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام عسفان اور امج کے درمیان ”کدید“ مقام پر آئے تو روزہ افطار کر لیا، پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام گزر کر ”مرالظہران“ میں اترے تو سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی ابوسفیان بن حارث اور عبداللہ بن ابی امیہ سے ملاقات ہوئی تو سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: آہ قریش! اگر رسول اکرم ﷺ مکے میں زبردستی داخل ہو گئے تو قریش ہلاک ہو گئے، اس لیے آپ کے داخل ہونے سے پہلے آپ سے امن طلب کر لو ورنہ ہمیشہ کی ہلاکت تمہارا مقدر ہو گی۔

سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اکرم ﷺ کے سفید خچر پر سوار ہوا اور میں ”اراک“ جگہ پر آیا اور میں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: علی! کسی ایندھن لے کر جانے والے یا جانوروں کو لے کر جانے والے یا کسی بھی کام سے مکہ جانے والے سے کہو وہ مکے والوں کو رسول اکرم ﷺ کے آنے کی خبر دے تاکہ وہ باہر آئیں اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان پر زبردستی قبضہ کرنے سے پہلے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے امن طلب کر لیں، انہوں نے کہا: میں جاتا ہوں اور میں کسی پیغام دینے والے کو تلاش کرتا ہوں تو اچانک ابوسفیان اور بدیل بن ورقاء کی باتوں کی آواز میرے کانوں میں پڑی وہ آپس میں تکرار کر رہے تھے۔ ابوسفیان کہہ رہے تھے میں نے آج تک نہ تو اتنی زیادہ آگ فروزاں ہوتی دیکھی ہے اور نہ ہی میں نے اتنی تعداد میں لشکر دیکھا ہے۔ بدیل نے کہا: یہ خزاعہ قبیلے کی آگ ہے اور آتش جنگ نے انہیں انتقام لینے پر پرجوش کر رکھا ہے۔ ابوسفیان نے کہا: واللہ! خزاعہ کی آگ اور لشکر اتنی کثرت سے نہیں ہو سکتے۔

---

[1] **سندہ قوی :** مستدرک: 3/46

تحقیق الحدیث : امام حاکم کا شیخ اصم ہے یہ مفید امام ہیں اور ثقہ ہیں (تذکرۃ الحفاظ: 3/860) ان کے شیخ نے اپنے شیخ یونس بن بکیر سے سیرت کے بارے میں سماع کیا ہے۔ دارقطنی نے کہا: لا باس بہ اور اس کی تعریف کی۔ آگے ابوکریب بھی ثابت راوی ہے۔ (تہذیب: 1/45) ابن اسحق نے تدلیس نہیں کی اور بقیہ ائمہ ثقہ ہیں۔

Marfat.com

عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ابوسفیان کی آواز پہچان لی تو میں نے کہا: ابوحنظلہ! (یہ ابوسفیان کی کنیت ہے) انہوں نے میری آواز پہچان لی تو کہا: ابوفضل ہو......؟ میں نے کہا: ہاں! میں وہی ہوں۔ انہوں نے کہا:

فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ ''میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں'' کیا ہے......؟ میں نے کہا: ابوسفیان! رسول اکرم ﷺ لوگوں میں موجود ہیں اور قریش کی خیر نہیں۔ انہوں نے کہا: اب کیا طریقہ ہے......؟ میں نے کہا:

وَاللّٰهِ لَئِنْ ظَفِرَبِكَ لَيَضْرِبَنَّ عُنُقَكَ ، فَارْكَبْ مَعِیْ هٰذِهِ الْبَغْلَةَ

''واللہ! اگر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمہیں پالیا تو تمہاری گردن اڑا دیں گے، میرے ساتھ اس خچر پر سوار ہو جاؤ۔''

میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تمہارے لیے امن طلب کروں گا۔ ابوسفیان میرے پیچھے سوار ہو گئے اور ان کے دونوں ساتھی واپس لوٹ گئے۔ میں نے سواری کو حرکت دی اور خصوصاً جب مسلمانوں کی آگ کے ایک حصے سے گزرتا تو دوسرے حصّے سے گزرنے کے لیے ایڑ لگا دیتا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزر ہوا تو پھر بھی انہوں نے کہا: یہ کون ہے......؟ جب انہوں نے دیکھا کہ خچر تو رسول اکرم ﷺ کا ہے اور اوپر سوار آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا ہیں تو وہ حیران ہوئے حتی کہ میں سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی آگ کے قریب سے گزرا تو انہوں نے کہا: یہ کون ہے......؟ اور اٹھ کر میرے پاس آ گئے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ خچر کی پیٹھ پر ابوسفیان ہیں تو کہا: اوہو! یہ تو اللہ کا دشمن ابوسفیان ہے تو کہا:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَمْكَنَ مِنْكَ بِغَیْرِ عَقْدٍ وَّلَا عَهْدٍ

''تمام تعریفات اس اللہ کے لیے جس نے مجھے بغیر کسی عہد و پیمان کے ان پر قابو پانے کا موقع دیا۔''

اور ساتھ ہی عمر رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے۔ ادھر میں نے بھی خچر کو ایڑھ لگائی تو میں ان سے پہلے پہنچ گیا اور خچر سے نیچے اترا اور میں رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور ساتھ ہی سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی داخل ہو گئے اور کہا: اللہ کے رسول! یہ ابوسفیان ہیں اللہ تعالیٰ نے بغیر وعدہ کے ہی میرے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ مجھے اجازت دیجیے میں ان کی گردن اڑا دوں۔ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے انہیں پناہ دے رکھی ہے۔ میں رسول اکرم ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور میں نے ابوسفیان کا سر پکڑ لیا اور کہا: آج رات صرف میں ہی ان سے سرگوشی کروں گا اور کوئی بھی ان سے بات نہ کرے۔ جب سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کے بارے میں زیادہ ہی اصرار کیا تو میں نے کہا: عمر! اگر یہ تمہارے قبیلے بنو عدی بن کعب کا آدمی ہوتا تو پھر تم اتنا اصرار نہ کرتے۔ اب

Marfat.com

تم اس لیے اصرار کر رہے ہو کہ تم جانتے ہو کہ یہ بنو عبد مناف کا آدمی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: عباس! بات نہ بڑھاؤ، واللہ!

لَاِسْلَامُكَ يَوْمَ أَسْلَمْتَ كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ إِسْلَامِ الْخَطَّابِ لَوْ أَسْلَمَ

''تمہارا اسلام لانا مجھے میرے باپ خطاب کے اسلام لانے سے بھی زیادہ پسند تھا اگر میرا باپ اسلام لاتا۔''

اب رسول اکرم ﷺ نے مجھے کہا: عباس! اسے اپنے خیمے میں لے جاؤ! صبح میرے پاس لانا۔ میں ابو سفیان کو اپنے خیمے میں لے گیا۔ انہیں دیکھتے ہی رسول اکرم ﷺ نے کہا: ابوسفیان! میں نہایت ہی افسوس سے کہتا ہوں: أَلَمْ يَأْنِ لَكَ أَنْ تَعْلَمَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ''کیا وہ وقت نہیں آیا کہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرو......؟''

ابوسفیان نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ مَا أَحْلَمَكَ وَأَكْرَمَكَ وَأَوْصَلَكَ ''آپ نہایت ہی حلیم و بردبار ہیں صاحب کرم ہیں اور رشتہ داری ملانے والے ہیں۔ واللہ! سچ یہ ہے کہ اب تک اس اقرار کے بارے میں میرے دل میں کچھ شک سا ہے۔ اس کے فوراً بعد سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوسفیان! بہت افسوس ہے کیسی باتیں کر رہے ہو؟ أَسْلِمْ ''اسلام لے آؤ'' اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پکار لو یہ اس سے پہلے کر لو کہ تمہاری گردن اڑا دی جائے۔ انہوں نے اسی وقت شہادتِ حق کا اقرار کر لیا اور مسلمان ہو گئے۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! ابوسفیان ایک فخر پسند آدمی ہے ان کے لیے کوئی اعزاز مقرر فرما دیں۔ فرمایا: ہاں! میں کرتا ہوں تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ اٰمِنٌ ''جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گیا وہ بھی امن میں رہے گا اور جس نے اپنا دروازہ بند کر لیا وہ بھی امن میں ہوگا اور جو مسجد، یعنی بیت اللہ میں داخل ہو گا وہ بھی امن میں ہوگا۔ جب ہم جانے لگے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: عباس! انہیں پہاڑ کے داہنے کے قریب تنگ وادی میں ذرا روکو تاکہ جب یہاں سے اللہ کے لشکر گزریں تو یہ ان کا بچشم خود نظارہ کریں۔ میں ابوسفیان کو لے کر اسی جگہ پر گیا جہاں رسول اکرم ﷺ نے کہا تھا۔

قبائل اپنے جھنڈے تھامے گزرنے لگے جب بھی قبیلہ گزرتا ابوسفیان پوچھتے یہ کون سا قبیلہ ہے......؟ میں انہیں بتاتا کہ یہ سلیم قبیلہ ہے وہ کہتے: مجھے سلیم سے کوئی مطلب نہیں اور جو بھی قبیلہ گزرتا وہ پوچھتے تو میں بتاتا کہ یہ بنو فلاں ہیں یہ سب کے لیے کہتے مجھے اس کی کوئی پروا نہیں حتی کہ رسول اکرم ﷺ گزرے۔ بہت بڑا لشکر آپ کے ساتھ تھا۔ اس میں مہاجر اور انصار تھے اور آپ ﷺ درمیان میں تھے۔ انہیں دیکھ کر کہنے لگے: عباس! سبحان اللہ! یہ کون ہیں......؟ میں نے کہا:

هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ

Marfat.com

''یہ رسول اکرم ﷺ ہیں جو مہاجروں اور انصار کے جھرمٹ میں جلوہ گر ہیں۔''

تو ابوسفیان نے کہا: ان کا مقابلہ کرنے کی کسی میں تاب و طاقت نہیں۔ اور عباس! تمہارے بھتیجے کی حکومت بہت پُرعظمت ہو چکی ہے۔ میں نے کہا: ابوسفیان! یہ حکومت نہیں یہ تو نبوت ہے۔ انہوں نے کہا: یہ درست ہے یہ نبوت ہی ہے ہمیں نجات کی فکر کرنی چاہیے اور خود باہر نکل کر بلند آواز سے کہا:

اے گروہِ قریش! یہ محمد ﷺ ہیں جو تمہارے پاس آئے ہیں تم میں ان کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں، یہ سن کر ان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے ان کا گریبان پکڑ کر کہا: اس چربی کی مشک کو قتل کر دو۔ یہ بدترین نمائندہ قوم ہے ابوسفیان نے کہا: ہند کی وجہ سے دھوکہ نہ کھا جانا یہ بات حق ہے کہ تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے، لہذا جو میرے گھر میں داخل ہوگا وہ امن میں ہوگا اور جو مسجدِ حرام میں داخل ہوگا وہ بھی امن میں ہوگا۔ یہ سن کر لوگ اپنے گھروں اور مسجدوں میں داخل ہو گئے۔ [1]

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس وفود گئے۔ یہ رمضان المبارک میں گئے تھے۔ دورانِ راہ ہم ایک دوسرے کے لیے کھانا تیار کرتے تھے اور سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وفد والوں کو اپنے گھر میں دعوت دیتے تھے۔ عبداللہ بن رباح (تابعی) کہتے ہیں: میں نے کہا: میں کھانا تیار کرتا ہوں اور انہیں اپنے گھر بلاتا ہوں۔ میں نے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا اور پچھلے پہر میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے کہا: أَلدَّعْوَةُ عِنْدِيْ اللَّيْلَةَ ''آج رات میرے ہاں دعوت ہے'' انہوں نے کہا: تم سبقت لے گئے ہو۔ دعوت کا تو میرا پروگرام تھا۔ جب میں نے دعوت کے لیے بلا کر لوگوں کو اکٹھا کیا تو سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے انصاریو! میں تمہیں ایک تمہاری بات نہ سناؤں......؟ پھر فتح مکہ کا تذکرہ چھیڑ دیا۔ کہا: رسول اکرم ﷺ مکے میں آئے تو سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو دو جانب بھیجا۔ اور سیّدنا خالد رضی اللہ عنہ کو ایک دوسری جانب بھیجا اور ''حسر'' کے مقام کے لیے سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ یہ وادی کے اندر سے گزرنا شروع ہوئے اور رسول اکرم ﷺ ایک لشکر میں تھے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے مجھے دیکھا تو کہا: ابوہریرہ! میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں حاضر۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: لَا يَأْتِيْنِي إِلَّا أَنْصَارِيٌّ ''میرے پاس صرف انصاری آئے اور وہ بھی نوجوان نہ ہو جہاندیدہ ہو۔ کہا: إِهْتِفْ لِيْ بِالْأَنْصَارِ! انصار کو آواز دو'' میں

---

[1] **سندہ صحیح:** طبرانی کبیر: 9/8، سیرت ابن اسحٰق: 55/5، احمد: 266، شرح معانی الاثار: 319/3

تحقیق الحدیث: راوی۔ عبداللہ بن حسن ابوشعیب حرانی۔ معمر صدوق ہے ثقہ اور مامون ہے (لسان 271، تقریب۔ 321) محمد بن سلمہ بن عبداللہ الباہلی۔ مولیٰ حرانی ثقہ ہے (تقریب: 481)

Marfat.com

نے آواز دی تو وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گرد جمع ہو گئے۔

قریش نے بھی مختلف قبائل سے لوگ اور اپنے پیروکار اکٹھے کر لیے اور کہا: ہم بھی انہیں پیش کرتے ہیں۔ اگر انہیں کچھ ملا تو یہ ہمارے ساتھ ہی ہیں اور اگر انہیں نقصان پہنچا تو ہم سے جو مطالبہ کیا گیا ہے وہ ہم نے پورا کر دیا کہ بندے پیش کر دیئے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تم قریش کے قبائل سے جمع ہونے والوں اور پیروکاروں کو دیکھتے ہو۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ سے کہا: مجھ سے صفا کے پاس ملنا۔ ہم چل دیئے ہم میں سے بعض نے اپنی مرضی سے قیدیوں کو قتل کر دیا۔ ابوسفیان آئے اور کہا: اللہ کے رسول! قریش کا بڑا حصہ تو مارا جا رہا ہے، آج کے بعد قریش نہ رہیں گے۔ انصار ایک دوسرے سے کہنے لگے: اس آدمی، یعنی رسول اکرم ﷺ کو اپنی بستی کی فکر لگی ہے اور اپنے خاندان کی شفقت اسے کھائے جا رہی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ پر وحی آئی اور جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو ہم سے مخفی نہ ہوتی تھی۔ اس کی علامت یہ تھی کہ کسی میں ہمت نہ ہوتی تھی کہ رسول اکرم ﷺ کی طرف نظر اٹھا سکے۔ جب وحی ختم ہوئی تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اے گروہِ انصار!

انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! ہم حاضر ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم نے میرے متعلق کہا ہے کہ آدمی کو اپنی بستی کا خیال آ گیا ہے انہوں نے کہا: ہاں! یہ ہوا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: كَلَّا إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ ''ہرگز نہیں! میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ هَاجَرْتُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَيْكُمْ ''میں نے اللہ کی طرف ہجرت کی ہے اور تمہاری جانب ہجرت کی ہے۔ وَالْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ ''میرا مرنا جینا تمہارے ساتھ ہے۔'' یہ سن کر سب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے رونے لگے اور ساتھ کہنے لگے: یہ جو کچھ بھی ہم نے تاثرات دیئے ہیں یہ ہم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فکر میں ہی کہا ہے کہ کہیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں چھوڑ نہ جائیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يُصَدِّقَانِكُمْ وَيَعْذُرَانِكُمْ

''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہاری اس بات پر تمہاری معذرت قبول کرتے ہیں۔''

اس کے بعد لوگ پناہ کے لیے ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے گھر میں آئے اور اپنے دروازے بھی بند کر لیے۔ اب رسول اکرم ﷺ حجرِ اسود کے پاس آئے، اسے چوما اور بیت اللہ کا طواف کیا۔ اس کے بعد ایک بت کے پاس تشریف لے گئے جو بیت اللہ کے ایک پہلو میں تھا۔ مشرک اس کی عبادت کیا کرتے تھے اور رسول اکرم ﷺ کے دستِ

Marfat.com

مبارک میں کمان تھی آپ علیہ السلام نے کمان کی تندی پکڑ رکھی تھی اس بت کے پاس آ کر اس کی آنکھ میں ماری اور کہا: حق آیا باطل گیا۔ جب آپ علیہ السلام طواف سے فارغ ہوئے تو صفا کے پاس آئے اور اس پر چڑھ گئے حتی کہ بیت اللہ کی طرف دیکھا اور ہاتھ اٹھائے اور اللہ کی حمد کی اور جی بھر کر اللہ سے دعا کی۔ [1]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ فتح کرنے کے لیے بڑھ رہے تھے تو سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: انصار کو آواز دو! وہ آئے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اس راہ کی نگرانی کرو! فَلَا يُشْرِفُ لَكُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَنِمْتُمُوْهُ ''جو بھی تمہارے سامنے آئے اسے مار دینا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا، پھر بیت اللہ کا طواف کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور پھر صفا کی جانب گئے۔ اس پر بلند ہوئے اور لوگوں سے خطاب کیا اور انصار آپ کی نچلی جانب تھے اس وقت انصار نے خدشہ ظاہر کیا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں چھوڑ کر قوم کے پاس ہی نہ رہ جائیں تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تاریخی اعزاز بخشا میرا مرنا اور جینا تمہارے ساتھ ہے۔ [2]

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے سال جب مکے میں داخل ہوئے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مبارک سر پر لوہے کا ٹوپ پہن رکھا تھا۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ اتارا تو ایک آدمی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور کہا: ابن خطل کعبے کے پردوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اُقْتُلُوْهُ ''اسے قتل کر دو۔'' [3]

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب فتح مکہ کا دن تھا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب لوگوں کے لیے امن کا اعلان کیا مگر چار مرد اور دو خواتین کے لیے امن نہ تھا۔ ان کے متعلق حکم تھا کہ یہ کعبے کے پردوں کے ساتھ بھی لٹکے ہوں انہیں وہاں بھی قتل کر دیا جائے۔ یہ تھے، عکرمہ بن ابوجہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ عبداللہ بن خطل تو پکڑا گیا۔ یہ کعبے کا غلاف پکڑے ہوئے لٹکا تھا۔ اسے مارنے کے لیے سعید بن حریث اور عمار دونوں لپکے سعید نوجوان تھے۔ یہ عمار سے آگے بڑھ گئے اور ابن خطل کو مار دیا اور مقیس بن صبابہ لوگوں کو بازار میں مل گیا۔ اسے وہیں مار دیا گیا۔ عکرمہ سمندر میں کشتی پر سوار ہو کر بھاگ گیا۔ سخت طوفان آیا تو کشتی والے کہنے لگے: خالص

---

[1] مسلم: 1780

[2] **صحیح:** ابویعلی: 11/524، حاکم: 2/62، دارقطنی 3/59

تحقیق الحدیث: سلام بن مسکین۔ ثابت۔ ھدبہ بن خالد بن اسود قیسی۔ ابوخالد۔ بصری ثقہ ہے، عابد ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 571) اور سلام بن مسکین بن ربیعہ ازدی بصری ابوروح ثقہ ہے (تقریب: 261) آگے سند مسلم والی ہے۔

[3] بخاری: 1846، مسلم: 1357

Marfat.com

اللہ سے دعا کرو! تمہارے معبود یہاں کچھ کام نہ آئیں گے۔ عکرمہ نے کہا: اگر سمندر کی موجوں میں خالص اللہ کی پکار ہی نجات دیتی ہے تو پھر خشکی میں بھی اس کے علاوہ اور کوئی نجات دینے والا نہیں اور یہ دعا کی:

أَللّٰهُمَّ إِنَّ لَكَ عَهْدًا إِنْ أَنْتَ عَافَيْتَنِيْ مِمَّا أَنَا فِيْهِ

''اے میرے اللہ! اگر تو نے مجھے اس منجدھار سے نجات دلائی جس میں مَیں گرفتار ہوں۔''

تو میں محمد ﷺ کے پاس آؤں گا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر مسلمان ہو جاؤں گا۔ اور آپ تو بڑے معاف کرنے والے اور کریم ہیں۔ اب یہ واپس آئے تو مسلمان ہو گئے۔ اور عبداللہ بن ابی سرح یہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس چھپ گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے جب لوگوں کو بیعت کی دعوت دی۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ اسے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لے کر آئے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کھڑا کر دیا اور کہا: اللہ کے رسول! عبداللہ سے بیعت لیجیے! آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سر اقدس اٹھایا اور تین مرتبہ اس کی طرف دیکھا۔ ہر مرتبہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار تھا، تین مرتبہ کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت قبول کر لی، پھر ساتھیوں کی جانب متوجہ ہو کر کہا:

مَا كَانَ فِيْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ يَّقُوْمُ إِلٰى هٰذَا حَيْثُ رَاٰنِيْ كَفَفْتُ يَدِيْ عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلَهٗ

''تم میں سے کوئی بھی سمجھ دار نہ تھا کہ وہ اٹھتا کہ جب اس نے دیکھا تھا کہ میں نے ہاتھ روک لیا ہے تو اس کی گردن اڑا دیتا۔''

لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول! ہمیں کیا علم تھا کہ آپ کے دل میں کیا ہے۔ آپ نے ہمیں آنکھ سے اشارہ کرنا تھا۔ فرمایا:

إِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُوْنَ لَهٗ خَآئِنَةَ أَعْيُنٍ

''نبی کے لائق نہیں کہ وہ آنکھ کی خیانت سے کام لے۔'' (1)

---

(1) **حسن:** ابن ابی شیبہ: 7/404، نسائی: 4067، حاکم: 2/62، سنن کبریٰ: 8/205، معانی الاثار: 3/330، دارقطنی: 4/167، ابویعلیٰ: 2/100

تحقیق الحدیث: سب نے اسباط سے بیان کیا ہے یہ سند ضعیف ہے اسباط بن نصر ہمدانی، صدوق ہے کثیر الخطاء ہے۔ غرابت (تنہارہ جاتا ہے) کرتا ہے (تقریب: 98) اس کا شیخ اسماعیل بن عبدالرحمن بن ابی کریمہ سدی صدوق ہے وہم کرتا ہے (تقریب: 108) لیکن اس کا شاہد ہے جو کہ مرسل ہے اس میں عکرمہ کا نام ذکر نہیں کیا۔ دوسری احادیث میں عکرمہ کا نام آیا ہے (ابن ابی شیبہ: 7/402) ایک شاہد طبرانی: 6/66 میں بھی ہے یہ عمرو بن عثمان مخزومی کے طریق سے ہے یہ مقبول ہے: 2/75۔ متابعت اور شواہد کی وجہ سے مقبول ہے، پھر اس کا ایک شاہد موجود ہے جو اسے حسن درجے تک اٹھا لیتا ہے (زوائد البزار: 2344) میں یہ شاہد موجود ہے۔ یہ مبارک بن فضالہ، حسن، انس والی سند سے شاہد ہے۔ مبارک اور حسن دونوں ثقہ ہیں لیکن مدلس ہے ان کی حدیث شواہد کی بنا پر حسن ہے۔

Marfat.com

سعید مخزومی رضی اللہ عنہ نے یہ تفصیل بیان کی ہے ابن خطل کو سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی وجہ سے امن دیا گیا۔ یہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا رضاعی بھائی تھا۔ اسے قتل نہ کیا جاسکا۔ یہ بچ گیا اور مقیس بن صبابہ کو اس کے چچا کے بیٹے نے قتل کیا تھا اور مقیس کی دو لونڈیاں تھیں ان میں سے ایک کو علی بن نقیذ نے قتل کیا، دوسری بھاگ گئی اور بعد میں اسلام لے آئی۔ جو قتل ہوئی وہ قریش میں سے بنو عبدالمطلب کی لونڈی تھی جس کا نام امّ سارہ تھا یہ مکے میں نبی اکرم ﷺ کو اذیت دیا کرتی تھی۔ [1]

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قریش کی اشعار کے ذریعے مذمت (ہجو) کرو۔ یہ ان پر تیروں کی بارش سے بھی زیادہ سنگین ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا اور ان سے کہا: اُهْجُهُمْ 'عبداللہ مشرکوں کی مذمت (ہجو) کرو۔ انہوں نے مذمت کی لیکن آپ راضی نہ ہوئے۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا لیکن اطمینان نہ ہوا، پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیّدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا۔ وہ آئے اور آتے ہی کہا: اب خونخوار شیر کو دُم ہلانے کے لیے کھلا چھوڑنے کا وقت آگیا ہے اور پھر اپنی زبان کو حرکت دی اور کہا:

وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَفْرِيَنَّهُمْ بِلِسَانِيْ فَرْيَ الْأَدِيْمِ

''مجھے قسم ہے اس اللہ کی جس نے آپ کو حق سے وابستہ کر کے بھیجا ہے.....! میں ان قریش کو اپنی زبان کی کاٹ سے چمڑے کی مانند ادھیڑ کر رکھ دوں گا۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جلد بازی نہ کرنا۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ قریش کے نسب کو اچھی طرح جانتے ہیں ان سے دریافت کرلو اور یہ بھی خیال رکھنا میرا نسب بھی ان میں سے ہے۔ ان سے پوچھ لو وہ میرا نسب علیحدہ کردیں۔ حسان رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مل کر واپس آئے تو کہا: اللہ کے رسول! انہوں نے آپ کے نسب کا خلاصہ مجھے بتادیا ہے، مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کا علمبردار بنا کر بھیجا ہے۔

لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ

''میں ان سے آپ کو اس طرح کھینچ لوں گا جس طرح گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے۔''

---

[1] **حسن وسندہ ضعیف:** سنن کبری: 9/120

تحقیق الحدیث: عمرو بن عثمان بن عبدالرحمن بن سعید بن یربوع مخزومی کی وجہ سے ضعیف ہے تاہم یہ مقبول راوی ہے تقریب. 424 اس کے دادا کے متعلق ابن سعد نے کہا ہے یہ 109ھ میں فوت ہوا یہ ثقہ تھا اس کی عمر اسی 80 برس تھی۔ (تہذیب: 6/169)

Marfat.com

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا ۔ سیدنا حسان رضی اللہ عنہ سے آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

إِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا نَافَحْتَ عَنِ اللهِ وَرَسُوْلِهِ

''جبریل علیہ السلام اس وقت تک تمہاری تائید میں رہے ہیں جب تک تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا دفاع کرتے رہے ہو۔''

اور رسول اکرم ﷺ نے سیّدنا حسان رضی اللہ عنہ کو یوں خراجِ تحسین پیش کیا۔ فرمایا: حسان نے قریش کی مذمت کر کے میرے دل کو قرار دیا ہے اور خود بھی چین پایا ہے۔ سیّدنا حسان رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار قریش کے جواب میں کہے:

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ
وَعِنْدَ اللهِ فِيْ ذَالِكَ الْجَزَآءُ

''تو نے محمد ﷺ کی ہجو کی ہے اور میں نے اس کا جواب دیا ہے اس میں، مَیں نے اللہ سے جزا لینی ہے۔''

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا تَقِيًّا
رَسُوْلَ اللهِ شِيْمَتُهُ وَفَاءُ

''تو نے محمد ﷺ کی ہجو کی ہے جو کہ سراپائے نیکوکاری اور پرہیزگاری ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور وفاداری آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی عادت مبارکہ ہے۔''

فَإِنَّ أَبِيْ وَوَالِدَهُ وَعِرْضِيْ
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَاءُ

''بے شک میرا باپ اور اس کا والد اور میری عزت آلِ محمد ﷺ کی عزت کی حفاظت کی خاطر قربان ہے۔''

ثَكِلْتُ بُنَيَّتِيْ إِنْ لَّمْ تَرَوْهَا
تُثِيْرُ النَّقْعَ مِنْ كَنَفَيْ كَدَآءَ

''میں اپنی بیٹی کو گم پاؤں اگر تم کداء وادی کے دونوں کناروں پر گرد و غبار اٹھتی نہ دیکھو، یعنی اس وادی میں جنگ سے گرد اٹھتی ہے۔''

يُبَارِيْنَ الْأَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ

Marfat.com

عَلٰی أَكْتَافِهَا الْأَسْلُ الظِّمَآءُ

"یہ گھوڑے لگامیں چھڑا چھڑا کر مقابلہ کر رہے تھے اور بلندیوں پر چڑھ رہے تھے اور ان کے سواروں کے کندھوں پر پیاسے نیزے لدے ہوئے تھے۔"

تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٌ

تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَآءُ

"اور ہمارے عمدہ گھوڑے پے در پے آ رہے تھے اور خواتین انہیں اپنی اوڑھنیوں سے مار رہی تھیں۔"

فَإِنْ! أَعْرَضْتُمُوْ عَنَّا إعْتَمَرْنَا

وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَآءُ

"اگر تم نے ہم سے منہ پھیرا ہے تو ہم نے بھی زیارت کر لی ہے اور ہمیں فتح حاصل ہوئی ہے اور پردہ کھل گیا ہے۔"

وَإِلَّا فَاصْبِرُوْا لِضِرَابِ

يَوْمَ يَعِزُّ اللّٰهُ فِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

"اگر ایسا نہیں کرتے تو پھر تلوار زنی کے دن کے لیے صبر کرو اس دن اللہ جس کو چاہے گا عزت دے گا۔"

وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ أَرْسَلْتُ عَبْدًا

يَّقُوْلُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهٖ خِفَآءُ

"اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں نے اپنے بندے کو رسول بنا کر بھیجا ہے جو حق وصداقت کی بات کرتا ہے اور برملا کرتا ہے چھپاتا نہیں۔"

وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ يَسَّرْتُ جُنْدًا

هُمُ الْأَنْصَارُ عَرْضَتُهَا اللِّقَآءُ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے آپ علیہ السلام کو ایسا لشکر میسر کیا ہے جو آپ علیہ السلام کے جنگ میں یار و مددگار ہیں۔"

لَنَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مِّنْ مَّعَدٍّ

سِبَابٌ أَوْ قِتَالٌ أَوْ هِجَآءُ

"ہماری ہر روز معد قبیلے سے گالیوں یا لڑائی یا مذمت کا سلسلہ جاری وساری ہے۔"

Marfat.com

فَمَنْ يَّهْجُوْا رَسُوْلَ اللهِ مِنْكُمْ
وَيَمْدَحُهُ وَيَنْصُرُهُ سَوَآءُ

”تم اگر رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرو یا مدح کرو نصرت وحمایت کرو برابر ہے اس سے آپ کی ذاتِ گرامی کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔“

وَجِبْرِيْلُ رَسُوْلُ اللهِ فِيْنَا
وَرُوْحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهُ كِفَآءُ

”اور جبریل علیہ السلام ایلچی بن کر ہمارے درمیان تشریف فرما ہوتے ہیں اور یہ روح القدس فرشتہ اتنی شان والا ہے کہ اس کا کوئی ہمسر نہیں۔“ [1]

۞ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال جب رسول اللہ ﷺ مکے میں داخل ہوئے تو خواتین کو دیکھا وہ اپنی چادریں اتار کر گھوڑوں کے چہروں پر مارتی تھیں ۔ یہ منظر دیکھ کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جانب چہرہ کیا اور مسکرا دیئے اور کہا: ابوبکر! حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیا خوب کہا ہے کہ قریش کی خواتین گھوڑوں کو اپنی چادروں سے مار رہی ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسان نے کداء مقام سے مکے میں داخل ہونے کا کہا ہے، لہٰذا اسی طرف سے مکے میں داخل ہوں۔ [2]

۞ سیّدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن میں نے رسول اکرم ﷺ کو ایک اونٹنی پر دیکھا۔ آپ سورۃ الفتح کی تلاوت فرما رہے تھے اور اسے ٹھہر ٹھہر کر پُرسوز گلے سے پڑھ رہے تھے۔ معاویہ بن قرہ نے اس انداز پر پڑھا جو عبداللہ بن مغفل نے پڑھتے ہوئے اپنایا تھا اور معاویہ نے کہا: اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ اکٹھے ہو جائیں گے میں عبداللہ بن مغفل کی مانند پڑھتا۔ جو انہوں نے نبی ﷺ کی قراءت کی نقل اتاری تھی میں بھی اسی انداز میں پڑھتا۔ شعبہ کہتے ہیں: میرے کہنے پر قرہ بن معاویہ نے اسی طرح جیسے نبی ﷺ سے عبداللہ

---

[1] صحیح مسلم:2490

[2] **سندہ قوی:** مستدرک:3/76۔ شرح معانی الاثار:4/296۔

تحقیق الحدیث: یہ سند ابراہیم بن منذر کے طریق سے ہے۔ نافع اور عبیداللہ دونوں ثقہ ہیں اور معین بن عیسیٰ بن یحییٰ اشجعی، ابویحییٰ مدنی القزاز ثقہ اور ثبت ہے یہ اصحاب مالک میں سے سب سے زیادہ اثبت ہے۔ (تقریب:542) اس کا شاگرد ابراہیم بن منذر بن عبداللہ مغیرہ بن عبداللہ بن خالد بن حزام اسدی، حزامی صدوق ہے یہ بخاری کا راوی ہے (تقریب:94) اور آگے اس کا شاگرد عبداللہ صقر سکری جو ہے اس نے ابراہیم سے حدیث سنی ہے اور ابراہیم بن محمد شافعی اور یعقوب بن حمید ثقہ تھا، امام دارقطنی نے کہا وہ صدوق تھا اور حاکم کا شیخ بھی ثقہ اور صدوق ہے۔ تاریخ بغداد 482/9 تذکرۃ الحفاظ:669 (2

Marfat.com

بن مغفل رضی اللہ عنہ نے پڑھا تھا پڑھ کر سنایا۔ پورے پورے الفاظ ادا کر کے انہوں نے سنایا۔ (1)

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دن اپنی سواری پر مکّے کے بالائی مقام سے اندر آئے، پیچھے سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بٹھایا ہوا تھا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے جو کنجی بردار تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سواری مسجد میں بٹھائی اور عثمان کو حکم دیا کہ بیت اللہ کی چابی لاؤ! دروازہ کھولا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر داخل ہوئے۔ ساتھ اسامہ، بلال اور عثمان رضی اللہ عنہم تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت اللہ میں دن کا کافی حصہ رہے پھر باہر تشریف لائے لوگ بھی اندر داخل ہونے کے لیے دوڑ پڑے۔

اور سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سب سے پہلے داخل ہوئے تو بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے کے پیچھے پایا کہ وہ کھڑے ہیں۔ انہوں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: أَيْنَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہاں نماز ادا فرمائی تھی......؟ ''انہوں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا کی تھی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان سے میں یہ پوچھنا بھول گیا تھا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتنی رکعات پڑھی ہیں۔ (2)

عبداللہ بن مطیع اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے ہیں:

لَا يُقْتَلُ قُرَشِيٌّ بَعْدَ هٰذَا الْعَامِ صَبْرًا أَبَدًا

''اس سال کے بعد کسی قریشی کو کبھی قیامت تک باندھ کر قتل نہ کیا جائے۔''

مسند احمد: 213/4 میں مطیع بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نے جیسا کہ اوپر گزرا ہے کہ نو افراد کے قتل کا حکم دیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت اللہ میں بھی قتل کرنے کا حکم دیا تھا مکے میں ان کے قتل کے بعد فرمایا تھا۔

وَلَا تُغْزٰى مَكَّةُ بَعْدَ هٰذَا الْعَامِ أَبَدًا

''اس سال کے بعد مکہ میں ہم سے کبھی کوئی لڑنے نہ آئے گا'' اور آج کے بعد کبھی کسی قریشی کو باندھ کر نہ مارا جائے۔'' (3)

---

(1) بخاری: 7540

(2) بخاری: 2988

(3) **سندہ قوی:** الحمیدی: 1/260، حاکم: 3/727، ترمذی: 1611، سنن کبریٰ: 9/214، شرح معانی الآثار: 3/326، طبرانی کبیر: 3/256، ابن ابی شیبہ: 7/404

Marfat.com

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کے لیے جب مکہ فتح کیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم ہتھیار اب روک لو! صرف خزاعہ قبیلے کو اجازت ہے کہ وہ نمازِ عصر تک بنو بکر پر ہتھیار استعمال کر سکتا ہے اس کے بعد ہتھیار روک لینا کسی کو نہیں مارنا۔ دوسرا دن ہوا تو خزاعہ کا ایک آدمی بنو بکر کے ایک آدمی سے ملا۔ یہ مزدلفہ میں ملا تو اس خزاعہ والے نے بنو بکر کے آدمی کو قتل کر دیا یہ معاملہ جب رسول اللہ ﷺ تک پہنچا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اور خطابِ عام میں فرمایا:

إِنَّ أَعْدَى النَّاسِ عَلَى اللهِ مَنْ عَدَا فِي الْحَرَمِ

''اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو حرم میں زیادتی کرے''

اور پھر وہ ہے وَمَنْ قَتَلَ غَيْرَ قَاتِلِهِ ''جس نے قاتل کے علاوہ دوسرے کو قتل کیا اور پھر وہ ظالم ہے وَمَنْ قَتَلَ بِذُحُوْلِ الْجَاهِلِيَّةِ ''جس نے جاہلیت کی عداوت کی وجہ سے کسی کو قتل کیا۔ اسی دوران ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! کہ فلاں آدمی میرا بیٹا ہے۔ جاہلیت میں مَیں نے اس کی ماں سے زنا کیا تھا جس سے یہ پیدا ہوا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لَا دَعْوَةَ فِي الْإِسْلَامِ ''اسلام میں ایسے دعوے کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ جاہلیت کا معاملہ ختم ہو چکا اب یہ فیصلہ ہے أَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْأَثْلَبُ ''بچہ اسی کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوتا ہے اور زانی کے لیے اثلب ہے۔ ایک نے کہا: اللہ کے رسول! اثلب کیا ہے......؟ فرمایا: پتھر مراد ہے کہ زانی کو پتھر ملے گا۔ اور اس کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

وَفِي الْأَصَابِعِ عَشْرٌ عَشْرٌ وَفِي الْمَوَاضِحِ خَمْسٌ خَمْسٌ

''انگلیوں کی دیت یہ ہے کہ ہر انگلی کے عوض دس اونٹ ہیں اور ہر اس زخم کے عوض جس سے ہڈی نمایاں ہو جائے پانچ اونٹ دیت ہے۔''

اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تُشْرِقَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ

''صبح کے بعد کوئی نماز نہیں حتی کہ آفتاب چمک کر طلوع ہو جائے اور نمازِ عصر کے بعد کوئی نماز نہیں حتی کہ آفتاب غروب ہو جائے۔''

Marfat.com

اور فرمایا:

وَلَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَلَا عَلَى خَالَتِهَا وَلَا يَجُوْزُ لِامْرَأَةٍ عَطِيَّةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا

''اور کسی عورت کا اس کی پھوپھی پر نکاح نہ کیا جائے (یعنی دونوں ایک خاوند کی بیویاں نہ بنیں) اور نہ ہی اس کی خالہ پر اور بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو عطیہ نہ دے۔''

اور جاہلیت کے معاہدے کو پورا کرو اسلام اس معاہدے کو اور مضبوط کرتا ہے لیکن اب اسلام میں کافروں سے نیا عہد نہ باندھو۔ [1]

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خزاعہ قبیلے کے آدمیوں نے بنولیث کے ایک آدمی کو قتل کیا۔ یہ فتح مکہ کے سال کی بات ہے۔ ان کا ایک مقتول تھا اس کے بدلے میں انہوں نے قتل کیا۔ نبی کریم ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام اپنی سواری پر سوار ہوئے اور خطاب کیا اور فرمایا:

إِنَّ اللهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ أَوِ الْفِيْلَ

''اللہ تعالیٰ نے مکے سے قتل یا ہاتھی روکے تھے۔''

اور ان پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ اور ایمانداروں کو مسلّط کیا۔ خبردار! کسی کے لیے حلال نہیں کہ اس میں لڑائی کرے۔ یہ نہ مجھ سے پہلے حلال تھا اور نہ ہی میرے بعد یہاں لڑائی حلال ہے۔ یہ میرے لیے بھی ایک گھڑی کے لیے حلال تھی اس کے بعد حرام ہے۔

وَلَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا

''اس حرم کے کانٹے نہ اتارے جائیں اور نہ ہی اس کے درخت کاٹے جائیں اور نہ ہی اس میں گری پڑی چیز اٹھائی جائے ہاں جو اس کا اعلان کرے وہ اٹھا سکتا ہے۔ اور جن کا مقتول ہو اسے دو چیزوں کا اختیار ہے یا تو دیت لے لیں یا پھر قاتل سے قصاص لے لیں۔'' یہ سن کر یمن سے آئے ہوئے ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! یہ مجھے لکھوا

---

[1] **سندہ حسن:** احمد: 6933۔ مسند احمد: 6727

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے کہ یحییٰ، حسین معلم، عبدالوہاب بن عطاء، حسین، حارث (زوائد ہیثمی: 709/2، ابن ابی شیبہ: 403/7) حسین بن ذکوان معلم عوذی بصری ثقہ ہے کبھی وہم کرتا ہے (تقریب: 166) عمرو بن شعیب۔ عن ابیہ عن جدہ۔ بخاری فرماتے ہیں میں نے احمد، علی بن مدینی، حمیدی اور اسحٰق کو دیکھا ہے یہ عمرو بن شعیب والی حدیث سے حجت پکڑتے تھے۔ (ضعفاء کبیر: 273/3)

Marfat.com

دیجیے! آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ابوفلاں کے لیے میرا یہ خطاب لکھ دو! قریش کے ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! اذخر گھاس کاٹنے کی اجازت دے دیں۔ اسے ہم اپنے گھروں اور قبروں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: چلو! اذخر گھاس کاٹنے کی اجازت ہے۔ [1]

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے (432) میں یہ اضافہ بیان کیا ہے کہ عمرو بن سعید نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے لڑنے کے لیے مکہ کی جانب ایک دستہ روانہ کیا تو اس کے پاس ابوشریح رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اکرم ﷺ سے سنی ہوئی حدیث بتائی اور پھر قوم کی مجلس میں آ کر بھی بیان کی کہ فتح مکہ کے دوسرے دن جب خزاعہ نے ہذیل قبیلے کا ایک آدمی مار دیا جو کہ مشرک تھا تو اپنے خطاب میں آپ نے یہی فرمایا تھا جو اوپر والی حدیث میں گزرا ہے کہ مکہ آغازِ دنیا سے ہی محترم ہے اور قیامت تک محترم ہے۔ اس میں خونریزی حرام ہے۔ اس میں درخت بھی نہ کاٹا جائے یہ صرف میرے لیے حلال ہوا ہے اب کسی کے لیے حلال نہیں۔ مجھے بھی ایک گھڑی کے لیے اجازت دی گئی ہے۔ اب اس کی حرمت اسی طرح لوٹ آئی ہے۔ جو یہاں موجود ہے وہ اسے بتا دے جو یہاں نہیں اور مقتول کے بارے کہا اس کے ورثاء یا تو قصاص میں قاتل کو قتل کر دیں یا دیت لے لیں۔ اس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ خزاعہ نے جو قتل کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کی دیت دی تھی۔ اور یہ بھی آتا ہے کہ ابوشریح سے اس حدیث کے سننے کے بعد عمرو بن سعید نے جو دستہ بھیجا تو کہا: شیخ ابوشریح!

ہم مکے کی حرمت کو جانتے ہیں۔ یہ حرمت خونریزی کرنے والے اور امیر کی اطاعت سے نکل جانے والے یا بیت اللہ کی رسوائی کا باعث بننے والے کو تحفظ نہیں دیتی۔ ابوشریح نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا تھا جو یہاں موجود ہے وہ غیر حاضر تک میرا یہ پیغام پہنچا دے وہ میں نے پہنچا دیا ہے اب آگے عمرو! تم جانو اور تمہارا کام جانے۔ [2]

ابن حبان: 13/340 میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اس بارے میں کچھ اضافے منقول ہیں کہ بنوخزاعہ صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اکرم ﷺ کے حلیف تھے اور بنوکنانہ کا گروہ بنوبکر ابوسفیان کا حلیف تھا۔ اس مدت میں بنوبکر نے بنوخزاعہ پر صلح کی مدت باقی تھی اس کے باوجود حملہ کر دیا تو بنوخزاعہ نے رسول اکرم ﷺ کو پیغام دیا اور آپ ﷺ سے اس بارے میں مدد طلب کی۔ ماہِ رمضان تھا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام روزہ سے تھے رسول کریم ﷺ ''قدید'' میں پہنچے تو افطار کر لیا اور فرمایا: لِيَصُمِ النَّاسُ فِي السَّفَرِ وَيُفْطِرُوْا ''یہ سفر ہے لوگ چاہیں روزہ رکھیں اور جو چاہیں افطار کر لیں'' جو روزہ رکھے گا یہ اس کے لیے کافی ہے اور جو افطار کرے گا وہ بعد میں قضا دے گا

---

[1] بخاری: 112، مسلم: 1355

[2] **سندہ حسن** مسند احمد: 16377، سیرت ابن اسحٰق: 5/77، شرح معانی الآثار: 2/260

تحقیق الحدیث: سعید بن ابی سعید کیسان مقبری ابوسعد۔ مدنی ثقہ ہے (تقریب: 236)

Marfat.com

اور مکے میں پہنچ کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ کی حرمت بجالانے قتل وغارت گری کی ممانعت کا حکم دیا اور قتل کا فیصلہ بتایا اور فرمایا زانی کو پتھر ملے گا، بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا۔ اور یہ بھی بتایا: مومن برابر ہیں ان کے خون برابر ہیں اگر ان میں سے کسی نے کسی کو پناہ دی ہے تو وہ سب پر لازم ہوگی۔ مومن کو کافر کے قصاص میں قتل نہ کیا جائے نہ ہی ذمیوں کو قتل کیا جائے۔ وَلَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ ''دو علیحدہ علیحدہ دین والے آپس میں وارث نہیں ہو سکتے'' اور فرمایا: خالہ اور بھانجی، پھوپھی اور بھتیجی دونوں کو ایک نکاح میں اکٹھا نہ کیا جائے اور کوئی خاتون محرم کے بغیر تین دن کا سفر نہ کرے اور آفتاب طلوع ہو رہا ہو اور غروب ہو رہا ہو تو نماز نہ پڑھیں۔ [1]

مسند احمد: 4/31 میں یہ اضافہ ہے کہ خزاعہ والوں نے جب ہذیل کا آدمی قتل کیا تو رسول اللہ ﷺ ان پر سخت برہم ہوئے اور یہ دوڑے کہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم کی سفارش ڈالیں اور انہیں اندیشہ ہوا کہ ہم تو مارے گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے نماز پڑھنے کے بعد خطاب کیا اور مکہ کے احترام کی تلقین فرمائی اور فرمایا: تین آدمی سخت سرکش ہیں ① جس نے حرم میں قتل کیا ② جس نے قاتل کے علاوہ دوسرے سے بدلہ لیا ③ جس نے جاہلیت کی کدورت کی وجہ سے کسی کو قتل کیا اور نبی ﷺ نے پھر اس مقتول کی دیت دی۔ [2]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ والے دن رسول اللہ ﷺ مکے میں داخل ہوئے اور بیت اللہ کے اردگرد (360) بت نصب تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک میں لکڑی تھی انہیں اس سے ضرب لگا رہے تھے اور فرما رہے تھے حق آیا اور باطل مٹ گیا اور حق آیا اور نہ باطل کی ابتداء ہے نہ ہی یہ لوٹ کر آئے گا۔ [3]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار ہو کر آئے جو کہ

---

[1] **تحقیق الحدیث:** یہ سند پہلی سند کی وجہ سے حسن ہے، تاہم اس سند میں ضعف ہے، سنان بن حارث بن مصرف کے بارے میں ابن ابی حاتم خاموش ہے۔ (الجرح والتعدیل: 4/254) اور طلحہ بن مصرف بن عمرو بن کعب یامی ثقہ اور قاری ہے اور فاضل ہے۔ (تقریب: 283) اور قاسم بن ولید ثقہ ہے یہ شیوخ میں شمار ہوتا ہے اسے ابن حبان نے ثقات میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کبھی خطا کرتا ہے۔ ابن سعد نے اسے ثقہ کہا ہے (تہذیب: 8/305) اور عبیدہ بن اسود ہمدانی کوفی صدوق ہے کبھی تدلیس کرتا ہے (تقریب: 379) یہاں اس نے شیخ سے روایت میں تدلیس نہیں کی۔ یحییٰ بن عبدالرحمن بن مالک بن حارث، ارجی کوفی یہ بھی صدوق ہے کبھی خطا کرتا ہے (تقریب: 593) تاہم پہلی حدیث کی وجہ سے حسن ہے۔

[2] بیہقی: 9/122، طبرانی کبیر: 22/191

تحقیق الحدیث: مسلم بن یزید سعدی حجازی۔ یہ ابوشریح خزاعی سے بیان کرتا ہے اور اس سے زہری بیان کرتا ہے اس میں جرح مذکور نہیں۔ ابن حبان نے اسے ثقات میں شمار کیا ہے۔ (تہذیب: 10/126، تلخیص الحبیر: 4/22) اسے دارقطنی اور حاکم نے بھی بیان کیا ہے اور بخاری نے بھی اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث بیان کی ہے جو اس حدیث کا مفہوم ادا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک تین شخص مبغوض ترین ہیں ① حرم میں الحاد پھیلانے والا ② اسلام میں جاہلیت کا طریقہ چاہنے والا ③ آدمی کا خون ناحق بہانے والا۔ تاہم یہ حدیث پہلی حدیث کی وجہ سے حسن ہے۔

[3] بخاری: 4287، مسلم: 1781

Marfat.com

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی تھی، اسے کعبہ کے صحن میں بٹھایا اور عثمان بن طلحہ کو بلایا اور کہا: چابی لاؤ! وہ اپنی امی کے پاس گئے تو اس نے چابی دینے سے انکار کر دیا تو انہوں نے والدہ سے کہا: وَاللّٰهِ لَتُعْطِيْنَهُ ''واللہ! چابی مجھے دے دو ورنہ یہ تلوار تیری کمر میں پیوست ہو جائے گی۔ اس نے چابی دے دی وہ اسے لے کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لائے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تھما دی اور بیت اللہ کا دروازہ کھولا۔ ❶

۞ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکے میں آئے تو بیت اللہ کے اندر جانے سے انکار کر دیا کیونکہ اس میں مشرکوں کے معبود تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں نکالنے کا حکم دیا۔ ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی تصویریں تھیں جن کے ہاتھوں میں تیر تھے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ لَقَدْ عَلِمُوْا مَا اسْتَقْسَما بِهَا قَطُّ

''اللہ انہیں برباد کرے یہ جانتے ہیں کہ انہوں نے کبھی تیروں سے قسمت آزمائی نہیں کی۔''

اس کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت اللہ میں داخل ہوئے اور فَكَبَّرَ فِيْ نَوَاحِيْ الْبَيْتِ ''بیت اللہ کے کونوں میں اللہ اکبر کہا اور بغیر نماز پڑھے باہر تشریف لے آئے۔ ❷

۞ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تصاویر تھیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: انہوں نے سنا نہیں کہ

إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ

''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔''

یہ ابراہیم علیہ السلام کی تصویر بنا رکھی ہے، حالانکہ وہ تیروں سے قسمت آزمائی نہ کیا کرتے تھے۔ ❸

۞ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب مکہ فتح ہوا اور چار افراد حرم میں قتل ہوئے تو قریش کے سردار کعبے میں آ گئے۔ ان کا خیال تھا کہ اب تلوار ان کے سر پر لٹکتی رہے گی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طواف کیا اور دو رکعات پڑھیں، پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کعبے میں آئے اور دروازے کی دہلیز کو پکڑ لیا اور کہا: مَا تَقُوْلُوْنَ وَمَا تَظُنُّوْنَ ''تم کیا کہتے ہو؟ تمہارا

---

❶ مسلم: 1329

❷ بخاری: 4288

❸ بخاری: 3351

Marfat.com

کیا خیال ہے......؟'' انہوں نے کہا: بھائی ہو، بھتیجے ہو، بردبار ہو اور رحیم ہو۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میں وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے کہا تھا:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۭ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۡ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ (یوسف:92)

''آج تم پر کوئی ڈانٹ نہیں اللہ تمہیں بخش دے اور وہ ارحم الراحمین ہے۔''

یہ سن کر مشرک قریش ایسے باہر نکل گئے جیسے قبروں سے نکالے گئے ہیں اور اسلام میں داخل ہو گئے۔ [1]

سیّدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اکرم ﷺ ذی طوی مقام پر ٹھہرے تھے۔ ابوقحافہ نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی سے کہا: بیٹی! مجھے ابوقبیس پہاڑی پر لے چلو کیونکہ ابوقحافہ خود نابینا ہو گئے تھے، یہ کہتی ہیں: میں انہیں اوپر لے کر گئی۔ انہوں نے مجھ سے کہا: بیٹی! کیا دیکھتی ہو......؟ اس نے کہا: میں لوگوں کی جمع شدہ جماعتیں دیکھتی ہوں، انہوں نے کہا: وہ گھوڑے ہیں، بچی نے کہا: میں ایک آدمی کو دیکھتی ہوں وہ اس جماعت کے درمیان آتا جاتا ہے انہوں نے کہا: بیٹی! وہ گھوڑے والوں کا بڑا ہے جو انہیں آگے پیچھے کرتا ہے۔

اب بیٹی نے کہا: اب وہ جماعت پھیلتی جا رہی ہے۔ ابوقحافہ نے کہا: جب یہ گھوڑے چل پڑیں تو بیٹی مجھے تیزی سے میرے گھر لے جانا۔ یہ ابھی انہیں لے کر نیچے اتری تھی کہ ابوقحافہ کے گھر پہنچنے سے پہلے ہی انہیں لشکر نے پا لیا۔ لڑکی کے گلے میں چاندی کا ہار تھا۔ لشکر کے ایک آدمی نے وہ اس کے گلے سے اتار لیا۔ اسماء بیان کرتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ مکے میں داخل ہوئے اور مسجد میں داخل ہوئے تو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے باپ ابوقحافہ کو لے کر آپ کے پاس آئے کہ آپ تیمارداری کر لیں۔ جب رسول اکرم ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا:

هَلَّا تَرَكْتَ الشَّيْخَ فِيْ بَيْتِهِ حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا اٰتِيْهِ فِيْهِ

''تم نے بزرگوں کو کیوں تکلیف دی انہیں گھر ہی میں رہنے دینا تھا میں خود ہی ان کے پاس چلا جاتا۔''

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! ان کا ہی حق تھا کہ یہ آپ کے پاس آتے نہ کہ آپ ان کے پاس

---

[1] **سندہ صحیح :** طحاوی: 3/325، بیہقی: 9/118، سنن کبریٰ: 6/382

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے ابوعلی روذباری۔ ابوبکر بن داسہ، ابوداؤد، مسلم بن ابراہیم، سلام بن مسکین، احمد بن سلیمان، زید بن حباب، سلیمان بن مغیرہ، یہ سلام بن مسکین کے طریق سے ہے۔ ثابت بنانی، عبداللہ بن رباح انصاری۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سلام بن ربیعہ ازدی، بصری ابوروح ثقہ ہے۔ (تقریب: 261) اس کا شیخ ثابت بن اسلم بنانی ابومحمد بصری ثقہ اور عابد ہے۔ (تقریب: 132) اور عبداللہ بن رباح انصاری، ابوخالد مدنی جو کہ بصرے میں رہائش پذیر تھا یہ ثقہ ہے (تقریب: 302)

Marfat.com

جاتے۔ رسول اکرم ﷺ نے ابو قحافہ کو اپنے سامنے بٹھایا اور ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور کہا: أَسْلِمْ ''مسلمان ہو جاؤ'' ابو قحافہ اسلام لے آئے۔ جب سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ابو قحافہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آئے تھے تو ان کے سر کے بال ثغامہ بوٹی کی مانند سفید تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

غَيِّرُوْا هٰذَا مِنْ شَعْرِهِ

''ان کے بالوں کی رنگت تبدیل کرو''

(سیاہ رنگ نہ کرنا) اس کے بعد سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کو لیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا: میں اللہ کا اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں میری بہن کا ہار دیا جائے۔ مگر کسی نے اس کا جواب نہ دیا۔ آخر اپنی بہن سے کہا: میری پیاری بہن کوئی بھی جواب نہیں دے رہا۔ اپنے اس ہار کے گم ہونے کو کارِ ثواب سمجھ لے اور صبر کر۔ [1]

✿ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سورۂ نحل کی اس آیت کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ

''جس نے ایمان کے بعد کفر کیا مگر اسے مجبور کیا جائے تو علیحدہ بات............اس کے لیے بڑا عذاب ہے۔''

یہ منسوخ ہوگئی اور اس سے ان کو مستثنیٰ قرار دیا گیا۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ .

''پھر تیرے رب نے ان کے لیے جنہوں نے ہجرت کی اور وہ فتنے میں ڈالے گئے، پھر انہوں نے جہاد کیا اور صبر کیا، بے شک تیرا رب اس کے بعد بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

یعنی فتنۂ کفر کے بعد ان کی ہجرت و صبر کی بدولت معاف کرے گا۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ہیں جو مصر پر مقرر تھے یہ رسول اکرم ﷺ کے کاتب تھے۔ شیطان نے انہیں پھسلا دیا اور یہ کفار سے جا ملے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فتح مکہ کے دن انہیں قتل کرنے کا حکم دیا تھا تو سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے پناہ طلب کی تو رسول

---

[1] **سندہ صحیح:** احمد: 26956۔ طبرانی کبیر: 24/88، ابن حبان: 16/187، حاکم: 3/48۔ مسند اسحٰق بن راھویہ: 5/131

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے کہ احمد بن عبدالجبار۔ یونس بن بکیر۔ ابن اسحٰق۔ وہب بن جریر بن حازم، حدثنی ابی۔ محمد بن اسحٰق۔ یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر عن ابیہ یحییٰ اور اس کا والد ثقہ ہیں۔ (تقریب: 592، 290) اس میں ابن اسحٰق نے تدلیس نہیں کی لہٰذا یہ سند صحیح ہے۔

Marfat.com

اکرم ﷺ نے انہیں پناہ دے دی۔ [1]

سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے زمانے میں آپ سے پوچھا: اللہ کے رسول! کل آپ کہاں اتریں گے......؟ نبی ﷺ نے فرمایا: تیرے چچا کے بیٹے عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر نہیں چھوڑا، میں کہاں رہوں، پھر فرمایا:

لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ وَلَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُؤْمِنَ

''مومن کافر کا وارث نہیں ہوگا اور کافر مومن کا وارث نہیں ہوگا۔''

زہری سے پوچھا گیا: ابوطالب کا وارث کون بنا تھا؟ کہا: اس کے وارث عقیل اور طالب ہوئے تھے۔ [2]

عقبہ بن اوس نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن خطبہ دیا اور کہا:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ نَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ

''نہیں کوئی معبود مگر اللہ وحدہ ہے اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور جتھوں کو تنہا شکست دی۔''

ہشیم نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے کہا تھا تمام تعریفات اس اللہ کے لیے جس نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی۔

خبردار......! جاہلیت کا ہر دعویٰ اور رسم اور ہر خون اور غلط پکار سب میں نے اپنے قدموں تلے رکھ کر کچل دی ہیں۔ بیت اللہ کی خدمت اور حاجیوں کو پانی پلانے والی رسم اسی طرح رہے گی۔ قتل خطا یعنی کوڑے، لاٹھی یا پتھر سے ہونے والے مقتول کی دیت مغلظہ ہے جو کہ سو اونٹ ہے ان میں سے (40) ایسی اونٹنیاں ہوں جن کے پیٹ

---

[1] **درجتہ جید:** نسائی: 4069، ابوداؤد: 4358، سنن کبریٰ بیہقی: 8/196

تحقیق الحدیث: یہ علی بن حسین کے طریق سے ہے، حسین بن علی بن واقد مروزی صدوق ہے کبھی وہم کرتا ہے یہ مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 169) اور یزید نحوی جو کہ یزید بن ابوسعید ابوالحسن، مولی قریش ہے یہ عکرمہ وغیرہ سے روایت کرتا ہے اور اس سے حسین بن واقد روایت کرتا ہے۔ ابوحاتم کہتے ہیں: میں نے یزید نحوی کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔ مجھے ایوب سختیانی کا کچھ پتہ نہیں۔ ابن معین کہتے ہیں: یزید نحوی ثقہ ہے صالح الحدیث ہے ابوزرعہ نے کہا: یزید نحوی خراسانی مروزی ثقہ ہے (الجرح والتعدیل: 9/270) اور عکرمہ معروف ثقہ امام ہے۔

[2] بخاری: 4283

Marfat.com

میں بچے ہوں اور (40) دو دانت والے سے لے کر جوان سال اونٹ (20) چاہے کیسی عمر کے ہوں۔ ❶

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ روئے زمین پر سب سے زیادہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیمہ کی ذلت مجھے پسند تھی۔ اب سب سے زیادہ پیارا مجھے آپ کا خیمہ لگتا ہے اور سب سے زیادہ میں اس کی عزت افزائی کی آرزومند ہوں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: درست ہے۔ پھر ہند نے کہا: اللہ کے رسول! ﷺ ابوسفیان بخیل آدمی ہیں۔ مجھ پر کوئی حرج تو نہیں میں بغیر پوچھے کچھ لے لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: نہیں! مگر دستور کے مطابق لینا ہے۔ ❷

عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابوقلابہ نے کہا: اپنا واقعہ تو سناؤ......! میں نے کہا: ہم لوگوں کی گزرگاہ پر ایک چشمہ میں رہتے تھے۔ قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے۔ ہم کہتے: پتہ نہیں لوگوں کو کیا ہے اور اس آدمی (یعنی محمد ﷺ) کو کیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں: یہ خیال کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اس پر وحی کی ہے۔ میں ان لوگوں سے قرآن پاک یاد کر لیتا تھا جو یہاں سے گزرتے تھے اور وہ میرے سینے میں محفوظ ہو جاتا تھا اور عرب لوگ فتح مکہ تک کے لیے اسلام لانے میں تاخیر کر رہے تھے، کہتے تھے: نبی ﷺ کو اور ان کی قوم کو مصروف کار رہنے دو۔ اگر آپ اپنی قوم پر غالب آگئے تو سچے نبی ہیں۔ جب مکہ فتح ہوا تو جو لوگ انتظار میں تھے وہ اسلام لانے کے لیے دوڑ پڑے اور ہماری قوم میں سے میرے ابا جان نے جلدی اسلام لانے کی ٹھانی۔ جب میرے ابا جان واپس آئے تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا: واللہ! میں نبی ﷺ کے پاس سے آیا ہوں اور آپ نے ہمیں نماز کا حکم دیا ہے، اس لیے فلاں نماز فلاں وقت پڑھو! فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو! اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب نماز کا وقت ہو تو تم میں سے ایک آذان کہے! اور تم میں سے جسے قرآن زیادہ آتا ہو وہ امامت کرائے۔ اب قبیلے والوں نے یہ معیار دیکھا تو مجھ سے زیادہ کسی کو قرآن یاد نہ تھا کیونکہ میں قافلے والوں سے اسے حاصل کیا کرتا تھا۔ اس لیے انہوں نے نماز کے لیے مجھے آگے کر دیا میں چھ یا سات برس کا تھا اور میرے اوپر ایک چادر تھی۔ جب میں

---

❶ **سندہ صحیح:** احمد: 15388، معانی الاثار: 3/185، دارقطنی: 3/103

تحقیق الحدیث: یہ سند خالد حذاء کے طریق سے ہے حذاء کا نام خالد بن مہران بصری۔ ابومنازل الحذاء ہے حافظ تھا اور نکتہ کشا تھا۔ (1/369) خالد موچی نہ تھا ان کے پاس بیٹھتا تھا۔ بعض کہتے ہیں: یہ کہا کرتا تھا، میں اس سمت برابر جاتا ہوں۔ یہ اس کا تکیہ کلام تھا اس لیے اسے حذاء کہا گیا۔ یہ ثقہ تھا بہت بارعب تھا اور کثیر الحدیث تھا (تہذیب: 3/104) اس کا شیخ ثقہ تابعی ہے اور نسب کا ماہر تھا۔ (تقریب: 449) اور عقبہ بن اوس سدوسی بصری ثقہ ہے اور قلیل الحدیث ہے۔ (تہذیب: 7/211)

❷ بخاری: 6641، مسلم: 1714

Marfat.com

سجدہ کرتا تو وہ اوپر ہو جاتی۔ قبیلے کی ایک خاتون نے کہا: أَلَا تَغُطُّوْنَ عَنَّا إِسْتَ قَارِئِكُمْ ''تم اپنے قاری کی سرین تو ڈھانپو'' انہوں نے میرے لیے ایک قمیص تیار کی میں اس قمیص کی وجہ سے بے حد خوش ہوا۔ [1]

مجاشع بن مسعود سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہجرت پر بیعت کرنے آیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہجرت گزر چکی ہے، ولكن على الاسلام والجهاد والخير اب تو اسلام، جہاد اور خیر کے امور پر بیعت کریں۔ [2]

غزوۂ حنین کا بیان

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حنین کی جنگ کا دن تھا تو ہوازن غطفان اور دیگر قبائل اپنے جانور اور بچے لے کر آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فوج میں دس ہزار جانثار تھے اور کچھ وہ بھی تھے جو فتح مکہ میں مسلمان ہوئے۔ انہیں آزادی ملی تھی۔ جب حنین کے قریب پہنچے تو سب پیٹھ پھیر گئے حتی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تنہا رہ گئے اس دن آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلسل دو صدائیں دیں۔ دائیں متوجہ ہو کر فرمایا: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! ''اے گروہِ قریش! انہوں نے جواب دیا: لبیک یا رسول اللہ! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم حاضر! أَبْشِر نَحْنُ مَعَكَ ''خوش ہو جایئے ہم آپ کے ساتھ ہیں'' پھر بائیں جانب بھی یہی صدا دی اور انصار نے یہی جواب لوٹایا، ہم حاضر ہیں آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی سفید خچر پر سوار تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نیچے اترے اور کہا:

أنا عبدالله ورسوله ''میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔'' اس کے بعد مشرک شکست خوردہ ہو کر بھاگ گئے۔ مسلمانوں کے ہاتھ بہت زیادہ مالِ غنیمت آیا۔ وہ سارا مال آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مہاجروں اور نو مسلم آزاد لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ انصار کو کچھ نہ دیا۔ انصار نے کہا: جب مصیبت کی سخت گھڑی ہوتی ہے تو ہمیں بلایا جاتا ہے اور مال غنیمت کسی اور کو دیا جاتا ہے۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انصار کو ایک خیمے میں جمع کیا اور فرمایا:

---

[1] بخاری: 4302

[2] مسلم: 1863

Marfat.com

اے گروہِ انصار! تمہاری چہ مگوئی مجھ تک پہنچی ہے۔ انصار خاموش رہے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَحُوْزُوْنَهُ إِلَى بُيُوْتِكُمْ

''کیا تم اس اعزاز پر خوش نہیں ہوتے کہ لوگ دنیا کا مال و دولت لے کر جائیں اور تم اپنے دامن میں کونین کی دولت اللہ کے رسول ﷺ کو لے کر اپنے گھروں کو جاؤ؟''

سب نے کہا: کیوں نہیں! ہم ضرور بالضرور اس پر رضامند ہیں نبی ﷺ نے ایک اور تاریخ ساز اعزاز ان کے سینوں پر سجا دیا۔ فرمایا:

لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَأَخَذْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ

''اگر لوگ ایک وادی میں جا رہے ہیں اور انصار دوسرے رستے پر جا رہے ہیں تو میں انصار والے رستے پر چلوں گا۔'' [1]

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحمزہ تھی ان سے ہشام نے پوچھا: ابوحمزہ! آپ وہاں حاضر تھے؟ کہا: ہاں! میں حاضر تھا، میں نے کہاں جانا تھا۔

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے مکہ فتح کر لیا تو ہم غزوۂ حنین کے لیے گئے۔ مشرکوں نے نہایت منظم اور احسن انداز پر صف بندی کی تھی۔ پہلے گھوڑوں کی صف تھی، پھر جنگجو مردوں کی صف تھی، پھر ان کے پیچھے خواتین کی صف بندی تھی، پھر بکریوں کو صفوں میں کھڑا کیا تھا اس کے بعد عام چوپائے صفوں میں کھڑے کر رکھے تھے۔ ہماری تعداد بہت زیادہ تھی۔ ہمارے گھڑ سواروں کی جانب کے خالد بن ولید سپہ سالار تھے۔ ہمارے گھوڑے منہ موڑ کر بھاگنے لگے۔ دیہاتی جو ہمارے ساتھ تھے، انہوں نے بھی راہِ فرار اختیار کی اور دوسرے لوگ بھی بھاگ گئے۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر رسول اکرم ﷺ نے آواز دی۔ اے مہاجرو! اے انصار! پھر دوبارہ یہی کہا۔ انصار نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! ہم حاضر ہیں اور رسول اکرم ﷺ آگے بڑھ رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے:

فَأَيْمُ اللّٰهِ مَا أَتَيْنَاهُمْ حَتّٰى هَزَمَهُمُ اللّٰهُ

''واللہ! ہم کسی قوم کے ہاں نہیں جاتے مگر اللہ انہیں شکست سے دوچار کر دیتا ہے۔''

---

[1] بخاری: 4337

Marfat.com

ہم آئے تو اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست دی اور ان کا وہ سارا مال ہم نے قبضے میں لے لیا، پھر ہم طائف گئے اور (40) دن تک ان کا محاصرہ کیا۔ اس کے بعد ہم مکہ لوٹے اور راستے میں ہم اُترے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک آدمی کو سو سو اونٹ دیئے۔ اس کے بعد جیسا کہ اوپر گزرا ہے کہ انصار نے کہا: مصائب دور کرنے کے لیے ہماری تلواریں کام آتی ہیں اور انعام دوسرے سمیٹ رہے ہیں۔ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انصار کو دو اعزازات سے نوازا تھا کہ میں انصار کی وادی میں چلوں گا (۲) لوگ دنیا سمیٹ کر لے جائیں گے اور تم مجھے لے کر جاؤ گے۔ [1]

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب ہم وادیٔ حنین کی جانب گئے تو ہم تہامہ کی ایک وادی میں اترنے لگے جو خالی تھی اور اس میں نیچائی تھی۔ ہم اس میں اترے تو ابھی صبح کا اندھیرا باقی تھا۔ دشمن قوم ہمارے لیے کمین گاہ میں چھپ گئی اور گھاٹیوں میں بیٹھ گئی اور اس کے پہلوؤں میں پھیل گئی اور اس وادی کی تنگنائیوں میں بیٹھ گئی تھی۔ وہ یہاں جمع ہو گئے اور پوری تیاری کے ساتھ راہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ابھی ہم نیچے اتر رہے تھے کہ لشکر نے ہم پر یکبارگی حملہ کر دیا۔ لوگ شکست کھا گئے اور ایک دوسرے پر نظر بھی نہ ڈالتے تھے نہ مڑ کر دیکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ دائیں جانب سمٹ گئے اور کہا: إِلَيَّ أَيُّهَا النَّاسُ ''لوگو! میری جانب آؤ! أنا رسول الله! ''میں اللہ کا رسول ہوں'' أنا محمد بن عبدالله ''میں محمد بن عبداللہ ہوں'' ﷺ، میرے پاس آجاؤ! اونٹوں پر سوار ہو کر سب لوگ بھاگ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس مہاجروں اور انصار میں سے اور اہل بیت میں سے چند افراد رہ گئے تھے جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہے ان میں سیّدنا ابوبکر، سیّدنا عمر اور اہل بیت میں سے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے، سیّدنا عباس بن عبدالمطلب ان کا بیٹا فضل بن عباس ابوسفیان بن حارث اور ربیعہ بن حارث اور ایمن بن عبید، یہ امّ ایمن کے بیٹے تھے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم اجمعین تھے۔

ہوازن قبیلے کا ایک آدمی جو سرخ اونٹ والا تھا، اس کے ہاتھ میں سرخ جھنڈا تھا۔ اس نے دراز نیزے کے سرے پر جھنڈا بلند کر رکھا تھا اور ہوازن اس کے پیچھے تھے۔ جب وہ کسی کو پاتا تو نیزہ مارتا اور کسی کو نیزہ نہ لگتا تو اسے پیچھے والوں کے لیے بلند کرتا وہ اس کی اتباع کرتے۔ وہ آدمی ہوازن سے تھا یہ اپنے اونٹ پر سوار تھا اور یہی کام کرتا جا رہا تھا کہ جو آتا اسے یہ نیزہ مارتا۔ اس کی طرف سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بڑھے اور ایک انصار کا آدمی بھی ان کے ساتھ تھا، دونوں اس جھنڈے والے پر حملے کا ارادہ لیے اس کی طرف بڑھے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اس کی پچھلی جانب سے آئے اور اس کے

[1] مسلم: 1059

Marfat.com

گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں وہ سرین کے بل گرا، ادھر انصاری کود پڑا، اسے تلوار سے ایسی ضرب لگائی کہ نصف پنڈلی سے اس کا پاؤں کٹ گیا وہ بے بس ہو کر اپنی سواری سے نیچے آ گرا۔ اب لوگ جرأت میں آ گئے۔ شکست خوردہ ہونے کے بعد جب لوٹے تو انہوں نے دشمن کے آدمیوں کو قید کیا۔ ان کے ہاتھ جکڑ کر انہیں رسول اکرم ﷺ کے پاس اکٹھا کر دیا۔ (1)

سیدنا حارث بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ حنین کی جانب گئے۔ ہم جاہلیت سے نئے نئے تائب ہوئے تھے۔ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جانب حنین روانہ تھے کہ قریش کے کفار اور ان کے علاوہ دیگر عرب والوں کا ایک سبز درخت تھا جسے یہ ذات انواط کے نام سے پکارتے تھے۔ ہر سال یہ اس کے پاس آتے اور اس پر اپنا اسلحہ لٹکاتے اور اس کے پاس جانور ذبح کرتے اور اس کے پاس ایک دن اعتکاف کرتے تھے۔ ہم نے چلتے ہوئے دیکھا کہ ایک بیری کا سبز درخت ہے جو بہت بڑا تھا۔ ہم سب نے مختلف اطراف سے بلند آواز سے کہا: اللہ کے رسول! إِجْعَلْ لَّنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ ”ہمارے لیے بھی اسی طرح ذات انواط کا تقرر فرما دیجیے جس طرح ان کے لیے ذات انواط ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللہ بہت بڑا ہے۔ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ ”قسم ہے مجھے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے تم نے تو وہی بات دہرا دی جو قوم موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہی تھی: إِجْعَلْ لَّنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ”ہمارے لیے بھی معبود بنا دو جس طرح ان کے لیے معبود ہیں انہوں نے قوم سے کہا: اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ”بے شک تم جاہل قوم ہو۔“ یہی وہ بات ہے جس کا مجھے اندیشہ ہے کہ تم اپنے سے پہلی قوموں یہود و نصاریٰ کے قدموں پر چلو گے اور تم نے وہی کر دکھائی۔ (2)

---

(1) **سندہ صحیح:** احمد: 15027، سیرت ابن اسحٰق: 110 / 5، ابن حبان: 11/95، ابویعلیٰ: 3/387

تحقیق الحدیث: یہ ابن اسحٰق کے طریق سے ہے اس نے تدلیس نہیں کی۔ عاصم ثقہ تابعی ہے اور مغازی کا ماہر تھا۔ (تقریب: 385) اور عبدالرحمن بن جابر بن عبداللہ انصاری ابوعتیق المدنی ثقہ ہے۔ (تقریب: 337)

(2) **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق: 110 / 5، احمد: 21900، مصنف عبدالرزاق: 11/369، ترمذی: 4/475، ابن حبان: 15/94، سنن کبریٰ نسائی: 6/346، ابویعلیٰ: 3/30، طیالسی: 191، طبرانی کبیر: 3/244

تحقیق الحدیث: اس میں سنان بن ابی سنان دیلی ہے یہ ثقہ تابعی ہے (تقریب: 286) اور اس کا شیخ صحابی ہے (الاصابہ: 7/455)
انہی چیزوں کو مبارک سمجھتے ہوئے چومنا چاہیے یا وہاں پر ٹھہرنا چاہیے جن چیزوں کو اسلام نے ہمارے لیے باعثِ برکت بنایا ہے۔ اپنے ذاتی ذوق اور عشق کی پیروی کرتے ہوئے کئی لوگ حجروں شجروں، کڑوں، دھاگو اور منکوں اور کئی جگہوں کو اپنے لیے باعثِ برکت سمجھتے ہیں جو کہ سراسر شرک اور خرافات کے زمرہ میں آنے والی بات ہے۔

Marfat.com

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ فتح مکہ سے فارغ ہو کر حنین کی جانب روانہ ہوئے تو مالک بن عوف نصری نے بنو نصر، جشم، سعد بن بکر، بنو ہلال اور بنو عمرو بن عاصم بن عوف بن عامر کی مختلف ٹولیاں اکٹھی کیں اور ان کے ساتھ ثقیف اور بنو مالک کے حلیف بھی جمع کیے اور انہیں لے کر رسول اکرم ﷺ کی طرف چل پڑا۔ مال، خواتین اور بچے بھی ساتھ لیے۔ جب رسول اکرم ﷺ تک ان کی یہ صورتِ حال پہنچی تو آپ نے عبدالرحمن بن ابی حدرد اسلمی سے کہا: جاؤ! اور ان لوگوں کے اندر جا کر پورا جائزہ لے کر آؤ اور پھر ہمیں آگاہ کرنا۔ یہ ان کے اندر داخل ہوئے اور ایک دو دن وہاں ٹھہرے رہے۔ پھر آ کر آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو خبر دی تو رسول اکرم ﷺ نے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا:

کیا جو ابو حدرد کا بیٹا کہتا ہے وہ تم نے سنا ہے، ......؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ غلط بیانی کرتا ہے۔ ابن ابی حدرد غصے سے جھلا کر کہنے لگے: اگر تم مجھے جھوٹا قرار دے رہے ہو تو یہ کیا عجیب بات ہے تم نے تو مجھ سے بہتر، یعنی رسول اکرم ﷺ کی بھی تکذیب کی تھی، یعنی جب مسلمان نہ تھے۔ یہ سن کر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! ابن ابی حدرد کی بات سن لی ہے؟ یہ کیا کہتا ہے......؟ تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قَدْ كُنْتَ يَا عُمَرُ ضَالًّا فَهَدَاكَ اللهُ عزوجل

"عمر! تم پہلے بھٹکے ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت سے ہمکنار کیا ہے۔" [1]

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے صفوان بن امیہ کے پاس پیغام بھیجا اور ان سے سو زرہیں مانگیں اور ان کو تیار کرنے کا سامان بھی مانگا تو انھوں نے کہا: أَغَصْبًا يَا مُحَمَّدُ "اے محمد ﷺ! یہ غصب کے طور پر مانگ رہے ہیں؟ فرمایا: نہیں! بَلْ عَارِيَةٌ مَّضْمُوْنَةٌ حَتّٰى نُؤَدِّيَهَا إِلَيْكَ "بلکہ یہ ادھار ہے جس کی ضمانت ہے۔ ہم اسے واپس ادا کریں گے۔

---

[1] **سندہ صحیح:** مستدرک: 3/51۔

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے احمد بن عبدالجبار، یونس بن بکیر، ابن اسحٰق۔ اس نے یہاں تدلیس نہیں کی۔ عاصم ثقہ تابعی ہے اور مغازی کا ماہر ہے۔ (تقریب: 385) اور عبدالرحمن بن جابر عبداللہ انصاری، ابو عتیق مدنی بھی ثقہ تابعی ہے۔ (تقریب: 337) حاکم نے اسے ایک دوسری سند سے بھی بیان کیا ہے جو کہ درج ذیل ہے۔ احمد بن سہل فقیہ۔ صالح بن محمد۔ الحافظ۔ اسحٰق بن عبدالواحد قرشی۔ خالد بن عبداللہ خالد حذاء عکرمہ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ یہ حدیث ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے صفوان بن امیہ سے زرہیں اور تیر ادھار لیے یہ غزوۂ حنین کی بات ہے اس نے کہا: اللہ کے رسول! یہ وہ ادھار ہے جو واپس ادا کرنا ہے۔ فرمایا: ہاں یہ ادا کرنا ہے۔ (مستدرک: 2/54) اور اسحٰق بن عبدالواحد موصلی محدث ہے اور کثیر احادیث بیان کرتا ہے مصنف ہے بعض نے اس میں تنقید کی ہے۔ (تقریب: 102)

Marfat.com

مسند احمد: 465/6 میں صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مزید یہ آتا ہے جو زرہیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لی تھیں تو ان میں سے کچھ ضائع ہوگئیں تو رسول اکرم ﷺ نے ان کی ضمانت میرے سامنے پیش کی تو میں نے کہا: اللہ کے رسول! یہ ضمانت وغیرہ اسلام سے پہلے کا معاملہ ہے۔ اب تو میں اپنی خوشی سے اسلام سے وابستہ ہوا ہوں، یعنی اب تو میری ہر چیز آپ کی ہے۔ [1]

سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ حنین کے دن روانہ ہوئے اور طویل سفر کیا حتی کہ جب پچھلے پہر نماز کا وقت ہوا تو رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک گھڑسوار آیا اور کہا: اللہ کے رسول! میں آپ کے آگے چلا تھا اور میں فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھا تو میں نے ہوازن قبیلے کو دیکھا کہ صبح صبح وہ اپنے باپوں خواتین چار پائے اور بکریوں کو لیے حنین میں جمع ہو رہے ہیں۔ یہ سن کر رسول اکرم ﷺ مسکرائے اور فرمایا:

تِلْكَ غَنِيمَةُ الْمُسْلِمِينَ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ

''ان شاء اللہ کل یہ سب مسلمانوں کے لیے مالِ غنیمت ہوگا۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ ؟ ''آج رات ہماری چوکیداری کون کرے گا؟'' سیّدنا انس بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! میں کروں گا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سوار ہو جاؤ! وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر جب آئے تو ان سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِسْتَقْبِلْ هٰذَا الشِّعْبَ حَتَّى تَكُوْنَ فِيْ أَعْلَاهُ وَلَا نُغَرَّنَّ مِنْ قَبْلِكَ اللَّيْلَةَ

''اس گھاٹی کی جانب چلو! حتی کہ اس کی بلندی پر چلے جاؤ ہم تمہارے آنے سے پہلے رات کو حملہ نہ کریں گے۔''

---

[1] **اوّله حسن وسنده ضعيف** ۔سنن کبریٰ بیہقی: 89/6

تحقیق الحدیث: اس سند میں ضعف ہے امیہ بن صفوان بن امیہ بن خلف جمحی متابعت کی بنا پر مقبول ہے وگرنہ ضعیف ہے (تقریب: 114/1) بیہقی کی روایت اس کے اوّل حصہ کی تائید کرتی ہے اس سند کی تفصیل درج ذیل ہے عبدالعزیز بن رفیع، عطاء بن ابی رباح، عن ناس من آل صفوان بن امیۃ ایک دوسری سند سے ابوداؤد: 296/3) میں ہے جو کہ اوپر والی کی مانند ہے تو اس حدیث کا دارومدار ابن رفیع پر ہے اور یہ ثقہ ہے۔ (تقریب: 357) لیکن اس کی سند میں اضطراب ہے کبھی تو یہ امیہ عن ابیہ سے مرفوع بیان کرتا ہے اور کبھی اسے عطا عن اناس من آل صفوان بن امیہ سے مرسل بیان کرتا ہے اور کبھی عن اناس من آل عبداللہ بن صفوان سے مرسل کرتا ہے یہ وجہ ہے کہ حدیث کا آخر والا حصہ صحیح نہیں رہا۔ اضطراب ہوا ہے۔ یہ دوسری سند جو ابن اسحٰق نے بیان کی ہے اس سے صحیح قرار پاتا ہے، لہٰذا آخر والا حدیث کا حصہ بھی صحیح ہے۔

Marfat.com

جب صبح ہوئی تو رسول اکرم ﷺ نماز کے مقام پر آئے اور دو رکعات نماز پڑھی تو پوچھا: هَلْ أَحْسَسْتُمْ فَارِسَكُمْ ''کیا شہسوار کا کچھ پتا چلا ہے انہوں نے کہا: ہمیں تو کوئی پتا نہیں چل سکا۔ نماز کی تکبیر ہوئی اور رسول اکرم ﷺ نماز پڑھنا شروع ہوئے تاہم گھاٹی کی جانب آپ مڑ کر دیکھ رہے تھے۔ جب نماز پوری ہوئی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: أَبْشِرُوْا فَقَدْ جَاءَكُمْ فَارِسُكُمْ ''خوش ہو جاؤ! تمہارا گھڑسوار آچکا۔ ہم نے دیکھا کہ گھاٹی میں درختوں کے درمیان وہ آرہا ہے اور رسول اکرم ﷺ کے پاس آکر وہ کھڑا ہوا اور سلام کے بعد کہنے لگا کہ میں چلا تھا حتی کہ میں اس گھاٹی کی بلندی تک گیا۔ جہاں مجھے رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا تھا جب صبح ہوئی تو میں نے دو گھاٹیوں میں جھانکا تو میں نے کسی کو نہ دیکھا۔ اسے رسول اکرم ﷺ نے کہا: هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ ''کیا رات تم کہیں اترے تھے؟ کہا: نہیں! صرف نماز یا قضائے حاجت کے لیے اترا ہوں۔ اس سوار سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قَدْ أَوْجَبْتَ فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَّا تَعْمَلَ بَعْدَهَا

''آج کے بعد کوئی بھی عمل نہ کرو تو پھر بھی تمہارے لیے کوئی نقصان نہیں تو نے جنت واجب کر لی ہے۔'' [1]

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ قریش کے لیے اس خاتون کا معاملہ بہت ہی زیادہ پریشان کن صورت اختیار کر گیا تھا جس نے نبی ﷺ کے عہد مبارک میں چوری کی تھی۔ یہ غزوہ فتح کے دوران کی بات ہے۔ انہوں نے اس بارے میں بہت غور کیا کہ رسول اکرم ﷺ سے اس کے بارے میں سفارش کے لیے کس کو پیش کریں۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس بارے میں سوائے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے اور کوئی جرأت نہیں رکھتا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے پیارے ہیں۔ انہوں نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے بات کی تو اسامہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور اس خاتون کے بارے میں سفارش کی۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے سفارش کی بات سن کر رسول اکرم ﷺ کا چہرہ غصے سے بدل گیا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

أَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللهِ ...؟ ''کیا تم اللہ تعالیٰ کی حد کے مقابلے میں سفارشی بن کر آئے ہو......؟ اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! اس کوتاہی پر میرے لیے استغفار کیجیے۔ جب پچھلا پہر ہوا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام

[1] **سندہ صحیح:** ابوداود: 2501، نسائی کبری: 5/273، حاکم: 2/93، بیہقی: 9/149، طبرانی کبیر: 6/96

تحقیق الحدیث: سب نے معاویہ بن سلام کے طریق سے بیان کیا ہے ابو کبشہ کبیر تابعی ہیں اور ثقہ ہیں (تقریب: 465) اس کا شاگرد بھی ثقہ تابعی ہے یہ مسلم کا راوی ہے (تقریب: 372) اور معاویہ ثقہ ہے اور بخاری اور مسلم کا راوی ہے (تقریب: 259)

Marfat.com

نے خطبہ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق حمد وثنا کی اور فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيهِ الحَدَّ

''تم سے پہلے لوگوں کی ہلاکت میں یہ چیز کارفرما تھی کہ وہ ایسا کرتے تھے جب کوئی بڑا آدمی ان میں چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کم درجے کا چوری کرتا تو اس پر حد لگاتے تھے۔''

میں یہ کہہ رہا ہوں اس ذات کی قسم! میری جان جس کے ہاتھ میں ہے:

لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا

''اگر میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی بفرض محال چوری کرتیں تو میں ان کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔''

اس کے بعد جس خاتون نے چوری کی تھی اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور وہ کاٹ دیا گیا۔ اس کے بعد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میرے پاس وہ خاتون آتی تھی کوئی کام ہوتا تو اس کا وہ کام میں رسول اکرم ﷺ کے سامنے پیش کرتی تھی۔ [1]

سیدنا ابوطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ نے مکہ فتح کیا تو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نخلہ مقام کی جانب بھیجا۔ وہاں عزّٰی بت تھا۔ اس کے پاس خالد آئے۔ وہاں تین کیکر کے درخت تھے۔ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے کیکر کے درخت کٹوا دیے اور وہ عمارت بھی منہدم کر دی جس میں یہ بت تھا، پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور اطلاع دی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

إِرْجِعْ فَإِنَّكَ لَمْ تَصْنَعْ شَيْئًا

''واپس جاؤ! آپ نے ابھی کچھ نہیں کیا۔'' خالد رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے۔ جب انہیں اس کے مجاوروں نے دیکھا تو وہ پہاڑ میں چلے گئے اور یوں عزی کو پکارنے لگے: یا عُزّٰی! اے عزی! اس خالد کو باؤلا کر دے! اسے اندھا کر دے اور اسے ناکامی کی موت مار دے۔ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ اس بت کے پاس آئے تو ایک عریاں خاتون اپنے بال پھیلائے اپنے سر پر مٹی ڈال رہی ہے تو سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے اسے ایسی تلوار ماری کہ اسے قتل کر دیا۔ اب

---

[1] مسلم: 1688

Marfat.com

نبی ﷺ کے پاس آئے تو یہ بات آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتائی آپ ﷺ نے کہا: یہی عزّیٰ تھی۔ [1]

سیّدنا صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حنین کی جنگ کے دن رسول اکرم ﷺ نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد لبوں کو حرکت دیتے اور زیر لب کچھ پڑھتے تھے۔ لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ اپنے مبارک ہونٹوں کو حرکت دیتے ہیں، کیا پڑھتے ہیں......؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم سے پہلے ایک نبی تھے انہیں اپنی امت کی کثرت بہت پسند آئی اور کہا: ان سے لڑنے کا ارادہ لے کر آنے کی کوئی ہمت نہیں پاتا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کے ذریعے آگاہ کیا کہ آپ کی امت کی بھلائی تین کاموں میں سے ایک میں ہے۔

① ... إِمَّا أَنْ أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ فَيَسْتَبِيحَهُمْ

''میں ان پر ان کا دشمن مسلط کروں گا جو ان کی جڑ مار دے گا۔''

② ... وَإِمَّا أَنْ أُسَلِّطَ عَلَيْهِمُ الْجُوعَ

''یا میں ان پر بھوک مسلط کر دوں گا۔

③ ... وَإِمَّا أَنْ أُرْسِلَ عَلَيْهِمُ الْمَوْتَ

''یا پھر میں ان پر موت بھیجوں گا۔

لوگوں نے کہا: بھوک اور دشمن کی تو ہمیں طاقت نہیں کہ برداشت کر سکیں، تو موت واقع کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر موت مسلط کر دی۔ ایک رات میں ستر ہزار افراد مارے گئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اس کو ملحوظِ خاطر رکھ کر میں یہ دعا کرتا ہوں۔

أَللّٰهُمَّ بِكَ أُحَاوِلُ وَبِكَ أُقَاتِلُ وَبِكَ أُصَاوِلُ [2]

---

[1] **سندہ حسن:** سنن کبریٰ نسائی:6/474۔ ابویعلیٰ:2/196

تحقیق الحدیث: یہ محمد بن فضیل کے طریق سے سند بیان ہوئی ہے محمد بن فضیل بن غزوان ابوعبدالرحمن کوفی صدوق ہے۔ (تقریب:502) اور ولید بن عبداللہ بن جمیع زہری مکی جو کوفے میں اترا تھا صدوق ہے وہم کا شکار ہے (تقریب:82؟) ا[illegible] عن ابی طفیل والی سند مسلم کی شرط پر ہے۔ (3/1414) عبیداللہ بن ابی زیاد نے ابوطفیل سے احادیث میں متابعت کی ہے (المختارہ:20/8) ابو یعلی والی سند یہ ہے عبداللہ بن عمر بن ابان، عبداللہ بن مبارک، عبیداللہ بن ابی زیاد عن ابی طفیل ہے۔

[2] **سندہ صحیح:** سنن کبریٰ:5/188۔ احمد:18933، بیہقی:9/152

تحقیق الحدیث: عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ انصاری ثقہ ہے یہ کبیر تابعی ہے (تقریب:490) بقیہ ائمہ ثقات ہیں۔ حدیث میں خیبر کا لفظ ہے صحیح یہ ہے کہ حنین کی جنگ میں ہوا تھا۔ موسیٰ بن اسماعیل ثقہ اور ثبت ہے یہ لفظ خیبر کے ساتھ [illegible] رتا ہے جب کہ ثقہ ائمہ جن میں سے وکیع عفان، بہز بن اسد اور سلیمان بن حرب ہیں انہوں نے اس کی مخالفت کی ہے۔

Marfat.com

''اے میرے اللہ! میں تیرے ساتھ کوشش کرتا ہوں اور تیری مدد کے ساتھ میں لڑتا ہوں اور تیری ہی دی ہوئی طاقت سے میں حملہ آور ہوتا ہوں۔''

سیّدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوازن میں شریک ہوئے۔ اسی دوران ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مل کر چاشت کا کھانا کھا رہے تھے، اچانک ایک آدمی سرخ اونٹ پر سوار ہو کر آیا، اسے بٹھا دیا، پھر ایک تھیلے سے ایک رسی نکالی اور اونٹ کا گھٹنا باندھ لیا، پھر آگے آ کر لوگوں کے ساتھ کھانا کھانے لگا اور اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کر دیا۔ ہم میں ضعف پیدا ہو چکا تھا اور سواریاں تھک چکی تھیں اور ہم میں سے بعض پیدل چل رہے تھے، وہ آدمی یہاں سے نکل کر بھاگ گیا اور اپنے اونٹ کے پاس آیا۔ اس کا گھٹنا کھولا اور اسے بٹھایا اور اس پر بیٹھ گیا اور اسے بھگا دیا۔ ایک آدمی سفید اونٹنی پر اس کے پیچھے لگا۔ سلمہ کہتے ہیں: میں بھی دوڑتا ہوا اس کے لیے نکلا میں اس کی اونٹنی کی ران کے قریب تک پہنچ گیا اور میں آگے بڑھا اور اس کے اونٹ کی لگام پکڑ لی اور اسے بٹھا دیا۔ جب اس نے گھٹنا زمین پر رکھا تو میں نے تلوار سونت لی اور اس آدمی کے سر پر ماری اور اسے جدا کر دیا۔ پھر میں اونٹ کو ہانکتا ہوا لے آیا۔ اس پر کجاوہ تھا، ہتھیار تھے۔ اتنی دیر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے سامنے سے تشریف لائے لوگ بھی ساتھ تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ الرَّجُلَ ''اس آدمی کو کس نے قتل کیا ہے......؟'' لوگوں نے بتایا کہ ابن اکوع نے قتل کیا ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لَهُ سَلَبُهُ أَجْمَعُ ''اس مقتول کا سارا مال ابن اکوع کا ہے۔'' [1]

سیّدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حنین کے دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب ہماری ملاقات دشمن سے ہوئی تو مسلمانوں میں گردش ہوئی۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو کہ مشرک تھا وہ مسلمانوں پر چڑھائی کر رہا تھا۔ میں گھوما اور پیچھے سے اس کے کندھے پر تلوار کا وار کیا تو اس نے مجھے دبوچ لیا۔ میں نے اس میں موت کی بُو پائی۔ وہ فوت ہو گیا تو اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ میں سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملا۔ میں نے کہا: لوگوں کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ کا فیصلہ پورا ہو چکا ہے، پھر لوگ واپس آ گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ

---

[1] مسلم: 1754

Marfat.com

''جس نے کسی کو قتل کر دیا اور اس پر اس کے لیے دلیل ہو تو اس کا مال اسی کو ملے گا۔''

میں کھڑا ہوا اور دل میں کہا میری گواہی کون دے گا؟ پھر میں بیٹھ گیا۔ آپ نے پھر یہی کہا کہ کافر مقتول کا مال اس کے قاتل کو دیا جائے گا۔ میں پھر کھڑا ہوا میری گواہی کون دے گا......؟ آپ نے تیسری مرتبہ پھر کہا تو میں کھڑا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَالَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ..؟ ''ابوقتادہ! کیا بات ہے......؟'' میں نے آپ سے وہ واقعہ بیان کیا کہ میں نے کافر کو قتل کیا ہے۔ ایک آدمی نے کہا: یہ سچ کہتے ہیں اللہ کے رسول! اس کا مال سلب میرے ہاتھ میں ہے، اسے کچھ دے کر رضا مند کر دیں۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں! اللہ کی قسم! اللہ کا شیر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی حمایت میں لڑتا ہے اور پھر وہ مال تجھے دے دے (ایسا نہیں ہو سکتا)

نبی ﷺ نے فرمایا: یہ سچ ہے۔ وہ مال سلب اس نے مجھے دے دیا۔ وہ زرہ میں نے فروخت کی اور میں نے اس مال سے بنوسلمہ میں ایک باغ خریدا یہ سب سے پہلا مال تھا میں نے جو اسلام میں بطورِ جاگیر حاصل کیا تھا۔ [1]

ابو اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی سیّدنا براء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: ابو عمارہ! تم حنین کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے کہا:

أَشْهَدُ عَلَى نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا وَلَّى

''میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ رسول اکرم ﷺ نہیں پھرے تھے۔''

لیکن آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں میں چھپ کر ہوازن قبیلے کی جانب نمودار ہوئے تھے۔ بات یہ تھی کہ ہوازن تیر انداز تھے انہوں نے مسلمانوں پر تیروں کی بارش برسا دی گویا کہ وہ تیر ٹڈی دَل تھے جس سے مسلمان چھٹ گئے۔ اس کے بعد لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ابوسفیان بن حارث آپ کی سفید خچر کی لگام تھامے اسے چلا رہے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے نیچے اترے اور دعا کی، اللہ سے مدد طلب کی اور آپ کہہ رہے تھے: أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ''میں نبی ہوں، جھوٹا نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اور یہ دعا کی: اَللّٰهُمَّ نَزِّلْ نَصْرَكَ ''اے میرے اللہ! اپنی مدد نازل فرما۔ اس کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صف آراء ہوئے۔ سیّدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب لڑائی خوب گرم ہوتی تو ہم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنا بچاؤ کیا کرتے تھے اور جو نبی ﷺ کے برابر

---

[1] بخاری: 3142، مسلم: 1751

Marfat.com

ہو کر دشمن سے لڑا کرتا تھا۔ اسے ہم اپنے میں سے سب سے زیادہ بہادر قرار دیا کرتے تھے۔ ❶

✿ اسی واقعہ کو عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اس اضافے سے بیان کرتے ہیں کہ یہ کہتے ہیں: جب مسلمان میدان چھوڑ گئے تو رسول اکرم ﷺ اپنی خچر کو ایڑ لگاتے ہوئے کفار کی جانب جا رہے تھے۔ میں نے خچر کی لگام تھام لی اور اسے روکنے لگا کہ تیز نہ چلے اور ابوسفیان بن حارث رکاب تھامے تھے۔ مجھے رسول اکرم ﷺ نے کہا: عباس! درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں کو آواز دو! میں نے انصار مہاجرین کو آواز دی وہ ایسے لوٹے جیسے گائے کے بچے گائے کی جانب لوٹتے ہیں اور لبیک لبیک کی آوازیں دیتے ہوئے وہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف واپس آئے۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے کفار کے چہروں پر کنکریاں پھینکیں اور کہا: اِنْهَزَمُوْا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ "محمد ﷺ کے رب کی قسم! یہ شکست کھا جائیں گے۔ اس کے بعد میں نے جنگ کی صورت حال دیکھی۔ ان کنکریوں کے بعد دشمن کی تیزی میں سستی آئی اور ان کا رُخ پھر گیا۔ ❷

✿ سیّدنا عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آواز دینے کے لیے زید نامی صحابی رضی اللہ عنہ سے بھی کہا تھا۔ انہوں نے کہا: لوگو! یہ ہیں رسول اکرم ﷺ، تمہیں بلا رہے ہیں۔ کسی نے جواب نہ دیا پھر آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اوس اور خزرج کو بلانے کا کہا۔ پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: مہاجروں کو بلاؤ! انہوں نے میری بیعت کر رکھی ہے یہ سن کر ایک ہزار افراد آ گئے۔ جنہوں نے ڈھالیں پھینک دی تھیں اور تیر توڑ دیئے تھے۔ یہ رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے تو انہیں فتح ہوئی۔ ❸

✿ سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے حنین میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر غزوہ کیا۔ جب دشمن کے ساتھ ہمارا سامنا ہوا تو میں آگے بڑھا۔ وہ گھاٹی پر چڑھ گئے میری جانب دشمن کا ایک آدمی آیا تو میں نے اسے تیر مارنا چاہا وہ مجھ سے چھپ گیا۔ مجھے پتا نہ چلا، اس نے کیا کیا تھا؟ میں نے دشمن قوم کو دیکھا تو وہ دوسری گھاٹی پر چڑھ رہے تھے جب یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ملے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شکست کھا کر بھاگ گئے۔ میں بھی بھاگ نکلا۔ میں نے ایک چادر کا تہبند باندھا تھا ایک اوپر اوڑھی ہوئی تھی، میرا تہبند ڈھیلا ہو گیا میں نے اسے اکٹھا کیا اور اسی شکست کی حالت میں

---

❶ مسلم: 1776، بخاری: 4317,3042

❷ مسلم: 1775

❸ **سنده صحيح:** ابن ابی شیبہ:

تحقيق الحديث: محمد بن اسحٰق، عبید اللہ بن موسیٰ، یوسف یہ متصل ہے، یوسف اور اس کا شیخ اور اس کا شاگرد سب ثقہ ہیں۔

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا تو آپ ﷺ سفید خچر پر تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
لَقَدْ رَاٰی ابْنُ الْاَکْوَعِ فَزِعًا ابن اکوع نے گھبراہٹ کا سامنا کیا ہے۔ جب دشمن نے رسول اکرم ﷺ کے گرد گھیرا ڈالا تو رسول اکرم ﷺ خچر سے اترے اور مٹی کی مٹھی لی اور دشمن کے چہروں پر ماری اور کہا: یہ چہرے بگڑ گئے۔ ہر انسان کی آنکھ مٹی سے بھر گئی تھی اس کے بعد وہ پیٹھ پھیر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست سے دوچار کیا اور رسول اکرم ﷺ نے ان کا مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کیا۔ ❶

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مسلمان بھاگے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَتَلَ مُشْرِكًا فَلَهُ سَلَبُهُ ''جس نے کسی مشرک کو قتل کیا اس مشرک کا مال اسے ہی ملے گا۔ سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیس افراد قتل کیے اور ان کا مال حاصل کیا۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک آدمی پر حملہ کیا اور اس کے کندھے کی رگ پر تلوار ماری اور خود دور ہٹ کر کھڑا ہو گیا کہ دیکھوں کون اس کا مال لیتا ہے......؟ ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے یہ مال لیا ہے، اس میں سے اسے (ابوقتادہ کو) بھی کچھ دے دو۔ رسول اکرم ﷺ سے جب بھی کوئی سوال کرتا تھا تو اسے یا تو عطا کر دیتے تھے یا پھر خاموش رہتے تھے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں! تجھے نہیں ملے گا۔ اللہ کا شیر محنت کرتا ہے اور اللہ نے اسے مال دیا ہے اور وہ تجھے دیا جائے ایسا نہیں ہوگا۔

یہ سن کر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: صَدَقَ عُمَرُ ''عمر سچ کہہ رہے ہیں'' اسی دوران ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سیّدہ امّ سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس ایک خنجر دیکھا اور کہا: اس کے ساتھ کیا کرو گی......؟ کہنے لگیں: میرا ارادہ ہے کہ اگر کوئی مشرک قریب آیا تو میں اس کا پیٹ چاک کر دوں گی۔ اس جذبہ صادقہ کا ذکر سیّدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے کیا تو رسول اکرم ﷺ ہنس پڑے اور کہا: امّ سلیم! إِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَفٰى وَأَحْسَنَ ''اللہ تعالیٰ نے نہایت ہی احسن انداز پر ہمیں کفایت کیا ہے۔ کہنے لگیں: اللہ کے رسول! ہم تو انہیں قتل کریں گے جنہوں نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام سے شکست کھائی ہے۔ ❷

اسماعیل کہتے ہیں: اس نے ابن ابی اوفیٰ کے ہاتھ میں زخم دیکھا تو انہوں نے کہا: حنین کے دن جب

---

❶ مسلم: 1777

❷ **سندہ صحیح:** ابوداؤد طیالسی: 1/276۔ احمد: 13975، ابن ابی شیبہ: 7/419، الاحاد والمثانی: 4/242، ابن حبان: 11/166، حاکم: 2/142، سنن کبریٰ: 6/306

تحقیق الحدیث: عبدالرحمن بن ازہر زہری ابوجبیر المدنی، صغیر صحابی ہیں۔ (تقریب: 336) بقیہ ائمہ ثقات ہیں۔

Marfat.com

میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھا تو یہ زخم آیا ہوا تھا۔ میں نے کہا: تم حنین میں شریک تھے......؟ کہا: شریک تو تھا مگر یہ زخم اس سے پہلے آیا تھا۔ [1]

۞ شافعی نے باسند: 285/1 [2] میں عبدالرحمٰن بن ازہر سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے گھر کے واقعہ کا ذکر کیا ہے اور آپ ان کے گھر آئے۔ اسی دوران یہ ہوا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک شرابی لایا گیا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اسے مارو! لوگوں نے اسے ہاتھوں، جوتوں اور کپڑوں کے کناروں سے مارا اور اس پر مٹی ڈالی۔ پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اسے ڈانٹ ڈپٹ کرو، اسے ڈانٹ کر انہوں نے اسے رہا کر دیا۔ اس کے بعد سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں (40) کوڑے مارے جب لوگ شراب میں زیادہ ہی جُت گئے تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ کیا اور شرابی کو اسی 80 کوڑے مارے۔

غزوۂ اوطاس

۞ سیّدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب حنین سے فارغ ہوئے تو ابو عامر رضی اللہ عنہ کو غزوۂ اوطاس کے لیے بھیجا۔ وہ درید بن صمہ سے ملے۔ درید مارا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھیوں کو شکست سے دوچار کیا۔ سیّدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے بھی ابو عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا۔ سیّدنا ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں تیر مارا گیا۔ ایک جُشمی نے انہیں تیر مارا اور گھٹنے میں پیوست کر دیا۔ میں ابو عامر کے پاس پہنچا تو میں نے پوچھا: يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ ''اے چچا! کس نے تیر مارا ہے......؟'' انہوں نے قاتل کی جانب اشارہ کیا اور کہا: یہ ہے میرا قاتل جس نے مجھے تیر مارا ہے...... میں اسے ملا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو مڑ کر بھاگا میں نے اس کا پیچھا کیا اور اس سے کہنے لگا: او! تجھے شرم نہیں آتی تو ٹھہرتا کیوں نہیں......؟ یہ سن کر وہ رُکا۔ ہماری تلواریں آپس میں ٹکرائیں اور میں نے اسے قتل کر دیا پھر میں نے اس ابو عامر سے کہا: اللہ نے تمہارے دشمن کو مار دیا ہے۔ انہوں نے کہا: یہ تیر نکال دو۔ میں نے وہ نکالا تو اس سے پانی نکل پڑا۔ انہوں نے کہا: بھتیجے! نبی اکرم ﷺ کو میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ

---

[1] بخاری: 4314

[2] **سندہ صحیح**۔ سنن کبریٰ بیہقی: 319/8، شرح معانی الآثار: 155/3، حمیدی: 398/2۔

تحقیق الحدیث: عبدالرحمٰن بن ازہر زہری ابوجبیر المدنی صغیر صحابی ہیں۔ (تقریب: 336) بقیہ ائمہ ثقات ہیں۔

Marfat.com

إِسْتَغْفِرْلِيْ ''میرے لیے استغفار کریں

ابو عامر رضی اللہ عنہ نے مجھے لوگوں پر خلیفہ مقرر کیا اور کچھ دیر بعد وفات پا گئے۔ جب میں واپس لوٹا تو نبی ﷺ کے پاس داخل ہوا۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام خالی چارپائی پر تھے۔ چارپائی کے تنکوں نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی کمر اور پہلوؤں پر نشانات ڈالے تھے۔ میں نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو اس معاملے کی اطلاع دی کہ ابو عامر شہید ہوئے ہیں اور انہوں نے استغفار کی استدعاء کی تھی۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے پانی منگوایا، وضو کیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی:

أَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِيْ عَامِرٍ

''میرے اللہ! عبید جو کہ ابو عامر ہے اسے بخش دے۔''

آپ نے اتنے ہاتھ بلند کیے ہوئے تھے کہ میں نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی بغلوں کو دیکھا اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے کہا:

أَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ

''اے میرے اللہ! اسے روز قیامت اپنی بہت زیادہ مخلوق پر برتری دے۔''

میں نے کہا: میرے لیے بھی استغفار کیجیے! تو آپ نے کہا: اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہ معاف کر دے اور اسے قیامت کے دن اچھے مقام میں داخل کر تو آپ ﷺ کی ایک دعا ابو عامر کے لیے اور دوسری دعا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے تھی۔ [1]

✿ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اوطاس کے سال رسول کریم ﷺ نے تین دن متعہ کی اجازت دی پھر اس سے منع کر دیا تھا۔ [2]

✿ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حنین کے دن رسول اکرم ﷺ نے اوطاس کی جانب ایک لشکر بھیجا اس کا دشمن سے سامنا ہوا۔ یہ ان سے لڑے اور دشمن پر غالب آئے اور قیدی حاصل کیے اور رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے مشرک خاوندوں کے پیچھے ہونے کی وجہ سے ان سے جماع سے حرج تصور کیا تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

---

[1] بخاری: 4323

[2] مسلم: 1405

Marfat.com

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

''اور شادی شدہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں جن کے خاوند موجود ہیں مگر جو لونڈیاں ہیں (وہ حلال) ہیں۔ (بشرطیکہ ان کی عدت پوری ہو جائے)۔'' [1]

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ تھا۔ جب آپ علیہ الصلوۃ والسلام حنین سے واپس آ رہے تھے لوگ آپ کے دامن سے چمٹ گئے اور مانگنا شروع ہوئے حتی کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو ایک کیکر کے درخت کے نیچے پناہ لینے پر مجبور کر دیا اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی چادر چھین لی، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رک گئے اور فرمایا:

أَعْطُوْنِيْ رِدَآئِيْ ، لَوْ كَانَ بِيْ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا كَذُوْبًا وَّلَا جُبَانًا

''میری چادر میرے حوالے کر دو! اگر میرے پاس اس وادی کے کانٹوں جتنی بکریاں ہوتیں تو میں انہیں تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا تم مجھے بخیل، جھوٹا اور بزدل نہ پاتے۔''

سیدنا عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ ہم حنین کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہوازن کو نقصان پہنچایا ان کے مال اور قیدی حاصل کر لیے تو ہوازن کا وفد جعرانہ میں آپ علیہ الصلوۃ والسلام سے ملا اور یہ مسلمان ہو چکے تھے۔ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! ہمارے خاندان والے ہیں۔ ان کے بارے میں ہمیں سخت آزمائش میں مبتلا کیا گیا ہے جو کہ آپ سے پوشیدہ نہیں، آپ ہم پر احسان کیجیے اللہ آپ پر احسان کرے......! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نِسَآءُكُمْ وَأَبْنَاءُكُمْ أَحَبُّ إِلَيْكُمْ أَمْ أَمْوَالُكُمْ...؟

''تمہاری خواتین اور بیٹے تمہیں زیادہ محبوب ہیں یا تمہارے مال تمہیں زیادہ پسند ہیں......؟''

انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ نے ہمیں ہمارے حسب اور ہمارے مالوں کے مابین کا اختیار دیا ہے ہمیں ہمارے بیٹے اور ہماری خواتین زیادہ محبوب ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو میرا اور بنو عبدالمطلب کا حصہ ہے وہ تو میں تمہارے حوالے کرتا ہوں اور جب میں نماز پڑھ لوں تو لوگوں سے کھڑے ہو کر کہنا ہم مسلمانوں کے

---

[1] مسلم: 1456

Marfat.com

سامنے رسول اکرم ﷺ کو سفارش پیش کرتے ہیں کہ ہمارے بیٹے اور ہماری خواتین کو رہا کردو تو میں بھی تمہیں دے دوں گا اور تمہارے لیے سوال کردوں گا کہ وہ انہیں آزاد کردیں۔ رسول اکرم ﷺ نے جب لوگوں کو نماز ِظہر پڑھالی تو بنوہوازن کھڑے ہوئے اور وہی کہا جو رسول اکرم ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے یہاں کہہ دیا میں نے اپنا اور بنوعبدالمطلب کا حصہ تمہیں دیا۔ یہ سن کر مہاجروں نے کہا: جو ہمارا حصہ ہے وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے اور انصار نے کہا: جو ہمارا حصہ ہے وہ بھی رسول اکرم ﷺ کا ہے۔

اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اور بنوتمیم تو نہیں دیں گے اور عباس بن مرداس نے کہا: میں اور بنوسلیم بھی نہیں دیں گے۔ بنوسلیم نے کہا: نہیں جو ہمارا حصہ ہے وہ ہم رسول اللہ ﷺ کے حوالے کرتے ہیں اور عیینہ بن بدر نے کہا: میں اور بنوفزارہ بھی نہیں دیں گے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو تم میں سے اپنا حصہ اور حق دے گا تو اسے ہم مال فئے سے چھ حصے دیں گے۔ سب نے ان کی خواتین اور بیٹے واپس کردیئے، پھر رسول اکرم ﷺ سوار ہوئے اور لوگ بھی آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے پیچھے چل دیئے اور کہنے لگے: اللہ کے رسول! ہمارا مال فئے ہمارے اندر تقسیم کردیں۔ انہوں نے یہاں تک اصرار کیا کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو درخت کی اوٹ میں پناہ لینا پڑی اور کہا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میرے پاس تہامہ کے درختوں جتنے چوپائے بھی ہوں تو میں انہیں تمہارے درمیان تقسیم کردیتا میں بخیل، بزدل اور کذاب نہیں۔ لوگو! میری چادر دے دو کیونکہ لوگوں نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی چادر چھین لی تھی۔

پھر رسول کریم ﷺ کھڑے ہوئے۔ ایک اونٹ کے پہلو سے یا اس کی کوہان کے بالوں سے چند بال پکڑے اور دونوں انگلیوں کے درمیان لیا اور کہا: لوگو! واللہ! تمہارے مال فئے سے میں اونٹ کے ان بالوں جتنے مال کا بھی حقدار نہیں، صرف میرے لیے پانچواں حصہ ہے اور وہ بھی میں تمہارے اوپر ہی صرف کردیتا ہوں تمہارے پاس سوئی اور دھاگہ بھی ہے تو اسے بھی ادا کردو!

فَإِنَّ الْغُلُوْلَ عَارٌ وَّ نَارٌ وَّ شَنَارٌ عَلٰى أَهْلِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

''کیونکہ خیانت' اہل خیانت کے لیے عار، آگ اور بدنما داغ ہوگا۔''

انصار کا ایک آدمی بالوں کا ایک گچھا لے کر آیا اور کہا: اللہ کے رسول! یہ میں نے اس لیے لیا تھا کہ اپنے اونٹ

Marfat.com

کی چادرسی لوں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اس میں جو میرا حق ہے وہ تو تیرے لیے ہو سکتا ہے، دوسرا نہیں، وہ کہنے لگا: اگر یہ معاملہ اتنا خطرناک ہے تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں اور وہ گچھا مال غنیمت میں پھینک دیا۔ ❶

✿ طبرانی کبیر: 5/270 میں یہ اضافہ ہے کہ جعرانہ میں ہوازن کے ایک آدمی نے کہا جس کی کنیت ابوصرد تھی اس نے کہا: اللہ کے رسول! ہماری خواتین آپ کی پھوپھیاں اور خالائیں لگتی ہیں یہ وہ ہیں جنہوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرورش کی۔ اگر ہم حارث بن ابی شمر، نعمان بن منذر کے پاس یہ درخواست لے کر جاتے تو ہمیں پوری امید ہے وہ ہم سے مہربانی کرتے۔ آپ تو سب سے بہتر ہیں، پھر اس نے یہ درج ذیل اشعار کہے جن میں قرابت کا ذکر کیا اور آپ کی کفالت کا ذکر کیا۔

أُمْنُنْ عَلَيْنَا رَسُوْلَ اللهِ فِيْ كَرَمٍ ... فَإِنَّكَ الْمَرْءُ نَرْجُوْهُ وَ نَدَّخِرُ

''اللہ کے رسول! کرم سے کام لیتے ہوئے ہمارے اوپر احسان کیجیے کیونکہ آپ ایک ایسی شخصیت ہیں کہ ہم اپنی امیدوں کا مرکز تصور کرتے ہیں اور آپ ہمارے سرمایہ ہیں۔''

أُمْنُنْ عَلٰى بَيْضَةٍ قَدْ عَاقَهَا قَدَرٌ ... مُفرِّقُ شَمْلَهَا فِيْ دَهْرِهَا غِيَرُ

''اس سردار پر احسان کیجیے جسے تقدیر نے روک لیا ہے اور اس کی شیرازہ بندی کو بکھیر کر رکھ دیا ہے جو اس نے گذشتہ زمانہ میں کی تھی۔''

أبقَتْ لَنَا الْحَرْبُ هُتَافًا عَلٰى حُزْنٍ ... عَلٰى قُلُوْبِهِمُ الْغَمَآءُ وَالْغَمَرُ

''جنگ نے ہمارے لیے صرف غم سے چلّانا ہی باقی چھوڑا ہے ان کے دلوں پر غم واندوہ کے بادل چھائے ہیں جس میں یہ ڈوبے ہیں۔''

إِنْ لَّمْ تُدَارِكْهُمْ نَعْمَآءَ تُنْشِرُهَا ... إِذْفُوْكَ يَمْلَاهُ مِنْ مَّحْضِهَا دُرَرٌ

''ان خواتین پر احسان کیجیے آپ جن کا دودھ پیتے رہے ہیں جب آپ کا منہ مبارک ان کے خالص دودھ کے موتیوں سے لبریز رہتا تھا۔

---

❶ **سندہ حسن:** سنن بیہقی: 6/336۔ احمد: 6729، نسائی: 6/262، طبرانی اوسط: 2/242

تحقیق الحدیث: عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ۔ یہ سند حسن ہے عمرو صدوق ہے اس کا والد شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عاص، صدوق ہے اور ثبت ہے اس کا سماع اپنے دادا سے ثابت ہے۔ (تہذیب: 8/43)

Marfat.com

إِذَا كُنْتَ طِفْلًا صَغِيْرًا كُنْتَ تَرْضِعُهَا ... وَإِذْ يَزِيْنُكَ مَا تَأْتِيْ وَمَا تَذَرُ

''تب ایک معصوم بچے تھے جو دودھ سے پیوستہ رہ کر مضبوط ہوئے اب تو اتنے رعنا تنومند ہو کہ آپ کو یہ چیز زیب نہیں دیتی کہ جو چاہو کرو اور جو چاہو چھوڑ دو۔''

لَا تَجْعَلْنَا كَمَنْ شَالَتْ نَعَامَتُهُ ... وَاسْتَبْقِ مِنْهُ فَإِنَّا مَعْشَرٌ زُهَرُ

''ہمیں اس طرح نہ کر دینا جن کا شترمرغ بھاگ گیا ہے اور قابو نہیں آتا، یعنی ہمیں بکھیر کر رسوا نہ کرنا۔ ہم ایک روشن اور عزت والا قبیلہ ہیں ہمیں رسوائی سے بچانا۔''

یہ اشعار سن کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا تھا میں اپنا اور بنو عبد المطلب کا حصہ آزاد کرتا ہوں اور جیسا کہ ابھی اوپر گزرا ہے کہ اقرع نے اور صرد اس نے واپس کرنے سے انکار کیا تھا دوسرے سب نے بھی اپنے اپنے حصے آزاد کر دیئے تھے۔ [1]

اور طبرانی اوسط: 45/5 میں آتا ہے ابو جرول زہیر بن صرد سے منقول ہے کہ حنین کے دن جب ہم قیدی بن کر آئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غنیمت کی بکریاں اور قیدی تقسیم کرنا شروع فرمائے اور میں نے اوپر والے اشعار سنائے۔ طبرانی میں ان اشعار کا اضافہ کیا گیا ہے۔

إِنَّا نَشْكُرُ لِلنَّعْمَاءِ إِذْ كُفِرَتْ ... وَعِنْدَنَا بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ مُدَّخَرُ

''ہم نعمت کا شکر یہ ادا کرتے ہیں جب کہ اس کی ناشکری کی جائے اور یہ احسان اس دن کے بعد ہمارے پاس ہمیشہ ذخیرہ رہے گا۔''

فَالْبِسِ الْعَفْوَ مَنْ قَدْ كُنْتَ تَرْضِعُهُ ... مِنْ أُمَّهَاتِكَ إِنَّ الْعَفْوَ مُشْتَهَرُ

''درگزر کا لباس پہناؤ اپنی ماؤں کو جنھوں نے آپ کو دودھ پلایا ہے عفو و درگزر ہی ایسی چیز ہے جو شہرت پاتی۔''

يَا خَيْرَ مَنْ مَرَحَتْ كُمْتُ الْجِيَادِ بِهِ ... عِنْدَ الْهِيَاجِ إِذَا مَا اسْتُوْقِدَ الشَّرَرُ

''آپ ان میں سے بہترین انسان ہیں جن کے سرخ گھوڑے اس وقت سینہ تان کر نکلتے ہیں جب جنگ کی چنگاری جلائی جاتی ہے۔''

إِنَّا نُؤَمِّلُ عَفْوًا مِّنْكَ تَلْبَسُهُ ... هَادِي الْبَرِيَّةِ إِذْ تَعْفُوْا وَتَنْصُرُ

---

[1] **سندہ حسن:** طبرانی کبیر: 270/5۔ تاریخ طبری: 173/2، مکارم الاخلاق: 116/1

Marfat.com

''ہم آپ سے عفو ودرگزر کے آرزومند ہیں اے انسانیت کے رہنما جسے آپ زیب تن کیے ہوئے ہیں جب آپ معاف کریں اور انتقام لیں۔''

فَاعْفُ عَفَا اللهُ عَمَّا أَنْتَ رَاهِبُهُ ... يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذْ يَهْدِيْ لَكَ الظَّفْرُ

''درگزر کیجیے! اللہ آپ سے درگزر کرے اس دن جس دن سے آپ ڈرتے ہیں جو کہ قیامت کا دن ہے اور وہ کامیابی کو آپ کا رہنما بنا دے۔'' (1)

اسے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حنین میں مال تقسیم کیا تو ایک آدمی

---

(1) **حسن بما قبله وفي سنده ضعف** ۔المعجم الاوسط:5/45

تحقیق الحدیث: اس میں زیاد بن طارق، ابوجرول سے بیان کرتا ہے یہ غیر معروف ہے اور اس سے عبیداللہ بن رماجس متفرد ہے، یہ قیسی رملی ہے زیاد بن طارق سے بیان کرتا ہے۔زہیر بن صرد یہی ہے جس نے یہ قصیدہ کہا تھا۔یہ اس سے امیر بدر حمانی اور ابوالقاسم طبرانی اور احمد بن اسماعیل بن عاصم اور ابوسعید بن اعرابی اور حسن بن زید جعفری اور محمد بن ابراہیم بن عیسیٰ مقدس نے بیان کیا ہے۔معمر نے کہا: میں نے متقدمین میں کسی کو اس کے بارے میں جرح کرتے نہیں دیکھا اور نہ ہی یہ اتنا قابل اعتماد ہے میں نے دیکھا ہے جو اس نے حدیث بیان کی ہے اس میں علت موجود ہے جو اسے عیب والی کر دیتی ہے۔(لسان المیزان:2/495,4/99)ابن عبدالبر نے زہیر کے اشعار کے متعلق کہا ہے کہ اس سند میں عبیداللہ بن رماجس، زیاد بن طارق، زیاد بن صرد بن زہیر عن ابیہ عن جدہ زہیر بن صرد ہے عبیداللہ نے دو راوی اس سند سے گرا دیے ہیں اس کی اس نے وضاحت بھی کی ہے۔زیاد بن طارق نے کہا کہ زہیر نے یہ بیان کیا ہے، معجم طبرانی نے بھی دو راوی ساقط کر کے بیان کیے ہیں۔(انتہی)

جو ابن عبدالبر نے بیان کیا ہے اس کا سیاق تقاضا کرتا ہے کہ یہ بات ابن عبدالبر نے کہی ہے، حالانکہ ایسا نہیں۔یہ مؤلف کا اپنا بیان ہے۔ میں نے احمد بن علی سبط برقی کے سامنے دمشق میں حدیث پڑھی جس کی سند یہ ہے۔ابوعبداللہ بن جابر، ابوالعباس بن عماز، حافظ ابوربیع کلاعی۔ابوعبداللہ بن زرقویہ۔ابوعمران بن حلید۔حافظ ابوعمر بن عبدالبر نے استیعاب میں بیان کیا ہے کہ زہیر بن صرد جشمی سعدی نے کہا جو بنو سعد بن بکر سے ہے اس کی کنیت ابوجرول ہے یہ اپنی قوم کا رئیس تھا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حنین سے فارغ ہوئے تو یہ ہوازن کے وفد میں آیا تھا آگے ابوعمرو نے سارا قصہ بیان کیا ہے اور محمد بن اسحق کی سند سے اسے متصل بیان کیا ہے آخر میں کہا ہے ان اشعار میں دو شعر ایسے ہیں جنہیں محمد بن اسحق نے اپنی حدیث میں بیان نہیں کیا اور عبیداللہ بن رماجس نے زیاد بن طارق سے بیان کیا ہے زیاد بن صرد بن زہیر بن صرد عن ابیہ عن جدہ زہیر بن صرد ابوجرول نے یہ حدیث بیان کی ہے ابن عبدالبر کا کلام ختم ہوا۔

یہ مرسل ہے اس کی سند عبیداللہ بن رماجس سے آگے نہیں جاتی اگر جاتی تو پتہ چل جاتا کہ اس کی سند میں دو آدمیوں کا اضافہ کس نے کیا ہے۔ابن رماجس سے چھ راویوں نے بیان کیا ہے مؤلف نے جن کا ذکر کیا ہے اور ابوبکر محمد بن احمد بن محمویہ عسکری ابوحسین احمد بن زکریا۔عبیداللہ بن علی بن خواص کا بھی ذکر کیا ہے اور ابن رماجس کا نسب متعدد ثقات نے بیان کیا ہے اور عبیداللہ بن رماجس نے ابوجرول سے سنا ہے، ان ثقات کی بات اولیٰ ہے کیونکہ فرد واحد کی بہ نسبت کثیر تعداد بہتر ہے جو بیان کرتی ہے۔یہ حدیث حافظ ضیاء الدین نے بھی بیان کی ہے جن کا نام محمد بن عبدالواحد مقدسی ہے انہوں نے الاحادیث المختارہ میں یہ بیان کیا ہے یہ وہ کتاب ہے جو بخاری اور مسلم کے علاوہ احادیث ہیں اس میں درج کی ہیں۔زہیر کا بخاری نے ذکر نہیں کیا اور نہ ہی ابن ابی حاتم نے اور نہ ہی زیاد بن طارق نے ذکر کیا ہے۔محمد بن اسحق نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے اسی قصہ کی مانند قصہ بیان کیا ہے۔یہ حدیث حسن الاسناد ہے کیونکہ اس کے دو راوی مستور (پوشیدہ) ہیں ان کی اہلیت کا ثبوت نہیں نہ جرح ہے نہ تعدیل ہے اور ان کی حدیث کا قوی شاہد ہے اور ان دونوں نے صراحت سے بیان کیا ہے تدلیس (گڈمڈ) نہیں کی۔

Marfat.com

نے کہا: اس تقسیم میں اللہ کی رضا اور عدل کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔ جب رسول اکرم ﷺ کو علم ہوا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول عدل نہ کریں گے تو پھر کون عدل کرے گا۔

رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ اُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ

''سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر اللہ رحم کرے انہیں اس سے بھی زیادہ اذیت دی گئی انہوں نے پھر بھی صبر کیا۔'' [1]

مسلم: 739/2 میں آتا ہے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس زبان دراز کی بات نبی ﷺ تک پہنچائی تھی جس سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا: اگر میں عدل نہ کروں گا تو پھر کون کرے گا......؟ اور کہا: اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے انہیں اس سے بھی زیادہ اذیت دی گئی انہوں نے پھر بھی صبر کا دامن نہ چھوڑا۔ سیدنا عبداللہ کہتے ہیں: آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ حالت دیکھ کر میں نے تہیہ کر لیا تھا کہ کبھی ایسی بات رسول اکرم ﷺ تک نہ پہنچاؤں گا تا کہ آپ کی دل آزاری نہ ہو۔

طائف کا محاصرہ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جس کی وضاحت پہلے فتح مکہ میں گزر چکی ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہم نے غزوۂ حنین کیا۔ مشرکوں نے نہایت عمدہ صف آرائی کی تھی مسلمان اچانک تیروں کی بوچھاڑ سے میدان سے بھاگ گئے، پھر آپ نے مہاجروں اور انصار کو بلوایا وہ آئے پھر دشمن کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام طائف کی جانب روانہ ہوئے چالیس دن تک اس کا محاصرہ کیا اور مکہ واپس آئے۔ [2]

سیدنا ابو نجیح سلمی بیان کرتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طائف کے قلعے کا محاصرہ کیا تو میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهٗ عِدْلُ مُحَرَّرٍ

''جس نے آج اللہ کی راہ میں ایک بھی تیر پھینکا یہ اسکی دوزخ سے آزادی کا عوض ہے۔''

---

[1] بخاری: 3150

[2] مسلم: 1059

Marfat.com

میں نے (16) تیر پھینکے۔ اور میں نے رسول اکرم ﷺ سے یہ بھی سنا ہے کہ جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا تو اس سے جنّت میں درجہ بلند ہوگا۔ اور فرمایا:

وَمَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ كَانَتْ بِهِ نُوْرًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ

''اور جو اسلام میں بوڑھا ہوگا اس کے سفید بال روزِ قیامت اس کے لیے روشنی کا باعث ہوں گے۔''

جو مسلمان کسی آدمی کو آزاد کرتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ اس کی ہر ہڈی کے عوض اسے دوزخ سے آزاد کریں گے۔ اور جس عورت نے کسی کو آزاد کر دیا بے شک اللہ تعالیٰ اس کی ہر ہڈی کے عوض اسے دوزخ سے آزاد کر دیں گے۔ [1]

✪ ابو عثمان نہدی کہتے ہیں: عاصم نے سعد اور ابو بکرہ رضی اللہ عنہما کے متعلق کہا: تیرے پاس دو آدمی ہیں جو تجھے ہر لحاظ سے کافی ہیں۔ ان میں سے ایک (سعد) وہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا تھا اور دوسرے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ ہیں یہ نبی ﷺ کے پاس اترے تھے۔ یہ طائف میں جانے والے (23) آدمیوں میں سے ایک تھے۔ [2]

✪ سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تھے اور گھر میں ایک ہیجڑا تھا اس نے امّ سلمہ کے بھائی عبداللہ سے کہا: کل اگر طائف فتح ہوا تو میں تجھے بتاؤں گا کہ بنت غیلان جب آتی ہے تو چار اور جاتی ہے تو آٹھ بل اس کے پیٹ پر آتے ہیں، یعنی موٹی تازی ہے۔ [بخاری: 2208/5] اس کے بعد آپ نے ہیجڑوں کے گھروں میں آنے پر پابندی لگا دی تھی۔

✪ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا تو اس کا فائدہ نہ ہوا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: إِنَّا قَافِلُوْنَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ''ان شاء اللہ! ہم کل واپس چلے جائیں گے۔ یہ بات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے گراں ہوئی انہوں نے کہا: ہم اسے فتح کیے بغیر چلے جائیں گے......؟

تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اُغْدُوْا عَلَى الْقِتَالِ فَغَدَوْا فَأَصَابَهُمْ جِرَاحٌ ''چلو! لڑائی کے لیے

---

[1] **سنده صحيح:** الطیالسی: 157/1۔

تحقيق الحديث: یہ ہشام دستوائی کے طریق سے مروی ہے۔ (احمد: 6962، حاکم: 104/2، ترمذی: 1634، نسائی: 3144، بیہقی: 272/10) ہشام بن ابی عبداللہ سنبر دستوائی ثقہ اور ثبت ہے (تقریب: 573) اس کا شیخ امام اور ثقہ تابعی ہے اور معروف ہے۔ اور سالم بن ابی جعد کوفی ثقہ تابعی ہے (تقریب: 226) اور معدان بن ابی طلحہ شامی ہے اور ثقہ ہے (539)

[2] بخاری: 4326

Marfat.com

چلو جب گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زخمی ہو گئے۔ تو اب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ان شاء اللہ ہم کل واپس جائیں گے۔ یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اچھی لگی۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا دیئے کہ پہلے میں کہتا تھا تو کہتے تھے: فتح کیے بغیر نہیں جائیں گے، اب تیار بیٹھے ہیں۔ [1]

غزوۂ بنو جذیمہ

ابن ابی حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ بنو جذیمہ کے دن خالد بن ولید کے لشکر میں تھا۔ بنو جذیمہ کا ایک نوجوان جو کہ میری عمر کا ہوگا، اس کے ہاتھ ایک رسی کے ساتھ اس کی گردن کے ساتھ باندھے گئے تھے اور کچھ خواتین کچھ فاصلے پر جمع تھیں۔ میں نے کہا: نوجوان! کوئی خواہش ہو تو بتاؤ! اس نے کہا: تم مجھے اس رسی سے گھسیٹ کر ان خواتین کے پاس لے چلو تاکہ میں اپنا کام پورا کر سکوں۔ پھر مجھے واپس لے آنا اور بعد میں جو چاہو میرے ساتھ سلوک کرنا۔ میں نے کہا: یہ تو معمولی سا کام ہے جس کا تو نے مطالبہ کیا ہے۔ میں نے اس کی رسی سے پکڑا اور اسے کھینچ لیا اور ان کے پاس کھڑا کر دیا۔ اس نے ایک خاتون کو مخاطب کر کے کہا: حبیش! میرے لیے سر تسلیم خم کر دے، اس سے پہلے کہ زندگی ختم ہو جائے۔ اس نوجوان نے درج ذیل اشعار کہے:

أَرَيْتُكَ إِذْ طَالَبْتُكُمْ فَوَجَدْتُكُمْ
بِحِلْيَةٍ أَوْ أَلْفَيْتُكُمْ بِالْخَوَانِقِ

”تم کو خبر ہے کہ میں نے تم سے مطالبہ کیا ہے اور میں نے تمہیں اس روپ میں پایا ہے کہ تم تنگنائیوں میں ہو۔“

أَلَمْ يَكُ أَهْلًا أَنْ يُّنَوَّلَ عَاشِقٌ
تَكَلَّفَ إِدْلَاجَ السُّرَى وَالْوَدَائِقِ

”کیا وہ اس اہل نہ تھا کہ عاشق کا درجہ پاتا اور رات کو چلنے اور گرمی کی شدت جھیلنے کا تکلف اٹھاتا۔“

فَلَا ذَنْبَ لِيْ قَدْ قُلْتُ إِذْ أَهْلُنَا مَعًا
أَثِيْبِيْ بِوُدٍّ قَبْلَ إِحْدَى الصَّفَائِقِ

---

[1] بخاری: 4325، مسلم: 1778

Marfat.com

''یہ میرا گناہ نہیں کہ جو میں نے کہا ہے کہ میرے گھر والے میرے ساتھ ہیں۔ محبوبہ! محبّت تک رسائی پالے آنے جانے والے قافلوں سے پہلے

أَثِيْبِيْ بِوُدٍّ قَبْلَ أَنْ يَّشْحَطَا النَّوٰى
وَيَنْأَى الأَمِيْرُ بِالْحَبِيْبِ الْمُفَارِقِ

''جدائی کے خون میں لت پت ہونے سے پہلے ہی محبت تک رسائی پالے اور اس سے پہلے کہ میر کارواں جدا ہونے والے پیارے کو کہیں دور لے جائے محبّت تک رسائی پالے۔''

فَإِنِّيْ لَاضَيَّعْتُ سِرَّ أَمَانَةٍ
وَلَا رَاقَ عَيْنِيْ عَنْكِ بَعْدَكِ رَائِقُ

''میں نے امانت کا راز ضائع نہیں کیا اور نہ ہی میری آنکھ میں تیرے بعد کوئی چیز خوشنما ہوئی ہے۔''

سِوٰى أَنَّ مَا نَالَ الْعَشِيْرَةُ شَاغِلُ
عَنِ الْوُدِّ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ النَّوَامِقُ

''صرف یہ ہوا ہے کہ خاندان نے محبّت سے پھیرنے والی کوئی مصروفیت نہیں پائی مگر اسے، یعنی محبت کو زیادہ ہی خوبصورت پایا ہے۔

اس خاتون نے کہا: تو دس یا نو یا آٹھ یا طاق بار مسلسل مبارکباد کا مستحق ہے۔ اس کے بعد ابن ابی حدرد کہتے ہیں: میں اسے واپس لایا اور اس کی گردن ماردی۔ [1]

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دستہ بھیجا۔ انہوں نے مالِ غنیمت حاصل کیا۔ ان میں ایک آدمی گرفتار کیا۔ اس نے کہا: میں ان میں سے نہیں ہوں، میں ان کی ایک عورت پر فریفتہ ہوا ہوں۔ میں اس کے لیے ان سے ملا ہوں مجھے چھوڑ دو میں اسے ایک نظر دیکھ لوں پھر جو چاہے کر لینا اچانک ایک دراز قد گندمی رنگ کی خاتون آئی اس نے اس سے کہا: زندگی کے خاتمے سے پہلے حبیش میرے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے۔

اس نے کہا: نَعَمْ فَدَيْتُكَ ''ہاں! میں تجھ پر قربان ہو جاؤں۔'' اس محبّت آمیز گفتگو کے بعد لشکر والے

---

[1] **سندہ صحیح:** البدایہ والنہایہ: 315/4

تحقیق الحدیث: یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن اخنس ثقفی ثقہ ہے۔ (تقریب: 608) اور اس کا شیخ معروف امام ہے اور ابن ابی حدرد صحابی ہے۔

Marfat.com

اسے آگے لائے اور اس کی گردن اڑا دی اب وہ خاتون آئی اس کی لاش پر کھڑی ہو گئی اور ایک دو آہیں بھریں پھر وہ بھی مر گئی۔ ان فوجیوں نے جب رسول اکرم ﷺ کے پاس آ کر یہ بات بیان کی تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَمَا كَانَ رَجُلٌ رَحِيمٌ

''تم میں سے کوئی بھی رحمدل نہ تھا جو اس پر ترس کھاتا اور اسے چھوڑ دیتا۔'' [1]

ابن عصام اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب بھی کوئی دستہ بھیجتے تو اسے کہتے:

إِذَا رَأَيْتُمْ مَسْجِدًا أَوْ سَمِعْتُمْ مُؤَذِّنًا فَلَا تَقْتُلُنَّ أَحَدًا

''جب تم کوئی مسجد دیکھو یا مؤذن سنو تو کسی کو ہرگز قتل نہ کرنا۔''

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا اور یہی حکم دیا جس کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ ہم تہامہ کی جانب نکلے وہاں ہم نے ایک آدمی پایا جو خواتین کو چلا کر لا رہا تھا وہ ان کے آگے آگے تھا۔ ہم نے اس سے کہا: اسلام قبول کر لے۔ اس نے کہا:

وَمَا الْإِسْلَام...؟ ''اسلام کیا ہے......؟''

ہم نے اسے بتایا تو اس کی پہچان نہ کر سکا۔ اس نے کہا: اگر تمہاری بات نہ مانوں تو تم کیا کرو گے......؟ ہم نے کہا: ہم تجھے قتل کر دیں گے، اس نے کہا: کیا تم مجھے مہلت دو گے......؟ کہ میں ان خواتین تک پہنچ سکوں۔ ہم نے کہا: ہاں! اجازت ہے ہم سے تو بھاگ کر جا نہیں سکتا! وہ ان خواتین تک آیا اور پروالے اشعار پڑھے اور پھر وہ ہمارے پاس آیا اور کہا: اب تمہارا معاملہ ہے جو کرنا ہے کرلو! ہم نے آگے بڑھ کر اس کی گردن اڑا دی۔

ایک خاتون اپنی چھولداری سے اتری وہ گندمی رنگت کی تھی اس کے اوپر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی اور ساتھ ہی وفات پا گئی۔ [2]

---

[1] **سندہ حسن:** سنن کبریٰ: 5/201، علی کی سند سے بیان کی ہے۔ [طبرانی کبیر: 11/369]

تحقیق الحدیث: اس سند میں علی بن حسین بن واقد مروزی ہے یہ صدوق ہے تاہم وہم کرتا ہے اس کی وجہ سے سند حسن ہے۔ (تقریب: 400) یہ مسلم کا راوی ہے اس کا والد حسین بن واقد مروزی۔ ابو عبداللہ القاضی ثقہ ہے اس کے کچھ اوہام ہیں۔ (تقریب: 169) دارقطنی نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور شرافت کا پیکر کہا ہے۔ ایک محدث کہتے ہیں: میں نے اس کی مثل دیکھا نہیں۔ (تہذیب: 11/290) اور عکرمہ امام اور تابعی ہے ثقہ ہے۔

[2] **درجتہ حسن، سندہ ضعیف:** مسند حمیدی: 2/359۔ طبرانی کبیر: 177، سنن کبریٰ نسائی: 5/260، طبقات ابن سعد: 2/149

تحقیق الحدیث: یہ سند سفیان بن عیینہ، عبدالملک بن نوفل بن مساحق کے طریق سے ہے اس میں ضعف ہے ابن عصام مزنی عن ابیہ اس کا حال غیر معروف ہے، ایک قول ہے اس کا نام عبدالرحمٰن ہے، ایک قول ہے عبداللہ ہے (تقریب: 696) ماقبل والی حدیث کی وجہ سے یہ حسن ہے۔

Marfat.com

غزوۂ تبوک اور بادشاہوں کے نام خطوط

✿ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے اس وقت کہا جب ان کا محاصرہ کیا گیا انہوں نے بلوائیوں سے کہا اور جھانک کر پوچھا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں اور میں نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے یہ واسطہ دے کر بات کر رہا ہوں۔ تم جانتے ہو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مَنْ حَفَرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ ''جس نے رومہ کا کنواں کھدوا کر پانی جاری کیا، اس کے لیے جنت ہے، یہ میں نے کھدوایا تھا۔ اور تم جانتے ہو، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا: مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ ''جس نے جیش عسرہ (تبوک کا لشکر) تیار کیا، اس کے لیے جنت ہے، یہ میں نے تیار کیا تھا۔ انہوں نے اس کی تصدیق کی۔ [1]

✿ ابوعبدالرحمن سلمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ محاصرہ میں آئے تو اپنے گھر سے جھانکا اور کہا: میں تمہیں اللہ کا نام یاد دلا کر کہتا ہوں تم جانتے ہو کہ جب حراء کا پہاڑ حرکت میں آیا تھا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا:

أُثْبُتْ حِرَآءُ فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيْقٌ أَوْ شَهِيْدٌ

''حراء ٹھہر جا! تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور ایک شہید ہے۔''

لوگوں نے کہا: ہاں! درست ہے۔ پھر کہا: تمہیں اللہ کا نام یاد دلا کر کہتا ہوں تم جانتے ہو کہ رسول اکرم ﷺ نے جیش العسرہ غزوۂ تبوک میں کہا تھا:

مَنْ يُّنْفِقُ نَفَقَةً مُّتَقَبَّلَةً وَالنَّاسُ مُجْهَدُوْنَ مُعْسَرُوْنَ

''کون ہے جو مقبول خرچہ کرے جبکہ لوگ مشقت زدہ اور تنگدست ہیں۔''

تو وہ لشکر میں نے تیار کیا تھا انہوں نے کہا: درست ہے، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہیں اللہ کے نام کا واسطہ دے کر یہ بات یاد کراتا ہوں تم جانتے ہو کہ رومہ کنواں جو ہے اس سے ہر آدمی قیمتاً پانی پیتا تھا میں نے اسے خرید کر مالدار یا فقیر اور مسافر سب کے لیے عام کر دیا، سب نے کہا: اللہ جانتا ہے یہ ہوا ہے اور کچھ دوسری اشیاء کا بھی ذکر کیا۔ [2]

---

[1] بخاری: 2778

[2] **سندہ صحیح:** ترمذی: 3699، نسائی: 3609، ابن حبان: 15/348، سنن کبریٰ بیہقی: 6/167، دارقطنی: 4/198، طبرانی اوسط: 2/39، فضائل صحابہ لاحمد: 1/495۔ سلمی کبیر تابعی ہے ثقہ اور ثبت ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے (تقریب: 108) اسکا شاگرد بھی مشہور ثقہ تابعی ہے۔

Marfat.com

سیّدنا عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہما اپنے باپ کعب رضی اللہ عنہ کی بینائی ختم ہونے کے بعد (یہ اپنے باپ کے قائد تھے انہیں لے کر آتے جاتے تھے) یہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد کعب رضی اللہ عنہ سے سنا جب وہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے یہ قصہ خود بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: میں رسول اکرم ﷺ سے کسی غزوہ میں پیچھے نہیں رہا، تو غزوۂ تبوک سے رہا ہوں یا پھر غزوۂ بدر سے اور غزوۂ بدر میں پیچھے رہنے والوں میں سے کسی پر سرزنش نہیں ہوئی کیونکہ وہ تو رسول اکرم ﷺ صرف قریش کے قافلے کے لیے نکلے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آپ کے دشمن سے ملاقات کروادی اور میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ عقبہ (گھاٹی) کی رات میں موجود تھا جب ہم نے اسلام پر عہد و پیمان باندھا تھا، میں اسے بدر سے بھی زیادہ پسند کرتا ہوں اگرچہ لوگوں میں بدر کا زیادہ چرچا ہے۔ غزوۂ تبوک میں میری حالت ایسی تھی کہ میں اس میں صاحب قوت اور کشادہ دست تھا پھر بھی میں اس سے پیچھے رہ گیا۔

واللہ! آج تک مجھے کبھی دو سواریاں میسر نہ آئی تھیں اس غزوۂ میں مجھے دو سواریاں دستیاب تھیں۔ جب رسول اکرم ﷺ غزوہ کا ارادہ کرتے تھے، اس غزوہ والی جانب کے علاوہ دوسری جانب کا اشارہ دیتے تھے۔ یہ غزوہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب کیا تب شدید گرمی تھی اور دور کا سفر درپیش تھا اور کافی بڑے بیابان حائل تھے اور دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی، اس لیے اس غزوہ میں آپ نے مسلمانوں کے سامنے واضح انداز میں کہہ دیا کہ ہم جانب تبوک جائیں گے۔ یہ اس وجہ سے کہا تھا تاکہ یہ اپنے غزوہ کی تیاری اس کے مطابق کر سکیں۔ آپ ﷺ نے اس جہت کو واضح طور پر بتا دیا جہاں جانا تھا۔ مسلمان جو رسول اکرم ﷺ کے ساتھ کثیر تعداد میں جا رہے تھے کسی رجسٹر میں محفوظ نہ تھے اور نہ ہی وہ احاطۂ تحریر میں آئے تھے۔ سیّدنا کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو آدمی بھی غائب ہونا چاہتا اس کا خیال تھا کہ اگر وحی نہ ہوئی تو وہ مخفی رہے گا۔ صرف وحی کے بھید کھولنے کا ڈر تھا ورنہ اتنی کثیر تعداد تھی جانے والے کا پتا نہیں لگ سکتا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے جب یہ غزوہ کیا، پھل پک چکے تھے اور سایہ بھلا لگتا تھا۔ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی تیاری کی اور میں یہ کہنا شروع ہوا کہ میں صبح آپ کے ساتھ جانے کی تیاری کرتا ہوں میں اسی شش و پنج میں رہا مگر جانے کا فیصلہ نہ کر سکا۔ میں دل میں یہ کہتا کہ میرے پاس قدرت ہے میں بعد میں بھی لشکر سے مل سکوں گا میں خیال بازی میں تھا حتی کہ لوگ پوری محنت سے تیاری میں تھے۔ صبح رسول اکرم ﷺ اور مسلمان روانہ ہو گئے میں تیاری نہ کر سکا۔ میں نے کہا: میں ایک دو دن بعد ان سے مل جاؤں گا میں نے ان کے جانے کے بعد صبح تیاری کی مگر فیصلہ نہ کر سکا پھر ارادہ کیا مگر اسی لیت و لعل میں رہا۔ میں اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ میرے ساتھی سب چلے گئے

Marfat.com

اور غزوہ بھی قریب ہوا اور میں نے ارادہ کیا کہ اب کوچ کروں اور مسلمان ساتھیوں کے ساتھ مل جاؤں۔ کاش! کہ میں ایسا کر لیتا مگر یہ مقدر میں نہ تھا۔ اب میں مدینہ میں باہر نکلتا کہ رسول اکرم ﷺ تو تشریف لے جا چکے تھے اور میں اہل مدینہ میں گردش کرتا تو میں یہ دیکھ کر غمزدہ ہوتا کہ جو مجھے نظر آتا وہ ایسا آدمی تھا جس پر نفاق کی تہمت تھی یا پھر کمزور تھے جو معذور تھے۔ ادھر رسول اکرم ﷺ نے تبوک پہنچ کر مجھے یاد کیا، بعض لوگوں نے کہا: کعب کا کیا بنا ہے؟ آیا ہی نہیں! بنوسلمہ کے ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول!

حَبَسَہُ بُرْدَاہُ وَنَظَرُہُ فِیْ عِطْفَیْہِ ''اسے اس کی دو چادروں نے روک لیا ہوگا، وہ انہیں زیب تن کیے اپنے کندھوں پر اپنی زیبائش دیکھتے ہوئے مدینے میں رُک گیا ہوگا۔ اسے یہ مصیبت اٹھانے کی کیا ضرورت تھی۔ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے اچھی بات نہیں کی۔ واللہ! اللہ کے رسول! ہمارا تو ان کے بارے میں حسنِ ظن ہے۔ یہ گفتگو سن کر رسول اکرم ﷺ خاموش ہو گئے۔ کعب بتاتے ہیں جب مجھے یہ علم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ واپس مدینے میں تشریف لا رہے ہیں تو حَضَرَنِیْ ھَمِّیْ ''میری فکر اس پر ٹھہر گئی کہ میں کوئی جھوٹ تیار کروں اور اس پیچ وتاب میں تھا کہ میں نبی ﷺ کی ناراضی سے کیسے بچ سکتا ہوں۔ اس بارے میں میں نے ہر رائے والے سے مشورہ کر کے مدد طلب کی۔ اب پتا چلا کہ رسول اکرم ﷺ بالکل قریب ہیں کہ مدینے میں تشریف آور ہو رہے ہیں تو میرے دماغ پر سے باطل کا ہر سایہ ہٹ گیا۔ میں نے پکا یقین کر لیا کہ اس مہم سے بذریعہ جھوٹ نجات نہ پا سکوں گا تو میں نے ارادہ کر لیا کہ سچ بتاؤں گا نتیجہ کچھ بھی ہو۔ اب صبح ہوئی تو رسول اکرم ﷺ تشریف فرما ہوئے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب سفر سے آتے تو مسجد میں آ کر دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو رکعت حسب معمول پڑھیں اور لوگوں سے ملاقات کرنے بیٹھ گئے۔

اب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس وہ لوگ آئے جو پیچھے رہ گئے تھے۔ یہ عذر کرنا شروع ہو گئے اور قسمیں اٹھانے لگے۔ یہ اسی (80) سے اوپر آدمی تھے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ان کے ظاہری حالات کے مطابق ان سے بیعت لی اور ان کے لیے استغفار کیا اور ان کے اندرون خانہ حالات اللہ کے سپرد کیے۔ پھر میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور سلام کہا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرائے اور مسکراہٹ میں غضب کی آمیزش تھی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: تَعَالَ! آگے آؤ! میں چلتا ہوا آیا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: مَا خَلَّفَكَ...؟ ''پیچھے رہنے کی وجہ کیا ہے......؟ أَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ ''کیا تم نے سواری نہ خرید لی تھی؟'' میں نے عرض کی: کیوں نہیں!

Marfat.com

خریدی تھی، اللہ کے رسول!

لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ، لَرَأَيْتَ أَنْ سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍ

''اگر میں آپ کے علاوہ کسی دنیادار کے سامنے بیٹھا ہوتا تو آپ دیکھتے کہ میں کیسے اس کی ناراضی سے نکلنے کی راہ اختیار کرتا۔

کیونکہ مجھے بحث کی ایسی مہارت ہے کہ میں مطمئن کرنا جانتا ہوں۔ لیکن واللہ! میں یہ جانتا ہوں کہ اگر آج میں نے غلط بیانی سے کام لیا، آپ تو رضامند ہو جائیں گے مگر ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ پر ناراض کر دیں اور اگر میں آپ سے سچ کہتا ہوں تو آپ اس صورت میں بھی مجھ پر ناراض ہوں گے تاہم میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے معاف کر دے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ واللہ! مجھے کوئی عذر نہ تھا اور میں قوت والا اور خوشحال تھا۔ بس سستی سے پیچھے رہا ہوں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

أَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْكَ

''اس نے بات سچ کہی ہے، کھڑا ہو جا حتی کہ تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ فیصلہ کر دیں گے۔''

میں اٹھا تو بنوسلمہ کے کافی آدمی میرے پیچھے لگ گئے اور کہنے لگے: اس سے پہلے تم نے کوئی گناہ نہ کیا تھا تم سے یہ بھی نہ ہو سکا کہ رسول اکرم ﷺ کے سامنے عذر پیش کر دیتے جیسا کہ پیچھے رہنے والوں نے کیا ہے اور یہ اگرچہ گناہ ہوتا مگر رسول اکرم ﷺ تمہارے لیے استغفار کر لیتے تمہارا یہ جھوٹ مٹ جاتا۔ یہ مجھے سرزنش کرتے رہے حتی کہ میں نے واپس لوٹ کر بہانہ لگانے کا ارادہ کر لیا تاہم میں نے بات نہ بدلی اور میں نے پوچھا میرے جیسا کوئی اور بھی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ دو اور بھی ہیں انہوں نے بھی تمہاری طرح سچ کہا ہے اور انہیں بھی وہی کہا گیا ہے جو تمہیں کہا گیا ہے۔ میں نے کہا: وہ کون ہیں......؟ انہوں نے بتایا مرارہ بن ربیع عمری اور ہلال بن امیہ واقفی ہیں یہ دونوں نیک آدمی تھے، بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ میں نے انہیں اپنے لیے مثال قرار دیا۔ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے ہم تینوں سے لوگوں کو بات کرنے سے روک دیا۔ اس کے بعد لوگ ہم سے اجتناب کرنے لگے اور ان کا رخ ہی بدل گیا۔ اور مدینے کی سرزمین ہی بدل گئی۔ ہماری پچاس دن یہی صورت حال رہی۔ میرے یہ دونوں ساتھی تو ہمت ہار کر اپنے گھروں میں بیٹھ گئے اور روتے جا رہے تھے۔ میں ان کی بہ نسبت جوان اور مضبوط تھا میں باہر آتا اور مسلمانوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتا اور بازاروں میں گھومتا پھرتا تھا مگر کوئی بھی مجھ سے بات نہ کرتا تھا۔ میں

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام کہتا، آپ علیہ السلام نماز کے بعد اسی نشست پر جلوہ گر ہوتے تھے میں دل میں کہتا هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ عَلَيَّ أَمْ لَا ''کہ آپ نے جواب دینے کے لیے اپنے مبارک لبوں کو جنبش دی ہے یا نہیں دی، میں آپ کے نزدیک تر نماز پڑھتا اور نظر چراتا جب میں نماز میں متوجہ ہوتا تو آپ میری طرف دیکھتے اور جب آپ کی طرف توجہ کرتا تو آپ رخ مبارک پھیر لیتے۔ لوگوں کی جفا کشی لمبی ہوگئی تو میں چل کر ایک باغ کی دیوار کی طرف گیا یہ ابو قتادہ کا باغ تھا اور وہ میرے چچا کے بیٹے تھے اور مجھے ان سے بہت زیادہ پیار تھا میں نے انہیں دیوار پر چڑھ کر سلام کہا، واللہ! انہوں نے جواب ہی نہ دیا، میں نے کہا:

ابو قتادہ! أَنْشُدُكَ بِاللهِ ''میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں تم جانتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبّت رکھتا ہوں مگر وہ خاموش رہے میں نے دوبارہ اللہ کا واسطہ دیا وہ خاموش رہے، پھر واسطہ دیا وہ خاموش رہے، صرف اتنا کہا: اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَ تَوَلَّيْتُ ''میری آنکھیں چھلک پڑیں اور میں واپس پھر گیا تو میں اسی دوران چل رہا تھا کہ شام کا ایک جاٹ جو مدینے میں اناج فروخت کرنے آیا تھا وہ پوچھ رہا تھا کعب بن مالک کا پتا بتائیں، وہ کہاں ہے.....؟ لوگ اسے میری طرف اشارہ کرنے لگے، وہ میرے پاس آیا اور خط دیا جو غسان کے بادشاہ نے بھیجا تھا اس میں یہ تحریر تھا۔ اما بعد!

فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِيْ أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ

''مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم پر جفا کشی کی ہے۔''

تمہیں اللہ ایسے گھر سے بچائے جس میں تم رسوا ہو کر رہو اور تم ایسی ہستی نہیں ہو کہ تمہیں ضائع کر دیا جائے۔

فَالْحِقْ بِنَا نُوَاسِكَ ''آپ ہم سے ملیے پوری غمگساری کریں گے۔ میں نے اسے پڑھا اور کہا: یہ ایک اور آزمائش ہے اور میں نے وہ رقعہ تنور میں پھینک دیا جب چالیس دن گزر گئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمائندہ میرے پاس آیا اور کہا: کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے کہ بیوی سے علیحدہ ہو جاؤ! میں نے کہا: أُطَلِّقُهَا أَمْ مَا ذَا أَفْعَلُ...؟ میں اسے طلاق دے دوں یا کیا کروں......؟ اس نے کہا: نہیں! بَلِ اعْتَزِلْهَا وَلَا تَقْرَبْهَا ''اس سے علیحدہ رہو قریب نہ جانا اور یہی حکم میرے دونوں ساتھیوں کو دیا۔ یہ سن کر میں نے اپنی بیوی سے کہا: اپنے میکے چلی جاؤ! اور وہیں رہو حتی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں کوئی فیصلہ کر دے تب آنا۔

ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی آئی اور کہنے لگی: اللہ کے رسول! ہلال تو ایک بوڑھا ہے اس کا خادم بھی نہیں وہ تو

Marfat.com

ضائع ہوسکتا ہے۔ مجھے اس کی خدمت کی اجازت دی جائے......؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے ناپسند تو نہ کریں گے......؟ فرمایا: نہیں! لیکن وہ تمہارے قریب نہ آئے۔ اس نے کہا: واللہ! وہ تو کوئی حرکت نہیں کر سکتے، جب سے یہ معاملہ ہوا ہے وہ اس وقت سے اب تک مسلسل رو رہے ہیں۔ کعب کہتے ہیں: ہمارے گھر والوں سے کسی نے مجھے مشورہ دیا کہ تم بھی بیوی کے بارے میں رسول کریم ﷺ سے اجازت طلب کرلو جیسا کہ ہلال رضی اللہ عنہ نے اجازت لی ہے۔ میں نے کہا: واللہ! میں تو اجازت نہ مانگوں گا۔ کیا معلوم جب میں اجازت طلب کروں تو رسول اکرم ﷺ مجھے کیا جواب دیں؟ میں تو جوان ہوں وہ بزرگ تھے۔ اس کے بعد میں دس راتیں ٹھہرا۔ ہمارے اوپر جب سے رسول اکرم ﷺ نے بات کرنے سے لوگوں پر پابندی لگائی تھی اب تک پچاس دن ہو گئے تھے۔ پچاسویں دن کی صبح میں نے نماز پڑھی اور میں گھر کی چھت پر تھا اسی حالت میں نماز کے بعد ذکر الٰہی میں مصروف تھا اب تو زمین بھی مجھ پر تنگ ہو چکی تھی یہ تو تنگ تھی ہی میری تو جان بھی مجھ پر تنگ ہو چکی تھی۔

اچانک میں نے ایک آواز سنی کہ چلانے والا سلع پہاڑ پر کھڑا پکار رہا ہے اور بلند آواز سے کہتا ہے: يَا كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَبْشِرْ ''اے کعب خوش ہو جا! فَخَرَرْتُ سَاجِدًا ''میں وہیں سجدہ ریز ہو گیا اور میں نے جان لیا کہ کشادگی کا لمحہ آن پہنچا ہے اور رسول اکرم ﷺ نے نمازِ صبح میں ہماری توبہ کا اعلان کر دیا تھا۔ اب تو لوگ ہمیں بشارت دینے کے لیے ٹوٹ پڑے۔ میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی خوشخبری دینے والے گئے اور ایک نے گھوڑے پر سوار ہو کر اسے ایڑ لگائی اور پہاڑ پر چڑھ کر آواز دی اس کی آواز اس کے گھوڑے کی رفتار سے بھی تیز تھی جب وہ میرے پاس آیا تو اس نے مجھے توبہ کی بشارت سنائی۔ میں نے ادھار لے کر لباس پہنا اس وقت میرے پاس بدن کا لباس ہی تھا میں نے وہی اسے پہنا دیا اب لوگ فوج در فوج اور جوق در جوق مجھے توبہ کی مبارکباد دینے لگے اور کہنے لگے: کعب! اللہ نے آپ کی توبہ قبول کی ہے مبارک ہو!

کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اب میں گھر سے آیا تو مسجد میں داخل ہوا تو رسول اکرم ﷺ جلوہ گر تھے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گرد لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے لیے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور تیز رفتاری سے آئے مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی۔ مہاجروں میں سے صرف وہی اٹھے تھے میں ان کا یہ پرتپاک ملنا بھول نہیں سکتا۔ کعب کہتے ہیں: میں نے رسول اکرم ﷺ کو سلام کہا: رسول اکرم ﷺ کا رخ تاباں مسرت سے دمک رہا تھا اور فرمایا:

أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ

''خوش ہو جاؤ! جب سے تمہاری ماں نے تمہیں جنم دیا ہے اس سے بہتر دن تمہارے نصیب میں نہیں ہوا۔''

Marfat.com

میں نے کہا:

أَمِنْ عِنْدِكَ يَارَسُوْلَ اللهِ أَمْ مِنْ عِنْدَاللهِ...؟

''اللہ کے رسول! کیا یہ نعمت آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے......؟''

فرمایا: بَلْ مِنْ عِنْدِاللهِ ''یہ اللہ کی طرف سے ہے'' رسول اکرم ﷺ جب مسرور ہوتے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رُخ تاباں یوں چمکتا تھا جیسا کہ چاند کا ٹکڑا ہوتا تھا ہمیں اس کی خبر تھی میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کی: اللہ کے رسول! میری توبہ اس میں ہے کہ میں اپنے مال سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے صدقہ نکالتا ہوں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ

''اپنا کچھ مال روک لو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔''

میں نے کہا: میں اپنا وہ حصہ روک لیتا ہوں جو مجھے خیبر میں ملا تھا۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! مجھے سچائی کی بدولت نجات ملی ہے اور اب یہ بات میری توبہ کا حصہ ہے کہ میں ہر ایک سے سچ ہی کہوں گا۔ واللہ! اس بات کے بعد جتنے خوبصورت انداز میں مجھے اللہ تعالیٰ نے صداقت میں کامیاب کیا ہے اور کسی مسلمان کو نہیں کیا۔ اس دن سے لے کر اس دن تک میں نے کبھی رسول اکرم ﷺ سے جھوٹ کا قصد تو درکنار میں نے کسی کا جھوٹ بھی بیان نہ کیا تھا۔ امید ہے مجھے بقیہ زندگی بھی اللہ تعالیٰ جھوٹ سے بچاتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں:

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ ... وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾

''اللہ نے نبی ﷺ پر اور مہاجروں اور انصار پر توبہ قبول کی......اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔'' تک پڑھی۔ [1]

واللہ! سب سے بڑا اللہ کا مجھ پر یہ احسان ہے کہ میں مسلمان ہوا ہوں اور اس کے بعد میرے دل میں سب سے بڑی عظمت والی یہ بات ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سچ کہا تھا میں نے جھوٹ نہ کہا تھا اگر میں جھوٹ بولتا تو میں بھی اسی طرح ہلاک ہو جاتا جس طرح وہ جھوٹ بولنے والے ہوئے تھے ان کی اللہ تعالیٰ نے بدترین الفاظ میں مذمّت کی ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہے۔ کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم یہ تین آدمی تھے جن کے معاملے کو مؤخر کیا گیا تھا اور جنہوں نے جھوٹی قسمیں اٹھائی تھیں ان سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت لی اور استغفار بھی کیا ان کی

---

[1] التوبہ: 117

Marfat.com

مذمت ہوئی اور سچ کی وجہ سے ہماری تعریف ہوئی اور توبہ قبول ہوئی وہ توبہ سے محروم رہے۔ [1]

سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ تبوک کی جانب روانہ ہوئے اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو بچوں اور خواتین پر نائب بنایا، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: أَتُخَلِّفُنِيْ فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ ''آپ مجھے بچوں اور عورتوں پر نائب بنائے جا رہے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ

''کیا تم اس پر خوش نہیں کہ تمہارا میرے ہاں وہی مقام ہو جو موسیٰ علیہ السلام کے ہاں ہارون علیہ السلام کا مقام تھا مگر یہ فرق ہے کہ میرے بعد نبی نہ ہوگا۔'' [2]

جب رسول اکرم ﷺ نے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ان کے اہل و عیال پر پیچھے چھوڑا اور ان میں رہنے کا انہیں حکم دیا اس معاملے کو منافقوں نے بہت زیادہ اچھالا اور کہا: آپ نے انہیں بوجھ تصور کر کے اور اہمیت نہ دیتے ہوئے پیچھے چھوڑا ہے۔ منافقوں نے جب یہ کہا تو سیّدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے ہتھیار لیے اور رسول اللہ ﷺ کے پیچھے روانہ ہوئے، رسول اکرم ﷺ اس وقت جرف میں اتر رہے تھے، انہوں نے کہا: اللہ کے نبی! منافقوں کا خیال ہے کہ آپ نے مجھے بوجھ تصور کیا ہے اور مجھے اہمیت نہیں دی۔ [3]

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ جھوٹ کہتے ہیں، میں نے تو تمہیں خَلَّفْتُكَ لِمَا تَرَكْتُ وَرَائِيْ ''میں نے تو تمہیں اپنے پیچھے ترکہ پر نائب بنایا ہے اور اب واپس جاؤ میرے اور اپنے گھر والوں میں میرے نائب بن کر رہو! کیا تم اس پر رضا مند نہیں ہو کہ تم میرے ہاں اسی مرتبے پر ہو جو مرتبہ ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا

---

[1] بخاری: 4418

[2] بخاری: 4416، مسلم: 2404

[3] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق: 199/5۔

تحقیق الحدیث: ابن اسحٰق دورقی کی سند سے یہ بیان ہوئی ہے (مسند سعد: 139/1) سند کے راوی یہ ہیں: محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ مطلبی مکی ثقہ ہے (تقریب: 485) اس کا شیخ ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص زہری مدنی ثقہ ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے (تقریب: 89) سنن کبریٰ نسائی عن سعد بن ابی وقاص: 44/ سندہ صحیح)

نسائی کی سند کی وضاحت: بشر بن ھلال، صواف ابو محمد نمیری ثقہ ہے (تقریب: 124) اس کا شیخ صدوق اور زاہد ہے لیکن اہل تشیع میں سے تھا۔ (140) اسحٰق بن ابی کامل، جریر بن یزید بن ہارون، بیان کرتا ہے کہ مجھے میرے باپ نے جعفر کے پاس بھیجا میں نے اس سے کہا ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ تم ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیتے ہو؟ کہا: گالیاں تو نہیں دیتا مگر بغض بہت زیادہ ہے تو یہ راوی گدھے کی مانند ہے رافضی ہے اس کا شیخ حرب بن شداد یشکری ابو خطاب بصری ثقہ ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 155)

Marfat.com

صرف یہ فرق ہے کہ میرے بعد نبی نہیں۔ یہ سن کر سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مدینے میں لوٹ آئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر پر روانہ ہو گئے۔

سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے ساتھیوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا کہ میں آپ سے غزوۂ تبوک کے لیے سواریوں کا سوال کروں تاکہ ہم غزوہ میں شریک ہو سکیں۔ میں نے کہا: اللہ کے نبی! مجھے میرے ساتھیوں نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ ان کے لیے سواریوں کا بندوبست کریں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ عَلٰى شَيْءٍ ''واللہ! میں تمہیں کسی چیز پر سوار نہ کروں گا۔'' جب میں گیا تھا تو سمجھ نہ سکا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام غصے میں تھے میں واپس آیا تو نہایت غم واندوہ میں ڈوبا ہوا تھا کہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر ناراض نہ ہو گئے ہوں۔ میرے دل میں یہی خوف تھا۔ میں نے واپس آ کر ساتھیوں کو بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہا ہے۔ ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو سنا وہ مجھے پکار رہے تھے میں نے ان کی آواز کا جواب دیا تو انہوں نے کہا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو بلا رہے ہیں فوراً پہنچیں۔ میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: خُذْ هٰذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ ''یہ دو دو جو آپس میں اکٹھے اونٹ کھڑے ہیں یہ لے لو! یہ اچھے اونٹ تھے جو آپ نے سعد رضی اللہ عنہ سے خریدے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے حکم دیا کہ انہیں اپنے ساتھیوں کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں یہ اونٹ سواری کے لیے دیئے ہیں ان پر سوار ہو جاؤ!

میں وہ اونٹ لے کر ان ساتھیوں کے پاس گیا اور میں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تمہاری سواری کے لیے دیئے ہیں اور میں نے ساتھیوں سے کہا: لیکن میرے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلو تاکہ تم خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سن لو تاکہ تم میں سے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ میں نے جو بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کی میں نے وہ کہہ دی ہے۔ انہوں نے کہا: واللہ! تم تصدیق شدہ ہو۔ باقی جو آپ چاہتے ہیں ہم کرنے کو تیار ہیں، میں ان میں سے چند افراد لے کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تاکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اونٹ دینے سے انکار کیا تھا وہ خود بات سن لیں اور پہلے انکار کیا تھا پھر اونٹ دیئے تھے۔ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں وہی بتایا جو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تھا۔ [1]

---

[1] بخاری: 4415، مسلم: 1649.

Marfat.com

سیّدنا ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوۂ تبوک میں رسول اکرم ﷺ سے پیچھے رہ گیا یہاں تک کہ رسول اکرم ﷺ آگے گزر گئے میں گھر میں ایک باغ میں داخل ہوا اور میں نے ایک چھپر دیکھا جس پر پانی چھڑکا گیا تھا میں نے اپنی بیوی کو دیکھا اور خود سے کہا کہ یہ کوئی انصاف کی بات نہیں کہ رسول اکرم فِي السَّمُوْمِ وَالْحَمِيْمِ ''زہریلی اور گرمیلی ہواؤں میں جھلس رہے ہیں وَأَنَا فِي الظِّلِّ وَالنَّعِيْمِ ''اور میں پُرسکون سائے اور عیش میں بیٹھا ہوں۔ میں اٹھا اور اونٹ پر زین ڈالی اور کچھ کھجوریں میں نے زادِراہ کے طور پر ساتھ لیں تو میری بیوی نے مجھے آواز دی: ابوخیثمہ! کہاں جا رہے ہو......؟ میں نے کہا: میں رسول اکرم ﷺ کے پاس جا رہا ہوں، میں رستے میں تھا تو مجھے عمیر بن وہب جمحی رضی اللہ عنہ ملے، میں نے ان سے کہا: تم ایک بہادر آدمی ہو اور میں نبی ﷺ کی حیثیت کو جانتا ہوں اور میں ایک گنہگار آدمی ہوں تو مجھ سے پیچھے رہ تاکہ میں رسول اکرم ﷺ سے علیحدگی میں ملوں۔

عمیر مجھ سے پیچھے رہے۔ میں نے لشکر پر جھانکا تو دور سے لوگوں نے مجھے دیکھا۔ رسول اکرم ﷺ نے دیکھا تو کہا: یہ ابوخیثمہ ہوں گے، میں آیا تو اپنی داستان سنائی اور میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں تو پیچھے رہ کر ہلاک ہونے والا تھا تو رسول اکرم ﷺ نے میرے لیے دعائے خیر کی۔ [1]

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ہمیں عسرہ (تنگی) یعنی غزوۂ تبوک کے بارے میں کچھ بتائیں؟ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب ہم روانہ ہوئے تو سخت گرمی تھی۔ ہم ایک منزل پہ اترے ہمیں سخت پیاس لگی ہوئی تھی ہمارا خیال تھا کہ ہماری گردنیں کٹ جائیں گی۔ جو آدمی بھی پانی لینے جاتا وہ واپس نہ لوٹتا یہاں تک نوبت پہنچی کہ بعض آدمی اپنا اونٹ ذبح کر کے اس کی اوجڑی نچوڑ کر اس کا پانی پیتے تھے۔ سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! آپ کو اللہ تعالیٰ نے خیر کا عادی بنا دیا ہے ہمارے لیے دعا کیجیے! آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

أَتُحِبُّ ذَالِكَ...؟ ''کیا تم یہ پسند کرتے ہو......؟'' انہوں نے کہا: ہاں! آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنا دست مبارک اٹھایا، ابھی نیچے نہ کیے تھے کہ آسمان بادل سے سیاہ ہوا اور پانی برسا، ان کے پاس جو بھی برتن تھے انہوں نے

---

[1] **سندہ ضعیف ولہ شاھد:** طبرانی کبیر: 6/31۔ دلائل نبوت: 5/222

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے ابن اسحٰق، عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم، یہ یعقوب بن محمد زہری مدنی کی وجہ سے ضعیف ہے یہ صدوق کثیر الوہم ہے یہ روایت ضعفاء سے ہے۔ (تقریب: 608) اس کا شیخ تابعی ہے ابن حبان نے اسے ثقات میں شمار کیا ہے۔ 8/58

ابراہیم بن عبداللہ بن سعد بن حتمہ بن ابی خیثمہ انصاری اپنے باپ سے اور دادا سے روایت کرتا ہے اس سے یعقوب بن محمد بن زہری روایت کرتا ہے یہ عروہ سے مرسل بیان کرتا ہے۔ (الجرح والتعدیل: 5/63)

Marfat.com

بھر لیے اور لشکر گزر گیا۔ [1]

بنو عبد الاشہل کے آدمیوں میں سے ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ میں نے محمود سے کہا: کیا لوگ نفاق کو اپنے درمیان پہچانتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں! آدمی اپنے بھائی سے باپ سے اور چچا سے خاندان سے سب سے جانتا تھا پھر یہ بعض پر گڈمڈ بھی ہو جاتا تھا۔ محمود بتاتے ہیں: میری قوم کے بعض لوگ منافقوں کی نشاندہی کرتے تھے جن کا نفاق معروف تھا اور وہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ چلتے تھے اور جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاتے وہ آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بادل بھیجے اور بارش برسی، حتیٰ کہ لوگ سیراب ہو گئے۔ لوگوں نے کہا: ہم اس منافق کے سامنے آئے اور ہم نے اس سے کہا: وَيْحَكَ هَلْ بَعْدَ هٰذَا شَيْءٌ ''افسوس! اس کے بعد اور کون سی نشانی دیکھنی ہے......؟ اس نے کہا: ایک بادل آیا اور گزر گیا اور کیا ہوا ہے۔ رسول اکرم ﷺ چلے اور ایک رستہ پر محو رفتار تھے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اونٹنی بھٹک گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کی طلب میں نکلے اور رسول اکرم ﷺ کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی تھا جسے عمارہ بن حزم کہا جاتا تھا۔ یہ بیعتِ عقبہ میں حاضر ہوا اور بدر میں بھی شریک ہوا یہ عمرو بن حزم کا چچا تھا۔ اس کے کجاوہ میں زید بن اللصیت القینقاعی تھا۔ یہ منافق تھا۔ اس نے عمارہ سے کہا: محمد ﷺ کا خیال ہے کہ وہ نبی ہیں اور وہ تمہیں آسمان کی خبریں بھی دیتے ہیں۔ کیا انہیں اپنی اونٹنی کی بھی خبر نہیں وہ کہاں ہے......؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عمارہ اس وقت آپ کے پاس تھے: ایک آدمی کہتا ہے کہ یہ محمد ﷺ تم سے کہتے ہیں کہ وہ نبی ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ تمہیں آسمان کی خبریں دیتے ہیں اور انہیں اونٹنی کا پتہ نہیں وہ کہاں

---

[1] **سندہ صحیح:** ابن خزیمہ: 52/1

تحقیق الحدیث: یہ ابن وہب کے طریق سے ہے عمرو بن حارث بن یعقوب انصاری ثقہ اور فقیہ ہے اور حافظ ہے (تقریب: 419) اس کا شیخ سعید بن ابی ہلال قریشی صدوق ہے سلف میں سے کسی نے اسے ضعیف نہیں کہا۔ امام دارقطنی نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ یہ حدیث عمرو بن حارث سعید بن ابی ہلال سے عتبہ بن ابی عتبہ سے اور نافع بن جبیر بن مطعم سے ابن عباس سے آتی ہے اور عمرو سے ابن وہب نے بیان کی ہے اس سے اختلاف پیدا ہوا ہے اس نے احمد بن صالح، یونس بن عبد الاعلیٰ، عن وھب سے روایت کی ہے۔ اور یعقوب بن محمد زہری نے ان کی مخالفت کی ہے اس نے ابن وہب سے ذکر کی ہے اس سند میں عتبہ کا ذکر نہیں کیا اس نے اسے ابن ابی ھلال سے نافع بن جبیر سے بیان کیا ہے بات اس کی درست ہے جس نے سند میں عتبہ بن مسلم کا ذکر کیا ہے اور یہ دارقطنی کا قول نقصان رساں نہیں۔ (العلل: 83/2) جبکہ درست یہ ہے کہ احمد بن صالح اور یونس بن عبد الاعلیٰ۔ ابن وھب اور اس میں عتبہ کا ذکر درست ہے کیونکہ یعقوب بن محمد زہری مدنی کی روایت پر اعتماد نہیں، اعتماد احمد بن صالح والی روایت پر ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یعقوب صدوق ہے کثیر الوہم ہے اور ضعفاء سے روایت کرتا ہے اور جب یہ یونس جیسے ثقہ راوی کی مخالفت کرے تو پھر اور ضعف آ جاتا ہے۔ (تقریب: 608) لہٰذا احمد بن صالح والی روایت زیادہ درست ہے۔

Marfat.com

ہے؟ واللہ! میں وہی جانتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھایا ہے اب اللہ نے مجھے بتا دیا ہے وہ اونٹنی وادی کی فلاں فلاں گھاٹی میں ہے۔ اس کی لگام ایک درخت میں اٹکی ہوئی ہے اسے اس درخت نے روک رکھا ہے۔ فَانْطَلِقُوْا حَتّٰی تَأْتُوْنِي بِهَا ''جاؤ! اور اسے میرے پاس لے آؤ۔ ساتھی گئے۔ اسے لے آئے۔ عمارہ بن حزم اپنے گھر گیا اور کہا: یہ ایک عجیب چیز ہے ابھی ہم نے رسول اکرم ﷺ سے بات کرنے والے کی بات بتائی بھی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے زید بن اللصیت نے جو کہا تھا وہ آپ کو بتا دیا ہے یہ سن کر عمارہ کو علم ہوا کہ یہ زید بن اللصیت تو منافق ہے۔

عمارہ زید بن اللصیت کے پاس آئے اور اس کی گردن پر مارا اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا: اللہ کے بندو آؤ! میرے گھر میں مصیبت ہے اور مجھے پتہ نہ تھا اور زید منافق سے کہا: اللہ کے دشمن میرے گھر سے نکل جا! میرے ساتھ نہ آنا اب میں دھوکہ نہ کھاؤں گا۔ [1]

عاصم تابعی ہے یہ ثقہ ہے مغازی کا عالم ہے اس کا شیخ صحابی رضی اللہ عنہ ہے۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں نبی ﷺ جب آفتاب کے ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تھے تو نمازِ ظہر مؤخر کر دیتے تھے اور اسے نمازِ عصر کے ساتھ جمع کرتے تھے اور دونوں نمازیں اکٹھی کرتے تھے۔ اور جب آفتاب کے ڈھلنے کے بعد کوچ کرتے تو عصر جلدی کر کے ظہر کے ساتھ ہی پڑھ لیتے اور ظہر اور عصر دونوں اکٹھی پڑھ لیتے پھر روانہ ہوتے۔ اور جب آپ مغرب سے پہلے کوچ کرتے تو مغرب مؤخر کر دیتے اور اسے نمازِ عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھتے تھے اور جب مغرب کے بعد کوچ کرتے تو عشاء جلدی کر کے مغرب کے ساتھ ہی پڑھ لیتے۔ [2]

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب رسول اکرم ﷺ ''حجر'' مقام پر اُترے یہ اس وقت کی بات ہے جب ہم غزوۂ تبوک میں گئے تھے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں حکم دیا کہ اس کے کنوئیں سے پانی نہ پیئیں اور نہ ہی جانوروں کو پلائیں۔ لوگوں نے کہا: قَدْ عَجَنَّا مِنْهَا وَاسْتَقَيْنَا ''ہم نے تو اس سے آٹا بھی گوندھا ہے اور جانوروں کو بھی پلایا ہے۔ یہ سن کر رسول اکرم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ آٹا پھینک دو اور جو پانی پاس ہے اسے

---

[1] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق: 203/5۔ محلی ابن حزم: 222/11، تاریخ طبری: 184/2

[2] **سندہ صحیح:** ترمذی: 553، احمد: 22094، ابن حبان: 313/4، سنن کبریٰ بیہقی: 163/3

تحقیق الحدیث: یزید تابعی ہے ثقہ اور فقیہ ہے یہ منفرد نہیں اس کی ابوزبیر نے متابعت کی ہے اس میں اس نے عنعن سے روایت کی ہے یہ نقصان رساں نہیں، یہ لیث کے طریق سے ہے اور ابوزبیر نے صراحت کی ہے کہ اس کا سماع ہوا ہے۔ (دارمی: 426/1) ابوطفیل صحابی ہیں رضی اللہ عنہ

Marfat.com

انڈیل دو اور ایک روایت میں ہے جو آٹا اس کنوئیں کے پانی سے گوندھا تھا اسے انڈیل کا حکم دیا۔ [1]

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ تبوک کے سال لوگوں کو لے کر حجر مقام پر اترے۔ یہ ثمود قوم کے گھروں کے قریب جگہ ہے جہاں اترے تھے۔ لوگوں نے اس کنوئیں سے پانی بھر لیا جس سے ثمود قوم پیا کرتی تھی اور اس سے پانی لے کر انہوں نے آٹا بھی گوندھا اور گوشت میں پانی ڈال کر اسے ہنڈیوں میں ڈال کر پکانا بھی شروع کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ ہنڈیوں کو انڈیل دو اور آٹا اونٹوں کو کھلا دو، پھر وہاں سے کوچ کیا اور مسلمانوں کو لے کر اس کنوئیں پر گئے جس سے اونٹنی پیا کرتی تھی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں منع کیا تھا کہ عذاب شدہ قوم پر داخل نہ ہوں۔ فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہیں ہم پر بھی ان جیسی مصیبت نہ آ جائے۔ [2]

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ حجر کے علاقے سے گزرے تو فرمایا:

لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ ، أَنْ يُّصِيْبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ [3]

''کہیں تمہیں بھی وہ مصیبت نہ پہنچ جائے جو انہیں پہنچی ہے یہاں داخل ہونا پڑے تو روتے ہوئے داخل ہو!''

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سر مبارک ڈھانپ لیا اور جلدی سے گزر گئے اور وادی سے پار ہو گئے۔

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب حجر سے گزرے تو فرمایا: اللہ سے نشانیاں نہ مانگا کرو! صالح علیہ السلام کی قوم نے نشانیاں طلب کی تھیں ان میں سے اونٹنی تھی وہ اس رستہ سے آتی تھی اور اس راستہ سے جاتی تھی انہوں نے سرکشی کی اور اپنے رب کی نافرمانی کر کے اس کے پاؤں کاٹ دیئے۔ ایک دن وہ پانی پیتی تھی اور ایک دن وہ سب اس کا دودھ پیتے تھے، پھر انہوں نے اسے کاٹ ڈالا۔ فَأَخَذَتْهُمْ صَيْحَةٌ أَهْمَدَ اللّٰهُ ''تو انہیں چیخ نے پکڑ لیا اور تباہ کر ڈالا، آسمان سے نیلگوں چھت کے نیچے ایک فرد کو بھی نہ چھوڑا۔ صرف ایک آدمی بچا تھا۔ یہ بھی اللہ کے حرم میں تھا، جس وجہ سے بچ گیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا: اللہ کے رسول! وہ کون ہے......؟ فرمایا: وہ

---

[1] بخاری:3378

[2] **سندہ صحیح:** احمد:5984

تحقیق الحدیث: صخر بن جویریہ ابو نافع ثقہ ہے یہ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب:274) بقیہ راوی ثقات ائمہ ہیں۔
رسول اللہ ﷺ کے اس طرز عمل سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں اللہ کی خشیت اور اس کا خوف وافر مقدار میں تھا۔ اسی لیے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عذاب الٰہی والی جگہ پر رکنا، ٹھہرنا اور وہاں سے کوئی فائدہ لینا بھی مناسب نہ سمجھا۔ آج ہماری حالت بالکل برعکس ہے کہ ہم بڑی بڑی نشانیوں اور عبرت گاہوں پہ بھی اپنی خوش گپیوں میں لگے رہتے ہیں۔

[3] بخاری:4419، مسلم:2980

Marfat.com

ابورغال تھا۔ جب وہ حرم سے نکلا تو جو اس قوم کو عذاب ہوا تھا، وہ بھی اس سے دوچار ہوا۔ [1]

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ حجر مقام کے پاس سے گزرے تو فرمایا: نشانیوں کا سوال نہ کیا کرو! صالح علیہ السلام کی قوم نے نشانی کا مطالبہ کیا تھا وہ اس راستے سے اندر آتی تھی اور اس راستے سے باہر جاتی تھی، انہوں نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اس نشانی کی جو اونٹنی کی صورت میں تھی کونچ کاٹ دی۔ وہ ان کا ایک دن پانی پیتی تھی اور وہ ایک دن اس کا دودھ پیتے تھے۔ انہوں نے اسے کاٹا تو ایک چیخ نے انہیں آن لیا اور ان کافروں میں سے ایک کو بھی آسمان کی نیلگوں چھت کے نیچے باقی نہ چھوڑا سب کو ہلاک کر دیا صرف ایک آدمی بچا وہ بھی اللہ کے حرم میں تھا اس لیے بچ گیا۔ پوچھا گیا: اللہ کے رسول! وہ کون تھا......؟ فرمایا: وہ ابورغال تھا جب یہ حرم سے باہر آیا تو اسے بھی وہی عذاب پہنچا جو اس کی قوم کو پہنچا تھا۔ [2]

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک کے سال، رسول اکرم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نمازوں کو جمع کرتے تھے۔ نمازِ ظہر اور عصر اکٹھی پڑھتے تھے اور مغرب اور عشاء اکٹھی پڑھتے تھے۔ ایک دن آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز موخر کی، پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نکلے ظہر اور عصر اکٹھی پڑھی، پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اندر داخل ہوئے پھر باہر تشریف لائے اور مغرب اور عشاء پڑھی اور فرمایا:

إِنَّكُمْ سَتَأْتُوْنَ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ عَيْنَ تَبُوْكَ

---

[1] **سندہ صحیح:** احمد: 14160

تحقیق الحدیث: عبدالرزاق صنعانی معروف امام ہے اور اس کا شیخ معمر بن راشد ازدی ابوعروہ بصری جو یمن میں اترا تھا ثقہ ہے ثبت ہے اور فاضل ہے۔ مگر یہ جب ثابت سے اعمش اور ہشام بن عروہ سے روایت کرتا ہے تو کچھ کمی ہوتی ہے۔ (تقریب: 451) اور ابن عثمان بن خثیم مکی ابوعثمان صغیر تابعی ہے، صدوق ہے (تقریب: 313) اور ابوزبیر محمد بن مسلم بن تدرس مکی صدوق ہے مگر مدلس ہے۔ (تقریب: 506) لیکن اس نے یہاں سماعت کی وضاحت کی ہے تدلیس کا شبہ نہ رہا۔ (اخبار مکہ: 2/251) محمد بن ابی عمر۔ ابراہیم بن ابی یوسف۔ یحییٰ بن سلیم۔ ابن خثیم والی سند میں معمر رحمہ اللہ کی متابعت ہوئی ہے تو یہ سند صحیح ہے۔

[2] **سندہ صحیح:** مسند احمد: 14160، مستدرک حاکم: 2/351

تحقیق الحدیث: یہ سند معمر کے طریق سے ہے۔ عبدالرزاق صنعانی معروف امام ہے اور اس کا شیخ معمر بن راشد ازدی، ابوعروہ بصری ہے یہ یمن میں اترا تھا ثقہ اور ثبت ہے اور فاضل ہے۔ مگر اس کی جو روایت ثابت، اعمش اور ہشام بن عروہ سے ہے اس میں کچھ کمی ہے۔ (تقریب: 541) اور ابن عثمان بن خثیم مکی ابوعثمان صغیر تابعی ہے، صدوق ہے (تقریب: 506) لیکن یہاں اس نے سماع کی صراحت کی ہے کہ اس نے اپنے شیخ سے سنا ہے تو تدلیس کا شبہ ختم ہوا۔ یہ فاکہی سے اخبارِ مکہ بیان کرتا ہے۔ (2/251) محمد بن ابی عمر اور ابراہیم بن ابی یوسف دونوں یحییٰ بن سلیم سے بیان کرتے ہیں وہ ابن خثیم سے بیان کرتا ہے، اس سند میں معمر کی متابعت موجود ہے۔ سند صحیح ہوئی۔

Marfat.com

''تم کل ان شاء اللہ تبوک کے چشمے میں آ ؤ گے''

اور تم چاشت کے وقت وہاں پہنچو گے۔ جو بھی وہاں جائے فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَّائِهَا شَيْئًا حَتّٰى اٰتِيَ ''وہ پانی کو ہاتھ نہ لگائے حتی کہ مجھے آنے دو۔'' ہم وہاں آئے تو ہم سے پہلے دو آدمی پہنچ چکے تھے اور چشمہ تسمہ کی مانند تھا اور پانی سے بھرا ہوا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا: تم نے اس پانی کو ہاتھ تو نہیں لگایا؟ انہوں نے کہا: ہاں! نبی ﷺ نے انہیں برا بھلا اور جو کہنا تھا کہا۔

پھر لوگوں نے چشمے سے اپنے ہاتھوں کے ذریعے پانی لینا شروع کیا یہاں تک کچھ پانی جمع ہو گیا اس سے رسول اکرم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک دھوئے، چہرہ مبارک دھویا، پھر وہ پانی اس میں لوٹا دیا تو چشمہ پانی سے لبریز ہو گیا اور لوگوں نے بھی سیراب ہو کر پانی پیا۔ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! قریب ہے

إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ أَنْ تَرٰى مَا هَاهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا [1]

''اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم یہاں دیکھو گے کہ یہ زمین باغات سے بھری ہوگی۔''

سیّدنا ابو ہریرہ یا سیّدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ غزوۂ تبوک تھا تو لوگوں کو فاقہ کی نوبت آئی۔ لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول! اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنے اونٹ ذبح کر لیں اور کھائیں اور چربی استعمال کریں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کر لو۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! اگر یہ ہوا تو سواریاں کم پڑ جائیں گی، ان کے فالتو سامان خورد ونوش منگوائیں اور اس پر اللہ سے برکت کی دعا کریں، شاید اللہ تعالیٰ اس میں بہتری پیدا کر دے۔

رسول اکرم ﷺ نے کہا: یہ درست ہے۔ آپ نے دستر خوان منگوایا اسے بچھا دیا اور لوگوں سے زادِ راہ منگوایا۔ ایک آیا مکئی کی مٹھی لے آیا، دوسرا آیا کھجور کی مٹھی لے آیا، تیسرا آیا روٹی کا ٹکڑا لایا۔ اس دستر خوان پر کچھ چیزیں جمع ہو گئیں تو رسول اکرم ﷺ نے اس پر برکت کی دعا کی اور کہا: اپنے برتنوں میں بھی کھانا ڈال لو۔ انہوں نے اپنے برتنوں میں ڈال لیا۔ لشکر کے پاس جتنے برتن تھے وہ سب بھر لیے۔ انہوں نے سیر ہو کر کھایا پھر بھی بچ گیا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ

---

[1] مسلم: 706

Marfat.com

''ان دو گواہیوں کے ساتھ جس نے بھی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اسے جنّت میں جانے میں کوئی رکاوٹ نہ ہوگی۔'' [1]

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ يَّنْطَلِقْ بِصَحِيْفَتِيْ هٰذِهِ إِلٰى قَيْصَرَ وَلَهُ الْجَنَّةُ

''کون ہے جو میرا یہ خط روم کے بادشاہ قیصر کے پاس لے جائے، اس کے عوض اسے جنّت ملے گی۔''

ایک آدمی نے کہا: اگرچہ وہ قتل نہ بھی ہو پھر بھی جنّت ہے......؟ فرمایا: اگرچہ قتل نہ بھی ہو۔ وہ آدمی اسے لے کر چل پڑا اور قیصر تک پہنچا، وہ قیصر بیت المقدس میں آ رہا تھا۔ اس قیصر کے لیے وہاں ایسا بچھونا زمین پر بچھایا گیا تھا جس پر کوئی دوسرا نہ چل سکتا تھا۔ اس آدمی نے آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا خط اس بچھونے پر پھینک دیا اور خود علیحدہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ جب قیصر اس خط تک پہنچا تو اسے پکڑا اور لاٹ پادری کو بلایا اور اس سے یہ خط پڑھوایا۔ اس نے کہا: مَا عِلْمِيْ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ إِلَّا كَعِلْمِكَ ''مجھے اس بارے میں اتنا ہی علم ہے جتنا کہ آپ کو ہے۔ قیصر نے آواز دی۔ یہ خط کس نے رکھا ہے وہ بتا دے، وہ امن میں رہے گا اسے کچھ نہ کہا جائے گا۔ وہ آدمی آیا اور قیصر نے کہا: میں جب واپس آؤں تو میرے پاس آنا۔ جب قیصر واپس آیا تو قیصر نے محل کے دروازے بند کرنے کا حکم دیا۔ وہ بند کر دیئے گئے پھر منادی سے کہا: یہ آواز لگاؤ !

أَلَا إِنَّ قَيْصَرَ قَدِ اتَّبَعَ مُحَمَّدًا ﷺ وَتَرَكَ النَّصْرَانِيَّةَ

''خبردار! قیصر نے محمد ﷺ کی اتباع کر لی ہے اور عیسائیت کو چھوڑ دیا ہے۔'' [2]

یہ کہنے کی دیر تھی کہ اس کی فوج مسلح ہو کر آئی اور محل کا محاصرہ کر لیا تو قیصر نے رسول اکرم ﷺ کے ایلچی سے کہا کہ تم نے دیکھ لیا مجھے حکومت چھن جانے کا اندیشہ ہے۔ پھر منادی سے کہا کہ یہ کہو اس نے کہا: خبردار! قیصر تم

---

[1] مسلم: 27

[2] **سندہ صحیح:** ابن حبان: 10/357۔

تحقیق الحدیث: ابن حبان کا شیخ ثقہ ہے اس کا تذکرہ یوں ہے یہ سراج حدیث ہے حافظ ہے ثقہ امام ہے خراسان کا شیخ ہے کنیت ابوالعباس ہے نام محمد بن اسحٰق بن ابراہیم بن مہران ثقفی ہے۔ نیساپوری ہے، صاحب مسند ہے اور صاحب تاریخ بھی ہے۔ اس کا شیخ محمد بن عبدالرحیم بن ابوزہیر بغدادی البزاز ہے۔ کنیت ابویحیٰی ہے جو صاعقہ کے نام سے معروف ہے ثقہ ہے حافظ ہے بخاری کا راوی ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ: 2/731، تقریب: 493) اور علی بن بحر بن بری بغدادی فارسی الاصل ہے ثقہ اور فاضل ہے (تقریب: 398) اور مروان بن معاویہ بن حارث بن اسماء فزاری۔ ابوعبداللہ کوفی جو مکہ میں اترا تھا اور دمشق میں رہا تھا حافظ اور ثقہ ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 526) اس کا شیخ حمید بن ابوحمید طویل ہے کنیت ان کی ابوعبیدہ ہے، تابعی ہیں انہوں نے انس سے سنا ہے، ثقہ ہیں (تقریب: 181) اس حدیث کے شواہد ہیں جو آئندہ بیان ہوں گے۔

Marfat.com

سے رضامند ہو گیا ہے۔ اس نے تو تمہیں آزمایا ہے کہ وہ دیکھے کہ تم اپنے دین پر کتنے مضبوط ہو۔ واپس چلے جاؤ! وہ لوٹ گئے اور قیصر نے رسول اکرم ﷺ کو خط میں لکھا میں مسلمان ہوں اور کچھ دینار بھی بھیجے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ خط پڑھا تو فرمایا: كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ ''اس اللہ کے دشمن نے غلط کہا ہے'' ليس بمسلم ''وہ مسلمان نہیں، وہ عیسائیت پر ہے اور دینار تقسیم کر دیئے۔

بکر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو یہ خط لے کر قیصر کی جانب جائے اور اس کے لیے جنّت ہو گی؟ ایک آدمی نے کہا: اگر چہ وہ قتل نہ بھی کیا جائے......؟ فرمایا: اگر چہ وہ قتل نہ بھی ہو پھر بھی وہ جنّت میں جائے گا۔ وہ آدمی خط لے کر گیا۔ اس نے پڑھا اور کہا: اپنے نبی کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ کہ میں ان کے ساتھ ہوں مگر میں ملک نہیں چھوڑنا چاہتا اور کچھ دینار دیئے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ہدیہ بھیج رہا ہوں۔ وہ آدمی واپس آیا تو جو قیصر نے کہا تھا اس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتایا تو رسول اکرم ﷺ نے کہا: وہ جھوٹ کہہ رہا ہے اور دینار تقسیم کر دیئے۔ [1]

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا:

مَنْ يَذْهَبْ بِكِتَابِيْ هٰذَا إِلَى طَاغِيَةِ الرُّوْمِ

''کون ہے جو میرا یہ خط روم کے طاغوت کے پاس لے جائے؟''

یہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین مرتبہ کہا اور ساتھ ہی کہا جو لے کر جائے گا اس کے لیے جنّت ہے۔ انصار کے ایک آدمی نے کہا: جسے عبید اللہ بن عبد الخالق کے نام سے پکارا جاتا تھا، میں جاتا ہوں! اگر میں اسے پہنچانے سے پہلے ہی مارا جاؤں تو پھر بھی مجھے جنّت ملے گی......؟ فرمایا: ہاں! تمہارے لیے جنّت ہے اگر اسے پہنچا سکو یا نہ پہنچا سکو۔

وہ خط لے کر گئے اور بادشاہ تک پہنچے اور کہا: أَنَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ''میں کائنات کے

---

[1] **سنده مرسل وهو حسن بماقبله:** زوائد الہیثمی: 2/663،

تحقیق الحدیث: مرسل ہونے کی وجہ سے یہ ضعیف ہے بکر بن عبداللہ مزنی جو کہ ابن عمرو بن حلال ہے یہ علقمہ بن عبداللہ کا بھائی ہے یہ ابن عمر، انس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتا ہے اور اس سے قتادہ، حمید اور تیمی اور حبیب بن شہید بیان کرتے ہیں۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں: میرے باپ نے کہا کہ ہم سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا ہے، اس نے اسحٰق بن منصور سے اس نے یحییٰ بن معین سے بیان کیا ہے میرے باپ نے کہا بکر بن عبداللہ مزنی ثقہ ہے۔ ہم سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ابوزرعہ سے سوال کیا گیا کہ بکر بن عبداللہ مزنی کیسا ہے......؟ کہا: یہ بصری ہے ثقہ و مامون ہے۔ (الجرح والتعدیل: 2/388)

Marfat.com

رب کے رسول کا ایلچی ہوں۔'' انہوں نے اس کے سامنے نبی ﷺ کا خط پیش کیا تو بادشاہ نے رومیوں کو اپنے پاس اکٹھا کیا اور یہ خط ان کے سامنے رکھا۔ انہوں نے اسے پسند نہ کیا۔ ان میں سے ایک آدمی نے ایمان بھی قبول کرلیا۔ اسے ایمان لاتے ہی شہید کر دیا گیا۔ پھر وہ ایلچی نبی کریم ﷺ کے پاس واپس آیا جو اس نے وہاں دیکھا تھا، وہ آپ کو بتایا اور آدمی کے قتل ہونے کی بات بھی کی۔ اس وقت نبی ﷺ نے فرمایا: يَبْعَثُهُ اللهُ أُمَّةً وَحْدَهُ ''اسے اللہ تعالیٰ اکیلے ہی امت بنا کر اٹھائیں گے۔'' [1]

سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں تھے۔ ایلہ کے بادشاہ نے نبی ﷺ کو سفید خچر تحفے میں دیا۔ اور ایک چادر بھی آپ کو دی کہ اسے زیب تن کریں۔ [2]

سیدنا ابو حمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم غزوۂ تبوک کے لیے روانہ ہوئے۔ ہم وادی قریٰ میں ایک عورت کے باغیچہ میں آئے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کے پھل کا اندازہ لگاؤ! ہم نے اندازہ لگایا اور رسول اللہ ﷺ نے دس وسق اندازہ لگایا (یعنی 600 صاع) اور اسے کہا:

أَحْصِيهَا حَتّٰى نَرْجِعَ إِلَيْكِ إِنْ شَآءَ اللهُ

''بی بی! اسے شمار کرنا ہم واپس آئیں تو ہمیں بتانا۔ ان شاء اللہ''

اب ہم روانہ ہوگئے اور تبوک میں آگئے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تم پر رات شدید ہوا چلے گی، اس میں تم میں سے کوئی بھی کھڑا نہ ہو۔ جس کا بھی اونٹ ہو وہ اس کا گھٹنا باندھ لے۔ تند و تیز ہوا آئی تو ایک آدمی کھڑا ہوا تو ہوا نے اسے اٹھالیا اور طی پہاڑ پر پھینک دیا۔ ابن علماء کا ایلچی آیا۔ یہ ایلہ کا حاکم تھا۔ وہ رسول اکرم ﷺ کے پاس خط لایا اور سفید خچر ہدیہ میں دیا۔ رسول کریم ﷺ نے اسے خط لکھا اور ایک چادر اسے ہدیہ میں دی اور ہم واپس وادی قریٰ

---

[1] طبرانی کبیر: 12/442، **درجته حسن وسنده ضعيف**

تحقيق الحديث: اس میں کچھ ضعیف الفاظ ہیں ایوب بن نہیک کی وجہ سے ضعیف ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ازدی کہتا ہے یہ متروک ہے ابن حبان نے اسے ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے اور خطا کرتا ہے۔ (لسان المیزان: 1/490)

ابن حبان نے کہا ہے: یہ عطا اور شعبی سے روایت کرتا ہے اور اس سے مبشر بن اسماعیل روایت کرتا ہے یہ سعد بن ابی وقاص کا مولیٰ تھا۔ یہ اہل حلب میں سے تھا اس کی حدیث اعتبار کے طور پر آتی ہے سوائے ابوقتادہ حرانی کی روایت کے۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں: میں نے زرعہ سے سنا وہ اسے منکر الحدیث کہتے تھے اور ہمیں اس کی حدیث نہ سنائی تھی۔ اس کا شاگرد یحییٰ بن عبداللہ بن ضحاک بابلتی ہے یہ ضعیف ہے۔ (تقریب: 593) ماقبل کی وجہ سے یہ حدیث حسن ہے۔

[2] بخاری: 1481

Marfat.com

میں آئے تو رسول اکرم ﷺ نے اس خاتون سے اس باغ کے متعلق پوچھا کہ وہ کتنا تھا؟ اس نے کہا: دس وسق (600) صاع نکلا تھا، یعنی نبی ﷺ کے اندازہ کے مطابق پھل اترا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّیْ مُسْرِعٌ فَمَنْ شَآءَ مِنْکُمْ فَلْیُسْرِعْ مَعِیَ وَمَنْ شَآءَ فَلْیَمْکُثْ

''میں جلدی میں ہوں جو جلدی میں ہے وہ میرے ساتھ چلے اور جو چاہے ٹھہر جائے۔''

ہم مدینے کے قریب آئے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

هٰذِهِ طَابَةُ وَهٰذَا أُحُدٌ وَهُوَ جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

''یہ طابہ (مدینے کا ایک نام ہے) ہے، یہ احد پہاڑ ہے، یہ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔''

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: انصار کے گھروں میں سے بہترین بنونجار کے گھر ہیں، ان کے بعد بنوعبدالاشہل کے گھر ہیں، پھر بنوعبدالحارث بن خزرج کے گھر ہیں، پھر بنوساعدہ کے گھر ہیں اور انصار کے ہر گھر میں خیر ہے۔ ہماری ملاقات سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ سیّدنا ابواسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے انصار کے بہترین گھروں کا تذکرہ کیا ہے اور ہمارے قبیلے کو سب سے آخر میں رکھا ہے۔ اس کے بعد سعد رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے ملے تو انہوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! آپ نے انصار کے خانوادوں کا تذکرہ کیا ہے اور ہمیں آپ نے آخر میں رکھا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

أَوَلَیْسَ بِحَسْبِکُمْ أَنْ تَکُوْنُوْا مِنَ الْخِیَارِ [1]

''کیا تمہارے لیے کافی نہیں کہ بہترین شمار ہوئے ہو کسی صورت میں خیر تو ہو باہر تو نہیں''

✡ عمرو بن سعد کہتے ہیں: میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے۔ پہلے وہ بصرے میں تھے اور پھر چلے گئے تھے۔ میں نے سلام کہا، انہوں نے کہا: تم کس قبیلے سے ہو......؟ میں نے کہا: میں واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ سے ہوں۔ انہوں نے کہا: أَنَّ سَعْدًا کَانَ أَعْظَمَ النَّاسِ وَأَطْوَلَهُ ''سیّدنا سعد رضی اللہ عنہ بہت عظیم اور دراز قد انسان تھے۔ انہوں نے یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا اور کھل کر روئے۔ انہوں نے کہا: رسول اکرم ﷺ نے صاحب دومہ اکیدر کی جانب ایک دستہ بھیجا تو اس

---

[1] مسلم: 1392

Marfat.com

نے آپ کے لیے ایک جبہ بھیجا جو ریشم کا تھا اور اس میں سونا بھی بُنا گیا تھا۔ اسے رسول اکرم ﷺ نے پہنا، پھر منبر پر کھڑے ہوئے اور بیٹھ گئے بات نہ کی۔ جب آپ نیچے اترے تو لوگ اسے ہاتھ لگا لگا کر دیکھنے لگے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا تم اس جبہ کو دیکھ کر تعجب کرتے ہو......؟ لَمَنَادِيْلُ سَعْدٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِمَّا تَرَوْنَ ''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کا دستی رومال جو جنت میں انہیں ملا ہے، وہ اس سے بھی حسین ترین ہے جو تم یہ جبہ دیکھ رہے ہو۔ ❶

۞ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اور عثمان بن ابی سلیمان بھی بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر کی طرف بھیجا جو دومہ کا بادشاہ تھا۔ انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے نبی ﷺ کے پاس لے آئے اور اس کے خون کو محفوظ قرار دے دیا اور اس سے جزیہ لے کر صلح کر لی۔ ❷

۞ سیدنا عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے سال رسول اللہ ﷺ رات کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ کے پیچھے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی جمع ہو گئے اور نگہبانی کرنے لگے۔ جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہو گئے تو ان سے کہا: مجھے رات پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئیں۔

① ...... یہ ہے کہ مجھے سب لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے جبکہ مجھ سے پہلے پیغمبر صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا۔

② ...... میری دشمن کے خلاف رعب سے مدد کی گئی ہے اگر میرے اور میرے دشمن کے درمیان ایک مہینہ کی مسافت ہو وہ مجھ سے مرعوب رہے گا۔

③ ...... میرے لیے مالِ غنیمت حلال کیا گیا ہے جب کہ مجھ سے پہلے اسے کھانا بہت بڑا گناہ تصور کرتے تھے اور اسے جلا دیتے تھے۔

④ ...... میرے لیے زمین مسجد بنا دی گئی ہے اور پاکیزہ بنا دی گئی ہے جبکہ مجھ سے پہلے اسے بڑا گناہ تصور

---

❶ **سندہ قوی:** نسائی: 5302، احمد: 13455، بیہقی کبریٰ: 3/273، ابن ابی شیبہ: 6/394

تحقیق الحدیث: یہ محمد بن عمرو کے طریق سے ہے، محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص لیثی مدنی صدوق ہے کچھ اوہام اس سے سرزد ہوئے ہیں۔ (تقریب: 499) یہ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ اس کا شیخ واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ انصاری ثقہ تابعی ہے اور یہ مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 579)

❷ **سندہ صحیح:** ابوداؤد: 3037

تحقیق الحدیث: اگرچہ بظاہر یہ سند ضعیف ہے مگر یہ صحیح ہے (سیرت ابن اسحٰق: 5/208، بیہقی: 9/186۔ یہ سند صحیح ہے عاصم ثقہ تابعی ہے اور مغازی کا ماہر ہے۔ 1/385)

Marfat.com

کیا جاتا تھا وہ اپنے گرجوں اور عبادت خانوں میں ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔

⑤...... مجھ سے کہا گیا سوال کیجیے ہر نبی نے سوال کیا ہے لیکن میں نے اپنا سوال قیامت کے دن کے لیے مؤخر کر دیا ہے۔

فَهِيَ لَكُمْ وَلِمَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

''یہ تمہارے لیے اور ہر اس شخص کے لیے ہے جو لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہے۔'' [1]

سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں غزوۂ تبوک میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ چمڑے کے ایک خیمے میں تشریف فرما تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: چھ اشیاء شمار کر لو جو قیامت سے پہلے ہوں گی۔

1...... مَوْتِيْ ''میری وفات'' 2...... بیت المقدس کی فتح، 3...... موت واقع ہو گی جیسا کہ بکریوں کی بیماری برپا ہو جائے تو بکریاں مرتی ہیں، اس طرح بیماری مردوں میں پڑ جائے گی۔ مال عام پھیل جائے گا حتی کہ آدمی سو دینار دیا جائے گا یہ پھر بھی ناراض ہو گا کہ یہ کم ہے۔ 4...... پھر ایسا فتنہ آئے گا کہ کوئی بھی عرب گھر ایسا نہ ہو گا جس میں وہ داخل نہ ہو گا۔ 5 پھر صلح ہو گی جو تمہارے اور رومیوں کے درمیان ہو گی۔ 6...... یہ عہد شکنی کریں گے اور پھر یہ تمہارے پاس اسی (80) جھنڈوں کے تحت آئیں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار افراد ہوں گے۔ [2]

سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں شرکت کی۔ رسول اکرم ﷺ نے پست زمین میں قضائے حاجت کی، میں نے استنجاء کے لیے پانی کا لوٹا اٹھایا۔ یہ نمازِ فجر سے پہلے کی بات ہے۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس فارغ ہو کر آئے تو میں نے آپ کے دست مبارک پر لوٹے سے پانی ڈالا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاتھ تین مرتبہ دھوئے، پھر اپنا چہرہ دھویا، پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بازو دھونے کے لیے اپنا جبہ اوپر کیا کہ بازو نکال کر انہیں دھوئیں تو اس جبہ کی آستینیں تنگ تھیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بازو اپنے جبے کی اندر کی جانب کیے اور جبہ کے نیچے سے بازو نکال لیے اور بازو کہنیوں سمیت دھوئے، پھر اپنے موزوں پر مسح کیا پھر متوجہ ہوئے

---

[1] **سندہ قوی:** احمد: 7068

تحقیق الحدیث: یہ سند ابن الہاد کے طریق سے ہے۔ (بیہقی: 1/222) میں بھی ہے، ابن الھاد کا نام یزید بن عبد اللہ بن اسامہ بن الھاد لیثی ہے۔ ابو عبد اللہ کنیت ہے المدنی نسبت ہے یہ ثقہ تابعی ہے اور کثرت سے احادیث بیان کرتا ہے۔ (تقریب: 1/602) اور عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ حسن سند ہے۔

[2] بخاری: 3176

Marfat.com

میں اور نبی ﷺ مسجد میں آ گئے۔ سیّدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ آ گے بڑھ کر لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ رسول اکرم ﷺ کی ایک رکعت گزر چکی تھی ایک رکعت آپ نے پالی اور دوسری رکعت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پائی تھی۔

سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جب نماز کا سلام پھیرا تو رسول اکرم ﷺ بقیہ رکعت پوری کرنے کے لیے اٹھے تو مسلمانوں نے جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو گھبرا گئے اور کثرت سے سبحان اللہ کہنے لگے۔ نبی ﷺ نے جب اپنی نماز پوری کر لی تو فرمایا: پریشان نہ ہو۔ تم نے اچھا کیا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے اس عمل کو قابل رشک قرار دیتے ہوئے فرمایا: أَنْ صَلَّوُا الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا تم نے درست کیا کہ نماز وقت پر پڑھی ہے۔ [1]

✿ سیّدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ یہ بات مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں بھی بچوں کے ساتھ نبی ﷺ کے استقبال کے لیے ثنیۃ الوداع کی جانب نکلا تھا۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام غزوۂ تبوک سے تشریف لائے تھے۔ [2]

✿ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ غزوۂ تبوک میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نمازی کے سترہ کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا: كَمُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ ''کجاوے کی پچھلی لکڑی کی مانند ہو تو کفایت کر جاتا ہے۔ [3]

✿ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے سفر کے دوران رسول اکرم ﷺ نے ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء کو جمع کیا تھا۔ سعید کہتے ہیں: میں نے کہا: ایسا کیوں کیا تھا......؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: أَرَادَ أَنْ لَّا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ ''آپ کا یہ ارادہ تھا کہ امت تنگی سے بچ جائے۔ [4]

✿ عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے غزوۂ تبوک میں حکم دیا کہ مسافر تین دن اور تین راتیں اور مقیم ایک دن اور ایک رات موزوں پر مسح کر سکتا ہے۔ [5]

---

[1] مسلم:274

[2] مسلم:500

[3] بخاری:4426

[4] مسلم:705

[5] **سندہ حسن:** احمد:23995

تحقیق الحدیث: یہ ہُشیم کے طریق سے ہے، یہ حدیث ان کتابوں میں بھی ہے: (بیہقی:1/275، دارقطنی:1/197، طبرانی کبیر:18/40، ابن ابی شیبہ:1/161۔ یہ سند صحیح ہے۔ ہشیم ثقہ ہے مگر مدلس ہے لیکن یہاں اس نے اپنے شیخ سے سماع کی صراحت کی ہے، لہٰذا تدلیس ختم ہوئی۔ اس کا شیخ داؤد بن عمرو اودی دمشقی جو کہ واسط کا عامل تھا یہ صدوق ہے کبھی خطا کا ارتکاب کرتا ہے۔ (تقریب:1/199) اور بسر بن عبداللہ حضرمی شامی ثقہ اور حافظ ہے (تقریب:1/122) احمد کہتے ہیں: یہ موزوں کے مسح کے بارے میں بہت ہی عمدہ حدیث ہے کیونکہ یہ غزوۂ تبوک میں مسح کے ثبوت پر دلالت کرتی ہے اور یہ آپ کا آخری غزوہ تھا۔ (نصب الرایہ:1/168)

Marfat.com

۞ سیّدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ تبوک سے واپس آئے تو لوگوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قیامت کے متعلق پوچھا رسول اللہ ﷺ نے کہا:

لَا تَأْتِيْ مِائَةُ سَنَةٍ وَعَلَى الْأَرْضِ نَفْسٌ مَّنْفُوْسَةٌ الْيَوْمَ [1]

''ایک صدی کے بعد آج جو جان سانس لے رہی ہے باقی نہ رہے گی، یعنی میرے صحابہ رضی اللہ عنہم صدی کے بعد نہ رہیں گے''

۞ سیّدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جیش العسرہ (غزوۂ تبوک) میں شرکت کی۔ یہ میرے قابل اعتماد اعمال میں سے ایک اہم عمل ہے۔ میرا ایک مزدور غلام تھا وہ ایک انسان سے لڑ پڑا۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کی انگلی پر کاٹا اس نے انگلی باہر نکالی دوسرے کا دانت گر گیا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گیا تو آپ نے اس کے دانت کو بے کار قرار دے دیا اور کہا:

أَفَيَدَعُ إِصْبَعَهُ فِيْ فِيْكَ تَقْضِمُهَا كَمَا يَقْضِمُ الْفَحْلُ

''کیا وہ اسے تیرے منہ میں رہنے دیتا تو اسے سانڈھ کی مانند چباتا رہتا۔''

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی فیصلہ کیا تھا۔ [2]

۞ سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ تبوک میں بیس دن ٹھہرے تھے۔ قصر نماز ہی پڑھتے رہے تھے۔ [3]

۞ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تبوک کے دن رسول اکرم ﷺ نے خطاب کیا اور اللہ کی حمد وثناء کی اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس طرح چلنا جائز قرار دیا ہے اور واپس لوٹنا بھی جائز قرار دیا ہے۔ قسم اس ذات

---

[1] مسلم: 2539

[2] بخاری: 2265

[3] **سندہ صحیح:** احمد: 14139

تحقیق الحدیث: یہ معمر کے طریق سے ہے علاوہ ازیں عبد بن حمید نے ابن حبان 6/456 میں، ابوداؤد نے 11/2 میں بیہقی نے سنن کبریٰ: 3/152 میں بھی بیان کیا ہے۔ اس کے راوی ثقات ائمہ ہیں لیکن یحییٰ میں اضطراب ہے کبھی اس کو باسند بیان کرتا ہے اور کبھی مرسل بیان کرتا ہے۔ وکیع، ابن مبارک، یحییٰ بن ابی کثیر، محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان کبھی اس طرح بیان کرتا ہے کہ عن انس، طبرانی اوسط میں ہے اوزاعی، یحییٰ بن ابی کثیر، انس بن مالک: 4/185)

Marfat.com

کی! محمد ﷺ کی جان جس کے ہاتھ میں ہے اگر میرے پاس اتنی گنجائش ہوتی کہ میں تم میں سے ہر ایک جانے والے کو سواری دے سکتا اور مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میں ہر میدان میں جاؤں گا تو تم پیچھے نہ رہو گے تو میں کسی بھی لشکر سے پیچھے نہ رہتا

فَلَوَدِدتُّ أَنِّيْ أُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا بَعْدَهَا مِرَارًا

''میری تمنا ہے میں اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں اور بار بار اسی طرح ہوتا رہے۔''

اور جو آدمی اللہ کی راہ میں زخمی ہوا اور اللہ خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوا ہے۔ یہ روزِ قیامت آئے گا اس کے زخم کا رنگ خون کا ہو گا مگر خوشبو کستوری کی ہو گی۔ [1]

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب میں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تنہائی میں پایا تو کہا: اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنّت میں داخل کر دے تو رسول اللہ ﷺ میرے اس سوال پر بہت خوش ہوئے اور کہا: واہ! بہت خوب! تو نے عظیم سوال کیا ہے مگر یہ جس پر اللہ نے آسان کیا ہے اس پر نہایت ہی آسان ہے اس کے لیے درج ذیل کام کرو!

تُقِيْمَ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَلْقَى اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا

''فرض نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جب تم اللہ سے ملاقات کرو تو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔''

پھر فرمایا: کیا میں تمہیں معاملے کی بنیاد اس کا ستون اور اس کی کوہان کی بلندی نہ بتاؤں......؟ معاملہ کی بنیاد اسلام ہے جو دائرہ اسلام میں داخل ہوا وہ سلامت رہا اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کی کوہان کی بلندری اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ کیا میں تمہیں خیر کے دروازے نہ بتاؤں......؟ وہ یہ ہیں:

أَلصَّوْمُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ وَقِيَامُ الْعَبْدِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ يُكَفِّرُ الْخَطَايَا

''روزہ ڈھال ہے اور جو صدقہ دیتا ہے اور رات جو بندہ قیام کرتا ہے اللہ اس کی خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔''

---

[1] **سندہ صحیح:** طبرانی: 2/33، ابن ابی عاصم: 1/177

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے ابن مصفّی، بقیہ بن ولید، اوزاعی، بقیہ نے تدلیس نہیں کی، اوزاعی معروف فقیہ تھا۔ ثقہ اور جلیل القدر تھا اور عبدالرحمن بن عمرو بن ابی عمرو بھی ثقہ ہے (تقریب: 347) یحییٰ ابن ابی عمرو شیبانی، ابوزرعہ حمصی ثقہ ہے (تقریب: 595) اس نے ابومریم انصاری جو کہ دمشق کی مسجد کا خادم تھا روایت کی ہے یہ کبیر تابعی اور ثقہ ہے۔ (تہذیب: 31/481)

Marfat.com

اور یہ آیۂ مبارکہ تلاوت کی:

تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۡ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ [1]

''ان کے پہلو بستروں سے علیحدہ رہتے ہیں وہ خوف اور طمع سے اپنے رب کو پکارتے ہیں اور جو ہم نے انہیں دیا ہے اس میں خرچ کرتے ہیں۔''

پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سارے کام کی جڑ نہ بتادوں......؟ اتنی دیر میں کچھ افراد آ گئے مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ میرے اور رسول اکرم ﷺ کے درمیان کسی طرح مشغولیت کا باعث نہ بن جائیں۔ اس لیے میں نے خود ہی دریافت کیا: اللہ کے رسول! مجھے وہ بات بتائیں جو اس کی جڑ ہے......؟ رسول اکرم ﷺ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا تو میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہم گفتگو کی وجہ سے بھی مؤاخذہ کیے جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: معاذ! تمہاری ماں تمہیں گم پائے (صرف متوجہ کرنے کیلئے یہ ایک محاورہ ہے گالی نہیں)

وَهَلْ یَكُبُّ النَّاسَ عَلٰی مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ

''لوگوں کو نتھنوں کے بل دوزخ میں ان کی زبان کی قینچی سے کی ہوئی باتوں نے ہی اوندھا کرنا ہے۔'' [2]

یہی حدیث عبدالرزاق: 11/194 میں ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے: سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے یہ کہا: مجھے وہ عمل بتائیں جو جنّت میں داخل کرے اور دوزخ سے دور کرے اور اس میں جو عمل آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز وغیرہ بتائے تھے ان میں بیت اللہ کا حج کرنے کا بھی ذکر ہے (اس کی سند قوی ہے) [3]

---

[1] السجدہ: 16

[2] احمد: 22016، ابن ابی شیبہ: 6/158، طیالسی: 1/76۔ حکم کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث عروہ سے (40) برس پہلے سنی تھی۔

تحقیق الحدیث: اس کا درجہ حسن ہے مگر یہ سند ضعیف ہے اس میں عروہ کی وجہ سے ضعف ہے اس میں قابل اعتماد توثیق نہیں ہوئی اور اس نے معاذ سے سنا بھی نہیں۔ اسے ان راویوں نے بیان کیا ہے: روح بن عبادہ، عمرو بن مرزوق، شعبہ، حکم، عروہ بن نزال، عروہ نے معاذ سے سنا تو نہیں انہیں پایا ہے۔ (تہذیب الکمال: 20/39) تاہم یہ حدیث قوی ہے۔

[3] **تحقیق الحدیث:** اس میں ابو وائل شقیق بن سلمہ اسدی کوفی ہے یہ ثقہ ہے اور مخضرم (جاہلیت اور اسلام کا دور دیکھنے والا ہے) تقریب: 268۔ اس کا شاگرد عاصم بن بہدلہ ابو بکر المقرئ یہ صدوق ہے کچھ اوہام کا شکار ہے (تقریب: 285) اور معمر بن راشد ابو عروہ بصری جو یمن میں اترا تھا ثقہ اور ثبت ہے اور فاضل ہے (تقریب: 1/541) اس کی عاصم سے بیان کردہ حدیث حسن ہے مگر مخالفت کرے تو پھر درست نہیں۔ حاکم میں اس کا شاہد ہے (2/447) اعمش، حبیب بن ابی ثابت، حکم بن عتبہ، میمون بن ابی شبیب، معاذ۔ اس میں حبیب بن ابی ثابت ثقہ فقیہ اور جلیل القدر محدّث ہے لیکن ارسال کثرت سے کرتا ہے اور تدلیس کرتا ہے (تقریب: 1/150) یہ منفرد نہیں اس کی حکم بن عتیبہ ابو محمد کندی کوفی نے متابعت کی ہے یہ ثقہ ثبت اور فقیہ ہے۔ (تقریب: 175) لہٰذا یہ سند قوی اور حسن ہے۔

Marfat.com

سیّدنا زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ منافقوں میں سے ایک آدمی نے سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے غزوۂ تبوک میں کہا: ہمارے ان قرائے کرام کو کیا ہوا کہ یہ پیٹوں کو بھرنے کے حریص ہیں اور زبانیں ان کی بہت جھوٹی ہیں اور جب جنگ کا وقت آتا ہے تو بزدل ترین ہیں......؟ اسے سیّدنا عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: تو جھوٹ بول رہا ہے، تُو تو منافق ہے۔ میں اس بات کی خبر رسول اکرم ﷺ کو ضرور دوں گا۔ عوف رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کو اس کی خبر دی لیکن قرآن پاک نے اس بارے میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں: میں نے اسے، یعنی یہ کہنے والے منافق کو رسول اکرم ﷺ کی اونٹنی کے پالان کے ساتھ لٹکے ہوئے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منت سماجت کر رہا تھا حتی کہ راستے کے پتھر اسے زخمی کر رہے تھے وہ یہی کہتا جا رہا تھا ہم شغل میں مصروف تھے حقیقت میں کچھ نہیں۔ تو نبی کریم ﷺ اسے کہہ رہے تھے:

أَبِاللهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ...؟

”کیا تم اللہ تعالیٰ، اس کی آیتوں اور اس کے پیغمبر کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہو۔“

بس آپ یہی کہتے جا رہے تھے۔ اس سے زیادہ کوئی جواب نہ دے رہے تھے۔ [1]

بعینہٖ یہ واقعہ تفسیر طبری: 172 / 10 میں دوسری سند سے بھی آیا ہے اس میں یہ اضافہ بھی ہے لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ”عذر نہ کرو تم نے ایمان کا اقرار کرنے کے بعد کفر کا ارتکاب کیا ہے۔“ [2]

سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ سخت گرمی میں روانہ ہوئے اور لوگوں کو بھی تبوک کے غزوہ کا حکم دیا میں اس وقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر پختہ ایمان رکھتا تھا اور رکھتا ہوں۔ صرف بات یہ تھی کہ میری طبیعت سائے اور تازگی کی دلدادہ تھی۔ میں مضبوط جوان رعنا تھا اور میں دل میں کہتا تھا کہ میرے پاس دو اونٹ ہیں۔ میں بعد میں لشکر میں مل جاؤں گا۔ اگر کمی ہوئی تو میں رسول اکرم ﷺ سے معذرت کر لوں گا، اس لیے طبیعت رسول اکرم ﷺ سے پیچھے رہنے پر مائل ہوئی۔ میں اسی حالت میں تھا کہ رسول اکرم ﷺ

---

[1] **درجتہ حسن وسندہ مرسل**: تفسیر طبری: 172 / 10

تحقیق الحدیث: یہ سند حسن ہے ہشام بن سعد مدنی صدوق ہے لیکن اوہام کا شکار ہے یہ مسلم کا راوی ہے (تقریب: 572) اس کا شیخ زید بن اسلم عدوی مولی عمر ابوعبداللہ اور ابواسامہ مدنی تابعی ہے، ثقہ اور عالم ہے (تقریب: 222) ابن مبارک نے اسے متصل بیان کیا ہے اس کا شاہد بھی ہے۔ جو آئندہ آئے گا۔

[2] **تحقیق الحدیث:** سندہ حسن۔ یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان ہوئی ہے۔

Marfat.com

صبح نکل گئے میں بھی بازار میں نکلا کہ تیاری کروں مگر ایسے ہوا جیسا کہ کسی نے میرے ہاتھ ہی پکڑ لیے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ مدینہ منوّرہ سے روانہ ہو گئے اور مدینہ سے تقریباً چھ میل کے فاصلے پر رُک گئے۔ ایک سوار آپ سے ملنے کے لیے آ رہا تھا تو رسول اکرم ﷺ نے دور سے دیکھ کر کہا: كُنْ أَبَا خَيْثَمَةَ یہ ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ ہوں گے تو وہی تھے۔ ادھر مدینہ میں 87 منافق تھے جو نظر آتے تھے یا پھر میں تھا، ہلال بن امیہ اور مرارہ تھے رضی اللہ عنہم۔ رسول اکرم ﷺ نے ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ مَا فَعَلَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ ''کعب بن مالک نے کیا کیا ہے......؟'' آئے ہی نہیں! انہوں نے کہا: مجھے علم نہیں۔ جب میں آیا تھا تو وہ مدینے کی گلیوں میں پھر رہے تھے۔ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے خیال میں انہیں اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ سے محبت نہیں۔

اس میں یہ بھی ہوا ہے کہ منافقوں کے چند افراد نے جو بظاہر مسلمان تھے انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھانے کا طعنہ دیا اور بزدل کہا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو بلایا اور کہا: اس گروہ کے پاس جاؤ اور پوچھو انہوں نے کیا کہا ہے؟ اگر وہ یہ کہیں کہ ہم شغل لگے تھے تو ان سے کہنا نہیں تم شغل نہیں لگے تم جلتے ہو اللہ تعالیٰ تمہیں جلتا ہی رکھیں۔ اس کے بعد جیسا کہ اوپر ابھی گزرا ہے کہ منافق سواری سے چمٹ کر منت وسماجت کرنے لگا تو آپ نے یہی کہا تھا تمہیں شغل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی ملے ہیں؟ اب رہی بات یہ کہ میں غزوہ میں شریک نہ ہوا تھا اور رسول اکرم ﷺ غزوہ سے واپس تشریف لائے تو میرے دونوں ساتھیوں ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ناراض ہوئے۔ مجھے ساتھیوں نے کہا: تم عذر تیار کر لو! تمہارے ساتھیوں سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش نہیں ہوئے۔ میں نے سچ ہی بولنے کا پختہ عزم کیا۔ میں نے آپ کو سلام عرض کیا اور آپ نے جواب دیا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا: پیچھے رہنے کی کیا وجہ ہے کعب؟ میں نے عرض کی نہ تو میں کمزور تھا نہ کوئی کام تھا بس ایک آزمائش سی بن گئی ہے۔ فرمایا: تمہارے دو ساتھی وہ بیٹھے ہیں، وہاں تم بھی ان کے ساتھ بیٹھ جاؤ اور ساتھیوں سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: ان تینوں کے پاس بیٹھنا بھی نہیں، نہ ان سے بات کرنا ہے نہ ہی ان سے خرید و فروخت کرنی ہے اور ہماری بیویوں کو بھی یہ پیغام بھیجا کہ یہ تمہارے قریب نہ آئیں۔ ہلال کی بیوی نے اجازت طلب کر لی کہ کچھ اسے کھلا پلا سکتی ہو مگر بات نہ کرنا۔ میری بیوی نے بھی کہا: تم بھی اجازت لے لو! میں نے کہا: وہ بوڑھے ہیں میں جوان ہوں زیادہ سے زیادہ تم یہ کہو گی میں بیمار ہوں یہ جھوٹ ہو گا میں تو صحت مند ہوں، لہٰذا ایسا نہ کرو۔

سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں رات کے وقت رسول اکرم ﷺ نے کہا: امّ سلمہ! آپ کو علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کی توبہ قبول کر لی ہے تو انہوں نے کہا: پھر ہم انہیں یہ بشارت سنا دیں......؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یہ صبح

Marfat.com

دیں گے۔ اب لوگوں نے ہمیں سونے نہیں دینا، صبح کی نماز کی ادائیگی کے بعد نبی ﷺ نے ساتھیوں کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کی توبہ قبول کرلی ہے۔ یہ سنتے ہی دو آدمی بشارت دینے ہمارے پاس آئے اور بشارت دی، میں سجدہ ریز ہوگیا اور خوشخبری دینے والے کو اپنی چادریں دیں اور نبی ﷺ سے آکر پوچھا یہ توبہ آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف ہے......؟ فرمایا: اللہ کی طرف سے ہے۔ [1]

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم ایک غزوہ میں ایک لشکر میں تھے۔ مہاجروں میں سے ایک آدمی نے ایک انصاری کی پشت پر لات ماری تو انصاری نے انصار کو مدد کے لیے پکارا اور مہاجر نے مہاجروں کو پکارا جب رسول اکرم ﷺ نے یہ پکار سنی تو فرمایا: مَا بَالُ دَعْوٰی جَاهِلِيَّةٍ ''یہ جاہلیت کی پکار کیوں پکار رہے ہو؟'' انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! ایک مہاجر نے انصاری کی پشت پر مارا ہے۔ فرمایا: درست ہے تاہم یہ پکار بدبودار ہے۔ اس موقع پر عبداللہ بن ابی نے کہا: اچھا! مہاجر نے یہ کام دکھایا ہے۔ سن لو! واللہ! ہم مدینہ واپس جالیں۔ ان ذلیلوں کو نکال باہر کریں گے۔ یہ بات نبی ﷺ تک پہنچی تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجیے اس منافق کی گردن اڑادوں......؟ نبی ﷺ نے فرمایا:

دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ

''اسے چھوڑو! اگر میں نے اسے مروادیا تو لوگ باتیں کریں گے کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کی گردن زنی کروارہے ہیں۔'' [2]

جب مہاجر مدینے میں آئے تو انصار کی اکثریت تھی۔ اس کے بعد مہاجروں کی اکثریت ہوگئی۔

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں شریک تھا۔ میں نے عبداللہ بن ابی کو سنا، وہ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا کہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھیوں پر خرچہ مت کرو۔ جب تک یہ آپ کے پاس سے بکھر نہ

---

[1] **سندہ مرسل درجتہ قوی:** طبرانی کبیر: 19/85

تحقیق الحدیث: ۔ان کا شیخ بھی کبیر حافظ ہے ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن سلیمان حضرمی جو مطین کے نام سے معروف تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ: 2/662) اور ابن عمر، صدوق تھا۔ مسلم کا راوی ہے (تقریب: 315) اور اس کا شیخ عمرو بن محمد عنقزی ابوسعید کوفی ثقہ ہے۔ (تقریب: 426) اور رخلاد بن اسلم صفار ابوبکر بغدادی یہ مرد کے رہنے والے تھے ثقہ ہیں اور عبداللہ بن عیسیٰ بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی انصاری ابومحمد کوفی ثقہ ہے (تقریب: 1//317) اور اس کا شیخ عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک انصاری ابوخطاب مدنی ثقہ ہیں کبار تابعین میں سے ہیں۔ (تقریب: 349)

[2] بخاری: 4907، مسلم: 2584

Marfat.com

جائیں اور اگر ہم مدینہ لوٹے تو عزت والے ذلیلوں کو باہر نکال دیں گے۔ زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے یہ بات اپنے چچا یا سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہی۔ انہوں نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہہ دی۔ آپ نے مجھے بلایا اور پوچھا تو میں نے آپ کو یہ بتایا کہ اس نے کہا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ اور اس کے ساتھیوں کو پیغام بھیجا وہ آئے اور انہوں نے قسمیں اٹھا کر کہا: کہ ہم نے نہیں کہا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جھوٹا قرار دے دیا اور عبداللہ کو سچا قرار دیا۔ مجھے اتنا صدمہ ہوا کہ اتنا صدمہ کبھی نہیں پہنچا۔ میں تو گھر کا ہو کر رہ گیا مجھ سے میرے چچا نے کہا: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ اس ارادہ سے نہ کہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے جھوٹا قرار دیں اور ناراض ہوں، تو اللہ تعالیٰ نے سورت منافقون میں یہ اتار دیا کہ عبداللہ بن ابی نے یہ ہرزہ سرائی کی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلا بھیجا اور آیہ مبارکہ تلاوت کرنے کے بعد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَقَكَ يَا زَيْدُ

''زید! اللہ تعالیٰ نے تمہیں سچا قرار دیا ہے'' کہ عبداللہ نے ہرزہ سرائی کی ہے۔'' [1]

سیّدنا عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک سے مدینہ واپس تشریف لائے تو آپ رستے میں تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی بن کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ لوگوں نے مکر کیا۔ انہوں نے آپس میں یہ طے کر لیا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راستہ کی ایک گھاٹی میں پھینک دیں۔ جب یہ گھاٹی کے قریب تک پہنچے تو ان لوگوں نے بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جانا چاہا اور وہ قریب ہوئے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان لوگوں کی چال سے ساتھیوں کو آگاہ کیا اور فرمایا: جو تم میں سے وادی کے اندر سے جانا چاہے تو جا سکتا ہے کیونکہ یہ زیادہ وسیع ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھاٹی کی طرف جانا شروع کر دیا اور دیگر لوگ بھی وادی کے اندر ہی چلنا شروع ہو گئے گھاٹی کی طرف صرف وہی گئے تھے جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چالبازی کی تھی۔ انہوں نے آپ کی بات سن کر پوری تیاری سے منصوبہ بندی کر لی اور انہوں اپنے اپنے چہروں پر نقاب ڈال لیے اور بہت بڑی جسارت کی، یعنی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کا ارادہ کر لیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدنا حذیفہ بن یمان اور سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ میرے ساتھ چلنا اور سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ میری اونٹنی کی لگام تھام لو اور سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ سواری کو پیچھے سے ہانکیں۔ یونہی یہ چل رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ پیچھے سے کچھ لوگوں کی آوازیں آ رہی ہیں۔ ان کی آوازیں سنیں کہ وہ بالکل قریب آ

---

[1] بخاری: 4900

Marfat.com

چکے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ سخت غصے میں آ گئے اور سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا انہیں واپس کر دو۔ یہ ادھر کیوں آئے ہیں......؟ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جب نبی ﷺ میں غصے کی جھلک پائی تو مڑ کر اپنی کھونٹی سے ان کی سواریوں کا سامنا کیا اور اس کھونٹی سے ان کی سواریوں کو مارا تو اللہ نے انہیں مرعوب کر دیا اور انہیں پتہ چل گیا کہ ہماری سازش کا راز کھل گیا ہے اور جلدی سے عام لوگوں میں شامل ہو گئے۔ اب حذیفہ رضی اللہ عنہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آ ملے جب ملے تو کہا:

إِضْرِبِ الرَّاحِلَةَ يَا حُذَيْفَةُ وَامْشِ أَنْتَ يَا عَمَّارُ!

''حذیفہ! سواری کو تیز چلاؤ اور عمار آپ پیدل چلو......!''

آپ تیزی سے وادی کی بلندی پر آ گئے اور گھاٹی سے نکل کر لوگوں کا انتظار کرنے لگے تو نبی ﷺ نے سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: حذیفہ! کیا آپ ان لوگوں کو جانتے ہو یہ کون تھے......؟ انہوں نے عرض کی: میں سواریوں کو پہچانتا ہوں، فلاں فلاں کی تھی۔ مگر آدمی نہیں پہچان سکا کیونکہ ایک تو رات کی تاریکی تھی، دوسرا یہ ہے کہ وہ سوار نقاب پوش تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

هَلْ عَلِمْتُمْ مَا كَانَ شَأْنُ الرَّكْبِ وَمَا أَرَادُوْا ؟

''تم جانتے ہو اس قافلے کا معاملہ کیا ہے اور ارادہ کیا تھا......؟''

انہوں نے کہا: نہیں! واللہ ہمیں نہیں خبر، وہ کیا چاہتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

فَإِنَّهُمْ مَكَرُوْا لِيَسِيرُوْا مَعِي حَتَّى إِذَا أَظْلَمَتْ فِي الْعَقَبَةِ طَرَحُوْنِيْ مِنْهَا

''انہوں نے میرے خلاف یہ سازش تیار کی تھی کہ یہ میرے ساتھ چلیں گے اور جب گھاٹی کی تاریکی میں آ جاؤں تو یہ مجھے نیچے گرا دیں۔'' (1)

---

(1) **درجتہ حسن وسندہ ضعیف:** دلائل نبوت بیہقی: 5/256

تحقیق الحدیث: یہ دلائل بیہقی میں اس طریق سے بھی آتی ہے محمد بن اسحٰق، اعمش، عمرو بن مرہ، ابو البختری، حذیفہ بن یمان، مرسل ہونے کی وجہ سے یہ سند ضعیف ہے اور ابن اسحٰق کی سند قوی ہے اس میں یہ کمی ہے کہ یہ ابن اسحٰق نے (عن) سے بیان کی ہے تاہم یہ کمی دور ہو چکی ہے کہ بزار میں اس کی متابعت ہے۔ 7/350۔ اور ابو بکر بن عیاش نے اعمش سے جو روایت کی ہے احمد کے پاس اس کا شاہد ہے۔ 5/453۔ جو یہ ہے یزید، ولید بن عبداللہ بن جمیع، ابو طفیل۔ مسند احمد: 5/453۔ میں اوپر والا واقعہ بیان ہوا ہے اس میں یہ ہے کہ ان نقاب پوشوں کو سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ نے بھگایا تھا اور سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ لگام پکڑ کر رسول اکرم ﷺ کی سواری چلا رہے تھے۔ اور سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ سے کسی آدمی نے پوچھا ان گھاٹی والے مسلمان نما آدمیوں کی تعداد کتنی تھی؟ کہا: چودہ (14) تھے۔ رسول اکرم ﷺ کے حقیقی ساتھی تو ہم دونوں تھے بارہ (12) تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ کرنے والے تھے۔ وہ اس دنیا میں بھی آخرت میں بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالف تھے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ اس غزوہ میں پانی کی قلت تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے منادی سے کہا: ان لوگوں سے کہہ دو! پانی کی جگہ آئے تو مجھ سے پہلے اس میں سے کوئی پانی نہ لے......! لیکن یہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے ہی وارد ہو گئے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان پر لعنت کی۔

Marfat.com

ساتھیوں نے کہا: اللہ کے رسول! ہمیں حکم دیتے، ان کی گردنیں ہم اسی وقت اڑا دیتے جب وہ آئے تھے۔ فرمایا: یہ چونکہ بظاہر میرے ساتھ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، میں یہ پسند نہیں کرتا کہ انہیں مروا کر یہ بات سنوں کہ

إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى أَصْحَابِهِ

''محمد ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو مارنے پر ہاتھ دھر لیا۔''

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حذیفہ اور عمار رضی اللہ عنہما کو ان کے نام بھی بتائے اور کہا: ان کے نام صیغۂ راز میں رکھنا، کسی کو بتانا نہیں۔

۞ قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو تم نے کیا اور حمایت کی، یہ رائے تھی یا اس بارے میں رسول اکرم ﷺ نے تمہیں حکم دیا تھا......؟ انہوں نے کہا: اس بارے میں رسول اکرم ﷺ نے ہمیں اور نہ ہی اور لوگوں کو کوئی حکم دیا۔ بات یہ ہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ بارہ آدمی میرے صحابہ کے لبادہ میں منافق ہیں۔ ان میں سے آٹھ تو ایسے ہیں وہ اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوں گے جب تک اونٹ سوئی کے ناکے سے نہ گزر جائے۔ ان آٹھوں کو تو ایک جان لیوا پھنسی نے مار ڈالا ہے۔ حجاج راوی کہتا ہے: چار کا مجھے علم نہیں اور یاد نہیں رہا کہ ان کے بارے شعبہ نے کیا کہا ہے۔ [1]

۞ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس لوٹے، جب مدینے کے قریب ہوئے تو فرمایا: مدینے میں ایسے لوگ موجود ہیں۔

مَا سِرْتُمْ مَسِيْرًا وَّلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ

''تم جو بھی چلے اور جو وادی طے کی وہ تمہارے ساتھ شریک ثواب رہے ہیں۔''

لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول! وہ مدینے میں رہ کر ہمارے ساتھ تھے؟ فرمایا: ہاں! وہ مدینے میں عذر کی بنا پر رہے ہیں ورنہ وہ بھی شریک ہوتے۔ [2]

---

[1] مسلم: 2779

[2] بخاری: 4423

Marfat.com

سیّدنا عبداللہ بن بریدہ نے اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک غزوہ سے آئے تو آپ کے پاس ایک سیاہ رنگت والی لونڈی آئی اور کہنے لگی: اللہ کے رسول! میں نے یہ نذر مان رکھی تھی کہ اللہ تعالیٰ اگر آپ کو جنگ سے خیر و سلامتی کے ساتھ واپس لائے تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی۔ [1]

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگر تو نے نذر مانی ہے تو بجا لے! اب وہ بجانا شروع ہوئی، تو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو وہ بجاتی رہی، پھر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے تو دف اپنے نیچے دبا کر اس پر بیٹھ گئی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ! ''عمر! یہ تو لونڈی ہے تم سے تو شیطان بھی ڈرتا ہے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب غزوۂ تبوک سے یا خیبر سے واپس تشریف لائے تو میری الماری پر پردہ تھا۔ ہوا چلی تو وہ پردہ ہٹ گیا تو میری گڑیاں اور کھلونے نظر آنے لگے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: عائشہ! یہ کیا ہے......؟ میں نے کہا: یہ میرے کھلونے ہیں۔ ان کے درمیان ایک گھوڑا دیکھا اس کے دو پر تھے جو کپڑے کے ٹکڑے سے بنے ہوئے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مَا هٰذَا الَّذِيْ أَرٰى وَسْطَهُنَّ ''یہ کیا ہے جو میں ان کھلونوں کے درمیان دیکھ رہا ہوں......؟ میں نے کہا: یہ گھوڑا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اس کے اوپر کیا لگا رکھا ہے......؟ میں نے کہا: یہ اس کے دو پر ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: فَرَسٌ لَهُ جَنَاحَانِ ''گھوڑا اور اس کے پر؟ کبھی گھوڑے کے بھی پر ہوتے ہیں......؟ میں نے کہا: آپ نے سنا نہیں کہ سیّدنا سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے کے پر تھے؟ یہ سن کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کھل کر ہنسے حتی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی داڑھیں مبارک نظر آنے لگیں۔ [2]

قیس بن نعمان السکونی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا ایک فوجی دستہ روانہ ہوا تو دومۃ الجندل کے حاکم اکیدر نے سن لیا کہ دستہ آ رہا ہے۔ وہ خود ہی رسول اکرم ﷺ کے پاس چلا آیا اور عرض کی: اللہ کے رسول! مجھ تک یہ اطلاع آئی تھی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دستہ روانہ ہوا ہے۔ مجھے اپنی زمین اور مال کا اندیشہ ہوا، کہیں جا تا نہ

---

[1] **سندہ صحیح:** سنن کبریٰ بیہقی: 77/10۔ اور ابن واقد کے طریق سے یہ ابن حبان نے بھی روایت کی ہے۔ 231/10۔ ترمذی: 3690 احمد: 22989

تحقیق الحدیث: حسین بن واقد مروزی ابوعبداللہ قاضی ثقہ ہے کچھ اوہام کا شکار ہے۔ (تقریب: 169) اس کا شیخ ثقہ ہے، بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 297)

[2] **سندہ حسن:** ابوداؤد: 4932۔ سنن کبریٰ: 219/10، نسائی کبریٰ: 306/5

تحقیق الحدیث: نسائی نے یہ روایت ابن ایوب کے طریق سے بیان کی ہے، یحییٰ بن ایوب غافقی ابوالعباس مصری صدوق ہے کبھی خطا کرتا ہے۔ (تقریب: 588) یہ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔ اس کا شیخ عمارہ بن غزیہ انصاری ہے جو مازنی المدنی ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ (تقریب: 409) اور محمد بن ابراہیم بن حارث بن خالد تیمی ابوعبداللہ المدنی ثقہ ہے (تقریب: 465) اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن تابعی جو ہے یہ معروف امام ہے یہ اپنے باپ سے اور عائشہ سے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بیان کرتا ہے۔ (الکاشف: 431/2)

Marfat.com

رہے۔ مجھے ایک خط تحریر کروا دیں کہ یہ دستہ میری کسی چیز سے چھیڑ چھاڑ نہ کرے اور آپ جو بھی آپ میرے ذمے خراج لگائیں گے آپ کے اس حق کا میں اقرار کرتا ہوں۔ رسول اکرم ﷺ نے اسے تحریر لکھوا دی۔ اکیدر نے ایک ریشم کی قباء (دراز قمیض) دی جس میں سونا بُنا گیا تھا، یہ وہ تھی جو ایران کا بادشاہ کسریٰ اسے پہنایا کرتا تھا۔ اس اکیدر نے اللہ کے رسول سے کہا: إِقْبَلْ مِنِّيْ هٰذَا أَهْدَيْتُهُ لَكَ ''یہ مجھ سے قبول کریں۔ یہ میں آپ کی خدمت میں ہدیہ کر رہا ہوں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یہ قباء واپس لے جاؤ! اسے جو بھی دنیا میں پہنے گا، وہ آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔ وہ واپس اپنی رہائش گاہ پر اسے لے گیا جہاں وہ ٹھہرا تھا لیکن اس کے دل میں یہ بات پریشانی پیدا کر گئی کہ میرا ہدیہ قبول نہیں ہوا۔ وہ دوبارہ حاضر ہوا اور کہا: اللہ کے رسول! ہم ایسے گھرانے والے ہیں کہ ہمارا ہدیہ مسترد کرنا ہمیں بہت گراں گزرتا ہے۔ یہ میرا ہدیہ براہِ کرم قبول فرما لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا! پھر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دے دو، ایک ہی بات ہے۔ [1]

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے ریشم کی یہ قباء پہنی تھی جو ہدیہ میں اکیدر نے دی تھی، پھر اسے اتار دیا اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے بھیج دی۔ لوگوں نے کہا: آپ نے تو اتار دی ہے اور عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دی ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: نَهَانِيْ عَنْهُ جِبْرِيْلُ ''مجھے جبریل علیہ السلام نے اس سے منع کیا ہے۔ اتنی دیر میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض پرداز ہوئے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے اسے نظرِ کراہت سے دیکھتے ہوئے اتار دیا ہے اور مجھے عطیہ کر دی ہے۔ فرمایا: إِنِّيْ لَمْ أُعْطِكَهُ لِتَلْبَسَهُ ''میں نے تمہیں اس لیے نہیں دی کہ تم اسے زیب تن کرو۔ إِنَّمَا أَعْطَيْتُكَهُ لِتَبِيْعَهُ ''میں نے اس لیے دی ہے کہ اسے فروخت کر و اور مال سے فائدہ اٹھاؤ تو انہوں نے اسے دو ہزار درہم میں فروخت کر دیا۔ [2]

---

[1] **سندہ صحیح:** معجم الصحابہ: 351/2۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ: 242/1

تحقیق الحدیث: اسے ابویعلیٰ اور ابن شاہین نے عبید اللہ بن ایاد کے طریق سے بیان کیا ہے محمد بن بشر بن مطر ثقہ ہے اس کا شیخ بھی ثقہ ہے۔ مسلم کا راوی ہے۔ (تاریخ بغداد: 90/2، تقریب: 130/1۔ اور عبید اللہ بن ایاد صدوق ہے اور مسلم کا راوی ہے اس کا والد بھی ثقہ ہے۔ (تقریب: 1/86)

انتباہ: اس روایت میں جو آیا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ قبا کا ہدیہ قبول نہ کیا تھا یہ وہم ہے صحیح بات یہ ہے کہ اسے قبول کیا تھا۔

[2] **سندہ صحیح:** نسائی: 5303، سنن کبریٰ: 5/472

تحقیق الحدیث: ابوزبیر نے تدلیس نہیں کی، بلکہ اپنے شیخ سے سماع کی صراحت کی ہے اس کا نام محمد بن مسلم بن تدرس ابوزبیر ہے مکی ہے، یہ صدوق ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے اس میں کمی تدلیس کی ہے۔ (تقریب: 506) اس کا شاگرد ابن جریج جو کہ عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج ہے یہ مکی ہے، ثقہ ہے، فقیہ اور فاضل ہے یہ تدلیس بھی کرتا تھا اور ارسال (راوی گرا دیتا تھا) کرتا تھا (تقریب: 363) یہاں اس نے تدلیس (راوی گڈمڈ کرنا) نہیں کی بلکہ اپنے شیخ سے سماعت کی صراحت کی ہے۔

Marfat.com

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دومہ کے فرمانروا اکیدر نے نبی ﷺ کے لیے ریشم کا کپڑا بطورِ ہدیہ دیا تو وہ کپڑا آپ نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو تحفے میں دے دیا۔ انہوں نے اس کے دوپٹے بنا کر فاطمہ اور گھر میں دیگر فاطمہ نامی خواتین میں تقسیم کر دیا۔ [1]

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات

سیّدہ امّ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ کی نورِ نظر سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو رسول اکرم ﷺ نے ہم سے کہا: اِغْسِلْنَهَا وِتْرًا ''اسے وتر غسل دینا'' یعنی تین یا پانچ مرتبہ غسل دینا اور پانچویں مرتبہ غسل دیتے وقت پانی میں کچھ کافور ڈال دینا اور فرمایا: جب غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے بتانا۔ ہم نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگاہ کیا کہ غسل ہو چکا ہے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اپنا کمر بند دیا اور کہا: یہ اس کے جسم پر ڈال دو۔ [2]

وفود کا سال

وفد ثقیف کی آمد: عمرو بن شرید اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، بنو ثقیف کے وفد میں ایک کوڑھی آدمی تھا۔ نبی ﷺ نے اسے پیغام بھیجا کہ میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں ہم نے تمہاری بیعت قبول کر لی ہے، لہٰذا واپس جا سکتے ہو۔ [3] یہ آپ نے احتیاط کے پیشِ نظر کہا تھا۔ اسے متعدی بیماری کی وجہ سے نہ کہا تھا کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کوئی بیماری بذاتِ خود متعدی نہیں، اللہ چاہے تو لگا دیتا ہے۔ (بخاری کتاب الطب)

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو ثقیف کے وفد نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ ہماری زمین ٹھنڈک والی ہے، غسل کیسے کریں......؟ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: أَمَّا أَنَا فَأُفْرِغُ عَلٰى رَأْسِيْ ثَلَاثًا ''میں اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالتا ہوں۔'' [4]

---

[1] مسلم:2071

[2] مسلم:939۔ یاد رہے! رسول اللہ ﷺ کی سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے چار بیٹیاں (زینب، رقیہ، امّ کلثوم، فاطمہ رضی اللہ عنہن) تھیں، جیسا کہ قرآن وحدیث اور سیرت کی تمام کتابوں سے ثابت ہوتا ہے، بلکہ اہل تشیع کی بھی اہم ترین کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کی چار بیٹیوں کا ہی تذکرہ موجود ہے۔ جن میں سے عبداللہ مامقانی کی کتاب ''تنقیح المقال''، محمد کلینی کی ''اصول کافی''، شیخ صدوق کی ''کتاب الخصال''، ابن شہر آشوب کی ''مناقب'' اور اسی طرح تذکرۃ المعصومین، تحفۃ العوام، الاستبصار، جلاء العیون اور انوار نعمانیہ سرفہرست ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی چار بیٹیوں کا انکار قرآن وحدیث سمیت مسلّمہ سچائی کا انکار ہے۔

[3] مسلم:2231

[4] مسلم:328

Marfat.com

سیّدنا عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو ثقیف کے وفد میں مَیں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تھا۔ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازہ کے قریب آنے سے پہلے لباس پہنا اور وفد والے کہنے لگے: ہماری سواریوں کو کون روک رکھے گا......؟ ساری قوم یہ چاہتی تھی کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں، ایک بھی پیچھے نہ رہنا چاہتا تھا۔ عثمان کہتے ہیں: میں سب سے چھوٹا تھا میں نے کہا: اگر تم چاہتے ہو تو میں روک لیتا ہوں۔ لیکن مجھ سے اللہ کے نام کے ساتھ عہد کرو جب تم آؤ گے تو پھر تم جانوروں کو روکو گے اور میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملوں گا۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ اب یہ وفد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس گیا اور فارغ ہو کر آیا تو کہنے لگا: ہمارے ساتھ چلو! میں نے کہا: کہاں جاؤں......؟ انہوں نے کہا: اپنے گھر۔ میں نے کہا: ٹھیک ہے، میں اتنی دور سے اپنے گھر سے آیا ہوں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر اترا ہوں اور ایسے ہی بغیر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات کے چلا جاؤں......؟ یہ نہیں ہو سکتا......! اور تم نے مجھ سے عہد بھی کیا تھا کہ تم یہاں سواریوں کے پاس رکو گے اور میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملوں گا، یہ سب آپ جانتے ہو۔ انہوں نے کہا: جلدی کرو......! ہمیں بتاؤ! ہم آپ کا مسئلہ بھی حل کروا لاتے ہیں اور جو بھی تمہارا سوال ہو گا وہ ہم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھ لیں گے ایک بھی باقی نہ چھوڑیں گے۔ میں نے کہا: میں نے خود آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جانا ہے۔ میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچا، تو میں نے عرض کی: اللہ کے رسول!

اُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يُّفَقِّهَنِيْ فِي الدِّيْنِ وَيُعَلِّمُنِيْ

''اللہ سے دعا کیجیے! مجھے دین میں سمجھ سے نوازے اور مجھے دین سکھا دے۔''

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا کہا......؟ میں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بات دہرائی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تو نے ایسی چیز کا سوال کیا ہے جس کا تیرے ساتھیوں میں سے کسی نے سوال نہیں کیا۔

إِذْهَبْ فَأَنْتَ أَمِيْرٌ عَلَيْهِمْ وَعَلٰى مَنْ تَقْدُمُ عَلَيْهِ مِنْ قَوْمِكَ وَ أُمَّ النَّاسَ بِأَضْعَفِهِمْ

''جاؤ......! تم ان آنے والوں پر امیر ہو اور اپنی قوم میں سے جس کے پاس آؤ اس کے بھی امیر ہو اور تم ان کے امام ہو نمازیوں میں جو سب سے زیادہ ناتواں ہے اس کے معیار پر نماز پڑھانا۔''

اس کے بعد میں واپس چلا گیا اور دوبارہ پھر حاضرِ خدمت ہوا تو میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں یہاں سے جانے کے بعد بیمار ہوا تھا، درد ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس جگہ پر درد ہے، وہاں ہاتھ رکھو اور سات مرتبہ درج

Marfat.com

ذیل کلمات کہو......!

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ [1]

''میں اللہ کی عزت اور قدرت کے ساتھ ہر اس برائی سے جو میں پاتا ہوں اور ڈرتا ہوں پناہ مانگتا ہوں۔''

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنو ثقیف نے جب بیعت کی تو انہوں نے نبی ﷺ سے یہ شرط طے کی کہ ہم نہ تو صدقہ کریں گے نہ جہاد کریں گے آپ نے تسلیم کر لی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جب یہ صحیح مسلمان ہو جائیں گے تو صدقہ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے۔ [2]

سیدنا اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں بنو ثقیف کے وفد میں سے تھا۔ میں جب رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام خیمے میں تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اس خیمے میں ٹھہرایا تھا۔ میں اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں سوئے تھے دوسرے جتنے بھی لوگ اس خیمے میں تھے وہ سب سو گئے تھے، ایک آدمی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور خفیہ انداز میں کچھ کہا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس نے کہا: میں جاتا ہوں اور اسے قتل کر دیتا ہوں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: کیا وہ کلمہ نہیں پڑھتا......؟ کہا: وہ پڑھتا ہے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو......! کیونکہ مجھے اس وقت تک

---

[1] **سندہ قوی:** طبرانی کبیر: 9/50

تحقیق الحدیث: حکیم راوی قوی ہے اور صدوق ہے۔ (تقریب: 1/194) اس کا شاگرد بھی صدوق ہے اور بخاری و مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 1/338) اور محمد بن جعفر ابن ابی کثیر ثقہ ہے (تقریب: 2/150) سعید بن ابی مریم ثقہ اور ثبت ہے اور فقیہ ہے (تقریب: 1/293) اور طبرانی کا شیخ ثقہ ہے: (2/343)

[2] **سندہ صحیح:** ابوداؤد: 3025

تحقیق الحدیث: سند درج ذیل ہے حسن بن صباح بزار واسطی صدوق ہے کبھی وہم کرتا ہے یہ عابد وزاہد اور فاضل تھا یہ بخاری کا راوی ہے۔ (تقریب: 161) اس کا شیخ اسماعیل بن عبدالکریم بن معقل بن منبہ ابو ہشام صنعانی صدوق ہے (تقریب: 108) اور ابراہیم بن عقیل بن معقل صنعانی بھی صدوق ہے (تقریب: 92) اس کا والد عقیل بن معقل بن منبہ یمانی جو وہب کا بھتیجا ہے یہ بھی صدوق ہے۔ (تقریب: 396) اس حدیث کی اور سندیں بھی ہیں (احمد: 3/341) الاحاد والمثانی: 3/188) میں موجود ہیں۔

ابن لھیعہ، موسیٰ بن عقبہ، ابو زبیر، جابر ایک یہ سند ہے۔ پہلی سند قوی ہے اور دوسری بھی صحیح ہے (مسند احمد: 4/218) میں بھی اس کی سندیں ہیں، ایک یہ ہے: عفان، حماد بن سلمہ، حمید، حسن، عثمان بن ابی عاص۔ عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بنو ثقیف جب آئے تو رسول اکرم ﷺ نے انہیں مسجد میں ٹھہرایا تھا تاکہ ان کے دل نرم ہوں انہوں نے بیعت میں یہ شرط لگائی تھی نہ وہ عشر دیں گے نہ انہیں اکٹھا کیا جائے گا نہ وہ خراج دیں گے، نہ ان میں کسی غیر کو عامل مقرر کیا جائے گا لیکن آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یہ مطالبات تو میں قبول کرتا ہوں مگر نماز میں جمع ہونا ہے اس دین میں خیر نہیں جس میں رکوع (یعنی نماز نہ ہو)

اس کی سند میں ضعف ہے، اس میں حسن بن ابی الحسن بصری ان کے باپ کا نام یسار ہے یہ ثقہ، فقیہ اور مشہور فاضل ہے لیکن ایک ساتھ دو راوی گرا دیتا ہے) اور تدلیس کرتا ہے (تقریب: 160) یہاں وہ عن سے بیان کرتا ہے اپنے شیخ سے سماع کی صراحت نہیں کی۔

Marfat.com

لڑنے کا حکم ہے جب تک لوگ لا الہ الا اللہ نہ کہیں۔ جب یہ اقرار کرلیں تو پھر

حُرِّمَتْ دِمَآءُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا [1]

''ان کے خون اور مال حرام ہیں صرف اسلام نے جتنا حق دیا وہی لیا جاسکتا ہے۔''

وفد عبدالقیس کی آمد

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کے بعد سب سے پہلا جو جمعہ پڑھا گیا وہ مسجد عبدالقیس میں پڑھا گیا تھا جو بحرین کی جواثی بستی میں تھی۔ [2]

ابوحمزہ کہتے ہیں: میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ وہ مجھے چارپائی پر اپنے پاس بٹھایا کرتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا تھا، میرے پاس رہو میں تمہیں اپنے مال میں سے کچھ حصہ دوں گا۔ میں ان کے پاس دو ماہ تک رہا۔ انہوں نے بیان کیا کہ عبدالقیس کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا تم کون لوگ ہو......؟ انہوں نے کہا: ہم ربیعہ کے لوگ ہیں، کہا:

مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَو بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى

''میں اس قوم کو مرحبا کہتا ہوں تم شرمندگی اور رسوائی سے محفوظ رہے ہو۔''

انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! ہم آپ کے پاس صرف حرمت والے مہینے میں ہی آسکتے ہیں، کیونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان مضر قبیلہ کے کفار حائل ہیں۔

فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرْ بِهِ مَنْ وَّرَاءَنَا وَنَدْخُلْ بِهِ الْجَنَّةَ

''ہمیں ایک فیصلہ کن معاملہ بتائیں جس کی ہم اپنے بعد والوں کو خبر دیں اور جنت میں داخل ہو جائیں۔''

---

[1] **سندہ صحیح:** نسائی: 3982، احمد: 8/4، دارمی: 2/287

تحقیق الحدیث: شعبہ بن حجاج بن ورد عتکی ثقہ، حافظ اور پختہ عالم تھے یہ حدیث کے امیر المومنین ہیں یہ پہلے محدث ہیں جنہوں نے عراق میں راویوں کی پڑتال کی اور سنت کا دفاع کیا یہ عابد و زاہد تھے (تقریب: 266) ان کا شیخ نعمان بن سالم طائفی ثقہ ہے مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 564)

[2] بخاری: 892

Marfat.com

انہوں نے پینے والی چیزوں کے متعلق سوال کیا آپ نے انہیں چار چیزوں کا حکم دیا اور چار سے منع کیا۔ انہیں اللہ وحدہ کے ساتھ ایمان لانے کا حکم دیا تم جانتے ہو اللہ وحدہ کے ساتھ ایمان لانا کیا ہے......؟ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا پھر اس کے رسول جانتے ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور تمہارے لیے یہ خاص حکم ہے کہ مالِ غنیمت سے پانچواں حصہ دینا۔ اور چار چیزوں سے منع کیا۔ مٹکا استعمال کرنے سے، کدو کا برتن استعمال کرنے سے اور تنا کرید کر جو برتن بنایا ہو اور تارکول سے بنے برتن کو استعمال کرنے سے اور فرمایا:

إِحْفَظُوْهُنَّ وَأَخْبِرُوْا بِهِنَّ مَنْ وَّرَاءَ كُمْ

''انہیں یاد کر لو اور بعد والوں کو ان کی خبر دو۔'' [1]

مسلم: 48/1 میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث آتی ہے اس میں یہ اضافہ ہے ''النقیر'' کی وضاحت ہے کہ لوگوں نے پوچھا یہ کیا ہے......؟ فرمایا: یہ ایک تنا ہے اسے کرید کر اس میں کھجوریں ڈالتے ہیں، پھر اس میں پانی ڈالتے ہیں اور جب پانی میں سکون آتا ہے تو اس میں جوش پیدا ہو جاتا ہے، پھر اسے پیتے ہیں اور ہوش جاتا رہتا ہے، پھر تلوار لے کر اپنے چچا کے بیٹے کی گردن اڑا دیتے ہیں۔ اس قوم میں ایک آدمی تھا۔ وہ اسی نشہ کی وجہ سے ہی زخم والا تھا وہ شرمندگی کی وجہ سے اسے چھپا رہا تھا۔ جیسا آپ نے کہا تھا وہی اس سے ہوا تھا، اس نے پوچھا: پھر کس میں پانی پیا کریں......؟ فرمایا: چمڑے کی مشکیں لیا کرو جن کے منہ باندھ دیئے جاتے ہیں۔ پھر انہوں نے یہ پوچھا: اللہ کے نبی ہماری زمین میں چوہے کثرت سے ہیں، وہاں چمڑے کی مشکیں محفوظ نہیں رہیں گی......؟ آپ نے فرمایا: اور تین بار تکرار سے کہا: اگر انہیں چوہے بھی کھا جائیں یہی استعمال کریں۔ ان میں ایک آدمی اشج عبد القیس تھا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے کہا: تمہارے اندر دو خوبیاں ہیں انہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں: أَلْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ ''ایک بردباری دوسری سوچ کر قدم اٹھانا۔

انتباہ: ان برتنوں پر پابندی شروع میں تھی۔ جب لوگوں میں شراب سے نفرت پیدا ہوئی تو پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان برتنوں میں حلال چیز پینے کی اجازت دے دی۔

---

[1] بخاری: 53، مسلم: 17

Marfat.com

بنو تمیم اور یمن کے وفد کی آمد

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بنو تمیم کا قافلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: قعقاع بن معبد بن زرارہ کو امیر بنا دیجیے......! سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اقرع بن حابس کو امیر مقرر کریں۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: عمر! تم تو میرے خلاف ہی بولتے ہو۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ایک رائے دی ہے مخالفت نہیں کی۔ دونوں جھگڑ پڑے حتی کہ ان کی آوازیں بلند ہوگئیں تو یہ حکم آیا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا ...... ''ایماندارو! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے نہ بڑھو!''

اور حکم آیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے آوازیں بلند نہ کرو۔ (1)

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا کہ بنو تمیم کی قوم آئی تو آپ نے ان سے فرمایا: بنو تمیم! خوشخبری قبول کرو انہوں نے کہا: صرف خوشخبری دے رہے ہیں، کچھ عطا بھی کریں......!

ان کے بعد اہل یمن سے لوگ آئے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یمن والو! خوشخبری قبول کرو! بنو تمیم نے تو قبول نہیں کی، انہوں نے کہا: ہم نے قبول کی اور کہا: ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہی دین سمجھنے کے لیے ہوئے ہیں۔ ہمیں بتایئے اس کائنات کا سب سے پہلا کیا معاملہ تھا......؟ فرمایا:

كَانَ اللهُ وَلَمْ يَكُنْ قَبْلَهُ شَيْءٌ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ

''اللہ تھا، اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی، اس کا عرش پانی پر تھا، اس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور اس نے لوح محفوظ میں ہر ایک چیز لکھ دی۔''

عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں یہاں تک سن پایا تھا کہ ایک آدمی نے کہا: اونٹنی پکڑو! وہ کہیں چلی گئی ہے۔ میں اس کی جستجو میں چل دیا اور اس کے لیے میں نے کئی مشکل مقام طے کیے۔ اللہ کی قسم! میری خواہش تھی اونٹنی نہ ملتی حرج نہیں لیکن میں وہاں سے نہ اٹھتا۔ (2)

---

(1) بخاری: 4367

(2) بخاری: 7418

Marfat.com

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب میں مدینے کے قریب ہوا تو میں نے پانی پر سواری بٹھا دی اور اپنا کپڑوں والا تھیلا کھولا اور اپنا جوڑا زیب تن کیا اور میں مسجد میں داخل ہوا تو نبی کریم ﷺ خطاب فرما رہے تھے، لوگوں نے میری طرف گہری نظریں ڈالیں میں نے اپنے ساتھ بیٹھنے والے سے پوچھا: اللہ کے بندے! مجھے بتا کیا رسول اللہ ﷺ نے میرے بارے میں کچھ کہا ہے......؟ اس نے کہا: ہاں! کہا تھا، ذَكَرَكَ بِأَحْسَنِ الذِّكْرِ ''تمہارا بہت ہی خوبصورت انداز میں تذکرہ کیا ہے'' آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب معمول خطاب فرما رہے تھے اسی دوران اچانک آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ابھی کچھ دیر بعد اس راستے سے یمن کا بہترین آدمی رونما ہوگا۔

أَلَا وَإِنَّ عَلَى وَجْهِهِ مَسْحَةُ مَلِكٍ

''خبردار! آگاہ ہو جاؤ اس کے چہرے پر بادشاہ کا سا رعب واثر ... ہوگا۔''

اور ادھر تم آ گئے۔ اس لیے لوگ حیرت سے دیکھنے لگ گئے۔ جریر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں: میں نے یہ تعریفی کلمات سن کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ ❶

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب سے میں اسلام سے آشنا ہوا ہوں رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے کبھی پردہ میں رہ کر بات نہیں کی۔ ہمیشہ مجھ سے کھلے عام ملتے تھے اور جب بھی میں آپ کے سامنے آیا تو ہمیشہ آپ نے دلکش مسکراہٹ سے میرا استقبال کیا۔ ایک دفعہ میں نے شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا، پھسل جاتا ہوں تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے سینے پر دستِ مبارک سے تھپکی دی اور دعا کی:

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا ❷

''اے میرے اللہ! جریر کو مضبوط رکھ اور اسے ہدایت یافتہ رہنما بنا۔''

جریر رضی اللہ عنہ اس حدیث میں مزید فرماتے ہیں: جاہلیت میں ایک بت تھا جسے انہوں نے گھر میں رکھا ہوا تھا اس کا نام ذوالخلصہ تھا۔ اسے یمن یا شام کا کعبہ کہا جاتا تھا۔ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے کہا:

هَلْ أَنْتَ مُرِيحِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ

---

❶ احمد: 19227

تحقیق الحدیث: یونس بن ابی اسحٰق سبیعی ابو اسرائیل کوفی صدوق ہے معمولی وہم کرتا ہے یہ مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 613) اور اس کا شیخ مغیرہ بن شبیل بجلی احمسی ابوطفیل کوفی ثقہ تابعی ہے۔ (تقریب: 543)

❷ بخاری: 3036، مسلم: 2475

Marfat.com

''تم اس ذوالخلصہ بت کی اینٹ سے اینٹ بجا کر میری راحت کا سامان کر سکتے ہو؟''

میں (150) شاہسوار جو احمس کے تھے، ان کی نفری لے کر گیا۔ ہم نے اسے توڑ پھوڑ کر رکھ دیا جو اس کے پاس انسان موجود تھے، انہیں قتل کر دیا اور جو اس بت کے پاس چیزیں تھیں وہ سب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لا کر حاضر کر دیں تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے لیے اور ہمارے قبیلے احمس کے لیے دعائے خیر کی۔ [1]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا طفیل بن عمرو، رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی: اللہ کے رسول! دوس قبیلے نے نافرمانی کی ہے اور اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے، ان پر بد دعا کیجیے! لوگوں کا یہی خیال تھا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے لیے بد دعا کریں گے مگر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا کی:

أَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَّأْتِ بِهِمْ

''اے میرے اللہ! دوس قبیلے کو ہدایت سے ہمکنار کر دے اور انہیں میرے پاس لے آ''

وہ سب قبیلے والے مسلمان ہو کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آ گئے۔ [2]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس یمن والے آ رہے ہیں۔ یہ نہایت ہی رقیق القلب اور نرم دل ہیں أَلْإِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ ''حکمت و ایمان کا یمن سے خاص تعلق ہے۔''

اور فخر و تکبر عموماً اونٹ والوں میں ہوتا ہے اور عموماً سکینت اور وقار بکریوں والوں میں ہے۔ [3]

اس حدیث میں جو کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ہے، یہ اضافہ ہے کفر کا سرچشمہ مشرق کی جانب ہے۔ [4]

---

[1] بخاری: 3823، مسلم: 2476

[2] بخاری: 6397

[3] بخاری: 4388

[4] مسلم: 52۔ اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: دلوں کی سختی اور بے وفائی مشرق میں ہے اور ایمان اہل حجاز میں ہے۔ اسی طرح صحاح ستہ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرزمین حجاز اور یمن و شام کے لیے برکت کی دعا کی اور جب عراق کے متعلق دعا کے لیے کہا گیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا سے اعراض کیا اور فرمایا: اس زمین میں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ رونما ہو گا۔ ان احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے تاریخ کا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات پاک کے بعد جنگ نہرواں، واقعہ کربلا، بنو امیہ اور بنو عباس کی لڑائیاں، تاتاریوں کے خونریز معرکے اور تقریباً تمام بدعتی فرقوں کے بانی عراق سے ہی رونما ہوئے اور وہیں سے پروان چڑھے تھے۔ موجودہ حالات میں بھی عراق فتنوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔

Marfat.com

یمن کے حالات کی مزید وضاحت

یہ اوپر والی حدیث ہی ہے کہ سیّدنا جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں خثعم قبیلہ میں یہ یمانی کعبہ تھا۔ نبی ﷺ نے کہا: جریر! مجھے اس سے راحت دو! میں نے اور میرے ساتھیوں نے اسے توڑ کر پھر آگ لگا کر جلا دیا اور رسول اللہ ﷺ کو آکر بتایا کہ اس بت کا ہم نے خارش زدہ اونٹ کی مانند حلیہ بگاڑ دیا ہے، تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے لیے برکت کی دعا کی۔ [1]

سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ میرے ساتھ دو اور آدمی تھے جو اشعر قبیلے ہی سے تھے۔ ان میں سے ایک دائیں جانب تھا اور دوسرا میری بائیں جانب تھا۔ جب ہم آئے تو رسول اکرم ﷺ مسواک کر رہے تھے۔ ان دونوں آدمیوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہدہ کا مطالبہ کیا، آپ نے مجھے مخاطب کیا: ابوموسیٰ! یہ کیا ہوا......؟ میں نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے انہوں نے مجھے یہ نہ بتایا تھا کہ ان کے دلوں میں کیا ہے اور نہ ہی یہ بات میرے وہم وگمان میں تھی کہ یہ عہدہ کا مطالبہ کریں گے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ مسواک آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نچلے ہونٹ مبارک میں رکھی ہے اور فرمایا:

لَنْ نَّسْتَعْمِلَ عَلٰى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ

''ہم اس آدمی کو ہرگز عامل نہیں بناتے جو اس کا خواہش مند ہو۔''

ابوموسیٰ! تم جاؤ اور یمن کا میں تمہیں عامل بناتا ہوں۔ پھر میرے پیچھے سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھیجا جب معاذ تشریف لائے تو میں نے تکیہ رکھوایا۔ وہ سواری پر تھے میں نے اترنے کا کہا تو انہوں نے دیکھا کہ ایک آدمی میرے پاس ہے، اسے بیڑیوں سے جکڑا ہوا ہے۔ کہا: یہ کیا معاملہ ہے......؟ انہیں بتایا کہ یہ یہودی تھا اور مسلمان ہوا، اب پھر یہودی ہوا ہے، آپ بیٹھ جائیں! سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نہیں بیٹھوں گا جب تک اللہ اور رسول ﷺ کا فیصلہ جاری کرتے ہوئے اسے قتل نہ کیا جائے۔ یہ بات تین مرتبہ کہی، اسے قتل کیا گیا، تب وہ بیٹھے۔

---

[1] بخاری: 3020

Marfat.com

پھر قیام اللیل کا تذکرہ کرنے لگے ہم میں سے ایک نے کہا: میں قیام بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں اپنی نیند میں بھی وہی اجر وثواب کی امید رکھتا ہوں جو رات کے قیام میں رکھتا ہوں۔ ❶

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں یمن بھیجا تھا کہ معاذ! تم ایک ایسی قوم کی طرف جا رہے ہے جو اہل کتاب سے ہے جب تم ان کے پاس آؤ تو انہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی دعوت دینا اور اگر وہ تمھاری یہ دعوت قبول کر لیتے ہیں تو انہیں بتانا، ہر رات اور دن میں اللہ تعالیٰ نے ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں، پھر انہیں بتانا ان سے زکوٰۃ لینے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، یہ مسلمانوں کے امراء سے لی جائے اور ان کے فقراء پر تقسیم کر دی جائے، اگر وہ یہ بھی مان جاتے ہیں تو ان کے عمدہ مال سے نہ لینا، درمیانے مال سے لینا اور

وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ ❷

''مظلوم کی آہ سے بچنا، اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا یہ سیدھی عرشِ معلیٰ سے ٹکراتی ہے۔''

سیّدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے سیّدنا ابو موسیٰ اور سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا دونوں کو علیحدہ علیحدہ صوبے میں ذمہ دار بنا کر بھیجا۔ اس وقت یمن دو صوبوں میں تقسیم تھا۔ انہیں روانہ کرتے ہوئے حکم دیا:

يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا

''آسانی پیدا کرنا، تنگی نہ کرنا، بشارتیں دینا، نفرت نہ دلانا۔''

جب یہ دونوں اپنی اپنی سرزمین میں ذمہ داریاں سنبھال چکے تو سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے صوبے کی زمین میں گئے، خچر پر سوار تھے آگے پھر وہی واقعہ ہوا جو ابھی اوپر والی حدیث میں گزرا ہے کہ مرتد کو قتل کروایا تب بیٹھے۔ اور پھر رات قرآن پڑھنے اور قیام کرنے کا ذکر بھی ہوا تو سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رات کے شروع میں سو جاتا ہوں اور آخر میں قیام کرتا ہوں جتنی اللہ مجھے توفیق دے، میں پڑھتا ہوں اور میں سونا بھی ثواب سمجھتا ہوں۔ ❸

---

❶ بخاری: 6923، مسلم: 1733

❷ بخاری: 4347، مسلم: 19

❸ بخاری: 4341

Marfat.com

یمامہ کے وفد کی آمد

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں آپ کے پاس آیا اور کہنا شروع کیا کہ اگر محمد ﷺ اپنے بعد معاملۂ نبوت میرے سپرد کردیں تو میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی مان لوں گا۔ جب یہ آیا تھا تو بہت سارے لوگ لے کر آیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے تو آپ کے ساتھ سیّدنا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ تھے اور رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک میں کھجور کی شاخ تھی۔ آپ مسیلمہ جو کہ اپنے ساتھیوں میں تھا، اس کے قریب آکر رک گئے اور فرمایا:

لَوْ سَأَلْتَنِیْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَیْتُكَهَا

''اگر تو مجھ سے یہ شاخ بھی مانگے تو میں تجھے نہ دوں گا۔''

اور تو اللہ کے حکم سے آگے نہیں بڑھ سکے گا۔'' وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَیَعْقِرَنَّكَ اللهُ ''اور اگر تو نے کمر پھیرلی تو اللہ تعالیٰ تجھے ضرور کاٹ کر رکھ دے گا، میں نے تجھے دیکھ لیا ہے اور باقی بات کا جواب تجھے ثابت رضی اللہ عنہ میری طرف سے دیں گے۔ یہ کہہ کر آپ واپس تشریف لے گئے۔

یہ جو آپ نے کہا تھا کہ میں نے تجھے دیکھ لیا ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ میں سویا ہوا تھا میں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے ہیں ان کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں۔ خواب میں مجھے وحی کی گئی کہ ان میں پھونک مارو، میں نے ان میں پھونک ماری تو وہ دونوں کنگن اڑ گئے۔ میں نے اس خواب کی تعبیر یہ کی ہے کہ میرے بعد دو کذاب ہوں گے

أَحَدُهُمَا اَلْعَنْسِیُّ وَالْاٰخَرُ مُسَیْلَمَةُ ''ان میں سے ایک اسود عنسی ہے اور دوسرا مسیلمہ ہے۔ [1]

سیّدنا ابو بکرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اکثر لوگ مسیلمہ کذاب سے متاثر ہو رہے تھے۔ جب رسول اکرم ﷺ نے اس کی حقیقت کھولی تو تب لوگوں کو اس سے نفرت ہوئی، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطاب کیا اور فرمایا: یہ (مسیلمہ) دجال ہے تم اس سے بہت زیادہ متاثر ہوئے ہو، یہ ان تیس کذابوں میں سے ایک کذاب ہے جو مسیح الدجال سے پہلے آئیں گے، ہر شہر میں دجال کا رعب پہنچے گا صرف مدینے میں اس کا رعب نہ ہوگا۔ اسکے ہر راستے

---

[1] بخاری: 3621

Marfat.com

پر دو فرشتے ہوں گے جو مدینے کو مسیح کے رعب سے دور رکھیں گے۔ [1]

سیّدنا نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خط پڑھا جو مسیلمہ کذاب کے ایلچی لائے تھے تو آپ نے ان سے پوچھا: تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو......؟ انہوں نے کہا: ہم تو اسے درست کہتے ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر ایلچیوں کو قتل کرنا منع نہ ہوتا تو میں تم دونوں کی گردنیں اڑا دیتا۔ [2]

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن نواحہ اور ابن آثال جو مسیلمہ کے ایلچی تھے، یہ دونوں نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے کہا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ انہوں نے کہا: ہم تو مسیلمہ کے رسول ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ "میں اللہ کے ساتھ اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ ایمان لایا ہوں۔ اگر میں نے ایلچیوں کو قتل کرنا ہوتا تو میں تمہیں قتل کروا دیتا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اسی وجہ سے یہ سنّت قرار پائی ہے کہ ایلچیوں کو قتل نہ کیا جائے۔ [3]

ابورجاء عطاردی کہتے ہیں: ہم پتھروں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ جب ہم اس سے بہتر پتھر دیکھتے تو اسے لے لیتے پہلا چھوڑ دیتے۔ جب ہمیں پتھر نہ ملتے تو ہم مٹی کی ڈھیری بنا لیتے پھر ہم بکری لیتے اور اس کا دودھ اس ڈھیری پر دھوتے، پھر ہم اس کا طواف کرتے تھے۔ جب ماہِ رجب آتا تو ہم کہتے یہ تیروں کے پھل علیحدہ کرنے کا مہینہ ہے۔ ہم تیر سے لوہے کو نکال باہر کرتے تھے اور پورا رجب کا مہینہ ایسے ہی گزارتے۔ ابورجاء کا بیان ہے کہ جب

---

[1] **سندہ صحیح**: عبدالرزاق فی الجامع: 11/392، مسند الشامیین طبرانی: 4/254

تحقیق الحدیث: معمر بن راشد ازدی، ابوعروہ بصری جو یمن میں اترا تھا، ثقہ، ثبت اور فاضل تھا مگر ثابت، اعمش اور ہشام بن عروہ سے روایت میں کچھ کمی ہے اور جو اس نے بصرے میں بیان کیا ہے وہ بھی کمی والا ہے۔ (تقریب: 541) اس کا شیخ طلحہ بن عبداللہ بن عوف زہری المدنی القاضی بن اخی عبدالرحمٰن جو طلحہ الندٰی کے نام سے معروف ہے یہ ثقہ تابعی ہے اور کثرت سے احادیث بیان کرتا ہے فقیہ ہے۔ (تقریب: 282) معمر اکیلا نہیں، شعیب نے اس کی متابعت کی ہے، شامیوں کی مسند میں یہ سند ہے، ابوزرعہ، ابوالیمان شعیب، الزہری، طلحہ۔

[2] **سندہ صحیح**: سیرت ابن اسحٰق: 5/303۔ حاکم: 3/54، ابوداؤد: 2761، سنن کبریٰ بیہقی: 9/211

تحقیق الحدیث: ابن اسحٰق نے اپنے شیخ کا نام لیا ہے جہالت راوی دور ہوئی، اس کا نام سعد بن طارق ابومالک اشجعی ہے جو کہ کوفی ہے یہ ثقہ تابعی ہے۔ (تقریب: 231) اس کا شیخ سلمہ صحابی ہے اور اس کا والد بھی صحابی ہے مسند احمد میں اس کی ایک اور سند ہے (1/396)

[3] **درجتہ حسن وسندہ ضعیف**: احمد: 3761، ابویعلیٰ: 9/31، طیالسی: 1/34، شرح معانی الآثار: 3/211، دارمی: 2/307

تحقیق الحدیث: یہ مسعودی سے روایت ہے مسعودی عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود کوفی المسعودی یہ صدوق ہے، موت سے پہلے خلط ملط کرنے لگا تھا اس کے متعلق ضابطہ یہ ہے: جو اس نے بغداد میں سنا ہے وہ اختلاط (خلط ملط) کے بعد سنا ہے۔ (تقریب: 344) تاہم یہ حدیث حسن ہے۔

Marfat.com

نبی ﷺ مبعوث ہوئے تو میں لڑکا ہی تھا اور اپنے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ جب ہم نے سنا کہ آپ ﷺ نمودار ہوئے ہیں تو ہم مسیلمہ کذاب کی جانب دوڑے جو کہ آگ میں جانے کا باعث تھا (تاہم اللہ نے ہمیں بچالیا) [1]

وفد نجران کی آمد

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نجران میں آیا تو ان لوگوں نے مجھ سے سوال کیا تم قرآن میں یہ پڑھتے ہو کہ سیدہ مریم کو ہارون کی بہن کہہ کر پکارا ہے، حالانکہ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے ان کے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان بہت زیادہ مدت کا فاصلہ ہے۔ جب میں رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا تو میں نے آپ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: یہ درست ہے ان کے درمیان بہت مدت ہے یہ ہارون علیہ السلام نہیں۔ وہ اپنے انبیائے کرام علیہم السلام اور اپنے سے پہلے نیک لوگوں کے نام پر نام رکھتے تھے، اس لیے اس نام کے آدمی کو پکارا۔ [2]

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل نجران نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ہمارے ساتھ ایک ایسا آدمی بھیجیں جو امین ہو۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ

''میں تمہاری طرف ایک ایسا آدمی بھیجوں گا جو امانتداری میں سراپا حقیقت ہے۔''

یہ سن کر لوگ سر اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ [3]

عدی بن حاتم کی آمد

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں عدی بن حاتم کے واسطے سے ایک حدیث بیان کیا کرتا تھا لیکن ان سے خود نہ سنی تھی۔ میں بھی کوفہ میں تھا، میں نے کہا: عدی کوفہ کے علاقے میں ہے، میں جاتا ہوں اور ان سے حدیث سنتا

---

[1] بخاری: 4377

[2] مسلم: 2135

[3] بخاری: 2420

Marfat.com

ہوں۔میں ان کے پاس آیا اور میں نے کہا: میں ایک حدیث آپ کے حوالے سے بیان کیا کرتا ہوں، اب میں چاہتا ہوں کہ میں خود آپ سے سنوں، انہوں نے کہا: بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب نبی ﷺ کو مبعوث کیا تو میں بھاگ نکلا حتی کہ میں روم کی سرحد کی انتہا میں جو مسلمانوں کی سرزمین تھی، وہاں چلا گیا اور میں جس زمین پر آیا وہ بھی مجھے سخت ناگوار تھی، یعنی مسلمانوں کی زمین ہونے کی وجہ سے مجھے سخت کراہت تھی۔ایک دن میں نے سوچا کہ اس آدمی کے پاس جاتا ہوں۔اگر سچا ہوگا تو میں بات سنوں گا، اگر جھوٹا ہے تو میں نہ مانوں گا۔اس میں کیا نقصان ہے۔ میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا تو لوگ نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے اور کہنے لگے: عدی بن حاتم آ گیا، عدی بن حاتم آ گیا......! آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے کہا: عدی بن حاتم!

أَسْلِمْ تَسْلَمْ ''اسلام قبول کرلو۔سلامت رہو گے''

میں نے کہا: آپ جانتے ہیں میں بھی ایک دین پر ہوں۔یہ بات آپ نے مجھ سے تین بار کہی۔اسلام لے آؤ اور میں نے تین بار ہی یہ کہا کہ میں بھی دین رکھتا ہوں۔پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

أَنَا أَعْلَمُ بِدِيْنِكَ مِنْكَ

''مجھے تم سے بھی زیادہ تمہارے دین کا علم ہے۔''

میں نے حیرت سے پوچھا: آپ میرے دین کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں......؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاں! میں زیادہ جانتا ہوں، فرمایا: تم اپنی قوم کے سربراہ ہو اور اس کا عوض لیتے ہو کہ وہ تمہیں مال کا چوتھا حصہ دیتے ہیں اور تم لیتے ہو، حالانکہ یہ تمہارے لیے حلال نہیں۔

یہ سن کر میں جھک گیا۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ وقفے کے بعد کہا: میں جانتا ہوں مسلمان ہونے میں تمہارے لیے ایک رکاوٹ ہے کہ

خُصَاصَةٌ تَرَاهَا مِمَّنْ حَوْلِيْ وَأَنَّ النَّاسَ عَلَيْنَا إِلْبًا وَّاحِدًا

''میرے گرد تھوڑے لوگ ہیں جو میرے ہمنوا ہیں اور ان کی کثیر تعداد ہمارے خلاف جمع ہے۔''

عدی! تم حیرہ شہر کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: میں نے اسے سن رکھا ہے، میں وہاں گیا تو نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:

لَتُوشِكَنَّ الظَّعِينَةُ أَنْ تَخْرُجَ مِنْهَا بِغَيْرِ جِوَارٍ حَتّٰى تَطُوْفَ

''ایک خاتون وہاں سے روانہ ہوگی کوئی چوکیدار نہ ہوگا اور یہ بیت اللہ کا طواف کر کے واپس جائے گی۔'' (کوئی ہاتھ

Marfat.com

اس کی طرف نہ بڑھے گا اتنا امن ہوگا) ❶

اور کسریٰ جو کہ ایران کا فرمانروا ہے، کے خزانے وہ مسلمان فتح کریں گے۔ میں نے حیرانگی سے یہ بات تین دفعہ دہرائی کہ کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح ہوں گے......؟ فرمایا: اسی کے خزانے ہی کہہ رہا ہوں۔ اور فرمایا: یہ پیشین گوئی بھی سن لو! ایک آدمی صدقہ وزکوٰۃ کا مال لے کر نکلے گا مگر اسے لینے والا نہ ملے گا۔ اتنی برکت ہوگی۔

عدی کہتے ہیں: میں نے حیرہ سے تنہا آ کر طواف کرنے والی خاتون کو خود دیکھا ہے اور میں اس لشکر میں تھا جس نے کسریٰ پر غارت گری کی اور خزانے لوٹے۔ واللہ! یہ زکوٰۃ نہ لینے والا معاملہ بھی ضرور ہوگا۔ یہ ہے رسول اکرم ﷺ والی حدیث، اسے میرے حوالے سے بیان کر سکتے ہو۔

❁ سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا۔ ایک آدمی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور فاقہ کی شکایت کی۔ پھر ایک اور آیا۔ اس نے ڈاکہ زنی کی شکایت کی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے مخاطب کر کے کہا: عدی! تم نے حیرہ شہر دیکھا ہے......؟ میں نے کہا: نہیں! مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ ہے۔ فرمایا: اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک خاتون تن تنہا حیرہ سے کوچ کرے گی اور یہاں آ کر بیت اللہ کا طواف کرے گی۔ اسے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کا خوف نہ ہوگا۔ یہ سن کر میں نے اپنے دل میں کہا: طے قبیلے کے ڈکیت کہاں جائیں گے، جنہوں نے

---

❶ **سندہ صحیح:** احمد: 19378، حاکم: 4/564] یہ ہشام بن حسان اور محمد بن سیرین کے طریق سے ہے۔ ابن حبان: 15/71۔ یہ ایوب اور محمد بن سیرین، عن ابی عبیدہ کے طریق سے ہے۔

تحقیق الحدیث: محمد بن عدی، حافظ اور ثقہ ہے، ابوعمرو کنیت ہے۔ محمد بن ابراہیم بن ابی عدی، حمید طویل، داؤد بن ابی ہند، ابن عون اور عوف اعرابی حسین معلم۔ اس کا شیخ عبداللہ بن عون ارطبان ابوعون ثقہ، ثبت اور فاضل ہے۔ یہ علم وعمل اور عمر میں ایوب کا ہم پلہ ہے۔ (تقریب: 317) اور محمد بن سیرین انصاری، ابوبکر بن ابی عمرہ بصری، ثقہ اور ثبت اور عابد ہے، جلیل القدر محدّث ہے، بخاری اور مسلم کا راوی ہے، یہ روایت بالمعنی کا قائل نہ تھا۔ (تقریب: 483)

ابن ابی شیبہ کی سند یہ ہے: حسین بن محمد، جریر بن حازم، محمد بن سیرین، ابوعبیدہ بن حذیفہ اور اس میں یہ پوشیدگی ہے اس نے کہا ہے کہ ایک آدمی نے کہا ہے، یعنی آدمی کا پتہ نہیں وہ کون ہے۔ میں نے عدی بن حاتم کی حدیث کے متعلق سوال کیا تو پھر آگے اس نے بیان کی۔ (7/342)

احمد کی سند درج ذیل ہے یزید، ہشام بن حسان، محمد بن سیرین، عبیدہ بن حذیفہ، عن رجل ہے آگے ہے میں نے عدی بن حاتم سے کہا (4/257) یہ روایت زیادہ راجح ہے ہشام بن حسان ازدی فردوسی، ابوعبداللہ بصری ثقہ ہے ابن سیرین سے بیان کرنے میں سب سے زیادہ ثابت ہے اور حسن اور عطاء سے بیان کرنے میں کچھ کمی کرتا ہے یہ ان سے مرسل (راوی گرا کر) بیان کرتا ہے۔

(تقریب: 572، دارقطنی: 2/222) میں یہ سند ہے ایوب، محمد اور ایوب بن ابی تیمیہ، کیسان سختیانی ابوبکر بصری ثقہ اور ثبت اور حجت ہے، یہ بڑا فقیہ اور عبادت گزار تھا، (تقریب: 117) یہ ثقہ ہے ابن عون میں یہ ثابت ترین ہے، ابن مدینی نے کہا: یہ اصحاب نافع میں سے ثابت ترین ہے۔ یہ فضل میں ایوب ہے پختگی میں مالک ہے اور حافظہ میں عبیداللہ ہے، ایوب ابن سیرین سے بیان کرنے میں خالد حذاء سے بھی زیادہ ثابت ہے۔ (تہذیب: 1/348) راجح یہی ہے کہ یہ مجہول آدمی سے روایت ہوئی ہے تاہم یہ مسند و باسند نبی ﷺ تک بھی صحیح ہے یہ حدیث بعد میں آنے والی حدیث کی وجہ سے قوی ہے۔

Marfat.com

لوٹ مار سے اس علاقے میں آگ لگا رکھی ہے۔ میں ابھی یہ سوچ رہا تھا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم کسریٰ کے خزانے فتح کرو گے، عدی! اگر زندگی نے وفا کی تو تم ضرور دیکھو گے۔ میں نے کہا: کسریٰ بن ہرمز کے خزانوں کی بات کرتے ہیں......؟ فرمایا: ہاں! وہی کسریٰ بن ہرمز کی بات کرتا ہوں اور عدی! تم دیکھو گے آدمی ہاتھ میں سونا اور چاندی لیے پھرے گا، اسے تلاش ہوگی کہ اسے قبول کرنے والا ملے مگر کوئی نہ لے گا اتنی خوشحالی ہوگی۔ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ سے جس دن ملے گا۔ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا جو کہ ترجمانی کرے۔ اللہ تعالیٰ یہ سوال کریں گے:

أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُولًا فَيُبَلِّغَكَ...؟

''کیا میں نے تمہاری طرف پیغمبر نہیں بھیجا تھا جو اللہ کا پیغام پہنچاتا تھا......؟

وہ کہے گا: ضرور بھیجا تھا، پھر اللہ تعالیٰ کہیں گے: کیا میں نے تمہیں مال و اولاد نہیں دی تھی......؟ اور اپنا فضل کیا تھا......؟ وہ کہیں گے: ضرور دیا تھا، دائیں دیکھیں گے تو دوزخ نظر آئے گی اور بائیں دیکھیں گے تو دوزخ نظر آئے گی۔ عدی کہتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: دوزخ سے بچو! اگرچہ کھجور کے شگاف کے برابر صدقہ دے کر بچو! جو یہ نہیں پاتا فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ تو اچھی بات کے ذریعے ہی بچو! آگے وہی ہے کہ میں اس فتح میں شامل تھا اور کعبہ کا طواف کرنے والی خاتون بھی دیکھی ہے اور صدقہ والی بات بھی ضرور پوری ہوگی۔ [1]

مزینہ کے وفد کی آمد

نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے۔ مزینہ قبیلے سے چار سو آدمی تھے۔ لوگوں قوم میں سے ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! ہمارے پاس کھانا نہیں کہ زادِ راہ بنا سکیں۔

---

[1] بخاری: 3595

انتباہ: مترجم کہتا ہے سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی سوانح عمری میں لکھا ہے کہ یہ پیشین گوئی کہ کوئی زکوٰۃ وصول نہ کرے گا اتنی خوشحالی ہوگی۔ ان کے دور میں پوری ہوئی تھی۔ افریقہ سے انکے عامل نے لکھا تھا حضرت کتنے دن سے میں زکوٰۃ لینے والے کا اعلان کر رہا ہوں وہ نہیں آ رہا۔ لہٰذا یہ زکوٰۃ مرکز کے بیت المال کے لیے منگوا لیجیے، یہاں فقیر نہیں مل رہا۔ (سیرت عمر بن عبدالعزیز: 264)

Marfat.com

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: زَوِّدْهُمْ ''انہیں زادِراہ دو'' انہوں نے عرض کی: اللہ کے رسول! میرے پاس کھجوریں ہیں، وہ تھوڑی سی ہیں۔ میرا خیال ہے انہیں کفایت نہ کریں گی۔ فرمایا: جاؤ! انہیں زادِراہ دے دو! سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ ایک بالا خانے کی جانب گئے۔ اس میں کھجوریں تھیں، وہ اونٹ کی مانند لگ رہی تھیں۔ کہا: لے لو...... ! لوگوں نے ضرورت کے مطابق لے لیں، میں نے سب سے آخر میں کھجوریں لیں۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو ایک کھجور کی جگہ بھی کم نہ ہوئی تھی، حالانکہ چار سو آدمیوں نے کھجوریں وہاں سے اٹھائی تھیں۔ [1]

✧ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بنو اسد کا وفد رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: آپ سے مضر قبیلے نے لڑائی کی، حالانکہ ہماری تعداد بھی ان سے کم نہیں اور نہ ہی جماعت میں کمی ہے... اس کے باوجود ہم نے لڑائی نہیں کی بلکہ آپ سے صلہ رحمی کی ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ کیسی بات کر رہے ہیں......؟ انہوں نے کہا: ان کی سمجھ کم ہے وَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْطِقُ عَلَى أَلْسِنَتِهِمْ [2] ''شیطان ان کی زبان پر بول رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ احسان جتاتے ہیں کہ ہم اسلام لائے ہیں یہ نہ کہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی توفیق دی۔

✧ سیّدنا طارق بن عبداللہ محاربی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا، ذوالمجاز کے بازار میں سے گزر رہے تھے، میں سامان برائے فروخت کے پاس تھا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرخ حلّہ زیب تن کیا ہوا

---

[1] **سندہ قوی:** احمد: 23746

تحقیق الحدیث: احمد کا شیخ عبدالصمد بن عبدالوارث بن سعید عنبری ابوسہل بصری صدوق ہے اور شعبہ کے بارے میں ثبت ہے۔ (تقریب:356) اور اس کا شیخ حرب بن شداد یشکری ابوخطاب بصری ثقہ ہے (تقریب:155) اس کا شیخ حصین بن عبدالرحمٰن سلمی ابوہذیل کوفی ثقہ ہے آخر میں اس کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔ (تقریب:170) اور سالم بن ابی جعد رافع غطفانی کوفی ثقہ ہے اور اکثر ارسال کرتا تھا۔ (تقریب:226) لیکن یہ حدیث نعمان سے سنی ہے۔ (تدوین فی اخبار قزوین:82/1)

[2] **سندہ قوی:** سنن کبریٰ نسائی:467/6۔ طبرانی اوسط:196/7، ابویعلیٰ:250/4، الضیاء:345/10

تحقیق الحدیث: یہ ابوعون کے طریق سے ہے تفصیل یہ ہے سعید بن یحییٰ بن سعید بن ابان بن سعید بن عاص اموی، ابوعثمان بغدادی ثقہ ہے کبھی خطا کرتا ہے۔ (تقریب:242) اس کا والد یحییٰ بن سعید بن ابان بن سعید بن عاص اموی ابوایوب کوفی بغداد میں اترا تھا۔ اس کا لقب جمل ہے صدوق ہے کبھی غرابت کرتا ہے، یہ بخاری اور مسلم کا راوی ہے (تقریب:590) محمد بن قیس اسدی والبی کوفی ثقہ ہے یہ مسلم کا راوی ہے (تقریب:503) اس کا شیخ ابوعون ثقفی یہ محمد بن عبیداللہ بن سعید کوفی الاعور ہے اس نے اپنے باپ اور ابوزبیر سے اور جابر بن سمرہ سے اور محمد بن حاطب جمحی سے اور حارث بن عمرو بن اخی المغیرہ سے سعید بن جبیر سے اور عبداللہ بن شداد بن ہاد سے اور عفان بن مغیرہ بن شعبہ سے اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اور ابوصالح حنفی سے اور شریح قاضی سے اور وراد کاتب مغیرہ سے بیان کرتا ہے۔ (تہذیب:286/9) یہ ثقہ ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے (تقریب:494) عطا بن سائب نے اس کی متابعت کی ہے۔

Marfat.com

تھا۔ میں نے سنا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

يٰأَيُّهَا النَّاسُ! قُوْلُوْا لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللهُ تُفْلِحُوْا

''لوگو! لا الہ الا اللہ کہو! کامیاب ہو جاؤ گے......!''

ایک آدمی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے آپ پر پتھر پھینک رہا تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ٹخنہ مبارک خون آلود تھا اور وہ کہہ رہا تھا: لوگو! اس کی اطاعت نہ کرنا، یہ کذاب ہے! (نعوذ باللہ من ذالک)

میں نے کہا: یہ کون ہے......؟ کہا گیا یہ بنو عبدالمطلب کا نوجوان ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کیا تو ہم ربذہ سے آئے۔ ہمارے ساتھ ایک خاتون بھی تھی۔ ہم مدینے کے قریب اترے، ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا اس پر دو چادریں تھیں، اس نے ہمیں سلام کہا اور پوچھا: تمہارا کس قوم سے تعلق ہے......؟ ہم نے کہا: ہم ربذہ سے ہیں، ہمارے پاس ایک سرخ اونٹ تھا۔ اس نے پوچھا: یہ اونٹ فروخت کرو گے......؟ ہم نے کہا: ہاں! پوچھا: یہ کتنے کا ہے......؟ ہم نے کہا: ہم نے اتنے صاع کھجوریں لینی ہیں۔ اس نے قیمت میں کوئی تکرار نہ کی اور اونٹ کی لگام تھام لی اور اسے لے گیا اور مدینے کی دیواروں کی اوٹ میں چھپ گیا۔ ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے: کیا تم اس آدمی کو پہچانتے ہو......؟ ہم میں سے کوئی بھی نہ جانتا تھا۔ ہم ایک دوسرے کو طعن و ملامت کرنے لگے اور کہنے لگے: عجیب بات ہے ناشناسا آدمی کو اونٹ دے دیا ہے۔ اس خاتون نے کہا: ایک دوسرے کو الزام نہ دو! میں نے دیکھ لیا ہے، یہ آدمی تم سے بدعہدی نہ کرے گا۔ میں نے اس کا چہرہ دیکھا ہے، وہ چودہویں کے چاند کی مانند ہے۔ جب سورج ڈھلا تو ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور کہا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! تم ربذہ سے آئے ہو......؟ ہم نے کہا: ہاں! اس نے کہا: میں نبی ﷺ کا ایلچی ہوں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمہیں حکم دیا ہے کہ ان کھجوروں میں سے سیر ہو کر کھاؤ اور ان سے اپنی قیمت والی کھجوریں ماپ لو......! ہم نے سیر ہو کر کھجوریں کھائیں اور پوری قیمت بھی لے لی۔

پھر دوسرے دن ہم مدینے میں گئے اور رسول اکرم ﷺ منبر پر خطاب فرما رہے تھے:

يَدُ الْمُعْطِي الْعُلْيَاءُ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ

''دینے والا ہاتھ اوپر والا ہے اور جس کی پرورش کرتے ہو اس سے خرچ کی ابتدا کرو''

پھر ماں پر، باپ پر، بہن پر، بھائی پر پھر زیادہ قریبی پر خرچ کرو۔ وہاں ایک انصاری آدمی تھا۔ اس نے کہا:

Marfat.com

بنو ثعلبہ بن یربوع نے فلاں آدمی کو جاہلیت میں قتل کیا تھا ہمیں انتقام لے کر دیں......! رسول اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک اٹھائے حتی کہ میں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لَا تَجْنِيْ أُمٌّ عَلٰى وَلَدٍ ''ماں اولاد کے جرم کی ذمہ دار نہیں'' یہ دو مرتبہ کہا تھا۔ ❁

۞ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول اکرم ﷺ کے پاس مسجد میں بیٹھے تھے ایک آدمی اونٹ پر داخل ہوا اور اسے مسجد میں بٹھا دیا اور اس کا گھٹنا باندھا اور ہم سے کہا:

أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... ؟

''تم میں سے محمد ﷺ کون ہیں......؟

اور نبی ﷺ ہمارے درمیان ٹیک لگائے جلوہ گر تھے، ہم نے کہا:

هٰذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْمُتَّكِئُ

''یہ جو سفید رنگت والے آدمی ٹیک لگائے رونق افروز ہیں، یہی محمد ﷺ ہیں۔''

آدمی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مخاطب ہوا، ابن عبد المطلب! نبی ﷺ نے فرمایا: جی کیا بات ہے......؟ میں جواب دینے کو تیار ہوں۔ آدمی نے کہا: میں آپ سے سوال کروں گا اور سختی سے بولوں گا۔ آپ ناراض نہ ہونا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو جی میں آتا ہے پوچھو!

اس نے کہا: میں آپ کے اور آپ کے پہلو کے لوگوں کے رب کی قسم دے کر کہتا ہوں:

آللّٰهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ ... ؟

''کیا اللہ نے آپ کو سب لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے......؟ ''

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: أَللّٰهُمَّ نَعَمْ ! ''اللہ گواہ ہے ہاں! اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے

❁ **سندہ قوی:** حاکم: 668/2، صحیح الاسناد ولم یخرجاہ، بیہقی: 20/6، دارقطنی: 44/3، طبرانی کبیر: 314/8

تحقیق الحدیث: یہ یزید کے طریق سے ہے، احمد بن عبد الجبار، یونس بن بکیر، ابن اسحٰق، احمد بن عبد الجبار بن محمد عطاردی ابو عمر کوفی ضعیف ہے۔ سیرت کے بارے میں اس کا سماع صحیح ہے اور یزید بن زیاد بن ابی جعد اشجعی کوفی صدوق ہے (تقریب: 81، 601) یہ منفرد نہیں۔ ابو خباب نے اس کی تائید کی ہے جو کہ طبرانی میں ہے علی بن عبد العزیز، ابو نعیم، ابو خباب، ابو صخرۃ، جامع بن شداد اور ابو خباب، یحییٰ بن ابی حیہ کلبی مشہور ہے اس کی کثرت تدلیس کی بنا پر اسے محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (تقریب: 589) اور جامع بن شداد محاربی ابو صخرہ کوفی ثقہ ہے (تقریب: 137) ابن ابی شیبہ: 333/7)

Marfat.com

کر کہتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے؟

أَنْ نُّصَلِّيَ الصَّلٰوتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ ...؟

''کہ ہم رات اور دن میں پانچ نمازیں پڑھیں......؟ ''

فرمایا: ہاں......! اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، کیا اللہ نے سال میں روزے رکھنے کا حکم دیا ہے......؟ فرمایا: ہاں! پھر اس نے کہا: کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہمارے اغنیاء سے صدقہ لیں اور ہمارے فقراء میں تقسیم کر دیں......؟ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاں! اس آدمی نے کہا: آمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهِ ''میں اس کے ساتھ ایمان لایا ہوں جو بھی آپ لے کر آئے ہیں۔ میں اپنی قوم کا نمائندہ ہوں میں بنو سعد بن بکر میں سے ہوں اور میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے۔ [1]

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حج

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک جماعت میں حج کے لیے بھیجا گیا جس میں انہیں امیر حج بنایا تھا۔ یہ حجۃ الوداع سے پہلے کی بات ہے۔ انہوں نے وہاں اعلان کیا:

أَلَّا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ

''اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی عریاں ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔'' [2]

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حج کے لیے بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ ان باتوں کی وہاں منادی کرا دیں ان کے پیچھے ہی سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو روانہ کر دیا۔

ابھی سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ راستے میں ہی تھے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی قصواء اونٹنی کی آواز سنی، تو سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھبرا کر خیمے سے باہر آئے شاید کہ رسول اکرم ﷺ ہیں۔ جب دیکھا تو وہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم ﷺ کا خط دیا اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ مجھے آپ نے حکم دیا ہے

---

[1] بخاری: 63

[2] بخاری: 4657

Marfat.com

کہ میں ان کی باتوں کو جو اس میں درج ہیں منادی کرا دوں......!

دونوں چل پڑے، حج کیا تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ ایام تشریق میں (عید کے بعد والے دن کے علاوہ تین دنوں میں) کھڑے ہو کر انہوں نے منادی کی کہ لوگو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذمہ اب ہر مشرک سے اٹھ چکا ہے، چار ماہ تک زمین میں چل سکتے ہو اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکتا اور کوئی بھی بیت اللہ کا برہنہ ہو کر طواف نہ کرے اور

وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ

''اور جنّت میں صرف مومن ہی داخل ہوگا۔''

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اس کی منادی کرتے رہے جب آپ تھک گئے تو تب سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر منادی کرتے رہے۔ [1]

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب جعرانہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حج کے لیے بھیجا۔ ہم بھی ان کے ساتھ تھے جب ہم عرج مقام پر تھے صبح کی نماز کی تکبیر ہوئی، ابھی ابو بکر رضی اللہ عنہ اللہ اکبر کہنے کے لیے سیدھے ہی ہو رہے تھے کہ پیچھے سے اونٹنی کی آواز سنی، آپ تکبیر سے رُک گئے، کہا: یہ تو رسول اللہ ﷺ کی جدعاء اونٹنی کی آواز ہے۔ شاید رسول اللہ ﷺ کے بعد میں کوئی نئی صورت سامنے آئی ہو کہ حج کرنے تشریف لائے ہوں، اس لیے ہم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امامت میں نماز ادا کرتے ہیں لیکن اونٹنی پر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سوار تھے، ان سے سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: امیر بن کر آئے ہو یا نمائندہ......؟ کہا: نہیں! نمائندہ بن کر آیا ہوں۔ مجھے رسول اکرم ﷺ نے براءت و بیزاری کے اعلان کے لیے بھیجا ہے کہ میں اس پیغام کو مواقف و مقامات حج میں لوگوں کو پڑھ کر سنانے آیا ہوں۔

جب مکے میں آئے تو آٹھ ذوالحج سے ایک دن پہلے سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں حج کے طریقوں سے آشنا کرایا، جب یہ فارغ ہوئے تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اعلان بیزاری پڑھ کر لوگوں کو سنایا

---

[1] **حسن:** ترمذی: 3091 کے طریق سے حاکم نے 3/53، بیہقی: 9/224 میں، طبرانی کبیر: 11/400 میں، اوسط: 1/284 میں بیان ہوئی ہے۔
تحقیق الحدیث: عباد بن عوام بن عمر کلابی ثقہ ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے (تقریب: 290) اس کا شیخ سفیان بن حسین بن حسن واسطی ثقہ ہے (تقریب: 242) حکم بن عتبہ کندی کوفی ثقہ ہے، ثبت ہے، فقیہ ہے، کبھی تدلیس کرتا ہے (175) اس نے مقسم سے پانچ احادیث سنی ہیں باقی کتاب سے بیان کرتا ہے۔ (جامع التحصیل: 167)

Marfat.com

اور انہیں حج کے طریقوں سے آشنا کرایا، جب یہ فارغ ہوئے تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اعلان بیزاری پڑھ کر لوگوں کو سنایا جب ذوالحج کی بارہ تاریخ ہوئی جس میں لوگ منٰی سے روانہ ہوتے ہیں یہاں بھی سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو منٰی سے روانہ ہونے کی کیفیت بتائی اور انہیں کنکریاں مارنے کی اور حج کے دیگر طریقوں سے آگاہی دی۔ جب فارغ ہوئے تو سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے پھر اعلانِ براءت کیا۔ [1]

زید بن یثیع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: سورت براءت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے یہ سورت سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے کر مکے بھیجا، ان کے بعد سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا انہوں نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ سورت لے لی، تو جب سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حج سے واپس آئے تو رسول اکرم ﷺ سے پوچھا: کیا میرے بارے میں کچھ نازل تو نہیں ہوا......؟ فرمایا: نہیں! میں نے یہ اس لیے کیا ہے کہ مجھے حکم تھا کہ میں خود اس سورت کو پہنچاؤں یا پھر میرے اہل بیت میں سے کوئی اسے پہنچائے (آپ فکر مند نہ ہوں) [2]

زید بن یثیع کہتے ہیں: میں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا حج کے دن آپ کو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا دے کر بھیجا گیا تھا......؟ کہا چار چیزیں تھیں:

① ......جنّت میں صرف ایماندار جان ہی داخل ہوگی۔

---

[1] **حسن وفی سندہ ضعف** [دارمی:2/92] یہ ابوقرہ کے طریق سے ہے ،ابن خزیمہ:4/319،ابن حبان: 15/19، نسائی:5/247،سنن بیہقی:5/111]

تحقیق الحدیث: ابوقرہ کا نام موسیٰ بن طارق یمانی ہے یہ قاضی ہے، ثقہ ہے(تقریب:551)اس کا شیخ ابن جریج ہے، عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج مکی ثقہ ہے، فقیہ اور فاضل ہے تدلیس اور ارسال کرتا ہے۔(تقریب:363) یہاں اس نے تدلیس نہیں کی بلکہ اپنے شیخ سے سماع کیا ہے۔اس کا شیخ ابن خثیم ہے جس کا نام عبداللہ بن عثمان بن خثیم قاری مکی ہے ابوعثمان کنیت ہے یہ صدوق اور مسلم کا راوی ہے۔(تقریب:313) اس کا شیخ ابوزبیر مکی ہے اس کا نام محمد بن مسلم بن تدرس اسدی ہے، صدوق ہے اور بخاری اور مسلم کا راوی ہے مگر تدلیس کرتا ہے(تقریب:1/506)اس نے اپنے شیخ سے جو کہ صحابی ہیں سے سماع کی صراحت نہیں کی لیکن پہلے اور بعد میں آنے والی حدیث اس کی تائید کرتی ہیں۔

[2] **سندہ صحیح:** (تفسیر طبری:10/64،سنن کبریٰ نسائی:5/128]

تحقیق الحدیث: یونس بن ابی اسحٰق، ابواسحٰق اور اسرائیل بن یونس بن ابی اسحٰق سبیعی ہمدانی ،ابو یوسف کوفی ثقہ ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے۔(تقریب:104) اسرائیل کہتا ہے: میں ابواسحٰق کی احادیث کو اس طرح یاد کیا کرتا تھا جس طرح قرآن کی سورت یاد کیا کرتا تھا۔ (تہذیب:1/229) اس کے باوجود یہ منفرد بیان نہیں کرتا اس کے والد کی یونس بن ابی اسحٰق سبیعی نے متابعت کی ہے، ابواسرائیل کوفی صدوق ہے، معمولی وہم کرتا ہے(تقریب:613)ابویعلیٰ:5/412) والی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے جس کی سند صحیح ہے اور حماد کے طریق سے احمد:13214 میں بھی ہے یہ سند بھی صحیح ہے، حماد بن سلمہ بن دینار بصری ابوسلمہ ثقہ اور عابد ہے یہ مسلم کا راوی ہے اور ثابت سے ثابت ترین راوی ہے(تقریب:178)

اس کا شیخ سماک بن حرب بن اوس بن خالد ذہلی ابوالمغیرہ کوفی صدوق ہے اور اس کی روایت عکرمہ سے مضطرب ہے۔(تقریب:255) یہ روایت اس سے نہیں، لہٰذا یہ روایت ثابت ہے۔

Marfat.com

②......عریاں ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کیا جائے۔

③......نبی ﷺ کا جس سے معاہدہ ہے وہ مدت ختم ہونے پر منسوخ ہو جائے گا۔

④......اس سال کے بعد مسلمان اور مشرک اکٹھا حج نہ کر سکیں گے، یعنی صرف مسلمان حج کریں گے۔ مشرک نہ کر سکیں گے۔ [1]

خالد بن ولید اور علی رضی اللہ عنہما کی یمن روانگی

سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اکرم ﷺ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن بھیجا۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان کی جگہ بھیجا اور کہا اصحاب خالد کو حکم دینا، ان میں سے جس کو چاہو اپنے ساتھ رکھ لو اور جسے چاہو آنے دو۔ براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ میں نے بڑی تعداد میں مال غنیمت حاصل کیا تھا۔ [2]

سیدنا عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تاکہ پانچواں حصہ لے کر آئیں۔ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس حصہ لینے کی وجہ سے بغض رکھنے لگا۔ خالد نے غسل کیا تھا۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو میں نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا: أَلَا تَرَى إِلَى هٰذَا ''کیا تم نے اس کو نہیں دیکھا، اس نے یہ کیا کیا کہ حصہ لے لیا ہے۔ جب ہم نبی ﷺ کے پاس آئے تو میں نے اس کا آپ سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بریدہ!

أَتُبْغِضُ عَلِيًّا ''تم علی سے بغض رکھتے ہو......؟ میں نے کہا: جی!

فرمایا: ان سے بغض نہ رکھو، انہوں نے پانچواں حصہ لیا ہے تم اس پر ناراض ہو، ان کا تو اس سے بھی زیادہ حصہ بنتا تھا۔ [3]

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کے پاس کچھ سونا

---

[1] **سندہ صحیح:** احمد: 594۔ ترمذی: 3/223، دارمی: 2/94، سنن کبریٰ: 9/206، ابویعلیٰ: 1/100، ابن ابی شیبہ: 3/332
تحقیق الحدیث: زید بن یثیع ثقہ ہے جاہلیت اور اسلام کا دور دیکھا ہے (تقریب: 225) اس کا شاگرد ابو اسحٰق سبیعی اس کا نام عمرو بن عبداللہ بن عبید ہمدانی ہے یہ ثقہ تابعی ہے کثیر احادیث بیان کرتا ہے اور عبادت گزار ہے۔ (تقریب: 423) آگے اس کا شاگرد سفیان بن عیینہ بن ابو عمران میمون ہلالی ابو محمد کوفی ہے، ثقہ ہے حافظ وفقیہ ہے، امام اور حجت ہے آٹھویں طبقے کا سربراہ ہے عمرو بن دینار سے بیان کرنے میں ثابت ترین تھا۔ (تقریب: 245)

[2] بخاری: 4349

[3] بخاری: 4350

Marfat.com

بھیجا جو ایسے چمڑے میں بند تھا جو قرظ بوٹی سے رنگا گیا تھا۔ ابھی اس سے مٹی بھی دور نہ کی گئی تھی۔ رسول کرم ﷺ نے اسے تقسیم کیا اور چار افراد عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس اور زید الخیل اور علقمہ یا عامر بن طفیل کو دیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ایک آدمی نے کہا: ان کی بہ نسبت اس کے ہم زیادہ حقدار تھے، یہ بات نبی ﷺ تک پہنچ گئی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

أَلَا تَأْمَنُوْنِيْ وَأَنَا أَمِيْنُ مَنْ فِيْ السَّمَآءِ

''تم مجھے امانتدار نہیں تصور کرتے، حالانکہ میں آسمان والے کے لیے بھی امین ہوں۔''

میرے پاس صبح وشام آسمان سے خبر آتی ہے۔ ایک آدمی کھڑا ہوا جو گہری آنکھوں والا، ابھرے ہوئے رخساروں والا اور کھڑی پیشانی والا تھا۔ داڑھی گھنی تھی سر منڈوایا ہوا تھا اور تہبند اوپر پنڈلیوں تک کر رکھا تھا۔ اس نے کہا: اللہ کے رسول! اللہ سے ڈریں...... ! آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: افسوس......!

أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللّٰهَ

''کیا میں روئے زمین کے تمام لوگوں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے کا حق نہیں رکھتا......؟''

یہ کہہ کر وہ منہ پھیر کر چلا گیا۔ سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! میں اس کی گردن نہ ماردوں؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: نہ مارنا! شاید یہ نماز پڑھتا ہو۔ سیّدنا خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت! کتنے نمازی ایسے ہوتے ہیں جو زبان سے وہ کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا

أَنْ أُنَقِّبَ قُلُوْبَ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ

''کہ میں لوگوں کے دلوں کو چھیدوں یا ان کے پیٹ چاک کر کے حالات معلوم کروں۔''

وہ جا رہا تھا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا اور کہا: اس کی نسل سے ایک قوم نکلے گی جو تر و تازہ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرے گی لیکن یہ ان کی ہنسلیوں تک نہ پہنچے گی۔

يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ

''اور دین سے ایسے نکل جائے گی جیسے تیر شکار سے بغیر الائش کے نکل جاتا ہے۔''

اور اگر میں نے انہیں پالیا تو میں انہیں ثمود قوم کی مانند تہہ تیغ کر دوں گا۔ [1]

---

[1] بخاری: 4351

Marfat.com

ابن صیاد کا واقعہ

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک گروہ میں گئے ، یہ گروہ ابن صیاد کی طرف گیا تھا۔ ابن صیاد کو یوں پایا گیا کہ وہ بنو مغالہ کے ٹیلوں کے پاس بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، یہ قریب البلوغت تھا۔ اسے پتہ نہ تھا کہ آپ آ رہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ہاتھ مارا اور کہا:

تشهدُ أنِّي رَسُوْلُ الله ''کیا تو شہادت دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں......؟ ابن صیاد نے آپ کی جانب دیکھا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں، آپ امیوں کے پیغمبر ہیں اور ابن صیاد نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: کیا آپ میرے پیغمبر ہونے کی گواہی دیتے ہیں؟ اب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا: اٰمَنْتُ بِاللهِ وَرُسُلِهِ ''میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ ایمان رکھتا ہوں۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے کہا: تو کیا دیکھتا ہے......؟ اس نے کہا: يَأْتِيْنِيْ صَادِقٌ وَّكَاذِبٌ ''میرے پاس سچا اور جھوٹا آتا ہے۔'' نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خلطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ

''تیرے لیے معاملہ خلط ملط ہو گیا''

پھر اس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: میں نے کچھ چھپا کر رکھا ہے۔ بتا وہ کیا ہے......؟ ابن صیاد نے کہا: وہ دخ ہے، یعنی سورت دخان نہ بتا سکا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: إِخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُ وَ قَدْرَكَ

''دفعہ ہو جا! اپنی اوقات سے تو آگے نہ بڑھ سکے گا۔''

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! میں اس کی گردن اڑا دوں......؟ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اسے دجال سمجھ کر مارنا چاہتے ہو تو آپ اس پر مسلط نہیں ہو سکتے۔ اگر یہ وہ نہیں ہے تو اس کو قتل کرنے میں بہتری نہیں۔

اس کے بعد ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ ایک نخلستان کی طرف گئے جس میں ابن صیاد تھا۔ آپ حیلہ کر رہے تھے کہ ابن صیاد سے کچھ سنیں، اس لیے دبے پاؤں گئے تھے کہ ابن صیاد دیکھ نہ لے، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیکھا کہ وہ ایک چادر اوڑھے کچھ بڑبڑا رہا تھا۔ ابن صیاد کی ماں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ لیا کہ آپ کھجور کے تنوں کی اوٹ میں ہو کر آ رہے تھے۔ اس نے ابن صیاد سے کہا: یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ رہے

Marfat.com

ہیں! ابن صیاد بہت ہی پھرتی سے اٹھا، نبی ﷺ نے فرمایا: اگر اس کی والدہ نہ بتاتی تو یہ اپنا آپ ظاہر کر دیتا۔ [1]

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ میں ابن صیاد کو دو مرتبہ ملا ہوں۔ ایک دفعہ ملا تو میں نے کہا: بتاؤ یہ وہی ہے (یعنی دجال) کہا: نہیں! واللہ! میں نے کہا: مجھ سے جھوٹ کہتے ہیں، مجھے بعض نے بتایا ہے کہ مرنے سے پہلے دجال کی اولاد اور مال بہت زیادہ ہوگا یہ بات کر کے ہم اس سے جدا ہو گئے، پھر اس سے دوسری مرتبہ ملاقات ہوئی تو اس کی آنکھ بیٹھ چکی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا تیری یہ آنکھ کب سے ایسے ہوئی ہے......؟ اس نے کہا: مجھے نہیں پتہ، میں نے کہا: تیرے سر پر آنکھ ہے اور تجھے پتہ نہیں......؟ اس نے آگے سے کہا: اللہ چاہے تو یہ تیرے اس عصا میں بھی پیدا کر سکتا ہے۔ یہ کہہ کر پھر وہ ناک سے خراٹے لینے لگا جو گدھے کے خراٹوں سے بھی شدید تھے۔ میں نے اسے اپنی لاٹھی کے ساتھ اتنا مارا کہ وہ ٹوٹ گئی لیکن مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی وہ ہے کیا؟ [2]

عبداللہ بن ابی ابن سلول [3] کی موت کا تذکرہ

سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ عبداللہ بن ابی کی تیمارداری کے لیے روانہ ہوئے۔ اس بیماری میں وہ مر گیا تھا۔ جب آپ اس کے پاس داخل ہوئے تو پتہ چل رہا تھا کہ موت اس پر سایہ ڈال رہی ہے۔ آپ نے اس سے کہا: میں نے تجھے یہودیوں کی محبّت سے روکا تھا۔ اسعد بن زرارہ جو ہیں یہ یہودیوں سے سب سے زیادہ نفرت کرتے تھے اس نے اسے مبغوض کہا۔

جب عبداللہ مر گیا تو اس کا بیٹا آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا۔ اللہ کے رسول! عبداللہ بن ابی مر گیا ہے مجھے اپنی قمیص دیجیے۔ میں اسے اس میں کفن دوں، رسول اکرم ﷺ نے اسے اپنی قمیص دے دی۔ [4]

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی جب فوت ہوا تو اس کا بیٹا نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اللہ کے رسول! مجھے قمیص عنایت کیجیے تاکہ میں اس میں اسے کفن دوں اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھیے اور اس

---

[1] بخاری:1354، مسلم:2930

[2] مسلم:2932

[3] یاد رہے! ''سلول'' عبداللہ بن ابی کی والدہ کا نام ہے، دادا کا نام نہیں، لہٰذا اسے ''ابن سلول'' ہی لکھا جائے گا۔

[4] **سندہ صحیح:** ابوداؤد:3094۔ البدایہ والنہایہ:5/34، احمد:4680، حاکم:1/491، طبرانی کبیر:1/163

تحقیق الحدیث: محمد بن اسحٰق نے اپنے شیخ سے سماع کی صراحت کی ہے تدلیس ختم ہوئی، زہری فقیہ اور حافظ ہے، اس کی جلالت شان اور اتقان پر سب کا اتفاق ہے، یہ اپنے طبقہ کے تابعین کا سربراہ ہے۔ (تقریب:506) اس کا شیخ عروہ ثقہ تابعی اور فقیہ ہے (تقریب:389)

Marfat.com

کے لیے استغفار کیجیے......! نبی ﷺ نے اسے قمیص دی اور کہا: مجھے اطلاع دینا میں اس کی نمازِ جنازہ پڑھوں گا۔ اس نے اطلاع دی۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھینچ لیا کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقوں کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے منع کیا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مجھے پڑھنے یا نہ پڑھنے دونوں باتوں کا اختیار دیا گیا ہے۔ اللہ نے کہا ہے:

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ

''ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں اگر آپ ان کے لیے ستر مرتبہ بھی استغفار کریں گے اللہ انہیں ہرگز معاف نہ کرے گا۔''

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھی تو یہ حکم آیا اگر ان میں سے کوئی مرجائے تو اس پر نماز جنازہ نہ پڑھیں۔ [1]

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی مرا تو رسول اکرم ﷺ اس کے پاس آئے اسے قبر میں اتار دیا گیا تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے باہر نکالنے کا حکم دیا۔ اسے نکالا گیا تو اپنے گھٹنے پر اسے رکھا اور اس کے منہ میں لعاب مبارک بھی ڈالا اور اسے اپنی قمیص پہنائی کیونکہ عبداللہ نے سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کو جنگ بدر میں قمیص پہنائی تھی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے صلے میں عبداللہ کو قمیص پہنائی۔ رسول اکرم ﷺ پر دو قمیصیں تھیں۔ آپ سے عبداللہ بن ابی کے بیٹے نے کہا: وہ قمیص پہنائیں جو آپ کے جسم مبارک سے لگی ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہی پہنائی۔ [2]

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ سے جو کہ مسلمان تھا، عبداللہ بن ابی نے اپنے اس بیٹے سے کہا: بیٹے! رسول اکرم ﷺ کا کوئی لباس مل جائے تو مجھے اس میں کفن دینا اور میرا جنازہ بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سے پڑھوانا۔ اس کا بیٹا آیا اور کہا: اللہ کے رسول! آپ عبداللہ کا شرف تو جانتے ہیں۔ وہ ایک نامور آدمی تھا، اس نے آپ کے لباس کا مطالبہ کیا تھا کہ آپ اس کی نمازِ جنازہ بھی پڑھیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے لباس دیا اور اس کی نمازِ جنازہ کا ارادہ کیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ جانتے ہیں عبداللہ ایک منافق تھا اور آپ نماز پڑھ

[1] بخاری: 1269

[2] بخاری: 1350

Marfat.com

رہے ہیں......؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منع کیا ہے کہ اس کی نماز نہ پڑھیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کہاں منع کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اس نے کہا ہے انکے لیے استغفار کرو یا نہ کرو اللہ ہرگز نہ بخشے گا خواہ ستر مرتبہ استغفار کرو۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں (70) سے زیادہ مرتبہ کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان میں سے اگر کوئی مرجائے تو اس کی قبر پر بھی کھڑا نہیں ہونا اور نہ ہی اس کی نمازِ جنازہ پڑھنا۔ [1] یعنی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق آیت آئی۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے اللہ نے رات کو بیٹا دیا ہے میں نے اس کا نام اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھا ہے اور ابوسیف نامی ایک لوہار کی بیوی کو دودھ کے لیے دے دیا۔ ایک دفعہ آپ ادھر گئے، میں بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے تھا۔ ہم ابوسیف تک پہنچے۔ وہ اپنی بھٹی میں آگ پھونک رہا تھا۔ گھر دھوئیں سے بھرا پڑا تھا۔ میں نے جلدی سے ابوسیف سے جا کر کہا کہ یہ دھواں روک لو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں تو وہ رک گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچے کو منگوایا اور سینے سے لگایا اور جو اللہ کو منظور تھا اس سے لاڈ پیار کیا۔ اب میں نے یہ منظر بھی دیکھا تھا کہ بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے اکھڑی اکھڑی سانس لے رہا ہے۔ یہ دلفگار منظر دیکھ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں اشکبار ہیں اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں، آنکھیں اشکبار ہیں، دل غم سے فگار ہے مگر میں زبان سے وہی کہوں گا جس سے ہمارا رب پروردگار راضی ہو، ابراہیم! ہم تیری جدائی کے صدمے وغم سے نڈھال ہیں۔ [2]

---

[1] **سندہ قوی:** طبرانی اوسط: 6/16، طبرانی کبیر: 1/438

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے بشر، عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابوعبیدہ بن فضیل بن عیاض، حسین بن اسحٰق تستری، اسماعیل بن عبداللہ بن زرارہ الرقی، بشر بن سری، رباح بن معروف۔ بشر بن سری ابوعمرو الافوہ بصری ساکن مکہ، یہ واعظ اور ثقہ تھے اور پختہ کار تھے۔ (تقریب: 123) اس کا شیخ رباح بن ابی معروف ابی سارہ مکی ہے، صدوق ہے، کچھ اوہام ہیں یہ مسلم کا راوی ہے (تقریب: 205) اور سالم بن عجلان الافطس اموی، ابومحمد حرانی ثقہ ہے (تقریب: 227) سعید بن جبیر اسدی اموی کوفی ثقہ تابعی ہے، ثبت اور فقیہ ہے تیسرے درجے کا امام ہے یہ سیّدہ عائشہ اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما سے مرسل بیان کرتا ہے حجاج کے سامنے شہید کیے گئے۔ (تقریب: 234)

[2] مسلم: 2315

Marfat.com

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ابو سیف لوہار کے گھر گئے۔ اس کی بیوی ابراہیم کو دودھ پلا رہی تھی، یعنی رضاعی ماں تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے بیٹے ابراہیم کو چوما، سونگھا، پیار کیا اور واپس آ گئے۔ اس کے بعد پھر ہم ایک دفعہ داخل ہوئے اور ابراہیم جان جان آفرین کے سپرد کر رہا تھا، آپ کے آنسو بہہ پڑے۔ الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ آپ بھی روتے ہیں......؟ کہا: يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ ''اے ابن عوف! یہ آنسو رحمت ہیں اور پھر مسلسل آنسو بہنے لگے۔ فرمایا: آنکھ اشکبار ہے، دل غم سے فگار ہے، زبان سے وہی کہیں گے جو ہمارے رب کی رضا کا باعث ہے، ابراہیم تیری جدائی غم کا بادل بن کر چھا گئی ہے۔ [1]

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو آفتاب کو گرہن لگ گیا، لوگوں نے کہا: ابراہیم کی وفات کی وجہ سے سورج گرہن لگا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ

''سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، یہ کسی کی موت یا زندگی پر گرہن زدہ نہیں ہوتے''

اور جب تم انہیں گرہن آلود دیکھو تو فَادْعُوا اللهَ وَصَلُّوْا حَتّٰى يَنْجَلِيَ ''تو اللہ سے اتنی دیر تک دعا کرتے رہو، نماز پڑھتے رہو جتنی دیر تک یہ روشن نہیں ہو جاتے۔ [2]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اوپر والی حدیث ہی مروی ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ گرہن لگا تو نبی ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جس میں چھ رکوع اور چار سجدے تھے۔ آپ نے نماز کی ابتداء اللہ اکبر سے کی، پھر قراءت کی اور لمبی قراءت کی تقریباً جتنی قراءت تھی اتنا ہی لمبا رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھایا، پھر پہلی قراءت سے چھوٹی قراءت کی، پھر تقریباً قیام جتنا رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھایا اور دوسری قراءت سے کم تر قراءت کی پھر تقریباً قیام جتنا رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھایا تو سجدہ ریز ہو گئے اور دو سجدے کیے۔

پھر قیام کیا اور تین رکوع کیے پہلی رکعت کی مانند۔ ہی ہر رکوع جو پہلا تھا بعد والے کی بہ نسبت لمبا تھا اور

---

[1] بخاری: 1303

[2] بخاری: 1061، مسلم: 915۔ سیرت کے اس واقعہ سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی توحید کے معاملے میں اس قدر زیادہ حساس اور غیرت مند تھے کہ آپ اپنے بیٹے کی وفات پر سورج گرہن زدہ ہوا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فوراً اپنے اصحاب کو آگاہ کر دیا کہ شمس و قمر کے تمام احوال پر صرف اور صرف اللہ کی قدرت کارفرما ہے۔ اسکا کسی کی شخصیت کی موت و حیات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، حالانکہ اگر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام لمحہ بھر کے لیے اس موقع پر خاموش رہتے تو پورے علاقے پر آپ کی دھاک بیٹھ سکتی تھی۔ لیکن آپ خاموش نہیں رہے۔

Marfat.com

آپ کا رکوع تقریباً سجدہ جتنا تھا، پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پیچھے ہٹے تو صفیں بھی پیچھے ہٹ گئی تھیں حتی کہ خواتین کی صفوں کے ہم قریب پہنچ گئے، پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے ہوئے تو صفیں بھی آگے ہوئیں، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی مقام پر کھڑے ہو گئے جس پر پہلے تھے جب آپ واپس آئے تو سورج اپنی اصلی آب وتاب پر لوٹ آیا تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہی خطاب فرمایا جو اوپر گزرا ہے کہ آفتاب وماہتاب اللہ کی نشانیاں ہیں یہ کسی کی موت وحیات سے گرہن زدہ نہیں ہوتے۔ جب یہ گرہن زدہ ہو جائیں تو نماز پڑھا کرو حتی کہ یہ روشن ہو جائیں۔ فرمایا: جس چیز کا تمھیں وعدہ دیا گیا ہے، وہ میں نے اپنی اس نماز میں دیکھ لی ہے، دوزخ لائی گئی یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے مجھے دیکھا تھا کہ میں پیچھے ہٹا ہوں، میں اس ڈر سے پیچھے ہٹا تھا کہ مجھے اس کی حرارت نہ پہنچے، میں نے اس میں کھونٹی والے کو دیکھا ہے کہ وہ آگ میں ہے۔ اس کی انتڑیاں باہر نکلی ہوئی ہیں۔ یہ کھونٹی کے ذریعے حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا۔ اگر کسی کو پتہ چل جاتا تو کہتا کہ یہ میری کھونٹی سے اڑ گئی ہے۔ اگر کوئی بے خبر ہوتا تو وہ اسے لے جاتا۔ میں نے اس بلی والی کو دیکھا ہے جس نے اسے باندھ دیا تھا۔ نہ اسے کھلاتی تھی نہ اسے چھوڑتی تھی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھالے حتی کہ وہ بھوک سے مرگئی اور پھر جنّت بھی دکھائی گئی یہ اس وقت کی بات ہے جب میں آگے بڑھا تھا۔ میں نے ہاتھ بڑھایا تھا کہ جنّت کا پھل پکڑ لوں پھر میں نے ایسا نہ کیا۔ [1]

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حج

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا کہ کون سا عمل بہتر ہے......؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: إِيْمَانٌ بِاللهِ وَرَسُوْلِهِ ''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا: پھر کون سا ہے......؟ فرمایا: أَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ''پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ کہا گیا اور کون سا ہے......؟ کہا: حَجٌّ مَبْرُوْرٌ ''وہ حج جس میں کوئی کوتاہی نہ ہوئی ہو'' [2]

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے ہیں: جس نے اللہ کے لیے حج کیا

---

[1] مسلم: 904

[2] بخاری: 26، مسلم: 83

Marfat.com

فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ

''اس نے گندی بات نہ کی اور فسق نہ کیا تو واپس آئے گا تو ایسے ہوگا جیسے آج اس کی ماں نے جنم دیا ہے۔'' [1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطاب فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا

''لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے، لہٰذا حج کرو۔''

ایک آدمی نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہر سال فرض ہے......؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام خاموش رہے حتی کہ تین دفعہ کہا، اور آدمی ہر بار پوچھتا رہا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں ہاں کر دیتا تو حج ہر بار فرض ہو جاتا اور تم اس کی استطاعت نہ رکھتے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب تک میں خاموش رہوں تو تم اس بات کو چھوڑ دیا کرو، تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہی ہلاک ہوئے تھے کہ وہ سوال کثرت سے کرتے تھے اور اپنے انبیائے کرام علیہم السلام سے اختلاف کرتے تھے۔ جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو حسبِ طاقت اسے پورا کرو اور اگر میں منع کروں تو اسے چھوڑ دو۔ [2]

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے کہا: اللہ کے رسول! ہم بھی لڑائی کریں اور آپ کے ساتھ مل کر جہاد نہ کریں......؟ فرمایا:

أَحْسَنُ الْجِهَادِ وَأَجْمَلُهُ الْحَجُّ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ

''تمہارے لیے بہترین اور خوبصورت ترین جہاد حج مبرور ہے۔''

سیدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں یہ سننے کے بعد کبھی حج نہ چھوڑوں گی۔ [3]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ

''عورت سفر نہ کرے مگر ذو محرم کے ساتھ۔''

---

[1] بخاری: 1521

[2] مسلم: 1337

[3] بخاری: 1861

Marfat.com

اور عورت کے پاس غیر آدمی داخل نہ ہو مگر اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔ ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! میں فلاں فلاں لشکر کے ساتھ جانا چاہتا ہوں اور میری بیوی حج کرنا چاہتی ہے، فرمایا: اپنی بیوی کے ساتھ نکلو! [1]

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جہینہ قبیلے کی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور کہا: میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ جا نہیں سکی اور فوت ہوگئی۔ کیا اس کی طرف سے میں حج کر سکتی ہوں......؟ آپ نے فرمایا: نَعَمْ حُجِّيْ عَنْهَا ''ہاں! اس کی طرف سے حج کر سکتی ہو۔'' آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو تم نے وہ ادا کرنا تھا کہ نہیں......؟

اِقْضُوْا اللّٰهَ فَاللّٰهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ

''یہ اللہ کا حق ہے اسے پورا کرو'' [2]

حج کے میقات کی حد بندی

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب یہ دو شہر (کوفہ و بصرہ) فتح ہوئے تو لوگ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: امیر المومنین! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل نجد کے لیے قرن جگہ میقات مقرر کی ہے اور یہ ہمارے راستہ سے ہٹ کر ہے۔ اگر ہم قرن کی جانب جائیں تو یہ ہمارے لیے مشکل ہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس میقات کے برابر جو رستہ ہے اسے میقات مقرر کر لیں، اس لیے ان کے لیے ذات عرق جگہ میقات مقرر کر دی۔ [3]

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ان سے احرام کے میقات کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا: آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اہل مدینہ کی احرام گاہ ذوالحلیفہ ہے اور دوسرا جحفہ ہے اور اہل عراق کا میقات ذات عرق ہے اور اہل نجد کا میقات قرن ہے اور اہل یمن کا میقات یلملم ہے۔ [4]

---

[1] بخاری: 1862

[2] بخاری: 1852

[3] بخاری: 1531

[4] مسلم: 1183

Marfat.com

حج میں شرط کا معاملہ

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اکرم ﷺ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے کہا: لَعَلَّكِ أَرَدْتِ الْحَجَّ "شاید تم حج کا ارادہ رکھتی ہو؟" انہوں نے کہا: ارادہ تو ہے مگر مجھے درد ہے۔ ان سے نبی ﷺ نے کہا: حج کرو اور شرط لگالو اور کہو: أَللّٰهُمَّ مَحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ "اے میرے اللہ! تو مجھے جہاں روک لے میں وہیں حلال ہو کر احرام کھول دوں گی۔"

یہ ضباعہ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ [1]

حج کی اقسام

① ......حج افراد: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے حج افراد کیا تھا۔ [2]

انتباہ: حج مفرد وہ ہے جو آٹھ ذوالحج کو احرام باندھ کر ادا کیا جائے عمرہ ساتھ نہ کیا جائے۔

② ......(حج قران) اس میں حج اور عمرہ اکٹھا کرنا

③ ......پہلے عمرہ کر کے احرام کھول دیں اور پھر بعد میں ارکان حج ادا کرنا حج تمتع میں شامل ہے۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: رات میری طرف میرے رب کا آنے والا نمائندہ آیا، میں عقیق میں تھا اور کہا: اس مبارک وادی میں نماز پڑھیں! اور یہ کہیے کہ عمرہ اور حج اکٹھے کرو۔ [3]

جعفر بن محمد اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئے، انہوں نے آنے والوں سے تعارف حاصل کیا، میرے تک پہنچے تو میں نے کہا: میں محمد بن علی بن حسین ہوں۔ انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرا اوپر والا بٹن کھولا، پھر دوسرا کھولا اور اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا۔ میں اس وقت جوان رعنا تھا۔ کہا:

---

[1] بخاری: 5089 مسلم: 1207

[2] مسلم: 1211

[3] بخاری: 7343

Marfat.com

مَرْحَبًا بِكَ يَابْنَ أَخِيْ ''بھتیجے! تمہارا آنا مبارک ہو'' سَلْ عَمَّ شِئْتَ ''اور جو چاہو سوال کرو'' (1)

وہ نابینا ہو چکے تھے، نماز کا وقت ہو گیا، ایک چادر لپیٹ لی، جب اس کو کندھے پر رکھا تو وہ چھوٹی سی تھی۔ اس وجہ سے اس کے کنارے ان پر مڑ گئے۔ زیادہ لٹکے نہ تھے اور بڑی چادر ہینگر پر تھی۔ انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی۔ تو میں نے ان سے کہا: مجھے رسول کریم ﷺ کے حج کے بارے میں بتائیں......! انہوں نے اپنی انگلیوں سے 9 تک گنتی بتائی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نو سال تک حج نہ کیا تھا۔ جب دسواں سال ہوا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں میں منادی کرا دی کہ اللہ کے رسول حج کے لیے روانہ ہو رہے ہیں! یہ سن کر مدینہ منوّرہ میں بے شمار لوگ حاضر ہو گئے، ہر ایک کی ایک ہی آرزو تھی کہ وہ حج میں رسول اکرم ﷺ کے نقشِ قدم پر چلے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طرزِ عمل کو مشعلِ راہ بنائے۔

ہم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ میں آئے تو سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابی بکر کو جنم دیا۔ انہوں نے نبی مکرم ﷺ کو پیغام بھیجا میں کیا کروں......؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

إغْتَسِلِيْ وَاسْتَثْفِرِيْ بِثَوْبٍ وَّأَحْرِمِيْ ''غسل کرو اور لنگوٹ باندھ لو اور احرام باندھ لو۔''

رسول اکرم ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی اور قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اونٹنی بیداء مقام پر سیدھی کھڑی ہوئی تو میں نے دیکھا میدان میں تا حدِ نگاہ دنیا ہی دنیا ہے۔ کوئی سوار ہے کوئی پیدل ہے۔ آپ کے دائیں اور بائیں انسان ہی انسان ہیں اور پیچھے بھی یہی صورت حال ہے۔ رسول اکرم ﷺ ہمارے درمیان تھے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن پاک بھی نازل ہو رہا تھا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی تفسیر بتا رہے تھے جو بھی عمل آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا وہی ہم نے اختیار کیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توحید کا تلبیہ کہا:

لَبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك إن الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك

''حاضر اے میرے اللہ! حاضر، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر، بے شک حمد اور نعمت تیرے لیے ہے اور بادشاہی تیرے لیے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔''

لوگ بھی یہی تلبیہ دہرا رہے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس میں سے کسی چیز کی تردید نہ کی تھی اور

---

(1) جلیل القدر صحابی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے کردار سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آل علی اور اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہم سے بہت زیادہ عقیدت اور محبت رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ کے والد گرامی اور زین العابدین بیمار کربلا رحمۃ اللہ کے فرزند ارجمند حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ کو دیکھا تو پیار اور چاہت کی انتہا کرتے ہوئے انکے سر پر ہاتھ پھیرا، ان کے سینے پر ہاتھ رکھا اور دل کی خوشی سے ان کا استقبال کیا۔ آج ہمیں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ان پاکباز ہستیوں سے دلی محبت رکھتے ہوئے ان کا احترام کرنا چاہیے اور ان کا ذکر عام کرنا چاہیے یہ اللہ تعالیٰ کے چنیدہ اور برگزیدہ بندے ہیں اور آل ابراہیم میں سے ہیں۔

Marfat.com

آپ ﷺ نے تلبیہ مسلسل جاری رکھا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارا صرف حج کا ارادہ تھا، ہم عمرہ کو جانتے تک نہ تھے ہم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بیت اللہ میں آئے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجر اسود کو چوما اور تین چکر دوڑ کر لگائے اور چار چکر چل کر لگائے اور مقام ابراہیم کی جانب بڑھے اور یہ آیت پڑھی: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ''اور مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ'' [1] اس کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقام ابراہیم کو سامنے رکھ کر دو رکعت نماز پڑھی جس میں قل یا یہا الکافرون اور قل ھو اللہ احد سورتیں پڑھیں۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام حجر اسود کے پاس دوبارہ آئے۔ اسے چوما پھر دروازے سے نکل کر صفا کی جانب آئے، جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام صفا کے قریب ہوئے تو یہ پڑھا: اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ''بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں'' آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: قرآن پاک نے صفا کا ذکر پہلے کیا ہے، لہٰذا میں بھی اسی سے ابتدا کرتا ہوں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام صفا پر چڑھے اور بیت اللہ کو دیکھا اور قبلہ رخ کھڑے ہو گئے، اللہ کی وحدت و کبریائی بیان کی اور کہا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ اَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ

''نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور تعریف صرف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے نہیں کوئی معبود مگر اللہ اکیلا ہے اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے نے ہی جتھوں کو شکست دی۔''

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین مرتبہ یہ کلمہ توحید دہرایا، پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مروہ کی طرف اترے حتیٰ کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک وادی کے درمیان رواں دواں ہو گئے۔ پھر ہم چل کر مروہ پر آئے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ صفا پر کیا تھا، وہی ہم نے مروہ پر کیا اور آخری چکر مروہ پر تمام ہوا۔ اس کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اِنِّىْ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِىْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ اَسُقِ الْهَدْىَ

''اگر مجھے پہلے اس چیز کا علم ہوتا جو بعد میں پیدا ہوئی ہے تو قربانی چلا کر ساتھ نہ لاتا اور میں اسے عمرہ بنا لیتا (اور حج بعد میں کرتا)''

---

[1] پہلے طواف میں دائیں کندھے کو ننگا رکھا جاتا ہے اور اس کو اضطباع کہتے ہیں اور پہلے تین چکروں کو دوڑ کر لگانا رمل کہلاتا ہے۔ طواف کے ساتوں چکروں میں کوئی مخصوص دعا رسول اللہ ﷺ سے منقول نہیں، آپ کوئی بھی قرآنی یا مسنون دعا پڑھ سکتے ہیں، البتہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان [ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار] کا پڑھنا مسنون ہے۔ نیز مقام ابراہیم پر دو رکعتیں پڑھتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفا اور ان کی قربانیوں کو یاد رکھنا چاہیے اور ان جیسا بننے کی دعا اور کوشش کرنی چاہیے۔

Marfat.com

جس کے پاس قربانی نہیں وہ حلال ہو جائے اور اسے عمرہ بنا لے۔ سراقہ بن مالک ابن جعشم اٹھے اور کہا: اللہ کے رسول! یہ ہمارے اس سال ہی کے لیے ہے یا ہمیشہ ہمیش کے لیے......؟ رسول اکرم ﷺ نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر کہا: ہمیشہ ہمیش کے لیے۔ عمرہ حج میں داخل ہو چکا یعنی عمرہ اور حج اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ یہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو یا تین مرتبہ کہا۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے اونٹ لائے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے احرام کھول دیا ہے اور عام رنگا ہوا لباس پہن رکھا ہے اور سرمہ ڈال رکھا ہے، یعنی احرام کی ہر پابندی ختم کر دی ہے۔ تو انہوں نے سیّدہ کی اس کارکردگی پر تنقید کی تو انہوں نے کہا: میں نے ایسا اباجان کے حکم سے کیا ہے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ چونکہ عراق سے آئے تھے، انہیں اس بات کا علم نہ تھا۔ وہ سیّدہ کے خلاف رائے رکھتے ہوئے کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا ہے اور جو کیا ہے، وہ درست کیا ہے یا نہیں؟ یہ پوچھنے کے لیے رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور صاف کہا کہ میں نے فاطمہ کے اس طرزِ عمل پر تنقید کی ہے۔ کیا آپ نے اس کی اجازت دی ہے......؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: صَدَقَتْ صَدَقَتْ ''وہ سچ کہہ رہی ہے، وہ سچ کہہ رہی ہے'' پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: جب آپ نے فریضۂ حج کا ارادہ کیا تھا تو کیا کہا تھا......؟ انہوں نے کہا: میں نے کہا تھا:

أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُوْلُكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

''اے میرے اللہ! میں نے وہ احرام باندھا ہے جو تیرے پیغمبر علیہ السلام نے باندھا ہے۔''

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: پھر میں تو قربانی لے کر آیا ہوں، آپ نے چونکہ میرے احرام پر احرام باندھا ہے آپ حالت حلال اختیار نہ کریں جب تک قربانی ذبح نہ کرلیں۔ جو قربانیاں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے لے کر آئے تھے اور جو خود رسول اکرم ﷺ لے کر گئے تھے۔ ان کی کل تعداد 100 تھی۔ سب لوگ حلال ہو گئے، احرام کھول دیئے سر کے بالوں کا قصر کرایا، سوائے نبی ﷺ کے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احرام نہ کھولا تھا اور جن کے پاس قربانیاں تھیں انہوں نے بھی نہ کھولا تھا۔ جب ذوالحج کی آٹھ تاریخ ہوئی تو لوگ منیٰ روانہ ہوئے اور حج کا احرام باندھ کر تلبیہ کہا اور منیٰ سے دوسرے دن رسول اکرم ﷺ سواری پر جلوہ گر ہوئے اور عرفات روانہ ہونے کا ارادہ کیا یہ اس وقت کی بات ہے جب سورج طلوع ہو چکا تھا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا تھا میرے آنے سے پہلے بالوں سے بنا ہوا خیمہ نمرہ میں نصب کر دیا جائے۔ اب رسول اکرم ﷺ منیٰ سے چل پڑے تو قریش کا خیال تھا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مشعر حرام کے قریب ہی ٹھہریں گے جاہلیت میں قریش ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ اس سے آگے گزر گئے اور عرفات میں ٹھہرے اور نمرہ

Marfat.com

میں خیمہ لگا دیا گیا تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں اترے۔ جب سورج ڈھل گیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قصواء اونٹنی کو تیار کرنے کا حکم دیا، اس پر کجاوہ رکھا گیا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر سوار ہوئے۔ لوگوں سے خطاب کیا اور یہ تاریخ ساز باتیں کیں:

إِنَّ دِمَآءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا

''تمہارے خون اور تمہارے مال تمہارے اس دن، مہینہ اور شہر کی مانند محترم ہیں۔''

خبردار! جاہلیت کا ہر معاملہ میں نے قدموں میں رکھ کر کچل دیا ہے اور جاہلیت کی خونریزی میں نے ختم کر دی ہے اور مثال کے لیے میں ربیعہ بن حارث کا خون معاف کرتا ہوں۔ یہ بنو سعد میں دودھ پینے کی مدت پوری کر رہا تھا اسے ہذیل نے قتل کر دیا تھا آپ نے اس کا خون معاف کر کے عملاً اس بات کو پیش کیا اور ''جاہلیت کا سارا سودی نظام میں ختم کرتا ہوں'' اس بارے میں میں سب سے پہلا سود جو ختم کرتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے میں یہ سارا معاف کرتا ہوں۔ خواتین کے بارے میں اللہ سے ڈرو! تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر عقد نکاح میں لے رکھا ہے اور اللہ کی اجازت سے ان کی عصمتوں کو حلال کیا ہے، ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ اسے بستر پر نہ بیٹھنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو اگر وہ ایسا کرتی ہیں تو تمہیں معمولی مارنے کی اجازت ہے ایسی مار جو ان کے بدن پر نشان نہ ڈالے اور خاوندوں کی ذمہ داری ہے کہ بیویوں کو خوراک اور لباس دستور کے مطابق دیں، میں تمہارے لیے کتاب اللہ چھوڑ رہا ہوں اگر تم اسے پکڑو گے گمراہ نہ ہو گے۔

وَأَنْتُمْ تُسْأَلُوْنَ عَنِّيْ ففطمَا أَنْتُمْ قَائِلُوْنَ. نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ أَدَّيْتَ وَبَلَّغْتَ وَنَصَحْتَ

''تم سے میرے متعلق سوال ہو گا کیا جواب دو گے......؟'' بہ یک آواز پکار اٹھے! ہم گواہی دیتے ہیں، آپ نے ادا کر دیا ہے پیغام پہنچا دیا اور نصیحت کر دی۔''

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہادت کی انگلی آسمان کی جانب اٹھائی اور اسے لوگوں کی جانب جھکا کر کہا: الٰہی! گواہ رہنا یہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین مرتبہ کہا۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور پھر اقامت کہی، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازِ ظہر پڑھائی، پھر نمازِ عصر پڑھائی، ان کے درمیان کوئی نماز نہ پڑھی، پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے اور عرفات میں ٹھہرنے کے مقام پر آئے، اپنی سواری قصواء کو صخرات (چٹانوں) کی جانب کھڑا کیا اور جبل المشاۃ مقام کو سامنے رکھا اور قبلہ رخ ہو گئے اور غروب آفتاب تک یہیں کھڑے رہے، جب سورج کی ٹکیہ غائب ہوئی اور معمولی زردی چھا گئی تو

Marfat.com

اسامہ رضی اللہ عنہ کو پیچھے بٹھایا اور عرفات سے واپس ہوئے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونٹنی کی لگام کو کھینچ رکھا تھا کہ تیز نہ چلے کہ لوگوں کو پریشانی نہ ہو اور اپنے مبارک دائیں ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا:

أَيُّهَا النَّاسُ اَلسَّكِيْنَةَ اَلسَّكِيْنَةَ ! '' لوگو سکون سے چلو......! سکون سے چلو......!

آپ جب کسی پہاڑی سے گزرنے لگتے تو اونٹنی کی لگام کو ڈھیلا کر دیتے تاکہ وہ آسانی سے اوپر چڑھ سکے، پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مزدلفہ میں آ گئے، وہاں ایک اذان اور دو علیحدہ علیحدہ اقامتوں کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھائی۔ ان کے درمیان نفلی نماز نہ پڑھی تھی۔ اس کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام لیٹ گئے اور طلوع فجر کے وقت بیدار ہوئے، جب صبح کا وقت ہوا تو اذان اور اقامت کے ساتھ نمازِ فجر ادا کی۔ اس کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام قصواء پر سوار ہوئے حتی کہ مشعر حرام کے پاس آئے، قبلہ رخ ہو گئے، وہاں دعا کی، اللہ اکبر کہا۔ لا الہ الا اللہ کہا اور اللہ کی وحدانیت کا اظہار کیا اور اچھی طرح سفیدی نمودار ہونے تک، یعنی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام طلوع آفتاب سے پہلے تک اسی جگہ رہے۔ اب فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو پیچھے بٹھایا یہ نہایت خوبصورت بالوں سے مزین، خوبرو اور سفید رنگت والے تھے۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس ہوئے تو خواتین کے پاس سے گزرے جو چل رہی تھیں۔ فضل انہیں دیکھنا شروع ہوئے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک ان کے چہرے پر رکھا انہوں نے دوسری جانب سے دیکھنا شروع کر دیا۔ آپ نے دستِ مبارک سے فضل کا چہرہ دوسری طرف کر دیا۔ اب آپ وادی محسر میں تشریف لائے اور معمولی حرکت کی، پھر درمیانے رستہ پر روانہ ہوئے جو سیدھا بڑے جمرہ پر جا نکلتا تھا۔ آپ اس کے پاس آئے جو جمرہ درخت کے قریب تھا، اسے سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری مارتے ہوئے اللہ اکبر کہا اور کنکری لوبیا کے دانے کے برابر تھی وادی کے اندر سے اسے مارا پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام قربان گاہ کی جانب آئے، اپنے دستِ مبارک سے (63) اونٹ ذبح کیے پھر جو باقی بچے وہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیئے اور قربانی میں انہیں شریک کیا (انہوں نے 37 اونٹ ذبح کیے)۔ ان کا گوشت ہنڈیا میں پکوایا۔ ان کا گوشت کھایا، ورشوربہ نوش فرمایا۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوار ہو کر بیت اللہ میں جا کر طواف زیارت کیا اور مکہ میں نماز پڑھی اور بنو عبدالمطلب کے پاس آئے، وہ آب زم زم پلا رہے تھے، کہا: بنو عبدالمطلب پانی نکالو! اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ غالب آ جائیں گے اور بھیڑ کریں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ مل کر پانی نکالتا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈول منگوایا اور اس سے پانی نوش کیا۔ [1]

---

[1] عبد بن حمید 341، صحیح مسلم: 1218

Marfat.com

لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی تیاری

سیّدنا سالم اپنے باپ سیّدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے اسامہ عامل مقرر کیا تو اس پر لوگوں نے تنقید کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ تم نے اسامہ کے بارے میں چہ میگوئی کی ہے۔ وَإِنَّهُ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ ''بے شک وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔'' [1]

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک فوج کا دستہ بھیجا اور ان پر سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امیر مقرر کیا۔ بعض لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: اگر آج تم اسامہ کی امارت پر تنقید کرتے ہو تو اس سے پہلے تم نے اس کے باپ کی امارت پر بھی تنقید کی تھی۔ اللہ کی قسم!

إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ ''یہ امارت کے لائق ہیں اور یہ مجھے سارے لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں'' پہلے اس کا باپ زید میرا محبوب تھا ان کے بعد یہ اسامہ مجھے زیادہ محبوب ہے۔ [2]

نبی ﷺ کی بیماری کا آغاز

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے کہا: ہائے! میرا سر درد سے پھٹ رہا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ایسی کوئی بات نہیں اگر میں زندہ ہوا اور عائشہ بالفرض تم فوت ہوئیں تو میں تمہارے لیے استغفار کروں گا اور دعا کروں گا۔ سیّدہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے! آپ میری موت کی چاہت کر رہے ہیں کہ پچھلے پہر آپ اپنی کسی دوسری بیوی سے بات کرنا چاہتے ہوں گے......؟ نبی ﷺ نے فرمایا: بَلْ أَنَا وَ رَأْسَاهْ ''بات یہ نہیں میرے سر میں شدید تکلیف ہے، میں نے ارادہ کیا تھا سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کو پیغام بھیجوں اور کچھ لکھ دوں، میں نے ایسا نہیں کیا، لکھنا اس لیے تھا کہ کوئی بات کرنے والا یا تمنا کرنے والا کوئی آرزو نہ کرے (یعنی خلافت کے متعلق تمنا نہ کرے) پھر میں نے کہا: ضرورت نہیں۔ يَأْبَى اللهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ ''اللہ بھی کسی اور کے (خلیفہ بننے سے انکار کرتا

---

[1] بخاری: 4468

[2] بخاری: 3730

Marfat.com

ہے) اور اہل ایمان بھی اسے رد کر دیں گے۔ ❶

سیّدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اکرم ﷺ نے اپنی بیماری کے دوران کہا تھا: عائشہ! ابوبکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ میں ایک تحریر لکھ دوں، مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی خلافت کی آرزو کرنے والا اٹھ کھڑا ہو اور بات بناتا رہے، میں سب سے اولیٰ ہوں اللہ بھی اور مومن بھی سوائے صدیق کے کسی کو قبول نہ کریں گے۔ ❷

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب بیماری سے بوجھل ہوئے اور درد میں شدت ہوئی تو ازواج مطہرات سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت طلب کی کہ آپ میرے گھر میں بیماری کے ایام گزارنا چاہتے ہیں سب نے اس کی اجازت دے دی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام دو آدمیوں کے سہارے ان میں سے ایک سیّدنا عباس اور دوسرے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔ زمین پر خط پڑ رہے تھے پاؤں گھسیٹ کر مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سے پہلے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا تھا: میرے اوپر سات مشکوں کا پانی بہاؤ، جن کے منہ بند تھے، شاید میں لوگوں سے مل سکوں۔ ہم نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک ٹب میں بٹھایا اور پانی ڈالنا شروع کیا حتی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ بس کر دیں اور پھر لوگوں کی جانب گئے اور انہیں نماز پڑھا کر خطاب بھی کیا۔ ❸

یہی حدیث سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابویعلی: 56/8 میں بھی آتی ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے، یہ تکلیف جب ہوئی تھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت بقیع کے قبرستان سے گھر آئے تھے۔ اور اس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیّدہ سے کہا تھا: اگر تم میری زندگی میں وفات پاؤ گی تو میں تمہیں کفن دوں گا اور جنازہ پڑھ کر دفن کروں گا تو سیّدہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اچھا آپ نے کسی دوسری بیوی کے پاس جانا ہوگا تو یہ سن کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبسم فرمایا۔

اور اس میں یہ بھی ہے کہ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کے لیے روانہ ہوئے تو سر مبارک پر کپڑا باندھا ہوا تھا۔ نماز کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر پر جلوہ گر ہو گئے تو سب سے پہلے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو بات کی، وہ یہ تھی کہ شہدائے احد کے لیے جی بھر کر دعا کی اور فرمایا:

إِنَّ عَبْدًا مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَاللّٰهِ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَاللّٰهِ

---

❶ بخاری: 5666

❷ مسلم: 2387

❸ بخاری: 4442

Marfat.com

''اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو دنیا اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں سے ایک کو اختیار کرنے کا کہا ہے اس نے اللہ کے پاس والی چیز کو اختیار کر لیا ہے۔''

یہ سن کر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کا مطلب سمجھ گئے اور رونے لگے، وہ پہچان گئے یہ بندے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔ اس کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ابوبکر! رک جائیں، جانا نہیں! اور فرمایا: لوگو! مسجد میں جتنے ملحقہ دروازے ہیں وہ دیکھو اور انہیں بند کر دو! صرف ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ باقی رہنے دو۔ کیونکہ یہ سب سے بڑھ کر میرے ساتھی ہیں۔ [1]

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اس بیماری میں باہر تشریف لے گئے جس میں وفات پا گئے تھے۔ سر پر ایک کپڑا باندھا ہوا تھا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر پر بیٹھ گئے اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: جانی اور مالی مجھ پر کسی کے بھی اتنے احسانات نہیں جتنے سیّدنا ابوبکر بن قحافہ رضی اللہ عنہما کے احسانات ہیں۔

وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنَ النَّاسِ خَلِيْلًا لَا تَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا

''اگر میں نے لوگوں میں سے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر کو بناتا۔''

لیکن اسلام کی دوستی ہی افضل ہے۔ مسجد میں اترنے والا ہر راستہ بند کر دو صرف ابوبکر کا راستہ رہنے دو۔

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر بیٹھ گئے۔ یہ آخری مجلس تھی جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منبر پر فرمائی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام جھکے ہوئے تھے اور کندھوں پر چادر ڈال رکھی تھی اور چکناہٹ والی پگڑی تھی، اللہ کی حمد و ثناء کی اور کہا: لوگو......! یہ کہنے کی دیر تھی کہ لوگ جمع ہو گئے، پھر فرمایا:

اما بعد......! انصار کا قبیلہ تعداد میں کم ہوتا جائے گا اور دوسرے لوگ بڑھتے جائیں گے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا جو بھی سرپرست بنے اور اسے نفع و نقصان کی استطاعت ہو تو وہ ان کے محسن سے اچھائی قبول کرے اور برائی کرنے والے سے تجاوز کرے۔ [2]

سیّدنا جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وفات سے پانچ روز

---

[1] **سندہ قوی:** سیرت ابن اسحٰق: 6/55، انہوں نے تدلیس نہیں کی۔ طبری: 2/226، بیہقی نے دلائل میں 7/169
تحقیق الحدیث: ابن اسحٰق کا شیخ یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن اخنس ثقفی ثقہ ہے (تقریب: 608) اور زہری کی جلالت شان پر سب کا اتفاق ہے۔ (تقریب: 506)

[2] بخاری: 927۔ اس سے بڑھ کر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے اور اعزاز کیا ہو سکتا ہے......؟ اور یہی اعزاز اس بات کا متقاضی ہے کہ آپ امت مسلمہ کے خلیفہ بلافصل ہیں۔

Marfat.com

پہلے کہا تھا۔اس کا ایک حصہ تو یہ ہے کہ نبی ﷺ نے خلیل بنانے کا ذکر کیا ہے، پھر فرمایا: تم سے پہلے لوگ قبروں کی عبادت کیا کرتے تھے وہ اپنے انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجدیں بنالیتے تھے۔

أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوْا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ إِنِّيْ أَنْهَاكُمْ عَنْ ذَالِكَ

''خبردار! قبروں کو مسجدیں نہ بنانا میں تمہیں اس سے روکتا ہوں۔''

۞ عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے شہدائے احد کے لیے دعا واستغفار کیا۔اور فرمایا: گروہِ مہاجرین! انصار سے اچھا سلوک کرنا، دوسرے لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار کم ہوتے جائیں گے۔ یہ میرے راز دان ہیں میں نے ان کے ہاں پناہ لی تھی، ان کے محسن سے اچھا سلوک کرنا اور ان میں سے کسی سے کوتاہی ہوجائے تو اس سے درگزر کرنا۔ اس کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر تشریف لے گئے اور درد میں اضافہ ہوتا گیا حتی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منہ کے ذریعہ دوائی دی گئی اس وقت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نیم بے ہوش تھے۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویاں سیّدہ امّ سلمہ، سیّدہ میمونہ اور دیگر مسلمان خواتین اسماء بنت عمیس بھی تھیں۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آپ کے چچا سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے ان سب نے دوائی پلائی سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کو دوائی مین پلاتا ہوں۔ رسول اکرم ﷺ جب ہوش میں آئے تو کہا: مجھے کس نے دوائی پلائی ہے......؟ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! آپ کے چچا نے پلائی ہے۔ یہ دوائی خواتین لائی ہیں اور فلاں زمین سے آئی ہے۔ اشارہ حبشہ کی زمین کی طرف تھا کہ یہ وہاں سے آئی ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: تم ایسا کیوں کرتے ہو......؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں اندیشہ تھا اللہ کے رسول! کہ آپ کو ذات جنب (تپدق) کی بیماری نہ ہو۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مجھے اس بیماری میں مبتلا نہ کرے گا۔ میرے چچا کو چھوڑ کر گھر میں موجود ہر ایک کو منہ کے ذریعے دوائی دی جائے۔ سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا روزے سے تھیں۔ اس کے باوجود انہیں بھی دوائی پلادی گئی کیونکہ انہوں نے جو کیا تھا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سزا کے طور پر انہیں بھی ہر ایک کو دوائی پینے کا حکم دیا۔ [1]

۞ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ مرض الموت میں تھے تو

---

[1] **حسن بالشواہد:** سیرت ابن اسحٰق: 6/66۔
تحقیق الحدیث: اس کے بعض الفاظ میں ضعف ہے اس سند میں انقطاع ہے زہری کو جلالت امام حاصل ہے لیکن اس کا شیخ عبداللہ بن کعب ثقہ تابعی ہے تاہم یہ حدیث حسن ہے۔

Marfat.com

اپنی چادر مبارک اپنے چہرۂ اقدس پر ڈال دیتے اور جب سانس گھٹنے لگتی تو چہرہ کھول دیتے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی کیفیت میں تھے کہ فرمایا: لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى ''اللہ کی لعنت ہو یہود ونصاریٰ پر'' انہوں نے اپنے انبیائے کرام علیہم السلام کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کو ان کے کرتوت سے آگاہ کیا تھا کہ اس سے بچیں۔ [1]

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدل چلتی آئیں۔ ان کی چال ڈھال نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت مشابہ تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیٹی مرحبا! پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں دائیں یا بائیں جانب بٹھالیا اور رازداری میں ان سے بات کہی تو وہ رونے لگیں۔ میں نے ان سے پوچھا کیوں روئی ہو......؟ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے رازداری سے بات کی تو ہنسنے لگیں۔ میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: آج سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ابھی فرطِ غم سے آبدیدہ اور ابھی فرطِ مسرت سے خندہ زن ہوئی ہو۔ میں نے پوچھا تو کہا: میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز کو افشا نہیں کرنا چاہتی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض ہوئی تو میں نے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے آہستہ سے بتایا کہ جبریل علیہ السلام ہر سال قرآن پاک کا ایک مرتبہ دَور کیا کرتے تھے اس سال دو مرتبہ کیا ہے۔ وَلَا أَرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِيْ ''میرا خیال ہے کہ میرا وقت موعود آن پہنچا ہے تو میں آبدیدہ ہوگئی اور جب یہ فرمایا: وَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِيْ لِحَاقًا بِيْ ''اور بیٹی! میرے اہل بیت سے تم سب سے پہلے مجھے ملوگی تو میں ہنسنے لگی کہ جدائی کی مدت کم ہی ہے۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بیٹی! کیا تم اس سے خوش ہو کہ تم اہل جنّت کی خواتین کی سردار ہو؟ میں اس عظیم بشارت پر خوش ہوئی ہوں اور ہنس پڑی ہوں۔ [2]

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب بیماری کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت شدید دباؤ کا شکار ہوئی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر غشی کے دورے طاری ہونے لگے تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: وَاكَرْبَ أَبَاهُ! ہائے میرے ابا جان کو بہت ہی تکلیف ہے تو ان سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ عَلَى أَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ

''بیٹی! آج کے بعد تمہارے باپ کو تکلیف نہ ہوگی۔''

---

[1] بخاری: 435۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کو پختہ بنانے سے، ان پر دیا روشن کرنے سے، وہاں مجاور بن کر بیٹھنے سے اور اسی طرح نذر ونیاز اور وہاں پر سجدے کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ اور آخر عمر میں بھی اپنی امت کو خبردار کیا کہ وہ قبر پرستی کے شرک سے بچ جائیں۔ آج ہمیں بحیثیت مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الوداعی وصیتوں پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

[2] بخاری: 3624

Marfat.com

جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وفات پائی تو سیّدہ نے کہا:

يَا أَبَتَاهْ أَجَابَ رَبًّا دَعَاهْ ''ابا جان! ہائے! آپ نے اپنے رب کی پکار کو قبول کر لیا ہے۔''

يَا أَبَتَاهْ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهْ ''ہائے ابا جان! جنت الفردوس کے مہمان ہو گئے ہو''

يَا أَبَتَاه إِلَى جِبْرِيلَ نَنْعَاهْ ''اے ابا جان! جبریل کو بتا دیں کہ آپ وفات پا چکے ہیں''

اور جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دفن کیا گیا تو سیّدہ رضی اللہ عنہا نے کہا: انس......!

أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ التُّرَابَ [1]

''کیا تمہاری جانیں رسول کریم ﷺ پر مٹی ڈالنے پر آمادہ ہو گئیں تھیں......؟''

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس بیماری میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وفات پائی اس میں کہا تھا: عائشہ! میں نے خیبر میں جو زہریلا کھانا کھایا تھا، اس کی تکلیف میں اب بھی محسوس کر رہا ہوں۔ اب میری شاہ رگ کٹتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے۔ یہ اسی زہر کا اثر ہے۔ [2]

✿ عبداللہ بن عتبہ کہتے ہیں: میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور میں نے کہا: مجھے رسول اکرم ﷺ کی بیماری کے متعلق بتائیے تو انہوں نے کہا: جب نبی اکرم ﷺ کی طبیعت شدید بیماری کے دباؤ میں آئی تو پوچھا:

أَصَلَّى النَّاسُ ؟ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے......؟ ''ہم نے کہا: نہیں! هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ ''وہ ابھی آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ فرمایا: میرے لیے ٹب رکھیں جس میں پانی ڈالیں ہم نے آپ کی تعمیل کی، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غسل کیا اور اٹھنا چاہا تو غشی طاری ہوگئی، پھر ہوش آیا تو پوچھا: لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے......؟ ہم نے کہا: نہیں! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ پھر پانی رکھنے کا حکم دیا پانی رکھا گیا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں غسل کیا، پھر اٹھنا چاہا تو غشی طاری ہوگئی، پھر جب ہوش آیا تو پوچھا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی......؟ ہم نے کہا: اللہ کے رسول! وہ آپ

---

[1] بخاری: 4462

[2] [سنن کبریٰ: 10/11، حاکم: 3/60] یاد رہے! ان کو امام بخاری رحمہ اللہ نے معلق (یعنی بغیر سند کے) بیان کیا ہے، جبکہ بیہقی شریف میں سند کے ساتھ بھی ہے۔

تحقیق الحدیث: ابوبکر محمد بن احمد بن یحییٰ اشقر، یوسف بن موسیٰ مروزی، احمد بن صالح، عنبسہ، یونس، مروزی کا تعارف نہیں مل سکا لیکن اس سند کا شاہد ہے جو مرسل ہے یہ دارمی 1/46 میں ہے۔ سند یہ ہے جعفر بن عون، محمد بن عمرو لیثی، ابوسلمہ۔

Marfat.com

کا انتظار کررہے ہیں۔ اور لوگ مسجد میں آپ کے انتظار میں رکے ہوئے تھے۔ وہ نمازِ عشاء کے لیے نبی ﷺ کا انتظار کررہے تھے۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، ان کے پاس ایلچی آیا اور کہا: رسول اکرم ﷺ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ نماز پڑھائیں۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نرم دل آدمی تھے۔ انہوں نے کہا: عمر! آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں! سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوبکر! آپ اس منصب کے زیادہ حقدار ہیں تو ان دنوں میں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے رہے۔ ایک دن نبی ﷺ نے خود کو ہلکا محسوس کیا تو حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے سہارے نمازِ ظہر کے لیے تشریف لائے تو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ جب انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا، نبی ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ پیچھے نہ ہٹیں۔

مگر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا مجھے ان کے پہلو میں بٹھا دو، انہوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دیا۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے اور لوگ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اور نبی ﷺ بیٹھے تھے، عبیداللہ کہتے ہیں: میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور انہیں یہ واقعہ سنایا تو انہوں نے اس کی تائید کی۔ [1]

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے موت کے وقت یہ وصیت کی تھی:

أَلصَّلَاةَ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

''کہ نماز کی حفاظت کرنا اور اپنے لونڈی غلام کا خیال رکھنا''

یہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لمحہ تک تاکید فرمائی تھی جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینہ مبارک میں موت کے غرغرے شروع ہوئے تھے قریب نہ تھا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک زبان پر یہ بات جاری ہو سکے، پھر بھی آپ کہتے تھے۔ [2]

امّ فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازِ مغرب میں سورت والمرسلات عرفا کی تلاوت کی۔ اس کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وفات تک ہمیں نماز نہیں پڑھائی۔ [3]

---

[1] بخاری: 687، مسلم: 418

[2] **سندہ صحیح:** احمد: 12169، ابن ماجہ: 2697، نسائی کبریٰ: 4/258، ابویعلیٰ: 5/309، طبرانی کبیر: 23/306، قتادہ بن دعامہ بن قتادہ سدوسی ابوخطاب بصری ثقہ اور ثبت ہے یہ اپنے طبقے کا رئیس ہے۔ (تقریب: 453)

[3] بخاری: 4429

Marfat.com

✿ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس میں یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری میں شدت آئی، بلال رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز کے وقت سے آگاہ کیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: ابوبکر سے کہو وہ جماعت کرائیں! سیّدہ کہتی ہیں: میں نے کہا: ابوبکر نہایت رقیق القلب ہیں، غم سے متاثر ہو جاتے ہیں، جب آپ کی جگہ مصلی پر کھڑے ہوں گے تو روتے رہیں گے وہ تو لوگوں کو کچھ بھی نہ سنا سکیں گے، اس لیے آپ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہیں نماز پڑھائیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر وہی کہا کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہیں نماز پڑھائیں! میں نے سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ ملا کر کہا: آپ بھی کہیں۔ انہوں نے بھی سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رقّت قلبی کا بہانہ پیش کیا اور کہا: عمر سے کہیں کہ نماز پڑھائیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ "تم یوسف علیہ السلام والی خواتین کی مانند مجھے راہِ حق سے پھیرنا چاہتی ہو۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ابوبکر ہی سے کہیں کہ وہ جماعت کرائیں!

اس کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام خود سہارا لے کر مسجد میں تشریف لے گئے اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ کر جماعت کرائی جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ [1]

✿ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تم لوگوں کو کیا خبر کہ جمعرات کا دن کیا ہے......؟ یہ کہہ کر رونا شروع کر دیا حتی کہ کنکریاں ان کے آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ کہا: اس دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکلیف شدت اختیار کر گئی تھی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میرے پاس کتاب لاؤ!

أَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَّنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ أَبَدًا

"میں تحریر کرا دوں اس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔"

لوگوں نے تنازع شروع کر دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تنازع مناسب نہیں تھا۔ بعض نے کہا: بیماری کی شدت سے ایسی بات کر رہے ہیں، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مجھے میری حالت پر رہنے دو!

فَالَّذِيْ أَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنَنِيْ إِلَيْهِ

"میں جس حالت میں ہوں یہ اس سے بہتر ہے جس کی تم مجھے دعوت دے رہے ہو۔"

---

[1] بخاری: 713، مسلم: 418

Marfat.com

اور وفات کے قریب رسول اکرم ﷺ نے تین اہم باتیں کیں:

1 ...... مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے باہر نکال دو

2 ... وَأَجِيزُوْا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ

''آنے والے وفد کو میری طرح تحائف دیا کرو۔''

اور راوی کہتے ہیں: تیسری بات میں بھول گیا ہوں۔ ایک روایت میں جزیرۂ عرب سے یہودیوں کو نکالنے کی بجائے آتا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا تھا مکہ اور مدینہ، یمامہ اور یمن سے نکال دینا اور عرج مقام تہامہ کا آغاز ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مرض میں مبتلا تھے جس میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وفات پائی۔ یہ باہر آئے تو لوگوں نے پوچھا: ابو حسن! رسول اکرم ﷺ کی صحت کیسی ہے......؟ کہا: الحمد للہ ٹھیک ہیں۔ یہ سن کر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور کہا: علی تم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حالت پر غور نہیں کر رہے۔ تین دن کے بعد تم لاٹھی کے غلام بن جاؤ گے۔ میرا خیال ہے کہ رسول اکرم ﷺ اس تکلیف سے وفات پا جائیں گے کیونکہ بنو عبد المطلب کے چہروں کو میں پہچانتا ہوں جب ان پر یہ آثار موت نمایاں ہوتے ہیں وہ ظاہر ہو چکے ہیں۔ آئیں! ہم رسول اکرم ﷺ کے پاس جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں آئندہ امت کے معاملات کس کے ہاتھ میں ہوں گے......؟ اگر ہمارے علاوہ کسی اور کے ہاتھ میں ہیں تو ہم کہیں گے: ہمارے لیے حکم کر دیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر ہم نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مطالبہ کیا اور آپ نے وہ پورا نہ کیا تو پھر لوگ ہمیں کبھی اس کے نزدیک بھی نہیں آنے دیں گے، اس لیے میں تو رسول اکرم ﷺ سے کبھی یہ مطالبہ نہ کروں گا۔ [1]

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ کی طبیعت بوجھل ہو گئی تو چونکہ لشکر لے کر میں مدینہ سے باہر جا چکا تھا، بیماری کا سن کر میں مدینے میں اترا۔ لوگ بھی میرے ساتھ تھے۔ میں رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام خاموش ہو چکے تھے، بات کرنے کا یارا نہ تھا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مبارک ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور میری طرف چھلکا دیئے، اس سے میں نے پہچان لیا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے

---

[1] بخاری: 4447

Marfat.com

لیے دعا کر رہے ہیں۔ ❶

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ حالتِ صحت میں فرمایا کرتے تھے:

لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ

''کسی نبی کو فوت نہیں کیا جاتا یہاں تک کہ پہلے اسے اس کے جنتی ٹھکانے کا مشاہدہ کروا دیا جاتا ہے، پھر اسے یہاں رہنے یا وہاں جانے کا اختیار دیا جاتا ہے۔'' ❷

نبی ﷺ کی وفات حسرت آیات کا بیان

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سال میں قرآن پاک کا ایک مرتبہ دور کرتے تھے جس میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہوئی، اس سال دو مرتبہ دَور کیا تھا۔ اور رسول اکرم ﷺ ہر سال دس دن اعتکاف بیٹھتے تھے۔ جس سال آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہوئی اس میں بیس دن کا اعتکاف کیا۔ ❸

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، یہ نبی ﷺ کے ساتھ ہی رہتے تھے آپ کے خادم اور ساتھی تھے، یہ کہتے ہیں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی بیماری میں لوگوں کی امامت کراتے رہے جس میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو گئے۔ سوموار کا دن تھا نماز کی صفیں مسجد میں کھڑی تھیں۔ نبی ﷺ نے اپنے حجرے کا پردہ اٹھایا اور ہمیں دیکھا كَاَنَّ وَجْهَهٗ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ''آپ کا چہرہ مبارک ایسے معصوم تھا جیسا کہ مصحف کا ورقہ ہے'' اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام زیر لب مسکرائے، یہ منظر دیکھ کر ہم نے خوشی سے چاہا کہ نماز چھوڑ دیں اور نبی ﷺ کا دیدار کریں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھڑا دیکھ کر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ایڑیوں کے بل پیچھے آنے لگے تاکہ صف میں مل جائیں۔ ان کا خیال تھا کہ نبی ﷺ نماز کے لیے آئیں گے۔ نبی ﷺ نے ہمیں اشارہ کیا کہ نماز پوری کریں! اور پردہ لٹکا دیا اور اسی دن آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام

---

❶ **صحیح:** ابن ہشام: 6/67، مسند احمد: 21755، فضائل صحابہ: 2/834، تاریخ طبری: 2/229

تحقیق الحدیث: سعید بن عبید بن سباق ثقفی ابوسباق مدنی ثقہ تابعی ہے۔ (تقریب: 239) اور اس کا شیخ محمد بن اسامہ بن زید بن حارثہ مدنی ثقہ تابعی ہے۔ (تقریب: 467)

❷ بخاری: 6348

❸ بخاری: 4998

Marfat.com

کی وفات ہوگئی۔ [1]

۞ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: لوگ مسجد نبوی میں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف بندی کیے نماز پڑھ رہے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر کا پردہ اٹھایا اور کہا:

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَى لَهُ

''لوگو......! نبوت کی بشارتوں میں سے صرف اچھے خواب باقی رہ گئے ہیں (نبوت مجھ پر ختم ہو چکی ہے) جو مسلمان دیکھتا ہے یا اُسے دکھایا جاتا ہے''

أَلَا إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَءَ الْقُرْاٰنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا [2]

''خبردار! مجھے حالتِ رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنے سے روکا گیا ہے''

رکوع میں اپنے رب کی تعظیم کرو اور سجدے میں دعا میں پوری محنت کرو۔ یہ قبولیت کے لائق ہے۔

۞ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالتِ صحت میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہر نبی کی روح قبض کرنے سے پہلے اسے اس کا ٹھکانہ جنّت میں دکھاتا ہے پھر اسے جانے یا نہ جانے کا اختیار دیتا ہے۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت کا وقت آیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سرِ اقدس میری گود میں تھا۔ کچھ دیر کے لیے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر غشی طاری ہوئی، پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو افاقہ ہوا تو نظر مبارک چھت پر لگا دی اور کہا:

أَللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلٰى ''اے میرے اللہ! میں تیری بلند رفاقت کا طلبگار ہوں۔''

تب میں نے سمجھ لیا آپ ہمیں اختیار نہ کریں گے۔ یہی وہ بات تھی جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں حالت صحت میں بتایا کرتے تھے اور آخری بات بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہی تھی کہ میں رفیق اعلیٰ کو پسند کرتا ہوں۔ [3]

۞ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا کرتی تھی کہ نبی اس وقت تک فوت نہیں ہوتا جب تک اسے دنیا و آخرت میں رہنے کا اختیار نہیں دیا جاتا، میں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بیماری میں جس میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام

---

[1] بخاری: 680، مسلم: 419

[2] مسلم: 479۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری دن کا یہ ارشاد آپ کی ختم نبوت پر واضح دلیل ہے۔ آپ کے بعد دعویٰ نبوت سراسر جھوٹ ہے۔

[3] بخاری: 6348، مسلم: 2444

Marfat.com

نے وفات پائی اور سخت بخار تھا، یہ سنا:

مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾

"ان لوگوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے جو کہ انبیاء ہیں، صدیق ہیں، شہدا ہیں اور نیکوکار ہیں اور یہ اچھے رفیق ہیں۔" [1]

اس وقت مجھے سمجھ آئی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا و آخرت میں سے ایک کا اختیار دیا گیا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہم میں سے کوئی انسان بیمار ہوتا تو اس پر دایاں ہاتھ پھیرتے اور کہتے:

أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَآءَ إِلَّا شِفَآءُكَ شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا

"دور کر دے بیماری! اے لوگوں کے رب! اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے، نہیں شفا مگر تیری ہی شفا ہے، ایسی شفا دے جو بیماری کا نشان بھی نہ رہنے دے۔"

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے طبیعت بوجھل ہوئی تو میں نے پڑھ کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دستِ مبارک پکڑا کہ میں یہ دم کروں تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاتھ چھڑا لیا اور کہا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَاجْعَلْنِيْ مَعَ الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى

"اے میرے اللہ! مجھے بخش دے! اور مجھے اعلیٰ رفیق کی معیت نصیب فرما۔"

میں دیکھتی ہی رہی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام عمر پوری کر چکے تھے۔ [2]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر یہ عظیم انعام ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں اور میری باری کے دن میں اور میری گود میں فوت ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے وقت میرے

---

[1] مسلم: 2444، بخاری: 4435

[2] مسلم: 2191

Marfat.com

اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لعاب کو ملا دیا تھا۔ بات یہ ہوئی کہ میرے بھائی عبدالرحمٰن میرے پاس آئے، ان کے پاس مسواک تھی، میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سہارا دیا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر مسواک کی طرف لگی ہے۔ میں نے جان لیا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مسواک کی چاہت رکھتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ عبدالرحمٰن سے مسواک لے کر آپ کو دوں......؟ سرِ اقدس سے اشارہ کیا ہاں! میں نے بھائی سے مسواک لے کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی تو وہ سخت تھی۔ چبانا مشکل ہوئی، میں نے کہا: میں نرم کر دوں......؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سر سے اشارہ کیا ہاں! میں نے نرم کر دی۔ یعنی منہ میں ڈالی نرم کر دی، پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ مسواک کی۔ اس طرح میرا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لعاب مل گیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پانی کا برتن تھا۔ اس میں آپ ہاتھ داخل کرتے تھے اور چہرے پر پھیرتے تھے اور ساتھ کہہ رہے تھے:

لا الٰه الا اللّٰهُ إِنّ لِلْموْتِ سَكَرَاتٍ

''لا الٰہ الا اللہ......آہ! موت کی بہت مدہوشیاں ہیں۔'' [1]

اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ اٹھا اور کہا: ''اللہ تیری بلند رفاقت چاہتا ہوں'' اور روح پرواز کر گئی، ہاتھ نیچے گر گیا۔

✿ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری گود میں میری نظروں کے سامنے فوت ہوئے تھے۔ میں نے دیکھ بھال میں ذرّہ برابر کوتاہی نہیں کی۔ اور یہ میری کم عقلی کہہ لیں، نوعمر تھی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری گود میں فوت ہو چکے تھے، مجھے خبر نہ ہوئی، میں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سرِ اقدس تکیہ پر رکھا۔ بعد میں مجھے پتا چلا کہ آپ وفات پا گئے ہیں پھر میں پریشان ہوئی اور سینہ اور سر پیٹنے لگی۔ الفاظ ہیں: أَلْتَدِمُ مَعَ النِّسَآءِ وَأَضْرِبُ وَجْهِيْ [2]

✿ سیّدنا سالم بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ اصحابِ صفہ میں سے تھے...... نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غشی طاری ہوئی، پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوش میں آئے تو پوچھا: کیا نماز کا وقت ہو چکا......؟ لوگوں نے کہا: جی ہو چکا! فرمایا: بلال سے کہو اذان کہیں! اور ابوبکر سے کہو جماعت کرائیں......!

---

[1] بخاری: 4449۔ [یاد رہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دعوت کا آغاز کوہِ صفا پر لا الٰہ الا اللہ سے کیا تھا اور آج آخری وقت بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر یہی کلمہ طیبہ ہے۔

[2] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق: 73/6، احمد: 26348، ابو یعلیٰ: 63/8

تحقیق الحدیث: سند یہ ہے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر، عن ابیہ عباد، عائشہ، یحییٰ ثقہ ہے۔ (تقریب: 592) اس کا والد عباد اپنے باپ کے زمانے میں مکے کا قاضی تھا اور حج پر نائب تھا یہ بخاری مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 290) [یاد رہے سیدہ اماں عائشہ اس کو اپنی کم عقلی اور نوعمری پر محمول کر رہی ہیں، لہٰذا اس سے ماتم یا سینہ کوبی کے لیے دلیل لینا باطل ہے اور ماتم و بے صبری کے عدم جواز پر قرآن وسنت کے صریح دلائل موجود ہیں۔]

Marfat.com

یہ کہہ کر پھر غشی طاری ہوئی پھر ہوش آیا تو یہی نماز کا سوال کیا اور اذان اور جماعت کا حکم دیا جیسا کہ اوپر گزرا ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جناب ابوبکر کی رقت قلبی کا ذکر کیا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی حکم کو دہرایا بلال سے کہو اذان کہے اور ابوبکر سے کہو جماعت کرائیں......! جب نماز کی اقامت ہو چکی تو پوچھا: اقامت ہو گئی......؟ بیویوں نے بتایا کہ ہو چکی ہے۔ فرمایا: کسی کو بلاؤ مجھے سہارا دے۔ بریرہ رضی اللہ عنہا آئیں، ساتھ اور عورتیں بھی تھیں۔ آپ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کا سہارا لیا اور مسجد میں تشریف لے گئے اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے اور نماز ادا کی۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہوئے تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جو یہ کہے گا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا گئے ہیں، میں اس تلوار کے ساتھ اس کی گردن اڑا دوں گا۔

یہ سن کر لوگوں پر سکتہ طاری ہو گیا، لوگ غیر تعلیم یافتہ تھے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے ان پر کوئی نبی نہ آیا تھا۔ اس لیے انہوں نے سالم سے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی صحابی کو بلائیں! سالم کہتے ہیں: میں گیا تو میں نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مسجد میں کھڑا دیکھا۔ وہ فرما رہے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا چکے ہیں۔ میں نے کہا: حضرت! آپ تو یہ کہہ رہے ہیں اور ادھر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ کہہ رہے ہیں جو یہ کہے گا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا چکے ہیں، میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ یہ سن کر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا اور چلتے ہوئے آئے اور آپ کے گھر میں داخل ہوئے، لوگوں نے راستہ دیا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھک گئے اور اتنا جھکے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کو ان کا چہرہ چھونے لگا، یقین ہو گیا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دارِ فانی سے جا چکے ہیں۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ﴿٣٠﴾ [1]

''بے شک آپ فوت ہونے والے ہیں اور یہ بھی فوت ہونے والے ہیں''

یہ سن کر لوگوں نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی اور یارِ غار کیا واقعۃً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا چکے ہیں......؟ اب انہیں پتہ چلا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا چکے ہیں۔ تب انہوں نے پوچھا کیا اب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی......؟ کہا: ہاں! آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نمازِ جنازہ کیسے پڑھی جائے گی......؟ کہا: ایک قوم آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر داخل ہو گی اللہ اکبر کہیں گے اور دعا کریں گے اور پھر دوسرے آئیں اور پڑھیں......!

پھر انہوں نے پوچھا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یارِ غار! کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دفن کیا جائے گا......؟ کہا: ہاں! پھر انہوں

---

[1] الزمر: 30۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے 'موت' پاک کا لفظ قرآن وحدیث میں متعدد بار آیا ہے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موتِ پاک کے موقع پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہی لفظ بولا تھا۔ لیکن آج کل ہمارے ہاں بعض لوگ وصال شریف یا انتقال کا لفظ استعمال کرتے ہیں جو کہ ان کی ذاتی اختراع ہے۔ دین اسلام میں ایسے الفاظ کا کوئی تصور نہیں۔ ہمیں بحیثیت مسلمان اسلامی اصطلاحات ہی کو اپنا شعار بنانا چاہیے۔

Marfat.com

نے کہا: آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہاں دفن کیا جائے گا......؟ کہا: اسی مکان میں جہاں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح پرواز ہوئی ہے۔ آپ کی روح قبض ہی اس جگہ ہوئی ہے جو بہت طیب ہے۔ اب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر سے باہر تشریف لائے تو مہاجر اور انصار سب اکٹھے ہو گئے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے: انصار نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر ہمارے مہاجر بھائیوں سے ہوگا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: سَيْفَانِ فِيْ غِمْدٍ وَّاحِدٍ ''یہ تو ایک میان میں دو تلواریں رکھنے والی بات ہے یہ تو مناسب نہیں۔'' پھر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا: ان کی تین خوبیاں سب پر بھاری ہیں انہیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یارِ غار کہا گیا ہے ② انہیں غار میں نبی ﷺ کی معیت حاصل ہے۔ قرآن کہتا ہے: اِذْهُمَا فِي الْغَارِ ③ یہ رتبہ ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں کہا ہے کہ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ''غم نہ کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' یہ بیان کرنے کے بعد سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ یہ دیکھ کر سب نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی، یہ بیعت کا فیصلہ نہایت ہی احسن اور خوبصورت انداز میں ہوا۔ ①

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ نے وفات پائی تو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت سنح نامی جگہ پر تھے۔ ادھر جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ یہ کہہ رہے تھے کہ جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فوت شدہ کہے گا، میں اسے مار دوں گا۔ آپ تو آئیں گے اور لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے۔ اتنی دیر میں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور رسول اکرم ﷺ کے مبارک چہرے سے پردہ کشائی کی اور چوم لیا اور کہا: بِاَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ طِبْتَ حَيًّا وَّمَيِّتًا ''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ زندہ بھی اور فوت شدہ بھی ہر حال میں اچھے ہیں۔''

واللہ! آپ کو دو موتیں نہ آئیں گی۔ پھر باہر آئے اور عمر سے خطاب کیا اور کہا: قسم اٹھانے والے رک جا! جب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بات کا آغاز کیا تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد وثنا کی اور کہا:

أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ

---

① **سندہ صحیح:** نسائی کبریٰ: 4/263، عبد بن حمید: 1/142، الاحاد والمثانی: 3/12

تحقیق الحدیث: قتیبہ بن سعید، حمید بن عبدالرحمٰن سلمہ بن بنیط، نعیم بن نبیط، سالم بن عبید، اور نبیط صحابی ہیں رضی اللہ عنہ اور نعیم ثقہ تابعی ہے (تقریب: 2/306، ابن ابی ہند اور اس کا شاگرد صغیر تابعی ہے۔ (تقریب: 1/319) اور حمید رواسی ثقہ ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے (تقریب: 1/203) اور قتیبہ ثقہ ہے۔ بخاری اور مسلم کا راوی ہے (تقریب: 2/123) اور عبداللہ بن داؤد بن عامر ہمدانی، ابوعبدالرحمٰن، خریبی ثقہ اور عابد ہے نویں طبقہ کا ہے، موت سے پہلے اس نے روایت کرنا چھوڑ دیا تھا اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ ان سے حدیث نہ سن سکے تھے۔ (تقریب: 301)

☆......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات پاک کے بعد آپ کی تدفین سے پہلے سارے معاملات کو خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہی سدھارا تھا اور اللہ کے نبی ﷺ نے کائنات کی سب سے پاکیزہ جگہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاک حجرہ میں وفات پائی تھی۔

Marfat.com

فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ

''خبردار! جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا ہے، وہ جان لے محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے، وہ سن لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ رہنے والا ہے وہ کبھی نہ مرے گا۔''

پھر کہا: آپ بھی وفات پانے والے ہیں اور بے شک یہ بھی مرنے والے ہیں اور یہ آیت پڑھی:

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ [1]

''اور محمد ﷺ تو صرف اللہ کے رسول ہیں، آپ سے پہلے پیغمبر گزر چکے، اگر آپ فوت ہو جائیں یا شہید ہو جائیں تو کیا اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ جو بھی اپنی ایڑیوں کے بل پھر گیا، وہ اللہ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا، اللہ شکر کرنے والوں کو بدلہ دے گا۔''

یہ سن کر لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اس کے بعد پھر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا تذکرہ ہے، سقیفہ بنو ساعدہ (پارلیمنٹ) میں ایک رائے یہ آئی کہ ایک امیر انصار سے اور ایک امیر مہاجروں سے ہوگا۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: انصار ہمارے وزیر ہوں گے اور ہم ان کے امراء ہوں گے۔ اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنانے کا کہا۔ تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے آپ کو سب سے بہتر اور افضل پایا ہے۔ آپ ہمارے سردار اور پیارے ہیں اور ساتھ ہی سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کر لی۔ چونکہ سعد رضی اللہ عنہ اس بیعت پر رضامند نہ تھے، کسی نے کہا: تم نے تو سعد کو سیاسی موت سلا دیا ہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے نہیں، انہیں تو اللہ نے سلا دیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا جو خطاب تھا کہ جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا کہے گا میں اس کی گردن اڑا دوں گا اس سے بھی اللہ نے نفع دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منافقوں کو خوفزدہ کر دیا وہ کوئی غلط قدم نہ اٹھا سکے، سہم گئے وگرنہ وہ اس موقع پر لوگوں کو بدکا سکتے تھے اور سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خطاب نے تو آنکھیں کھول دیں، لوگوں کے سامنے حقیقت نکھر آئی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پا چکے ہیں اور یہ آیات سن کر ہر زبان اس کا اقرار کر رہی تھی اور ہر آنکھ اشکبار تھی۔ [2]

---

[1] آل عمران: 144

[2] بخاری: 3667,3668,3669,3670

Marfat.com

اس میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی مذکور ہے کہ اس سے پہلے جو اوپر آل عمران کی آیات سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تلاوت کی تھیں کوئی انہیں جانتا ہی نہ تھا ان کے تلاوت کرنے سے سب اسے تلاوت کرنے لگے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے تاثرات بتاتے ہیں جب میں نے یہ آیات سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سنیں تو میں فرطِ غم سے کٹ گیا اور میرے پاؤں مجھے اٹھانے کے قابل نہ رہے، میں تو زمین پر گر پڑا، اب مجھے یقین ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے وفات پائی ہے۔ [1]

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں مہاجروں کے کچھ افراد کو پڑھایا کرتا تھا۔ ان میں سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ایک دفعہ میں منیٰ میں ان کے گھر میں تھا۔ وہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ یہ ان کے آخری حج کی بات ہے، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی کہ کسی نے کہا ہے اگر عمر فوت ہوئے تو میں فلاں کو امیر بناؤں گا کیونکہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت تو اچانک رونما ہوئی تھی۔ یہ سن کر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سخت غصے میں آ گئے اور کہا: ان شاء اللہ! میں کل پچھلے پہر لوگوں کے سامنے کھڑا ہو کر ان لوگوں سے خبردار کروں گا جو ان کا حق ان سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔ سیّدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین! آپ اب نہ کچھ کہیں! کیونکہ یہ موسم حج ہے، یہاں عوام کالانعام جمع ہیں یہ شوروغوغا برپا کردیں گے اور یہ بھرے ہوئے لوگ آپ کے ساتھیوں کے قابو میں بھی نہیں آئیں گے اور مجھے یہ بھی اندیشہ ہے کہ آپ کے منہ سے کوئی ایسی بات نہ نکل جائے یہ اسے پورے عالم اسلام میں بے پر کی مانند اڑائیں گے اور اسکا صحیح مطلب نہ سمجھ پائیں گے کہ اسے عین مناسب انداز میں پیش کریں۔

سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ خطاب مؤخر کر دیا۔ سیّدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: جب آپ مدینہ منورہ آئیں گے، یہ دار ہجرت ہے اور مقامِ سنّت ہے، یہاں اہل فقہ لوگ رہتے ہیں اور یہ اشراف ہیں، وہاں جا کر یہ بات کرلینا کیونکہ اہل علم آپ کی بات سنیں گے اور آگے بھی مناسب اسلوب میں پہنچائیں گے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بہتر ہے مدینے میں پہنچ کر سب سے پہلا کام یہی کروں گا۔ ذوالحجہ کے بعد جب ہم مدینے میں آئے جمعے کا دن تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں جمعے کے لیے جلدی نکلا، سورج ڈھلتے ہی روانہ ہوگیا، میں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کو منبر کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں بالکل ان کے ساتھ ہو کر بیٹھ گیا حتی کہ میرے گھٹنے ان کے گھٹنے سے لگ گئے۔ تھوڑی دیر بعد سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے۔ میں نے جب انہیں آتا دیکھا تو میں نے سعید سے کہا: اب انہوں نے وہ بات کرنی ہے۔ جب سے یہ خلیفہ بنے ہیں انہوں نے وہ بات نہیں کی۔ انہوں نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا اور کہا: ایسا نہیں ہوسکتا۔ اب سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ منبر پر رونق افروز ہیں۔ جب مؤذن نے اذان سے

---

[1] بخاری: 4454

Marfat.com

فراغت حاصل کر لی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ثناء کی پھر کہا: اما بعد! میں تم سے ایک بات کہنے لگا ہوں جو کہنے کا وقت آ گیا ہے شاید یہ میری موت سے پہلے اور زندگی کی آخری بات ہو جو میں کرنے لگا ہوں۔ جو اسے سمجھ لے اور یاد کر لے وہ جہاں تک اس کی پہنچ ہے وہاں تک اسے پہنچا دے اور جو اسے نہ سمجھ سکے وہ نہ کرے کیونکہ میں اپنے خلاف جھوٹ کی اجازت نہیں دے سکتا۔ بات یہ ہے

① ...... اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق سے آراستہ کیا ہے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کتاب نازل کی ہے جو آپ پر اللہ نے نازل کیا اس میں رجم کی آیت ہے، ہم نے اسے پڑھا، سمجھا اور یاد کیا اور رسول اکرم ﷺ نے رجم کیا اور آپ کے بعد ہم نے رجم کیا۔ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے اگر لوگوں پر مدت دراز ہوئی تو کہنے والا کہے گا: کتاب اللہ میں آیت رجم نہیں، لہٰذا ہم رجم نہ کریں گے اللہ کے اس فریضہ کو چھوڑ کر یہ گمراہ ہوں گے۔ اللہ نے اسے اتارا ہے، کتاب اللہ میں رجم موجود ہے، مرد یا عورت شادی شدہ ہو اگر وہ زنا کرتے ہیں تو انہیں رجم کرنا لازم ہے بشرطیکہ زنا پر گواہ ہوں یا پھر حمل کے ذریعہ پتا چلے یا پھر زانی اعتراف کرے۔

② ...... جو میں بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اپنے باپوں سے بے رغبتی نہ کرنا، ہم نے کتاب اللہ میں یہ پڑھا ہے کہ اپنے باپوں سے بے رغبتی کرنا یہ کارِ کفر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے خود اپنے لیے فرمایا ہے: لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اُطْرِیَ، عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ وَقُوْلُوْا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ ''میری مبالغہ آمیز مدح سرائی نہ کرنا جیسا کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے کیا گیا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہنا۔'' [1]

③ ...... تیسری بات یہ ہے کہ مجھ تک یہ بات آئی ہے کہ اگر عمر فوت ہو گیا تو میں فلاں کو امیر بناؤں گا۔ کوئی آدمی کسی فریب میں نہ رہے کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امارت حادثاتی اور اچانک تھی اور بعد میں پوری ہوئی، بظاہر یہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس جلد بازی کے نقصان سے بچا لیا ہے۔ تم میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس کے سامنے گردنیں اس طرح سرنگوں ہوں جس طرح ان کے سامنے ہوتی تھیں۔ جو بھی بغیر مشورہ کے کسی مسلمان کی بیعت کرے گا۔ اس کی یہ بیعت قبول نہ ہو گی نہ جس کی بیعت ہوئی ہے وہ قبول ہو گا نہ ہی وہ جس نے تابعداری کی ہے۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو دونوں کو مار دیا جائے گا۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے وہی تفصیل بتائی جو اوپر بیان ہوئی ہے کہ مہاجر و انصار اکٹھے ہوئے اور وہاں تجاویز آئیں کہ ایک مہاجروں میں سے ایک انصار میں سے امیر ہو، انصار نے اپنی اسلامی خدمات کی یاد

[1] ہمارے معاشرے میں بعض بیانات اور نعتیہ کلام میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کرتے ہوئے حد درجہ مبالغہ کیا جاتا ہے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کئی ایسی صفات سے متصف کیا جاتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں۔ مثلاً عالم الغیب، مختارِ کل اور روزی رساں سمجھنا ہمیں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے آپ کی مدح سرائی میں مبالغہ آرائی سے گریز کرنا چاہیے اور عقیدت کے ساتھ ساتھ عقیدے کا لحاظ بھی رکھنا چاہیے۔ جس محبت اور عقیدت سے عقیدہ توحید پر آنچ آتی تھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے فوراً منع فرما دیا کرتے تھے جیسا کہ سجدہ کی اجازت طلب کی گئی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ دی وغیرہ

Marfat.com

دہائی کرائی اور مہاجروں نے اپنی فدا کاری کا تذکرہ کیا۔

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس موقع پر میرے دل میں ایک بہترین تجویز آئی لیکن سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے خاموش رہنے کا حکم دیا اور خود بات کی۔ میرے خیال میں میری اس رائے تک کسی کی رسائی نہ تھی مگر سیّدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کئی گنا بہتر تجویز دی۔ دونوں گروہوں مہاجرین وانصار کی خدمات اور حسب ونسب کو سراہا اور میرا، یعنی عمر کا یا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا نام خلافت کے لیے پیش کیا۔ میں نے کہا: میری گردن تن سے جدا ہو جائے یہ تو قبول ہے مگر میں خلیفہ نہ بنوں گا کہ ابوبکر کے ہوتے ہوئے یہ نہیں ہوسکتا۔ میں جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیعت ہوا اور پھر سب لوگ بالاتفاق بیعت ہوگئے۔ یہ ہے غلط فہمی جو میں نے دور کردی ہے۔ اگر اس میں مبتلا ہو کر کوئی قدم اٹھائے گا تو خلافت کی بیعت کرنے والے اور بیعت لینے والے دونوں کی گردن اڑا دی جائے گی۔ [1]

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب رسول اکرم ﷺ کی روح قبض ہوئی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر اقدس میری گود میں تھا جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح پرواز ہوئی تو میں نے ایسی اچھی خوشبو پائی کہ میں نے کبھی اتنی عمدہ خوشبو نہیں پائی۔ [2]

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ دن جب رسول اکرم ﷺ مدینہ منوّرہ میں ہجرت کر کے قدم رنجا فرما ہوئے تھے، وہ ایسا تابناک تھا کہ مدینے کے درودیوار اور ہر چیز جگمگا اٹھی اور وہ دن جس میں آپ فوت ہوئے أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ ''اس میں پورا مدینہ تاریکی میں ڈوب گیا تھا اور جب ہم رسول اکرم ﷺ کو دفن کر کے اپنے ہاتھوں سے مٹی جھاڑ رہے تھے، اس کے باوجود ہمارے دل تسلیم نہیں کر رہے تھے کہ ہم نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دفن کیا ہے۔ [3]

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بن مالک بیان کرتے ہیں سقیفہ بنوساعدہ میں جب سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی تو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دوسرے دن بات کرنا چاہی تو ان سے پہلے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی، اللہ کی حمد وثناء کی اور کہا:

---

[1] بخاری: 6830

[2] **سندہ صحیح:** احمد: 24905

تحقیق الحدیث: ہمام بن یحییٰ بن دینار العوذی ابوبکر بصری ثقہ ہے کبھی وہم کرتا ہے۔ (تقریب: 574) اس کا شاگرد عفان ثقہ ہے۔

[3] **سندہ صحیح:** احمد: 13830، ابویعلی: 6/51، ترمذی: 3618، ابن ماجہ: 1631، ابن حبان: 14/601

تحقیق الحدیث: اس سند کا مدار جعفر بن سلیمان ضبعی پر ہے یہ صدوق ہے، زاہد ہے لیکن شیعیت کی طرف مائل تھا (تقریب: 140) اس کا شیخ ثقہ تابعی ہے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔

Marfat.com

لوگو......! میں نے کل، گزشتہ دن تم سے کہا تھا کہ بیعت خلافت کے بارے میں کتاب اللہ نے کچھ نہیں بتایا نہ ہی رسول اکرم ﷺ نے ہم سے کوئی عہد کیا ہے نہ حکم دیا ہے لیکن میرا خیال تھا رسول اکرم ﷺ ہمارے اس معاملے کی تدبیر بتائیں گے مگر آپ نے بھی واضح نہیں بتایا اسی میں حکمت تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس آدمی کو باقی رکھا ہے جس نے رسول اکرم ﷺ کی سیرت سے رہنمائی لی ہے۔ اگر تم انہیں مضبوط تھام لو گے تو ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے گا اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس آدمی کی خلافت پر متفق کر دیا ہے جو تم میں سے سب سے بہتر ہیں، رسول اکرم ﷺ کے ساتھی ہیں اور یارِ غار ہیں۔

اب اٹھو......! اور ان کی بیعت کرو، حالانکہ پہلے دن لوگ بیعت کر چکے تھے انہوں نے دوبارہ پھر بیعت کی۔ ان کے بعد سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی، اللہ کی حمد وثنا کی پھر کہا: لوگو......!

إِنِّيْ قَدْ وُلِّيتُ عَلَيْكُمْ وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ ، فَإِنْ أَحْسَنْتُ فَأَعِيْنُوْنِيْ وَإِنْ أَسَأْتُ فَقَوِّمُوْنِيْ ، اَلصِّدْقُ أَمَانَةٌ وَالْكَذِبُ خِيَانَةٌ

"مجھے تم پر سرپرست بنایا گیا ہے، حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں، اگر میں اچھائی کروں تو میرے دست وبازو بن جانا اور اگر میں کوتاہی کروں تو مجھے سیدھا کر دینا سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔"

اور تم میں سے سب سے زیادہ طاقتور میرے نزدیک ناتواں ہے۔ ان شاء اللہ میں اس سے حق ضرور لے کر دوں گا۔ جو قوم جہاد ترک کرے گی انہیں اللہ تعالیٰ بے یار ومددگار کر دیتا ہے اور جب کسی قوم میں فاحشہ (زنا اور بے حیائی) عام ہو جائے تو انہیں اللہ تعالیٰ بلا وآزمائش میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

أَطِيعُوْنِيْ مَا أَطَعْتُ اللهَ وَرَسُوْلَهُ فَإِذَا عَصَيْتُ اللهَ وَرَسُوْلَهُ فَلَا طَاعَةَ لِيْ عَلَيْكُمْ

"جب میں اللہ کی اور رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہوں اس وقت تک تم میری اطاعت کرنا اور جب میں اللہ کی معصیت کا مرتکب ہو جاؤں تو تم پر میری اطاعت کرنا جائز نہیں۔"

اب اٹھو......! نماز کا وقت ہے۔ نماز ادا کرو، اللہ تم پر رحم کرے۔ [1]

---

[1] سندہ صحیح: البدایہ والنہایہ: 6/301۔

تحقیق الحدیث: ابن اسحٰق نے تدلیس نہیں کی، زہری کی جلالت شان پر اتفاق ہے۔ (تقریب: 506)

Marfat.com

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد خلیفہ کے انتخاب کے معاملے میں یہ اضافہ کرتے ہیں جیسا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ زیادہ بحث کی ضرورت نہیں، سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کریں۔ یہی بات سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی کہی تھی کہ یہ ابو بکر تمہارے ساتھی ہیں ان کی بیعت کر دیں، لوگوں نے بیعت کی۔ اب سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے منبر پر بیٹھ کر کہا جب لوگوں پر نظر ڈالی تو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نظر نہ آئے، ان کے متعلق پوچھا تو انصار انہیں لے آئے، سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور آپ کے داماد! کیا آپ مسلمانوں کے درمیان اختلاف کے خواہشمند ہیں؟ انہوں نے کہا:

لَا تَثْرِيْبَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

”اللہ کے رسول کے خلیفہ! آپ فکر مند نہ ہوں، ایسی کوئی بات نہیں۔“

پھر سیّدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نظر نہ آئے تو ان کے متعلق پوچھا وہ کہاں ہیں......؟ انہیں بھی لایا گیا۔ کہا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے اور آپ کے حواری! کیا مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا چاہتے ہو......؟ انہوں نے کہا: ایسا نہ سوچیں کوئی بات نہیں، پھر سیّدنا علی اور سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کی۔ [1]

سیّدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ یمنی موٹی چادر جو تہہ بہ تہ تھی وہ ہمیں دکھائی اور بتایا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک جب پرواز ہوئی تھی تو یہ چادر آپکے زیب بدن تھی۔ [2]

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ غسل کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اختلاف کیا کہ ہم کیا کریں جس طرح ہم اپنے عام فوت شدگان کا لباس اتار کر نہلاتے ہیں اس طرح نہلائیں یا کپڑوں سمیت نہلائیں......؟ اللہ تعالیٰ نے ان پر اونگھ ڈال دی۔ وہاں موجود ہر آدمی کی ٹھوڑی اونگھلاہٹ سے اس کے سینے کی جانب مائل ہو رہی تھی، پھر گھر کے

---

[1] **سندہ صحیح:** بیہقی سنن کبریٰ: 143/8۔ مستدرک حاکم: 143/8

تحقیق الحدیث: ابو حسن علی بن محمد بن علی حافظ سفرائنی، ابو علی حسین بن علی حافظ، ابو بکر محمد بن اسحق بن خزیمہ، ابراہیم بن ابی طالب، بندار بن بشار، ابو ہشام مخزومی، وہیب۔ محمد بن اسحق نے بتایا کہ مسلم بن حجاج کو میں نے یہ حدیث ایک کاغذ میں تحریر کر کے دی تھی اور اسے پڑھ کر سنائی تھی یہ حدیث ایک اونٹ کے برابر ہے بلکہ اشرفیوں کی بھری تھیلی سے بہتر ہے۔ ابو نضرہ کا نام منذر بن مالک بن قطعہ عبدی عوفی بصری ثقہ تابعی ہے (تقریب: 546) اور داؤد ثقہ ہے اور پختہ ہے (تقریب: 1/235) اس کا شاگرد وہیب بن خالد بن عجلان باہلی ابو بکر بصری ثقہ اور ثبت ہے (تقریب: 586)

[2] بخاری: 3108، مسلم: 2080

Marfat.com

ایک کونے سے آواز آئی، وہ کون تھا یہ نہ جانتے تھے، اس نے کہا:

إِغْسِلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ

''نبی ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دو۔''

اب یہ لوگ بے دھڑک اٹھ کھڑے ہوئے اور رسول اکرم ﷺ کو قمیص سمیت غسل دیا اور بیری کے پتوں والے پانی کو آپ پر بہایا اور قمیص کے اوپر سے ہی ملتے رہے۔ سیّدہ کہتی ہیں: اگر آئندہ معاملے کا پتہ ہوتا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی بیویاں ہی غسل دیتیں۔ [1]

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کو میں نے غسل دیا۔ میں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اطہر پر میت والی کوئی نشانی نہیں دیکھی، آپ زندہ بھی اور فوت شدہ بھی پاکیزہ اور ستھرے تھے۔ اور میں دفن میں بھی شریک تھا۔ دفن میں مَیں عباس، فضل اور صالح مولیٰ رسول اکرم ﷺ شریک تھے اور رسول اکرم ﷺ کے لیے لحد بنائی گئی تھی اور اوپر کچی اینٹیں نصب کی گئی تھیں۔ [2]

سیّدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا: جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے آخری غسل میں کافور ملا لینا اور مجھے ان دو چادروں اور قمیص میں کفن دینا کیونکہ نبی ﷺ نے اپنے لیے ایسا ہی کرنے کا کہا تھا۔ [3]

---

[1] **سندہ صحیح:** احمد: 26306۔ سیرت نبویہ ابن اسحٰق: 6/84، ابن حبان: 14/596، حاکم: 3/61، ابوداؤد: 3141، سنن کبریٰ بیہقی: 3/387، المنتقیٰ ابن جارود: 1/136، راوی ثقہ ہیں۔ اس روایت سے واضح ہوا کہ بیوی اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے اور اسی لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کی بیوی اسماء اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا تھا۔ كما ثبت من الاسانيد الصحيحة

[2] **سندہ صحیح:** مستدرک حاکم: 1/515۔ اور 3/61، بیہقی کبریٰ: 3/388

تحقیق الحدیث: معمر بن راشد ازدی ابوعروہ بصری نزیل یمن، ثقہ، ثبت اور فاضل ہے مگر اعمش ثابت اور عروہ سے روایت میں کمی ہے وہ بھی جوان سے بصرہ میں بیان کرتا ہے دوسرے میں نہیں۔ (تقریب: 541) اس کا شیخ زہری مشہور امام حدیث ہے (تقریب: 506) اور سعید بن مسیب ثقہ اور معروف ہیں۔

[3] **سندہ جید:** حاکم: 3/67، الرویانی: 2/95، تاریخ بغداد: 4/28

تحقیق الحدیث: احمد بن اسحٰق بن صالح بن عطا، ابوبکر الوزان، مسلم بن ابراہیم فراہیدی، ربیع بن یحییٰ اشنانی، قرہ بن حبیب قنوی، مریم بن عثمان، خالد بن خداش، علی بن مدینی، سعد بن محمد حرمی، جندل بن واثق۔ اس سے محمد بن مخلد عطار دمحمد بن عمرو رزاز، عبداللہ بن اسحٰق بغوی، یہ صدوق ہے۔ لاباس بہ (دوسری سند یہ ہے حسن بن ابی بکر، عبداللہ بن اسحٰق بن ابراہیم بغوی، صدقہ بن ابی مغیرہ، سعید جریری، عبداللہ بن بریدہ، عبداللہ بن مغفل، اس میں ابن بریدہ تابعی ہے اس سے جو مستدرک میں طباعت کی غلطی ہے وہ دور ہو جاتی ہے۔ ابوسہل مروزی ثقہ تابعی ہے۔ (تقریب: 297) صدقہ بن موسیٰ دقیقی بصری صدوق ہے اور ثقہ ہے اور وہم کرتا ہے (تقریب: 275) سعید بن ایاس بصری صغیر تابعی ہے (تقریب: 233) مسلم بن ابراہیم ازدی فراہیدی، ابوعمرو بصری ثقہ اور مامون ہے آخری عمر میں نابینا ہو گیا تھا۔ (تقریب: 529)

Marfat.com

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کو کاٹن کے تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جو سحول شہر کے بنے ہوئے تھے۔ان میں نہ تو قمیص تھی نہ ہی پگڑی تھی۔ باقی حلہ (جوڑا) کے متعلق مشہور ہے کہ اس میں کفن دیا گیا تھا۔اصل بات یہ ہے کہ وہ جوڑا خریدا گیا تھا تاکہ اس میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کفن دیا جائے۔اسے رہنے دیا گیا تھا۔انہی تین کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔اسے عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے روک لیا تھا کہ اسے اپنا کفن بنائیں، پھر انہوں نے کہا اگر یہ اللہ کو پسند ہوتا تو اس میں آپ ﷺ کو کفن دیا جاتا۔یہ سوچ کر انہوں نے فروخت کر دیا اور اس کی قیمت صدقہ کر دی۔ [1]

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مدینے میں ایک آدمی لحد بناتا تھا ایک شق والی قبر بناتا تھا۔پہلے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سوچا ہم استخارہ کرلیں۔پھر انہوں نے دونوں کو پیغام بھیجا۔لحد والا پہلے آ گیا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر لحد والی بنائی گئی۔ [2]

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب رات ہم نے کلہاڑوں کی آواز سنی تو تب ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ دفن ہو چکے ہیں۔ [3]

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ کی قبر اطہر میں سرخ چادر رکھی گئی تھی۔ [4]

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو قبر میں علی، فضل، اسامہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اتارا تھا اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی اترے تھے۔ [5]

نبی ﷺ کی قبر اقدس لحدی ہونے کی وجہ سے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بھی بیماری کی حالت میں کہا تھا میری لحدی قبر بنانا اور اینٹیں بھی لگانا۔ [6]

---

[1] مسلم:941

[2] **سندہ قوی:** احمد بن حنبل:12415۔ابن ماجہ:1557،تہذیب لاثار، مسند علی:2/533

تحقیق الحدیث: حمید طویل ثقہ تابعی ہے (تقریب:181) مبارک بن فضالہ بصری صدوق ہے تدلیس کرتا ہے (تقریب:519)

[3] عبدالرزاق:520

تحقیق الحدیث: ابن راہویہ میں اختلاف ہے، یحییٰ بن واضح، محمد بن اسحٰق عبداللہ بن ابی بکر، فاطمہ بنت محمد بن عمارہ، عمرہ بنت عبدالرحمٰن، عائشہ، اس میں ہے بدھ کی رات کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دفن کیا گیا تھا۔اس میں ابن اسحٰق اور ابن جریج کی تدلیس کا احتمال تھا۔ابن اسحٰق نے اپنے شیخ سے سننے کی صراحت کی ہے (مسند احمد:6/274) یہ روایت راجح ہے۔اور عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاری مدنی قاضی ثقہ ہے بخاری اور مسلم کا راوی ہے (تقریب:297) اور عمرہ بھی ثقہ تابعیہ ہے۔

[4] مسلم:967

[5] **سندہ صحیح:** ابویعلی:4/253،طبقات:3/300

[6] مسلم:966

Marfat.com

۞ عبداللہ بن حارث کہتے ہیں: میں نے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عمرہ کیا۔ یہ سیّدنا عمر یا عثمان رضی اللہ عنہما کے دَورِ حکومت کی بات ہے۔ علی اپنی بہن امّ ہانی رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، جب عمرہ سے فارغ ہوئے تو واپس آئے اور غسل کیا تو ان کے پاس اہل عراق کا ایک وفد آیا اور کہا: ابوحسن ہمیں بتائیں کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ترین ہوں جس نے دفن کیا۔ کہا: غلط کہتے ہیں: وہ قثم بن عباس ہیں رضی اللہ عنہ۔ [1]

۞ بہز کہتے ہیں: میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنازے میں حاضر تھا۔ لوگوں نے کہا: ہم آپ پر کیسے نماز پڑھیں......؟ انہوں نے فیصلہ کیا کہ ایک ایک گروہ داخل ہو، چنانچہ وہ دروازے سے داخل ہوتے، نماز پڑھتے اور دوسرے دروازے سے نکل جاتے تھے۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لحد میں اتارا گیا تو اچھی طرح وجود اطہر چھپ نہ سکا۔ کچھ پاؤں کا حصہ باہر رہ گیا تھا، پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اچھی طرح قبر میں داخل کیا گیا۔

مغیرہ رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور ہاتھ سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک چھوئے اور خود قبر میں اترے اور مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے اوپر مٹی ڈال دو، انہوں نے مٹی ڈال دی حتی کہ ان کی پنڈلیوں کے نصف تک پہنچ گئی تو وہ باہر آ گئے۔ اس وجہ سے وہ کہتے تھے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میت مبارک سے تازہ ترین ملا ہوں۔ [2]

۞ سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں بھی ان میں تھا جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کھودی تھی، ہم نے لحدی قبر بنائی تھی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر میں داخل کیا گیا تو کلہاڑا بھی ساتھ گر گیا۔ میں نے کہا: کلہاڑا، کلہاڑا! یعنی وہ گر گیا ہے میں قبر میں داخل ہوا میں نے اپنا ہاتھ لحد پر رکھا اور کلہاڑا نکال لایا۔

اس وجہ سے سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں سب سے آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا ہوا تھا۔ [3]

---

[1] **سندہ صحیح:** سیرت ابن اسحٰق: 87/6، احمد: 1450

تحقیق الحدیث: مقسم ابوالقاسم، مولیٰ عبداللہ بن حارث ہے اسے ابن عباس کا مولیٰ کہا جاتا ہے کیونکہ یہ ان سے چمٹے رہتے تھے یہ صدوق ہے ارسال کیا کرتا تھا۔ (تقریب: 545) اس کا شیخ عبداللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی ابومحمد مدنی امیر بصرہ ہے اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا اس کے باپ اور دادا کو صحبت نبوی حاصل ہے، ثقہ ہے۔ (تقریب: 299)

[2] احمد: 20766

تحقیق الحدیث: ابوعسیب صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔ ان کا شاگرد ابوعمران جونی ہے جس کا نام عبدالملک بن حبیب ازدی یا کندی ہے یہ کنیت سے مشہور ہے۔ ثقہ ہے (تقریب: 362) اور حماد بن سلمہ بن دینار بصری ابوسلمہ ثقہ ہے اور عابد ہے مسلم کا راوی ہے۔ (تقریب: 178)

[3] **حسن:** طبرانی کبیر: 414/20، الاحاد والمثانی: 200/3

تحقیق الحدیث: مجالد کی وجہ سے اس سند میں ضعف ہے۔ مجالد بن سعید بن عمیر ہمدانی کوئی قوی نہیں، آخر عمر میں بدل گیا تھا۔ (تقریب: 520) لیکن شاہد کی وجہ سے یہ حدیث حسن ہے۔

[یاد رہے! زیادہ صحیح اور معتبر روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر پاک سے جدا ہونے والے صحابی قثم بن عباس تھے۔ مسند احمد: 787۔ اسنادہ حسن۔ امام ابن عبدالبر نے الاستیعاب 48/1۔ اور امام حاکم اور ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی مولف کے موقف کی تردید کی ہے]

Marfat.com

صحیح احادیث کی روشنی میں
اللہ رسول محمد
صحیح
سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
سیرۃ النبی کے موضوع پر محدثانہ اسلوب کی حامل اردو زبان کی پہلی کاوش
تالیف
الشیخ دکتور محمد صویانی حفظہ اللہ
ترجمہ
عباس انجم گوندلوی حفظہ اللہ
نظر ثانی و اضافہ
ابو الحسن عبد المنان راسخ حفظہ اللہ
مکتبہ قدوسیہ

Marfat.com